الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیہ طبع پوشید

باہتمام بی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

قیمت

فہرست مضامین پیراہن یوسفی جلد ششم

بعون توفیق موفق انس و جان بہ یمن فضل خلاق زمین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ سخن کی لطافت کو ہی مکتفی جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز ہے کلام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر ششم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان
ملقب بالنگے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی (ملک مالوہ)

در مطبع مسیحائے مریضان جہان منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

دفتر ششم تمہید اول بمقام فقر و فنا

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای حیات دل حسام الدین بسی	میل میجوشد بقسم سادسی
گشت از جذب چو تو علامهٔ	درجهان گردان حسامی نامهٔ
پیش کش میرضایت می کشم	در تمام مثنوی قسم ششم
پیش کش می آرمت ای معنوی	قسم سادس در تمام مثنوی
ششجهت را نور ده زین شش صحف	کی یطوف حوله من لم یطف
عشق را با پنج و با شش کار نیست	مقصد او جز که جذب یار نیست
بو که فیما بعد دستوری رسد	رازهای گفتنی گفته شود
با بیانی کان بود نزدیک تر	زین کنایات دقیق مستتر

اے[1] حیات دل حسام الدین سوا	جوش اٹھتا ہی لکھون حصہ چھٹا
تجھ سے علامہ کی خواہش سے ہوا	یہ حسامی نامہ عالم مین پھرا
نذر کرتا ہون تری بہر رضا	مثنوی کا اپنے یہ حصہ چھٹا
نذر کرتا ہون تری ای معنوی	یہ چھٹا حصہ جو رکھے مثنوی
ششجہت کو نور چھ دفتر سے دے	کہ پھرین گرد اسکے جو نہین پھرے
پانچ چھ سے عشق کو نے کار ہے	مقصد اسکا ہی جو جذب یار ہے
بعدہٗ پہونچے اجازت ہی امید	کہوین جو لائق ہین بس کہنے کے بھید
اس بیان سے ہو کہ جو نزدیک ہے	ان کنایاتون اشاراتون سے دد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید دفتر ششم بمقام فقر و فنا

سلہ[1] اے حیات دل حسام الدین الخ ۸ شعر اے حسام الدین حیات دل جوش سوا اٹھتا ہے کہ چھٹا حصہ لکھون تجھسے علامہ کی خواہش سے یہ حسامی نامہ ہوا اور عالم مین پھرا پس نذر کرتا ہون واسطے رضا کے یہ اپنی مثنوی کا چھٹا قصہ اسے معنوی تیری نذر کرتا ہون یہ چھٹا حصہ جو کہ مثنوی رکھتی ہے چھ دفتر سے نور ششجہت کو دے جو کہ پھرے ہین وہ اس کے گرد پھرین عشق کو پانچ چھ سے کام نہین ہے اس کا مقصد ہے جو جذب یار ہے امید ہے کہ بعدہٗ اجازت پہونچے کہوین کہ جو لائق کہنے کے بھید ہیں اس بیان سے جو کہ نزدیک ان کنایاتون و اشارتون سے ہو یعنی راز عشق کا مین بیان کرون کہ اشارات و کنایات سے وہ نزدیک تر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

راز جز با رازدان انباز نیست ‌ ‌ ‌ راز اندر گوش منکر راز نیست
لیک دعوت وارد است از کردگار ‌ ‌ ‌ با قبول و ناقبول او را چہ کار
نوحؑ نہصد سال دعوت می نمود ‌ ‌ ‌ دمبدم انکار قومش می فزود
ہیچ از قومش عنان واپس کشید ‌ ‌ ‌ ہیچ اندر غار خاموشی خزید
زانکہ از بانگ و علالای سگان ‌ ‌ ‌ ہیچ وا گردد ز راہے کاروان
یا شب مہتاب از غوغای سگ ‌ ‌ ‌ سست گردد بدر را در سیر تگ
مہ فشاند نور و سگ عوعو کند ‌ ‌ ‌ ہر کسے بر خلقت خود می تند
ہر کسی را خدمتی دادہ عطا ‌ ‌ ‌ در خور آن گوہرش در ابتلا
چونکہ نگذارد سگ آن بانگ سقم ‌ ‌ ‌ من مہم سیران خود را کے ہلم
چونکہ سرکہ سرکگی افزون کند ‌ ‌ ‌ پس شکر را واجب افزونی بود
قہر سرکہ لطف ہمچون انگبین ‌ ‌ ‌ کاین دو باشد اصل ہر اسکنجبین
انگبین گر زانکہ کم باشد ز خل ‌ ‌ ‌ اندر آن اسکنجبین آید خلل
قوم بر وی سرکہ ہا بر ریختند ‌ ‌ ‌ نوحؑ را دریا فزون می ریخت قند
قند او را بُد مدد از بحر جود ‌ ‌ ‌ پس ز سرکہ اہل عالم می فزود
واحد کالالف کہ بود آن ولی ‌ ‌ ‌ بلکہ صد قرن است آن عبد العلی
خم کہ از دریا در او راہے بود ‌ ‌ ‌ پیش او جیحونہا زانو زند

راز اثر کرتا نہیں جز رازدان ‌ ‌ ‌ گوش منکر میں ہے راز رائگان
لیک دعوت آئی ہے اللہ سے ‌ ‌ ‌ مانے نہ مانے اُسے کیا کام ہے
نوحؑ نے نوسو برس دعوت کری ‌ ‌ ‌ قوم انکار اُنکی بس کرتی رہی
کوئی بھی اُس قوم سے واپس پھرا ‌ ‌ ‌ غار خاموشی میں کوئی بھی گھسا
کیونکہ شور اور غل سے کتوں کے کوئی ‌ ‌ ‌ کاروان واپس پھرے رہ سے کوئی
یا شب مہتاب سگ کے شور سے ‌ ‌ ‌ آسمان پر بدر گردش کم کرے
نور چھڑکے ماہ سگ غوغو کرے ‌ ‌ ‌ اپنی خلقت پہ ہر اک رغبت رکھے
خدمت ہر اک کو قضا نے کی عطا ‌ ‌ ‌ اُس کے لائق امتحان اُسکا کیا
جو نہ بانگ بد کو سگ چھوڑے ہے اب ‌ ‌ ‌ میں ہوں مہ میں سیر چھوڑوں اپنی کب
جو کہ سرکہ سرکہ میں زیادہ کرے ‌ ‌ ‌ پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے
جیسے قہر سرکہ لطف انگبین ‌ ‌ ‌ کہ یہ دو ہیں رکن ہر اسکنجبین
گر ہو سرکہ سے زیادہ انگبین ‌ ‌ ‌ پر خلل ہو جائے وہ اسکنجبین
قوم ملکر اسپہ سرکہ ڈالتی ‌ ‌ ‌ قند زیادہ کرتا بحر نوحؑ بھی
تھی مدد قند اسکی بحر جود سے ‌ ‌ ‌ قوم کا بڑھتا تھا سرکہ میں وے
ایک ہے مثل ہزار اب وہ ولی ‌ ‌ ‌ بلکہ سو ہے قرن وہ عبد العلی
ایسا خم کہ بحر سے رہ اسمیں ہے ‌ ‌ ‌ جیحون آگے اُسکے زانو طے کرے

سے ۱ راز اثر کرتا الخ ۔ شعر راز بجز رازدان کے اثر نہیں کرتا ہے گوش منکر مین راز رائگان ہے ولیکن دعوت اللہ کی طرف سے آئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے اُسے کیا کام ہے آگے اس کی مثال ہے نوحؑ نے نوسو برس دعوت کی مگر اُنکی قوم انکار کرتی رہی اس قوم سے بھی کوئی واپس پھرا اور غار خاموشی مین کوئی گھسا کیونکہ کتون کے شور و غل سے کوئی کاروان واپس راہ سے پھرتا ہے یا شب مہتاب مین کتون کے شور سے آسمان پر بدر گردش کم کرتا ہے ماہ نور افشانی کرے اور سگ غوغو کرے کہ اپنی خلقت پہ ہر ایک رغبت رکھتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲ سے ۲ خدمت الخ ۵ شعر قضا نے خدمت ہر ایک کو عطا کی اور اُس کے لائق اُس کا امتحان کیا جو آواز بد کو سگ نہین چھوڑتا ہے پس مین ماہ ہون مین اپنی سیر کب چھوڑدون آگے مثال ہے جو کہ سرکہ سرکہ پن زیادہ کرے پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے جیسے کہ قہر سرکہ اور لطف انگبین کہ یہ دونون رکن ہین ہر ایک سکنجبین کے اگر سرکہ سے انگبین زیادہ ہو سکنجبین پر خلل ہو جائے یعنی شان جلالی و شان جمالی کو باہم ساوی ہو جانا چاہیئے کہ مقصد حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۳ سرکہ الخ ۶ شعر ساری قوم سرکہ اُسپر ڈالتی بحر نوحؑ بھی قند زیادہ کرتا اس کے قند کی مدد بحر جود سے تھی ولیکن قوم کا سرکہ پن بڑھتا تھا اب وہ ولی ایک ہے ہزار کے مانند بلکہ سو قرن ہے وہ عبد العلی یعنی جناب رسول مقبول صلعم بحر قند تھے کہ سرکہ کفار کے مقابل مین زیادہ کرتے تھے آگے مثال ہے ایسا خم کہ اس مین دریا سے راہ ہے اُس کے آگے جیحون زانو تہ کرتا ہے خاصکر وہ ایک دریا کہ جو سب دریا نے خود اس مثل تمثیل کو سنا اس شرم سے تلخ منھ اُنکا ہوا کہ نام اعظم نام اصغر سے ملا ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم کہ دریائے ذات سے ملے ہوئے ہیں بلکہ شرمندہ ہین سب انبیا و اولیا اُن کے روبرو زانو تہ کئے ہوئے ہین بلکہ شرمندہ ہین اس بات سے کہ ہمارا نام بھی ان کے نام نبی کے شریک ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خاصه آن دریا که دریا با همه / چون شنیدند آن مثال و دمدمه
شد دهان شان تلخ زین شرم و خجل / که قرین شد نام اعظم با اقل
در قران این جهان با آنجهان / این جهان از شرم میگردد جهان
این عبارت تنگ و قاصر رتبت است / ورنه خس را با اخص چه نسبت است
زاغ در رز نعرهٔ زاغان زند / بلبل از آواز خوش کے کم کند
پس خریدارست هریک را جدا / در مزاد و یفعل الله ما یشا
نقل خارستان غذای آتش است / بوی گل قوت دماغ سرخوش است
گر پلیدی پیش ما رسوا بود / خوک و سگ را شکر و حلوا بود
گر پلیدان این پلیدیها کنند / آبها بر پاک کردن می تنند
در جهانی پر شود از خار و خس / آتش محوش کند در یک نفس
گرچه ماران زهر افشان می کنند / ورچه تلخان مان پریشان میکنند
نحلها بر کوه و کندو و شجر / می نهند از شهد انبار شکر
زهرها هرچند زهرے می کنند / زود تریاقات شان بر میکنند
این جهان جنگست چون کل بنگری / ذره ذره همچون دین با کافری
آن یکے ذره همی پرد بچپ / وان دگر سوی یمین اندر طلب
ذرهٔ بالا و آن دیگر نگون / جنگ فعلی شان ببین اندر رکون
جنگ فعلی هست از جنگ نهان / زین تخالف آن تخالف را بدان

خاص وہ دریا کہ سب پانے جو / خود سنا بس اس مثل تمثیل کو
تلخ منہ اس شرم سے انکا ہوا / کہ معظم نام اصغر سے ملا
اُس جہان سے یہ جہان باہم ملے / یہ جہان بس بھاگ جا آ شرم سے
یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھے / ورنہ نسبت کیا اخص سے خس کو ہے
زاغ انگوری مین بس قین قین کرے / خوش نواسے باز و بلبل کب رہے
پس ہراک کا ہی خریدار اک جدا / حسب خواہش یفعل اللہ ما یشا
نقل خارستان غذا آتش کی ہے / قوت بوئے گل دماغ خوش کی ہے
ہم پلیدی کو بُرا جانے ہین گر / خوک و رسگ کو ہی حلوا و شکر
گر پلید اب یہ پلیدی بس کرین / ابر عزت پاک کرنے پر رکھین
گر جہان پر ہووے خس اور خار سے / محو اک دم مین کرے آتش اسے
سانپ گرچہ زہر افشان بس کرین / گرچہ تلخ ہم کو پریشان کر دین
کھیان کوٹھے و نخل و کوہ پے / جمع کرتی ہین شکر اور شہد سے
کرتے ہین ہر چند زہر اپنے اثر / جلد تریاق اُن کو کردین زود تر
جو تو دیکھے یہ جہان کل جنگ ہے / ذرہ ذرہ مثل کفر و دین کے
ذرہ اک اُڑتا ہے ہو بائیں طرف / دوسرا اندر طلب دائین طرف
ایک ذرہ اعلیٰ اسفل دوسرا / جنگ فعلی دیکھ خواہش ہین جدا
جنگ فعلی ہے بس اک جنگ نہان / اس تخالف سے تخالف وہ عیان

سلہ اس جہان آلخ ے شعر جو یہ جہان اس جہان سے باہم ملے تو یہ جہان بھاگ جائے شرم سے یہ عبارت تنگتر رتبہ رکھتی ہے ورنہ کیا نسبت رکھتی ہے اخص سے خس آگے اس کی مثال زاغ و انگوروں مین قین قین کرے مگر بلبل اپنی خوش نوائی سے باز کب رہے ہر ایک کا ایک خریدار جدا ہے موافق خواہش کے ترجمہ کر فعل کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے نقل خارستان غذا آتش کی ہے اور بوئے خوش باغ بلبل کی ہے اگرچہ ہم پلیدی کو بُرا جانتے ہیں مگر خوک و سگ کو حلوا و شکر ہے اگر پلید اب پلیدی بس کرین ولیکن ابر پاک کرنے پر عزت رکھتے ہیں یعنی ہر ایک شئے ہر شخص کے لائق ہے پس اگر عبارت مثنوی کی اگر وصف جناب رسول مقبول صلعم کا بیان کرتی ہین لیکن خس تک لائق اخص تے ہے کہ اس کو بیان کر سکے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اگر جہان پر آلخ ۸ شعر اگر جہان خس و خار سے پُر ہووے مگر آتش اُسے ایک دم میں محو کر دے اگرچہ سانپ زہر افشانی کرین اگرچہ تلخ ہم کو پریشان کرین جو کہ کوٹھے و نخل و کوہ پر شہد و شکر سے جمع کرتے ہین زہر ہر چند اپنے اثر کرتے ہین مگر تریاق جلد اُن کو دور کر دیتے ہین اگر تو دیکھ کہ یہ جہان کل جنگ ہے اور تمام مثل کفر و دین کے جو ایک ذرہ اُڑتا ہے بائین طرف اور دوسرا طلب میں دائین طرف ذرہ آسمان کو دوسرا اسفل کو جنگ فعلی دیکھ خواہش مین جنگ فعلی ایک جنگ پوشیدہ ہے اس تخالف سے وہ تخالف ظاہر یعنی فعل خواہش مین تخالف ہے کہ فعل ظاہر وہ خواہش پوشیدہ ہے مگر فعل سے خواہش ظاہر ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ذره کو محو شد در آفتاب جنگ او بیرون شد از وصف و حساب
چون ز ذره محو شد نفس و نفس جنگش اکنون جنگ خورشید است و بس
رفت از وی جنبش و طبع و سکون از چه از انا الیه راجعون
ما به بحر نور خود راجع شویم در رضاع اصل مسترضع شدیم
در فروع راه می ماند ز غول لاف کم زن از اصول بے اصول
جنگ ما و صلح ما در نور عین نیست از ما هست بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول درمیان جزوها حربیست هول
این جهان زین جنگ قائم می بود در عناصر در نگر تا حل شود
چار عنصر چار استون قویست که بر ایشان سقف دنیا مستویست
هر ستونی اشکننده آن دگر استن آب اشکننده آن شرر
پس بنای خلق بر اضداد بود لاجرم جنگی شدند از ضر و سود
هست احوالت خلاف یکدگر هر یکی با هم مخالف در اثر
چونکه هر دم راه خود را میزنی با دگر کس سازکاری چکنی
فوج لشکرهای احوالت ببین هر یکی با دیگری در جنگ و کین
می نگر در خود چنین جنگ گران پس چه مشغولی بجنگ دیگران
تا مگر زین جنگ حقت وا خرد در جهان صلح یکرنگت برد

جو ہوا وہ ذرہ محو آفتاب جنگ اس کا نہ رکھے وصف و حساب
محو ذرہ کا ہوا نفس و نفس جنگ اسکا جنگ خورشید اب ہے بس
پس گئی اس سے وہ جنبش اور سکون باعث انا الیہ راجعون
ہم ہوئے راجع سو بحر نور یار شیر اصلی سے ہوئے ہم شیرخوار
شاخ رہ مین تو بنا بگرد غول شیخی مت کر یا اصول بے اصول
صلح و جنگ اپنی ہے اندر نور عین ہم سے نا اور ہے وہ بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول ہے جزون کے درمیان یہ جنگ ہول
یہ جہان قائم ہے بس اس جنگ سے دیکھ عناصر مین کہ تا حل ہو تجھے
چار کھم ہین چار عنصر کے کھڑے کہ تھمی انپر یہ چھت دنیا کی ہے
ایک کھم ہے دوسرے کو توڑتا آب کا کھم توڑتا ہے آگ کا
پس بنا تھی خلق کی اضداد پے جنگ کرنے نفع نقصان کیلیے
حال تیرے ہین خلاف یکدگر ہے ہر اک باہم مخالف با اثر
جو تو ہر دم مارے اپنی راہ کو دوسرونکا کب بنے تو چارہ جو
فوج لشکر حال خود کے دیکھ تو کہ ہے ہر ایک دوسرے سے جنگجو
دیکھ خود مین ایسی بھاری جنگ مین دوسرونکی کیون ہے شاغل جنگ مین
تا چھڑا لے تجکو حق اس جنگ سے صلح دیگر جنگی لیجائے تجھے

سے ۵۱ جو ہوا الخ ۵ شعر وہ ذرہ محو آفتاب ہوا اس کا جنگ وصف اور حساب نہین رکھتا ہے مثل نفس ذرہ کا محو ہوا اس کا جنگ خورشید کا جنگ ہے پس اس سے وہ جنبش و سکون گئی بباعث انا الیہ راجعون کی کہ ہم راجع ہوئے طرف دریاے نور کے اور شیر اصلی سے ہم شیرخوار ہوئے پس تو شاخ راہ مین بگرد غول سے بنا شیخی مت کر یا اصول بے اصل ہے یعنی اے عالم ہم تو بسبب راجع ہونے بحر نور کے اپنی اصل کو پہونچے اور تو بھروسہ پر علم اصول کے اصل سے حرمان نصیبی مین پڑا باقی حال اس کے آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۵۲ صلح و جنگ الخ ۲ شعر اپنی صلح و جنگ نور عین مین اور ہم سے نہین ہے وہ ہے بین الاصبعین سے یعنی وہ صلح و جنگ خدا کی طرف سے ہے ہم سے نہین ہے جنگ فعلی و جنگ طبعی و قول درمیان جزون کے ہے ایک جنگ دہشت ناک یہ جہان اس جہان سے قائم ہے عناصر مین دیکھ کہ تجھے حل ہووے چار عنصر کے چار کھمبے کھڑے ہین کہ انپر یہ چھت دنیا کی تھمی ہے ایک کھمبا دوسرے کو توڑتا ہے پس خلق کی بنا اضداد پر تھی کہ جنگ کرتے نفع و نقصان کے لیے تیرے حال مین خلاف ایک دوسرے سے کہ ہر ایک باہم ہے اور اثر مین مخالفت ہے یعنی بنا اس دنیا کی اضداد پر ہے کہ ظاہر موافق و اثر مین مخالفت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۵۳ جو تو ہر دم الخ ۶ شعر تو ہر دم مارتا ہے اپنی راہ کو پس دوسرون کا چارہ جو تو کب بنے تو اپنے حال کی فوج لشکر کو دیکھ کہ ہر ایک دوسرے سے جنگجو ہے تو خود مین دیکھ کہ ایسی بھاری جنگ مین اور پس دوسرون کی جنگ مین تو کیون شاغل ہے تا کہ حق تجھکو چھڑا دے جنگ سے اور صلح مین تجھے لیجاوے وہ جہان باقی و آباد ہے کیونکہ اس کی ترکیب اضداد سے نہین ہے اور یہ جہان فانی ضد سے آتی ہے ضد سدا جو فنا ہو دوسے بجز بقا کے نہو وسے یعنی یہ جہان اضداد سے بنا ہے اسواسطے فانی ہے اور وہ جہان اضداد سے نہین ہے اسواسطے وہ باقی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن جہان جز باقی و آباد نیست	زانکہ ترکیب وی از اضداد نیست	وہ جہان باقی ہے اور آباد ہے	کیونکہ ترکیب اسکی نے اضداد ہے
این تفانی این ضد آید ضد را	چون نباشد ضد نبود جز بقا	یہ ہے فانی ضد سے آئی ضد سے	جو نہووے ضد نہووے جز بقا
نفی ضد کرد از بہشت آن نظیر	کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر	نفی[1] ضد کی خلد سے ہی بے نظیر	کہ نہ شمس ہووے نہ ضد اسکی زمہریر
ہست بیرنگی اصول رنگہا	صلحہا باشد اصول جنگہا	کیونکہ بے رنگی اصول رنگ ہے	اور صلح کل اصول جنگ ہی
آن جہانست اصل این پر غم وثاق	وصل باشد اصل ہر ہجر و فراق	وہ جہان ہے اصل یہ غم سے بھرا	وصل ہووے اصل ہر اک بے نوا
این مخالف از چہ آید وز کجا	از چہ زاید وحدت این اضداد را	یہ تخالف کان سے آیا کس لیے	وحدت ان اضداد مین کس راہ سے
زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل	خوی خود در فرع کرد ایجاد اصل	کیونکہ ہم ہین شاخ و چار اضداد اصل	اصل کی ہے شاخ مین خو اپنی وصل
گوہر جان چون ورای فصلہاست	خوی آن این نیست خوی کبریاست	گوہر جان فصل سے ہے جو سوا	یہ نہ خو اُس کی ہے خوے کبریا
جنگہا بین کان اصول صلحہاست	چون نبی کہ جنگ او بہر خداست	دیکھ[2] جنگ اب وہ کہ اصل صلح ہے	جو نبی کے وہ لڑین حق کے لیے
طرفہ آن جنگی کہ اصل صلحہاست	شاد آن کاین جنگ او بہر خداست	جنگ عجب وہ ہے کہ اصل صلح ہے	وہ ہین خوش جنگ انکی حق کیواسطے
غالبست و چیر بر ہر دو جہان	شرح این غالب نگنجد در دہان	دونون عالم پر ہین غالب اور در	شرح اس غالب کی نہ ہووے اگر
آب جیحون را اگر نتوان کشید	ہم ز قدر تشنگی نتوان برید	آب جیحون کا اگر پی نے سکے	چھوڑ قدر تشنگی بھی نے سکے
گر شدی عطشان بحر معنوی	فرجہ‌ای کن در تمام مثنوی	تشنہ بحر معنوی کا تو ہے گر	پس تمام مثنوی مین سیر کر
فرجہ کن چندانکہ اندر ہر نفس	مثنوی را معنوی دانی و بس	سیر کر اتنی کہ اندر ہر نفس	مثنوی کو معنوی جانے تو بس
باد کہ را ز آب جو چون وا کند	آب یکرنگی خود پیدا کند	باد خس سے آب جو صافی کرے	آب پیدا اپنی اک رنگی کرے
شاخہای تازۂ مرجان ببین	میوہ ہای رستہ ز آب جان ببین	شاخ[3] سرخ و تازۂ مرجان کو دیکھ	میوہ ہاے پیدا آب جان کو دیکھ

نفاق

[1] نفی ضد کی الخ ٦ شعر ضد کی نفی جنت سے کرے نہ کہ شمس ہو اور زمہریر اسکی ضد ہو کیونکہ بیرنگی اصول رنگ ہے اور اصول جنگ کی صلح کل ہے وہ جہان اصل ہے اور یہ غم سے بھرا ہے جو جدا ہو تو اصل سے واصل ہو تو یہ تخالف کہان سے آیا اور کسواسطے اور وحدت ان اضداد مین کس راہ سے ہے کیونکہ ہم شاخ ہین اور چار اضداد اصل ہین اصل نے شاخ مین اپنی خو داصل کی ہے۔ گو ہر جان جو فصل سے ہوا ہے یہ خو اسکی نہین ہے خو حق کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دیکھ جنگ الخ ٢ شعر اب وہ جنگ دیکھ کہ اصل صلح ہے نبی کے مانند وہ حق کے واسطے لڑتے ہین وہ عجیب جنگ ہے کہ اصل صلح وہ خوش ہین کہ انکی جنگ حق کے واسطے ہے وہ دونون عالم پر غالب ہین اور دہان مین گرا اُس غلبہ کی شرح نہین ہوتی ہے آب جیحون کا اگر پی نہ سکے تو بقدر تشنگی بھی چھوڑ نہ سکے اگر تشنہ بحر معنوی کا ہے پس کل مثنوی کی سیر اسقدر سیر کر کہ ہر دم مین مثنوی کو تو معنوی جانے اگر ہوا جس سے آب جو کو صاف کرے آب اپنی یکرنگی پیدا کرے یعنی اگر بیان تمام و کمال ان اضداد کا نہین کر سکتے تو سیر اس مثنوی کی بزم کر کہ معنوی کو کل تو معنوی جاننے لگے اور دل تیرا صاف ہوجائے کہ نور یکرنگی کا پیدا ہوجائے اور اسرار مکاشفہ ہوویے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] شاخ سرخ الخ، شعر شاخ سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ اور میوہ پیدا آب جان کو دیکھ یعنی بحالت صفائی قلب دل و جان کو باطل مین مشاہدہ کر جب دم حرف و صوت سے جدا ہووے وہ سب کچھ چھوڑے اور ایک دریا ہوئے حروف کہنے والا اور سننے والا اور حرف تینون ایک ہو وین اسمین یعنی جب کہ دمی اس طالب کے محو ہو جاوے اُسوقت ظاہر و باطن اُسکی نظر مین ایک ہوجاویگا آگے اسکی مثال ہے نان دینے والا اور نان لینے والا اور نان پاک صورت سے صاف ہو کر خاک ہووے ولیکن اُن تینون کا اپنی جا پر یعنی ہوا ہم مراتب ہے ہم تمیز منیٰ ہووے صورت خاک ہوئی ولیکن معنی مین جو کوئی کہے کہ تو کہ نہین عالم ارواح مین یہ تینون منتظر ہین کہ کیا حکم کرتا ہے وہ دانائے سر یعنی حرف و صوت و خال صورت تینوں کی بظاہر فنا ہوتی ہے ولیکن عالم ارواح مین وہ تینون قائم رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون ز حرف و صوت و دم یکتا شود / آن همه بگذارد و دریا شود
حرف گوی و حرف نوش و حرفها / هر سه جان گردند اندر انتها
نان دهنده و نان ستان و نان پاک / ساده گردند از صور گردند خاک
لیک معنی شان بود در سه مقام / در مراتب هم ممیز هم مدام
خاک شد صورت ولی معنی نشد / هر که گوید شد تو گویش نے نشد
در جهان روح هر سه منتظر / گه ز صورت هارب و گه مستقر
امر آید در صور رو در رود / باز هم ز امرش مجرد می شود
پس له الخلق و له الامرش بدان / خلق صورت امر جان راکب بر آن
راکب و مرکوب در فرمان شاه / جسم بر درگاه جان در بارگاه
چونکه خواهد کاب آید در سبو / شاه گوید جیش جان را کار کبو
باز جانها را چو خواند بر علو / بانگ آید از نقیبان کانزلوا
بعد ازین باریک خواهد شد سخن / کم کن آتش هیزمش افزون مکن
تا نجوشد دیگهای خرد زود / دیگ ادراکات خرد است و فرود
پاک سبحانی که سیبستان کند / در عمام حرف شان پنهان کند
زین عمام و صوت حرف و گفتگو / پرده کز سیب ناید غیر بو
باری افزون کش تو این بو را بهوش / تا سوی اصلت برد بگرفته گوش
بو نگهدار و بپرهیز از زکام / تن بپوش از باد و بود سرد عام
تا که نیندایدمشامت از اثر / ای هواشان از زمستان سردتر
چون جماد و فسرده تن شگرف / می جهد انفاس شان از تل برف

دم جو حرف و صوت سے ہووے جدا / چھوٹے وہ سب کچھ ہو اک دریا تما
حرف گو اور حرف شنوا حرفہا / تینوں اک جا ہووین اندر انتہا
نان دہ اور نان ستان و نان پاک / صاف بس صورت سے ہو کر ہوئین خاک
لیک انکا معنی تینوں جا پہ ہو / ہم مراتب ہم تمیز اندر ہو وہ
خاک ہوئی صورت پر معنی نہین / جو کہے کہ ہو تو کہہ یعنی نہین
روح کے عالم مین تینوں منتظر / حکم کیا کرتا ہے وہ داناے سر
حکم ہو صورت مین جاتا ہے وہ / پھر مجرد حکم سے ہوتا ہے وہ
پس لہ الخلق لہ الامر اسکا جان / خلق صورت ہی و راکب امر جان
راکب و مرکب ہے حکم شاہ مین / جسم دروازے پہ جان درگاہ مین
چاہے جو کہ آئے آب اندر سبو / لشکر جان کو رکھے شہ کار کبو (سوار ہو تم)
پھر بلائے جان کو سوے علو / دے نقیب آواز اسکو کانزلوا (اترو تم)
بعدہ باریک بات ہو جائے گی / آگ کم کر مت بڑھا ایندھن ابھی
تا ابل جائے نہ جلدی خرد دیگ / کہ ہے ادراکوں کی تیری خرد دیگ
جان کا مالک کہ سیبستان کرے / انکو ابر حرف مین پنہان کرے
ابر حرف و صوت سے پردہ رکھے / کہ سوائے بو نہ آئے سیب سے
سونگھ تو اس بو کو زیادہ ہوش سے / تا وہ سوے وصل لیجائے تجھے
بو نگہ رکھ اور زکام آنے نہ دے / تن چھپا ہستی کی باد سرد سے
تا دماغ اندر نہ تیرے ہو اثر / ای ہوا جاڑے سے انکی سرد تر
تن ہین مانند جماد اور ہین جمے / سانس نکلے انکے ٹیلہ برف سے

سلہ حکم ہو الخ ۶ شعر بعدہ حکم ہو کہ صورت مین جا پس وہ حکم سے مجرد ہوتا ہے پس ترجمہ آگاہ ہو کہ عالم خلق و عالم خدا کے واسطے ہے خلق صورت ہے و راکب اس کا امر جان ہے و مرکب امر شاہ مین ہے جو چاہے یہ کہ آب آئے سبو مین لشکر جان کو شاہ کہے سوار ہو تم پھر جان کو طرف اعلےٰ کے ندا کے نقیب آواز دے اس کو اترو تم بعدہ بات باریک ہو جائے گی آتش کم کر اور ایندھن مت بڑھا یعنی حق تعالیٰ جان کو اپنی جانب بلاتا ہے اور پھر صبح کو جانب جسم کے بھیجتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تا ابل جائے الخ ۷ شعر تا ایک خرد دیگ جلدی نہ ابل جائے کہ تیری دیگ ادراکوں سے خرد ہے جان کا مالک کہ سیبستان کرے اور ان کو ابر حرف مین پوشیدہ کرے ابر پردہ حرف صوت سے رکھے کہ سواے بو کے سیب سے نہ آئے تو اس بو کو سونگھ زیادہ ہوش سے تاکہ وہ وصل کی جانب تجھے لیجائے بو کو سونگھ رکھ اور زکام کو آنے مت دے اور تن چھپا ہستی کی باد سرد سے تاکہ تیرے دماغ مین اثر نہ ہووے اے تو ان کے جاڑے سے سرد تر ہوا تن مانند جماد کے جمے ہوئے ہین اور ان کی سانس نکلے ٹیلہ برف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ آگاہ ہو کہ عالم خلق عالم امر خدا کے واسطے ہین ۱۲

چون زمین زین برف در پوشد کفن تیغ خورشید حسام الدین بزن
هین برآر از شرق سیف الله را گرم کن زان شرق این درگاه را
برف را خنجر زند آن آفتاب سیلها ریزد ز کهها بر تراب
زانکه لاشرقی و لاغربیست او با منجم روز و شب حربیست او
که چرا جز من نجوم بی هدی قبله کردی از لئیمی و دغا
ناخوشت آید مقال آن امین در نبی که لا احب الآفلین
از قزح در پیش مه بستی کمر زان همه ترسی ز وانشق القمر
منکری این را که شمس کورت شمس پیشت هست عالی مرتبت
از ستاره دیده تصریف هوا ناخوشت آید اذا النجم هوی
خود مؤثرتر نباشد مه ز نان ای بسا نانی که ریزد عرق جان
خود مؤثرتر نباشد زهره ز آب ای بسا آبی که کرد او تن خراب
مهر او در جان تست و پند دوست می‌زند بر گوش تو بیرون پوست
پند ما در تو نگیرد ای فلان پند تو ما در نگیرد این بدان
جز مگر مفتاح خاص آید ز دوست که مقالید السموات آن اوست
این سخن همچون ستاره است و قمر لیک بی فرمان حق ندهد اثر
این ستاره بی جهت تأثیر او می‌زند بر گوشهای وحی جو
که بیایید از جهت تا بی جهات تا نگیرد مر شما را گرگ مات
آنچنان که لمعهٔ درپاش اوست شمس دنیا در صفت خفاش اوست
هفت چرخ ازرقی در رق اوست پیک مه اندر تب و در دق اوست

جو کفن[1] پہنے زمین برف دار تیغ خورشید حسام الدین کی مار
کر عیان مشرق سے سیف اللہ کو گرم کر اس شرق سے درگاہ کو
مارے خنجر برف کو وہ آفتاب خاک پر جاری کرے کوہوں سے آب
کیونکہ لاشرقی و لاغربی ہے وہ رات دن لڑتا نجومیوں سے وہ
کیونکہ انجم بے ہدی کو تجھ سوا قبلہ جانا از رہ مکر و دغا
تم کو ناخوش آئے وہ قول امین درج قرآن لا احب الآفلین
پس قزح سے پیش مہ باندھے کمر کیونکہ وہ ڈرتا ہے انشق القمر
منکر اسکا تو کہ شمس کورت شمس تیرے آگے عالی مرتبت
دیکھا انجم سے ہے تصریف ہوا تجکو ناخوش ہوا اذا النجم ہوی
خود نہ مؤثر تر ہو مہ نان سے ای بہت نان عرق ڈالے جان سے
نے مؤثر تر ہو زہرہ آب سے ای بہت پانی کہ تن ویران کرے
مہر اس کی جان کے اندر تو رکھے دوستوں کی پند رکھے کان پے
نے ہماری پند اثر تجھ میں کرے پند تیری کب اثر ہم میں رکھے
شاید آئے خاص کنجی دوست سے کہ مقالید السموات اسکی ہے
یہ سخن ہے مثل نجم اور قمر لیک بے حکم خدا کب دے اثر
یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو وحی جو کے کان پے مارے ہے وہ
کہ جہت سے آؤ سوے بے جہات تا تمہارے کو نہ بچھاڑے گرگ مات
وہ چمک میں اسطرح درپاش ہے شمس دنیا وصف میں خفاش ہے
چرخ ساتون اسکے تابعدار ہیں مہ کا قاصد اسکی دوڑ و دھوپ میں

[1] جو کفن پہنے الخ ۲ شعر جب زمین کفن پہنے برف کا تو تیغ حسام الدین کی مار شرق سے عیان کر سیف اللہ کو اور اس مشرق سے گرم کر درگاہ کو آفتاب خنجر مارے برف کو اور خاک پر کوہوں سے آب جاری کرے کیونکہ لاشرقی ولاغربی وہ ہے اور رات دن وہ نجومیوں سے لڑتا ہے کیونکہ انجم بے ہدی کو تیرے سوا قبلہ جانا از راہ مکر و دغا کے وہ قول امین تم کو ناخوش آئے کہ قرآن میں درج ہے ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں ڈوبنے والے کو یعنی خدا وند عالم معنی پیدا کرتا ہے اور پردہ حروف میں چھپاتا ہے تو معرفت حاصل کرنا کہ وہ تجکو بجائے وصل کے لیجائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پس قزح سے الخ ۔ شعر آگے ماہ کے قزح سے باندھے کیونکہ ڈرتا ہے انشق القمر سے تو اسکا منکر ہے کہ آفتاب تیرہ ہوگا اور تیرے آگے وہ عالی مرتبہ ہے تو نے دیکھا کہ انجم سے تصرف ہوا ہے اور تجکو ناخوش ہوا والنجم ہوی یعنی ماہ سے مؤثر تر ہو نان سے ای بہت نان جان سے عرق ڈالتی ہے زہرہ مؤثر نہ ہو آب سے ای بہت آب ہے کہ تن ویران کرتا ہے تو اندر جان کے اسکی محبت رکھتا ہے اور دوستوں کی تو پند رکھتا ہے کان پر ہماری پند تجھ میں اثر نہیں کرتی ہے اور بس تیری پند ہم میں اثر کب رکھے یعنی تجکو خواہشات نان و آب کی از بس ہے پس تو نصیحت دوستوں کی کب سنتا ہے باقی مال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] شاید آئے الخ ۔ شعر شاید دوست سے خاص کنجی معرفت کی آئے کہ مقالید السموات اسکی ہے یہ سخن مثل نجم و قمر کے ہے ولیکن بغیر حکم خدا کے اثر کب دے یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو کان پر وحی جو کے مارتا ہے کہ جہت سے جانب بے جہات آؤ تاکہ تمکو گرگ مات نہ پچھاڑے پس وہ ستارہ چمک میں اس طرح درپاش ہے کہ شمس دنیا وصف میں خفاش ہے ساتوں چرخ اسکے تابعدار ہیں اور ماہ قاصد اسکی دوڑ دھوپ میں یعنی یہ ستارہ سخن کا روشن تر ہے وحی جو کے کان پر اثر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۔ [4] مشرق کا تثنیہ ۱۲ [5] جس وقت ستارے تیرہ ہوں ۱۲ [6] نہ طلوع نہ غروب

زهره چنگ مسئلت بروی زده	مشتری با نقد جان پیش شده	زہرہ کرتا اس سے ہے بس التجا	مشتری با نقد جان آگے بڑھا
در هوای پای بوس او زحل	لیک خود را می نه بیند آن محل	خاہش پابوس میں اُسکے زحل	لیک اُس نے دیکھا نے اپنا محل
دست با مریخ چندین جست از و	وان عطارد صد قلم بشکست از و	نفع ڈھونڈھا اس سے بس مریخ نے	سو قلم ٹوٹے دبیر چرخ کے
با منجم این همه انجم بجنگ	کای رها کرده تو جان بگزیده رنگ	کرتے ہیں انجم منجم سے یہ سب	جان چھوڑی و رہا صورت پہ جب
جان ما بیست و ما بهٔ نقش و در قوم	کوکب سر فکر او جان نجوم	جان ہے وہ اور ہم ہیں نقش توہم	ہے کوکب فکر کا جان نجوم
فکر کو آنجا همه نور ست پاک	بهر تست این لفظ و فکر ای فکرناک	کان ہے فکر اُس جا ہے بالکل نور پاک	فکر ہے تیرے لئے اے فکرناک
هر ستاره خانه دارد بر علا	هیچ خانه در نگنجد نجم ما	ہر ستارہ رکھے خانہ چرخ پے	نے سماتا گھر میں میرا انجم ہے
جان بے سود رمکان کی در رود	نور نامحدود را حد کے بود	بے جہت جان کب مکان میں جائے گا	نور نامحدود کی کب ہووے حد
لیک تمثیلی و تصویری کنند	تا که در یابد ضعیفی دردمند	لیک تشبیہ اور تمثیلیں کہیں	تا ضعیف العقل سکو پا سکیں
مثل نبود لیک آن باشد مثل	تا کند عقل مجمد را گسیل	مثل نے ہو لیک ہے وہ مثال	تا کہ عقل منجمد ہووے فعال
عقل سر تیز ست لیکن پای سست	زانکه دل ویران شدست و تن درست	عقل ہے سر تیز لیکن پا ہی سست	کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست
عقل شان در نقل دنیا پیچ پیچ	فکر شان در ترک شهوت هیچ هیچ	عقل اُنکی پیچ دنیا کے ہے پیچ	فکر اُنکی ترک شہوت میں ہے ہیچ
صدر شان وقت دعوی همچو شرق	صبر شان وقت تقوی همچو برق	وقت دعوی سینہ اُنکا مثل شرق	وقت تقوی صبر اُنکا مثل برق
عالمی اندر هنرها خود نماست	همچو عالم بے وفا وقت وفاست	ہے ہنر میں ایک عالم خود نما	مثل عالم بے وفا وقت وفا
وقت خود بینی نگنجد در جهان	در گلو و معده گم گشته چو نان	نے خودی سے اُسکے اندر ہو جہان	حلق و معدہ میں ہوا گم مثل نان

ف۱ زہرہ الخ ۷ شعر زہرہ اس کی التجا کرتا ہے اور مشتری نقد جان سے آگے بڑھتا ہے زحل خواہش پابوس میں اس کی ہے لیکن اس نے اپنا محل نہیں دیکھا ہے مریخ نے اس سے نفع ڈھونڈھا اور سو قلم دبیر چرخ کے ٹوٹے یہ سب انجم منجم سے لڑتے ہیں کہ جان کو چھوڑ و اور صورت پر رہا وہ جان ہے اور ہم سب نقش و وہم ہیں اس کی فکر کا ستارہ نجوم کی جان ہے اس جا فکر کہاں بالکل نور پاک ہے تیرے لئے اے فکرناک ہر ایک ستارہ چرخ پر خانہ رکھتا ہے میرا انجم گھر میں سما نہیں سکتا یعنی نجم ستاروں کی صورت پر نظر رکھتے ہیں مگر ستارۂ سخن کو نہیں جان سکتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ بے جہت الخ ۶ شعر جان بے جہت کب مکان میں جاتی ہے اور نامحدود کب حد رکھتا ہے ولیکن تشبیہ و تمثیل ہیں کہتے ہیں تا ضعیف العقل اُس کو پا سکیں مثل نہیں ولیکن وہ مثال ہو وے تا کہ عقل منجمد فعل کرنے والی ہو عقل سر تیز ہے ولیکن پا سست کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست اُنکی عقل نقل دنیا میں پیچ در پیچ ہے اور فکر اُنکی ترک شہوت میں ہیچ ہے وقت دعوی کے اُنکا سینہ مثل شرق کے اور وقت تقوی کے اُنکا صبر مثل برق کے ہے یعنی جان بے جہت کب مکان میں آسکے ولیکن مثالوں میں کہیں ضعیف العقل اس کو پا سکیں یعنی معقولات کا حال محسوسات میں کب بیان ہو سکے تمثیل و مثال میں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ ہے ہنر میں الخ ۷ شعر ہنر میں ایک عالم خود نما ہے اور وقت وفا کے مثال عالم کے بیوفا ہے خودی سے آ نہیں سکتا ہے جہان حلق و معدہ میں گم ہو سب مثال نان کے اُن کے لئے یہ تمام اوصاف نیک ہوں جو کہ خوبی نیک ہوں وہ بدتر ہو ویں اگرچہ نخوت کنندہ مسیح کی کے ہے جو وہ جان سے ملی ... سے جو جمادی کہ نبات میں ملے اس کی قیمت سے تخل حیات کا اُگے اور جو نباتی کہ وہ جان سے ملے وہ خضر کے مانند آب حیات ... جو ... جانان سے ملے وہ عمر بے پایان میں سامان رکھے یعنی عبادت بدنام ... کے جان طالب میں بالکل خود ... ہو جانی ... چنانچہ آگے اس کی مثال میں سوال سائل کا و وعظ سے بیان ہے فافہم

این ہمہ اوصاف شان نیکو شود	بد نماند چونکہ نیکو جو شود	یہ تمام اوصاف انکے نیک ہوں	بد نہ ہوویں جو کہ خو سے نیک ہوں
گر منی گندہ بود ہمچون منی	چون بجان پیوست گردد روشنی	گندہ نخوت گرچہ ہے مثل منی	جو ملے وہ جان سے ہووے روشنی
ہر جمادی کو کند رو در نبات	از درخت بخت او روید حیات	جو جمادی کہ ملے اندر نبات	نخل قسمت سے اُگے اسکی حیات
ہر نباتی کو بجان روی آورد	خضروار از چشمۂ حیوان خورد	جو نباتی کہ ملے وہ جان سے	خضر سان وہ آبحیوان سے چکھے
باز جان چون روی سوی جانان نہد	رخت را در عمر بے پایان نہد	جو کہ پھر وہ جان جانان سے ملے	عمر بے پایان میں وہ سامان کہے

سوال کردن سائلے از واعظے کہ مرغی بر سر بارو نشست از سر و دم او کدام فاضل تر است

سوال کرنا ایک سائل کا واعظ سے کہ ایک مرغ جو فصیل شہر پر بیٹھا تھا اُسکا بہتر سر ہے یا دم اسکی

واعظے را گفت روزی سائلے	کای تو منبر را سنی تر قائلے	ایک دن واعظ سے سائل یوں کہے	کہ تو قابل تر ہے منبر کے لئے
یک سوالستم بگو ای ذو لباب	اندرین مجلس سوالم را جواب	ہے سوال اک میرا اب ہو کامیاب	دے اسی مجلس میں تو اسکا جواب
بر سر بارو یکی مرغی نشست	از سر و دمش کدامین بہتر است	مرغ بیٹھا ہے فصیل شہر پے	سر و دم سے اُسکے بہتر کون ہے
گفت گر رویش بشہر و دم بدہ	روی او از دم او میدان کہ بہ	بولا گر منھ سوئے شہر و دم بدہ	منھ کو دم سے جانتا بہتر تو رہ
ور سوی شہرست دم رویش بدہ	خاک آن دم باش و از رویش بجہ	شہر کی جانب اگر دم ہے کی ہے	بہتر اُسکی دم ہے اُسکے منھ سے
مرغ را پر می برد تا آشیان	پر مردم ہمت است ای مردمان	آشیان تک مرغ کو پہونچائے پر	آدمی کا پر ہے ہمت ای بشر
عاشقی کالودہ شد در خیر و شر	خیر و شر منگر تو در ہمت نگر	خیر و شر مین جو ہے عاشق مبتلا	خیر و شر مت دیکھ لکھو ہمت سدا
باز اگر باشد سپید و بی نظیر	چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر	باز گر ہووے سفید و بے نظیر	اور چوہے مارے تو ہووے حقیر
ور بود چغدی و میل او بشاہ	او سر بازست منگر در کلاہ	گر ہے اُلّو اور ہے خواہان شاہ	میر باز اک ہے نہ دیکھ اسکی کلاہ
در ہمی شیری خورد از مردہ خر	سگ بود او شکل شیری کم نگر	ایسے ہی گر شیر کھاے مردہ خر	سب ہے وہ کُتّا اور نہین ہے شیر نر
ور پلنگ و گرگ را افگند سگ	شیر میدان مرد را بی ریب و شک	گرگ چیتے کو اگر مارے وہ سگ	شیر جانو اُس کو بے شبہ و شک

س۱ ایک دن آخ ۵ شعر ایک سائل نے واعظ سے کہا کہ تو منبر کے ہمیشہ قابل تر ہے۔ اب میرا ایک سوال ہے اس مجلس مین اسی وقت جواب دے ایک مرغ فصیل شہر پر بیٹھا ہے سر دم سے اُس کی کون بہتر ہے واعظ نے کہا کہ اگر منھ طرف شہر کے دوم جانب دہ کے ہے پس منھ کو دم سے بہتر جانتا رہ اور اگر شہر کی جانب اُس کی دم ہے تو اُس کی دم بہتر ہے اُس کے منھ سے آگے اس کے حقائق ہین۔

س۲ آشیان تک آخ ۶ شعر مرغ کو آشیان تک پر پہونچاتا ہے اور آدمی کا پر ہمت ہے جو کہ عاشق خیر و شر مین مبتلا ہے تو خیر و شر مت دیکھ اور ہمیشہ ہمت کو دیکھ یعنی ہمت انسان کی اگر اپنی اصل کی جانب ہے تو وہ بہتر ہے اگر دنیا کی جانب ہے وہ بدتر ہے آگے اس کی مثال ہے باز اگر سفید و بے نظیر ہووے اور چوہے مارے تو وہ حقیر ہووے اگر اُلّو ہے اور بادشاہ کا خواہان ہے وہ ایک امیر باز ہے اُس کی کلاہ مت دیکھ ایسے ہی اگر شیر مردہ خر کھائے وہ کتا ہے اور شیر نر نہین ہے اگر وہ سگ گرگ و چیتے کو مارے اُس کو تم بے شبہ و شک شیر جانو اس کے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

آدمی بس شد زیک مشت گل	برگذشت از چرخ واز کوکب بدل	مشت گل سے آدمی پیدا ہوا	دل کی رہ سے نجم گردون پر گیا
آدمی بر قدر یک طشت خمیر	برفزود از آسمان واز اثیر	طشت آٹے کی بقدار آدمی	کرۂ گردون سے رکھے برتری
هیچ کرمنا شنید این آسمان	که شنید این آدمی پر غمان	اور کبھی گردون نے کرمنا سنا	که سنا اس آدمی نے برملا
بر زمین و چرخ عرضه کرد کس	خوبی عقل و عبارات و هوس	اور زمین و چرخ پر ظاہر کیا	بس کسی نے خوبی عقل و ہوا
جلوه کردی هیچ تو بر آسمان	خوبی روی و اصابت در گمان	جلوہ گردون پر کیا ہے تجھ سوا	خوبی رو و فکر محکم نے بھلا
پیش صورتهای حمام ای پسر	عرضه کردی هیچ سیم اندام بر	صورتون حمام کے آگے پسر	خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر
بگذری زان نقشهای همچو حور	خلوت آری با عجوزی نیم کور	نقش مثل حور سے گذرا تو ہی	زال بدصورت سے تو صحبت رکھے
در عجوزی چیست کاینشان نبود	کو ترا زان نقشها با خود ربود	زال مین کیا ہی کہ جو انمین نہ تھا	کہ لیا اُن نقشون سے تجھکو لبھا
تا نگوئی من بگویم در بیان	عقل و حس و درک و تدبیرست و جان	مت کہے تو مین کرتا ہون بیان	عقل و تدبیر اسمین ہی اور حس جان
در عجوزی جان آمیزش کنی است	صورت گرمابها را روح نیست	جان آمیزش رکھے ہی زال سے	صورت حمام مین نے روح ہے
صورت گرمابه گر جنبش کند	در زمان از صد عجوزت برکند	صورت حمام گر حرکت کرے	تجھکو اس دم چھین لے سو زال سے
جان چو باشد باخبر از خیر و شر	شاد از احسان و گریان از ضرر	خیر و شر سے جان جو ہووے باخبر	شاد احسان سے ضرر سے نوحہ گر
چون سر و ماهیت جان مخبرست	هر که او آگاه تر با جان ترست	جان ماہیت جو دیتی ہی خبر	اس سے جو آگاہ تر با جان تر
اقتضای جان چو ای دل آگهی است	هر که آگه تر بود جانش قوی است	جان کی خواہش ہی جو ای دل آگہی	جو کہ آگہ تر ہی جان اس کی قوی
روح را تاثیر آگاهی بود	هر که را زین بیش الٰهی بود	روح کی تاثیر ہے بس آگہی	جسکو اس سے زیادہ وہ ہی اللٰہی
خود جهان جان سراسر آگهی است	هر که بیجان است از دانش تهی است	خود جہان جان ہی بالکل آگہی	جو کہ بیجان ہے وہ دانش سے تہی

سلہ مشت گل آہ ۶ شعر آدمی مشت گل سے پیدا ہوا اور دل کی راہ سے نجم گردون پر گیا آدمی طشت آٹے کی مقدار کو کرۂ گردون سے برتر رکھتا ہے اور گردون نے کبھی کرمنا نہ سنا کہ آدمی نے برملا سنا ہے زمین و آسمان پر ظاہر کیا کسی نے خوبی عقل و ہوا کو تجھ سوا گردون پر جلوہ کیا ہے خوبی رخ و فکر محکم سے صورت حمام کے آگے خود کو ظاہر کرتا کوئی پیغمبر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نقش مثل حور سے آہ ۷ شعر تو نقش مثل حور سے گذرا ہے اور زال بدصورت سے صحبت رکھتا ہے زال مین کیا ہے کہ اُن مین نہ تھا کہ اُن نقشون سے تجھ کو اپنی طرف لبھا لیا ہے پس تو مت کہہ کہ مین ہی بیان کرتا ہون کہ عقل و تدبیر درک و حس و جان اُس مین ہے جان زال سے آمیزش رکھتی ہے اور صورت حمام اگر حرکت کرے اس دم تجھ کو چھین لے سو زال سے جو جان خیر و شر سے باخبر ہووے تو احسان سے شاد و ضرر سے نوحہ گر ہو جان کی ماہیت جو خبر دیتی ہے اس سے جو آگاہ نہ رہے وہ جان سے زیادہ ہے یعنی جو کوئی اپنی جان سے آگاہ ہے اس کی جان آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جان کی آہ ۷ شعر اے دل جو جان آگہی ہے پس جو کہ آگاہ تر ہے اسکی جان قوی تر ہے پس روح کی تاثیر ہے آگہی جس کو آگہی زیادہ ہے وہ اللہ والا ہے تحقیق جان جہان کی بالکل آگہی ہے پس جو بیجان ہے وہ دانش سے خالی ہے جو کہ ان جسمون سے خبریں باہر ہین اس میدان مین جان جماد ہوا دل جان مظہر درگاہ ہوئی پس ملک سب عقل و جان تھے تیری جان آئی و ملائک اُس کے جسم و جان بنے جو اس جان سے و ملائک با سلامت تن کے مانند اس روح کے خادم ہیں یعنی جس جان کو آگہی زیادہ ہے وہ عین زیادہ ہو اور جسکو یہان آگہی نہین ہو وہ جان اُس جہان میں مثل جماد کے ہے پس جان کی جان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون خبرہا ہست بیرون زین نہاد	باشد این جانہا دران میدان جماد	جو کہ خبرین باہر ان جسموں سے ہین	ہو جماد اک جان اُس میدان میں
جان اول مظہر درگاہ شد	جانِ جان خود مظہر اللہ شد	جان اول مظہر درگہ ہوئی	جان کی جان خود مظہر اللہ ہوئی
آن ملائک جملہ عقل و جان بدند	جان نو آمد کہ جسم آن شدند	وہ ملائک جملہ عقل و جان سے تھے	جان نو آئی وہ جسم اُس کے بنے
از سعادت چون بران جان بر زدند	ہمچو تن آن روح را خادم شدند	باسعادت جو وہ اُس جان سے ملے	مثل تن اُس روح کے خادم ہوئے
آن بلیس از جان ازان در پردہ بود	یک نشد با جان کہ عضو مردہ بود	جان سے محجوب اس سبب شیطان رہا	نے ملا جان سے کہ مردہ عضو تھا
چون نبودش آن فدائے آن نشد	دست بشکستہ مطیع جان نشد	جو نتھی جان نے ہوا اُس کا فدا	ہاتھ ٹوٹا نے مطیع جان کا ہوا
جان نشد ناقص گر آن عضوش شکست	کان بدست اوست تاند کرد دست	عضو گر ٹوٹا نہ ناقص جان ہوئی	دست حق مین ہے وہ دیوے راستی
سر دیگر ہست کو گوش دگر	طوطی کو مستعد آن شکر	دوسرا بھید ہے منکا اور ہی کان ہے	ایسی طوطی کان ہے وہ شکر چکھے
طوطیان خاص را قندیست ژرف	طوطیان عام ازین خود بستہ طرف	قند افزون طوطیان خاص کا	طوطیان عام خود اُس سے جدا
کے چشد درویش صورت زان نکات	معنی ست آن نے فعولن فاعلات	پائین کب درویش صورت وہ نکات	وہ ہے معنی نے فعولن فاعلات
آن خرِ عیسیٰ دریغش نیست قند	لیک خر آمد بہ خلقت کہ پسند	نے دریغ اُسکو خرِ عیسیٰ سے قند	ہے ولیکن خر کی خلقت کہ پسند
قند خر را گر طرب انگیختی	پیش خر قنطار شکر ریختی	ہوتی گر فرحت گدھے کو قند سے	رکھتے بار قند خر کے سامنے
معنی نختم علی افواہہم	این شناس است رہ رو را مہم	معنی نختم علی افواہہم	اس لئے آگاہی سالک کو مہم
تا ز راہ خاتم پیغمبران	بو کہ برخیزد ز لب ختم گران	خاتم پیغمبران کی راہ سے	ہے توقع ختم لب پر سے اُٹھے
ختمہائی کانبیا بگذاشتند	آن بدینِ احمدی برداشتند	انبیا کے ختم مین جو باقی رہین	دین احمد مین وہ بالکل اُٹھ گئیں
قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود	از دمِ انا فتحنا بر کشود	بے فتح کے رہ گئے تھے جو قفلے	وہ دم انا فتحنا سے کھلے (تحقق فتح دی ہے ۱۲)
او شفیع است این جہان و آنجہان	این جہان در دین و آنجا در جنان	وہ شفیع اس عالم اُس عالم کے ہین	دین مین یہان اور وہان ہین خلد مین

سلہ جان سے آخر ۶ شعر اس سبب شیطان جان سے محجوب رہا اور جان سے نہ ملا کہ عضو مردہ تھا جو جان نہ تھی اُس کا فدا نہ ہوتا پس ہاتھ ٹوٹا مطیع جان کا نہ ہوا اگر عضو ٹوٹا تو جان ناقص نہ ہوئی کہ وہ دست حق مین ہے اور دست اُسے راستی دے دوسرے بھیدون کا اور ہی کان ہے ایسی طوطی کہاں ہے کہ جو وہ شکر چکھے طوطیان خاص کا قند زیادہ ہے اور طوطیان عام خود اس سے جدا ہین درویش صورت کے وہ نکات کب پائین وہ معنی ہے نہ فعولن فاعلات ہے یعنی عوام لذت معنی سے بیخبر ہین اور راہ معنی کو خاصان حق جانتے ہین آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ نے دریغ آخر ۶ شعر اُس کو خر عیسیٰ سے دریغ قند نہین ہے ولیکن خر کی خلقت کا پست ہے اگر گدھے کو قند سے فرحت ہوتی بار قند کے خر کے روبرو رکھتے ترجمہ مہر کی ہم نے اوپر ہاتون اُن کے کے اسواسطے سالک کو آگہی مشکل ہے از راہ خاتم پیغمبران کے امید ہے کہ ختم لب پر سے اُٹھ جائے جو انبیا سے ختمین باقی رہ گئین وہ دین احمد مین بالکل اُٹھ گئین جو قفلے کہ بے فتح کے رہ گئے تھے وہ دم انا فتحنا سے کھل گئے یعنی اگر اس دنیا مین معنی پاتے تو اہل دنیا کو کون پوچھتا پس جو خلعت کہ انبیا علیہم السلام کے عہد مین باقی رہ گئے تھے امت جناب رسول اللہ کو حاصل ہوئے بطفیل جناب رسول مقبول صلعم آگے بیان حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ شفیع آخر ۸ شعر حضرت رسول مقبول صلعم اس عالم و اُس عالم کے شفیع ہین یعنی دنیا مین یہان اور وہان خلد مین یہ جہان کہتا ہے کہ اُنکے راہ بتا اور وہ جہان کہتا ہے انکا مادہ دکھلا ظاہر و باطن مین اس فنون کا یہ پیشہ ہے ترجمہ ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہین جانتی ہین اُنکے دم سے یہ دونون دریچے کھل گئے اور انکی دونون عالم مین دعوت مستجاب ہے اسواسطے وہ خاتم ہین کہ بسبب سخاوت کے اُنکے مثل کوئی نتھا اور نہ ہوگا جو اُستاد صنعت مین غلبہ رکھے تو نہ کہے کہ صنعت قسم [illegible] تو کھولنے مین ختم کے خاتم ہے اور عالم جان بخش خاتم ہے سیران اشارون سے مراد محمد ہے سب کھل گیا اب کھل گیا یعنی اس مثنوی مین کل اشارے حضرت رسول مقبول صلعم کی جانب ہے [illegible] فافہم ۱۲

این جہان گوید کہ تو رہ شان نما آن جہان گوید کہ مہ شان نما
پیشہ این اندر ظہور و در کمون اہد قومی انہم لایعلمون
باز گشتہ از دم او ہر دو باب در دو عالم دعوت او مستجاب
بہر این خاتم شدست او کہ بجود مثل او نے بود و نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست
در کشاد ختمہا تو خاتمے در جہان روح بخشان حاتمی
ہست اشارات محمد المراد کُل کشاد اندر کشاد اندر کشاد
صد ہزاران آفرین بر جان او بر قدوم و دور فرزندان او
آن خلیفہ زادگان مقبلش پیدا اند از عنصر جان و دلش
گر ز بغداد و ہری یا از رے اند بے مزاج آب و گل نسل وے اند
شاخ گل ہر جا کہ می روید گل است خم مل ہر جا کہ میجوشد مل است
گر ز مغرب بر زند خورشید سر عین خورشید ست نے چیزے دگر
عیب جویان را ازین دم کور دار ہم بہ ستاری خود ای کردگار
گفت حق چشم خفاش بد رگان بستہ ام من ز آفتاب بے مثال
از نظرہای خفاش کم و کاست انجم و آن شمس نیز اندر خفاست
انجم آمد چون مرید و شمس پیر شمس آمد بالیقین بدر منیر

یہ جہان کہوے تو رہ ان کی بنا وہ جہان کہوے تو مہ انکا دکھا
ظاہر و باطن مین پیشہ ذو فنون اہد قومی انہم لایعلمون
دم سے اسکے کھل گئے دونوں باب دو نون عالم مین ہے دعوت مستجاب
اس لئے خاتم ہے وہ کہ با سخا مثل اسکے نے تھا اور نے ہوئیگا
اوستاد صنعت مین جو غلبہ رکھے نے رکھے تو ختم صنعت تجھسے ہے
کھولنے مین ختم کے خاتم ہے تو عالم جان بخش مین حاتم ہے تو
ہے مراد احمد اشارون سے دلا کُھل گیا سب کُھل گیا سب کھل گیا
آفرین[۱] صد ہا ہون انکی جان پر اَنپر اُنکے دو فرزندان پر
وہ خلیفہ زادے مقبل اُسکے ہین پیدا اُسکے عنصر دل جان سے ہین
گر ہین بغداد و ہری سے یا کہ رے بیمزاج آب و گل نسل اسکی ہے
شاخ گل جسجا اُگے ہے ہو وہ گل خم مل جس جا کرے ہے جوش مل
گر طلوع خورشید ہو وے غرب سے عین ہے خورشید نے چیز اور ہے
عیب[۲] جو کو کور رکھ اس دم مین تو اپنی ستاری سے بھی اے رب تو
بولا حق کہ دیدے بد خفاش کے باندھے مین نے شمس بے مانند سے
دیدۂ خفاش کم اور کاست ہے انجم و خورشید بھی مخفی رہے
انجم آیا چون مرید و شمس پیر شمس آیا بالیقین بدر منیر

نکوہیدن ناموسہای پوشیدہ راکہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق اندو راہزن صد ہزاران ابلہ نادان

طعنہ مارنا شرمہای پوشیدہ کو کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق کے ہین اور راہزن ہین لاکھون احمق نادانون کے

سلہ آفرین آنخ ۵ شعر آفرین ہو جیو اُن کی جان پر اور اُن کے دونون فرزندون پر وہ خلیفہ زادے اُن کے مقبل ہین کہ اُن کے دل و جان و عنصر پیدا ہون اگرچہ بغداد و ہرے یا رے مین ہین بے مزاج آب و گل ان کی نسل سے آگے اس کی مثال ہے شاخ گل جس جا اُگے وہ گل ہے خم مل جس جا گرے جوش مل ہے اگرچہ خورشید مشرق مین طلوع ہووے عین خورشید ہے اور چیز نہین یعنی آل جناب رسول مقبول صلعم کی کہین پیدا ہو تحقیق آل رسول اللہ ہے اُن پر درود و سلام ہو جیو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عیب جو کو آنخ ۴ شعر تو اس دم عیب جو کو اندھا رکھ اپنی ستاری سے اے رب میرے حق نے کہا کہ دیدے خفاش کے مین نے باندھے شمس بے مانند کے دیدے خفاش کے کم و کاست سے انجم و خورشید بھی پوشیدہ رہے انجم مانند مرید کے آیا اور شمس مانند پیر کے آیا بالیقین بدر منیر یعنی عیب جو کی چشم سے جناب رسول مقبول بھی پوشیدہ رہے اور اُنکی آل بھی پوشیدہ رہے آگے ان عیب جو کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا	ای صقال روح سلطان ہدی	اے ضیاء الحق حسام الدین آ	اے جلائے روح و سلطان ہدی
مثنوی را نمیت مشروح دہ	صورت امثال او را روح دہ	مثنوی کو نمیت مشروح دے	اسکی شکل پیکری کو روح دے
تا حروفش جملہ عقل و جان شوند	سوی خلدستان جان پران شوند	تا حروف اُسکے سب عقل و جان ہون	سوئے جنت حملہ جان پران ہون
ہم بسعی نور ارواح آمدند	سوی دام حرف مستعمی شدند	عالم ارواح سے حاضر ہوئی	تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسی
باد عمرت در جہان ہمچون خضر	جانفزا و دستگیر و مستمر	عمر تیری جون خضر یان ہو جیو	جانفزا و دستگیر و پیشرو
چون خضر الیاس معنی جاودان	تا زمین گردد ز لطفت آسمان	جون خضر الیاس تو رہوے سدا	تا زمین ہو لطف سے تیرے سما
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد	اگر نبودی طمطراق چشم بد	لطف سے تیرے مین کہتا مختصر	گر نہ ہوتا چشم بد کا خوف و ڈر
لیک از چشم بد زہر آب دم	زخمہای روح فرسا خوردہ ام	لیک چشم تیز پُر آشوب سے	پہونچے زخم جانگزا اکثر مجھے
جز برمز ذکر حال دیگران	شرح حالت می نیارم در بیان	بس سوائے رمز حال غیر کے	شرح تیرے حال کی کب ہو سکے
این بہانہ ہم ز دستان دلیست	کہ از و ہم پای دل اندر گلیست	یہ بہانہ بھی ہے دل کے مکر سے	کہ مرا دل اُسکا بس پابند ہے
صد دل و جان عاشق صانع شدہ	چشم بد یا گوش بد مانع شدہ	سو دل و جان عاشق صانع ہوئے	چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے
خود یکی بوطالب آن عم رسول	می نمودش شنعت عربان مہول	خود ابوطالب پیمبر کے چچا	دیکھتے عربون کا طعنہ ظاہرا
کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود	او بگردانید دین معتمد	کہ کہین مجھکو عرب اک طفل سے	پھر گیا وہ دین اپنا چھوڑ کے
منصب اجداد و آبا را بماند	در پی احمد چنین بی رہ براند	باپ اور دادا کے منصب سے گریا	ایسا بے رہ پیچھے احمد کے گیا
آن رسول پاکباز مجتبیٰ	از پی آن تا رہاند مرد را	وہ رسول پاکباز مجتبیٰ	اُس کے در پے تھے کرین اسکو رہا
گفتش ای عم یک شہادت تو بگو	تا کنم با حق شفاعت بہر تو	بولے کہ تو اک شہادت دے چچا	تا کہ حق سے ہوون مین شافع ترا

سہ۱ اے ضیاء الحق آخر شعر سے ضیاء الحق حسام الدین آ۔ اے جلائے روح و سلطان ہدایت سے کے تو مثنوی کو نمیت شروع دے اور اس کی شکل پیکری کو روح دے تا حروف اُس سکے سب عقل و جان ہون اور جنت کی جانب سب جان پران ہون کہ عالم ارواح سے حاضر ہوئی اور تیری سعی سے دام حرفون مین پھنسے عمر تیری خضر کے مانند ہو جیو اور جانفزا و دستگیر و پیشوا ہو جیو خضر و الیاس کے مانند تو ہمیشہ رہے تا کہ زمین تیرے لطف سے آسمان ہو مین لطف سے تیرے مختصر کہتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا یعنی یا ہو الہدیٰ مین تمہارا حال مختصر بیان کرتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا مگر کیا کرون کہ نظر لگنے کا خوف ہے کہ حاسدین بہت ہین پس مین غیر کے حال مین تمہارا حال بیان کرتا ہون آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ۲ لیک چشم تیز آخر شعر ولیکن چشم تیز پُر آشوب سے اکثر زخم جانگزا مجھے پہونچے پس یہ بہانہ بھی دل کے مکر سے ہے کہ میرا دل اُس سکے پابند ہے سو دل عاشق صانع کے ہوکر چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے خود ابوطالب چچا پیغمبر صلعم کے عربون کا طعنہ ظاہر دیکھتے تھے کہ مجھکو عرب کہتے ہین ایک طفل سے اپنا دین چھوڑ کر پھر گیا اور اپنے باپ دادا کے منصب سے رہا احمد صلعم کا کہنا جا با گر صدمہ زخم چشم سے بہت عاجز ہوتا تھا چنانچہ ابوطالب بھی طعنہ اہل عرب سے اختیار کرنے دین محمدی سے باز رہے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲

سہ۳ وہ رسول آخر شعر وہ رسول پاکباز مجتبیٰ ابوطالب کے درپے تھے کہ اُن کو رہا کرین فرمایا کہ اے چچا ایک شہادت کہو کہ تا مین حق سے تیرا شافع ہون کہا کہ ولیکن فاش ہو وے سننے والون مین ترجمہ کہ کل راز تجاوز کرے دونون لب سے مشہور ہووے مین ان عربون کے منہ مین پڑ جاؤنگا اور انکے آگے اس سبب سے خوار ہونگا ولیکن اس کو لطف ماسبق ہوتا تو بد دلی کب کرتا رسول اللہ سے الغیاث اے غیاث المستغاث ان دو شاخہ اختیارون سے بچا کہ دوست دشمن کو بسبب اختیار کے ایک دوسرے سے دو مات ہو رہا ہے آگے ان اختیارات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت لیکن فاش گرد از سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع	بولا لیکن فاش ہوا اندر سماع	کل سر جاوز الاثنین شاع
می بمانم در زبانِ این عرب	پیش ایشان خوار گردم زین سبب	منھ مین ان عربون کے مین پڑ جاؤنگا	اس سبب خوار انکے آگے ہوونگا
لیک اگر بودش لطف ما سبق	کی بدی این بددلی با جذب حق	لیک ہوتا اس کو لطف ما سبق	کرتا کب یہ بددلی با جذب حق
الغیاث ای تو غیاث المستغیث	زین دو شاخہ اختیارات خبیث	الغیاث ای تو غیاث المستعان	اس دو شاخہ اختیار دن سے امان
من ز دستان و ز مکر دل چنان	مات گشتم کہ بماندم از فغان	مین رہا اور مکر دل سے اسقدر [۵۱]	مات ہو کر بے نشان ہون سر بسر
من کہ باشم چرخ با صد کار و بار	زین کمین فریاد کرد از اختیار	کون ہون مین چرخ باصد کر و فر	اختیار او نا سے ہی بس نوحہ گر
کای خداوند کریم و بردبار	دہ امانم زین دو شاخہ اختیار	کاے خداوند کریم دو جہان	دے دو شاخہ اختیار دن سے امان
جذب یکراہہ صراط المستقیم	بہ ز دو راہہ تردد اے کریم	جذب اک راہ ہے صراط المستقیم	ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم
زین دو رہ گرچہ ہمہ مقصد توئی	لیک خود جانکندن آمد این دوئی	اس دو راہ سے گرچہ کل مقصد توئی	لیک آئی جان کنی خود یہ دوئی
زین دو رہ گرچہ بجز تو عزم نیست	لیک ہرگز رزم ہمچون بزم نیست	اس دو رہ سے گرچہ تو ہی عزم ہے	لیک رزم ہرگز نہ مثل بزم ہے
در نبی بشنو بیانش از خدا	آیۂ فاشفقن ان یحملنہا	سن تو قرآن مین کہ کہتا ہے خدا	آیۂ اشفقن ان یحملنہا
این تردد ہست در دل چون وغا	کاین بود بہ یا کہ آن حالت مرا	یہ تردد دل مین مثل جنگ ہے	کہ یہ بہتر حال یا وہ ہے مجھے
در تردد می زند بر ہمدگر	خوف و امید بہی در کر و فر	مارتے باہم تردد مین سبھی	کر و فر مین خوف و امید بھی
زین تردد عاقبت ما خیر باد	ای خدا مر جان ما را کن تو شاد	اس تردد سے مری آخر ہو خیر	ای خدا کر جان کو میری تو سیر

مناجات و پناہ جستن بحق از فتنۂ اختیار و اسباب آن و بیان شکوہیدن و ترسیدن آسمان و زمین از اختیار

مناجات اور پناہ چاہنا ساتھ خدا کے فتنہ اختیار و اسباب اسکے سے اور بیان ڈرنا و خوف کرنا زمین و آسمان کا اختیار سے

ای کریم ذوالجلال مہربان	دائم المعروف دار ای جہان	اے کریم ذوالجلال مہربان [۵۳]	ہے سدا معروف دار اے جہان
یا کریم العفو حی لم یزل	یا کثیر الخیر شاہ بے بدل	یا کریم العفو حے لم یزل	یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

سـ۵۱ مین رہا آخ ۶ شعر مین یا دو مکر دل سے اسقدر مات ہو کر سر بسر بے نشان ہون مین کون ہون بلکہ آسمان باوجود صد ہا کر و فر کے اونی اختیار سے از بس نوحہ گر ہے اے خداوند کریم دو جہان ان دو شاخہ اختیارون سے امان دے جذب ایک راہ ہے راہ مضبوط ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم ہے اگرچہ اس دو راہ سے مقصد تو ہی ہے ولیکن لڑائی ہرگز بزم کے مانند نہین ہے یعنی یہ دو راہ تردد کی کہ یہ کرون یا وہ کرون آفت ہے ایخدا اس سے امان دے اور ایک راہ جذب کو عطا کر کہ صراط المستقیم ہے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ سـ۵۲ سن تو آخ ۴ شعر تو اٹھانے اس کے سے پس یہ تردد دل مین جنگ کے مانند ہے کہ یہ حال مجکو بہتر ہے یا وہ حال سب تردد باہم مارتے ہین کر و فر مین اور خوف و امید مین اس تردد سے میری آخر خیر ہووے اور اے خدا میری جان کو تو سیر کر یعنی تردد دنیا سے ای خدا مجکو بچا کہ یہ آفت راہ سلوک ہے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ اے کریم آخ ۲ شعر اے کریم ذوالجلال و مہربان کہ سدا معرفت و دار اے جہان ہے اے کریم العفو حی لم یزل و یا کثیر الخیر شاہ بے بدل یہ کہنا و پڑھنا اول تجھ سے ملا ورنہ ایخدا یہ دریا ساکن تھا یہ تردد بھی کہ وہان کے و یا مجکو بے تردد کر از راہ سخاوت کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

اولم این جزر و مد از تو رسید | ورنہ ساکن بود این بحر ای مجید
هم ازانجا کاین تردد دادیم | بی تردد کن مرا هم از کرم
ابتلایم می کنی آه الغیاث | ای ذکور از ابتلایت چون اناث
تا بکی این ابتلا یا رب مکن | مذهبی ام بخش و ده مذهب مکن
اشتری ام لاغر و هم پشت ریش | ز اختیار همچو پالان شکل خویش
این کژاوه گه شود این سو گران | آن کژاوه گه شود آن سو کشان
بفکن از من حمل ناهموار را | تا ببینم روضهٔ ابرار را
همچو آن اصحاب کهف از باغ جود | میچرم ز القاظ نی هم رقود
خفته باشم بر یمین یا بر یسار | برنگردم جز چو گو بی اختیار
هم به تقلیب تو با ذات الیمین | یا سوی ذات الشمال ای رب دین
صد هزاران سال بودم در مطار | همچو ذرات هوا بی اختیار
گر فراموشم شده است آن وقت و حال | یادگارم هست در خواب ارتحال
میرهم زین چارمیخ چارشاخ | می جهم در مسرح جان زین مناخ
شیر آن ایام ماضیهای خود | می چشم از دایهٔ خواب ای صمد
جمله عالم ز اختیار و هست خود | میگریزد در سر سرمست خود
تا دمی از هوشیاری وارهند | ننگ خمر و بنگ بر خود می نهند
جمله دانسته که این هستی فخ است | ذکر و فکر اختیاری دوزخ است
میگریزند از خودی در بیخودی | یا به مستی یا به شغل ای مهتدی

گھٹتا بڑھتا تجھ سے اول یہ رہا | ورنہ ساکن تھا یہ دریا ای خدا
بھی وہان سے کہ تردد یہ دیا | بے تردد کر مجھے از رہ سخا
سله میرا کرتا ہے تو افسوس امتحان | مرد تیرے امتحان سے جون زنان
امتحان یہ کب تلک یا رب نکر | مذہب اک دے مجھکو دس مذہب نکر
اونٹ لاغر میرا زخمی پیٹھ ہے | اختیار اپنی جو پالان شکل ہے
یہ کجاوہ اس طرف کا ہے جھکے | وہ کجاوہ اُس طرف کا ہے کھینچے
پھینک مجھ سے بوجھ ناہموار کو | تا مین دیکھون گلشن انوار کو
سله جون صحاب کہف مین از باغ جود | کھاتا ہون الیقاظ سے بل رقود
سوتا ہون اوپر یمین یا کہ یسار | لوٹتا ہون مثل گو بے اختیار
تیرے پلٹانے سے یا ذات الیمین | یا سوے ذات الشمال ای رب دین
تھا مین اڑتے مین بس لاکھون ہزار | مثل ذرات ہوا بے اختیار
گر فراموش ہے مجھے وہ قال حال | خواب مین ہے یاد مجکو ارتحال
سله چار میخ عنصر سے مین چھوٹتا | عالم جان کی طرف ہون بھاگتا
شیر اپنے گذرے اُس ایام کا | خواب کی دایہ سے پیتا ہون سدا
سارا عالم اختیار و ہست سے | بھاگے سوے بیخودی و مست کے
ہوشیاری سے کوئی دم تا چھٹین | خود پہ بھنگ و مے کی بدنامی رکھین
سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے | اختیاری فکر دوزخ عام ہے
بس خودی سے بیخودی مین جاتے ہے | تا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین

سله میرا کرتا ہے الخ ۵ شعر افسوس تو میرا امتحان کرتا ہے مرد تیرے امتحان سے مانند زنان کے ہین یہ امتحان کب تک اے رب مجکو ایک مذہب دے دس مذہب مت کر میرا اونٹ لاغر پشت زخمی ہے پس اختیار جیسے پالان شکل ہے یہ کجاوہ کبھی اسطرف جھکے اور وہ کجاوہ اُس طرف کبھی کھینچے بوجھ ناہموار کو مجھ سے پھینک تاکہ مین دیکھون گلشن انوار کو یعنی اے رب تو میرا امتحان نہ کر اور پردہ غفلت کو مجھ سے اُٹھا کر گلشن انوار کو دکھا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله جون صحاب کہف الخ ۵ شعر یعنی اصحاب کہف کے مانند از راہ بخشش کے کھاتا ہون بیداری سے نہین بلکہ خواب سے مین سوتا ہون اور الٹی طرف و سیدھی طرف لوٹتا ہون مانند گو کے بے اختیار تیرے پلٹانے سے پلٹا ہون سیدھے پہلو کی طرف اے رب مین دین مین اُڑتے مین تھا لاکھون برس مانند ذرات ہوا کے بے اختیار اگرچہ وہ قال حال کے زمانہ کا جو کہ لاکھون برس بے اختیار سیر مین گذرے ہین اب فراموش ہین مگر وہ عالم خواب مین یاد ہوتی ہین اور اولیاء اللہ کو حالت بیداری مین ظاہر ہوتی چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ سله چار میخ الخ ۶ شعر مین میخ عنصر سے چھوٹتا ہون اور عالم جان کی طرف بھاگتا ہون اُس اپنے ایام گذشتہ کا شیر خواب کی دایہ سے ہمیشہ پیتا ہون تمام عالم اختیار و ہست سے بھاگتا ہے بیخودی و مستی کی طرف تاکہ کوئی دم ہوشیاری سے چھٹین اور خود پر شراب و بھنگ کی بدنامی رکھین سب نے جانا کہ یہ مستی دام ہے اختیار و فکر کی دوزخ عام ہے پس خودی سے بیخودی مین جاتے ہین یا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نفس را زان نیستی وامی کشی	زانکہ بے فرمان شد اندر بیہشی	نفس کو اس نیستی سے پھیرے	بیہوشی مین کیون گیا بے حکم کے
نیستی باید کہ او از حق بود	تاکہ بیند اندران حسن احد	نیستی وہ چاہیے کہ حق سے ہو	تاکہ دیکھے اُس مین حق کے حسن کو
لیس للجن و لا للانس ان	ینفذوا من حبس اقطار الزمن	لیس للجن و لا للانس ان (نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے)	ینفذوا من حبس اقطار الزمن (کہ باہر جاوین قید اقطار زمانہ سے)
لا نفوذ الا بسلطان الہدی	من تجاویف السموات العلی	لا نفوذ الا بسلطان الہدی (نہیں باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے)	من تجاویف السموات العلی (جو فضا ہے آسمان بلند سے)
لا ہدی الا بسلطان یقی	من حراس الشہب روح المتقی	لا ہدی الا بسلطان یقی (نہین ہے ہدایت مگر ساتھ سلطان نگہبان کے)	من حراس الشہب روح المتقی (کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو)
ہیچکس را تا نگردد او فنا	نیست رہ در بارگاہ کبریا	جب تلک نہ ہو کسی کو وہ فنا	نہ ہو درگاہ خدا مین وہ رسا
ہست معراج فلک این نیستی	عاشقان را مذہب و دین نیستی	پس ہے معراج فلک اب نیستی	عاشقون کا دین و مذہب نیستی
پوستین و چارق آمد از نیاز	در طریق عشق محراب ایاز	پوستین چیلی ہوئی از رہ نیاز	عشق کے سلک مین محراب ایاز
گرچہ او خود شاہ را محبوب بود	ظاہر و باطن لطیف و خوب بود	گرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا	ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا
گشتہ بے کبر و ریا و کینہ	حسن سلطان را رخش آئینہ	بے ریا بے کبر و بے کینہ وہ تھا	حسن شہ کو اس رخ آئینہ وہ تھا
چونکہ او ہستی خود مفقود شد	منتہای کار او محمود شد	اپنی ہستی سے کہ جو مفقود ہو	کام اُسکا انتہا محمود ہو
زان قوی تر بود تمکین ایاز	کہ بخوف از کبر کردی احتراز	اس لئے بہتر تھا تمکین ایاز	کبر سے با خوف کرتا احتراز
او مہذب گشتہ بود و آمدہ	کبر را و نفس را گردن زدہ	نیک خصلت ہوکے تھا آیا ہوا	قتل کرکے کبر کو اور نفس کو
یا پے تعلیم می کرد آن حیل	یا برای حکمتی دور از امل	یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کو	یا اُس حکمت کو کہ نا اُمید ہو
یا کہ دید چارقش زان شد پسند	کز نسیم نیستی ہستی ست بند	یا ہوئی دید اس کو چیلی کی پسند	نیستی کی یاد سے ہستی ہے بند
کان کشاید دخمہ کان بر نیستی است	تا بیابد زان نسیم عیش و زیست	تا کھلے وہ دخمہ کہ رکھے نیستی	تا ملے عیش و نسیم زندگی
تا نہ بندد دخمہ بر این بندگان	تا بیابد بوے عیش آن جہان	یا یہ دخمہ باندھے ان مرزنبرالہ	پائے اُس عالم کی بوئے عیش و جاہ

۵ نفس کو الخ ۷ **شعر** اس نیستی سے نفس کو پھیرے کیون بیہوشی مین گیا بغیر حکم کے وہ نیستی چاہیے کہ حق سے ہو تاکہ اُس مین حق کے حسن کو دیکھے **ترجمہ** نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے یہ کہ باہر جاوین قید و قطار زمانہ سے **ترجمہ** نہین باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے جو فضا ہے آسمان بلند سے نہین ہے ہدایت مگر سلطان نگہبان کے کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو جبتک کہ وہ فنا کسی کو نہ ہو وہ درگاہ خدا مین رسا نہ ہو پس معراج فلک کی اب نیستی ہے اور عاشقون کا دین و مذہب ہستی ہے **یعنی** عاشقون کی معراج قیامت ہے نیست ہوکر ہست ہوتا ہے تب جمال خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے پس یہ کمال درویشی کا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۱ **شعر ۱۲** پوستین و چیلی از راہ نیاز کے عشق کے سلک مین محراب ایاز ہوئی اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا وہ ظاہر و باطن بہت لطیف خوب تھا بے ریا بے کبر و بے کینہ تھا اور حسن شاہ کے واسطے وہ رخ آئینہ تھا جو کہ اپنی ہستی سے مفقود ہوا اسکا کام انتہا مین محمود ہوا اسواسطے تمکین ایاز کا بہتر تھا اور بسبب خوف کے کبر سے احتراز کرتا تھا پس وہ نیک خصلت ہوکر آیا تھا اور کبر و نفس کو قتل کرکے یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کے واسطے یا اس حکمت کو کہ سبب نا امید ہو یا اسکو دید چیلی کی پسند راہ ہوئی تھی کہ نیستی کی یاد سے ہستی بند ہی باقی جان آگے ہی فافہم ۱۱ **شعر ۱۳** تا کھلے آخر **۵ شعر** تا دخمہ کھلے کہ نیستی رکھے تاکہ عیش و نسیم زندگی کی ملے تاکہ دخمان مرد و مرد ماہ نہ باندھے اور اس عالم کی بوئے عیش و جاہ کی پائے مس جہان کا ملک و مال و سیم تو ایک تخیر جان بچے بانون ریں رہی کہ تغیر ہے جکی معزور ہوا اور جان سو رخ جاہ مین شست سے رہے اسکی خود خطا بنا افتاد و رخ کا دوش گر و باطن دین ہر ساتھ کے **یعنی** ایاز جو کہ اپنی اصل کو دیکھتا تھا نیستی اسکو منظور تھی پس نیستی یاد کو ہوشیت مین نظر تم کرتا اور جب کمال کو پہونچے وہی حال آگے ہے فافہم ۱۱

ملک و مال و اطلس این مرحله	هست بر جان سکره و سلسله	اس جہان کا ٹاٹ مال و سیم و زر	ایک ہے زنجیر جان کے پاؤن پر
سلسله زرین بدید و غره گشت	ماند در سوراخ چاهے جان دشت	غرہ ہو زنجیر زرین دیکھ کے	جان رہے سوراخ چہ مین دشت سے
صورتش جنت بمعنی دوزخی	افعی پر زهر و نقشش گلرخی	صورت اُس کی خلد و معنی باطنا	نقش گلرو ہے باطن سانپ کا
گرچه مومن را سقر ندهد ضرر	لیک هم بهتر بود زانجا گذر	گرچہ مومن کو نہ دوزخ سے ضرر	لیک بہتر ہوئے اس جا سے گذر
گرچه دوزخ دور دارد زان نکال	لیک جنت به بود در کل حال	گرچہ دوزخ دور آفت سے رکھے	لیک بہتر خلد ہر حالت مین ہے
الحذر ای ناقصان زین کلخنی	گر بگاه صحبت آمد دوزخے	بھاگو اس گلرو سے اے ناقصو	وقت صحبت اس کو دوزخ جان لو
الفرار ای غافلان زان گلشنی	کو حقیقت بدترست از گلخنے	بھاگو اس گلشن سے تم اے غافلو	در حقیقت ہے وہ گلخن سے بدتر
زینهار ای جاهلان زان گلشکر	کو بسوزاند دهان را چون شرر	تم بچو اُس گل شکر سے جاہلو	کہ جلائے مثل آتش منہ کو وہ
چند گویم من ترا کاین انگبین	زهر قتال است زان دوری گزین	کب تلک تجھ سے کہوں کہ یہ عسل	زہر قاتل ہے تو اُس سے بچکے چل
لیک تلخ آمد ترا گفتار من	خواب می گیرد ترا انذار من	پر تجھے کڑوا ہوا کہنا مرا	پند سے میرے تو سوتا ہی سوا
خواجه آخر یک زمان بیدار شو	وز حیات خویش برخوردار شو	خواجہ آخر ایک دم بیدار ہو	اور حیات اپنی سے برخوردار ہو
زین روش برگیر و ترک ریش کن	وز فنا و نیستی تفتیش کن	اس روش پر چل و داڑھی چھوڑ تو	کر فنا و نیستی مین جستجو

حکایت غلام هندو که به خواجه زاده خود پنهان هوس داشت چون دختر را با مهتر زاده عقد کردند غلام رنجور شد می گداخت کس علت او ندانست و او زهره گفتن نداشت	حکایت اُس غلام ہندو کی کہ اپنی خواجہ زادی سے پوشیدہ عشق رکھتا تھا جو اُس دختر کی شادی سلطان ایک امیرزادہ کی ہوگئی غلام بیمار ہو کے دُبلا ہونے لگا اور کسی نے خبر اُسکا نجانا اور وہ مجال کہنے کی نہ رکھتا تھا

خواجه را بود هندو بنده	پروریده کرده او را زنده	ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام	پالا خواجہ نے اُسے با عیش تمام

۵۱ گرچہ آخر ۵ شعر اگرچہ مومن کو دوزخ سے ضرر نہیں لیکن بہتر ہوئے اُس جا سے گذرنا اگرچہ دوزخ آفت سے دور رکھتی ہو و لیکن خلد ہر حالت مین بہتر ہے اے ناقصو اُس گلرو سے تم بھاگو کہ بوقت صحبت ہسکو دوزخ جانو اے غافلو اس گلشن سے تم بھاگو کہ حقیقت مین وہ بدتر گلخن سے ہے اے جاہلو سو گلشکر سے تم بچو کہ وہ منھ کو مانند آتش کے جلا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۵۲ تم کب تک کہون کہ یہ عسل زہر قاتل ہے تم اس سے بچکے چلو لیکن میرا کہنا تجھے کڑوا ہوا کہ میری پند سے تو سوا سوتا ہے اے خواجہ اکرم بیدار ہو اور اپنی حیات سے برخوردار ہو اس روش پر چل اور آرائش داڑھی کو چھوڑ اور فنا و نیستی مین جستجو کر یعنی اے طالبو اس دنیا سے بچا گو کہ یہ بصورت شکر زہر قاتل ہے پس تم بیدار ہو اور اپنی زندگی سے برخوردار ہو پس آرائش ریش و عمامہ کو ترک کر اور فنا و نیستی مین کوشش کر کہ یہ دنیا بظاہر محبوب ہے و لیکن بباطن آفت جان ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۵۳ حکایت دوم ترک دنیا و حصول فنا و نیستی مین ۵۴ ایک خواجہ ۱۸ شعر ایک خواجہ کا ایک ہندو غلام تھا کہ خواجہ نے اُسے پالا تھا با عیش تمام مدعا و آن یک یہ ہے با خبر ہوا اور اُس کے دل مین شمع ہنر روشن ہوئی بچپن سے ناز مین پلا اور اُس کے کنار لطف مین رہا اُس خواجہ کی ایک دختر تھی رشک سیم اندام و خوش گوہری جب لڑکی گدرائی تو لوگ طالب ہوئے اور اُس کا مہر زیادہ دیتے لگے سردار واج کی جانب سے پیام آتے لڑکی کے واسطے ہر دن صبح و شام خواجہ نے کہا کہ مال کو قرار نہیں ہے کہ دن کو آتے اور رات کو جاتے ہزار حسن کا اعتبار نہیں رکھتا ہے کہ چہرہ زرد ہو جو زخم خار کا پائے آگے حقائق ہین فافہم ۔

علم و آدابش تمام آموخته | در دلش شمع هنر افروخته
پروریده از طفولیت بناز | در کنار لطفش آن اکرام ساز
بود هم این خواجه را یک دختری | سیم اندامی گشی خوش گوهری
چون مراهق گشته دختر طالبان | بدل میکردند کابین گران
میرسید از جانب هر مهترے | بهر دختر دمبدم خواهشگرے
گفت خواجه مال را نبود قرار | روز آید شب رود اندر هزار
حسن صورت هم ندارد اعتبار | که شود رخ زرد از یک زخم خار
سهل باشد نیز مهتر زادگی | کو بود غره بمال از سادگی
اے بسا مهتر پسر کز شور و شر | شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
پر هنر را نیز اگرچه شد نفیس | کم پرست و عبرتی گیر از بلیس
علم بودش چون نبودش عشق دین | او ندید از آدم الا نقش طین
گرچه دانی دقت علم ای امین | زانت نگشاید دو دیده غیب بین
او نبیند غیر دستاری و ریش | از معرف پرسد از بیش و کمیش
عارفا تو از معرف فارغی | خود همی بینی که نور بازغی
کار تقوی دارد و دین و صلاح | که ازو باشد بدو عالم فلاح
کرد یک داماد صالح اختیار | که بد او فخر همه خیل و تبار
پس زنان گفتند کو را مال نیست | مهتری و حسن و استقلال نیست
گفت ایشان تابع زهدند و دین | بی زر او گنجی ست بر روی زمین
چون بجد ترویج دختر گشت فاش | دست پیمان و نشانی و قماش
پس غلام خواجه کاندر خانه بود | گشته بیمار و ضعیف و زار زود

وہ ہوا علم و ادب سے باخبر | دل میں روشن اُسکے ہوئی شمع ہنر
بچپن سے ناز کے اندر پلا | اور کنار لطف میں اُسکے رہا
اور ایک لڑکی بھی اُس خواجہ کی تھی | رشک سیم اندام اور خوش گوہری
لڑکی جب گدرائی تو طالب ہوئے | مہر زیادہ اُس کا بس دینے لگے
آتے سرداروں کیجانب سے پیام | واسطے لڑکی کے ہر دن صبح و شام
بولا خواجہ مال کہنے ہے قرار | دن کو آئے رات کو جائے ہزار
حسن صورت کا نہ رکھے اعتبار | زرد چہرہ ہو جو پائے زخم خار
[1] بھی امیری مہتری آسان ہے | احمقی سے مال پر غرہ کرے
شور و شر سے ای بہت مہتر پسر | فعل بد سے خود ہوئے ننگ پدر
پر ہنر گرچہ پسند اس کو کرے | کم تو مان عبرت پکڑ ابلیس سے
علم تھا اُس کو نہ دین کا عشق تھا | دیکھا آدم کو نہ نقش گل سوا
گرچہ نکتہ علم کا جانے امین | نہ کھلے پر اُس سے چشم غیب بین
وہ نہ دیکھے داڑھی پگڑی کے سوا | پوچھے عارف سے کم و بیشی سوا
[2] عارفا فارغ ہے تو عرفان سے | خود تو دیکھے نور اک روشن تو ہے
کام تقوی رکھے اور دین و صلاح | کہ ہو اُس سے دونوں عالم میں فلاح
اک کیا داماد صالح اختیار | کہ وہ فخر خاندان تھا مردکار
عورتیں کہتیں کہ وہ بے مال ہے | حسن سرداری نہ استقلال ہے
بولا یہ تابع ہیں زہد اور دین کے | گنج بے زر ہے وہ فرش خاک پے
ظاہر لڑکی کی نسبت جب ہوئی | اور انگوٹھی اک نشانی کی چڑھی
بس غلام خواجہ جو کہ گھر میں تھا | زار و بیمار اور ضعیف از بس ہوا

[1] بھی امیری الخ ۔ شعر بھی امیری و مہتری آسان ہے کہ احمقی سے مال پر غرہ کرے ای بہت مہتر پسر شور و شر سے بسبب فعل بد کے خود ننگ پدر ہوئے ہیں اگر پر ہنر اُس مہتری کو پسند کرے تو کم مان اور عبرت پکڑ ابلیس سے اسکو علم تھا دین کا عشق نہ تھا کہ آدم کو دیکھا نقش گل سوائے سوا اگرچہ نکتہ علم کا جانے ولیکن نہ کھلے اُس سے چشم غیب بین وہ داڑھی پگڑی کے سوا نہ دیکھے اور عارف سے کمی و بیشی ہمیشہ پوچھے یعنی علم جاننے سے چشم غیب بین روشن نہیں ہے پس طالب ریش و دستار نہیں دیکھتا ہے وہ عارف سے کم بیشی ہمیشہ پوچھتا ہے کہ راہ سلوک کی طے آگے ہے اُسکے حقائق ہیں فافہم ۱۱ [2] عارفا الخ شعر اے عارف تو فارغ ہے عرفان سے تو خود دیکھتا ہے اور تو ایک نور روشن ہے کام تقوی و دین و صلاح رکھتا ہے کہ اُس سے دونوں عالم میں فلاحیت ہو یعنی کام نور عرفان سے چلتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے ایک داماد صالح اختیار کیا کہ وہ مرد کار فخر خاندان تھا عورتیں کہتی تھیں کہ وہ بے مال ہے کہ حسن سرداری کا استقلال نہیں رکھتا ہے کہا کہ یہ زہد دین کے تابع ہیں اور وہ گنج بے زر ہے فرش خاک پر جب کہ لڑکی کی بظاہر نسبت ہوئی اور ایک انگوٹھی نشانی کی چڑھی جو کہ غلام خواجہ کا گھر میں تھا بیمار و زار و ضعیف از بس ہو ادق والے کے مانند وہ گھلتا تھا کہ کم طبیب اُس رنج کو جانتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۱

ہمچو بیمار دقے او می گداخت — علتت او را طبیبی کم شناخت
عقل می گفتش کہ رنجش از دل است — دارو تن در غم دل باطل است
آن غلام از دم نزد از حال خویش — کز چہ می آید ورا در سینہ ریش
گفت خاتون را شبی شوہر کہ تو — باز پرس اندر خلا احوال او
تو بجای مادری او را بود — کز غم خود پیش تو پیدا کند
چونکہ خاتون کرد در گوش این کلام — روز دیگر رفت نزدیک غلام
آن چنانکہ مادران مہربان — نرم کردش تا درآمد در بیان
ہم سرش را شانہ میکرد آن ستی — با دو صد مہر و دلال و دوستی
گفت امید من از تو این نبود — کہ دہی را دختر بیگانہ عنود
خواجہ زادی ما و ما خستہ جگر — حیف نبود کو رود جای دگر
خواست آن خاتون ز تخشمی کاندرش — کہ زند وز بام زیر اندازدش
کو کہ باشد ہندوی مادر غری — کہ طمع دارد ز خواجہ دختری
گفت صبر اولی بود خود را گرفت — گفت با خواجہ کہ بشنو این شگفت
اینچنین گرای خائن ابلہ بین — ما گمان بردہ کہ او باشد امین
حال خود را این چنین گفت او مرا — خواستم کز خشم بکشم مرد را

مثل دق والے کے بس گھلتا تھا وہ[۱] — جانتے تھے کم طبیب اُس رنج کو
عقل کہتی رنج دل اُس کو ہوا — تن کی دارو رنج دل میں ناروا
کچھ نہ اُس جا کرنے حال اپنا کہا — گرچہ زخمی اُس سے دل اسکا ہوا
بولا خواجہ اپنی عورت سے کہ تو — پوچھ خلوت میں بس اسکے حال کو
جو تو اُس جا کر کی ہے ماں کی جگہ — کہ وہ تجھ سے حال غم اپنا کہے
جب یہ خاتون نے سنا اُس سے کلام — دوسرے دن آئی نزدیک غلام
مثل[۲] مادر مشفقہ کے نرم اسے — بس کیا تا حال اپنا وہ کہے
سر میں کنگھی اُس کے بس کرتی تھی وہ — ساتھ دو سو مہر کے وہ نیک خو
بولا نے امید مجکو تم سے تھی — کہ یہ لڑکی غیر کو تم دیو و گی
خواجہ زادی میری میں خستہ جگر — کیوں نہ حیف آئے گا جائے غیر گھر
چاہا خاتون نے جو خشم آیا اُسے — کہ میں ماروں یا گراؤں بام سے
کہ وہ مادر چود اور ہندو غلام — لیتا ہے از رہ طمع لڑکی کا نام
سوچی بہتر صبر تھا ما آپ کو — بولی خواجہ سے نئی بات اک سنو
دیکھ ایسا نائی خائن بالیقین — تھا گمان ہمکو کہ وہ ہوئے امین
حال اپنا یہ کہا اُس نے مجھے — میں نے چاہا ماروں غصہ سے اُسے

صبر فرمودن خواجہ مادر دختر را کہ غلام را زجر مکن کہ من او را بے زجر بہ تدبیر ازین طمع باز دارم

صبر فرمانا خواجہ کا مادر دختر کو کہ غلام کو مت دھمکا کہ میں اسکو بے دھمکائے ساتھ ایک تدبیر کے اس طمع سے باز رکھوں گا

سلہ[۱] عقل کہتی تھی الخ ۵ **شعر** عقل کہتی تھی کہ اس کو رنج دل کا ہوا پس تن کی دارو رنج دل کے واسطے ناروا ہے کچھ اُس نے غلام نے حال اپنا نہ کہا اگرچہ اس کا دل اُس سے زخمی ہوا خواجہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو خلوت میں پوچھ اُس کے حال کو جو تو اس غلام کی ماں کی جگہ ہے تو وہ مجھ سے اپنا حال کہے گا جب کہ خاتون نے یہ اس سے کلام سنا دوسرے دن نزدیک غلام کے آئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۲] مثل مادر الخ ۹ **شعر** مادر مشفقہ کے مانند اسے نرم کیا تاکہ وہ اپنا حال کہے سر میں اسکے کنگھی وہ کرتی تھی ساتھ دو سو محبت کے غلام نے کہا کہ مجھ کو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم یہ لڑکی غیر کو دو گی وہ میری خواجہ زادی اور میں خستہ جگر مجھے کیوں نہ افسوس آئے کہ غیر کے گھر جائے خاتون نے چاہا جو اُس کو غصہ آیا کہ میں ماروں یا گراؤں بام سے کہ وہ مادر بخطا اور ہندو غلام کہ از راہ طمع کے لڑکی کا نام لیتا ہے سوچی کہ صبر بہتر ہے اور آپ کو تھاما اور خواجہ سے کہا کہ ایک بات نئی سنو ایسا نائی خائن کو دیکھ ہم کو گمان تھا کہ وہ امین ہو وے اُس نے یہ حال اپنا مجھ سے کہا میں نے چاہا کہ غصے سے اسے ماروں آگے صبر فرمانا خواجہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت خواجہ صبر کن او را بگو	کہ ازو بریم وبدہیمش بہ تو	بولا خواجہ صبر کر اُس کو کہو	کہ چھڑا لین اُس سے اور دین تجھکو وہ
تا بہ مکر این از دلش بیرون کنم	تو تماشا کن کہ دفعش چون کنم	تا بحیلہ دور اُس سے یہ کرون	دیکھ اُس کو دفع کیسے کرتا ہون
تو دلش خوش کن بگو میدان درست	کہ حقیقت دختر ما آن تست	کر دل اُس کا خوش کہ وہ سچ جان لے	کہ یہ لڑکی میری تیری ملک ہے
ما ندانستیم ای خوش مشتری	چونکہ دانستیم تو اولےتری	ہم نہین تھے جانتے اے مشتری	جب کہ جانا تجھکو ہوا اولی تری
آتش ما ہم درین کانون ما	لیلے آن ما و ہم مجنون ما	آگ اپنی بھٹی اپنی مین رہے	لیلی ملک اپنی ہو اپنا قیس ہے
تا خیال وفکر خوش بروے زند	فکر شیرین مرد را فربہ کند	تا خیال اور فکر جو آئے اُسے	فکر شیرین مرد کو فربہ کرے
جانور فربہ شود لیک از علف	آدمی فربہ ز عزت و شرف	جانور فربہ ہو کھانے گھاس سے	آدمی فربہ ہو عز و جاہ سے
آدمی فربہ شود از راہ گوش	جانور فربہ شود از حلق و نوش	آدمی فربہ ہو از رہ گوش کے	جانور فربہ ہو حلق و نوش سے
گفت آن خاتون کزین ننگ مہین	خود زبانم می نہ جنبد اینچنین	بولی خاتون کہ یہ بد تر شرم ہے	خود زبان میری نہ ایسا کہہ سکے
اینچنین ژاژے بخایم بہر او	کہ بمیر این خائن ابلیس خو	ایسی بیہودہ بکون اُسکے لئے	کہ وہ خائن او شیطان خود مرے
گفت خواجہ نی مترس و دم دہش	تا رود علت ازو زین لطف خوش	بولا خواجہ مت ڈرے ہم دم اسے	تا وہ علت اسکی جائے لطف سے
دفع او را دلبرا بر من نویس	بل کہ صحت یابد این بار نفیس	رفع مین اُسکے تو احسان مجھپر کر	چھوڑ صحت پائے یہ نادان پیر
چون بگفت آن خستہ را خاتون چنین	می نگنجید از تبختر بر زمین	جو کہا خستہ سے یہ خاتون نے	نے خوشی سے وہ سمائے خاک پے
فربہ و زفت آمد و سرخ و شگفت	چون گل سرخ و ہزاران شکر گفت	فربہ اور موٹا ہوا اور سرخ رو	اور کھلا جون گل ہوا سو شکر گو
گہ گہے میگفت کے خاتون من	کہ مبادا باشد این افسون و فن	گاہے گاہے کہتا اے خاتون مری	کہ مبادا یہ ہو افسون گری
لیک خاتون حزم میگفتش کہ ما	در پے آنیم فارغ باش ہا	لیک خاتون کہتی تھی مضبوط ہو	کہ مین ہون اس فکر مین بے غم رہو

سلہ بولا خواجہ الخ ۴ شعر خواجہ نے کہا کہ اس کو کہو کہ صبر کر ہم اس سے چھڑا لین اور وہ تجکو دین کہ مین حیلہ سے یہ اس سے دور کردون اور
تو دیکھ کہ اس کو کیسے دفع کرتا ہون اُس کا دل خوش کر اور سچ کہ یہ میری لڑکی تیری ملک ہے ہم نہین جانتے تھے اے مشتری جب کہ جانا تو
اولی تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آگ اپنی الخ ۶ شعر یعنی آگ اپنی بھٹی مین رہے لیلی اپنی ملک اور مجنون اپنا ہے اخیال
وفکر اُسے آئے کہ فکر شیرین فربہ مرد کو کرتی ہے جانور فربہ گھاس کھانے سے ہوا اور آدمی فربہ عزو جاہ سے ہو آدمی فربہ از راہ گوش کے
ہو جانور فربہ حلق و نوش سے ہو خاتون نے کہا کہ یہ بد تر شرم ہے تحقیق میری زبان ایسا نہیں کہہ سکے گی اُس کے واسطے ایسا بیہودہ
بکون کہ وہ خائن و شیطان خود مرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا خواجہ الخ ۵ شعر خواجہ نے کہا کہ تو مت ڈر
اور اُسے دم دے تاکہ وہ علت اُس کی جائے لطف سے اس کی دفع مین تو احسان مجھ پر کر اور چھوڑ کہ صحت یہ نادان پائے
جو خاتون نے یہ خستہ جگر سے کہا وہ خوشی سے پھولا نہین سماتا تھا خاک پر وہ فربہ موٹا و سرخ رو ہوا اور گل کے مانند کھلا و سو شکر
گذار ہوا کبھی کبھی کہتا کہ اے خاتون میری مبادا یہ افسون گری نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ لیک خاتون الخ
۶ شعر ولیکن خاتون کہتی تھی کہ مضبوط ہو کہ مین اس فکر مین ہون تو بے غم رہو خواجہ نے دیکھا کہ وہ فربہ ہوا اور مرض اُس سے
گیا و بپھرنے لگا وہ تسلی مکر سے اُس کو دیتا کہ وہ خوش ہو تا زیادہ مانند مرغ کے خواجہ نے تسکین دی اور دعوت کی کہ فرح
کی شادی کردن وہ خوشی ایک جماعت مکر سے مژدہ دیتی کہ فرح تجھے شادی مبارک ہو تاکہ فرح کو یقین ہوا کہ کچھ مرض اُس کو باقی نہین رہا باقی
حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجه چون دیدش که رنج و زحمت گذشت	رفت از وی علت و آمد گشت	دیکھا خواجہ نے کہ وہ فربہ ہوا	اور مرض اُس سے گیا پھر نہ لگا
او دلش دادی بتجنیز و فسوس	تا فزون شد نشاطش چون عروس	وہ تسلی دیتا اُس کو مکر سے	ہوتا خوش زیادہ وہ مثل مرغ
خواجه جمعیت بگرد دعوتی	که همی سازم فرج را وصلتی	خواجہ نے تسلیم کی دعوت کری	کہ کرون شادی فرج کی اور خوشی
تا جماعت مژده میدادند گال	کای فرج بادت مبارک اتصال	اک جماعت مژدہ دیتی مکر سے	کہ مبارک ہو فرج شادی تجھے
تا یقین شد مر فرج را این سخن	علت از وی رفت کل از بیخ و بن	تا فرج کا بس ہوا اس سے یقین	کچھ مرض اُسکو رہا باقی نہین
بعد ازان اندر شب عشرت بفن	امردی را بست حنا همچو زن	بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا	باندھی اک امرد کے مثل زن حنا
پر نگارش کرد ساعد چون عروس	ماکیان بنمودش و داد آن خروس	مثل دولہن اُسکے ہاتھونکو رنگا	مرغی بتلائی اُسے مرغا دیا
مقنعه حله عروسانه نکو	کنگ امرد را بپوشانید رو	چادر و زیور عروسانہ پنہا	اک قوی امرد کا بس گھونگھٹ کیا
شمع را هنگام خلوت زد کشت	ماند هندو با چنان کنگ درشت	وقت خلوت جلد شمع گل کری	وہ رہا ہندو بہ ہمراہ قوی
هندوک فریاد میکرد و فغان	از برون نشنید کس از دف زنان	ہندو بس کرتا تھا فریاد و فغان	سنتے نے باہر بجا کر تالیان
ضرب کف و دف نعره مرد و زنا	کرد پنهان نعرهٔ آن نعره زن	مرد و زن نے دف بجا اور تالیان	شور سے نعرہ کیا اسکا نہان
تا بروز آن هندوک را می فشاد	چون بود در پیش سگ انبان آرد	صبح تک ہندو کی وہ تھا پھاڑتا	تھیلا آٹے کا ہو جون سگ چیرتا
روز آوردند طاس و بارغ رفت	رسم داماد آن فرج حمام رفت	ڈھول و تاشے لائے دنکو اور گیا	وہ فرج حمام کو داماد سا
رفت در حمام پس رنجور جان	کون دریده همچو دلق تونیان	بس گیا حمام مین رنجور جان	کون دریدہ مثل دلق رہزنان
آمد از حمام در گردک فسوس	پیش او بنشست دختر چون عروس	آیا خلوت گہ مین وہ حمام سے	مثل دلہن بیٹھی لڑکی سامنے
مادرش آنجا نشسته پاسبان	که مبادا او کند روز امتحان	اسکی ماں بیٹھی وہان ہو پاسبان	کہ کرے دن مین مبادا امتحان
ساعتی در وی نظر کرد از عنا	داد گهان بکرد و دستش ده بداد	دشمنی سے اسکو دیکھا اک گھڑی	اور اُسدم اُس سے بس نفرت کری
گفت خود را کس مباد اتصال	با چو تو ناخوش عروس بد خصال	بولا خود سے نے کوئی ہرگز ملے	تجھ سے دلہن ناخوش و بدفعل سے
روز زیبا چون نگوریان تر	کیر و زشت است شب بتر از کیر خر	دن کو زیبا جون نگار سیمبر	کیر خر سے کیر تیرا شب بتر

سك۱ بعدہ آلخ ۷ شعر بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا کہ ایک امرد کے مثل زن کے حنا لگائی اور دولہن کے مانند اُس کے ہاتھون کو رنگا مرغی بتلائی اور اُسے مرغا دیا چادر و زیور عروسانہ پہنا کر ایک قوی مرد کا گھونگھٹ کیا خلوت کے وقت جلد شمع گل کری وہ ہندو رہا ہمراہ ایک قوی کے ہندو اس بس فریاد و فغان کرتا تھا باہر سنتے نہ تھے تالیان بجا کر اس کا نعرہ شور سے پوشیدہ کیا صبح تک وہ ہندو کی پھاڑتا تھا جیسے تھیلا آٹے کا گ سے چیرتا ہو باقی حال آگے سب ظاہر ہے ۱۲ سك۲ ڈھول آلخ ۵ شعر ڈھول و تاشہ دن کو لائے وہ فرج حمام کو گیا داماد کے مانند پس گیا حمام مین رنجور جان و کون دریدہ دلق رہزنون کے مانند خلوتگاہ مین حمام سے آیا دولہن کے مانند لڑکی سامنے بیٹھی اور اس کی ماں وہان پاسبان ہو کر بیٹھی کہ مبادا دن مین امتحان کرے ایک ساعت اس کو دشمنی سے دیکھا اور اس سے نفرت کی باقی حال آگے سب ظاہر ہے ۱۲ سك۳ بولا خود سے آلخ ۴ شعر خود سے کہا کہ ہرگز کوئی نہ ملے تجھ سی دلہن ناخوش بدفعل دن کو زیبا مانند نگار سیمبر کے ہو شب کو تیرا کیر کیر خر سے بدتر آگے اسکے حقائق ہین ایسے ہی اس جہان کی سب نعمتین ہین کہ امتحان سے پہلے بہتر دکھائی دیتی ہین آگے مثال ہے بس نظر مین دوست آپ دکھتا ہے و نزدیک جائے تو وہ سراب ہے یعنی اسیطرح دنیا کی سب نعمتین بظاہر خوش و زیبا معلوم ہوتی ہین لیکن آخر کار وہ بدتر ہین آگے سك۴ حقیقت کا بیان ہے ظاہر ہے ۱۲

همچنین جمله نعیم این جهان	بس خوش ست از دور پیش از امتحان	اس جہان کی ایسی ہی نعمتین ہین	امتحان سے پہلے ہین بہتر دکھین
می نماید در نظر از دور آب	چون روی نزدیک آن باشد سراب	بس نظر مین دور سے دکھتا ہے آب	جائے جو نزدیک تو وہ ہے سراب

در حقیقت حکایت و بیان آنکه هر نفسی همچو آن هندو مبتلا است

حقیقت مین حکایت کے اور بیان اس کا کہ ہر نفس مانند اُس ہندو کے مبتلا ہے

گنده پیرست او و از بس حیله گر	خویش را جلوه دهد چون نو عروس	ایک[1] بڑھیا بد نما مکار ہے	مثل دلھن آپ کو زیبا کہے
هین مشو مغرور آن گلگونه اش	نیش نوش آلوده او را مچش	اُسکے گلگونہ پہ مت مغرور ہو	مت چکھو نوش آسکے نیش آلود کو
تا نیفتی چون فرج اندر حرج	صبر کن کالصبر مفتاح الفرج	چون فرج کے تو پڑے اندر حرج	صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
آشکارا دانه پنهان دام او	خوش نماید ز اولت انعام او	دانہ[2] ظاہر دام اسکا مشتہر	پہلے انعام اُسکا خوش آوے نظر
چون بپیوستی بدام ای هوشیار	چند نالی و ز ندامت زار زار	دام مین اُسکے پھنسے جو ہوشیار	پس ندامت سے وہ نالے زار زار
نام میری و وزیری و شهی	نیست الا درد و مرگ جانکنی	نام میری و وزیری و شہی	نے ہے یہ ہے درد و مرگ جانکنی
بنده باش و بر زمین رو چون سمند	چون جنازه نه که بر گردن نهند	بندہ ہو اور چل زمین پہ جون سمند	چون جنازہ مت ہو گردن پہ بار
جمله را حمال خود خواهد کفور	بار مردم گشته چون اهل قبور	سب کو حمال اپنا چاہین کافرن	بار مردم ہو وین مثل مردگان
بر جنازه هر که را بینی بخواب	فارس منصب شود عالی رکاب	خواب مین جسکا جنازہ دیکھے تو	منصب عالی پہ پہونچے وہ نکو
زانکه آن تابوت بر خلق ست بار	بار بر خلقان نهادند این کبار	وہ جنازہ خلق پہ ہے بوجھ یار	بار رکھتے خلق پہ ہین یہ کبار
بار خود بر کس منه بر خویش نه	سروری را کم طلب درویش به	بار[3] اپنے پر تو رکھ نے غیر پہ	سروری مت چاہ درویشی تو لے
مرکب اعناق مردم را مپای	تا نیاید نقرست اندر دو پای	گردن مردم کو مت گھوڑا بنا	دونون پاؤن مین ہو نہ نقرس تا بنا
مرکبی را کاخرش تو ره دهی	که به شهری مانی و ویران دهی	ایسا گھوڑا کہ تو چھوڑیگا اُسے	کہ تو دیکھے شہر ویران گانو ہے
زو دهش اکنون که چون شهرت نمود	تا نیاید رخت در ویران گشود	چھوڑ اس کو شہر جو تجکو دکھا	سامان ویرانے مین نے رکھنا ...

[1] ایک بڑھیا الخ ۲ شعر دنیا ایک بڑھیا بد نما و مکار ہے اور مثل دلھن کے خود کو زیبا کہتی ہے اُس کے گلگونہ پر مغرور مت ہو اور مت چکھے اُس کے نوش نیش آلود کو کہ فرج کے مانند تو حرج مین پڑے صبر کر ترجمہ جیسے کہ صبر کی کنجی کشادگی کی ہے یعنی حصول دنیا مین تو صبر کر کہ بہتر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] دانہ ظاہر الخ ۷ شعر اس کا دانہ ظاہر اور دام پوشیدہ کہ اول انعام اسکا خوش نظر آتا ہے جو ہوشیار اُس کے دام مین پھنسے پس وہ ندامت سے زار زار روئے نام امیری و وزیری و شاہی نہین ہے ولیکن درد و مرگ جانکنی ہے تو بندہ ہو اور زمین پہ چل اسپ کے مانند اور جنازے کے مانند گردن پر بار مت ہو کافر سب کو اپنا حمال جانتے ہین کہ بار مردم کے ہو وین مردون کی مانند آگے اسکی مثال ہے تو خواب مین جسکا جنازہ دیکھے وہ منصب عالی پر پہونچے کیونکہ وہ جنازہ خلق پر بار رکھتی ہین یعنی آسودگی دنیا کی ایک دام ہے کہ ہر ایک جس مین پھنستا ہے اور اپنا بار سب پر رکھتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [3] بار اپنے پہ الخ ۲ شعر تو خود پر بار رکھ غیر پر نہین اور سرداری مت چاہ درویشی ہے مردم کی گردن کو گھوڑا مت بنا تاکہ تیرے دونون پاؤن مین نقرس نہ ہو جائے ایسا گھوڑا کہ تو اُسے چھوڑیگا کہ شہر دکھتا ہے اور ویران گانو ہے تو اس کو چھوڑ کہ جو تجھے شہر دکھا سامان ویرانی مین رکھتا روا نہین اسکے چھوڑ سو گلستان سمجھے ہین تاکہ تو عاجز و ویران نہ رہے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ خدا سے اگر جنت تو چاہتا ہے تو کچھ کسی سے مت چاہ جو تو چاہت مین تیرا کفیل ہون جنت الماوی و دیدار خدا کا یعنی تو خدا پر بھروسا کر اندگی میں کچھ نہ چاہ کہ وہ کفیل و وکیل ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

دو دہش کہ تو ز کس چیزی مخواہ	تا نمانی عاجز و ویران پست	چھوڑ اس کو سوگلستان ہو تجھے	تا نہ عاجز اور ویران تو رہے
گفت پیغمبر کہ جنت از اِلٰہ	گر ہمی خواہی ز کس چیزی مخواہ	بولے پیغمبر کہ جنت از اِلٰہ	گر تو چاہتا ہے کسی سے کچھ نہ چاہ
چون نخواہی من کفیلم مر ترا	جنت المأویٰ و دیدار خدا	جو نہ چاہے تو کفیل ہوں میں ترا	جنت المأویٰ و دیدار خدا
آن صحابی زان کفالت شد عیاں	تا یکے روزے کہ گشتہ بد سوار	اک صحابی اس کفالت سے ہوا	ممتحن میں اک سوار اسپ تھا
تازیانہ از کفش افتاد راست	خود فرود آمد ز کس چیزے نخواست	کوڑا اُسکے ہاتھ سے جو گر پڑا	اُترا خود نے کی کسی سے التجا
آنکہ از دادش نیاید ہیچ بد	داند او بی خواہشی خود میدہد	دادے اُسکے نہ آئے کچھ برا	جلنے وہ بے مانگے دیتا ہے خدا
در بامر حق بخواہی ہم رواست	آنچنان خواہش طریق انبیاست	گر تو چاہے حکم حق سے ہے روا	جیسے خواہش ہے طریق انبیا
بد نماند چون اشارت کرد دوست	کفر ایمان شد چو کفر از بہر اوست	بد نہ ہو جو ہوا اشارہ یار سے	کفر ایمان ہو جو ہوا اُسکے لیے
ہر بدی کہ امر او پیش آورد	آن ز نیکی ہا[illegible] عالم [illegible]	جو بدی کہ حکم سے اُس کے کرے	وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھے
زان صدف گر خستہ گردد نیز ہست	دہ مدہ کہ صد ہزاران دُر در دست	وہ صدف ٹوٹے اگرچہ پوست ہے	چھوڑ مت اسکو وہ لاکھوں دُر رکھے
این سخن پایان ندارد باز گرد	سوی شاہ و ہم مزاج باز گرد	[illegible] یہ بے انتہا ہے لوٹ تو	ہم مزاج باز ہو جا شہ کے سو
باز رو در کان چو زر دہ دہی	تا رہد دستان تو از دہ دہی	پھر جا خالص زر سا اندر کان کے	چھوٹنے سے مکر تیرا تا پہ چھٹے
صورت بد را چو در دل رہ دہند	از ندامت آخرش ہم دہ دہند	صورت بد کو جو دل میں راہ دیں	بھی ندامت سے اُسے پس چھوڑ دیں
دزد را چون قطع تلخی می زند	ذوق دزدی را چو زن دہ میدہند	چور کو جو رنج کٹنے کا بڑھے	ذوق دزدی مثل زن کی چھوڑ دے
دیدہ دہ دادن از دست حزین	دہ بدادن زین بریدہ دست مین	دست غمگین سے دکھلائے چھوڑنا	دیکھ دست قطع سے نے چھوڑنا
ہمچنین قلاب و خونی دلیند	وقت تلخی عیش را دہ میدہند	ایسے ہی مکار و خونی عیب جو	وقت سختی چھوڑتے ہیں عیش کو
توبہ می آرند ہم پروانہ دار	باز نسیان میکشد شان سوی کار	مثل پروانہ کے بس توبہ کریں	بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں
ہمچو پروانہ ز دور آن نار را	نور دیدہ بستہ آن سو بار را	دور سے پروانہ نار آتش ہو کو	نور دیکھیں اور باندھے اسکے سو
چون بیاید سوخت پرش واگریخت	باز چون طفلان فتاد و ہم گریخت	جو جلا پر اس کا تو واپس پھرے	مثل طفلان پھر پھرین روتے ہوئے

سله کہ صحابی آخ ٦ شعر یک صحابی اس کفالت سے ممتحن ہوا کہ ایک دن سوار اسپ پر تھا جو کوڑا اس کے ہاتھ سے گر پڑا خود اُترا اور کسی سے التجا کی اس کی دادے سے کچھ برا نہ آئی جو وہ جانے کہ خدا بے مانگے دیتا ہے اگر تو حکم خدا سے چاہے روا ہے جیسے خواہش طریقہ انبیا کا ہے وہ بد نہ ہو جو یار کے اشارہ سے ہو کفر ایمان ہو جائے جو اسکے واسطے ہو جو بدی کہ اُسکے حکم سے کرے وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھ جائے یعنی [illegible] نہ چاہو اور اگر چاہتا ہے تو اس سے حکمت چاہ کہ وہ بُرا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سته وہ صدف [illegible] شعر [illegible] وہ صدف [illegible] کہ پوست ہے تو اس کو مت چھوڑ کہ لاکھوں گوہر رکھے ہے [illegible] یہ بے انتہا ہے تو ہم مزاج یار کا ہو اور شاہ کی جانب جا پھر کان کی مانند پھر جا اندر کان کے کہ تیرا مکر چھوٹنے سے چھٹے صورت بد جو دل میں راہ دیں بھی ندامت سے اسے چھوڑ دیں جو چور رنج کٹنے کا بڑھاتا ہو مثل زن کے ذوق دزدی کا چھوڑتے دست غمگین سے چھوڑنا دکھلاتا ہے دست قطع سے دیکھ چھوڑنا یعنی اپنی اصل کی جانب لوٹ جا کہ تا تو مکر دنیا سے چھٹے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سته شعر ۵ ایسے ہی ہے آخ ۵ شعر ایسے ہی مکار و خونی عیب جو وقت سختی سے چھوڑتے ہیں مثل پروانہ کے توبہ کرتے اور بھول کر پھر کام میں اپنے پڑتے ہیں پروانہ کے مانند دور سے اس نار کو نور دیکھیں اور اس کی جانب جا پھر جو پر ان کا [illegible] تو واپس پھرے اور لڑکوں کے مانند پھر روتے ہوئے پھریں پھر کہ دوبارہ فائدہ کی طمع پر خود کو جلا ہی دیں شعر پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بار دیگر بر گمان طمع سود	خویش را اندر لہیب شمع زود	پھر دوبارہ فائدہ کی طمع پے	جلد ڈالیں خود کو شعلہ شمع پے
بار دیگر سوخت پروا نیست	بازگردش حرص دل ناسی و مست	پھر دوبارہ پر جلے واپس پھرے	حرص سے پھر مست اور غافل بنے
آن زمان کز سوختن وا می جہد	ہمچو ہندو شمع را دہ میدہد	جب کہ جلنے سے ہیں واپس بھاگتے	مثل ہندو شمع کو ہیں چھوڑتے
ای رخت تابان چو شمع دلفروز	وی بصحبت کاذب و مغرور سوز	اے ترا رخ مثل شمع دلفروز	اور تو صحبت میں ہے کاذب جانسوز
باز از یادش رود توبہ و انین	کادہن الرحمن کید الکافرین	یاد میں اُس کی نہ پھر توبہ یقین	کادہن الرحمن کید الکافرین
در بیان عموم آیہ کلما اوقدوا	نارا للحرب اطفاہا اللہ	بیان میں عام تاویل آیہ کے	کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ
کلما ہم اوقدوا نار الوغی	اطفاء اللہ نارہم حتی انطفا	کلما ہم اوقدوا نار الوغی	اطفاہا اللہ نارہم حتی انطفا
عزم کردہ کہ دلا اینجا مایست	گشتہ ناسی زانکہ اہل عزم نیست	جو کیا عزم اُس جگہ مت ٹھہر دلا	مٹ گیا تو کب وہ اہل عزم تھا
چون نبودش تخم صدقی کاشتہ	حق بران نسیان آن بگماشتہ	تخم صدق اس کا نہ تھا بویا ہوا	اس پہ حق نے بھولنا غالب کیا
گرچہ بر آتش زنہ دل می زند	آن ستارش را کف گل میزند	گرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے	خاک وہ اسکے ستارہ پر دھرے

آتش زدن در شب و کشتن دزد آتش را و غفلت آن مرد

آگ جھاڑنا شب میں اور بجھانا چور کا اُس آگ کو اور غفلت اُس مرد کی

رفت دزدی شب بخانہ یک گدا	از رہ پنہان درآمد ہمچو گرگ	پارسا کے گھر میں چور اک شب گیا	گرگ کے مانند پوشیدہ گھسا
سرفہ بشنید شب آن محتشم	برگرفت آتش زنہ تا آتش زند	کھانسی اُس کی رات کو اُس نے سنی	جھاڑنے کو آگ کے چقماق کی
میزد آتش بہر شمع افروختن	تا سر آواز او بیند علن	شمع روشن کرنے آتش جھاڑتا	دیکھے بھید آواز کا تا ظاہرا
دزد آمد در زمان پیشش نشست	چون گرفتی سوختہ میکرد پت	چور اُس دم بیٹھا اسکے پاس آ	ہوتا جب روشن بجھاتا سوختہ

بیت ۱۱ پھر دوبارہ سے شعر دوبارہ پر جلے واپس پھرے حرص سے پھر مست وغافل رہے جب کہ جلنے سے واپس بھاگتے ہیں ہندو کے مانند شمع کو چھوڑتے ہیں آگے حاشیہ ہیں اے تیرا رخ مانند شمع دل افروز کے اے تو صحبت میں کاذب جانسوز ہے اسکی یاد میں توبہ ویقین نہ رہے ترجمہ سست کیا رحمن نے مکر کافروں کا یعنی اہل دنیا حرص پر نا سے کے طمع سے شمع دنیا پر دوڑتے ہیں اور بعد تکلیف پہونچنے کے توبہ کرکے چھوڑتے ہیں اور پھر طمع سے اسکی جانب رجوع کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کلما ہم آخ ۲ شعر ترجمہ جس وقت کہ وہ روشن کریں آتش کو واسطے لڑنے کے بجھاوے اُن کی آتش اللہ یہاں تک کہ بجھ جاوے جو عزم کیا اس جگہ تو مت ٹھہر اگر عزم مٹ گیا صاحب عزم کب ۱۱ تخم صدق کا بویا ہوا نہ تھا اسپر حق نے بھولنا غالب کیا آگے اس کی مثال ہے اگرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے وہ خاک اُس کے ستارہ پر رکھے یعنی جو کوئی طلب حق میں صادق نہیں ہے حق اس کی یاد بجھا دیتا ہے آگے اس کی مثال میں حکایت چور کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ۔ ۔ ۔ کے آہ ۶ شعر ایک شب چور پارسا کے گھر گیا اور مانند گرگ کے پوشیدہ گھسا اُس کی کھانسی رات کو اس نے سنی آگ جھاڑنے کو چقماق لی شمع روشن کرنے کے لیے آتش جھاڑا کہ تا بھید چور کا ظاہر دیکھے اُس دم چور اُس کے پاس آکر بیٹھا جب وہ روشن ہوتا سوختہ بجھاتا اُس جگہ انگلی کا اثر رکھتا تا ستارہ آتش کا فنا ہووے وہ اپنی انگلی کا سرا رکھتا اور اُس کا رکھنا انگلی سے ۔ ۔ ۔ حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۵ جس وقت روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے اللہ بجھاوے اُسے ۵۵ جس وقت کہ وہ روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے بجھاوے اُسکی ہلاک اور یہانتک کہ ٹھنڈی کہے ۱۲

می نہاد آنجا سر انگشت را	تا شود استارہ آتش فنا	اُس جگہ رکھتا وہ انگلی کا سرا	تا ستارہ ہوئے آتش کا فنا
تر ہمی کرد او سر انگشت را	اصبع آن استارہ را کردی فنا	تر وہ کرتا اپنی انگلی کا سرا	کرتا اُس تارہ کو انگلی سے فنا
خواجہ می پنداشت کز خود می مرد	این نمی دید آن کہ دزدش می کشد	خود یہ بجھتا ہے یہ خواجہ جانتا	اور بجھاتا چور کا نہ دیکھتا
خواجہ گفت این سوختہ نم داشت بود	می مرد استارہ از تریش زود	خواجہ کہتا سوختہ نم بس تھے	کہ تری اُسکی سے یہ تارہ بجھے
بسکہ ظلمت بود و تاریکی بہ پیش	می ندید آتش کشی را نزد خویش	ظلمت و تاریکی بس تھی سامنے	پاس آتش کش نہ دکھتا تھا اُسے
اینچنین آتش کشی اندر دلش	دیدۂ کافر نبیند از عمش	ایسی ہی دل میں بھی وہ آتش کش	اندھے پن سے دیکھنے کا فر اُسے
چون نمی داند دل داننده ای	ہست با گردنده گرداننده را	کیوں نہیں آگاہ دل جانے یہ بات	کہ ہے گرداننده گردنده کے ساتھ
چون نمی گوئی کہ روز و شب بخود	بی خداوندی کی آید کی رود	کیوں نہیں کہتا کہ دن رات آپ سے	بے خدا کب آئے اور کب جائے ہے
گرد معقولات میگردی ببین	اینچنین بی عقلی خود ای مہین	گرد معقولات کے پھرتا ہے تو	ایسی بے عقلی کو دیکھ اپنی تو
خانہ با بنا بود معقول تر	یا کہ بی بنا بگو ای کم ہنر	ہووے گھر معمار سے معقول تر	یا کہ بے معمار کے کہہ بے ہنر
خانہ با این برتری و دقتہا	کے بود بے اوستادی [illegible]	باوجود اس برتری کے گھر ترا	کب بغیر استاد کے ہو خوشنما
خط با کاتب بود معقول تر	یا کہ بی کاتب بیندیش ای پسر	ہووے خط کاتب سے معقول تر	یا کہ بے کاتب کے تو سوچ اے پسر
جیم گوش و عین چشم و میم فم	چون بود بی کاتب ای تو متہم	میم منہ اور عین چشم اور جیم کان	لیتے بے کاتب کے کب ہیں اسکو مان
شمع روشن بی ز گیراننده ای	یا بگیراننده داننده ای	شمع روشن ہووے بے گلگیر سے	یا کہ ہو گلگیر سے جو جان سے
صنعت خوب از کف [illegible]	باشد اولی یا بگیرای بصیر	ہوئے اندھے سے جو صنعت خوب تر	یا کہ اہل دست بینا سے پسر
پس چو دانستی کہ قہرت میکند	بر سرت دبوس محنت می زند	جب کہ جانا قہر کرتے تجھ سے ہیں	زیر محنت سر پہ رکھتے تیرے ہیں
پس بجو آن قوم عقل بر آسمان	تیر می اندازد بہر زخم جان	مثل اُس قوم [illegible]	تیر مارا اب زخم جان کے واسطے

ف۱ خود بجھتا الخ اس شعر میں خواجہ یہ جانتا کہ وہ خود بجھتا ہے اور چور کا بجھانا نہیں دیکھتا ہے خواجہ کہتا کہ سوختہ نم رکھتا ہے کہ اس کی تری سے یہ تارہ بجھتا ہے ظلمت و تاریکی سامنے تھی اور نزدیک آتش کش اسے نہیں دکھتا تھا [illegible] اس کی مثال یہی ایسے ہی وہ دل میں آتش کش رکھتا ہے اور اندھے پن سے کافر اسے نہیں دکھتا ہے آیا وہ دل کی یہ بات کیوں نہیں جانتا کہ پھرنے والا پھیرنے والے کے ساتھ ہے یعنی جو کہ دل میں انسان کے [illegible] ہر ایک پھرنے والے کے ساتھ پھیرانے والا موجود ہے [illegible] ف۲ شعر کیوں نہیں کہتا کہ رات دن آپ سے بغیر خدا کے کب آتے جاتے ہیں تو گرد معقولات کے پھرتا ہے پس تو ایسی اپنی بے عقلی کو دیکھ [illegible] اس کی مثال ہے کہ گھر معمار سے معقول تر ہووے یا کہ بے معمار کے [illegible] باوجود اس برتری کے [illegible] بے کاتب کے تو سوچ میم منہ اور عین چشم اور جیم گوش بے کاتب کے کبھی ہو [illegible] اگر تو معقولات سے دریافت کرتا ہے [illegible] ف۳ شعر صنعت [illegible] اندھے سے خوب تر ہوتی ہے یا کہ [illegible]

یا گریز از وے اگر تانے برو | چون روی چون در کف اویی گرو
در عدم بودی نرستی از کفش | از کف این چون رہی ای بوسہ خوش
پس تو بی دفعش چہ مردہ بی تگ | سوی او کش در ہوا تیر خدنگ
آرزو یش گر بود دیگر گریختن | پیش عدلش خون تقوی ریختن
این جہان دام است و دانہ آرزو | در گریز از دامہاے آرزو
چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد | چون شدی ضد آن بدیدی صد فساد
چون شدی زین ضد بدانی ضد آن | ضد را از ضد شناسی ای جوان
پس پیمبر گفت استفت القلوب | گرچہ مفتی شان برون گوید خطوب

یا کر بھاگ اس سے اگر سکتا ہے | لیکن جبکہ ہاتھ میں سے اسکے تو
نے عدم میں چھوٹا ہو سکتا تو | نہ بچا تو اسکے ہاتھ سے اب بو
شل مردہ اس کو دفع نہ کر سکے | اسکی جانب ہا ہو تیر خدنگ
آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنے | آتش عدل اسکے تقوی کا
یہ جہان دام اسکا دانہ آرزو | اس کے دانہ سے جا نی بھاگ
جو گیا تو ایسا دیکھے سو خوشی | ہو گیا تو ضد میں وہ آفت دیکھ
ہو گیا تو ضد میں آگے ضد | ضد سے تو پہچان ضد کو
پس پیمبر بولے استفت القلوب | گرچہ مفتی دے باہر سے

در بیان حدیث استفت قلبک و لو افتاک المفتون

حدیث کے بیان میں استفت قلبک ولو افتاک المفتون

گفتہ است استفت قلبک آن رسول | گرچہ مفتی ات برون گوید فضول
آرزو بگذار تا رحم آیدش | آزمودم کاین چنین میبایدش
چون نتانی جست پس خدمت کنش | تا روی از حبس او در گلشنش
دم بدم چون مراقب میشوی | داد می بینی و داور ای غوی
ور ببندی چشم خود را ز احتجاب | کار خود را کی گذارد آفتاب
بازران سوی ایاز دلبرش | دان فضیلت در کمال مخبرش

کہتے ہیں استفت ... رسول | گرچہ مفتی بھی کہے باہر فضول
آرزو کو چھوڑ رحم آئے اسے | آزمایا میں نے ایسا چاہیے
گر تو خدمت ... سکتا اُوپر | قید سے جائے تو باغ یقین
جو مراقب دمبدم ہوتا ہو وہ | دیکھتا بخشش اور ... تو
گر بچا ہوں سے تو بند آنکھیں کرے | کام اپنا شمس کیونکر چھوڑ دے
لوٹ تو سوی ایاز ... | اور فضیلت ... اور رتبہ

حسد بردن امیران بر ایاز و نمودن سلطان کیاست او را

حسد لیجانا امیروں کا ایاز پر اور دیکھنا سلطان کا دانائی اس کی کو

له ۵ بھر آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنے اور آتش عدل اس کے ... تقوی کو ہلاک کرتا ہے یہ جہان دام و دانہ اس کا آرزو ہے پس حرص کے دانہ سے تو جلدی بھاگ جو تو ایسا گیا سو خوشی دیکھے اور جو تو ضد میں گیا وہ آفت دیکھے جو تو ضد میں گیا اس کی ضد کو جان تاکہ ضد سے ضد تو پہچانے پس پیغمبر صلعم نے فرمایا ترجمہ فتوی کو تم دل سے اگرچہ مفتی باہر کس خطاب دیوے یعنی دنیا میں آرزو چاہتا عدالت بھاگتا اور پیش عدل اس کے تقوی کچھوڑتا ہے پس تو خبر کچھ پا ... اپنے دل سے فتوی دے اگرچہ مفتی ... عدم ... اس فتوی قلب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ کہتے ہیں آن ... جناب رسول صلعم فرماتے ہیں کہ فتوی لو تم ... اگرچہ مفتی باہر فضول کہے پس تو آرزو چھوڑ کہ اسے رحم آئے میں نے آزمایا ہے ایسا کرنا چاہیے اگر تو ... سکتا نہیں ہے تو خدمت ... جانب باغ یقین کے جاوے تو دمبدم مراقب ہوتا ہی اور بخشش دیکھتا ہو داور سے اگر ... سے آنکھیں بند کرے کیونکہ شمس اپنا کام چھوڑ دے پس لوٹ تو جانب ایاز کے اور اسکی فضیلت و رتبہ کی طرف یعنی تو اپنی آرزو کو چھوڑ کہ اس کو رحم آئے اور تیری رہبری کرے آگے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون امیران از حسد جوشان شدند | عاقبت بر شاہ خود طعنہ زدند
کاین ایاز تو ندارد سی خرد | جامگی سی امیر او چون برد
شاہ بیرون رفت با آن سی امیر | سوی صحرا و کہستان صید گیر
کاروانی دید از دور آن ملک | گفت میری را کہ رو ای موتفک
رو بپرس آن کاروان را بر رصد | کز کدامین شہر آیدمی رسد
رفت و پرسید و بیامد کہ ز ری | گفت عزمش تا کجا در ماند وی
دیگری را گفت رو ای بوالعلا | باز پرس از کاروان کہ تا کجا
رفت و آمد گفت تا سوی یمن | گفت رختش چیست ہان ای مؤتمن
ماند حیران گفت با میری دگر | کہ برو وا پرس رخت آن نفر
باز آمد گفت از ہر جنس ہست | اغلب آن کاسہ‌ہای رازی است
گفت کی بیرون شدند از شہر ری | ماند حیران آن امیر سست پی
آن دگر را گفت رو وا پرس ہان | تا کہ کی بودست نقل کاروان
باز گشت و گفت ہفتم از رجب | گفت در رجب چیست تسعیر ای عجب
چون نمی دانستہ دیگر دم نزد | شہ فرستاد آن دگر را زان عدد
ہمچنین تا سی امیر و بیشتر | سست رائی ناقص اندر کر و فر
رفت و پرسید و بیاید کہ ز ری | گفت عزمش تا کجا در ماند وی
ہر یکی رفتند بہر یک سوال | ناقص و عاجز ز ادراک کمال

جو حسد سے جوش امیروں کو ہوا | اپنے منہ پر طعنہ آخر کو کیا
تیس عقلیں نے ایاز آخر رکھے | کیسے تنخواہ تیس میروں کی وہ لے
تیس میروں ساتھ شہ ہو کر سوار | وہ صحرا کو گیا بہر شکار
کارواں اک دیکھا شہ نے دور سے | میر سے بولا کہ جا اے شک سے پر
پوچھ تو اس کارواں سے راہ پے | کہ یہاں پر آئے تم کس شہر سے
پوچھکر آیا کہ رے سے ہے چلا | پوچھا جائیگا کہاں وہ چپ رہا
دوسرے سے شاہ بولا کہ تو جا | کارواں سے پوچھ کہ تا کہ جائیگا
پوچھکر آیا یمن تک جائے گا | بولا کیا اسباب اسمیں ہے بھرا
وہ ہوا حیران کہا اور میر سے | کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہے
لوٹ کر آیا کہا ہر جنس ہے | جام رازی اکثر اسمیں ہیں بھرے
بولا کب رے سے روانہ وہ ہوئے | بس ہوا حیران امیر اس بات سے
اور سے فرمایا جا کر پوچھ ہاں | کہ روانہ کب ہوا یہ کارواں
پس کہا آکر رجب کی ساتویں | بولا رے میں کیا ہوا شہرت گری
جو نہیں واقف تھا بس خاموش رہا | شہ نے ان میروں سے ایک اور سرا
ایسی ہی وہ تیس میروں تک گئے | سست رائے اور ناقص عقل کے
پوچھکر آیا کہ رے کے شہر سے | بولا کاں جائے خوشی تھی اسے
بس گیا ہر ایک کرنے اک سوال | ناقص آیا پورا پوچھا کچھ نہ حال

سلہ جو حسد سے آخر ۷ شعر جو امیروں کو حسد سے جوش ہوا اپنے بادشاہ پر آخر کو طعنہ کیا کہ ایاز تیس عقلیں آخر نہیں رکھتا ہے کیسے تیس امیروں کی تنخواہ لیتا ہے پس بادشاہ تیس امیروں کے ساتھ سوار ہو کر [illegible] شکار کے واسطے گیا شاہ نے ایک کارواں دیکھا دور سے ایک امیر سے کہا کہ جا اے شک سے بھرے راہ پر اس کارواں سے پوچھ کہ تم یہاں کس شہر سے [illegible] ہو پوچھکر آیا کہ شہر رے سے فرمایا کہاں جائیگا وہ خاموش رہا دوسرے سے پوچھا کہ کہاں تک جائے کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پوچھکر آیا آخر ۶ شعر پوچھکر آیا یمن تک جائیگا فرمایا کیا اسباب اس میں ہے بھرا وہ حیران ہوا اور دوسرے امیر سے کہا کہ تو جا کر پوچھ کیا [illegible] وہ لوٹ کر آیا اور کہا کہ ہر ایک [illegible] اور اکثر جام رازی اس میں بھرے ہیں [illegible] کب روانہ ہوئے پس امیر حیران ہوا اس بات سے دوسرے سے فرمایا کہ جا کر پوچھ کر یہ کارواں کب روانہ ہوا پس آکر کہا کہ ساتویں رجب کو فرمایا کہ رے میں کیا [illegible] باقی حال آگے ہے فافہم سلہ جو نہیں واقف تھا آخر ۸ شعر جو واقف نہ تھا خاموش رہا شاہ نے ان امیروں سے دوسرا ایسا ہی وہ تیس امیروں تک گئے سست رائے اور ناقص عقل کے پس ہر ایک سوال کرنے وہاں ایک [illegible] ناقص آیا اور پورا حال کچھ نہ پوچھا امیروں سے فرمایا کہ میں نے ایک دن ایاز پاک کا امتحان کیا کہ تو پوچھ اس کارواں سے کون ہے اس نے جا کر ہر ایک سے سچ پوچھا سب کچھ اور بے اشارے اور سب حال ان سے پوچھا بے ریا وہ سب [illegible] تیس بار ہوا کہ جو ایک دم میں نے اس سے سنا یعنی ایاز کو وہ دانائی حاصل ہے کہ جو تیس امیروں نے تیس بار میں حال دریافت کیا اس نے ایک بار میں وہ سب [illegible] اسلئے تیس امیروں کی تنخواہ کے [illegible] آگے ہے جو سوائے امیروں کا [illegible] سے جاتے ہم ۱۲

گفت امیران را کہ من روزی جدا | امتحان کردم ایاز خویش را
که بپرس آن کاروان را کز کجاست | او برفت و بعد از آن پرسید راست
بی وصیت بی اشارت یک بیک | حال شان دریافت بی ریبی و شک
ہرچہ زین سی میر اندر سی مقام | کشف شد زو آن بیکدم شد تمام

بولا میروں سے کیا میں نے جدا | امتحان اک دن ایاز پاک کا
کہ تو پوچھ اس کارواں سے کون ہے | اس نے پوچھا جا کے سچ ہر ایک سے
بے کہے اور بے اشارہ حال سب | اُن سے پوچھے بے ریا بے شبہا
تیس باران تیس میروں سے جدا | جو کہ ظاہر ہو گئے اک دم میں تھا

موافقت کردن امیران آن حجت را بہ شہ جبریانہ و جواب شاہ محمود ایشان را

بڑھانا امیروں کا حجت کو بادشاہ سے جبریوں کے مانند اور جواب شاہ محمود کا انکو

پس بگفتند آن امیران کاین فنی | از عنایتہاست کار جہد نیست
قسمت حق است مہ را روی نغز | دادہ بخت است گل را بوی نغز
بلکہ سلطان چون عنایت میکند | از تفاخر خیمہ بر مہ می زند
گفت سلطان بلکہ آنچہ از نفس زاد | ریع تقصیرست و دخل اجتہاد
ورنہ آدم کی بگفتی با خدا | ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود بگفتی کاین گناہ از نفس بود | چون قضا این بود ما را چہ سود
ہمچو ابلیسی کہ گفت اغویتنی | تو شکستی جام و ما را میزنی
بل قضا حق است و جہد بندہ حق | ہین مباش اعور چو ابلیس خلق
در تردد ماندہ ایم اندر دو کار | این تردد کی بود بی اختیار
این کنم یا آن کنم خود کی شود | چون دو دست و پای او بستہ شود
ہیچ باشد این تردد بر سرم | کہ روم در بحر یا بالا پرم
این تردد ہست کہ موصل روم | یا برای سحر تا بابل روم

پس کہا اُن میروں نے اس سے یہ کام | ہے عنایت سے نہ کوشش سے تمام
حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب | داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب
بلکہ شہ جس پر عنایت بس کرے | فخر سے وہ ماہ پر خیمہ رکھے
بولا شہ جو نفس سے پیدا کرے | حاصل تقصیر وہ یہ جہد سے
ورنہ کب آدم یہ کہتا با خدا | ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود وہ کہتا نفس کا یہ جرم تھا | جو قضا یہ تھی تو میرا جرم کیا
جیسے شیطان نے کہا اغویتنی | تو نے توڑا جام مجھ سے ناخوشی
بل قضا حق ہے جہد بندہ حق | مت ہو احول مثل ابلیس خلق
ہم تردد میں ہیں اندر دو کام | یہ تردد ہوئے کب بے اختیار
یہ کروں یا وہ کروں جو ہوئے کب | ہوں بندھے جس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں سب
یہ تردد کب ہوا کہ میں چلوں | بحر کے اندر رو یا ہو پر اڑوں
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤں میں | یا واسطے جادو کے بابل جاؤں میں

سلہ پس کہا آخ ۵ شعر پس امیروں نے اُن سے کہا کہ کام عنایت سے ہے نہ بالکل کوشش سے کیونکہ حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب اور داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب بلکہ جس پر بادشاہ عنایت کرے فخر سے وہ ماہ پر خیمہ کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جو نفس سے پیدا کرے بادشاہ وہ حاصل ہے اور یہ کوشش سے ہے ورنہ آدم کب خدا سے کہتا ترجمہ اسے رب میرے تحقیق کہ ہم نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر یعنی جو چیز خواہش نفس سے پیدا ہوتی ہے وہ حاصل تقصیر ہے اور جو کوشش سے پیدا ہوتی کہ ایاز سے ظہور میں آئی کیونکہ گندم خوری آدم سے خواہش نفس سے ہوئی تھی اسواسطے آدم نے نفس کی جانب حوالہ کیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خود وہ الخ ے شعر وہ خود کہتا کہ یہ نفس کا جرم تھا جو یہ قضا تھی تو میرا کیا جرم تھا جیسے شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو بہکایا اگر تو نے جام توڑا اور مجھ سے ناخوشی ہے آگے جواب ہے بلکہ قضا حق ہے تو احول مت ہو مانند ابلیس پرانے کے ہم تردد میں اندر دو کام کے ہیں پس یہ تردد بے اختیار کے ہو یہ کروں یا وہ کروں وہ کب ہو جب یہ دونوں ہاتھ اور پاؤں سب تردد کب ہوا کہ میں چلوں بحر کے اندر رو یا ہو پر اڑوں یہ تردد ہے کہ موصل کو جاؤں یا واسطے جادو کے بابل کو جاؤں یعنی تردد کے واسطے اختیار شرط ہے کہ یہ کروں یا وہ کروں پس اس سے اختیار بندے کا ثابت ہو آگے بیان ہے فافہم ۱۲

پس تردد را بباید قدرتی ورنه آن خنده بود بر سبلتی
بر قضا کم نه بهانه ای جوان جرم خود را چه نهی بر دیگران
خون کند زید و قصاص او بعمر می خورد عمرو بر احمد حد خمر
گرد خود برگرد و جرم خود ببین جنبش از خود بین و از سایه مبین
که نخواهد شد غلط پاداش میر خصم را میداند آن میر بصیر
تو عسل خوردی نیاید تب بغیر مزد روز تو نیاید شب بغیر
تو چه کردی جهد کان با تو نگشت تو چه کاریدی که نامد ریع کشت
فعل تو کان زاید از جان و تنت همچو فرزندت بگیرد دامنت
فعل را در غیب صورت میکنند فعل دزدی را نه داری میزنند
دار کی ماند بدزدی لیک آن هست تصویر خدای غیب‌دان
در دل شحنه چو حق الهام داد که چنین صورت بساز از بهر داد
تا تو عالم باشی و عادل قضا نامناسب چون دهد داور سزا
چونکه حاکم این کند اندر گزین چون کند حکم احکم الحاکمین
چون بکاری جو نروید غیر جو قرض تو کردی ز که خواهی گرو
جرم خود را بر کسی دیگر منه هوش و گوش خود بدین پاداش ده
جرم بر خود نه که تو خود کاشتی با جزا و عدل حق کن آشتی
رنج را باشد سبب بد کردنی بد ز فعل خود شناس از بخت نی
آن نظر در بخت چشم احول کند کلب را کهدانی و کاهل کند

چاہیے قدرت تردد کے لئے ورنہ مونچھوں پر ہنسی ہودہ ہے
مت قضا پر رکھ بہانہ کس لئے جرم رکھتا اپنا تو ہے غیر پے
خون کرے زید و قصاص ہو عمر پے حد ہو احمد پر دکھنے عمرو نے
گرد اپنے پھر گنہ کو اپنے جان خود سے حرکت جان نہ سایہ سے جان
کہ نہ ہووے گی غلط پاداش میر جانتا دشمن کو ہے میر بصیر
تو نے کھایا شہد تب ہو تپ بغیر تیرے دن کی مزد نے دی شب بغیر
تو نے کیا سعی کی کہ نے ہو ملا تو نے کیا بویا کہ نے آخر اگا
فعل پیدا جان و تن تیرے سے جو پکڑے دامن تیرا جون فرزند وہ
فعل کی کرتے ہیں صورت غیب میں فعل کو چوری کے کرتے دار ہیں
دار کب مانند چوری ہے کہ دیکھ ہے وہ تصویر خدائے غیب کے
دل میں پس شحنہ کے حق الہام دے ایسی کر صورت سزا کے واسطے
تو ہے جب تک عالم و عادل قضا نامناسب کیونکہ دے داور سزا
جو کہ مقبول ہے یہ حاکم کرے حکم کیونکر احکم الحاکم کرے
جو تو جو بوئے اگے نہ غیر جو تو نے قرض اور سے چاہے گرو
جرم اپنا غیر پر تو مت رکھے گوش ہوش اپنا رکھ اس پاداش پے
جرم خود پر رکھ کہ بویا تو نے ہے آشتی کر عدل سے اللہ کے
جو بدی کے باعث آتا رنج ہے [illegible] خود سے فعل بد نہ بخت سے
بخت پر رکھتا نظر [illegible] کتا دے تو اس کو وہ کاہل کرے

۵۱ چاہیے الخ ۶ شعر قدرت چاہیے تردد کے لئے ورنہ تیری مونچھوں پر ہنسی ہووے قضا پر بہانہ مت رکھ کس واسطے کہ تو جرم اپنا غیر پر رکھتا ہے زید خون کرے اور قصاص عمرو پر ہو اور عمرو شراب کھائے اور حد احمد پر ہو اپنے گرد پھر اور اپنے گناہ کو جان اور خود سے حرکت جان سایہ سے نہ جان کہ پاداش میر کی غلط نہ ہوگی کہ امیر بصیر دشمن کو جانتا ہے تو نے شہد کھایا ہے دوسرے کو تپ نہ ہوگی تیری دن کی مزدوری شب میں دوسرے کو نہ ملیگی تو نے سعی کی کہ اسکا ثمرہ نہ ملا تو نے کیا بویا کہ آخر کو نہ اگا یعنی تو اپنا قصور جان اور غیر پر اسکو حوالہ مت کر کیونکہ باوجود اختیار کے یہ حرکت کرتا ہے پس جو تو کریگا وہ پائیگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ فعل پیدا آہ ۶ شعر تیری جان و تن سے فعل پیدا ہوا اور تیرا دامن وہ پکڑے مانند فرزند کے غیب میں فعل کی صورت کرتے ہیں دار چوری کے مانند کب ہوتی ہے کہ وہ تصویر خدائے غیب ہے دل میں شحنہ کے حق الہام دیتا ہو کہ ایسی صورت سزا کے واسطے کر جب تک تو عالم ہے عادل قضا ہو نامناسب داور سزا کیونکر دے جو کہ حکم مقبول سے کرتا ہو تو کیونکر حکم احکم الحاکمین کریگا یعنی جو خدا چاہتا ہے وہ کام کرے ایسا ہی ہے ملاکر ۱۲ ہے پس جو تو کرتا ہو وہ تیرا فعل دوسری صورت پکڑ کے تجھے سزا دیتا ہے جبکہ حاکم مجازی یہ کرتا ہے تو احکم الحاکمین کب غلط کرے گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جو تو آہ ۶ شعر جو تو جو بوئے سوائے جو کے نہ اگے تو قرض کرے اور دوسرے سے گرو چاہے تو اپنا جرم غیر پر مت رکھ اور اپنا گوش ہوش اس بدلے پر رکھ تو جرم خود پر رکھ کہ تو نے بویا ہے آشتی اللہ کے عدل سے کر رنج بدی کے باعث آتا ہے خود سے فعل بد جان نہ بخت سے بخت پر نظر رکھنا احول کرتا ہو تو سگ کو کاہ دے اور کاہل کرے یعنی تو تمام اپنے نفس کو کجرو کر [illegible] عدل کر یعنی تو برائی کا متہم اپنے نفس کو کر جزائے عدل خدا کو متہم مت کر جو تو نے برائی کی ہے اسکا اثر تجھکو پہنچا بہتر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

متہم کن نفس خود را ای فتا | متہم کم کن جزای عدل را
توبہ کن مردانہ سر آور برہ | کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
وز فسون نفس کم شو غرہ | آفتاب حق نپوشد ذرہ
ہست آن ذرات جسمی ای مفید | پیش این خورشید جسمانی پدید
ہست ذرات خواطر افکار | پیش خورشید حقائق آشکار
پیش حق پیدا و پیش تو نہان | زغیب است این مکن فکر پدر

متہم کر نفس اپنے کو اے تو | متہم مت کر جزائے عدل کو
توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ | کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
نفس کے فسون سے مت مغرور ہو | شمس حق کو کب نہان ذرہ کرے
جملہ ذرات جسمی خلق میں | رو برو خورشید جسمانی کے ہیں
اور ذرے فکروں خطروں کے نہان | آگے خورشید حقائق کے عیان
حق سے ظاہر اور تجھسے ہی چھپا | فکر مت کر بھید ہے یہ غیب کا

حکایت صیادی کہ خویشتن در گیاہ پیچیدہ

بود دستہ گل و لالہ کلہ وار بر سر نہادہ تا مرغان آنرا گیاہ پندارند۔ آن مرغ زیرک کہ بوی برد کہ آدمی ست بشکل گیاہ پیچیدہ اما ہم تمام بوی نبرد و بر افسون او مغرور شد زیرا کہ در ادراک اول قاطعی ندانست در ادراک دوم قاطعی دانست و ہو الحرص والطمع ولا سیما عند الحاجۃ والفقر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا

حکایت اُس صیاد کی کہ خود پتون مین لپٹا تھا اور

گلدستہ سر پر رکھا تھا تا مرغ اسکو گھاس جانیں ایک مرغ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی ہی بشکل گھاس دکھائی دیتا ہے لیکن بالکل معلوم نہ تھا اور وہ فسون پر مغرور ہوا اسواسطے کہ اول دفعہ قطعی جانا دوسری دفعہ قطعی جانا و ہو الحرص والطمع ولا سیما عند الحاجۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاد الفقران یکون کفرا صدق رسول اللہ صلعم

رفت مرغی در میان لالہ زار | بود آنجا دام از بہر شکار

شعر

جو گیا اک مرغ اندر لالہ زار | تھا وہاں پہ دام اک بہر شکار

سطر ۵۵ توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ ترجمہ کہ جو کوئی عمل نیک کرے برابر ذرہ کے نیک دیکھے تو نفس کے افسون پر غرہ نہ کر کہ شمس حق کو ذرہ کب پنہان کرتا ہے خلق وہ جملہ ذرات جسمی رو برو خورشید جسمانی کے ہیں اور وہ فکرون و خطرون کے پوشیدہ آگے خورشید حقائق کے عیان ہیں حق سے ظاہر اور تجھ سے پوشیدہ سب فکر مت کر یہ بھید غیب کا ہے یعنی تو اپنے نفس کے افسون سے غرہ نہ کر کہ حق سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے [illegible] پوشیدہ و بزرگ ہیں ظاہر ہے آگے اس کی حکایت [illegible] مین فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سطر ۵۱ جو گیا آگے ۴ شعر جو ایک مرغ لالہ زار مین گیا تو ایک دام وہاں واسطے شکار کے تھا چند دانے وہاں زمین پر پڑے تھے و لیکن صیاد گھات مین بیٹھا تھا اپنے جسم پر برگ و گیاہ باندھے تھا اور سر پہ پتوں کی [illegible] رکھا تھا [illegible] دیکھیں [illegible] تو اتفاقاً [illegible] دام مین [illegible] پھنسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دانۂ چندی نہادہ بر زمین — بود صیادی نشستہ در کمین
خویش را پیچید در برگ گیاہ — وز گل و لالہ ورا بر سر کلاہ
در کمین بنشستہ و کردہ نگاہ — تا درافتد صید بیچارہ ز راہ
مرغک آمد سوی او از ناشناخت — پس طوافی کرد و سوی مرد تافت
گفت او را کیستی ای سبزپوش — در بیابان در میان این وحوش
زہد و تقوی را گزیدم دین و کیش — زانکہ می بینم اجل را پیش خویش
مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ — کسب و دکان مرا برہم زدہ
چون بآخر فرد خواہم ماندن — خو نباید کرد با ہر مرد و زن
رو بخواہم کرد آخر در لحد — آن بہ آید کہ کنم خو با احد
چون زنخ را بست خواہند ای صنم — آن بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
ای بہ زربفت و کمر آموختہ — آخرستت جامۂ نادوختہ
رو بخاک آریم کز وی رستہ ایم — دل چرا در بی وفایان بستہ ایم
جد و خویشانمان قدیمی چار طبع — ما بہ خویشان عاریت بستیم طمع
سالہا ہم صحبتی و ہمدمی — با عناصر داشت جسم آدمی
روح او خود از نفوس و از عقول — روح اصل خویش را کردہ نکول
از نفوس و از عقول با صفا — نامہ می آید بجان کای بیوفا
یارگان پنج روزہ یافتی — رو ز یاران کہن برتافتی
کودکان گرچہ کہ در بازی خوشند — شب کشانشان سوی خانہ می کشند

چند دانے تھے زمین اوپر پڑے — گھات میں صیاد بیٹھا اوڑھ کر
باندھے اپنے جسم پر برگ و گیاہ — اور رکھی سر پہ پھولوں کی کلاہ
دیکھتا تھا وہ کمین سے بیٹھے — دام میں تا صید آ کر کے پھنسے
مرغ آیا اس کے سو ناآشنا — گھوم کر اس مرد کی جانب گیا
بولا اس سے کون ہو تو سبزپوش — جو کہ صحرا میں ہو اندر وحوش
زہد و تقوی کو لیا اور دین کو — میں اجل کو دیکھتا ہوں روبرو
مرگ ہمسایہ مرا واعظ ہوا — کسب و دکان میرا ابتر ہو گیا
جو کہ آخر میں تنہا ہوونگا — مرد و زن سے چاہیئے نہ ملنا
قبر میں آخر کو میں تو جاؤنگا — وہ ہے بہتر کہ کروں خو سے خدا
مرتے دم ہو جو زنخ کی بستگی — وہ ہے بہتر کہ یہ کیوں بیہودگی
پہنے اور زربفت کا جامہ ہم — بے سلی کفنی ہے آخر ملے
خاک سے پیدا ہم ہیں [illegible] — بیوفائیت ان کا پاس ہے
ہیں قدیمی ہمارے [illegible] — ان کی خویشی عاریت ہو جز
برسوں صحبت رکھتا تھا او ہمدمی — ساتھ عناصر کے یہ جسم آدمی
روح اصلی ہے نفوس و عقل سے — روح گمرہ ہوتی اپنی اصل سے
پس نفوس اور پس عقول باصفا — نامہ بھیجیں جان کو کای بیوفا
پانچ دن کے دوست تو نے تھے ملے — اور قدیمی دوستوں سے تو پھرے
گرچہ لڑکے خوش ہیں اندر کھیل کے — گھر کو آتے ہیں وہ شب کو [illegible]

سلہ مرغ آیا آخ ۴ شعر اسکی طرف ایک مرغ ناآشنا آیا اور گھوم کر اس مرد کی جانب گیا اس سے کہا کہ تو کون ہے سبزپوش کہ تو صحرا میں اندر حیوانوں کے ہے کہا کہ میں ایک زاہد ہوں تارک دنیا میں یہاں ہوں برگ و گیاہ پہ زہد و تقوی کو اور دین کو لیا کہ میں اجل کو روبرو دیکھتا ہوں مرگ میرا ہمسایہ اور واعظ ہوا ہے کسب و دکان میرا ابتر ہو گیا یعنی حال آ سکے ہو گئے فافہم ۲ سلہ جو کہ آخر کو آخ ۵ شعر جو کہ میں آخر کو تنہا رہونگا مرد و زن سے جدا رہنا چاہیئے میں قبر میں آخر کو تو جاؤنگا بہتر ہے کہ خدا کی خو کروں جو دم مرگ زنخ کو باندھے وہ بہتر ہے کہ بیہودہ نہ کہوں تو عادی ہے پہنے زربفت کا آخر بے سلی کفنی ملے گی ہم خاک سے پیدا ہیں اور اسی میں جاتے ہیں ہمسائے بیوفا ہیں کہ ان سے دل کیا لگانا یعنی یہ دنیا بے وفا ہے تو ان سے دل بستگی کے نہیں ہے بہتر ان کو ترک کرنا اولی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۲ سلہ میں قدیمی آخ ۶ شعر چار طبع ہمارے قدیمی رشتہ دار ہیں ان کی خویشی ہم کو طمع عاریت ہے برسوں تک صحبت و ہمدمی رکھتا تھا عناصر کے ساتھ جسم آدمی اس کی روح گمراہ ہے اپنی اصل سے پس نفوس اور پس عقول باصفا نامہ جان کو بھیجیں کہ اے بیوفا پانچ دن کے دوستوں سے ملے اور قدیمی دوستوں سے تو پھرے یعنی عناصر حالانکہ پیام بھیجا بلاتے ہیں آگے اس کی مثال ہے اگرچہ لڑکے خوش ہیں کھیل کود بات زمانہ کے سبب سے خلوت اختیار کی فرمائی مانند طلب مولی ہی کے ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۲

شد برہنہ وقت بازی طفل خرد — دزد ناگاہش قبا و کفش برد
آنچنان گرم او بہ بازیچہ رفتاد — کان کلاہ و پیرہن نقش زیاد
شب شد و بازی او شد بیمدد — رہ ندارد کہ سوی خانہ رود
نے شنیدہ کہ انما الدنیا لعب — باد دادی رخت و گشتی مرتعب
پیش ازان کہ شب شود جامہ بجو — روز را ضائع مکن در گفت گو
من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام — خلق را من دزد جامہ دیدہ ام
نیم عمر از آرزوئے دلستان — نیم عمر از غصہ ہاے دشمنان
جبہ را برد آن کلہ را این ببرد — غرق بازی گشتہ ما چون طفل خرد
ہین شبانگاہ اجل نزدیک شد — خل ہذا اللعب بسک لا تعد
ہین سوار توبہ شو در دزد رس — جامہ ہا از دزد بستان باز بس
مرکب توبہ عجائب مرکب است — بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
لیک مرکب را نگہ میدار ازان — کو بدزدید آن قبایت ناگہان
تا نہ دزدد مرکبت را نیز ہم — پاس دار این مرکبت را دمبدم

کھیلنے میں لڑکا جو ننگا ہوا — چور ناگہ لے گیا کفش و قبا
کھیل میں اسطرح وہ شاغل ہوا — کہ گیا بھول اپنی وہ کفش و قبا
رات آئی کھیل اُس کا ہو چکا — منھ نہیں کہ گھر کو جاتے وہ ذرا
نے سُنا کہ انما الدنیا لعب — کھویا سامان اور لیا رنج و تعب
شب ہو پہلے اُس سے جامہ ڈھونڈ تو — دن کو مت کر ضائع کرکے گفتگو
میں نے بس خلوت کو صحرا میں لیا — میں نے دیکھا خلق کو دزد قبا
عمر آدھی خواہش تن میں گئی — عمر آدھی خشم دشمن میں گئی
اُس نے ٹوپی لی وہ جبہ لے گیا — کھیل میں میں مثل بچوں کے رہا
شب اجل کی آئی اب نزدیک تر — چھوڑ تو یہ کھیل اور جا اپنے گھر
ہو سوار توبہ پکڑ چور کو — اور کپڑے چور سے تم چھین لو
اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے — کہ زمین سے جائے دم میں چرخ پے
پر حفاظت اسپ کی کر اس لئے — کہ قبا تیری چرائی اُس نے ہے
تا چرائے اسپ نے ناگہ ترا — تو خیال اس اسپ کا رکھ دائما

بردن دزد قچ را ازان مرد قناعت ناکردن در رخت او دار بودن

لیجانا چور کا دنبہ کو اُس مرد سے اور قناعت نہ کرنا اور لباس اُسکا لیجانا

آن یکی قچ داشت از پس میکشد — دزد قچ را برد حبل او برید
چونکہ آگاہ شد دوان شد چپ و راست — تا بیابد کان قچ بردہ کجاست
بر سر چاہے بدید آن دزد را — در فغان و گریہ و داویلتا

ایک کا دنبہ تھا پیچھے دوڑتا — چور رسی کاٹ دنبہ لے گیا
ڈھونڈھنے نکلا وہ جب پائی خبر — تا نہیں پاؤں لے گیا دنبہ کدھر
چاہ پر بس دیکھا اُس نے چور کو — کہ بہت شور و فغان کرتا ہے وہ

سلہ نے سنا الخ یہ شعر تو نے نہیں سنا ہے ترجمہ سوا اس کے نہیں ہے کہ دنیا کھیل ہے سامان کھویا اور رنج و تعب لیا پہلے اسکے کہ شب ہو تو جامہ ڈھونڈھ اور دن کو گفتگو کرکے مت ضائع کر میں نے خلوت صحرا میں کیا اور میں نے خلق کو دیکھا دزد قبا آدھی عمر خواہش تن میں گئی اور آدھی عمر خشم دشمن میں گئی ۱۲ سلہ اُس نے ٹوپی لی الخ یہ شعر۔ اُس نے ٹوپی لی اور وہ جبہ لے گیا اور میں کھیل میں بچوں کے مانند رہا اب شب اجل کی نزدیک آ گئی تو یہ کھیل چھوڑ اور اپنے گھر جا سوار توبہ کا ہو اور ... پکڑ اور چور سے تم کپڑے چھین لو اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے کہ دم بھر میں زمین سے چرخ تک جاتا ہے پھر حفاظت اسپ کی اسواسطے کر کہ اُس نے تیری قبا چرائی ہے تاکہ اسپ تیرا نہ چرائے تو خیال اس اسپ کا ہمیشہ رکھ یعنی توبہ کر کہ دم بھر میں زمین سے آسمان تک تو جائے بس تو توبہ کی ہمیشہ حفاظت رکھ آگے اسکی مثال میں حال دنبہ کو بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ایک کا الخ یہ شعر ایک شخص کا دنبہ پیچھے دوڑتا تھا چور رسی کاٹ کر دنبہ لے گیا جب اُس نے خبر پائی تب وہ ڈھونڈھنے لگا تاکہ پاؤں اُس نے چاہ پر چور کو دیکھا کہ وہ بہت شور و فغان کرتا ہے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اُس نے کہا کہ میری ہمیانی چاہ میں گر گئی اگر تو لا سکتا ہے تو اندر چاہ کے جا تو پانچواں حصہ دونگا بلکہ پانچسو درم میری ہمیانی میں ہیں اگر تو مجھ پر لطف و کرم کرے ... فافہم ۱۲

گفت نالان از چہ ای اوستاد	گفت ہمیان زرم در چہ فتاد
گر توانی در روی بیرون کشی	خمس بدہم مر ترا با دل خوشی
ہست در ہمیان من پانصد درم	گر کنی با من چنین لطف و کرم
صد درم بدہم ترا حالی بدست	گفت با خود کاین بہای دہ قچ است
گر دری بربستہ شد صد در کشاد	گر قچی شد در عوض اشتر بداد
جامہ ہا برکند و اندر چاہ رفت	جامہ ہا را ہم ببرد آن دزد تفت
حازمی باید کہ رہ تا دہ برد	حزم نبود طمع طاعون آورد
آن یکے دزدیست فتنہ سیرتے	چون خیال او را بہر دم صورتے
کس نداند مکر او الا خدا	در خدا بگریز و دارہ زین دغا

پوچھا کیوں روتا ہے تو اے اجنبی	بولا ہمیانی گری چہ میں مری
گر تو لا سکتا ہے اندر چہ کے جا	خمس دونگا تجھکو حسب مدعا
پانسو ہیں میری ہمیان میں درم	گر کرے مجھ پر تو یہ لطف و کرم
[۱] سو درم دونگا ابھی میں بس تجھے	سوچا خود قیمت یہ دس دنبوں کی ہے
بند گر اک در ہوا سو در کھلے	گر گیا دنبہ عوض میں اونٹ ہے
پس اُتارے کپڑے اور چہ میں گھسا	چور وہ کپڑے بھی لے کر چل دیا
ہوشیاری چاہئے کہ رہ چلے	ہوشیاری سے نہ ہو طمع جان لے
چور ہے وہ فتنہ سیرت پر وبال	اسکی اک صورت ہے ہر دم جوں خیال
مکر اسکا کون جانے جز خدا	تو خدا میں بھاگ مت پا یہ دغا

مناظرہ مرغ با صیاد در رہبانیت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است
لا رہبانیۃ فی الاسلام

مناظرہ مرغ کا صیاد سے رہبانیت میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
لا رہبانیۃ فی الاسلام

نہیں ہے خصی کرنا اسلام میں ۱۲

مرغ گفتش خواجہ در خلوت مایست	دین احمد را ترہب نیک نیست
از ترہب نہی فرمود آن رسول	بدعتی چون برگرفتی اے فضول
جمعہ شرطست و جماعت در نماز	امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بدخویان کشیدن زیر صبر	منفعت دادن بخلقان ہمچو ابر
خیر الناس ان ینفع الناس اے پدر	گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر

[۲] مرغ بولا خواجہ خلوت میں نہ رہ	دین احمد میں ترہب نے ہے یہ
نہی ترہب کی جو پیغمبر نے کی	اختیار اب تو نے کیوں بدعت یہ کی
جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز	امر معروف اور نہی سے احتراز
رنج بدخویوں کا لینا کر کے صبر	منفعت اوروں کو دینا مثل ابر
خیر ناس ان ینفع الناس اے اخی	سنگ اگر نے ڈھیلے سے کیا دوستی

۱ سو درم الخ ۔ شعر ابھی میں درم دونگا سب تجھے سوچا کہ یہ دس دنبوں کی قیمت ہے ایک در بند ہو سو در کھلے اگر دنبہ گیا عوض میں اونٹ ہے پس کپڑے اُتارے چاہ میں گھسا چور وہ کپڑے بھی لیکر چل دیا آگے اس کے حقائق ہیں اگر راہ چلتا ہے تو ہوشیاری چاہئے اگر ہوشیاری نہیں ہے تو طمع جان لیگا وہ شیطان چور ہے فتنہ سیرت پر وبال اُس کے ایک صورت ہر دم مانند خیال کے ہے اُس کا مکر کون جانے بجز خدا کے تو خدا میں بھاگ اور دغا مت پا یعنی تجھ میں شیطان ایک چور ہے کہ اُس کا مکر بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے پس تو فقر والا ہو کر اس کے کرے سے تجھے نجات ہو آگے مناظرہ مرغ و صیاد کا بیان ہے فافہم

۲ مرغ بولا الخ ۵ شعر مرغ نے کہا اے خواجہ خلوت میں نہ رہ کہ دین احمد میں یہ رہبانیت نہیں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہبانیت کی نہی فرمائی ہے تو نے یہ بدعت اب کیوں اختیار کی ہے جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز امر معروف اور نہی سے پرہیز کر صبر کر کے رنج بدخویوں کا لینا اور منفعت دوسروں کو دینا مثل ابر کے ترجمہ بہتر آدمیوں کا وہ ہے کہ نفع پہونچا دے آدمیوں کو اگر سنگ نہیں ہے ڈھیلے سے کیا دوستی ہے یعنی تجھکو تنہا رہنے سے جماعت کے ساتھ رہنا بہتر ہے کہ تجھ سے آدمیوں کو نفع پہونچے گا اور تنہا رہنے سے کیا فائدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در میان امت مرحوم باش　　سنت احمد مهل محکوم باش
چون جماعت رحمت آمد اے پسر　　جهد کن کز رحمت آری تاج سر
در جوابش گفت صیاد عیار　　نیست خلق اینکہ گفتی ہوشدار
ہست تنہائی بہ از یاران بد　　نیک چون با بد نشیند بد شود
زانکہ عقل ہر کرا نبود رسوخ　　پیش عاقل ہمچو سنگ است و کلوخ
چون حمارست آنکہ بے اہلیت ست　　صحبت او عین رہبانیت است
ہوش او سوے علف باشد چو خر　　بگذر از وے تا نمانی بے ہنر
زانکہ غیر حق ہمہ گردد وفات　　کل آت بعد حین فہو آت
ہر چہ جز آن وجہ باشد ہالک ست　　ملک و مال عکس آن یک مالک ست
گرچہ سایہ عکس شخص ست اے پسر　　ہیچ از سایہ نتانی خورد بر
ہیچ سایہ نیست بے شخصے روان　　اصل سایہ رو بجوئے کاروان
ہین ز سایہ شخص را میکن طلب　　در سبب رو گذر کن از سبب
یار جسمانی بود ردیش بمرگ　　صحبتش خرم ست باید کرد ترک
حکم او ہم حکم قبلہ او بود　　مردہ اش خوان چونکہ مردہ جو بود
ہر کہ با این قوم باشد راہب ست　　کہ کلوخ و سنگ او را صاحب ست
خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند　　زین کلوخان صد ہزار آفت رسد
گفت مرغش پس جہاد آنگہ بود　　کہ چنین رہزن میان رہ بود
از برائے حفظ یاری و نبرد　　بر رہ نا ایمن آید شیر مرد
عرق مردی آنگہی پیدا شود　　کہ مسافر ہمرہ اعدا شود

[1] داخل اندر امت مرحوم رہ　　سنت احمد کا تو محکوم رہ
جو جماعت رحمت آئی اے پسر　　جہد کر رحمت سے لا تو تاج سر
پس جواب اس کو دیا صیاد نے　　یہ نہ مطلق ہے کہ جو کہتا تو ہے
یار بد سے بہتر اب تنہائی ہے　　نیک صحبت بد کی بیٹھے بد بنے
کیونکہ جو رنگین نہو شے عقل سے　　آگے عاقل کے وہ مثل سنگ ہے
مثل خر ہے جو نہ زوجیت کرے　　اسکی صحبت عین رہبانی رکھے
ہوش اس کا ہو سوئے کاہ مثل خر　　بھاگ اس سے تا نہو تو بے ہنر
[2] کیونکہ ہووے ماسوی اللہ جملہ فات　　کل آت بعد حین فہو آت
جو سوا ہو وجہ کے ہالک ہے　　ملک و مال عکس اس مالک کا ہے
گرچہ سایہ عکس تن ہے اے پسر　　کھا سکے کوئی نہ سایہ سے ثمر
کوئی بے تن کے نہ سایہ ہو رواں　　اصل سایہ ڈھونڈھ تو اے کارواں
شخص کو سایہ سے اب کر تو طلب　　جا مسبب میں چھوڑ اب تو سبب
یار جسمانی کا منہ ہے سوے مرگ　　صحبت اسکی بد ہے کر تو اس کو ترک
[3] جیسا وہ ویسا ہی قبلہ وہ رکھے　　جو کہ مردہ ڈھونڈھے مردہ جان اسے
جو ہے ساتھ اس قوم کے راہب ہے وہ　　سنگ و ڈھیلا اس کا صاحب ہے سو
سنگ و ڈھیلا راہزن کس کا بنے　　آفت ان ڈھیلوں سے بس صدہا ملے
مرغ بولا یہ جہاد اس وقت ہے　　راہ زن ایسا میان دشت ہو
حفظ یاری و لڑائی کے لئے　　شیر مرد آئے رہ نا امن پے
جوش مردی پیدا اسدم ہوتی ہے　　کہ مسافر ساتھ دشمن کے چلے

[1] داخل الخ ۷ شعر تو داخل امت مرحومہ میں رہ اور سنت احمد صلعم کا تو محکوم رہ کیونکہ جماعت رحمت آئی ہے جہد کر اور رحمت سے تاج سر کا لا پس اس کو صیاد نے جواب دیا یہ مطلق نہیں ہے کہ جو تو کہتا ہے یار بد سے تنہائی بہتر ہے کہ نیک بد کی صحبت سے بد بنتا ہے کیونکہ جو عقل سے رنگین نہووے وہ عاقل کے آگے مثل سنگ کے ہے وہ خر کی مانند ہے کہ جو زوجیت نہ کرے اسکی صحبت عین رہبانیت رکھتی ہے جو ہوش اس کا مثل خر کے کاہ کی طرف ہو اس سے بھاگ کہ تو بے ہنر نہووے یعنی یاران بد سے نیک بد ہوتا ہے جو زوجیت نہیں کرتا ہے اسکی صحبت عین رہبانی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] کیونکہ ہووے الخ ۶ شعر کیونکہ جملہ ماسوی المعدمات ہووے کہ ملک و مال مالک کا عکس ہے اگرچہ سایہ عکس تن ہے مگر کوئی سایہ سے ثمر نہ کھا سکے کوئی سایہ بغیر تن کے رواں نہو تو اصل سایہ کو ڈھونڈھ سایہ سے تو شخص کو طلب کر اور سبب میں جا اور چھوڑ تو سبب کو یار جسمانی کا منہ مرگ کی طرف ہے اسکی صحبت بد ہے تو اسکو ترک کر یعنی جسم سایہ ہے پس تو اس سایہ سے سایہ والے کو ڈھونڈھ اور اہل جسم کی دوستی ترک کر کہ جو تجھ کو مخلص کے بندے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ -

[3] جیسا وہ الخ ۶ شعر جیسا وہ ہے ایسا ہی قبلہ رکھتا ہے اور جو مردہ ڈھونڈھتے تو اس کو مردہ جان جو اس قوم کے ساتھ ہے راہب ہے اور سنگ ڈھیلا اس کا صاحب ہے سنگ و ڈھیلہ کسی کا راہزن ہے اور ان ڈھیلوں سے آفت صدہا ہے یعنی جو شخص جیسا ہے اسکا ویسا ہی قبلہ ہے اور اسی طرح کا وہ ہر درکھتا ہے آگے جواب مرغ کا ہے مرغ نے کہا کہ یہ جہاد اس وقت ہوگا کہ ایسا راہزن بیان دشت کے ہوگا واسطے حفاظت یاری لڑائی کے رہ نا امن پر شیر مرد کا جوش مردمی اسدم پیدا ہوتی ہے کہ مسافر دشمن کے ساتھ چلے

باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نبی السیف بودست آن رسول ‌ ‌ امت او صفدرانند و فحول
مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ ‌ ‌ مصلحت در دین عیسی غار و کوہ
مصلحت دیدہ است ہر یک را جدا ‌ ‌ مصلحت جو گر تویی مرد خدا
گفت آری گر بود یاری و زور ‌ ‌ تا بہ قوت بر زند بر شر و شور
قوتی باید درین رہ مردوار ‌ ‌ یارمی باید درینجا فرد دار
چون نباشد قوتی پرہیز بہ ‌ ‌ در فرار لا یطاق آسان بجہ
صنعت این ست ای عزیز نامدار ‌ ‌ فکرتی کن در نگر انجام کار
یارمی جو تا بیابی راہ را ‌ ‌ ورنہ کی دانی تو راہ و چاہ را
گفت صدق دل بباید کار را ‌ ‌ ورنہ یاران کم بیابند یار را
یار شو تا یار بینی بی عدد ‌ ‌ زانکہ بی یاران بمانی بی مدد
دیو گرگ است و تو ہمچون یوسفی ‌ ‌ دامن یعقوب مگذار ای صفی
گرگ اغلب آن زمان گیرا بود ‌ ‌ کز رمہ شیشک بخود تنہا بود
آن کہ سنت با جماعت ترک کرد ‌ ‌ در چنین مسبع زخون خویش خورد
ہست سنت رہ جماعت چون رفیق ‌ ‌ بی رہ و بی یار افتی در مضیق
راہ سنت با جماعت بہ بود ‌ ‌ اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
لیک ہر گمراہ را ہمرہ مدان ‌ ‌ غافلان خفتہ را آگہ مدان
ہمرہی را جو کزو یابی مدد ‌ ‌ ہمدل و ہمدرد و جویان صمد
ہمرہی نی کو بود خصم خرد ‌ ‌ فرصتی جوید کہ جامہ تو برد

جو نبی السیف[1] وہ احمد ہوئے ‌ ‌ امت انکی پہلوان اور مرد ہے
مصلحت دین اپنے مین جنگ و شکوہ (مین ہی تلوار رہون ۱۲) ‌ ‌ مصلحت دین مسیح مین غار و کوہ
مصلحت دی ہے ہراک کو اک جدا ‌ ‌ مصلحت جو گر تو ہے مرد خدا
بولا سچ ہے گر ہو یاری اور زور ‌ ‌ تا کرے قوت سے ہر یا شر و شور
چاہئے اس رہ مین قوت مردوار ‌ ‌ چاہئے اک یاریان پر فرد دار
بچنا بہتر ہے جو نے قوت رکھے ‌ ‌ پس فرار از لا یطاق آسان ہے
بولا اک صنعت ہے یہ اے نامدار ‌ ‌ فکر کر اور دیکھ تو انجام کار
یار ڈھونڈھ[2] اک تا تو پائے راہ کو ‌ ‌ ورنہ کب جانے تو راہ و چاہ کو
بولا صدق دل ہے لازم کار کو ‌ ‌ ورنہ یار اب کم نہین ہین یار کو
یار ہو[3] تا یار پائے سبے مدد ‌ ‌ کیونکہ بے یارون کے تو ہے بیمدد
دیو گرگ اور تو ہے مثل یوسفی ‌ ‌ دامن یعقوب مت چھوڑ اے صفی
گرگ اغلب اس گھڑی کھا جائیگا ‌ ‌ جب کہ گلہ سے ہو بزغالہ جدا
جس نے سنت با جماعت ترک کی ‌ ‌ اپنے قتل مین کی اسنے خودکشی
رہ جماعت کی ہے سنت جو رفیق ‌ ‌ بے رہ و بے یار کے تو پائے مضیق
راہ سنت با جماعت خوب ہے ‌ ‌ اسپ بہتر ساتھ اسپون کے چلے
لیک[4] ہر گمراہ کو ہمرہ نہ جان ‌ ‌ غافل خفتہ کو تو آگہ نہ جان
ڈھونڈھ ہمراہی کہ اس سے ہو مدد ‌ ‌ ہمدل و ہمدرد و خواہان صمد
نے وہ ہمرہ کہ ہو دشمن عقل کا ‌ ‌ پائے فرصت اور لے جامہ ترا

[1] جو نبی الخ ۲ شعر جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی السیف ہوئے ان کی امت پہلوان و مرد ہے ہمارے دین مین مصلحت جنگ و شکوہ اور مسیح مین مصلحت غار و کوہ ہے ہر ایک کو مصلحت جدا دیتا ہے اگر تو مرد خدا ہے تو مصلحت ۔ چار شعر اونے کہا کہ سچ ہے اگر یاری و زور ہوتا ہے کہ قوت سے شور و شر کرے اس راہ میں مردوار چاہئے اگر قوت نہیں رکھتا ہے تو بچنا چاہئے پس آسان ہے ترجمہ جا کہ جس سے کہ طاقت ہوئے مرغ نے کہا کہ ایک صنعت ہے تو فکر اور انجام کار کو دیکھ یعنی تو رہبر کو ڈھونڈھ کہ وہ تجھے راہ بتلائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] یار ڈھونڈھ الخ ۸ شعر ایک یار ڈھونڈھ کہ تا تو راہ پائے ورنہ تو کب جانے راہ کو و چاہ کو کہا صیاد نے کہ صدق دل چاہئے کام کو ورنہ یار اب یار کو کم نہیں ہے مرغ نے کہا کہ تو یار ہو تا یار بے مدد پائے کیونکہ تو بے یار بے مدد ہے دیو گرگ ہے اور تو مثل یوسف کے ہے پس دامن یعقوب کو مت چھوڑ اغلب گرگ اس دم کھا جائیگا جبکہ گلہ سے بزغالہ جدا ہوگا جس نے سنت باجماعت ترک کی اپنے قتل میں اس نے خودکشی کی راہ جماعت کی سنت ہے مانند رفیق کے بے راہ رہے یا بے تو تنگی پائے راہ سنت باجماعت خوب ہے اسپ ہمراہ اسپون کے بہتر چلتا ہے یعنی تو ہمراہ اہیون کے بہتر رہ سنت باجماعت بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [4] لیک ہر گمراہ الخ ۵ شعر لیکن ہر ایک گمراہ کو ہمراہ مت جان اور غافل خفتہ کو آگاہ مت جان وہ ہمراہی جو بزدل ہو اس سے علیحدہ ہو اور جو ہمدل اور ہمدرد و خواہان خدا ہو اس کو لے اور ہمراہ نہیں ہے کہ دشمن عقل کا ہو کہ فرصت پائے اور تیرا جامہ لے تیرے ہمراہ جائے اور جب گھات ملے تو تجکو اس جا لوٹ لے تیرے ہمراہ اپنے نفع کو جائے اس کا نوش مت کھا کہ وہ نیش ہے یعنی ایسا یار مت ہمراہ لے کہ وہ تجکو راہ مین لوٹ لے جب موقع پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مے رود با تو کہ یابد عقبہ ‖ کہ تواند کردت آنجا نہبہ
تیرے ہمرہ جائے جب کھانا لے ‖ پس تجھے ڈس جلے پردہ لوٹ لے

می رود با تو برای سود خویش ‖ بین منوش از نوش او دکان نیش
تیرے ہمراہ جائے اپنے نفع کو ‖ اس کا مت کھا نوش ہے پر نیش د

یا بود اشتر دلی چون دید ترس ‖ گویدت بہر رجوع از راہ درس
یا ہو بزدل جو کہ دیکھے خوف سے [۱] ‖ رہ کی باتین کہ رجوع تجکو کرے

یار را ترسان کند ز اشتر دلی ‖ اینچنین ہمرہ عدوان بیدلی
بزدلی سے جو ڈرائے یار کو ‖ ایسے نامرد ہمرہی کو جان عدو

یار بد مارست ہین بگریز ازو ‖ تا نریزد بر تو زہر آن زشت خو
یار بد ہے مار اُس سے بھاگ تو ‖ تا نہ ڈالے زہر تجھ پر زشت خو

یار را از رہ برد آن راہزن ‖ مرد را نبود آنکہ افتد زیر زن
یار کو گمراہ کرے وہ راہزن ‖ وہ نہ مرد ہے جو کہ ہے مغلوب زن

راہ جانبازی است در ہر بیشۂ ‖ آفتے در دفع ہر دل شیشۂ
راہ جانبازی کی ہے ہر نفع مین ‖ آفت ہر نازک کو اسکی دفع مین

راہ دین ہر گمرہی خود چون رود ‖ حازمے باید کہ مرد رہ بود
راہ دین ہر ایک گمرہ کیا چلے ‖ مرد کو ہوشیاری چاہیے

راہ دین زان رو پر از شور و شرست ‖ کہ نہ ہر راہ مخنث گوہرست
اس سبے ہے راہ دین مین شور و شر ‖ کہ نہ رہ ہے ہر مخنث کی گہر

در رہ این ترس امتحانہای نفوس ‖ ہمچو پرویزن بہ تمییز سبوس
امتحان اس رہ مین ہے ڈر نفس کا [۲] ‖ جیسے چلنی کردے بھوسی کو جدا

راہ چہ بود پر نشان پایہا ‖ یار چہ بود نردبان رایہا
راہ کیا ہے نقش پائے پر نشان ‖ یار کیا ہے رائے کا ہو نردبان

گیرم آن گرگت نیابد ز احتیاط ‖ بے ز جمعیت نیابی در نشاط
مانا گرگ آتا نہ تیرے پاس ہے ‖ پر ز جمعیت سے ہو فرحت تجھے

با غلیظے خر ز یاران فقیر ‖ در نشاط آید شود قوت پذیر
راہ مین خوش جو کوئی تنہا چلے ‖ پس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے

ہر خری کز کاروان تنہا رود ‖ بر وی آن راہ از تعب صد تو شود
کاروان سے جو کہ خر تنہا چلے ‖ اسپہ سو درجہ ہو رہ تکلیف سے

چند زخم چوب و سیخ افزون خورد ‖ تا کہ تنہا آن بیابان را برد
کھائے از بس زخم لاٹھی آر کے ‖ تب بیابان کو وہ تنہا طے کرے

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو ‖ گر نہ خر ہمچنین تنہا مرو
تجکو کہتا ہے وہ خر تو سن لے [۳] ‖ گر نہ تو خر ہے تو تنہا مت چلے

آن کہ تنہا خوش رود اندر رصد ‖ با رفیقان بیگمان خوشتر رود
جو کہ تنہا جائے خوش اُمید سے ‖ وہ رفیقون ساتھ بس خوشتر چلے

[۱] یا ہو بزدل آہ ے شعر یا وہ ہمراہ بزدل ہو کہ جو خوف سے دیکھے راہ کی باتین کرکے تجکو رجوع کرے جو بزدلی سے یار کو ڈرائے ایسے ہمراہ کو دشمن جان یار بد ہے تو اُس سے بھاگ تاکہ تجھ پر زہر نہ ڈالے وہ زشت خو یار کو وہ راہزن گمراہ کرے وہ مرد نہین ہے کہ جو مغلوب زن کا ہے راہ جانباز سے پر نفع ہے اور آفت ہر نازک کہ اُس کے دفع مین راہ مین کی ہر ایک گمراہ کب چلے مرد راہ کو ہوشیاری چاہیے اس واسطے راہ دین کی پر شور و شر ہے کہ ہر ایک مخنث کی راہ گوہر نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] امتحان الخ ے شعر اس راہ مین امتحان خوف نفس کا ہے جیسے چلنی بھوسی کو جدا کردے راہ کیا ہے نقش پائے پر نشان ہو اور یار کیا ہے رائے کا نردبان ہو مانا کہ گرگ تیرے پاس نہین آتا ہے مگر تجکو فرحت نہوگی بے جمعیت کے جو کوئی راہ مین خوش تنہا چلے وہ سیر زیادہ ہمراہ رفقا کے کرے آگے اس کی مثال ہے خر ہجوم خردن کے گر ہمراہ چلے پس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے جو خر کاروان سے تنہا چلے اس پر راہ سو درجہ تکلیف سے ہووے از بس زخم لاٹھی اور آر کے کھالے تب وہ تنہا بیابان کو طے کرے یعنی تنہائی سے راہ مین ہمراہ رفقا کے سیر زیادہ ہووے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] تجکو کہتا ہے الخ ے شعر وہ خر تجکو کہتا ہے تو اس سے حسین اگر تو خر نہین ہے تو تنہا مت چل جو کہ تنہا خوش اُمید سے جائے وہ رفیقون کے ساتھ خوش زیادہ چلے ہر ایک نبی نے اس راہ ناباب مین معجزے تباہ کر یار ڈھونڈے ہین آگے اس کی مثال ہے دیوارون کی اگر یاری نہوتی یہ انبار دگر کب بلند ہوتے اگر ہر ایک دیوارین جدا ہوتین تو کیسے چھت معلق رہو ساتھ ہوا کے اگر قلم و سیاہی کی یاری نہ ہووے کب رقم کاغذ پر جلوہ گر ہووے جو بوریا بنا دے اگر پیوند نہ کرے ہوا اُڑا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر نبی اندرین راه درست / معجزه بنمود یاران را بجست
گر نباشد یاری دیوارها / کی برآید خانه و انبارها
هر یکی دیوار اگر باشد جدا / سقف چون باشد معلق بر هوا
گر نباشد یاری حبر و قلم / کی فتد بر روی کاغذ یا رقم
این حصیری که کسی می‌گسترد / گر نپیوندد بهم بادش برد
حق ز هر جنسی چو زوجین آفرید / پس نتائج شد ز جمعیت پدید
درمیان مرغ و صیاد ای عجب / بس شکال و عناد شد نزدیک شب
با غلیظی خر ز یاران فقیر / در نشاط آید شود قوت پذیر
این بگفت و آن بگفت از اهتزاز / بحث‌شان شد اندرین معنی دراز
مثنوی را چابک و دلخواه کن / ماجرا را موجز و کوتاه کن
مرغ را چون دیده بر گندم فتاد / نفس او بی طاقت آمد در گشاد
بعد از آن گفتش که گندم آن کیست / گفت امانت از یتیم بی وصی است
مال ایتام است امانت پیش من / زانکه پندارند ما را مؤتمن
گفت من مضطرم و مجروح حال / هست مردار این زمان بر من حلال
هست دستوری که زین گندم خورم / ای امین و پارسا و محترم
گفت مفتی که ضرورت هم توئی / بی ضرورت گر خوری مجرم شوی
ور ضرورت هست هم پرهیز به / ور خوری باری ضمان آن بده
مرغ پس در خود فرو رفت آن زمان / توسنش سر بستد از جذب عنان
پس بخورد آن گندم اندر فخ بماند / چند او یس و الانعام خواند
بعد درماندن چه افسوس و چه آه / پیش ازین بایست این دود سیاه

ہر نبی سے اس رہ نایاب مین / معجزے بتلا کے ڈھونڈے یار مین
ہوتی دیوارون کی نے یاری اگر / کب بلندی اور یہ انبار گھر
ہو وہین دیوارین اگر ہر اک جدا / کیسے چھت رہے معلق با ہوا
جو قلم سیاہی کی نے ہو یاری گر / کب رقم کاغذ پہ ہووے جلوہ گر
جو بناتا ہے ہر اک وہ بوریا / گر نہ ہو باہم اڑا دیوے ہوا
حق نے[1] جفت ہر جنس سے پیدا کیا / پس نتیجہ اُس کے ملنے سے کھلا
مرغ اور صیاد کے پس درمیان / شام تک تھین مشکلین اندر بیان
خر ہجوم خر کے ہمرہ گر چلے / بس خوشی مین آئے اور قوت بڑھے
یہ وہ کہتا وہ وہ کہتا با خوشی / بحث آمین انکی تھی از بس بڑھی
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر / مختصر کر قصہ اور کوتاہ کر
مرغ کی جو آنکھ گندم پر پڑی / نفس ہوا بیچین اسکا اس گھڑی
بولا[2] گندم یہ کسکی ملک ہے ای کرم / یہ امانت ہے کہا ملک یتیم
مین امانت رکھتا ہون مال یتیم / کہ مجھے جانین امین بیا و سلیم
بولا مین مضطر ہون اور مجروح حال / ہے مجھے مردار اس دم بھی حلال
ہے اجازت کھاؤن اس گندم سے مین / ای امین و پارسا اسوقت مین
بولا مفتی کہ ضرورت تو ہی ہے / بے ضرورت کھائے گر مجرم بنے
بل ضرورت مین بھی بچنا خوب ہے / اور اگر تو کھائے ضامن اسکا رہے
مرغ متامل ہوا اس بات سے / اسپ کھینچے باگ کو منھ زور ہے
کھایا گندم پھنس گیا پھندے مین دو / پس پڑھا یس والانعام کو
بعد[3] پھنس جانے کے کیا افسوس ہے / یہ تردد پہلے اس سے چاہیے

[1] حق نے الخ ۵ شعر حق نے جفت ہر ایک جنس سے پیدا کیا پس نتیجہ اسکے ملنے سے کھلا مرغ اور صیاد کے درمیان شام تک مشکلین بیان ہوتی تھین یہ وہ کہتا اور یہ کہتا خوشی سے اس مین بحث ان کی از بس بڑھی تھی تو مثنوی کو چست اور دلخواہ کر اور مختصر کر اور قصہ کوتاہ کر کہ جو مرغ کی آنکھ گندم پر پڑی اس دم اس کا نفس بیچین ہوا یعنی طمع نے اسکی سب باتین رد کردین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بولا گندم الخ ۸ شعر مرغ نے کہا کہ یہ گندم کس کی ملک ہے کہا کہ یہ امانت ہے ملک یتیم کی مین امانت رکھتا ہون مال یتیم کی مجکو امین و سلیم جانتے ہین مرغ نے کہا کہ مضطر اور مجروح حال ہون اس دم مجکو مردار بھی حلال ہے اگر اجازت ہے تو اس گندم سے مین کھاؤن اے امین و پارسا اس وقت مین صیاد نے کہا جو کوئی مفتی ضرورت ہے بے ضرورت اگر کھائے مجرم ہوتا ہے بلکہ ضرورت مین بھی بچنا خوب ہے اور اگر تو کھائے ضامن اس کا رہے مرغ اس بات سے متامل ہوا اسپ باگ کھینچتا کہ منھ زور ہے پس گندم کھایا اور دو اس مین پھنس گیا اور پڑھا سورہ یس والانعام کو آگے اس کے حقائق ہین ۱۲ [3] بعد پھنس جانے کے الخ ۵ شعر بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے یہ تردد اس سے پہلے چاہیے جس دم حرص ہوا پیدا ہو اسی دم تو توبہ کرلے فریاد رس اس سے پہلے کہ یہ دانہ دام ہو تیرے حرص کی گرمی مانند یخ کے ہو اسدم آہ و نالہ کا پابند ہو اور حرص کو آہ سرد کر وقت اول خرابی سمجھ تب امید ہے کہ شر آفت سے بچ یعنی آفت مین پھنسنے سے پہلے تردد کرنا چاہیے اور اسوقت نجات چاہنا چاہیے بعد نزول بلا کے تو عبث ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زمان کہ حرص جنبید و ہوس
دمبدم میگو کہ اے فریاد رس

پیش ازان کاین دانہ بر تو فخ شود
گرمی حرص تو ہمچون تخ شود

آہ و دود و نالہ آمد کاربند
حرص را آوارہ کن ای ہوشمند

کان زمان پیش از خرابی بصرہ است
بو کہ بصرہ وا رہد ہم زان شکست

ابک لی یا باکئی یا ثاکلی
قبل ہدم البصرۃ والموصل

نح علی قبل موتی واغتفر
لا تنح لی بعد موتی واصطبر

ابک لی قبل ثبوری فی التوی
بعد طوفان التوی خل البکا

آن زمان کہ دیو میشد راہزن
آن زمان بایست یٰس خواندن

پیش ازان کاشکستہ گردد کاروان
آن زمان چوبک بزن ای پاسبان

جس گھڑی کہ پیدا ہو حرص و ہوس
دمبدم کہہ تو کہ اے فریاد رس

پہلے اُس سے کہ یہ دانہ دام ہو
گرمی تیری حرص کی جون یخ ہو

آہ و نالہ کا ہو پابند اُس گھڑی
حرص کو آوارہ کر تو اے اخی

وقت ہے پہلے خرابی شہر ہے
ہے توقع شہر آفت سے بچے

ابکٖ[1] لی یا باکئی یا ثاکلی
قبل ہدم البصرۃ والموصل

رو میرے واسطے اے رونیوالے بیجب غم لگی
آگے اس سے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو

نح علی قبل موتی واغتفر
لا تنح لی بعد موتی واصطبر

رو مجھ پر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت مانگ
اور مت رو بعد میرے مرنے کے اور صبر کر

ابک لی قبل ثبوری فی التوی
بعد طوفان التوی خل البکا

رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے میں
بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کرنا

جس گھڑی کہ دیو یہ رہزن بنے
اُس گھڑی یٰس پڑھنا چاہیے

اس سے پہلے کہ لٹے یہ کاروان
ہوشیاری چاہیے اے پاسبان

ہای ہوی کردن پاسبان بعد از بردن دزد اسباب کاروان را

ہا ہو کرنا پاسبان کا بعد اسباب لیجانے چوروں کے کاروان سے

پاسبانے بود در یک کاروان
حارس مال و قماش آن جلن

پاسبان خفت و دزد اسباب برد
رخت ہا را زیر ہر خاکی فشرد

روز شد بیدار گشت آن کاروان
رفتہ دیدند اسپ و سیم و اشتران

پاسبان در ہای ہو چوبک زنان
گرم گشتہ خود ہم او بد راہزن

کاروان میں ایک تھا بس پاسبان
مال اور سامان کا تھا وہ نگہبان

سو یا حارس چور سامان لیگیا
خاک کے نیچے رکھا سامان چھپا

جو ہوا بیدار دن کو قافلا
دیکھا جا اسپ و شتر چوری گیا

پاسبان نے شور واویلا کیا
کیونکہ خود بھی راہزن وہ ایک تھا

[1] ایک ہی ۵ شعر ترجمہ میرے واسطے روانے والے اے تعزیت رکھنے والے اس سے پہلے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو ترجمہ رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت کر اور مت رو بعد مرنے میرے کے اور صبر کر ترجمہ رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے میں اور بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو جس دم کہ یہ دیو راہزن ہے اسدم یٰس پڑھنا چاہیے اس سے پہلے یہ کاروان لٹنے ہوشیاری چاہیے اے پاسبان یعنی دیو کے رہزن ہونے سے اول سورۂ یٰس کو پڑھنا چاہیے چنانچہ ہنگام نزع کے اسی واسطے سورۂ یٰس پڑھتے ہیں کہ شیطان دفع ہو چنانچہ اس کی مثال میں قصہ پاسبان کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] شعر کاروان میں اک پاسبان تھا کہ مال و سامان کا وہ نگہبان سویا اور چور سامان لے گیا اور خاک کے نیچے وہ سامان پوشیدہ کیا جو قافلہ دن کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ مال و اسپ و شتر چوری گیا پاسبان نے شور واویلا کیا کیونکہ وہ خود ہی ایک راہزن تھا پس اس سے کہا کہ اے نگہبان کہو کہ سامان کیا ہوا اور وہ اسباب کہاں ہے کہا کہ چور پردے میں آئے ولیکن میرے آگے سے وہ سامان لے گئے تو ہم نے کہا کہ اے ٹیلہ ریت کے تو کرتا کیا تھا اور کس واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس بدو گفتند ای حارس بگو	تا چہ شد این رخت واین اسباب کو	پس کہا اس سے کہ ای حارث کہو	کیا ہوا اسامان کہان اسباب وہ
گفت دزدان آمدند اندر نقاب	رختہا بردند از پیشم شتاب	بولا چور آئے نقاب اندر وے	میرے آگے سے وہ سامان لیگئے
قوم گفتندش کہ ای چون تل ریگ	پس چہ میکردی چہ بُد تو مردہ ریگ	قوم بولی کہہ اے ٹیلہ ریت کے	کیا تو کرتا تھا و تو ہے کس لئے
گفت من یک کس بُدم ایشان گروہ	با سلاح و با شجاعت با شکوہ	بولا مین تنہا تھا وہ اک تھا گروہ	اور مسلح با شجاعت با شکوہ
گفت اور در جنگ کم بودت امید	نعرہ بایستی زدن کہ برجہید	بولے گر امید لڑنے کی نہ تھی	چیختا ہوتا کہ اُٹھو جلدی سبھی
گفت آندم کارد بنمودند و تیغ	کہ خمش ورنہ کشیمت بیدریغ	بولا دکھلائی مجھے تیغ و چھری	کہ تو چپ رہ ورنہ مارینگے ابھی
آنزمان از ترس من بستم دہان	این زمان فریاد و ہیہاے و فغان	میرا بند اُسدم ہوا ڈر سے دہان	کرتا ہون اسدم مین فریاد و فغان
آن زمان بستہ دمم کہ دم زنم	این زمان چندانکہ خواہی میکنم	اُس گھڑی دم بند میرا اور زبان	اس گھڑی جو کچھ کہ تم چاہو کرون
چونکہ عمرت برد دیو فاضحہ	بے نمک باشد اعوذ و فاتحہ	جو کہ تیری عمر لے دیو سیہ	بے نمک ہووے اعوذ و فاتحہ
گرچہ باشد بے نمک اکنون چنین	ہست غفلت بے نمکتر زان یقین	گرچہ رونا بے نمک اب ہے مگر	گر یقین ہے بے نمک غفلت تر
این چنین ہم بے نمک مینال نیز	کہ ذلیلان را نظر کن ای عزیز	ایسے ہی تو بے نمک رونا رہو	کہ ذلیلون کو نظر کر اے نکو
قادری بیگاہ چہ بود یا بگاہ	از تو چیزے فوت کی شد ای اِلٰہ	تو ہے قادر وقت کیا بیوقت کیا	فوت کب تجھسے ہوئی شے اے خدا
گفت لا تأسوا علی ما فاتکم	کے از قدرتش مطلوب گم	بولا لا تأسوا علی ما فاتکم	اسکی کب قدرت سے ہو مطلوب گم

حوالہ کردن مرغ گرفتاری خود را بمکر صیاد و صیاد بحرص

حوالہ کرنا مرغ کا گرفتاری اپنی کو مکر صیاد سے اور صیاد کا حرص سے

گفت آن مرغ این سزای آن بود	کہ فسون زاہدان را بشنود	مرغ بولا وہ سزا یہ اُس کی ہے	زاہدون کی جو کہ دمبازی سنے
گفت زاہد نے سزا آن ناسزاست	کہ خورد مال یتیمان از گزاف	بولا زاہد نے سزا جاذب کی ہے	کھائے جو مال یتیمان مکر سے
بعد ازان نوحہ گری آغاز کرد	کہ فخ و صیاد لرزان شد درد	بعدہ رویا وہ آہ سرد سے	دام اور صیاد کانپا درد سے
کز تناقضہای دل پشتم شکست	بر سرم جانان بیا می مال دست	پشت و دل ٹوٹا تناقضون سے مرا	ہاتھ رکھ سر پہ مرے جانا تو آ

سلہ بولا مین آہ ۵ شعر کہا کہ مین تنہا تھا اور وہ ایک گروہ تھا اور مسلح اور شجاع و باشکوہ تھا کہ اگر امید لڑنے کی نہتھی تو چیختا ہوتا کہ سب جلدی اٹھو کہا کہ مجھے تیغ و چھری دکھلائی کہ تو چپ رہ ورنہ مارینگے میرا اس دم خوف سے دہان بند ہوا مین اسدم فریاد و فغان کرتا ہون اسدم دم بستہ و زبان بند ہوا اسدم جو کچھ چاہو مین کرون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کہ تیری آہ ۵ شعر جو کہ تیری عمر دیو سیاہ کے اعوذ و فاتحہ بے نمک ہے اگرچہ رونا اب بے نمک ہوا ہی تو ایسے ہی بے نمک و تارہ کہ ذلیلون کو نظر کر ای کہ تو قادر ہے وقت بیوقت کیا ہو اخدا مجھسے شے کب فوت ہوئی فرمایا ترجمہ کہ مت افسوس کرو اُس چیز پر کہ جو تم سے فوت ہوئی اسکی قدرت سے کب مطلوب گم ہو یعنی جب عمر غفلت مین گذر گئی پھر فریاد کرنا کیا فائدہ دے پس عمر گذشتہ پر افسوس نہ کرو اور آئندہ کو کوشش کرو کہ اسکی قدرت سے بعید نہین ہے آگے مرغ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مرغ بولا وہ آہ ۳ شعر اس مرغ نے کہا کہ یہ سزا اسکی ہو کہ جو زاہدون کی دمبازی سنے زاہد نے کہا کہ یہ سزا جاذب نہین ہے بلکہ جو مال یتیمان کھائے مکر سے بعدہ وہ رویا آہ سرد سے کہ دام و صیاد کانپا درد سے آگے اسکا حقائق ہے فافہم ۱۲ سلہ پشت و دل آہ ۶ شعر پشت و دل تناقض سے میرا ٹوٹا میرے سر پہ ہاتھ رکھ اور اے جانا تو آ میرے سر کو تیرے ہاتھ سے تیرا ہاتھ شکر بخشنے جو دور کھے میرے سر سے اپنا سایہ مت اٹھا بیقرار ہون بیقرار خواب میری چشم سے بیزار ہو میرے گلے تنگ مین تیرے غم مین اگرچہ لائق نہین ہون کہ اگر تو نالائق کو پوچھے غم مین عدم کا کیا استحقاق اور اسپر دروازہ تیرے لطف کا کھلا یعنی بحو الغریق التجا بدرگاہ الٰہی نجات مین گرفتاری سے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
ع ۵ مت افسوس کرو اس چیز پر کہ جو تم سے فوت ہوئی ۱۲

سایۂ خویش از سر من بر مدار	بیقرار و بیقرارم بیقرار	سر کو راحت میرے کب ہے مت اٹھا	بیقراری بیقرار اب ہوں سوا
خوابها بیزار شد از چشم من	در غمت ای رشک سرو و یاسمن	خواب میری چشم سے بیزار ہے	اے گل رشک چمن غم میں ترے
من نخواهم عشوه هجران شنود	آزمودم چند خواهم آزمود	ہجر کا عشوہ سنوں میں کب تلک	آزمایا آزمایا کب تلک
گر نیم لایق چه باشد گر دمے	ناسزایی را بپرسی در غمی	گر نہ میں لائق ہوں کیا ہو ایکدم	گر تو نالائق کو پوچھے اب یہ غم
مر عدم را خود چه استحقاق بود	که برو لطف چنین درها گشود	کیا عدم کا خاص استحقاق تھا	کہ کھلا در اس پہ تیرے لطف کا
خاک گرگین را کرم آسیب کرد	ده گهر از نور حس در جیب کرد	خاک[۵۱] عاجز کو کیا اسباب جود	نور حس کے دس گہر کی دی نمود
پنج حس ظاهر و پنج حس نهان	که بشر شد نطفهٔ مرده ازان	پانچ ظاہر پانچ باطن کے گہر	کہ ہوا اک مردہ نطفے سے بشر
توبه بی توفیقت ای نور بلند	جز که بر ریش توبه بنود ریشخند	توبہ بے توفیق تیری ناپسند	ریش توبہ پر نہ ہو جز ریشخند
سبلتان توبه یک یک بر کنی	توبه سایه است و تو ماه روشنی	مونچھ توبہ کی اکھیڑا اک اک سبھی	توبہ سایہ ہے تو ماہ روشنی
ای ز تو ویران دکان و منزلم	چون ننالم چون بیفشاری دلم	اے مری دکان ویران تجھ سے ہے	کیوں نہ روؤں جو نچوڑے تو مجھے
چونکه بی تو نیست کارم را نظام	بی تو هرگز کار کی گردد تمام	بے ترے سے کام کو میرے نظام	بے ترے سے کام ہرگز ہو تمام
چون گریزم زانکه بی تو زنده نیست	بی خداوندیت تو بنده نیست	کیسے[۵۲] بھاگوں بے ترے زندہ نہیں	بے خداوندی تری بندہ نہیں
جان من بستان تو ای جان را اصول	زانکه بی تو گشته ام از جان ملول	جان میری ہے تو ہے جان کا اصول	کیونکہ بے تیرے میں جاں سے ہو جاے ملول
عاشقم من بر فن دیوانگی	سیرم از فرهنگ و از فرزانگی	عاشق اب دیوانگی کے فن پہ ہوں	سیر میں فرہنگ اور دانش سے ہوں
چون بدرد شرم گویم راز فاش	چند ازین صبر و زحیر ای معاش	شرم جو توڑے کہوں میں راز فاش	کب تلک اس صبر سے ہو اندر معاش
در حیا پنهان شدم همچون سجاف	ناگهان بجهم ز زیر این لحاف	میں حیا میں ہوں نہاں سنجاف سا	کود دوں باہر ناگہاں پردہ اٹھا
ای رفیقان راهها را بست یار	آهوی لنگیم و او شیر شکار	اے رفیقو بند رکھے راہ یار	آہو لنگڑا میں وہ شیر شکار
غیر تسلیم و رضا کو چاره ای	در کف شیر نری خونخواره ای	غیر[۵۳] تسلیم و رضا چارہ کسے	ہاتھ میں اس شیر نر خونخوار کے

سـ۵۱ـہ خاک عاجز آلخ ۲ شعر خاک عاجز کو اسباب بخشش کا کیا اور نور حس کے دس گہر اسے دیے پانچ ظاہر اور پانچ باطن ایک نطفۂ مردہ سے بشر ہوا توبہ بے توفیق تیری ناپسند ہے کہ ریش توبہ پر بجز ریشخند کے نہ ہو مونچھ توبہ کی ایک ایک اکھیڑ کیونکہ توبہ سایہ ہے اور تو ماہ روشنی ہے اے خدا میری دکان تجھ سے ویران ہے کیوں نہ روؤں میں کہ جو تو مجھے نچوڑے بے تیرے میرے کام کو انتظام نہیں اور نہ بے تیرے ہرگز کام تمام ہو یعنی اے خدا تو نے خاک بھیجی کہ دس حواس سے رونق دی ہے توبہ بے توفیق تیری کے بے رونق ہے بے تیرے میرے کام کا انتظام نہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سـ۵۲ـہ کیسے بھاگوں آلخ ۲ شعر کیسے بھاگوں کہ بے تیرے زندہ نہیں ہوں اور بے خداوندی تیری کے بندہ نہیں ہوں تو میری جان ہے کہ تو جان کا اصول ہے کیونکہ بے تیرے میں جان سے ملول ہوں دیوانگی کے فن پر میں عاشق ہوں اور دانش و فرہنگ سے میں سیر ہوں جو تو شرم توڑے میں راز فاش کہوں او کب تک اس سے صبر ہو معاش کے میں حیا میں پوشیدہ ہوں سنجاف کے مانند ناگہاں باہر کود آؤں جو پردہ اٹھائے اے رفیقو راہ بندگی ہے یار نے میں آہو لنگڑا ہوں اور وہ شیر شکاری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ـہ غیر تسلیم آلخ ۲ شعر سوا تسلیم و رضا کے کیسے چارہ ہے ہاتھ میں اس شیر نر خونخوار کے وہ خواب و خور نہیں رکھتا ہے مانند آفتاب کے روح کو بے خور و خواب کرتا ہے کہ میں ہو یا میری خو ہو تا کہ تجلی میں تو دیکھے میرا ہو اگر تو نے ایسا نہ دیکھا کیوں بندہ ہوا تو خاک تھا طالب باحیا ہو اگر بعیت سے تجھ کو خدا نہ دے ہو تو اس طرف ہمیشہ تیری چشم جان کیوں نہیں اسکی مثال ہے اسواسطے بلی سوراخ پر بیٹھی ہے کہ غذا اسکو سوراخ سے ملتی ہے دوسری بلی بام پر پھرتی ہے غذا شکار مرغ سے پاتی ہے یعنی تو میری طرف آ اور میری ہو کو تجلی میں تو میرا منہ دیکھے ملکہ تو مجھکو جانتا ہے اگر نہیں جانتا ہے تو عاشق کس واسطے ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رو ندارد خواب و خور چون آفتاب | روحها را میکند بیخورد و خواب
که بیا من باش یا هم خوی من | تا ببینی در تجلی روی من
ور نه دیدی چون چنین شیدا شدی | خاک بودی طالب احیا شدی
گر ز بیسویت ندادی او علف | چشم جانت چون بماندست آن طرف
گربه در سوراخ ازان شد معتکف | که ازان سوراخ او شد معتلف
گربهٔ دیگر همی گردد ببام | کز شکار مرغ یابد او طعام
آن یکی را قبله شد جولاهگی | وان دگر حارث برای جاگی
آن یکی بیکار و رو در لامکان | که ازان سو دادیش قوت روان
کار آن دارد که حق را شد مرید | بهر کار او ز هر کارے برید
دیگران چون کودکان این روز چند | تا بشب بر خاک بازی میکنند
خوابناکی کو ز یقظه می جهد | دایهٔ وسواس عشوش میدهد
رو بخسپ ای جان که نگذاریم ما | که کسے از خواب بجهاند ترا
هم تو خود را بر کنی از بیخ خواب | همچو تشنه که شنود او بانگ آب
بانگ آبم من بگوش تشنگان | همچو باران میرسم از آسمان
بر جه ای عاشق بر آور اضطراب | بانگ آب و تشنه و آنگاه خواب

وہ نہ رکھے خواب و خور جون آفتاب | روح کو کرتا ہے بے خور اور خواب
کہ تو آ مین ہو و یا ہو میری خو | تا تجلی مین تو دیکھے میرا رو
گر نہ دیکھا ایسا کیون شیدا ہوا | خاک تھا تو طالب احیا ہوا
بے جہت سے گر نہ دے تجکو غذا | اسطرف کیون چشم جان تیری لگا
اس لئے سوراخ پر بلی جمی | کہ غذا اسوراخ سے اُس کو ملی
دوسری بلی پھرے ہے بام پے | کہ غذا پائے شکار مرغ سے
ایک کا قبلہ ہوا جولاہگی | اک کرے تنخواہ کی خاطر نوکری
ایک ہے بیکار دیکھے لامکان | کہ اُدھر سے قوت اسکا ہے روان
کام وہ ہے کہ مرید حق کا بنے | کام چھوڑے کام حق کیواسطے
چند دن مانند طفلان دوسرے | کھیلتے ہین تا دن بس خاک پے
بھاگے بیداری سے خواب آلودگان | دایۂ وسواس دھوکا دے نہان
جا تو اے سو جان نہ آنے دون کسے | کہ اُٹھائے خواب سے کوئی تجھے
کھود تو اپنے کو جڑ سے خواب کے | جیسے تشنہ کہ سنے بانگ آب سے
کان مین تشنہ کے مین ہون بانگ آب | چرخ سے مین آؤن چون آب سحاب
اُٹھ تو اے عاشق و کر تو اضطراب | بانگ آب اور تشنہ اور اسوقت خواب

حکایت آن عاشق کہ شب بامید وعدہ معشوق بیامد بدان وثاق کہ اشارت کردہ بود و بعضی از شب را منتظر بود تا خوابش

حکایت[۵۲] اُس عاشق کی کہ رات کو بامید وعدہ معشوق اُس مکان پر آیا کہ جہان اُس نے پتہ دیا تھا اور تھوڑی رات تک منتظر رہا

۵۱ ایک کا آخر ۹ شعر ایک کا قبلہ جولاہگی ہوا اور ایک تنخواہ کی خاطر نوکری کرے ایک بیکار ہے وہ لامکان دیکھتا ہے اور اُس کا قوت اُدھر سے روان ہے کام وہ ہے کہ حق کا مرید ہے کام حق کے واسطے کام چھوڑے دوسرے چند روز لڑکون کے مانند رات تک خاک پر کھیلتے ہین خواب آلودگان بیداری سے بھاگتے ہین کہ دایہ وسواس کو دھوکا پوشیدہ دے اے جان جا تو خفتہ ہو کسی کو نہ آنے دون کہ خواب سے تجکو اٹھائے تو خود کو خواب کی جڑ سے کھود جیسے کہ تشنہ ولا آب سے سنتا ہے تشنہ کے کان مین آواز آب ہون اور مین چرخ سے اولی مانند آب کے اے عاشق تو اُٹھ اور اضطراب کر کہ آب اور تشنہ اور اُس وقت خواب یعنی تمام کام اس عالم مین کام وہ ہے کہ مریدی کا گر اس حالت مین جو تو دیکھے وہ سب غفلت حق سے ہے پس جوئندہ کو غافل ہونا عجب ہے چنانچہ اس کی مثال مین حکایت عاشق کی آگے فرماتے ہین خافہم۔

۵۲ حکایت سوم ترک نفی و حصول ہستی مین

ربود معشوق آمد و جیبش پر از گردگان نمود و برفت

تا سو گیا معشوق آیا اور اس کی جیب مین اخروٹ ڈالکر چلا گیا

عاشقی بودہ است در ایام پیش	پاسبان عہد اندر عہد خویش
سالہا در بند وصل ماہ خود	شاہ مات و مات شاہش شدہ بود
عاقبت جویندہ یابندہ بود	کہ فرج از صبر زایندہ بود
گفت روزی یار او کامشب بیا	کہ بپختم از پے تو لوبیا
در فلان حجرہ نشین تا نیمشب	تا بیایم نیمشب من بے طلب
مرد قربان کرد نانہا بخش کرد	چون پدید آمد مہش از زیر گرد
شب در آن حجرہ نشست اندر انتظار	بر امید وعدۂ آن یار غار
منتظر بنشست و خوابش در ربود	اوفتاد و گشت بیخود آن عنود
ساعتی بہر امید خوابش گرفت	عاشق دلدادہ را خواب ہی گرفت
بعد نصف اللیل آمد یار او	صادق الوعدہ از آن دلدار او
عاشق خود را فتادہ خفتہ دید	اندکے از آستین او درید
گردگان چندش اندر جیب کرد	کہ تو طفلی گیر این می باز نرد
چون سحر از خواب عاشق برجہید	آستین و گردگان ہا را بدید
گفت شاہ ما ہمہ صدق و وفاست	آنچہ بر ما میرسد آن ہم ز ماست
ای دل بیخواب ما زان ایمنیم	چون حرس بر بام چوبک میزنیم

عاشق اک اگلے زمانہ مین ہوا	عہد اپنے عہد مین کرتا وفا
وصل کا درپے تھا برسون یار کے	شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے
ڈھونڈھتا ہی جو وہ آخر پائے ہی	کہ فتحمندی ہے تابان صبر سے
یار اک دن بولا شب کو آج آ	کہ پکایا تیری خاطر لوبیا
تو فلانے گھر مین رہ تا نیمشب	آؤنگا مین نیم شب کو بے طلب
مرد نے خیرات کی صدقہ دیا	گر دیے مہ اسکا جو ظاہر ہوا
اس مکان مین وہ شب کو منتظر بیٹھا	یار کے اقرار کی امید پر
بیٹھے بیٹھے منتظر وہ سو گیا	لیٹا اور بے خود ہوا اونگھتا
اک گھڑی جگتا رہا اور سو گیا	عاشق بیدل کو کب سونا روا
بعد آدھی رات کے آیا وہ یار	اپنے وعدے کا تھا سچا دہ نگار
دیکھا عاشق لیٹے کو سویا ہوا	آستین کو چاک تھوڑا سا کیا
جیب میں اخروٹ تھوڑے سے رکھے	کہ ابھی کھیل اس سے تو اک طفل ہے
صبح کو جو خواب سے عاشق اٹھا	آستین اخروٹ دیکھے ظاہرا
بولا میرا شہ ہے کل صدق و صفا	میری جانب سے ہی جو مجکو ملا
ای دل بیخواب ایمن اس سے ہون	جو نگہبان بام پر پہرا مین دون

سلہ عاشق ایک الخ ۳ شعر اگلے زمانہ میں ایک عاشق ہوا ہے کہ اپنے عہد مین عہد وفا کرتا تھا یار کے وصل کا برسون درپے تھا شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے آگے اسکا حال ہی جو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر پاتا ہے کہ فتحمندی صبر سے چمکتی ہی یعنی جو ڈھونڈھتا ہی وہ پاتا ہی محروم نہین رہتا ہی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ یار اک دن الخ ۶ شعر ایک دن یار نے کہا کہ آج شب کو تو آ کہ تیری خاطر لوبیا پکایا ہی فلانے گھر مین آدھی رات تک رہ آدھی رات کو مین بے بلائے آؤن گا عاشق نے خیرات کی اور صدقہ دیا جو ماہ اس کا گرد سے ظاہر ہوا جو اس مکان مین شب کو منتظر تھا یار کے اقرار کی امید پر پس وہ بیٹھے بیٹھے منتظر سو گیا اور بیخود ہو وہ غنودہ ایک گھڑی جاگتا رہا اور سو گیا کب عاشق بیدل کو سونا روا ہی یعنی عاشق بیدل شوق یار مین کب سوتا ہی اور جو کہ سویا اس نے اپنا مطلب کھویا آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ سلہ بعد آدھی رات کے الخ ۵ شعر آدھی رات کے بعد وہ یار آیا کہ اپنے وعدہ کا وہ سچا تھا جو اپنے عاشق کو سویا ہوا دیکھا آستین کو چاک کیا چند اخروٹ جیب مین اسکی رکھے کہ ابھی کھیل تو لڑکا ہے جو عاشق صبح کو خواب سے اٹھا آستین میں وہ اخروٹ ظاہر دیکھے کہ میرا شاہ بالکل صدق و صفا ہے وہ میری جانب سے جو مجکو ملا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ای دل بیخواب الخ ۷ شعر اے دل بیخواب اس سے مین ایمن ہون کہ نگہبان کے مانند بام پر مین پہرہ دون سبب سب اخروٹ چکی مین ٹوٹے جو مین غم لیے کہتا ہون وہ اب بھی تو ملامت گریہ ماجرے کب تک بیہودہ دیوانے کو نصیحت مت دے مین اب عشوہ ہجر کا کب تک سونگا کہ مین نے آزمایا ہی کب تک آزماؤن جو سوائے سوزش و دیوانگی ہو وہ اس راہ مین بیگانگی رکھتا ہی تیرے پاؤن مین زنجیر مت ڈال کہ مین نے سلسلۂ تدبیر کو توڑا ہے سوائے زلف دلدار کے اگر مجکو دو سو زنجیر دے تو دوڑون یعنی مین نے بہت آزمایا ہی کب تک آزماؤن پس مین ہجر یار کا صدمہ کب اٹھا سکتا ہون مجھ دیوانے کی قید کو زنجیر زلف یار کی کفایت کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گردگان ما درین مطمن شکست	هرچه گویم از غم خود اندک ست	ٹوٹے چکّی مین مرے اخروٹ سب	غم سے جو کہتا ہون وہ تھوڑا ہی اب
عاذلا چند این صداع و ماجرا	بعد ازین پندی بده دیوانه را	اے ملامت گر یہ کب تک ماجرا	بعدہ مجنون کو مت پند دے
من نخواهم عشوهٔ هجران شنود	آزمودم چند خواهم آزمود	ہجر کا عشوہ سنون کب مین یک	آزمایا آزماؤن کب تلک
هرچه غیر شورش و دیوانگی ست	اندرین ره دوری و بیگانگی ست	جو کہ ہے جز شورش و دیوانگی	رکھتا ہے اس راہ مین بیگانگی ردی
هین منه بر پایم آن زنجیر را	که دریدم سلسله تدبیر را	ڈال مت پا مین مرے زنجیر کو	مین نے توڑا سلسلہ تدبیر کو
غیر جعد آن نگار مقبلم	گر دو صد زنجیر آری بگسلم	پس سوائے زلف اس دلدار کے	توڑون گر زنجیر دو سو دے مجھے
عشق و ناموس ای برادر راست نیست	بر در ناموس ای عاشق مایست	عشق[1] و ناموس اے برادر کب ملے	ٹھہر مت عاشق در ناموس پے
وقت آن آمد که من عریان شوم	نقش بگذارم سراسر جان شوم	وقت وہ آیا کہ عریان ہوؤن مین	نقش چھوڑون سر بسر جان ہوؤن مین
ای عدوی شرم و اندیشه بیا	که دریدم پردهٔ شرم و حیا	شرم و اندیشہ کے اے دشمن تو آ	مین نے پھاڑا پردہ شرم و حیا
ای ببسته خواب جان از جادوئی	سخت دل یارا که در عالم توئی	ایکہ باندھا خواب جان کو سحر سے	سخت جان اے یار تو عالم مین ہے
هین گلوی صبر گیر و می فشار	تا خنک گردد دل عشق ای سوار	صبر کی گردن پکڑ تو اور دبا	تا کہ دل ٹھنڈا ہو آخر عشق کا
تا نسوزم کی خنک گردد دلش	ای دل ما خاندان و منزلش	نے جلون تا دل نہ ٹھنڈا اسکا ہو	اے مرا دل گھر ہے اسکا جان لو
خانهٔ خود را همی سوزی بسوز	کیست آن کس کو بگوید لا یجوز	گر[2] جلاتا اپنا گھر ہے تو جلا	کون ہے کہ کہوے کوئی ناروا
خوش بسوز این خانه را ای شیر مست	خانهٔ عاشق چنین اولی ترست	اے جلا اس گھر کو اچھی طور سے	ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے
بعد ازین من سوز را قبله کنم	زانکه شمعم من بسوزش روشنم	بعدہ قبلہ کرون مین سوز کو	شمع روشن میری ہے سوزش سے جو
خواب را بگذار امشب ای پدر	یک شبی در کوی بیخوابان گذر	آج کی شب چھوڑ خواب اے مشفقا	ایک شب کوچہ مین بیخوابون کے جا
بنگر اینها را که مجنون گشته اند	همچو پروانه به وصلت کشته اند	دیکھ تو ان کو کہ وہ مجنون ہوگئے	وصل مین مانند پروانہ جلے
بنگر این کشتی خلقان غرق عشق	اژدهائی گشته است گویا حلق عشق	خلق کی کشتی کو دیکھ ہے غرق عشق	اژدہا گویا ہوا ہے حلق عشق
اژدهائی ناپدید دل ربا	عقل همچون کوه را او کهربا	اژدہا ظاہر نہین اسے دلربا	عقل مثل کوہ کو وہ کہربا

[1] عشق الخ ۲ شعر اے برادر عشق و ناموس کب ملتا ہے عاشق مت ٹھہر ناموس پر وقت آیا ہے کہ مین عریان ہوؤن اور نقش چھوڑون و سر بسر جان ہوؤن اے شرم و اندیشہ کے دشمن تو آ مین نے شرم و حیا کا پردہ پھاڑا ہے کہ خواب جان کو باندھا سحر سے اے یار تو عالم مین سخت دل ہے تو صبر کی گردن پکڑ اور دبا تا کہ دل آخر کو عشق کا ٹھنڈا ہو نہ جاؤن جبتک [illegible] اسکا ٹھنڈا نہ ہووے میرا دل اسکا گھر و جان ہے یعنی میرا دل عشق کا گھر ہے جبتک مین نہ جلون عشق کا دل کب ٹھنڈا ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] گر جلاتا ہے الخ ۲ شعر اگر جلاتا ہے تو اپنا گھر تو جلا کون ہے کہ کوئی ناروا کہوے ہے اس گھر کو اچھی طرح سے جلا ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے بعدہ مین سوز کو قبلہ کرون جو میری شمع روشن ہے سوزش سے اے مشفق آج کی شب خواب کو چھوڑ اور ایک شب بیخوابون کے کوچہ مین جا تو ان کو دیکھ کہ وہ مجنون ہوئے اور وصل مین مانند پروانہ کے جلے خلق کی کشتی کو دیکھ کہ غرق عشق ہے گویا اژدہا ہوا ہے حلق عشق کا اژدہا ظاہر نہین ہے عقل کو وہ مانند کوہ و کہربا ہے یعنی عاشق کا جلنا فراق یار مین بہتر ہے بلکہ وصال یار مین غلبہ عشق سے عاشق جلتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

عقل هر عطار کآگه شد ازو — طبلها را ریخت اندر آب جو
عقل[۱] عطار اُس سے جو آگہ ہوئی — عطر پھینکا آب جو مین بس یہی

ره گزین جو بر نیائی تا ابد — لم یکن حقا له کفوا احد
جو کہ اندر خانہ نکلے تا ابد — لم یکن حقا له کفوا احد

ای مزور چشم بکشا و ببین — چند گوئی من ندانم آن و این
اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو — کہو گے کب تک مین نجانون یہ و وہ

از نبائی رزق و محرومی برآ — در جهان حی قیومی درآ
رزق کی آفت و محرومی سے آ — اور جہان حی قیومی مین جا

تا نمی بینیم ترا بینم شود — دین ندانمهات میدانم شود
تجکو تا نا دیکھنا ہو دیکھنا — تجکو تا نا جاننا ہو جاننا

بگذر از هستی و مستی بخش باش — زین تلون نقل کن در استواش
ہو تو مستی بخش کر ہستی رہا — اور مساوی مین تلون سے تو جا

چند نازی تو بدین مستی پست — بر سر هر کوی چندین مست هست
نازان[۲] کب تک مستی ناچیز مین — مست اکثر ہر گلی کوچہ مین ہین

گر دو عالم پر شود سر مست یار — جمله یک باشند و آن یک نیست خوار
گر دو عالم پر ہو مست یار سے — جملہ اک ہون وہ نہین اک خوار ہے

این ز بسیاری نیاید خوار ریب — خوار که بد تن پرستی نازیب
یہ بہت ہونے سے خواری پائے کب — خوار ہین تو تن پرست و بے ادب

گر جهان پر شد ز تاب نور ماه — کی کشاد آید بر صاحب فلک
گر جہان پر ہووے نور ماہ سے — کب برائی آئے اہل عشق پہ

گر جهان پر شد ز نور آفتاب — کی بود خوار آن تفت خوش التهاب
گر جہان پر ہووے نور شمس سے — عشق کی گرمی کو کب نقصان ملے

لیک با این جمله بالا تر خرام — چونکه ارض الله واسع بود رام
گرچہ یہ سب کچھ ہو آگے چل ذرا — کیونکہ ارض اللہ واسع ہے بڑا (زمین اللہ کی بڑی ہے ۱۲)

گرچه این مستی چو باز اشهب است — برتر از وی در زمین قدس هست
گرچہ یہ مستی ہے جون باز سفید — پر زمین قدس مین ہے برتر اس سے بھی

مست ابرار و مقربان اند بست — بر مقرب شیر او چون روبه است
ہے[۳] مقرب مست پا ابرار زیر — ہین مقرب پر جون روبہ اسکا شیر

رو تو اسرافیل شو در امتیاز — در دمند و روح بخش و مست ساز
جا تو اسرافیل ہو با امتیاز — روح بخش و مست کا ہو مست ساز

مست را چون دل مزاح اندیشه شد — این ندانم و آن ندانم پیشه شد
مست کا جو دل ظرافت کو رکھے — یہ نجانون وہ نجانون بس کہے

---

[۱] عقل عطار الخ ۶ شعر جو عقل عطار اس سے آگاہ ہوئی عطر سب آبجو مین پھینکا نہر کے اندر جا کہ تا ابد نہ نکلے ترجمہ نہین ہر قسم حق کیواسطے ہس کے کہ تو وہ گیا ہے ای فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو کب کہے گا کہ مین نہین جانتا ہون یہ اور وہ رزق کی آفت اور محرومی سے آ اور جہان حی و قیوم مین جا تا کہ نہ دیکھنا تجکو دیکھنا ہو اور تجکو نہ جاننا جاننا ہو تو مستی بخش ہو اور ہستی کا ترک اور تلون سے مساوی ہو چل یعنی دنیا چھوڑ اور طرف عالم بقا کے جا کہ نہ دیکھنا ہو دیکھے اور نہ جانے اور مستی دنیا کو چھوڑ اور مستی بخش عقبیٰ کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵] نہین ہے قسم حق کے واسطے کفو اسکا اکیلا ہے ۱۲

[۲] نازان الخ ۔ شعر کب تک نازان ہو گا مستی ناچیز مین کہ اکثر مست گلی کوچہ مین ہین اگر دونون عالم پر ہون مستی یار سے جملہ ایک ہون اور وہ ایک خوار نہین ہے یہ بہت ہونے سے کب یار سے خوار ہین تو تن پرست اور بے ادب ہین اگر جہان پر ہووے نور ماہ سے اہل عشق پر کب برائی آئے اگر جہان پر ہووے نور خورشید سے عشق کی گرمی کو نقصان کب ملے ولیکن یہ سب کچھ ہے ذرا آگے چل کیونکہ زمین اللہ کی بڑی ہے اگرچہ یہ مستی مانند باز سفید کے ہے ولیکن زمین قدس پر زیادہ ہے یعنی مستان عشق الٰہی کب ذلیل و خوار ہون کیونکہ یہ مستی اس عالم مین زیادہ مرتبہ رکھتی ہے آگے اس مست کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] ہے مقرب الخ ۵ شعر مقرب مست کے اوپر ہین اور ابرار نیچے ہین کہ مقرب او نکا مانند روباہ کے ہے تو جا اور اسرافیل ہو امتیاز کے روح بخش اور مست کا مست ساز ہو جو مست کا دل ظرافت کو رکھے یہ نجانون کس واسطے کہے یہ نجانون وہ نجانون کس واسطے تا کہ تو جانے کہ جانتا ہون کہ تو کون ہے یا تون مین نفی ہے ثابت کے واسطے تو ثابت شروع کر اور نفی چھوڑ دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این ندانم وان ندانم بهر چیست | تا بدانی آنکه میدانیم کیست
نفی بهر ثبت باشد در سخن | نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن
نیست این و نیست آن هین واگذار | آنکه آن هست ست آن را پیش آر
نفی بگذار و همان هستی پرست | این بیاموز ای پدر زان ترک مست
نفی بگذار و همان هستی طلب | ترک و مطرب را بگو احوال شب

یہ نجانوں وہ نجانوں کس لئے | تا تو جانے جانتا ہوں کون ہے
نفی باتوں میں ہو ثابت کیلئے | گر شروع ثابت تو نفی چھوڑ دے
نفی ہے یا اور نہ ہے وہ یہ چھوڑ دے | جو کہ ہست ہے اسکو بس تو جلد لے
چھوڑ نفی اور وہ ہستی پوج تو | سیکھ ترک مست سے یہ ای بکو
چھوڑ نفی ای پسر ہستی کو لے | حال شب کہہ ترک و مطرب مست سے

استدعای امیر ترک مخمور مطرب را بوقت صبوح و

طلب کرنا امیر ترک مخمور کا قوال کو وقت صبح کے و

معنی حدیث ان اللہ تعالی شرابا اعدت لاولیائه اذا شربوا سکروا و اذا سکروا طربوا و قوله تعالی ان الابرار یشربون من کاس الی آخره

معنی حدیث ان اللہ تعالی شرابا اعدت لاولیائه
تحقیق واسطے اللہ کے شراب ہے آمادہ کی گئی ہے واسطے دوستوں اس کے کے
اذا شربوا سکروا و اذا سکروا طربوا و قوله تعالی
جسوقت پیتے ہیں وہ شراب مست ہوتے ہیں اور جب مست ہوتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں فرمایا
ان الابرار یشربون من کاس الی آخره
اللہ تعالی نے تحقیق ابرار پئیں گے پیالوں سے

این مے کہ تو میخوری حرامے | ما مے نخوریم جز حلالے
جہد کن تا زنیست ہست شوی | وز شراب خدای مست شوی
اعجمی ترکی سحر آگاه شد | وز خمار خمر مطرب خواه شد
مطرب جان مونس مستان بود | نقل و قوت و قوت مستان بود
مطرب ایشان را سوی مستی کشد | باز مستی از دم مطرب چشد
آن شراب حق بدان مطرب برد | وین شراب تن ازین مطرب خورد
هر دو گر یک نام دارد در سخن | لیک فرق ست این حسن تا آن حسن
اشتباهی هست لفظی در میان | لیک خود کو آسمان کو ریسمان

پیتا ہے جو تو حرام مے ہے | ہم پیتے نہ جز حلال مے کے
جہد کرتا تو نیست سے ہو ہست | اور شراب خدا سے ہو تو مست
صبح اٹھکر ایک عجمی ترک نے | چاہا مطرب کو خمار خمر سے
جان کا مطرب ہو مونس مست کا | نقل و قوت و قوت مست کا ہے اور غذا
سوی مستی لائے ہے مطرب انھیں | پھر دم مطرب سے مستی وہ چکھیں
حق کی مے پیتا وہ اُس مطرب سے ہے | پیتا اُس مطرب سے ہے یہ تن کی مے
دو نوں رکھیں نام اک اندر سخن | پر جدا ہے اس سخن سے وہ حسن
اشتباہ ہے ایک لفظی درمیان | پر کہاں ہے آسمان اور ریسمان

لدنے ہو یہ لغ سے شعر نہ یہ ہو نہ وہ ہو تو چھوٹ ہو کہ ہست ہو تو اسکو جان لے نفی چھوڑ دے تو وہ ہستی کو پوج اور مستی ترک مست سے سیکھ یہ نفی ای پسر چھوڑ دے اور ہستی کو لے حال شب مطرب اور ترک مست سے کہہ یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم سے یہ تو مسلم ہے کہ نفی کو چھوڑ اور مستی کو حاصل کر کیونکہ ترک مست وہی ہیں آگے اسکی مثال میں میر ترک کا قصہ فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵ صبح اٹھکر آوے ۵ شعر ایک عجمی ترک نے صبح اٹھکر مطرب کو بلایا خمار خمر سے مطرب جان مست کا مونس ہے اور قوت اور غذا مست ظاہر ہو مطرب سوئے مستی اُنھیں لاتا ہے اور پھر دم مطرب سے وہ مستی چکھتے ہیں یعنی شراب حق کی اس مطرب سے پیتا ہے اور یہ شراب تن کی اس مطرب سے پیتا ہے دونوں کا ایک نام رکھتے ہیں لیکن اس حسن سے وہ حسن جدا ہے یعنی مطرب ایک ہے اہل نفس شراب تن اس کی آواز سے پیتا ہے اور عارف شراب عشق الٰہی پیتا ہے مطرب سے اسکی غذا نفسانی ہے اور اسکی غذا روحانی پہونچتی ہے آگے اس کا بیان ہوتا ہے فافہم ۱۲ ۳ اشتباہ ہے آتے ۶ شعر اشتباہ لفظی ایک درمیان ہے و لیکن آسمان و ریسمان کہاں ہے لفظ کی شرکت ہمیشہ راہزن ہے جیسے شرکت گبر و مومن میں جسم رکھتا ہے بسم مانند کوزے کے نمو بند سے کہیں تا کہ ہر ایک کوزہ میں دیکھا اس تن کا کوزہ آبحیات رکھتا ہے اور اس تن کا کوزہ زہر مار رکھتا ہے اگر نظر مظروف پر ہے بادشاہ ہے اور اگر ظرف کا عاشق ہے گمراہ ہے لفظ کو اس تن کے مانند جان اور معنی اسکے درمیان میں مانند جان یعنی گبر و مومن میں جسم سے شرکت ہے مانند لفظ کے پس جو مظروف کو دیکھتا ہے اہل اللہ ہے اور جو ظرف کو دیکھتا ہے گمراہ ہے کیونکہ تن مانند لفظ کے اور جان مثل معنی کے اس کے اندر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

اشتراک لفظ دائم رہزن ست اشتراک گبر و مومن در تن ست
جسمہا چون کوزہ ہای بستہ سر تا کہ در ہر کوزہ چہ بود در نگر
کوزۂ این تن پر از آب حیات کوزۂ آن تن پر از زہر ممات
گر بہ مظروفش نظر داری شہی در بظرفش عاشقی تو گمرہی
لفظ را مانندۂ این جسم دان معنیش در اندرون مانند جان
دیدۂ تن دائما تن بین بود دیدۂ جان جان پرفن بین بود
پس ز لفظ نقشہای مثنوی صورتش ضال ست وہادی معنوی
در نبی فرمود کاین قرآن ز دل ہادی بعضی و بعضی را مضل
اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے پیش عارف کے بود معدوم شے
فہم تو چون بادۂ شیطان بود کے ترا فہم مے رحمان بود
این دو انبازند مطرب با شراب این بدان و آن بدین آرد شتاب
پر خماران از دم مطرب چرند مطربانشان سوی میخانہ برند
آن سر میدان و این پایان او دل شدہ چون گوی در چوگان او
در سر آنچہ ہست گوش آنجا رود در سرش صفراست آن سودا شود
بعد از آن این دو بہ بیہوشی روند والد و مولود آنجا یک شوند
چونکہ گردند آشتی شادی و درد مطربان را ترک ما بیدار کرد
مطرب آغازید بیتی خوابناک کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

لفظ کی شرکت ہے دائم راہزن ہے کھلی شرکت گبر اور مومن میں تن
جسم میں مانند کوزے منھ بند ہے تا کہ ہر کوزے میں کیا ہے دیکھ لے
کوزہ اس تن کا رکھے آبحیات کوزہ اس تن کا رکھے زہر ممات
گر نظر مظروف پر ہے شاہ ہے گر ہے عاشق ظرف کا گمراہ ہے
لفظ کو مانند اس تن کو تو جان معنی اسکے درمیان مانند جان
چشم[1] تن کے جسم کو دیکھے دائما چشم جان کی دیکھے جان خوشنما
لفظ سے پس نقشہائے مثنوی ہے مضل صورت و ہادی معنوی
پس کہا قرآن میں یہ قرآن بدل ہادی بعضون کو و بعضون کو مضل
انشاءاللہ جو کہا عارف نے مے آگے عارف کے ہو کب معدوم شے
جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو کب تو سمجھے بادۂ رحمان کو
بادہ مطرب دونوں باہم ہیں ملے کھینچتا ہے یہ اسے اور وہ اسے
دم سے مطرب کی خماری کھائے ہیں سوے خمار انکو مطرب لائے ہیں
[2] وہ سر میدان یہ ہیں پایان میں جو اسکے چوگان میں ہیں عاشق مثل گو
جو ہے سر میں کان جائے اس جگہ سر میں گر سودا ہے وہ صفرا سے ہے
بعدہ بیہوش دونوں خود سے ہوں باپ بیٹے ایک پس اس جا پہ ہوں
جب موافق درد دارو سے ہوا ترک نے بیدار مطرب کو کیا
کی شروع مطرب نے بیت اک خوابناک کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

[1] چشم تن کے آخر ۷ شعر تن کی آنکھ جسم ہمیشہ دیکھتی ہے اور جان کی آنکھ جان دیکھتی ہے پس لفظ سے نقشہای مثنوی صورت سے مضل و معنوی سے ہادی ہے پس قرآن میں کہا کہ قرآن دل سے بعضون کو ہادی و بعضون کو مضل ہے انشاءاللہ عارف نے جو کہا ہے آگے عارف کے معدوم شے کب ہو جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو پس تو کب سمجھے بادۂ رحمان کو بادہ اور مطرب دونوں باہم ملے ہیں یہ اُسے وہ اسے کھینچتا ہے مطرب کے دم سے اہل خمار کھاتے ہیں اور خمار کی طرف ان کو بلاتے ہیں یعنی عارف جو لفظ شراب کا کہتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس معنی میں کہتا ہے پس بادہ و مطرب دونوں ایک ہیں کہ یہ اُسے اور وہ اسے کھینچتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] وہ سر میدان آہ ۵ شعر جو وہ مطرب سر میدان ہے اور یہ شراب پایان میں اور ہیں پس اس کے چوگان میں عاشق مثل گو کے ہیں جو سر میں ہے کان اُس جگہ جاتا ہے اگر سر میں صفرا ہے اور وہ سودا دیتا ہے بعدہ وہ دونوں سے خود سے بیہوش ہوں اس جا پر باپ بیٹے ایک ہوں جب درد دوا سے موافق ہو ترک نے مطرب کو بیدار کیا کہ مطرب نے ایک بیت خوابناک شروع کی ترجمہ ایک جام مجکو دے تجکو نہیں دیکھتا ہوں یعنی مطرب بر سر میدان ہے کہ عاشق اس کے چوگان میں مثل گو کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انت وجهی لا عجب ان لا اراه
غایة القرب حجاب الاشتباه

انت عقلی لا عجب ان لم اراک
من وفور الالتباس المشتباک

حیث اقرب انت من حبل الورید
لم اقل یا یا نداء للبعید

بل اغالطهم انادی فی القفار
کی لا اکتم من معی ممن اغار

این سخن پایان ندارد ای عزیز
بشنو از من نکته ای صاحب تمیز

انت وجهی لا عجب ان لا اراه
تو منھ میرا ہو تعجب نہیں اگر نہ دیکھوں میں اوسکو
غایة القرب حجاب الاشتباه
کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے

انت عقلی لا عجب ان لم اراک
تو عقل میری ہی نہیں تعجب ہے اگر نہ دیکھوں میں تجکو
من وفور الالتباس المشتباک
زیادہ آمیختگی اشتراک سے ۱۲

حیث اقرب انت من حبل الورید
تو نزدیک تر ہے شاہ رگ سے
لم اقل یا یا نداء للبعید
نہیں کہانے کہ یا یا نداء ہو واسطے بعید کے

بل اغالطهم انادی فی القفار
بلکہ غلطی میں ڈالتا ہوں میں قوم کو
کی لا اکتم من معی ممن اغار
واسطے اسکے کہ پوشیدہ کروں میں اسکو کہ ساتھ ہے

بات یہ بے انتہا ہے ای عزیز
ایک نکتہ سن تو ای صاحب تمیز

آمدن ضریر بخانهٔ پیغمبر و گریختن عائشه و پنهان شدن

آنا اندھے کا گھر میں پیغمبر علیہ السلام کے اور بھاگنا عائشہ صدیقہ کا اور پردہ ہونا

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر
کای نوابخش تنور از هر خمیر

ای تو میر آب و من مستسقیم
مستغاث المستغاث ای ساقیم

چون در آمد آن ضریر از در شتاب
عائشه بگریخت بهر احتجاب

زانکه واقف بود آن خاتون پاک
از غیوری رسول رشک ناک

هر که زیباتر بود رشکش فزون
زانکه رشک از ناز خیزد یا بنون

گنده پیران شوی را قماد هند
چونکه از پیری و زشتی آگهند

چون جمال احمدی در هر دو کون
کی بدست ای فر یزدانیش عون

نازهای هر دو کون او را رسد
غیرت آن خورشید صد تو را سد

اندھا اندر آیا پیش مصطفے کے
کہ تو ہر تنور کو بخشنے خمیر اے خدا

ای تو میر آب مستسقی ہوں میں
ای تو ساقی میرا فریادی ہوں میں

گھر میں جلدی سے وہ اندھا آگیا
عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا

کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھی
بس غیوری سے رسول پاک کی

جو کہ زیبا تر ہو رشک اسکو سوا
کیونکہ رشک ہوتا ہے باناز و ادا

پیر زن شوہر کو بس تجوں دیں
پیری و زشتی سے جو آگاہ ہیں

چون جمال احمدی کونین میں
کب مدد فر خدا سے بس کہیں

دونوں عالم کے ہیں ناز اسکو روا
غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا

سے ۱ انت آخ ۵ شعر ترجمہ تو منھ میرا ہو تعجب نہیں اگر نہ دیکھوں میں سو اپنے کو کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے ترجمہ تو عقل میری ہی نہیں تعجب ہے اگر نہ دیکھوں تجکو زیادہ آمیختگی اشتراک سے ترجمہ نزدیک تر ہے تو شاہ رگ سے نہیں کہتا میں یا کہ یہ نداء ہو واسطے بعید کے ترجمہ بلکہ غلطی میں ڈالتا ہوں میں قوم کو اسکے واسطے کہ پوشیدہ کروں میں اسکو کہ ساتھ میرے ہے اے عزیز یہ بات بے انتہا ہے ایک نکتہ سن تو اے صاحب تمیز یعنی حق بندوں میں شہ رگ سے بھی قریب ہے پس کوئی نہیں جانتا ہے فافہم ۱۲ سے ۲ اندھا آہ ۳ شعر اندھا اندر آیا آگے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تو ہر ایک تنور کو خدا بخشتا ہے اے تو مالک آب ہے اور میں مستسقی ہوں اے تو ساقی میرا ہو اور میں فریادی ہوں جب گھر میں جلدی سے اندھا گیا حضرت بی بی عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا باقی حال آگے ہے سے ۳ کیونکہ آخ ۶ شعر کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھیں غیوری سے رسول پاک کی آگے اسکے حالات ہیں جو کہ زیبا زیادہ ہو رشک اسکو زیادہ ہو کیونکہ رشک بسبب ناز و ادا کے ہوتا ہے اسکی مثال ہے پیر زن شوہر کو جوں دیتی ہے جو اسکی پیری و زشتی سے آگاہی رکھتی ہے جمال احمدی کے کونین میں کب قہر خدا سے کوئی مدد رکھتا ہے دونوں عالم کے ناز اسکو روا ہیں اور غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا ہی میں نے کیوں لیے گیند کو کھیلا اے اختر تو تم اُس مثنوی کو بعیر یعنی جو زیبا زیادہ ہوتا ہے اسکو رشک زیادہ ہوتا ہے اسواسطے حضرت بی بی عائشہ نے حجاب کیا کہ جمال احمدی کونین میں سب سے سوا تھا آگے خورشید جمال محمدی کا بیان ہے فافہم ۱۲

کہ در انگشتم مر کیوان گوے را	وا کشید ای اختران زردروی را	مین نے کیون انکے ہو کہنا گیا نہ کو	پھر لو تم اُس سے سہا اپنا اختر و
ور شعاع بے تنظیم لا شوید	ورنہ پیش نور من رسوا شوید	ہو شعاع بے مثل میرے بین	ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے سدا
از کرم من ہر شبے غائب شوم	کے روم الا نمایم کہ روم	مین کرم سے غائب ہر شب ہون نہین	جاؤن کب کہ مین چھپ جاؤن نہین
تا شما بے من بشبی خفاش دار	پر زنان پرید گرد این مطار	بے مرے خفاش ساماں انکو	گرد اس اڑنے کے جا کرتم اُڑد
ہمچو طاؤساں پری عرضہ کنید	باز گشت و معجب و منکر شدید	مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو	پھر ہو خود بین اور منکر شست ہو
بنگرید آن پای زشت از امتیاز	ہمچو چارق کہ بود شمع ایاز	دیکھو پا زشت اپنا از رہ امتیاز	مثل چپلی کہ وہ ہے شمع ایاز
رو نمایم صبح بہر گوشمال	تا نگردد از منی زاہل شمال	صبح کو مین نکلون بہر گوشمال	تا نہ غرہ سے ہو تم اہل شمال
ترک آن کن کہ درازست این سخن	نہی کردست از درازی امر کن	چھوڑ پیچھے کہ دراز اب ہے سخن	نہی درازی کی کرے ہے امر کن

امتحان کردن رسول مقبول صلعم بی عائشہ را کہ چرا پنہان میشوی او ترا نہ بیند

امتحان کرنا جناب رسول مقبول صلعم کا بی عائشہ کو کہ کسواسطے تم چھپتی ہو وہ تمکو نہیں دیکھتا ہے

گفت پیغمبر براہ امتحان	او نمی بیند ترا کم شو نہان	بولے پیغمبر براہ امتحان	وہ نہ دیکھے تمکو ست ہو تم نہان
کرد اشارت عائشہ با دستہا	او نہ بیند لیک من بینم ورا	خود کیا شہ کو اشارہ ہاتھ سے	وہ نہ دیکھے پر مین دیکھون ہون اُسے
غیرت عقل ست بر خوبی روح	پر ز تمثیلات و تشبیہ ای نصوح	روح کی خوبی پہ غیرت عقل کو	پر ہے تشبیہ اور تمثیلون سے دو
با چنین پنہانی کین روح ہست	عقل کو وی اینچنین رشکین چرا ست	ایسی پنہانی ہے حاصل روح کو	عقل کو پھر رشک اسپر کیون نہ ہو
از کہ پنہان میکنی اے رشک خو	آنکہ پوشیدہ ست نورش روی او	کس سے پنہان کرتی ہے اے رشک خو	کہ چھپایا نور اُس کا اسکا رو
میرود بے روی پوش این آفتاب	فرط نور اوست رویش را نقاب	بے چھپے منھ پھرتا ہے آفتاب	اسکا زیادہ نور ہے اسکا نقاب
از کہ پنہان میکنی اے رشکور	کافتاب او را نمی بیند اثر	کس سے پنہان کرتی اے رشک قمر	کافتاب اُس کا نہین دیکھے اثر

۵۱ ہو شعاع آگے شعر ۲ ہوا اختر و شعاع بے مثل میری مین تم لا ہو ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے ہمیشہ مین کرم سے ہر شب غائب ہوتا ہون جاؤن کب لیکن گرد مین چھپ جاتا ہون بغیر میرے خفاش کے مانند تارات کو اس اڑنے کے گرد تم اُڑو مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو پھر خود بین ہو اور منکر شست ہو دیکھو پا زشت اپنا از راہ امتیاز کے مثل چپلی کے کہ وہ شمع ایاز ہے مین صبح کو نکلون واسطے گوشمال کے تا غرہ سے تم نہ ہو اہل شمال تو چھوڑ و پیچھے اس سخن دراز ہے کہ امر کن بھی درازی کرتا ہے یعنی شعلہ خورشید احمدی مین ہو عاشقو تم فنا ہو جاؤ ورنہ تم رسوا ہوگے ہمیشہ آگے جناب رسول مقبول کے امتحان کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولے پیغمبر آگے ۴ شعر پیغمبر صلعم نے از راہ امتحان فرمایا کہ تمکو نہین دیکھتا ہے مت چھپو اسنے شاہ کو اشارہ ہاتھ سے کیا کہ وہ نہین دیکھتا ہے لیکن مین اُسے دیکھتی ہون آگے اسکے حقائق مین روح کی خوبی پر عقل کو غیرت اور پر ہے تشبیہ و تمثیل سے ایسی پوشیدگی روح کو حاصل ہے پھر عقل کو اسپر رشک کسواسطے ہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم بظاہر حضرت بی عائشہ صدیقہ کو منع کرتے تھے پردہ کرنے سے و بباطن غیرت سے پردہ کرنے کو چاہتے تھے ایسے ہی عقل و روح بظاہر تشبیہ و تمثیل بیان کرتی ہے و بباطن غیرت رکھتی ہے کہ حقیقت نہ کھلے آگے سوال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کس سے آگے ۵ شعر اے رشک خو کس سے چھپاتی ہے نور اسکا چھپا ہوا اسکا منھ آفتاب بے چھپے منھ چھپاتا ہے کہ اسکا زیادہ نور اسکا نقاب ہے اے رشک قمر کس سے پنہاں کرتی ہے کہ اسکا آفتاب نہین دیکھتا ہے اثر آگے جواب ہے اسواسطے مجھے تن مین رشک زیادہ ہے کہ مین خود کو پنہان کرون خود سے میرا قصد رشک کی آگ سے ساتھ چشم و گوش کے مجھ سے کرتا ہے پھر سوال ہے جواب جان و دل لیا ہے تجھے ہو منھ بند کرو کہنا چھوڑ دے آگے جواب سو ڈرتی ہون کہ اگر چپ کرون وہ آفتاب دوسری جا حجاب پھاڑ ڈالے کہ خاموشی مین ظاہر ہے اسکی رغبت منع ہی زیادہ ہوتی ہے یعنی مین خود کو پوشیدہ خود سے کرتی ہون اور اگر اس بیان سے بھی چپ ہون تو وہ آفتاب دوسری جا سے حجاب کو پھاڑ ڈالے پس میرا اظہار خود میرا حجاب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رشک از آن افزون ترست اندر تنم	گر خودش خواہم کہ پنہانش کنم	رشک زیادہ اس لئے تن میں تجھے	کہ کروں اپنے کو نہان آپ سے
ز آتش رشک گران آہنگ من	با دو چشم و گوش خود در جنگ من	قصد میرا رشک کی بس آگ سے	ساتھ چشم و گوش سے مجھ سے رہے
چون چنین رشکی ست ای جان و دل	پس دہان بر بند و گفتن را ہل	ایسا رشک ہو جان و دل جو ہے تجھے	بند کر منہ اور کہنا چھوڑ دے
ترسم ار خامش کنم آن آفتاب	از سوی دیگر بدراند حجاب	ڈرتی ہوں گر چپ کروں وہ آفتاب	پھاڑ ڈالے دوسری جا سے حجاب
در خموشی گفت ما اظہر شود	کہ ز منع آن میل افزون تر شود	کہنا خاموشی میں اظہر ہو مرا	کہ ہو رغبت منع سے از بس سوا
گر بغرد بحر غرش کف شود	جوش احببت لان اعرف شود	جوش[1] کف ہووے جو جوش ہو بحر کو	جوش احببت لان اعرف سنو
حرف گفتن بستن آن روزن ست	عین اظہار سخن پوشیدن ست	حرف کہنا اس کے در کی بستگی	عین اظہار سخن پوشیدگی
بلبلانہ نعرہ زن بر روی گل	تا کنی مشغول شان از بوی گل	مثل بلبل روی گل پر شور کر	انکو بوی گل سے کر مشغول تر
تا بقل مشغول گردد گوش شان	سوی روی گل نپرد ہوش شان	قول سے مشغول تا ہو انکا گوش	روی گل کی سو نجائے انکا ہوش
پیش آن خورشید کو بس روشن ست	در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست	آگے اس خورشید کے کہ ہے جمیل	در حقیقت راہزن ہی ہر دلیل

آغاز کردن مطرب این غزل را در بزم امیر ترک

شروع کرنا مطرب کا اس غزل کو محفل میں امیر ترک کی

گلی یا سوسنی یا سرو یا ماہے نمی دانم
وزین آشفتۂ بیدل چہ می خواہی نمی دانم

تو گل یا سرو یا سوسن و یا مہ ہے نہیں جانوں
کہ اس آشفتہ بیدل سے تو کیا چاہے نہیں جانوں

خطاب کردن ترک کہ ای قلتبان آنچہ میدانی بخوان

اور خطاب کرنا ترک کا کہ اے بیحیا جو تو جانتا ہے وہ گا

مطرب آغازید نزد ترک مست	در حجاب نغمہ اسرار الست	پس[2] وہ مطرب گا یا پیش ترک مست	پردۂ نغمہ میں اسرار الست
می ندانم کہ تو ماہی یا وثن	می ندانم کہ چہ میخواہی ز من	میں نجانوں کہ تو بت یا ماہ ہے	میں نجانوں مجھ سے کیا خواہش ہے
می ندانم تا چہ خدمت آرمت	تن زنم یا در عبادت آرمت	میں نجانوں تیری کیا خدمت کروں	چپ ہوں یا حال تیرا میں کہوں

سلہ جوش کف آہ ۵ شعر جوش کف کو ہوا کہ جوش دریا کو ہو جوش احببت لان اعرف کا سو حرف کہنا اس کے دروازہ کی بستگی عین اظہار سخن کی پوشیدگی ہے آگے مثال ہے بلبل کی مانند روح گل پر شور کر اور اُن کو بوے گل سے مشغول تر کر اور تا کہ قول سے ان کا گوش مشغول ہو اور روے گل کی طرف ان کا ہوش نہ جائے آگے اس خورشید کے کہ جمیل ہے حقیقت میں ہر دلیل راہزن ہے یعنی عین کلام کرنا نازکی پوشیدگی ہے کیونکہ سامع کلام کی طرف جاتا ہے اور دیدار سے محروم رہتا ہے آگے مطرب کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پس وہ مطرب الخ ۴ شعر پس وہ مطرب آگے ترک مست کے گا یا نغمہ کے پردہ میں اسرار الست کو میں نجانوں تو بت یا ماہ ہے میں نجانوں مجھ سے کیا خواہش رکھتا ہے میں نجانوں کہ تیری کیا خدمت کروں چپ رہوں یا تیرا حال میں کہوں اے عجیب اگر تو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے میں نجانوں کہ میں کہاں اور تو کہاں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عہ محبت آئی مجھے یہ کہ سمجھوں میں ۱۲

ای عجب گر نیستی از من جدا من ندانم من کجا و تو کجا
می ندانم که مرا چون می کشی گاه در بر گاه در خون میکشی
همچنین لب در ندانم باز کرد می ندانم می ندانم ساز کرد
چون ز حد شد این ندانم از شگفت ترک ما را زین حرارت دل گرفت
بر جهید آن ترک و دبوسی کشید تا علالا بر سر مطرب دوید
گرز را بگرفت سرهنگی بدست گفت نه مطرب کشی این دم بدست
گفت این تکرار بیحد و مرش کوفت طبعم را بکوبم بر سرش
قلتبانا می ندانی گه مخور زانچه میدانی بگو مقصود بر
آن بگو ای گیج که میدانیش می ندانم می ندانم در مکش
چون بگویم از کجائی ای مری تو بگوئی نه ز بلخم نه هری
نه ز هند و نه ز روم و نه ز چین نه ز شام و نه عراق و یار دین
نه ز بغداد و نه موصل نه طراز در کشی در نفی و نفی راه دراز
خود بگو تا از کجائی باز ره هست تنقیح مناط این جایگه
یا بپرسم که چه خوردی ناشتاب تو بگوئی نه شرابی نه کباب
نه بقول و نی پنیر و نی بصل نه ز شیر و نی ز شکر نی عسل
نه قدید و نی ثرید و نی عدس آنچه خوردی آن بگو تنها و بس
این سخن خاهی دراز از بهر چیست گفت مطرب زانکه مقصودم خفی ست
می رمد اثبات پیش از نفی تو نفی کردم تا بری اثبات بو

اے عجب گر تو نہیں مجھسے نہاں مین نجانون ہین کہاں اور تو کہاں
سلہ مین نجانون کہ تو کیون کھینچے مجھے گاہ در پے گاہ خون مین تو کھنچے
مین نجانون ایسے ہی وہ کہتا تھا مین نجانون مین نجانون کرتا تھا
حد سے گذرا مین نجانون جب بھلا ترک دل تنگ اس حرارت سے ہوا
کودا وہ ترک اور گرز اٹھا لیا یا علی کہکر کے مطرب پر چلا
گرز پکڑا اک جوان نے ہاتھ سے بولا سن مطرب کشی بد بات ہی
بولا بدکردار اس کی سنے بسر طبع میری توڑ دی توڑون اسکا سر
بے حیا تو جو نہ جانے گو نہ کھا جانتا جو کچھ ہے کہ مقصود ہا
سلہ وہ کہو اے بدکہ جو تو جانے ہے مین نجانون مین نجانون مت کہے
جو کہون مین تو کہاں کا ہیریا تو کہے مین نے ہری سے نے بلخ کا
نے مین ہند اور روم کا اور نے چین کا نے عراق و شام کا نہ یار دین
نے طراز و موصل و بغداد کا یہ نہین کیا کیون نہین پر تو چلا
خود کہو تا آیا تو کس جا سے ہے کہ منقح ہووے مقصد اس جگہ
یا مین پوچھون روٹی کیا کھائی ناشتا تا تو کہوے نے شراب نے کباب
سلہ نے پیاز اور نے بقول نے پنیر اور نہین شہد اور نہ شکر اور شیر
اور نہ روٹی گوشت اور نہ دال کو کھایا جو کچھ تونے وہ تنہا کہو
تو بڑھاتا بات کو یہ کس لئے بولا مطرب ہر خفی مقصد مجھے
بھاگتا اثبات پہلے نفی سے نفی کی اثبات تا مجکو ملے

سلہ یعنی نجانون آخر شعر مین نجانون کہ تو مجھے کیون کھینچتا ہے کبھی دروازہ پر اور کبھی خون مین تو رکھتا ہے مین نجانون وہ ایسا ہی کہتا تھا مین نجانون مین نجانون کیا کرتا تھا جب سے کہ مین نجانون حد سے گذرا ترک تنگدل اس حرارت سے ہوا وہ ترک کودا اور گرز اس سے لیا یا علی کہکر مطرب پر چلا ایک جوان نے گرز پکڑا ہاتھ سے کہا کہ نہین یہ مطرب کشی بری بات ہے کہا اس کی بکرار نے طبع میری توڑی ہے اسکا سر توڑون اسے بے حیا جو نہین جانتا ہے گو نہ کھا جو جانتا ہے وہ کہہ مقصد باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ کہو آخر ۲ شعر اے بد وہ کہہ کہ جو تو جانتا ہے مین نجانون مین نجانون مت کہو جو مین کہون کہ تو کہان کا ہے تو کہے کہ نہین ہرات کا نہ مین بلخ کا نہ مین ہند کا نہ روم و نہ چین کا و نہ عراق و شام کا و نہ یار دین کا نہ طراز و موصل و بغداد کا نہ رستہ کا راستہ مت بڑھا تا تو خود کہہ کہ آیا کس جا سے ہے کہ مقصد اس جگہ منقح ہووے یا مین پوچھون کہ کیا روٹی کھائی ہے تا تو کہے کہ نہ شراب و نہ کباب یعنی تو مین نجانون مین نجانون کہتا ہے وہ کہہ جو تو جانتا ہے اس انکار سے اقرار بہتر جو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ نے پیاز آخر ۴ شعر پیاز و نہ بقول نہ پنیر و شہد و نہ شکر و نہ شیر و روٹی گوشت و نہ دال تو نے جو کچھ کھایا وہ تنہا کہو تو بات بڑھاتا ہے کس واسطے مطرب نے کہا کہ مجھے مقصد پوشیدہ ہے اثبات اول بھاگتا ہے نفی سے نفی کی تا اثبات مجھکو ملے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی اثبات اس سے بھاگتا ہے تو پس اول نفی کر اثبات حاصل ہو جیسا کچھ آگے اس کی مثال مین حدیث فرماتے ہین فافہم ۱۲

در معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا و تفسیر بیت

حکیم سنائی بمیرای دوست پیش از مرگ اگر می زندگی

خواہی کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

معنی حدیث میں موتوا قبل ان تموتوا اور تفسیر بیت

حکیم سنائی کی تو مر مرنے سے پہلے دوست اگرچہ زندگی چاہے

کہ ادریس ایسے مرنے سے بہشتی ہم سے پہلے ہے

در فنا آرم بہ نفی این ساز را — چون بمیری مرگ گوید راز را

جان بسی کندی و اندر پردہٴ — زانکہ مردن اصل بد ناوردہٴ

تا نمیری نیست جان کندن تمام — بی کمال نردبان نائی بہ بام

چون ز صد پایہ دو پایہ کم بود — بام را کوشندہ نامحرم بود

چون رسن یک گز ز صد گز کم بود — آب اندر دلو از چہ کے رود

غرق این کشتی نیابی ای امیر — تا کنی اندر وی من الاخیر

من آخر اصل دان کان طارق است — کشتی وسواس و غی را غارق است

آفتاب گنبد ازرق شود — کشتی ہش چونکہ مستغرق شود

چون نمردی گشت جان کندن دراز — مات شو در صبح ای شمع طراز

تا نگشتند اختران ما نہان — زانکہ پنہان ست خورشید جہان

گرز بر خود زن منی بر خود شکن — زانکہ پنبہ گوش آمد چشم تن

گرز بر خود میزنی ہم ای دنی — عکس تست اندر تعالم این منی

میں بچاتا ہوں نفی سے اس ساز کو — جو مرے تو مرگ کہوے راز کو

جان بہت ماری و پردہ میں رہا — جو ہے مرنا اصل نے حاصل کیا

نے مرے تا جانکنی پوری نہ ہو — پہونچے کب بے سیڑھی تہ تو بام کو

کم ہوں دو پائے اگر سو پائے سے — چڑھنے والا بام سے عاجز رہے

ایک گز سو گز سے رسی کم ہے جب — ڈول میں پانی کنوئیں سے آئے کب

غرق یہ کشتی نہ ہووے ای امیر — جب تلک اس میں نہ رکھے بوجھ اخیر

بوجھ آخر اصل ہے صدمہ بڑا — کشتی وسواس کو دیوے ڈبا

آفتاب گنبد ازرق ہو تو — غرق کر خود ہوش کی کشتی کو تو

نے مرے تو جان کنی ہووے دراز — صبح کو ہو مات اے شمع نیاز

نے ہوئے اختر ہمارے تا نہاں — جان تو پنہاں ہے خورشید جہاں

توڑ غرہ گرز کو مار آپ پہ — کیونکہ پنبہ گوش آئے چشم تن

گرز مارا اپنے پہ تو بس مشفقا — غرہ میرے فعل میں عکس ہے ترا

سلہ میں بچاتا ہوں الخ ۱ شعر میں نفی سے اس ساز کو بچاتا ہوں جو تو میرے مرگ راز کو کہے جان بہت ماری اور پردہ میں ہا جو مرنا اصل ہے وہ حاصل نہ کیا جب تک نہ مرے جانکنی پوری نہ ہو بغیر سیڑھی کب پہونچے بام کو اگر سو پائے سے دو پائے کم ہوں چڑھنے والا بام سے عاجز رہے مثال ہے ایک گز کی سو گز سے کم رہے ڈول میں پانی کنوئیں سے کب پھرے یہ کشتی غرق نہ ہووے جب تک اس میں بوجھ آخر کار نہ رکھے یعنی جب تک نفی نہ ہوگی ہرگز اثبات ثابت نہ ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بوجھ الخ ۵ شعر بوجھ آخر اصل صدمہ بڑا ہے کہ کشتی وسواس کو ڈبا دیوے تو آفتاب گنبد ازرق ہوا اور غرق ہو کر ہوش کی کشتی کو تو نہ مرے جانکنی دراز ہووے کہ صبح کو مات ہوا اے شمع نیاز آ سے اس کی خیال جب تک ہمارے اختر جو اس کے پوشیدہ نہیں ہووے تو جان کہ خورشید جہان کا پوشیدہ ہے غرہ توڑ اور گرز خود پر مار کیونکہ چشم سر پنبہ پوش آئی ہے یعنی حواس ظاہری معطل نہیں ہوئے ہیں تو جان ہے کہ آفتاب معنی کا طلوع نہیں ہوا ہے پس حواس ظاہری حجاب آفتاب معنی کے ہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ گرز مار الخ ۸ شعر تو خود پر گرز مار میرے ترک کہ میرے فعل میں غرہ تیرا عکس ہے تو نے مجھ میں عکس کو اپنے دیکھا کہ تو خود کے قتل کو آمادہ ہے آگے مثال ہے جیسے چاہ کے اندر شیر ڈوبا کہ اپنے عکس کو اس نے دشمن جانا نفی بیشک ہستی کی ضد ہے تاکہ تو ضد سے ضد کو ڈرا جانے اس زمانے میں بجز نفی کے ضد علام کی کب ہے اور اس جہان میں آدمی بیدام کب ہے چاہیئے کہ بے پردہ ہو اور اس مرگ کو قبول کر اور تو اس پردہ کو پھاڑ ایسا مرگ نہیں کہ قبر میں پڑے مرگ تبدیلی چاہیے کہ فرست ہو جیسے آگے مثال ہے جو مرد بالغ ہوا طفلی مری جو رومی ہوا زنگی چھٹی یعنی ایسی مرگ نہ حاصل کر کہ قبر میں پڑے بلکہ وہ مرگ حاصل کر کہ پیدا ہو کہ اوصاف ذمیمہ تیرے اوصاف حمیدہ سے بدل جاویں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

عکس خود در صورت من دیدهٔ / در قتال خویشتن پیچیدهٔ

همچو آن شیری که در چه شد فرو / عکس خود را خصم خود پنداشت او

نفی ضد هست باشد بیشکی / تا ز ضد ضد را بدانی اندکی

این زمان جز نفی ضد اعلام نیست / اندرین نشأة دمی بیدام نیست

بیحجابت باید آن ای ذولباب / مرگ را بگزین و بردر آن حجاب

نه چنان مرگی که در گوری روی / مرگ تبدیلی که در نوری روی

مرد چون بالغ شد آن طفلی بمرد / رومی شد صبغت زنگی سترد

خاک زر شد هیئت خاکی نماند / غم فرح شد خار غمناکی نماند

مصطفی زین گفت ای اسرارجو / مرده را خواهی که بینی زنده تو

میرود چون زندگان بر خاکدان / مرده و جانش شده بر آسمان

جانش را این دم ببالا مسکنیست / گر بمیرد روح او را نقل نیست

زانکه پیش از مرگ او کردست نقل / این بمردن فهم آید نه بعقل

نقل باشد نی چو نقل جان عام / همچو نقلی از مقامی تا مقام

هر که خواهد کو ببیند بر زمین / مرده را میرود ظاهر چنین

مر ابوبکر تقی را گو ببین / شد ز صدیقی امیر المحشرین

اندرین نشأة نگر صدیق را / تا بحشر افزون کنی تصدیق را

پس محمد صد قیامت بود نقد / زانکه حل شد در فنایش حل و عقد

زادهٔ ثانی ست احمد در جهان / صد قیامت بود او اندر عیان

زو قیامت را همی پرسیده اند / کای قیامت تا قیامت راه چند

با زبان حال می گفتی بسی / که ز محشر حشر را پرسد کسی

دیکھا ہو میں تو نے اپنے عکس کو / قتل کرنے خود کو آمادہ ہے تو

جیسے وہ بچہ کے اندر شیر وہ / جانا دشمن اس نے اپنے عکس کو

نفی ضد ہی ہست کی بیشک جتنی / تا کہ ضد سے ضد کو تو جانے ذرا

اس زمانہ میں نفی ضد اعلام کب / اس جہان میں [illegible] بے دام [illegible]

چاہیئے بے پردہ ہو اے لب کو / [illegible] پردہ کو تو

وہ مرنے نہیں کہ گور میں پڑے / مرگ تبدیلی کہ جنت میں پہنچے

مرد جب بالغ ہوا طفل [illegible] / [illegible] زنگی پن [illegible]

خاک [illegible] زر ہو [illegible] خاکی رہے / غم خوشی ہو [illegible] غمناکی رہے

اس لئے [illegible] / جو نبی [illegible] مردہ کو زندہ دیکھے تو

[illegible] زندوں [illegible] / مرے [illegible] جان [illegible] افلاک پر

[illegible] / [illegible]

کیونکہ [illegible] پہلے مرنے [illegible] / فہم میں [illegible] عقل کے

[illegible] / جیسے نقل [illegible]

جو کوئی چاہے زمین پر مردہ کو / دیکھے جیتا [illegible]

دیکھے بوبکر تقی صدیق کو / صدق سے [illegible]

اس جہان میں دیکھ تو صدیق کو / حشر میں کامل کرے تصدیق کو

پس محمد سو قیامت نقد تھے / کہ فنا میں انکے عقدے حل ہوئے

پیدا ثانی تھے جہان میں مصطفیٰ / سو قیامت تھے محمد ظاہرا

آپ سے پوچھا قیامت کو جو جا / کہ قیامت تا قیامت [illegible]

آپ فرماتے زبان حال سے / کہ کوئی محشر سے پوچھے حشر کو

سلہ خاک زر ہو [illegible] ۶ شعر خاک زر ہو کہ شکل خاکی نہ رہے اور غم خوشی ہو اور غمناکی نہ رہے اور اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تو مردہ کو چاہتے ہو دیکھے کہ وہ زندہ ہو بیچ خاک پر چلے اور جان آسمان پر گئی اسکی جان ہمدم آسمان پر ہو اگر مرے اسکی جان کو نقل نہیں کیونکہ ایسے مرنے سے پہلے نقل کر گئی فہم میں عقل کی پرکا ہے نقل نہیں ہے مانند جان مردوں کے جیسے نقل ہو ایک مکان سے ایک مکان تک یعنی جو مرنے سے حلول کرتا ہو اور جان اسکی آسمان پر جاتی ہو تو جسد خاکی ہو کے اسکی جان کا تصرف زمین پر ایسا ہی رہتا ہے اسکو جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے المؤمن لایموتون آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۵ سلہ جو کوئی چاہے آگے شعر جو کوئی چاہے کہ مردہ کو زمین پر جیتے جاتا ہو اور بظاہر جہان میں وہ دیکھے ابوبکر تقی صدیق کو جو صدق سے امیر صدیق ہو گئے ہیں تو دیکھے صدیق کو پس محمد صلعم سو قیامت نقد تھے کہ انکو فنا میں عقدے حل ہوئے مصطفیٰ پیدا ثانی تھے اس جہان میں محمد صلعم سو قیامت ظاہر تھے آپ سے جو بار قیامت کو پوچھا کہ اتنی قیامت سے قیامت تک ہے کیا آپ نے فرمایا زبان حال سے کہ کوئی محشر سے حشر کو پوچھتا ہے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ہیں اور زندہ پر چلتے ہیں پس رسول اللہ سو قیامت تھے آگے اس کا بیان ہے فافہم۔

بہر این گفت آن رسول خوش پیام / رمز موتوا قبل موتوا یا کرام
همچنانکہ مردہ ام من قبل موت / زان طرف آوردہ ام من صیت و صوت
پس قیامت شو قیامت را ببین / دیدن ہر چیز را شرط است این
تا نگردی او ندانی این تمام / خواہ کان انوار باشد یا ظلام
عقل گردی عقل را دانی کمال / عشق گردی عشق را بینی جمال
نار گردی نار را دانی یقین / نور گردی ہم بدانی آن و این
گفتمی برہان برین دعوی متین / گر بدی ادراک اندرخورد این
ہست انجیر این طرف بسیار خوار / گر رسد مرغی قنق انجیرخوار
در ہمہ عالم اگر مرد و زن اند / دمبدم در نزع و اندر مردن اند
این سخنہا را وصیت ہا شمر / کہ پدر گوید در آن دم با پسر
تا بروید رحمت و عبرت بدین / تا ببرد بیخ بغض و رشک و کین
تو بدان نیت نگر در اقربا / تا ز نزع او بسوزد دل ترا
کل آت آت آن را نقد دان / دوست را در نزع و اندر فقد دان
ور غرضہا زین نظر گردد حجیب / این غرضہا را برون افگن ز جیب
ور نیاری خشک بر عجزی مایست / زانکہ با عاجز گزیدہ معجزیست
عجز زنجیری ست زنجیرت نہاد / چشم در زنجیر نہ باید گشاد
پس تضرع کن کہ ای ہادی زیست / باز بودم بستہ گشتم این ز چیست

اس لئے فرمایا احمد نے بیان / رمز موتوا قبل موتوا کا عیان
جس طرح سے میں مرا ہوں قبل موت / اس طرف لایا ہوں میں آواز صوت
پس قیامت ہو قیامت دیکھ تو / شرط یہ ہے دیکھنے ہر چیز کو
تو نے کیا جب تک یہ جانے نہ تمام / خواہ وہ انوار ہو یا ہو ظلام
عقل ہو تو عقل کا جانے کمال / عشق ہو تو عشق کا جانے جمال
نار ہو جائے یقیناً نار تو / نور ہو تو جانے نار اور نور کو
کہتا برہان ایک اس دعوے پہ میں / ہوتا گر ادراک اس لائق تمہیں
ہیں یہاں انجیر ارزان بیشمار / مرغ مہمان آئے گر انجیرخوار
مرد اور زن سارے عالم میں جو ہیں / دمبدم مرنے میں ہیں وہ نزع میں
ہیں وصیت جان ان باتوں کو تو / کہ پدر اس دم کہے فرزند کو
تا اگے رحمت و عبرت اس سے بھی / تا کٹے جڑ بغض و کینہ و رشک کی
اس نیت سے دیکھ سوے اقربا / تا دکھے دل نزع سے انکی ترا
آنے والے آئیں انکو نقد جان / دوستوں کو جان گم اور بیجان
اس نظر سے پردہ جو غرضوں میں ہو / اس نظر سے دور رکھو تو آپ کو
ٹھہر مت عجز و نیاز خشک پہ / کیونکہ ہیں عاجز کے معجز ساتھ ہے
عجز زنجیر اور رکھے زنجیر کو / دیکھو رکھنے والا تو زنجیر کو
پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیے / باز تھا میں بھر بند ہوا میں کس لئے

سلہ اس لئے فرمایا آوے شعر احمد صلعم نے اس سے رمز فرمایا موتوا قبل ان تموتوا کا جیسے میں مرا ہوں قبل موت کے اس طرف سے میں لایا ہوں آواز و صوت کو پس قیامت ہو تو قیامت دیکھ کہ ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے جب تک اسے کما حقہ نہ جانے بالکل خواہ وہ انوار ہو یا ظلام ہو عقل ہو تو عقل کا کمال جانے اور عشق ہو تو عشق کا جمال دیکھے نار ہو تو یقیناً نار جانے ... نور ہو تو نار و نور کو جانے میں ایک برہان کہتا اس دعوے پر اگر تمہیں ادراک اس لائق ہوتا یعنی مر و تم پہلے مرنے کے جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں لا الہ الا اللہ ... ثابت ہو گیا گویا سمجھو کہ بدل جانے کا مقام نفی اثبات ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم۔ سلہ میں بیان تا ۶ شعر بیان انجیر ارزان بیشمار ہیں اگر مرغ انجیرخوار مہمان آئے جو مرد و زن تمام عالم میں ہیں دمبدم مرتے ہیں و نزع میں ہیں پس ان باتوں کو تو وصیت جان کہ پدر اس وقت فرزند کو کہے تا اس سے رحمت و عبرت آئے و تا جڑ بغض و کینہ و رشک کی کٹے اس نیت سے جانب اقربا کے دیکھ کہ انکی نزع سے تیرا دل دکھے آنے والے آئیں انکو نقد جان اور دوستوں کو گم و بیجان جان یعنی اگر تو خود کو فنا کرے اس دم تجھے ازل فنا کا حال معلوم ہووے باقی حال آگے ہے فافہم۔ سلہ اس نظر سے آٹھ شعر اس نظر سے جو پردہ غرضوں میں ہو پس اس نظر سے تو خود کو دور رکھ عجز و نیاز خشک پر مت ٹھہر کیونکہ عاجز کے ساتھ معجزہ ہے عجز زنجیر اور تو زنجیر رکھنا ہے زنجیر رکھنے والے کو دیکھ پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیے میں باز تھا بند ہوا کس واسطے میں نے شہر میں ... کہ نفس خسر ہر دم قہر سے ہے میں تیری نصیحت سے بجز ہوا ... دعوی میں ہوں اور خود بند گرہ ہوا یا ... کی غرض ہو یا یاد مرگ کی ہو ... اور تو اس ... ہر مرگ ... دھوں کو ... ہے اور ... بے وقت حرکت ... یعنی ... غرض ... یاد مرگ کی ... آگے بیان غافل کا مثال میں فرماتے ہیں فافہم۔

سخت تر افشرده ام در سر قدم	که لقی خسپر ز قهرت دمبدم
از نصیحت های تو کر بوده ام	بت شکن دعوی و بت گر بوده ام
یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ	مرگ مانند خزان تو اصل برگ
سالها این مرگ طبلک می زند	گوش تو بیگاه جنبش می کند

سخت گاڑا میں نے پاؤں راہ بد میں	کہ بنی تیری سے ہر دم قہر ہے
میں نصیحت سے تری بہرا ہوا	بت شکن دعویٰ میں اور بت گر بنا
یاد صنعت فرض ہے یا یاد مرگ	مرگ ہے اصل خزان تو اصل برگ
کوستی ہے مرگ برسوں ہوا ہے	کان بے وقت اب ترا حرکت کرے

تشبیه مغفلی که عمر ضایع کند و در نزع بیدار شود به ماتم اهل حلب

تشبیہ ایسے غافل کی کہ عمر ضائع کرے اور نزع کے وقت بیدار ہووے مثل ماتم اہل حلب کے

گوید اندر نزع از جان آه مرگ	این زمان کردت خود آگاه مرگ
این گلوی مرگ از نعره گرفت	طبل او بشکافت از ضرب اشکفت
در دقایق خویش را در بافتی	رمز مردن این زمان دریافتی
روز عاشوره همه اهل حلب	باب انطاکیه اندر تا بشب
گرد آید مرد و زن جمعی عظیم	ماتم آن خاندان دارد مقیم
تا بشب نوحه کنند اندر بکا	شیعه عاشوره برای کربلا
بشمرند آن ظلمها و امتحان	کز یزید و شمر دید آن خاندان
از غریو و شورها در سر گذشت	پر همی گردد همه صحرا و دشت

کھوئے اندر نزع جان سے آہ مرگ	تو نے اب خود ہی کیا آگاہ مرگ
دابی گردن مرگ کی خود کھینچ کر	اور پھٹا طبل اسکا انکی ضرب سے
نکتہ فہمی میں ہوا مشہور تو	پائی اب مرنے کی تو نے رمز کو
روز عاشورے کے سب اہل حلب	شہر انطاکیہ کے در پر شب
جمع ہو کر مرد و زن جم غفیر	ماتم حسنین میں کرتے نفیر
رات تک نوحہ کریں اندر بکا	شیعہ عاشورہ کو بہر کربلا
گنتے ہیں ایک ایک وہ ظلم و بلا	جو یزید و شمر سے ان پر کیا
شور و غوغا اسقدر حد سے ہوا	دشت و صحرا بالکل اس سے بھر گیا

رسیدن شاعر بحلب روز عاشوره و حال معلوم نمودن و نکته گفتن و بیان حال کردن

آنا ایک شاعر کا حلب میں عاشورہ کے روز اور حال معلوم کرنا اور نکتہ کہنا اور حال بیان کرنا

یک غریبی شاعری از ره رسید	روز عاشوره و آن افغان شنید
شهر را بگذاشت و آن سو ای کرد	قصد جست و جوی آن هیهای کرد

اک مسافر شاعر اس جا آ گیا	روز عاشورے کے اور افغان سنا
شہر کو چھوڑا وہ اس جانب گیا	جستجوی ہائے ہو میں وہ پڑا

سـ۵۱ کھوے اندر نزع الخ یہ شعر نزع میں کھوے جان سے آہ مرگ کہ تو نے خود سے اب آگاہ کیا یہ مرگ کی خود کھینچ کر گردن مرگ کی دابی کہ طبل اسکا پھٹا اسکی ضرب سے تو نکتہ فہمی میں مشہور رہا اور اب تو نے مرگ کے رمز کو پایا جیسے روز عاشورہ کے سب اہل حلب شہر انطاکیہ کے دروازہ پر شب کو ہنگامہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ جمع ہو کر الخ یہ شعر مرد و زن جمع ہو کر ایک جم غفیر ماتم حسنین میں شور و بکا کرتے تھے رات کو نوحہ و بکا کرتے تھے شیعہ لوگ بروز عاشورہ کربلا کے واسطے ایک وہ ظلم و بلا گنتے ہیں جو یزید و شمر نے انپر کیا ہے اس قدر شور و غوغا حد سے ہوا کہ بالکل دشت و صحرا اس سے بھر گیا آگے شاعر کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ ایک مسافر الخ یہ شعر ایک مسافر اس جا پر گیا روز عاشورہ کے اور فغان سنا پس اس نے شہر کو چھوڑا اور اس جانب گیا اور ہائے ہو کی جستجو میں وہ شہر ہر ایک سے حد پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا غم ہے اور کس کا ماتم ہے کوئی بڑا رئیس مر گیا کہ ایسا مجمع اور نی کام میں کب ہوا ہے مجکو اس کا نام و القاب بتلاؤ کہ میں مسافر ہوں اور تم اس کا دن کے ہو اس شخص کا کیا نام ہے و پیشہ و وصف کیا ہے تاکہ اس کے لطف کا میں مرثیہ لکھوں کہ میں ایک شاعر ہوں تاکہ روٹی کپڑا یہاں سے لیجاؤں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پرس پرسان می‌شد اندر افتقاد   چیست این غم بر کی این ماتم فتاد
این رئیس زفت باشد که بمرد   این چنین مجمع نباشد کار خرد
نام او و القاب او شرحم دهید   که غریبم من شما اهل دهید
چیست نام و پیشه و اوصاف او   تا بگویم مرثیه ز الطاف او
مرثیه سازم که مرد شاعرم   تا ازین جا برگ و لالنگی برم
آن یکی گفتش که تو دیوانهٔ   تو نه شیعه عدو خانهٔ
روز عاشورا نمیدانی که هست   ماتم جانی که از قرنی به است
پیش مومن کی بود این قصه خوار   قدر عشق گوش عشق گوشوار
پیش مومن ماتم آن پاک روح   شهره‌تر باشد ز صد طوفان نوح

پوچھتا پھرتا تھا وہ اک ست سے جا   کیا ہے یہ غم کس کا ہے ماتم پڑا
مرگیا کوئی رئیس ایسا بڑا   ایسا مجمع کام ادنیٰ کب ہوا
نام و القاب اس کا بتلاؤ مجھے   ہیں مسافر ہوں تم اس گاؤں کے
کیا ہے نام و پیشہ و صفت اس شخص کا   لطف کا اسکے کہوں ماتم شبا
مرثیہ لکھوں کہ اک شاعر ہوں میں   روٹی کپڑا یاں سے تا لیجاؤں میں
ایک[۱] بولا اس سے دیوانہ ہے تو   نے تو شیعہ تو ہے اس گھر کا عدو
روز عاشورہ نہ جانے تو کہ ہے   ماتم اس جان کا کہ بہتر قرن سے
آگے مومن کے یہ کب قصہ ہو خوار   عشق کے مقدار کو سنتی کان یار
ماتم اُسکا آگے مومن کے بشر   نوح کے طوفان سے مشہور تر

نکتہ گفتن شاعر جہت شیعۂ حلب

نکتہ کہنا شاعر کا واسطے شیعہ حلب کے

گفت آری لیک کو دور یزید   کی بدست آن غم چه دیر اینجا رسید
چشم کوران آن خسارت را بدید   گوش کران این حکایت را شنید
خفته بودستید تا اکنون شما   تا کنون جامه دریدید از عزا
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان   زانکه بد مرگیست این خواب گران
روح سلطانی ز زندانی بجست   جامه چون دریم و چون خاییم دست
چونکه ایشان خسرو دین بوده اند   وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند   کنده و زنجیر را انداختند
روز ملک ست و گش و شاهنشهی   گر تو یک ذره از ایشان آگهی
ور نهٔ آگه برو بر خود گری   زانکه در انکار و نقل محشری

بولا[۲] سچ دور یزیدی ہے کہاں   کب ہوا وہ غم ہے اب آیا یہاں
آنکھ سے اندھوں کی وہ دیکھی بلا   کان سے بہروں کے یہ قصہ سنا
آجتک سوتے تھے تم اے خوب سے گم   پھاڑتے کپڑے ہو اب ماتم سے تم
اپنا ماتم کرو اے غافلو   کیونکہ غفلت مرگ بد ہے جاہلو
روح اُس سلطان کی زندان سے چھٹی   پھاڑیں ہم کیوں کپڑے چاہیے چین جو
جو کہ شاہنشاہ تھے وہ دین کے   ہے خوشی کا وقت چھوٹے قید سے
قصر سلطانی کی جانب وہ گئے   بیڑی اور کندہ کو پھینکا پاؤں سے
دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے   آگہی گر ذرہ ان سے تو رکھے
گرنہ[۳] آگہ ہے تو جا رو آپ پہ   کیونکہ انکار ہی میں ہو تو حشر کے

سـ۱ ایک بولا الخ یہ شعر ایک نے اس سے کہا کہ تو دیوانہ ہے تو شیعہ نہیں ہے اس گھر کا دشمن ہے تو نہیں جانتا ہے کہ روز عاشورہ ہے اور ماتم اس جان کا ہے کہ بہتر قرن سے ہے آگے اس کے حقائق ہیں یہ قصہ آگے مومن کے کب خوار ہوا یار عشق کی مقدار کو سنتی کرتا ہے ماتم ہو مرتضیٰ کا نوح کے طوفان سے مشہور تر ہے آگے بیان نکتہ کا ہے فافہم ۱۲

سـ۲ بولا سچ الخ ۸ شعر کہا کہ سچ ہے دور یزیدی کہاں ہے وہ غم کب ہوا اور اب یہاں آیا ہے اندھوں کی آنکھ نے وہ بلا دیکھی اور بہروں کے کان نے یہ قصہ سنا تم آجتک سوتے تھے اے خوب سے گم اب تم کپڑے پھاڑتے ہو ماتم سے اے غافلو تم اپنا ماتم کرو کیونکہ غفلت مرگ بد ہے روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی ہم کیوں کپڑے پھاڑیں اور ہاتھ بھی چبائیں جو کہ وہ دین کے شہنشاہ تھے خوشی کا وقت ہے کہ قید سے چھوٹے وہ قصر سلطانی کی جانب گئے بیڑی و کندے کو پاؤں سے پھینکا اور دور ملک و روز وقت سلطانی کا ہے اگر تو ان سے آگہی اک ذرہ رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۳ گرنہ آگہ ہے الخ ۵ شعر اگر تو آگہ نہیں ہے تو جا اور خود پر رو کیونکہ تو حشر کے انکار میں ہے تو اپنے دل و دین خراب پر گریہ کر کہ تو بجز اس خاک کے کچھ نہیں دیکھتا ہے اگر تو دیکھتا ہے تو کیوں دین دلیر ہوتا ہے اور جان شاہ دین چشم سیر تر منور دین کی خوشی کہاں ہے اور اگر بحر دیکھتا ہے تو دست سخی کہاں ہے اب سے ہر گز جو مینہ پھر قہر کو دیکھے اور خاک کو کرتا ہے جو بحر کو دیکھے نہیں تجلو دین کے حال سے آگاہی نہیں ہے کہ تو آل رسول اللہ سے آگہی نہیں رکھتا ہے آگے حرص دنیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

بد دل و دین خرابت ز حزن	چون نمی بیند جز این خاک کہن	تو دل و دین خراب اپنے پے رو	تو نہ جز اس خاک کے دیکھے ہے جو
در نمی بیند چرا نبود دلیر	پشت دارد و جان سپارد چشم سیر	گر تو نہ دیکھے کیوں نہیں ہو وے دلیر	جان نثار اہل مدد او چشم سیر
در دخت گو از سبیلے دین فرخی	گر بدیدی بحر کو کف سخی	تیرے منہ پر دین کی کان بہشتی	دیکھتا گو بحر کان دست تہی
آنکہ جو دید آب را نکند دریغ	خاصہ آن کو دید دریا را و میغ	نے دریغ ہو آب سے جو دیکھے تو	خاص وہ کوئی جو دیکھے بحر کو

تمثیل حریص دنیا بمورے کہ بہ دانۂ از خرمن قانع شود

مثال حریص دنیا کی چیونٹی سے کہ ایک دانہ پر خرمن سے قانع ہووے

مور بر دانہ ازان لرزان بود	کہ ز خرمن گاہ خود عمیان بود	چیونٹی دانہ پہ ہو پر خوف اس لئے[1]	اپنے خرمن سے نہ بینائی رکھے
میکشد یک دانہ را از حرص و بیم	چون نمی داند چنان جاش عظیم	لیتی اک دانہ ہے حرص و خوف سے	جو نہیں خرمن بڑا وہ کہتا اسے
صاحب خرمن ہمی گوید کہ ہے	اے ز کورے پیش تو معدوم شے	صاحب خرمن کہے افسوس ہے	اندھے پن سے جانے تو معدوم شے
تو ز خرمن ہای ما آن دیدۂ	کاندران دانہ بجان پیچیدۂ	تو نے وہ دیکھا ہے خرمن سے مرے	ایک دانہ ساتھ جان کے تو رکھے
ای بصورت ذرہ کیوان را ببین	مور لنگی رو سلیمان را ببین	ای بہ شکل ذرہ کیوان کو تو دیکھ	چیونٹی لنگڑی جا سلیماں کو تو دیکھ
تو نۂ این جسم بل آن دیدۂ	وارہی از جسم گر جان دیدۂ	تو نہیں یہ جسم بل وہ چشم ہے	دیکھے گر جان کو تو چھوٹے جسم سے
آدمی دید است باقی لحم و پوست	ہرچہ چشمش دیدہ است آن چیز اوست	آدمی ہے دید باقی پوست ہے	آنکھ نے جو دیکھا وہ سب وہ ہے
کوہ را غرقہ کند یک خم زنم	منفذ خم گر باز باشد سوی یم	خم ڈبادے کوہ کو از راہ نم[2]	منبع اک کھل جائے جبکہ سوی یم
چون بدریا راہ شد از جان خم	خم با جیحون بر آرد استلم	جان خم سے رہ جو دریا میں ہوئی	خم رکھے جیحون کے اوپر برتری
زین سبب قل گفتہ دریا بود	گرچہ نطق احمدی گویا بود	قول دریا اس سبب سے قل ہوا	گرچہ نطق احمدی نے ہے کہا
گفتۂ او جملہ در بحر بود	کہ دلش را بود در دریا نفود	قول انکے سب تھے دریا کے گہر	جو تھا انکے دل کو دریا میں گذر
داد دریا چون ز خم ما بود	چہ عجب گر ماہیے دریا بود	جود دریا جو ہمارے خم سے ہے	کیا عجب ہے ماہی دریا سے ہو جو

سلہ چیونٹی الخ ۔ شعر چیونٹی دانہ پر جو اس واسطے پر خوف ہے کہ اپنے خرمن سے بینائی نہیں رکھتی ہے ایک دانہ حرص سے لیتی ہے جو بڑا خرمن کہ نہیں رکھتا ہے صاحب خرمن کہتا ہے کہ افسوس ہے اندھے پن سے تو معدوم شے جانتا ہے تو نے وہ میرے خرمن سے دیکھا ہے کہ ایک دانہ جان کے ساتھ تو رکھتا ہو اے ذرہ کی شکل تو کیوان کو دیکھ و اے چیونٹی لنگڑی تو جا سلیمان کو دیکھ تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ چشم ہے کہ اگر جان کو تو دیکھے تو جسم سے چھوٹے آدمی دید ہے اور باقی پوست ہے اور جو آنکھ نے دیکھا سب وہی ہے یعنی آدمی جسم نہیں ہے دید ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے اسی کو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ خم ڈبادے الخ ۔ شعر ایک خم کوہ کو ڈبادے از راہ نم کے جبکہ ایک منبع کھل جائے جانب بحر خم کی جان سے جو راہ دریا میں ہوئی وہ خم جیحون کے اوپر تری رکھے اسواسطے قول دریا کا قل ہوا ہے اگرچہ نطق احمدی نے کہا ہو ان کے سب قول گوہر دریا کے تھے جو کہ انکے دل کو دریا میں گذر تھا بخشش باقی جو ہمارے خم سے ہو کیا عجب ہے کہ جو ماہی دریا سے آگے اس کی مثال ہے چشم سر جو نقش قمری پر جم گئی کو دیکھے جاری اور وہ جگہ پر قائم ہو چشم احول کی دوئی دست ہے کہ اول آخر و آخر اول ہے یعنی جس حال میں منبع بحر معنی سے کھل جائے وہ جان تمام عالم سے برتر ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم کو حکم قل کا آیا کہ انکی جان ذات حق سے پیوستہ تھی پس اُن کا کلام کلام خدا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

چشم حس افسردہ بر نقش قمر — تو ممر می بینی واو مستقر
جم گئی نقش قمر سے چشم سر — دیکھے تو جاری وہ قائم جلوہ پر

این دوئی اوصاف دید احول است — ورنہ اول آخر آخر اول است
چشم احول کی دوئی اوصاف ہی — ورنہ آخر آخر اول سب دہر

ہین گذر از نقش خم در خم نگر — کاندرو بحریست بے پایان سر
نقش خم کر چھوڑ خم مین دیکھ تو — اُس مین اک دریا ہے بے حد ہی نکو

پاک از آغاز و آخر آن عذاب — ماندہ محرومان قہرش در عذاب
اول آخر سے بری شیرین وہ آب — قہر سے محروم ہین اندر عذاب

اینچنین خم را تو دریا دان یقین — زندہ از وے آسمان و ہم زمین
ایسے خم کو جان دریا بالیقین — جس سے زندہ آسمان ہے اور زمین

گشتہ دریاے دوئی و عین وصل — شد ز سو در بیسوئی و عین وصل
تو نہ دریاے دوئی با عین وصل — سو سے بیسو مین گیا با عین وصل

بلکہ وحدت گشت او را در وصال — شد خطاب او خطاب ذو الجلال
بلکہ ہوئی وحدت اُسے اندر وصال — اور ہوا قول اسکا قول ذو الجلال

بعد ازان گوید حقم منصور وار — تا شود بردار شہرت او سوار
پھر انا الحق کہے وہ منصور وار — دار پر شہرت کی ہووے تا سوار

تا چنین سر جہان ظاہر شود — مقبل اندر جست و جو ماہر شود
بھید ظاہر ایسا تا عالم مین ہو — ہو ہر اک مقبول اندر جستجو

تا فزاید در جہاد و کوشش او — تا میسر گرددش دیدار ہو
تا فزون ہو اس کا جہد و جستجو — تا میسر ہو اُسے دیدار ہو

اہل دل ہمچون کہ جو در بحر روان — بے دوئی یک گشتہ در دریای جان
اہل دل ایسے ہون جیسے جو روان — اک ہوئی بے دوئی اندر بحر جان

از چہ معلوم گردد این نہ بعث — بعث را جو کم کن اندر بحث بحث
کس سے ہو معلوم یہ ہو بعث ہے — بعث جو کم سعی کر اندر بحث کے

شرط روز بعث اول مردن است — زانکہ بعث از مردہ زندہ کردن است
پہلے مرنا بعث کے بس شرط ہی — کیونکہ بعث ہو زندہ کرنا مرگ سے

جملہ عالم زین غلط کردند راہ — کز عدم ترسند و آن آمد پناہ
سارا عالم اس سبب بھولا ہے راہ — کہ عدم سے ڈرتے اور ہے وہ پناہ

از کجا جوییم علم از ترک علم — از کجا جوییم حلم از ترک حلم
کان سے بولون علم ترک علم سے — کان سے ڈھونڈھون حلم ترک حلم سے

از کجا جوییم حال از ترک حال — از کجا جوییم قال از ترک قال
کان سے ڈھونڈھون حال ترک حال سے — کان سے ڈھونڈھون قال ترک قال سے

از کجا جوییم ہست از ترک ہست — از کجا جوییم دست از ترک دست
کان سے ڈھونڈھون ہست ترک ہست سے — کان سے ڈھونڈھون دست ترک دست سے

ک نقش خم الخ ۵ شعر تو نقش خم کو چھوڑ اور خم مین دیکھ کہ اُس مین ایک دریاے بیحد ہے وہ آب شیرین اول آخر سے بری ہے اور محرومان قہر سے عذاب مین ہین تو ایسی خم کو دریا جان کہ اُس سے آسمان و زمین زندہ ہے دریاے دوئی کا تو نا عین وصل مین اور سو سے دریا دوئی کا تو نا عین وصل مین بلکہ اُسے وحدت ہوئی وصال مین اور اُس کا قول خدا ہے یعنی جس جسم مین کہ دریاے ذات موجزن ہوا اُسے وحدت وصال مین ہے اور اس کا کلام کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ک پھر انا الحق الخ ۷ شعر پھر وہ منصور کے مانند انا الحق کہے اور دار پر شہرت کے واسطے سوار ہووے تا عالم مین ایسا بھید ظاہر ہوا اور ہر ایک مقبول اندر جستجو کے ہو تا زیادہ ہو اس کا جہد جستجو تا میسر ہو اُسے دیدار ہو اہل دل ایسے ہین جیسے نہر روان اور ایک ہوے بے دوئی اندر بحر جان کے کس سے معلوم ہو بعث ہے بعث کو ڈھونڈھ اور بحث مین سعی کم کر کہ بعث سے اول مرنا شرط ہے کیونکہ بعث ہو زندہ کرنا بعد مرنے کے سارا عالم اس سبب سے راہ بھولا ہو کہ عدم سے ڈرتے ہین وہی پناہ ہے یعنی اندر بحر کے اہل دل مثل نہر کے جاری ہین اور ایک ہوئے ہین بے دوئی کے اور بیانات بعث مین ظاہر ہوگی کہ مرنے کے بعد زندگی ہو آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲ ک کان سے الخ ۳ شعر کہان سے علم کہوں ترک علم سے اور کہان سے حلم ڈھونڈھون ترک حلم سے اور کہان سے حال ڈھونڈھون ترک حال سے اور کہان سے قال ڈھونڈھون ترک قال سے اور کہان سے ہست ڈھونڈھون ترک ہست سے اور کہان سے دست ڈھونڈھون ترک دست سے یہی تو کر سکتا ہوں نعم المعین دید و معدوم چین کو ہست مین جو ہے آنکھ پیدا عدم سے جدا ہے بالکل معدوم دیکھا ذات ہست کو یہ جہان عظیم مشتہر ہے نہ معدوم ہے اور نور ہے یعنی اگر یہ دیدہ دل کر روشن ہو جاوے کہ جہان اسے مستتر ہو جاوے یعنی محشر مین کوئی چیز ظاہر نہ ہوگی بجز یاد حق کے پس غفلت دنیا اسے نہ رہے گی بجز آگہی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هم توانی کرد یا نعم المعین ۔ دیدهٔ معدوم بین را هست بین
دیدهٔ کو از عدم آمد پدید ۔ ذات هستی را همه معدوم دید
این جهان منتظم محشر بود ۔ گر دو دیده مبدل و انور بود
زان نه بیند آن حقائق را تمام ۔ که برین خامان بود فهمش حرام
نعمت جنات خوش بر دوزخی ۔ شد محرم گرچه حق آمد سخی
در دهانش تلخ گردد شهد خلد ۔ چون نبود از وافیان در عهد خلد
مر شما را نیز در سوداگری ۔ دست کی جنبد چو نبود مشتری
کی نظاره اهل بخریدن بود ۔ آن نظاره گول گردیدن بود
پرس پرسان این بچند و آن بچند ۔ از پی تغییر وقت و ریش خند
از ملول کاله می خواهد ز تو ۔ نیست آن کس مشتری کاله جو
کاله را صد بار دید و باز داد ۔ جامه کی پیمود او پیمود باد
کو قدوم و کر و فر مشتری ۔ کو مزاج گنگلی و سرسری
چونکه در ملکش نباشد حبهٔ ۔ جز پی گنگل چه جوید جبهٔ
در تجارت نیستش سرمایهٔ ۔ پس چه شخص زشت او چه سایهٔ
مایه در بازار این دنیا زر است ۔ مایه آنجا عشق و دو چشم تر است
هر که او بی مایه در بازار رفت ۔ عمر رفت و باز گشت او خام تفت
هی کجا بودی برادر هیچ جا ۔ هی چه پختی بهر خوردن شوربا
مشتری شو تا بجنبد دست من ۔ لعل زاید معدن آبست من

بھی تو کر سکتا ہے اے نعم المعین ۔ دیدہ معدوم بین کو ہست بین
آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے جو ۔ دیکھا اُس نے معدوم ذات ہست کو
یہ جہان منتظم محشر سے بنے ۔ گر یہ دیدہ بدلے اور انور بنے
نے حقائق دیکھے اس باعث تمام ۔ کہ سمجھ خاموں کی اسکی ہے حرام
ہوئی حرام اب نعمت جنت انکی ۔ دوزخی پر گرچہ حق آیا سخی
انکے منہ میں تلخ ہووے شہد خلد ۔ جو وفا کرتے نہ تھے وہ عہد خلد
ہاتھ کر سکتا ہے کب سوداگری ۔ بھی تمہارا جو نہ ہووے مشتری
دیکھنا کب وہ خریداری کا ہے ۔ دیکھنا وہ سیر بازاری کا ہے
پوچھیں یہ کتنے میں وہ کتنے میں ہے ۔ وقت کھوئے اور تمسخر کے لئے
ناخوشی سے سامان چاہتا تجھ سے ہے ۔ نے خریدار اور نہ وہ سامان لے
سامان سو بار اُس نے لیا واپس کیا ۔ اُس نے ناپا کپڑا کب ناپا ہوا
کہاں وہ آنا مشتری مستعد ۔ کہاں مذاق اور مسخراپن اے ضد
جو نہ حبہ ملک میں اُس کی ذرا ۔ ڈھونڈے کیا جبہ تمسخر کے سوا
وہ تجارت میں نہیں پونجی رکھے ۔ کیا ہو وہ اک شخص ہیچ جو سایہ کے
پونجی اس بازار دنیا میں ہے زر ۔ اور وہاں پونجی ہے عشق اور چشم تر
جو کہ بے پونجی گئے بازار میں ۔ عمر کھوئی واپس آئے خام ہیں
ہیں کہاں تھا تو اے بھائی کس جگہ ۔ ہیں پکایا کھانے کو کیا شوربا
مشتری ہو ہاتھ تو میرا تا ہلے ۔ تا ہویدا لعل میرے حل سے

سلہ نے حقائق آدہ شعر اس کے سبب سے حقائق نہیں دیکھے بالکل کہ اسکی سمجھ خاموں پر حرام ہے اب یہ نعمت جنت کی حرام ہوئی دوزخی پر اگرچہ حق سخی آیا ہے شہد خالص انکے منہ میں تلخ ہوا جو وفا نہیں کرتے تھے وہ عہد جنت میں یعنی بے رونق ہوئے چشم باطن کی حقائق نہیں کھلتے ہیں کہ جنت معنی اور دوزخ صورت ہے پس پس نعمت معنی کی صورت پرستوں پر حرام ہے آگے اس کی مثال ہے ہاتھ سوداگری کب کر سکتا ہے جو مشتری نہ ہو وے وہ کب خریداری کا دیکھنا ہے وہ تو سیر بازی کا دیکھنا ہے کہ وہ پوچھیں یہ کتنے میں اور وہ کتنے میں وقت کھوئے اور تمسخر کے واسطے ناخوشی وہ تجھ سے سامان چاہتا ہے نہ خریدار ہے اور نہ وہ سامان لیتا ہو سو بار اُس سے سامان لیکر واپس کیا اس نے کب کپڑا ناپا ہوا تا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہاں وہ آئے ۵ شعر کہاں ہے وہ آنا مشتری مستعد کا اور کہاں مذاق و مسخراپن اے ضد جو اس کے ملک میں حبہ ذرا نہیں جبہ کیا ڈھونڈے تمسخر کے سوا وہ پونجی تجارت رکھے وہ کیا ہے ہر ایک شخص ہیچ ہے مانند سایہ کے اس بازار دنیا میں پونجی کیا ہو زر ہے اور وہاں عشق و چشم تر ہے جو کہ بے پونجی بازار میں گئے عمر کھوئی اور واپس آئے پس وہ خام ہیں یعنی اس جہان کی پونجی عشق و چشم تر ہے ۱۲ پس جو پونجی عشق کی نہ لیکر وہاں گیا خسرۃ الدنیا والآخرہ ہوا باقی حال آگے ہو فافہم سلہ ہیں کہاں تھا آگے ۶ شعر ہیں کہاں تھا اے بھائی اور کس جگہ گیا پکایا کھانے کو شوربا مشتری ہو وے ہاتھ میرا تا ہلے لعل کا میرے حل سے پیدا ہو اگرچہ مشتری کہ قبولی رکھتا ہے دین کی دعوت کو کہ حکم شریعت کا ہے باز آ اگر جان سے گیو ترک کیا نوح کی دعوت کا طریقہ پکڑ نہ تین حق کے واسطے گرتا رہو گا قبولی دعوت کا م خلق کے قبول در رد کی فکر مت کر اور امر و نہی کو تو دیکھتا رہ ہمیشہ یعنی تو حق تعین حق کی گرتا رہو جب تجھے قبول در رد سے مخلوقات سے ادا کرتا رہو آگے سحری نواز کا حال مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

مشتری گرچه که سست بارد است — دعوت دین کن که دعوت وارد است

باز پران کن حمام روح گیر — در ره دعوت طریق نوح گیر

خدمتی می کن برای کردگار — با قبول و رد خلقانت چه کار

نے قبول اندیش نے رد ای غلام — امر را و نهی را می بین مدام

مشتری گرچہ کہ بھولی رکھے — دین کی دعوت کر کہ حکم شرع ہے

باز اڑا حمام کے کبوتر کو پکڑ — نوح کی دعوت کا رستہ تو پکڑ

خدمتیں کرتا رہو حق کے لئے — کیا قبول و رد کا کام اب خلق سے

نے قبول و رد کر فکر اے غلام — امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام

سحوری زدن شخصے بر در سرای خالی نیم شب و اعتراض معترض و جواب او

سحری کیواسطے ڈھول بجانا ایک شخص کا خالی گھر کے دروازے پر آدھی رات کو اور اعتراض کرنا ایک معترض کا اور جواب دینا اس کا

آن یکی میزد سحوری بر درے — درگہے بود و رواق مہترے

نیم شب میزد سحوری را بجد — گفت او را قائلے کے مستند

اولاً وقت سحر زن این سحور — نیم شب افغان مکن ای ناصبور

دیگر آنکه فهم کن اے بوالهوس — کاندرین خانه درون خود هست کس

کس درینجا نیست جز دیو و پری — روزگار خود چه یاوه می بری

بهر گوش میزنی دف گوش کو — هوش باید تا بداند هوش کو

گفت گفتی بشنو از چاکر جواب — تا نمانی در تحیر و اضطراب

گرچه هست این دم بر تو نیم شب — نزد من نزدیک شد صبح طرب

هر شکستی نزد من فیروز شد — جمله شبها پیش چشمم روز شد

پیش تو خون است آب رود نیل — پیش من آب است نی خون ای نبیل

در حق تو آهن است آن و رخام — پیش داود نبی موم است و رام

پیش تو که بس گران است و جماد — مطرب است او پیش داود استاد

اک بجاتا ڈھول سحری دینے گھر — محل کے در پر وہ اک سردار کے

تھا بجاتا سحری آدھی رات کو — ایک قائل اس سے بولا اے کہو

پہلے تو وقت سحر سحری بجا — نیم شب کو شور یہ کب ہے روا

دوسرے یہ تو سمجھ ای بوالہوس — کہ کوئی اس خالی گھر میں بھی ہے کس

نے کوئی یاں پر ہے جز دیو و پری — کیوں زمانہ کھوئے اندر ابتری

ڈھول کوٹے بہر گوش اور گوش کہاں — چاہئے ہوش اب کہ جانے ہوش کہاں

کہہ چکا تو اب تو سن مجھ سے جواب — تا نہ ہو تجھکو تحیر اضطراب

گرچہ ہے نزدیک تیرے نیم شب — ہے مرے نزدیک نزدیک صبح طرب

ہر شکست ہوئی فتح میرے سامنے — راتیں ہوئیں دن میرے آگے تمام

تیرے آگے خون ہے پانی نیل کا — میرے آگے آب ہے نے خون ہوا

تیرے حق میں لوہا وہ سختی رکھے — آگے داؤد نبی وہ موم ہے

آگے تیرے کہ ہو بھاری اور جماد — پیش داؤد ایک مطرب اوستاد

سلہ اک بجاتا تا ۵ شعر یک ڈھول بجاتا تھا سحری کیواسطے ایک سردار کے محل کے دروازہ پر آدھی رات کو سحری بجاتا تھا ایک قائل نے اس سے کہا اول تو سحری کے وقت بجا یہ شور آدھی رات کو کب روا ہے دوسرے یہ سمجھ کہ کوئی اس خالی گھر میں آدمی ہے یہاں پر کوئی نہیں ہے بجز دیو پری کے تو کیوں زمانہ کھوتا ہے ابتری میں باقی حال آگے ہے فافہم
سلہ ڈھول کوٹے تا ۶ شعر ڈھول کوٹتا ہے واسطے گوش کے اور گوش کہاں ہیں اب ہوش چاہئے کہ جانے ہوش کہاں ہو تو کہہ چکا اب تو مجھ سے سن جواب تاکہ تجھے تحیر اضطراب نہ ہے اگرچہ تیرے نزدیک نیم شب ہو لیکن میرے نزدیک صبح طرب ہو آگے حالت یہ ہے ایک شکست و فتح میرے روبرو ہوئی اور راتیں دن ہوئیں میری آنکھ کے آگے آب نیل خون ہے اور میرے آگے آب ہو خون نہیں ہوا تیرے لئے تو سختی رکھے اور آگے نبی داؤد کے موم ہے باقی حال آگے ہے فافہم سلہ تیرے آگے الخ شعر تیرے آگے کہ وہ بھاری اور جماد ہے اور داؤد کے [illegible]
[illegible]

پیش تو این سنگریزه ساکت است | پیش احمد بس فصیح و قانت است
پیش تو استون مسجد مرده ایست | پیش احمد عاشق دل برده ایست
جمله اجزای جهان پیش عوام | مرده و پیش خدا دانا و رام
واینچه گفتی کاندرین قصر و سرا | نیست کس چون میزنی این طبل را
بهر حق این خلق زر را میدهند | صد اساس خیر و مسجد می نهند
مال و تن در راه حج دور دست | خوش همی بازند چون عشاق مست
هیچ میگویند کان خانه تهی است | این سخن کی گوید آنکس آگهی ست
پر همی بیند سرای دوست را | آنکه از نور اله استش ضیا
بس سرای پر ز جمع و انبهی | پیش چشم عاقبت بینا تهی
هر کرا خواهی تو در کعبه بجو | تا بروید او زمان پیش تو او
صورتی کو فاخر و عالی بود | او ز بیت الله کی خالی بود
او بود حاضر منزه از رتاج | باقی مردم برای احتیاج
هیچ میگویند کاین لبیک ها | بی ندایی می کنم آخر چرا
کو ندا تا خود تو لبیک دهی | از ندا لبیک تو چون شد تهی
بلکه توفیقی که لبیکی آورد | هست هر لحظه ندای از احد
من ببو دانم که این قصر و سرا | بزم جان افتاده خاکش کیمیا
مس خود را بر طریق زیر و بم | تا ابد بر کیمیا اش می زنم
تا بجوشد زین چنین ضرب سحر | در در افشانی و بخشایش بحور
خلق در صف قتال و کارزار | جان همی بازند بهر کارزار
آن یکی اندر بلا ایوب وار | وان دگر در صابری یعقوب وار

سنگریزہ چپ ہے تیرے سامنے | آگے احمدؐ کے فصیح باتین کرے
تیرے آگے مردہ مسجد کا ستون | آگے احمدؐ کے ہے عاشق پُر جنون
کل جہان کے جزو آگے عام کے | مردہ آگے حق کے زندہ ہین وے
تو جو کہتا ہے کہ اندر قصر کے | نے کوئی ہے کیون بجاتا ڈھول ہے
خلق زر دیتی ہے حق کے واسطے | خیر اور مسجد کی بنیادین رکھے
اور سفر مین حج کے مال و جسم کو | صرف بس کرتے ہین جو عشاق ہو
کوئی کہتا ہے کہ خالی گھر ہے وہ | کب سکے یہ بات وہ آگہ ہو جو
دیکھتا[1] ہے بس بھرا گھر دوست کا | جو کہ نور حق سے رکھتا ہے ضیا
گھر بہت ہین پر ہجوم و جمع سے | خالی آخر ہین لگے ہین پر سامنے
ڈھونڈھ تو کعبہ مین چاہے جسکو تو | تا اسی دم تجکو وہ آخر ملے
ایسی صورت کہ بزرگ عالی ہو بس | کب وہ بیت اللہ سے خالی ہو بس
اُس کو آنے کی ضرور پروانگی | وقت حاجت آئین باقی آدمی
کوئی کہتا ہے کہ اس لبیک کو | بے ندا کیون کرتا ہون مین جان تو
کان[2] ندا لبیک تو کرتا اخی | کیون ندا سے خالی لبیک ہے تہی
بلکہ ہے توفیق اک لبیک کی | ہر ندا آتی خدائی ہر گھڑی
بو سے مین جانون کہ یہ قصر و سرا | بزم جان ہے خاک اسکی کیمیا
زیر و بم کے مثل تانبے اپنے کو | کیمیا پر اُس کی مارون ای نکو
ضرب سے سحری کے تا پر جوش ہو | جو دریا سے گہر افشان ہو
قتل صف مین جنگ کے اور قتل کے | جان دیتے ہین خدا کے واسطے
ایک[3] ہے اندر بلا ایوب وار | دوسرا ہے صبر مین یعقوب وار

[1] دیکھتا ہے الخ ۲ شعر یعنی دوست کا گھر بھرا دیکھتا ہے جو کہ نور حق سے روشن ہے گھر بہت ہیں ہجوم و جمع سے لیکن آخر ہیں لگے یہ مردہ خالی گھر ہیں ڈھونڈھ کعبہ میں تو جس کو چاہتا ہے وہ تجکو آخر ملے صورت کہ بزرگ و عالی ہو سکو سے کی پروانگی ہو اور باقی آدمی حاجت کے وقت آئیں کوئی کہتا ہے کہ اس لبیک کو میں بے ندا کیون کرتا ہون ... حال آگے ہو فافہم ۱۲ [2] کان ندا الخ ۲ شعر ندا کہاں ہے جو تو لبیک کرتا ہے اور تیری لبیک کیون ندا سے خالی ہے بلکہ ایک توفیق ہے لبیک کی کہ ہر گھڑی توفیق ندا ہے میں بو سے جانتا ہون کہ یہ قصر بزم ہے اور جان ہے اور خاک اسکی کیمیا ہو اپنے تانبے کو زیر و بم کے مانند اسکی کیمیا پر مارون تا کہ سحری کی ضرب سے پر جوش ہو ... وہ گوہر فشان ہو آگے اسکی مثال ہے خلق جنگ کے قتل کی صف میں ہو تو واسطے جان دیتے ہیں یعنی ... ندا بار لبیک کہتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] ایک ہے الخ ۲ شعر ایک ہے بلا میں ایوب کے مانند دوسرا صبر میں یعقوب کے مانند ... صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند صف جنگ میں ہو ایک کو یعقوب کے مانند ... ہزاروں خلق تشنہ ... حق کے واسطے ... یعنی ... خواہندہ کون بہتر ہے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

آن یکی چون نوح در اندوه و کرب	وان دگر چون احمد اندر صف حرب	ایک ہے جیسے نوح رنج و کرب میں	دوسرا احمد سا صف حرب میں
این ز دنیا چون ابوذر پر حذر	وان دگر در استقامت چون عمر	جیسے ابوذر ایک کو دنیا سے حذر	استقامت دوسرے کو جیسے عمر
صد ہزاران خلق تشنہ و مستمند	بہر حق از طمع جہدے می کنند	تشنہ اور خواہان ہزاروں خلق ہے	طمع سے کوشش کرے حق کیلئے
لیک ہمہ از بہر خداوند غفور	می زنم بر در بامیدش سحور	واسطے حق کے میں اس درگاہ پہ	ہی بجا لاتا سحری جون امید سے
مشتری خواہی کہ از وے زر بری	بہ ز حق کے باشد ایجان مشتری	واسطے زر کے تجھے چاہیے مشتری	بہتر ایکجان کب ہو حق سے مشتری
می خرد از مالت انبانی نجس	می دہد نور ضمیر مقتبس	لیتا ہے تجھ سے نجس چمڑے کو وہ	دیتا ہے نایاب دل کے نور کو
می ستاند این نجس جسم فنا	می دہد ملکے برون از وہم ما	لیتا ہے یہ وہ نجس جسم فنا	دیتا ہے برتر وہ اک ملک بقا
می ستاند قطرهٔ چندی ز اشک	می دہد کوثر کہ آرد قند رشک	لیتا ہے وہ چند قطرے اشک کے	دیتا ہے کوثر جو رشک قند ہے
نقد آور تا کنی سود ازان	نسیہ را بگذار تا نکنی زیان	نقد لا تو سود اس سے تا کرے	چھوڑ ادھار تا نہیں نقصان ہے
باد آہی کابر اشک چشم راند	مر خلیلے را بدان اواہ خواند	اشک ابر و باد آہ جاری کیا	اس سے ابراہیم کو اواہ کہا
ہین درین بازار گرم بے نظیر	کہنہ ہا بفروش و ملکے نو بگیر	اندر اس بازار زیبا گرم کے	بیچ کہنہ اور نیا تو ملک لے
ور ترا شکے و ریبی رہ زند	تاجران انبیا را کن سند	گر تجھے شک ہو ٹھگا ہو بند ہو	تاجران انبیا کو کر سند
بسکہ افزون آن شہنشہ بختشان	می نتاند کہ کشیدن رختشان	اس شہنشہ نے نہیں بلا کیا	کہ وہ بار انکا سکتا ہے اٹھا

قصہ بلال حبشی و شوق او و رنجانیدن خواجہ او را و معلوم کردن صدیق رض حال او را

قصہ[۲] بلال حبشی کا اور شوق اسکا اور رنجیدہ کرنا اسکو خواجہ کا اور معلوم کرنا صدیق اکبر کا اسکے احوال کو

تن فدای خار میکرد آن بلال	خواجہ اش میزد برای گوشمال	تن فدائے خار کرتا وہ بلال	جو کہ خواجہ تیا اسکو گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد میکنی	بندهٔ بد منکر دین منی	یاد احمد کرتا ہے تو کس لئے	بندہ بد میرے منکر دین ہے

سلہ لیتا ہے الی آخرہ ۹ شعر وہ تجھ سے نجس چمڑے کو لیتا ہے اور نور دل نایاب کو دیتا ہے وہ یہ نجس جسم فنا کو لیتا ہے اور ایک ملک بقا کو دیتا ہے وہ چند قطرے اشک کے لیتا ہے اور کوثر کو دیتا ہے، وہ رشک قند ہے اور وہ آہ پر افسوس کو لیتا ہے اور ہر آہ کو سوحادہ دیتا ہے نقد لاکر تو اس سے سود کر سے اور حلد کو چھوڑ کر تا نقصان نہ ہے ابر اشک و باد و آہ جاری کیا اس سبب ابراہیم کو اواہ کہا اور اس بازار دیا وگرم مے کہنہ کو بیچ دے نیا تو ملک لے اگر تجھے شک ہووے اسے بندہ سے خدا کے تاجران انبیا کو تو سند کر کر اس شہنشاہ نے ان کو برتر کیا ہے کہ وہ انکا بار اٹھا نہیں سکتا ہے یعنی تو طلب حق میں گریہ و آہ کر کہ تا تجکو دہ یاد و مرتبہ زیادہ دے مثل انبیا کے آگے زاری تن کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قصہ چارم خدا سے تن وحصول معنی میں ۱۲ سلہ تن فدا الی آخرہ ۹ شعر وہ بلال تن کو فدا خار کا کرتا جو کہ خواجہ اس کو گوشمال دیتا کہ تو احمد کو یاد کرتا ہے کس واسطے بد بندہ ہے اور میرے دین کا منکر ہے وہ خار سے دھوپ میں مارتا تھا احد وہ احد کہتا تھا شوق یار سے یہاں تک کہ حضرت صدیق ایک دن گئے اور وہ احد کہتا تھا خود کان سے چشم پر آب اور دل پر خفا ہوا اور اس احد سے بوے آشنائی پائی بعدہ خلوت میں اسے سمجھا کہ اپنا عقیدہ چھپا وا، یہ مت رکھے مقام راز کا ہے تو مت کہہ کہ میں نے توبہ کی تمہارے روبرو وہ دوسرے دن صبح سے صدیق اس طرف جاتے تھے خود ایک کام کو پھر احد کہتا اور مارتا سنا ان کے من میں شور و شر پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

میزدی مانند آفتابش او بخار	او احد می گفت بہر افتخار	دھوپ میں وہ مارتا تھا خار سے	وہ احد کہتا تھا شوق یار سے
تا کہ صدیق آن طرف بگذشت تفت	آن احد گفتن بگوش او برفت	تاکہ صدیق اُسطرف اک دن گئے	وہ احد کہتا سُنا خود کان سے
چشم او پر آب شد دل پر عنا	زان احد می یافت بوی آشنا	چشم ہوئی پُر آب اور دل پر جفا	اُس احد سے پائی بوئے آشنا
بعد از آن خلوتش بدیدش پند داد	کز جہودان خفیہ میدار اعتقاد	بعدہ خلوت میں سمجھایا اُسے	کہ جہودوں سے چھپا [illegible]
عالم السرست پنہان دار کام	گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام	ہے مقام راز مطلب مت کہے	بولا توبہ کی [illegible]
روز دیگر از پگہ صدیق تفت	آن طرف او بہر کاری می برفت	دوسرے دن صبح سے صدیق جی	اُسطرف جاتے تھے خود اک کام [illegible]
باز احد بشنید و ضرب زخم خار	بر فروزید از دلش سوز و شرار	پھر احد کہتا سُنا اور مار تا	اور سکے دل میں شور و شر پیدا ہوا
باز پندش داد باز او توبہ کرد	عشق آمد توبۂ او را بخورد	پھر نصیحت کی دوپہر توبہ کرے	عشق آئے توبہ اُسکی توڑ دے
توبہ کردن زین نمط بسیار شد	عاقبت از توبہ او بیزار شد	اس طرح توبہ بہت اُس نے کری	آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی
فاش کرد اسپرد تن را در بلا	کای محمدؐ ای عدو توبہ ہا	کرکے ظاہر سونپا تن اندر بلا	اے محمدؐ اے عدو توبہ ہا
ای تن من وی رگ من پر ز تو	توبہ را گنجہ کجا باشد درو	اے مری رگ رگ و تن پر تجھ سے ہی	اس میں گنجایش کہاں توبہ رکھے
توبہ را زین پس ز دل بیرون کنم	از حیات خلد توبہ چون کنم	دل سے خارج اب میں توبہ کو کروں	کیوں حیات خلد سے توبہ کروں
عشق قہارست و من مقہور عشق	چون شکر شیرین شدم از شور عشق	عشق قاہر اور میں مقہور عشق	چون شکر شیریں میں ہوں با شور عشق
برگ کاہم پیش تو ای تندباد	من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد	گہ ہوں تیرے آگے میں اے تند ہوا	جانوں کیا دے مجھے رکھیں جگہ
گر ہلالم در بلالم میدوم	مقتدی بر آفتابت می شوم	گر ہلال و یا بلال اک ہوں چلوں	مقتدی خورشید کا میں تیرے بن
ماہ را با زفتی و زاری چہ کار	در پئے خورشید پوید سایہ وار	ماہ کو زاری سے بس کیا کام ہے	مثل سایہ پیچھے دوڑے شمس کے
با قضا ہر کو قرارے میدہد	ریشخند سبلت خود میکند	جو مقابل میں قضا کے آئے ہو	اپنی داڑھی مونچھ پہ وہ خود ہنسے
کاہ برگے پیش باد آنگہ قرار	رستخیزے وانگہانی عزم کار	برگ گہ جس دم ہوا کا سامنا	حشر اور اسدم تنگ کام ہے
گربہ در انبانم اندر دست عشق	یکدمی بالا و یکدم پست عشق	بیقرار اب میں ہوں اندر دست عشق	ایکدم بالا وا ایکدم پست عشق

سلہ پھر نصیحت آنخ ۸ شعر پھر نصیحت کی توبہ پھر آیا عشق آیا اور توبہ اس کی توڑ دی اس طرح اس نے توبہ بہت کری آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی ظاہر کرکے تن بلا میں سونپ دیا کہ اے محمدؐ اے بعدوی توبہ ہائے میری رگ رگ و تن تجھ سے پُر ہے اس میں گنجایش توبہ کہاں رکھتی ہے اب توبہ کو دل سے خارج کروں عشق قاہر اور میں مقہور عشق ہوں اور شور عشق سے میں مانند شکر کے شیریں ہوں آندھی تیرے آگے کاہ ہوں میں کیا جانوں کہ مجھے کس جگہ ڈالے اگر ہلال یا بلال ایک ہوں چلوں اور مقتدی تیرے خورشید کا ہوں آگے اس کے حقائق میں فافہم ۱۲

سلہ ماہ کو آنخ ۵ شعر ماہ کو زاری سے کیا کام ہے سایہ کے مانند دوڑے پیچھے خورشید کے جو قضا کے مقابل میں آتا ہے وہ خود اپنی داڑھی مونچھ پر شنستا ہے برگ کاہ اور اس دم ہوا کا سامنا حشر اور اسدم کا تنگ اب میں متزلزل ہوں اندر دست عشق کے ایک دم بالا ہوں ایک دم پست عشق کا وہ مجھ کو پھراتا ہے از ماہ سر کے وزیر آرام ہے مجھے اور نہ زیر یعنی میں عشق کے سبب سے بیقرار ہوں اور ایک دم مجھے آرام نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

او همی گردد بر گرد سر / نے بزیر آرام دارم نے زبر
عاشقان در سیل تند افتاده اند / بر قضاے عشق دل بنهاده اند
همچو سنگ آسیا اندر مدار / روز و شب گردان و نالان بیقرار
گردشش بر جو جویان شاهد است / تا نگوید کس که آن جو راکد است
گر نمی بینی تو جو را در کمین / گردش دولاب گردونی ببین
چون قرارے نیست گردون را ازو / اے دل اختروار آرامی مجو
گر زنی در شاخ دستی کی هلد / هر کجا پیوند سازی بگسلد
گر نمی بینی تو تدبیر قدر / در عناصر گردش و جوشش نگر
زانکه گردشهای آن خاشاک و کف / باشد از غلیان بحر با شرف
باد سرگردان ببین اندر خروش / پیش امرش موج دریا بین بجوش
آفتاب و ماه دو گاو خراس / گرد میگردند و میدارند پاس
اختران هم خانه خانه میدوند / مرکب هر نحس و سعدی میشوند
اختران چرخ گر دورند ے / وین حواست کاهل اند و سست پے
اختران چشم و گوش و هوش ما / شب کجا اند و به بیداری کجا
گاه در سعد و وصال و دلخوشی / گاه در نحس و فراق و بیهشی
ماه گردون چون ازین گردیده است / گاه تاریک و زمانی پر ز ضست
گه بهار و صیف همچون شهد و شیر / گه سیاستگاه برف و زمهریر

وہ پھرا آتا ہے تجھے اور اہ سر / نے ہے زیر آرام مجکو نے زبر
ہیں پڑے عشاق سیل تند مین[1] / وہ قضاے عشق پہ دل کو رکھین
مثل سنگ آسیا گردش کرے / رات دن گریان و اور بیقرار ہے
گردش اسکی جو پے رہتی ہے گواہ / تا نہ کہدے کوئی کہ وہ جو ہے جدا
گر کمین مین جو نہین تمکو دکھے / گردش دولاب گردون دیکھ لے
جو قرار اس سے نہین گردونکو ہے / اے دل اختروار مت آرام لے
ہاتھ سے گر شاخ پکڑے گی چھٹے / ٹوٹ جائے جس جگہ جا کر لگے
گر نہین دیکھے تو تدبیر قضا[2] / جوش و گردش دیکھ عنصر کی ذرا
کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی / بحر کے غلبے سے ہوتی ہے اخی
بادسرگرداں کو دیکھ اندر خروش / دیکھ اس کے حکم سے دریا کا جوش
مہر و مہ دو بیل اک کولھو کے ہیں / گرد پھرتے ہیں خیال اک کہتے ہیں
ماہ و اختر خانہ خانہ سب پھرین / سعد اور نحس کے خود مرکب ہین
چرخ کے اختر تو بس گردش کریں / اور حواس اب تیرے سست و کاہل رہین
اپنی چشم و گوش کے اختر یہاں / شب کہاں ہیں اور جگنے میں یہاں
گاہ سعد[3] وصل کے اندر خوشی / گاہ نحس ہجر کے اندر غمی
ماہ گردون جو کہ اس گردش میں ہے / گاہ تاریکی میں گہ روشن رہے
گہ بہار و صیف مثل شہد و شیر / گہ سیاست ظلم برف و زمہریر

[1] ہیں پڑے الی آخرہ ٦ شعر عشاق پڑے ہیں سیل تند میں اور قضاے عشق پر دل کو رکھتے ہیں مثال سنگ آسیا کے مانند گردش کرتے ہیں اور رات دن گریان ہیں و بیقرار ہیں اس کی گردش نہر پر مانند گواہ کے ہے تا کوئی نہ کہے کہ یہ نہر سے جدا ہے اگر تجکو نہر مخفی نہیں دکھتی ہے تو گردش دولاب گردون کو دیکھ لے جو اس سے قرار گردون کو نہیں ہے اے دل اختر کے مانند آرام سے اگر ہاتھ سے شاخ پکڑ لے وہ کب چھٹے اور جس جگہ جا کر وہ ٹوٹ جائے یعنی عشاق ہیں کہ کوئی دم ان کو ایک لحظہ آرام نہیں ہے مثل بجلی کے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

[2] گر نہین الی آخرہ ٧ شعر تو اگر تدبیر قضا نہیں دیکھے جوش اور گردش عناصر کی دیکھ کیونکہ گردش اس کف خاشاک کی دریا کے غلبے سے ہوتی ہے باد سرگرداں کو دیکھ خروش میں اور اس کے حکم سے دریا کا جوش دیکھ مہر و ماہ دو بیل ہیں ایک کولھو کے گرد پھرتے ہیں اور ایک خیال رکھتے ہیں اور اختر خانہ خانہ پھرتے ہیں اور سعد و نحس کے مرکب ہوتے ہیں پس چرخ کے اختر تو گردش کریں اور اب بھی تیرے حواس کاہل رہیں اپنے چشم و گوش کے اختر یہاں شب کو کہاں ہیں اور جگنے میں کہاں ہیں یعنی اگر تو تدبیر قضا کو نہیں سمجھتا تو اپنے عناصر کے جوش و گردش کو دیکھ کہ کس سبب سے گردش کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] گاہ سعد الی آخرہ ٧ شعر کبھی سعد وصل کے اندر خوشی ہیں اور کبھی نحس و ہجر کے اندر غمگین ہیں جو کہ اس گردش میں ماہ گردون ہے وہ کبھی تاریکی میں کبھی روشنی میں ہوتا ہے کبھی بہار و خزان مثل شہد و شیر کے اور کبھی سیاست و ظلم برف و زمہریر اسکے آگے کلیات مانند گیند کے ہیں اور اسکی تسخیر کو سجدہ کرتے ہیں وہ ایک جزو ہے اور سب اسی سے ہزار ہا اس کے حکم کے آگے گیند سے بیقرار ہوں اور بیل کے مانند مسخر ہیں وہ کبھی سوار اور کبھی قید و دور میں چرخ اور جا بجا پھرتا ہو یعنی تو حکم خدا کا پابند رہو اور اس کے حکم پر چلتا رہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چونکه کلیات پیش او چو گوست / سخره و سجده کن تسخیر اوست
تو که یک جزوی دلا زین صد هزار / پیش حکمش چون نباشی بیقرار
چون ستوری باش در حکم امیر / گه در آخور حبس گاهی در مسیر
چونکه بر میخت ببندد بسته باش / چون کشاید چابک و برجسته باش
آفتاب ار بر فلک کژ می جهد / در سیه روئی کسوفش میدهد
کز ذنب پرهیز کن هین هوش دار / تا نگردی تو سیه رو دیگ وار
ابر را هم تازیانه آتشین / میزنندش کانچنان رو نی چنین
بر فلان وادی ببار این سو مبار / گوشمالش میدهد که گوش دار
عقل تو از آفتابی بیش نیست / اندر آن فکری که نهی آمد مه ایست
کژ منه ای عقل تو هم گام خویش / تا نیاید آن کسوفت رو به پیش
چون گنه کمتر بود از آفتاب / منکسف بینی و نیمی نور و تاب
که بقدر جرم می گیرم ترا / این بود تقدیر در داد و جزا
خواه نیک و خواه بد فاش و ستیر / بر همه اشیا سمیعم و بصیر
زین گذر کن ای پدر نوروز شد / خلق از اخلاق خوش بدنور شد
باز آمد شاه ما در کوی ما / باز آمد آب جان در جوی ما
می خرامد بخت و دامن میکشد / نوبت توبه شکستن میرسد
توبه را بارد گر سیلاب برد / فرصت آمد پاسبان را خواب برد
هر خماری مست گشت و باده خورد / رخت را امشب گرو خواهیم کرد
زان شراب لعل و لعل جانفزا / لعل اندر لعل اندر لعل ما

کلیات آگے ہوا کے شل گو / سجدہ کرتے اسکے ہیں تسخیر کو
تو ہے اک جزو اور ایسے سو ہزار / پیش حکم اسکے ہوں کیوں نہ بیقرار
رہ تو مثل گاؤ اندر حکم میر / سیر ہو یا کہ طویلے میں اسیر
میخ سے جو باندھیں تو بستہ رہو / جو کہ کھولیں تو چلتا اور پھرتا رہو
شمس چلتا ہے جو ٹیڑھا چرخ پے / گہن اس کو روسیہ جم میں کرے
کر تو پرہیز اس ذنب سے ہوشیار / تا سیہ رو تو نہ ہووے دیگ وار
ابر کو بھی تازیانہ آگ کا / مارتے ہیں ایسا جا ویسا نہ جا
اس جگہ جا کر برس یاں مت برس / گوشمالی اس کو دیتے ہیں وہ سن
شمس سے زیادہ نہ تیری عقل ہے / ٹھہر مت جس فکر میں نہی ہو تجھے
کام ٹیڑھا مت کر اے عقل اپنا تو / نہ آئے گہن تجکو اسے نکو
اور گنہ خورشید سے کمتر ہے جو / گہن آدھا ہو وہ آدھا نور ہو
جرم کے مقدار پکڑوں میں تجھے / یہ جزا انصاف میں تقدیر ہے
خواہ نیک و بد ہو خواہ ظاہر ستیر / جملہ شے پر میں سمیع ہوں اور بصیر
اے پدر اس سے گذر نوروز ہے / خلق مقصد پائے فوراً خلق سے
آیا شاہنشاہ ہمارے کوچے / آب جان آیا ہماری نہر میں پھر
بخت چلتا اور ہے دامن کھینچتا / ٹوٹنے توبہ کی نوبت ہے دلا
سیل توبہ کو دوبارہ لے گیا / آئی فرصت اور نگہبان سو گیا
ہر خماری مست مے پیکر جو / آج شب گروی رکھونگا میں رخت
اس شراب لعل و لعل جانفزا / لعل اندر لعل اندر لعل ہے

سلہ شمس چلتا ہے الی آخرہ یہ شعر جو آسمان پر آفتاب ٹیڑھا چلتا ہے دم ملتی گہن اس کو روسیاہ کرتا ہے [illegible] سیاہ اور ہو وے تازیانہ آتش کا ابر کو بھی مارتے ہیں کہ ایسا جا اور ویسا نہ جا اس جا برس یہاں مت برس اور گوشمالی [illegible] شمس سے زیادہ [illegible] اس فکر میں تجکو تھی ہے مت ٹھہر اے عقل تو اپنا کام ٹیڑھا مت کر تاکہ تجکو گہن نہ آئے یعنی جو کہ تاکو جرم کے مقدار سزا [illegible] باقی حرف آگے سے خاتم ہو سلہ اور گنہ آئی یہ شعر اور جو خورشید سے کم ہے تو آدھا گہن ہو اور آدھا نور قول حق تعالیٰ کا ہے میں بقدر جرم تجکو پکڑتا ہوں انصاف میں یہ [illegible] خواہ نیک خواہ بد ظاہر و باطن ہو جملہ شے پر میں سمیع و بصیر ہوں [illegible] مقصد پائی ہو اخلاق سے [illegible] شہنشاہ ہمارے کوچہ میں آیا [illegible] دامن کھینچتا ہے پس ٹوٹنے توبہ کی نوبت [illegible] فرصت آئی نگہبان سو گیا [illegible] سلہ ہر خماری مست آئی یہ شعر جو ہر ایک حالت میں [illegible] لعل [illegible] تو آدھا نظر [illegible] صدیق اکبر [illegible] زخم [illegible] رسول اللہ [illegible]

بازخرم گشت مجلس دل فروز / خیز دفع چشم بد اسپند سوز
نعرهٔ مستانه خوش می آیدم / تا ابد جانان چنین می بایدم
یک بلالی با ہلالی یار شد / زخم خار او را گل و گلزار شد
گر ز زخم خار تن غربال شد / جان ز جسم گلشن اقبال شد
تن به پیش زخم خوران جهود / جان من مست و خراب آن ودود
بوی جانی سوی جانم میرسد / بوی یار مهربانم میرسد
از سوی معراج آمد مصطفا / بهر بلالش حبذا آن حبذا

پر ہوئی محفل ہے خوش و جانفزا / اٹھ نظر بد کو سپند اب تو جلا
نعرهٔ مستانہ خوش آئے مجھے / تا ابد ایجان یونہی چاہیئے
وہ بلال اب ہو گیا یار بلال / گل ہوئے بس خار کے وہ زخم لال
تن جو زخم خار سے چلنی ہوا / جان و تن گلزار اقبالی ہوا
جسم رکھتا زخم ہے پیش جہود / جان خراب اپنی ہوا و مست ودود
بوی جانی جان کو آئی میری ہے / بوے یار مہربان آئی مجھے
مصطفے ہوے بلال آئے لا / سمت سے معراج کے ای حبذا

بازگفتن صدیقؓ صورت حال بلالؓ نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر کہنا صدیقؓ کا صورت حال بلال کو آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

چونکه صدیق از بلال دم درست / این شنید از توبه او دست شست
بعد ازان صدیقؓ نزد مصطفے / گفت حال آن بلال باصفا
کان فلک پیمای میمون بال چست / این زمان در عشق اندر دام تست
باز سلطانست زان جغدان برنج / در حدث مدفون شد آن زفت گنج
چند جغدان بر باز استم می کنند / پر و بالش بیگناهی میکنند
جرم او اینست کو بازست و بس / غیر خوبی جرم یوسف چیست پس
جغد را ویرانه باشد زاد و بود / هست شان بر باز زان خشم و جحود
که چرا تو یاد می آری ازان / لاله زار و جوئبار و گلستان
یا چرا یادت بود زان دیار / یا ز قصر و ساعد آن شهریار

جو سنا حال اہل سے صدیقؓ نے / دھویا توبہ سے سنا کر ہاتھ ہے
مصطفے تک جا کہا صدیق نے / اُس بلال باصفا کے حال سے
کہ وہ میمون فال صادق عشق ہے / دام میں اسدم پھنسا ہی آپ کے
بادشہ کو الوؤں سے رنج ہے / گندگی میں دفن بھاری گنج ہے
ظلم کرتے ہیں وہ الو باز پر / نوچتے ہیں بے گنہ کے بال و پر
ہے یہ جرم اُس کا کہ وہ اک باز ہے / غیر خوبی جرم یوسف کیا رہے
بود و باش اُلّو کا ویرانہ جو ہے / باز پر غصہ ہے وہ اسواسطے
کہ کرے تو کس لئے یاد اسکی یاں / لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا ہے تجھے یاد اُس وطن سے کس لئے / یا وہ قصر دوست شاہنشاہ ہے

سله جسم رکھتا ہے الی آخرہ ۔ شعر آگے جو ہے کہ جسم زخم رکھتا ہے اور جان میری خراب و مست خدا ہے بو جان کی میری جان کو آئی ہے اور بوے یار مہربان کی لے آئی ہے پس مصطفے بلالؓ کی جانب آئے اور سمت معراج لے حبذا یعنی جناب رسول مقبول صلعم مشغول حق تھے معنی میں بلال کی جانب متوجہ ہوئے بنظر صلاحیت بلال اور فرمایا حبذا اچھا چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سله جو سنا حال الی آخرہ ۔ شعر جو صدیقؓ اکبر نے بلال اہل سے سنا کہ توبہ سے اُس نے ہاتھ دھو لیا ہے مصطفے صلعم سے جا کر کہا اُس بلال باصفا کے حال سے کہ وہ مبارک فال عشق صادق سے اس دم آپ کے دام میں پھنسا ہے مگر بازشاہ کو الوؤں سے رنج ہے اور گندگی میں بڑا خزانہ مدفون ہے وہ الو باز پر ظلم کرتے ہیں اور اس بے گناہ کے بال و پر نوچتے ہیں یہ اُس کا جرم ہے کہ وہ ایک باز ہے اور یوسف کا کیا جرم ہے بغیر خوبی کے جو کہ بود و باش الو کی ویرانہ ہے اس واسطے وہ باز پر غضب ہے آگے قول الو کا ہے کہ تو اُس کی یاد یہاں کس واسطے کرتا ہے اور لالہ زار و جوئبار و گلستان کی یاد تجکو یاد اُس وطن سے کس واسطے ہے تجھے یا اُس قصر دوست شہنشاہ سے باقی مقولہ الو کا آگے ہے فافہم ۱۲

درو چندان فضولی میکنی فتنه و تشویش دروی افگنی
مسکن یارا که شد رشک اثیر تو خرابه دانی و خواری حقیر
شید آوردی که تا چندان با مرترا سازند شاه و پیشوا
وهم و سودائی درایشان میکنی نام این فردوس ویران میکنی
بر سرت چندان زنیم ای بد صفات تا بگوئی ترک شید و ترهات
پیش مشرق چارمیخش میکنند تن برهنه شاخ خارش میزنند
از تنش صد جای خون بر میجهد او احد می گوید و سر می نهد
پندها دادم که پنهان دار دین سر بپوشان از جهودان لعین
عاشق ست او را قیامت آمده ست تا در توبه برو بسته شده ست
عاشقی و توبه یا امکان صبر این محالی باشد ای جان بس سطبر
توبه کرم و عشق هم چون اژدها توبه وصف خلق آن وصف خدا
عشق ز اوصاف خدای بی نیاز عاشقی بر غیر او باشد مجاز
زانکه آن حسن زر اندود آمده ست ظاهرش نور اندرون دود آمده ست
چون رود نور و شود پیدا دخان بفسرد عشق مجازی آن زمان
چون شود پیدا دخان غم فزا بفسرد وسنی عشق ماند تن بی نوا
وا رود آن حسن سوی اصل خود جسم ماند گنده و رسوا و بد
نی در آن نوری بود نی زندگی نی جمالش اندرو نی فرخندگی
پس بماند آب و گل بی مه آبرو [illegible] گردد آن دیوار بی مه دیو [illegible]

آٹو وون[1] سے گاؤن مین شیخی کرے فتنہ و شورش کو ڈالے کس لئے
جوکہ مسکن ہے ہمارا رشک ستار تو خرابہ جانے اُس کو اور خار
کیا کرتا ہے کہ تا اُتو سب مجھے بادشاہ اور پیشوا اپنا کرے
وہم سودا ڈالتا انمین تو ہے نام اس جنت کا ویرانہ رکھے
تیرے سر پہ مارین ہم سب اسقدر تا کہے تو چھوڑا اپنے مکر و شر
ننگا کر کے دھوپ مین ہین باندھتے اسکو شاخ خار سے ہین مارتے
اُسکے تن سے خون ٹپکے سو جگہ وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرے
کی نصیحت[2] مین نے مخفی دین کی بھید پنہان اس جہودان سے کر
وہ ہے عاشق حشر آیا ہے اسے تا در توبہ ہوا بند اسے سبب
عاشق اور توبہ ہو ممکن صبر سے یہ محال اک سب بڑا ہے شہرہ رہے
توبہ کیڑا عشق ہے جون اژدہا توبہ وصف خلق وہ ہے وصف خدا
عشق ہے وصف خدائے بے نیاز عاشقی ہے غیر پہ اُسکی مجاز
کیونکہ وہ تا غیا طمع دار ہے نور ظاہر اور دھوان باطن رکھے
نور جب جاتا ہے تو پیدا ہو دھوان عشق ٹھنڈا ہو مجازی اس زمان
جبکہ پیدا ہو دھوان غم فزا سرد ہو جائے عشق سے تن ہوا
لوٹ جائے حسن سوئے اصل خود گندہ تن جائے رسوا اور بد
نے ہو اس مین نور نے ہو زندگی نے جمال اسمین رہے فرخندگی
پس رہے وہ [illegible] ہو جائے وہ دیوار بے مہ دیودار

[1] آٹو وون کے اگلے شعر تو اٹو وون گاؤن مین شیخی کرتا ہے اور فتنہ و شورش مچا اسلئے ڈالتا ہے جوکہ ہمارا مسکن رشک ستارہ ہے تو اسکو خراب جانتا ہے اور [illegible] ہے تاکہ اُسکو بادشاہ و پیشوا کرین تو وہم و سودا انمین ڈالتا ہے اور نام اس جنت کا ویرانہ رکھتا ہے تیرے سر پر اسقدر مارین کہ تو کہے اب مین نے مکر و شر چھوڑا وہ ننگا کر کے دھوپ مین باندھتے ہین اور اسکو شاخ خار سے مارتے ہین اُسکے بدن سے سو جگہ خون ٹپکتا ہے وہ احد کہتا ہے اور سجدہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم [2] قولہ کی نصیحت شعر مین نے نصیحت کری کہ دین کو مخفی کر اور تو بھید ان یہودیوں سے پوشیدہ رکھ وہ عاشق ہوئے حشر آیا ہے کہ در توبہ اُسپر بند پڑا ہے عاشق کو صبر سے توبہ ممکن ہووے یہ بڑا محال ہے توبہ ایک کیڑا اور عشق مثل اژدہا کے ہے کہ توبہ وصف خلق اور وہ وصف خدا ہے عشق وصف خدائے بے نیاز ہے غیر پر اسکی عاشقی مجاز ہے کیونکہ مجازی عشق تو طمع دار ہے کیونکہ مجازی نور ظاہر اور باطن میں دھواں رکھتا ہے یعنی توبہ کیڑا اور عشق اژدہا ہے کہ اژدہا کے اوپر کیڑا اک ٹھہرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم [3] تو جب جائے آگے شعر جب حسن و عشق جائے تو دھوان بڑا دل کا پیدا ہوا اسوقت عشق مجازی ٹھنڈا ہو جبکہ وہ دھوان غم فزا ہو سب سوے اور نہ عشق ہووے تو وہ حسن لوٹ جائے طرف اصل اپنی تن گندہ رہ جائے رسوا اور نہ کوئی [illegible] کے لوٹ جائے عکس ہونے لو دیوار سیاہ ہو گئے نہ اُسمین نور ہو نہ زندگی ہو نہ جمال اور نہ فرخندگی ہو پس وہ پانی مٹی بے لگاؤ سا رہے اور وہ دیوار بے ماہ کے ہو جیسے دیئے کے مانند یعنی حسن حق کے کہ صورت معشوق سے لوٹ کر جانب حق کے چلا جاتا ہے اُس وقت معشوق مجازی بیکار رہی ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم

قلب را کان زر زروئے او بجست	بازگشت آن زر بکان خود نشست	قلب کا زر رخ اسکے سے اُڑا	لوٹ کر زر کان اپنے مین گیا
پس مس رسوا بماند و دودش	روسیہ تر رو بماند عاشقش	اُس دھوکمین مین تانبا پڑا ہی رہے	روسیہ عاشق یہ اُس کا بس رہے
نور مہ راجع شود ہم سوے ماہ	دارد عکسش ز دیوار سیاہ	ٹوٹ جائے نور مہ کا سوے ماہ	عکس ٹوٹے رہوے دیوار سیاہ
عشق بیتابان بود بر کان زر	ہر زمانی لاجرم شد بیشتر	عشق بیخیان کی زر کی کان پہ	اس لئے ہر دم ہوا ہے بیشتر
زانکہ کان را در زری نبود شریک	مرحبا اے کان زر لاشک نیک	کیونکہ زر کی کان مین ہے نہ شریک	مرحبا اے کان زر لاشک نیک
ہر کہ قلبی را کند انباز کان	وا رود زر تا بکان از لامکان	جو شریک کان کوئی کھوٹا کرے	جائے وہ زر کان تک بے محل سے
عاشق و معشوق مردہ ز اضطراب	ماندہ ماہی رفتہ زان گو آب	عاشق و معشوق مردہ رہ گئے	اور گئی بس ماہی تالاب سے
عشق ربانی ست خورشید کمال	امر نور اوست خلقان چون ظلال	عشق ربانی ہے خورشید کمال	امر نور اور خلق ہے سایہ زوال

توکیل کردن مصطفےٰ صلعم ابوبکر را جہت بیع بلال

وکیل کرنا مصطفےٰ صلعم کا ابوبکر کو واسطے خریدنے بلال رضی اللہ عنہ کے

مصطفےٰ زین قصہ چون گل بر شگفت	رغبت افزون گشت ادرا ہم نگفت	احمد اس قصے سے سن گل کھلے	رغبت افزون ہوئی ولیکن چپ رہے
مستمع چون یافت ہمچون مصطفےٰ	ہر سر مویش زبانے شد جدا	پایا جو سامع مثال مصطفےٰ	بال بال اُنکا زبان اک بنگیا
مصطفےٰ فرمود کاکنون چیست رہ	گفت این بندہ مراد را مشتریست	مصطفےٰ بولے کہ اب چارہ ہے کیا	لیے مین لیتا ہون مول اسکو بھلا
ہر بہا کہ گوید او را می خرم	در زیان و حیف ظاہر ننگرم	جو کہے قیمت خریدون اُسکو مین	ظاہر النقصان نہ دیکھون اُسکو مین
کو اسیر اللہ فی الارض آمدہ است	سخرۂ چشم عدو اللہ شدہ است	کہ اسیر اللہ وہ آیا خاک پے	اور عدو اللہ نے پھانسا ہے
مصطفےٰ فرمود کای اقبال جو	اندرین رہ می شوم انباز تو	مصطفےٰ بولے کہ ای اقبال پے	مین شریک ہوتا ہون اب اسمین ترے
تو وکیلم باش نیمی بہر من	مشتری شو قبض کن از من ثمن	ہو وکیل آدھا تو میرے واسطے	کہ خرید اور قیمت اُسکی مجھسے لے
گفت صد خدمت کنم رفت آن زمان	سوے خانہ آن جہود بے امان	بولے سو خدمت کرون گئے اُس گھڑی	سوی خانہ اُس جہودی خود ہی

قلب کا آے شعر قلب کا اُسکے رخ سے سونا اُڑ گیا وہ لوٹ کر اپنے معدن مین گیا پس تانبا اُس دھوکے مین ہی رہا اور عاشق اُسکا روسیہ ہوا اور عشق بیتابان کا زر کی کان پر اسواسطے ہردم ہوا ہے کیونکہ زر کی کان مین شریک نہین ہے مرحبا اے کان زر ترجمہ نہین ہے بیشک تجھ مین جو کوئی کھوٹے کو شریک کان کرے وہ زر کان تک بے محل سے عاشق و معشوق مردہ رہ گئے اور دریا ہی اُس تالاب سے گئے پس عشق ربانی خورشید کمال ہے اور نور امر ہے اور خلق سایہ زوال ہے یعنی عشق مجازی مین جیکہ معشوق سے جدا رہتا ہے تو عاشق و معشوق مردہ رہجاتے ہین اور عشق حقیقی ہمیشہ ویسا ہی رہتا ہے اُسکو کمی و بیشی کچھ نہین ہوتی ہے آگے وکیل کرنا ابوبکر کا بیان ہو گا فافہم ۱۲

احمد آے شعر مصطفےٰ صلعم اس قصہ سے گل کے مانند کھلے اور رغبت افزون ہوئی ولیکن خاموش رہے جو سننے والا مثل مصطفےٰ صلعم کے پایا اُنکا بال بال ایک زبان بنگیا مصطفےٰ صلعم نے فرمایا کہ اب کیا علاج ہے کہا کہ اب مین مول اسکو لیتا ہون جو قیمت کہے مین اسکو خریدون اب تو مین ظاہر نقصان نہین دیکھتا ہون کہ وہ قیدی خدا کا آیا ہے خاک پر اور اللہ کے دشمن نے اسکو پھانسا ہے مصطفےٰ صلعم نے فرمایا کہ اے اقبال والے مین تیرے شریک ہوتا ہون تو وکیل ہو اور آدھا میرے واسطے خرید کر اور قیمت اسکی مجھسے لے باقی حال آگے ہو گا فافہم ۱۲ بولے آہ شعر کہا کہ سو خدمت کرون اور اُسدم گئے خود اُس جہودی کے گھر [illegible] اور دل مین سمجھے کہ طفل کے ہاتھ سے گوہر مول لینا بہت آسان ہے آگے اسکی مثال ہے عقل اور ایمان کو توم جاہل سے [illegible] لیتا ہے [illegible] کہ اُسکے سوگز [illegible] خریدے ابہا چاہے کرتا ہے سحر سے اور سو بیاتی [illegible] آگے حقائق ہے فافہم ۱۲

گفت با خود کز کف طفلان گہر	می توان آسان خریدن ای پسر	سو بے دلیں ذر کو دست طفل سے	مول لینا تو بہت آسان ہے
عقل و ایمان را ازین قوم جہود	می خرد با ملک دنیا دیو غول	عقل و ایمان کو جاہل قوم سے	دیو دیکر ملک دنیا مول لے
آن چنان زینت دہد مردار را	کز خرد ایشان دو صد گلزار را	زینت ایسی دیتا ہے مردار کو	کہ خریدے ایسے سو گلزار کو
آن چنان مہتاب پیماید بسحر	کز خسان صد کیسہ برباید بسحر	ایسے ناپے چاندنی کو سحر سے	لیوے سو ہمیان زر وہ سحر سے
انبیاشان تاجری آموختند	پیش ایشان شمع دین افروختند	پس سکھائی انبیا نے تاجری	آگے انکے شمع دین روشن کری
دیو غول و ساحر از سحر و نبرد	انبیا را در نظر آن زشت کرد	دیو و غول و ساحران نے سحر سے	انبیا دکھلائے اسکو پس برے
زشت گرداند بجادوئی عدو	تا طلاق افتد میان جفت و شو	زشت گردانا عدو نے سحر سے	تا طلاق اک زن و شوہر میں پڑے
دیدہاشان را بسحری دوختند	تا چنین گوہر بخس افروختند	آنکھ کو ان کی سحر سے سی دیا	تا عوض خس کے گہر ایسا دیا
این گہر از ہر دو عالم برترست	ہین بخر زین طفل نادان کو خرست	دونوں عالم سے یہ گوہر ہے سوا	کر خرید اس طفل خر سے پس لا
نزد خر خرمہرہ و گوہر یکیست	آن اشک را در دیدہ دریا شکیست	پیش خر خرمہرہ و گوہر ایک ہے	در و دریا میں وہ خر پس شک کرے
مر خران را ہیچ دیدی گوشوار	گوش ہوش خر چہ باشد سبزہ زار	خر کے دیکھا ہے کبھی بھی گوشوار	گوش و ہوش اس خر کا کیا ہے سبزہ زار
احسن التقویم در والتین بخوان	کہ گرامی گوہرست ای دوست جان	احسن التقویم والتین ہے پڑھو	کہ عجب گوہر ہے یہ ای دوستو
احسن التقویم از فکرت برون	احسن التقویم از عرشش فزون	احسن التقویم برتر فکر سے	احسن التقویم بالا عرش سے
گر بگویم قیمت آن ممتنع	ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع	گر کہوں میں قیمت اس نایاب کی	میں جلوں اور سامع بس جل جائے
لب ببند اینجا و آن سو مران	رفت آن صدیق سوی آن خران	اس جگہ چپ رہ نہ آگے بڑھ یہاں	وہ گئے صدیق کس سوئے خران
حلقہ در زد چو در را برگشود	رفت بیخود در سرای آن یہود	در بجایا اس نے کھولا جبکہ در	پس گئے بیخود یہودی کے وہ گھر
بیخود و سرمست در آتش نشست	از دہانش بس کلام تلخ جست	مست و بیخود بیٹھے وہ آتش میں گھر	اور کلام سخت انھوں نے بس کہے
کین ولی اللہ را چون میزنی	این چہ حقدست ای عدو روشنی	کیوں تو مارے اس ولی اللہ کو	کینہ یہ کیا روشنی کے ای عدو

سلہ پس سکھائی آگے شعر پیش انبیا نے تاجری سکھائی اور شمع دین کی انکے آگے روشن کی دیو و غول و ساحروں نے سحر سے بگاڑ کر دکھلائے بری صورت نے سحر سے زشت گردانا تاکہ زن و شوہر میں ایک طلاق پڑے سحر سے انکی آنکھ کو سی ڈالا تاکہ لیا گوہر عوض خس کے دیا یہ گوہر دونوں عالم سے سوا ہے اس طفل خر سے اس کو خرید کرلے کیونکہ پیش خر گوہر خرمہرہ ایک ہے اور در اور دریا میں وہ خر شک کرتا ہے کبھی خر کے گوشوارے کو بھی دیکھتا ہے خر کا گوش و ہوش کیا ہے سبزہ زار یعنی بلال ایک گوہر ہے اس گدھے کے پاس پس اس سے لے لینا چاہیئے اس گوہر کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ احسن التقویم الخ یہ شعر سورہ والتین میں احسن التقویم کو پڑھو اے دوستو یہ عجب گوہر ہے احسن التقویم فکر پر برتری رکھتی ہے اور احسن التقویم بالا عرش سے ہے اگر میں اس نایاب کی قیمت کہوں میں جلوں اور سامع بھی جل جائے اس جا چپ رہ اور آگے مت بڑھ پس وہ صدیق پھر جانب آن خرون کے گئے دروازہ کھولا پس وہ بیخود ہوئے گھر گئے سب بیخود وہ آتش میں بیٹھے اور کلام سخت انھوں نے کہے یعنی تقویم جامع جمیع اسما و صفات و حقائق ہے کہ انسان اسکو خود میں رکھتا ہے اور فکر سے معلوم نہیں ہوتا ہے بلکہ تابع دو رو سے انبیا کو معلوم ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ کیوں تو مارے الخ یہ شعر اس ولی کو تو کیوں مارتا ہے یہ کیا کینہ ہے اے روشنی نور میں اگر تو اپنے دین میں صادق ہے تو ظلم سادق پر کیوں کرے صدق جو وہ بھی تو ایک مادہ ہے اور تو یہ گمان رکھتا ہے شہزادے پانچ آئینہ کج میں سے مت دیکھ سب کو اسے مرد و دفترین مخلوقات کے اس دم صدیق نے جو کہا کہ اگر میں کہوں تیرا ہوش اڑ جائے بناء الحکم یا تشعرات کے انکے منہ سے جاری تھا راہ بے حیات سے یعنی چشمہ حکم الٰہی کا اس دم انکے منہ سے جاری ہوا راہ بے حیات کے اسکا بیان نہیں ہو سکتا ہے کوئی اسکی مثال ہو فافہم ۱۲

گر ترا صدقی ست اندر دین تو — ظلم بر صادق دلت چون می نهد
ای تو در صدق جهودی ماده — کاین گمان دادی تو بر شهزاده
در همه زآئینه کژ ساز خود — منگر ای مردود نفرین ابد
آنچه آمدم از لب صدیق ست — گر بگویم کم کنی تو پا و دست
آن ینابیع الحکم همچون فرات — از دهان او روان از بیجهات
همچو از سنگی که آبی شد روان — نی ز پهلو مایه دارد نی ز میان
اسپر خود کرده حق آن سنگ را — برگشاده آب مینا رنگ را
همچنان کز چشمهٔ چشم تو نور — او روان کردست بے بخل و فتور
نی ز پیه آن مایه دارد نی ز پوست — روپوشی کرده در ایجاد دوست
در خلای گوش باد جاذبش — مدرک صدق کلام و کاذبش
آنچه باد ست اندر آن خرد استخوان — که پذیرد صوت و حرف قصه خوان
استخوان و باد روپوش ست و بس — در دو عالم غیر یزدان نیست کس
مستمع او قائل او بے احتجاب — زانکه الاذنان من الراس ای مثاب
گفت اگر رحمت همی آید برو — زر بده بستانش ای اکرام خو
ور دلت سوزد چو من سوز دلت — بے مؤنت حل نگردد مشکلت
گفت صد خدمت کنم پانصد سجود — بنده دارم نکو لیکن جهود
تن سفید و دل سیاه او را بگیر — در عوض ده تن سیاه و دل منیر
پس فرستاده بیاورد آن همام — بود الحق سخت زیبا آن غلام
آنچنانکه ماند حیران آن جهود — آن دل چون سنگش از جا رفته زود

دین میں اپنے اگر صادق ہے تو — ظلم کیوں کرتا ہے صادق پر تو
مادہ اک صدق جہودی میں ہے تو — یہ گمان رکھتا ہے شہزادے پہ تو
اپنے مت دیکھ آئینہ کج میں سے تو — سب کو ای مردود نفرین خلق کو
اس گھڑی صدیق نے جو کچھ کہا — گر کہوں میں ہوش اُڑ جائے ترا
وہ ینابیع الحکم مثل فرات — انکے منہ سے جاری لا تعد بیجہات
جیسے اک پتھر سے پانی ہو روان — نے رکھے پہلو میں مایہ نے میان
آڑ حق نے اپنی کی ہے سنگ کو — اور کھولا آب مینا رنگ کو
جیسے چشمہ چشم سے ای یہ ترے نور — کرتا وہ جاری ہے بے بخل و فتور
نے رکھی چربی وہ مایہ اور پوست — آڑ رکھتا ہے اُسے ایجاد دوست
ہو خلا ہے گوش میں جاذب ہے — ہے وہ مدرک جھوٹی سچی بات کو
یہ جو ہوا کہ اس میں ہے جزو استخوان — کہ سنے آواز حرف قصہ خوان
یہ ہوا اور استخوان پردہ ہے بس — غیر یزدان دونوں عالم میں ہے کس
کہتا وہ سنتا وہ ہے بے حجاب — کیونکہ الاذنان من الراس اے مثاب
بولا رحم آتا ہے اُس پر گر تجھے — لا تو قیمت اسکی دے لو اسکو تو
تیرا دل جلتا ہے گر تو مول لے — بے مدد حل ہو نہ یہ مشکل تجھے
بولے بہتر ہو کروں صد ہا سجود — نیک رکھتا ہوں غلام اک میں یہود
تن سفید اور دل سیہ کیجے اُسے — دل سفید اور تن سیہ لیجے مجھے
اک جوان بھیجا کہ لایا تیز گام — سخت زیبا تر تھا الحق وہ غلام
اس طرح کہ وہ جہود حیران ہوا — سنگ دل بیہوش ہو کر رہ گیا

ف جیسے الخ یہ شعر جیسے ایک پتھر سے پانی رواں ہو اور نہ پہلو میں اور نہ درمیان میں یہ رکھتا ہے آگے حقائق ہیں اس سنگ کو حق نے اپنی آڑ کی ہے اور رحمۃ آب مینا رنگ کو کھولا ہے آگے پھر مثال ہے جیسے تیرے چشمہ چشم سے اور نور جاری کرتا ہے بے بخل کے نہ وہ چربی رکھتی ہے اور نہ پوست اُسے آڑ رکھتا ہے ایجاد دوست نے پھر مثال آگے ہے خلا جو گوش میں ہے جو جاذب ہے کہ وہ جھوٹی سچی بات کی تمیز کرتا ہے کہ اس میں ایک جزو استخوان ہے کہ وہ سنتا ہے آواز حرف قصہ خوان کا یعنی یہ ہوا اور استخوان ایک پردہ ہے سوا خدا کے دونوں عالم میں کوئی ہے یعنی اب سب جہان ایک آئینہ ہیں اظہار کے ہیں کہ سب پردہ کیا ہے ان پردوں کے ساتھ سے آگے اسکا بیان ہے تا فہم مسلم کہ اپنے زعم کے شعر ہیں کہ کہتا ہے اور وہ ہی سنتا ہے بے حجاب کیونکہ ترجمہ مشہور کان سر سے ہیں کہا کہ اگر رحم آتا ہو تجھکو اُس پر تو لا اسکی قیمت دے اور اسکو لے اگر تیرا دل جلتا ہے تو مول لے یہ مشکل تجھکو حل ہو صدیق نے فرمایا بہتر ہے بھیجو تجھے کہ ایک غلام یہود نیک میں رکھتا ہوں تن سفید دل سیاہ تو اسکو لے اور دل سفید اور تن سیاہ مجھے دے ایک جوان بھیجا کہ تیز قدم لایا اور سخت زیبا تر تھا حق وہ غلام اس طرح کا تھا کہ وہ جہود حیران ہوا اور اسکا سنگ دل بیہوش ہو گیا آگے رنگ حقائق ہیں فافہم ۱۲

حالت صورت پرستان این بود | سنگ شان از صورتی موم شود
باز کرد استیزه و راضی نشد | که همین افزون بده بی هیچ بد
یک نصاب نقره هم بر وی فزود | تا که راضی گشت حرص آن جهود
بیع کرد و داد و بستد بی غرض | داد گوهر سنگ بستد در عوض
بر خیال آنکه سودی کرده‌ام | داد سودا یعنی آورده‌ام
منعقد چون گشت بیع نزد هم | یافت ایجاب و قبول هر دو آن

حال ہیں صورت پرستوں کا یہی | سنگ دل صورت سے ہو موم بنا ہے
پھر کیا جھگڑا نہ وہ راضی ہوا | کہ مجھے دے اسکے اوپر اور سوا
اب نصاب اک سیر کے چاندی سوا | وہ جہود طامع تب راضی ہوا
کر دیا بیع اور لے ہی بے غرض | دیکے گوہر سنگ لیتا ہے عوض
یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا | دے کے بد رد خوب و بیش لیا
ہو گئی جب بیع مقرر درمیاں | لینا دینا ٹھہرا دونوں میں ہاں

خندیدن یہودی و پنداشتن آن کہ صدیق مغبون ست و ندانستن بہای بلال را

ہنسنا یہودی کا اور سمجھنا اس بات کا کہ صدیق کو نقصان ہوا اور قیمت بلال کی نہ پہچانا

قهقهه زد آن جهود سنگدل | از سر افسوس و طنز و غش و غل
گفت صدیقش که این خنده چه بود | در جواب پرسش او خنده فزود
گفت اگر جدت نبودی اهتمام | در خریداری این اسود غلام
من ز استیزه نمی افروختم | خود بعشر قیمتش من بفروختم
که بنزد من نیرزد نیم دانگ | تو گران کردی بهایش از بانگ
پس جوابش داد صدیق ای غبی | گوهری دادی بجوزی چون صبی
که بنزد من همی ارزد دو کون | من بجانش ناظرستم نے بلون
زر سرخ است سیه تاب آمده | از برای رشک این احمق کده

اس یہودی نے لگایا قہقہا | از رہ طنز و تمسخر واہ وا
بولے صدیق اس سے تو ہنستا ہے کیوں | در جواب انکے ہنسا وہ اور فزوں
بولا گر کوشش نہیں ہوتی تمہیں | مول لینے اس غلام حبشی میں
پھر نہیں جھگڑے سے کچھ ہوتا خفا | خود اسے میں دس روپیہ کو بیچتا
میں نہ تھا لائق جانوں آدھے دانگ کے | تم نے قیمت کو بڑھایا آپ سے
در جواب اسکے کہا صدیق نے | جوز کے عوض گوہر دیا جوں طفل نے
جانوں ہوں ارزاں اسے کونین سے | جان سے اس کی دیکھوں ہوں نہ رنگ سے
ہے زر سرخ اور سیہ تابی رنگ کے | رشک سے وہ آیا احمق کے لیے

سلہ حال ہیں صورت الخ ۱۲ شعر یہ حال صورت پرستوں کا ہے کہ سنگ دل ان کا صورت سے موم ہو رہا ہے پھر جہودی نے جھگڑا کیا اور راضی نہ ہوا کہ مجھے اس کے اوپر اور سوا دے پس ایک نصاب اُسپر چاندی سوا کی تب وہ جہود طامع راضی ہوا بیع کر دیا اور بے غرض لیا اور گوہر دے کر سنگ عوض میں لیا یہ سمجھکر کہ مجھے نفع ہوا اور بد دیکر خوب روپیہ نے لیا جب آپس میں بیع مقرر ہو گئی اور دونوں میں ایجاب و قبول ٹھہرا آگے یہودی کے خوش ہونے کا بیان ہے ۱۲ فہم ۱۲ سلہ اس یہودی نے الی آخرہ ۷ شعر یہودی نے قہقہہ لگایا اور از راہ طنز اور تمسخر کے واہ واہ کہا صدیق نے اُس سے کہا کہ تو ہنستا کیوں ہے در جواب اُس کے وہ اور ہنسا سو کہا کہ اگر تم کو کوشش نہ ہوتی اس غلام حبشی کے مول لینے میں تو میں جھگڑے سے کچھ خفا نہ ہوتا اُس کو میں تو دس روپیہ کو بیچتا میں آدھے دانگ کے لائق جانتا ہوں تم نے آپ سے قیمت کو بڑھایا اس کے در جواب صدیق نے کہا جوز کو عوض گوہر کے دیا مانند طفل کے میں ارزاں اُس کو جانتا ہوں کونین سے کہ میں جان سے دیکھتا ہوں اُسے نہ رنگت سے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے زر سرخ الی آخرہ ۵ شعر زر سرخ ہے اور سیاہ تابی رکھتا ہے اور احمق کے لئے رشک دینے آیا ہے وہ چشم جسمانی ہفت رنگ ہے کہ اُس پردہ میں کب روح کو پاتی ہوں آگے رجوع بقصہ ہے اگر تو مصر ہوتا اندر بیع کے تجکو اپنا جامہ ملک و مال دیتا اور اگر تو زیادہ مصر ہوتا تو میں غیرت سے زر قرض لیکر دیتا تو نے ارزاں بیچا کیونکہ ارزاں لیا تھا گوہر نہ دیکھا اور ڈبہ دیکھا یعنی بلال مانند چشم سر کے ہفت رنگ کو بظاہر سیاہ رکھتا ہے اور باطن میں اسکے نور بجا ہے چشم سر معنی بلال کب رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دیدهٔ این هفت رنگ جسمها / در نیابد زین نقاب آن روح را
گر بکیسی کردهٔ در بیع پیش / دادمی من جمله ملک و مال خویش
ور بکیسی افزودی من زاهتمام / دامن زر کردمی از غیر وام
سهل دادی زانکه ارزان یافتی / در نمی‌دیدی حقه را نشکافتی
حقهٔ سربسته جهل تو بداد / زود بینی که چه غبنت اوفتاد
حقهٔ پر لعل را دادی بباد / همچو زنگی در سیه روئی تو شاد
عاقبت واحسرتا گوئی بسی / بخت و دولت را فروشد خود کسی
بخت با جامهٔ غلامانه رسید / چشم بدبختت بجز ظاهر ندید
او نمودت بندگی خویشتن / خوی زشتت کرد با او مکر و فن
این سیه اسرار تن اسپید را / بت پرستانه بگیر ای ژاژخا
این ترا و آن مرا بردیم سود / هین لگم دین وصلهٔ دین ای جهود
خود سزای بت پرستان این بود / جلّش اطلس اسپ او چوبین بود
همچو گور کافران پر دود و نار / وز برون بربسته صد نقش و نگار
همچو مال ظالمان بیرون جمال / وز درونش خون مظلوم و وبال
چون منافق از برون صوم و صلوة / وز درون خاک سیاه بی نبات
همچو ابری بی نم او پر فر و قر / نه درون نفع زمین نه قوت بر
همچو وعدهٔ مکر و گفت دروغ / آخرش رسوا و اول با فروغ
بعد ازان برگفت آن [illegible] / آن ز زخم ضربهٔ منت چون خلال

هفت رنگی چشم جسمانی ہو سب / روح کو پائے بس اس پردے مین کب
گر مصر ہوتا تو اندر بیع کے / دیتا جملہ ملک و مال اپنا تجھے
اور مصر ہوتا زیادہ تو اگر / قرض لیکر غیر سے دیتا مین زر
بیچا ارزان کیونکہ ارزان تھا لیا / ورنہ دیکھا اور ڈبہ وا کیا
بند ڈبا جہل تیرے نے کیا / جلد دیکھے تو کہ کیا نقصان پڑا
هفت ڈبہ تو نے پر لعل اب دیا / خوش سیہ روئی پہ جیسے زنگی ہوا
تو بہت واحسرتا آخر کہے / بخت و دولت جیسے کوئی بیچ دے
بخت آیا با لباس خادمی / دیکھا ظاہر چشم بدبین نے تری
بندگی دکھلائی اپنی بس تجھے / مکر جانا تیری خوئی زشت نے
اس سیہ دل تن سفید زشت کو / بت پرستوں کی طرح لے بیہدہ
یہ سب تجھے اور وہ مجھے بس ہے سود / کر لگم دین وسلے مین اے جہود
بت پرستون کی سزا خود یہی ہے / اسپ چوبین اسکا جھول اطلس کا ہو
گور کافر کی طرح پر دود نار / اور باہر سے کئے نقش و نگار
مال ظالم کی طرح باہر جمال / اندر اسکے خون مظلوم و وبال
جون منافق ظاہر صوم و صلوة / باطنا خاک سیاہ بے ثبات
ابر بے نم پر وقار فر کے مثال / نے زمین کو نفع نے جو کے نہال
مثل وعدہ مکر اور قول دروغ / رسوا آخر اس کا اول با فروغ
بعد اس کے پکڑا اس نے بت بلال / صدر مین محنت سے تھا وہ مثل خلال

۱ بند ڈبہ [illegible] شعر [illegible] جہل سے [illegible] نقصان [illegible] پر لعل [illegible] سیاہ روئی سے مانند زنگی [illegible] آخر کو بہت واحسرتا [illegible] بخت و دولت [illegible] بخت بالباس خادمی آیا تیری چشم بدبین نے [illegible] اپنی بندگی [illegible] خوئے زشت [illegible] سیاہ دل [illegible] زشت کو بت پرستوں کے مانند [illegible] لعنی تو [illegible] اس سے [illegible]

۲ بت پرستوں کی [illegible] شعر [illegible] اسپ چوبین اور اسکی جھول اطلس [illegible] گور کافر [illegible] آتش [illegible] نقش و نگار [illegible] مال ظالم [illegible] خون مظلوموں کا وبال منافق کے مانند ظاہر نماز روزہ [illegible] باطن میں سیاہ [illegible] رسوا لعنی [illegible] رسول اللہ [illegible] لعنی [illegible]

[illegible] کردیا [illegible] اس کے [illegible]

شد خلالی در دہانی راہ یافت | جانب شیرین زبانی می شتافت
آوریدش تا بنزد آن رسول | کہ بجان او کردہ بد ونیش قبول
چون بدید آن خستہ روی مصطفیٰ | گفت طبتم فادخلوہا یا بہا
چون بلال این راشنید بر مصطفیٰ | خر مغشیاً فتاد او بر قفا
تا بدیری بیخود و بیہوش ماند | چون بہوش آمد زشادی اشک راند
مصطفیٰ اش درکنار خود کشید | کس چہ داند بخششے کو را رسید
چون بود مسی کہ بر اکسیر زد | مفلسی بر گنج پر توفیر زد
ماہی پژمردہ در بحر او فتاد | کاروان گم شدہ زد بر رشاد
آن خطابی کہ گفت آندم نبی | گر زند بر شب بر آید از شبی
روز روشن گردد آن شب چون صباح | من نتانم باز گفت آن اصطلاح
خود تو دانی کآفتاب اندر حمل | تا چہ گوید با نبات و با دقل
خود تو میدانی کہ آن آب زلال | می چہ گوید با ریاحین و نہال
صنع حق با جملہ اجزائے جہان | چون دم و حرفست از افسون گران
جذب یزدان با اثرہا و سبب | صد سخن گوید نہان بے حرف و لب
نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست | لیک تاثیرش از و معقول نیست
چون مقلد بود عقل اندر اصول | دان مقلد در فروعش ای فضول
گر بپرسد عقل چون باشد مرام | گو چنانکہ تو ندانی والسلام

وہ ملی منھ مین بلال پاک کو | جانب شیرین زبانی جائے وہ
اُس کو ہمراہ لائے وہ پیش رسول | کہ کیا تھا جان سے دین اُسنے قبول
دیکھا جو خستہ نے روئے مصطفیٰ | بولے طبتم فادخلوہا یا بہا
پس بلال نیک نے جب یہ سنا | مصطفیٰ سے سیکے بیخود گر پڑا
دیر تک بیہوش اور بیخود رہا | ہوش مین آیا خوشی سے رو دیا
مصطفیٰ نے اُسکو خود بیٹھا لیا | کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا
ہووے کچھ کچھ مس لگے اکسیر سے | اور مفلس پر خزانے پر پڑے
ادھر ہی ایک ماہی دریا مین پڑی | اور بھولے کاروان کو رہ ملی
وہ خطاب اسدم جو احمد نے کہے | گر کہیں شب سے تو شب مین چھوڑ دے
روز روشن ہووے وہ شب جون صباح | مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح
جان لے تو خود کہ شمس اندر حمل | کہتا کیا ہے با نبات و پھول پھل
جان لے تو خود کہ وہ آب زلال | کہتا کیا ہے باریاحین و نہال
صنع حق عالم کے جملہ جزو سے | مثل افسونگر کے دم اور حرف ہے
جذب حق کا با اثر اور با سبب | باتین سو پنہان کرے بے حرف و لب
نے کہ تاثیر قدر جاری نہین | لیک تاثیر اس کی معقولی نہین
جو مقلد عقل تھے اندر اصول | فرع مین بھی ہے مقلد ای فضول
عقل گر پوچھے کہ کیونکر ہووے کام | کہدے ایسا تو نجانے والسلام

معاتبت کردن پیغمبر علیہ السلام باصدیق کہ تراوصیت کردم بشرکت

عتاب کرنا مصطفیٰ علیہ السلام کا صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمکو مین نے وصیت کری

سلہ ہووے الخ ۲ شعر کیا کچھ ہووے کہ مس اکسیر سے لگے اور مفلس خزانہ پر پڑے اور ایک ماہی ادھر ہی دریا مین پڑی اور پھر بھولے ہوئے کاروان کو رہ ملی جو اُسدم احمد صلعم نے وہ خطاب کہے اگر شب سے کہین تو شب مین چھوڑ دے روز روشن ہووے اور شب مانند صباح کے مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح تو جان لے خود کہ شمس حمل مین کیا کہتا ہے ساتھ نبات و پھول و پھل کے تو جان لے خود کہ وہ آب زلال کیا کہتا ہے ساتھ ریاحین و نہال کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ بلال وہ عنایت کی کہ جیسے نباتات کو تازہ کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ صنع حق الخ ۵ شعر صنع حق سے جملہ جزو عالم سے افسون گر کے دم اور حرف ہے اور جذب مین ساتھ اثر و سبب کے سو باتین پنہان کرے کہ بے حرف و لب نہین کہ تاثیر قدر کی جاری نہین ہے ولیکن تاثیر اس کی معقول اہل نہین جو مقلد عقل کے تھے اصول مین وہ فروع بھی مقام مین کہ عقل پوچھے کہ کیونکر کام ہووے ایسا کہدے تو نہین جانتا ہے والسلام یعنی صنعت خدا ہر ایک جزو عالم سے افسونگر کے مانند اثر رکھتی ہے مگر عقل مین ایکسے کے نہین آتی ہے آگے جناب رسول مقبول صلعم کا بیان ہے فافہم ۱۲

من بجز خود تنہا خریدی و جواب عرض نمودن صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان — در عتاب آمد بمانی بالزبان
گفت ای صدیق آخر گفتمت — کہ مرا انباز کن در مکرمت
تو چرا تنہا خریدی بہر خویش — باز گو احوال ای پاکیزہ کیش
گفت ما دو بندگان کوی تو — کردمش آزاد من بر روی تو
تو مرا میدار بندہ و یار غار — ہیچ آزادی نخواہم زینہار
کہ مرا از بندگی آزادی ست — بے تو بر من محنت و بیدادیست
ای جہان را زندہ کردہ مصطفا — خاص کردہ عام را خاصہ مرا
خوابہا میدیدہ ام در شباب — کہ سلامم کرد قرص آفتاب
از زمینم بر کشیدہ تا سما — ہمرہ او گشتہ بودم از ارتقا
گفتم این ماخولیا بود و محال — ہیچ گردد مستحیلی وصف حال
چون ترا دیدم بدیدم خویش را — آفرین آن آئینۂ خوش کیش را
چون ترا دیدم محالم حال شد — جان من مستغرق اجلال شد
چون ترا دیدم من ای روح البلاد — مہر این خورشید از چشمم فتاد
گشت عالی ہمت از تو چشم من — جز بخواری ننگرم اندر زمن
نور جستم تو بدیدم نور نور — حور جستم خود بدیدم رشک حور
یوسفی جستم لطیف و سیمتن — یوسفستانی بدیدم در تو من

تھی کہ میری شراکت سے خرید نا تمنے تنہا خرید کیا اور جواب میں عرض کرنا صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان — بعد غصہ میں آئے اک زمان
بولے اے صدیق تمکو تھا کہا — کہ شریک اسمیں مجھے کرنا بھلا
تمنے کیوں تنہا لیا اپنے لئے — پھر کہو احوال اسکا تم مجھے
بولے ہم دونوں تمہارے ہیں غلام — کردیا آزاد اُسے میں نے تمام
تم مجھے بندہ رکھو اور یار غار — کچھ نہ آزادی میں چاہوں زینہار
مجھکو کب آزادی تیری قید سے — بے ترے ہے ظلم اور محنت مجھے
اصطفا سے زندہ عالم کو کیا — خاص عاموں کو کیا مجھ کو سوا
دیکھا تھا میں خواب میں اندر شباب — کہ مجھے کرتا سلام اک آفتاب
لیگیا مجھکو زمین سے تا سما — برتری میں اسکی میں ہمراہ تھا
سوچا میں مالخولیا یہ ہے محال — کب محال آخر ہوا ہے وصف حال
جو تمہیں دیکھا وہ دیکھا آپ کو — آفرین اُس آئینۂ میری پہ جو
جو تمہیں دیکھا ہوا حال اب محال — غرق جان میری ہوئی اندر جلال
میں نے دیکھا جو تمہیں اے روح پاک — ماہ و خورشید اب دکھی ہے مجکو خاک
عالی ہمت چشم میری تم سے ہے — جز بخواری نے زمانے میں دکھے
نور ڈھونڈھا دیکھا میں نے نور نور — حور ڈھونڈی میں نے دیکھا رشک حور
ڈھونڈھا یوسف اک لطیف و سیمتن — یوسفستان تم میں دیکھا آشکار

سلہ سید کونین الخ ۵ شعر سید کونین وہ سلطان جہان اسکے بعد غصہ میں آئے ایک زمانہ تک فرمایا کہ اے صدیق تمکو کہا تھا کہ اسمین مجھے شریک کرنا تم نے اپنے لئے کیوں تنہا لیا پھر تم احوال اسکا مجھ سے کہو کہا کہ ہم دونوں تمہارے غلام ہیں کہ اسے آزاد کردیا میں بالکل تم مجھکو بندہ رکھو اور یار غار کہیں کچھ آزادی نہیں چاہتا ہوں ہرگز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مجکو کب الخ ۷ شعر تمہاری قید سے مجھے کب آزادی ہے اور بغیر تمہارے مجکو ظلم و محنت ہے عالم کو زندہ اصطفا سے کیا و عام کو خاص کیا اور مجکو سوا میں خواب میں دیکھا تھا اندر شباب کے کہ مجھے ایک آفتاب سلام کرتا ہے مجھکو زمین سے آسمان تک لیگیا میں برتری میں اُسکے ہمراہ تھا میں سوچا کہ یہ مالیخولیا ہے محال کب محال آخر کو وصف حال ہوا ہے جو تمکو دیکھا آپ کو تو میرے اُس آئینہ پہ آفرین ہو جیو جو تمہیں دیکھا محال اب حال ہوا اور میری جان غرق ہوئی اندر جلال کے یعنی وہ خواب میری آپ کو دیکھنے سے سچ ہوگئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ میں نے دیکھا الخ ۶ شعر جو تمکو میں نے دیکھا اے روح پاک مہر خورشید اب مجھے دیکھتا ہے خاک تیری چشم عالی ہمت تم سے ہے اور بجز خواری کے زمانہ میں نہیں دیکھتا ہے نور ڈھونڈھا میں نے نور نور دیکھا اور ڈھونڈھی دیکھا میں نے رشک حور ایک یوسف لطیف و سیم لقا دیکھا پس تم میں یوسفستان ظاہر دیکھا جنت کے واسطے ڈھونڈھتا پھرتا تھا میں نے تمہارے چہرہ کی بیچ میں جنت دیکھی یہ میری نسبت ہے ایک مرح وشن اور تمہارے نسبت ہے ہوتا اور یعنی جو میں ڈھونڈھتا پھرتا بار بار سے تمکو سچ پایا بلکہ اسکی مثال ہو نہ تھا

در پی جنت بدم در جستجو — جنتی بنمودم از هر جزو تو

هست این نسبت بمن مدح و ثنا — هست این نسبت بتو قدح و هجا

همچو مدح مرد چوپان سلیم — مر خدا را پیش موسی کلیم

که بجویم اشپشت شیرت دهم — چارقت دوزم من و پیشت نهم

قدح او را حق بمدحی برگرفت — گر تو هم رحمت کنی نبود شگفت

رحم فرما بر قصور فهمها — ای ورای فهمها و وهمها

ایها العشاق اقبال جدید — از جهان کهنه و نو در رسید

زین جهان کو چاره بیچاره جوست — صد هزاران نادره عالم در اوست

ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج — افرحوا یا قوم قد زال الحرج

آفتابی رفت در کازه هلال — در تقاضا که ارحنا یا بلال

زیر لب میگفتی از بیم عدو — کوری او بر مناره رو بگو

میدمد در گوش هر غمگین بشیر — خیز ای مدبر ره اقبال گیر

ای درین حبس و درین گند و شپش — هین که تا کس نشنود رستی خمش

چون کنی خامش کنون ای یار من — کز بن هر موی آمد طبل زن

آنچنان کز شدت غلغل ترشحش — گوید این چندین دهل را بانگ کی

میزند بر جوش ریحان که هر — از زکوری گوید آن آسیب چیست

ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنت کے لئے — دیکھی جنت ہر تمھارے جزو سے

تو یہ نسبت میری اے مدح و ثنا — ہے تمھاری نسبت ہجو و ناروا

جیسے مدح آیا چوپان سلیم — خاص حق کی پیش موسیٰ کلیم

کہ جوئیں بینوں تجھے میں شیر دوں — جوتیاں سیوں تری آگے رکھوں

ہجو اسکی حق سے ہی جائے ثنا — کیا عجب رحمت رکھے گر تو روا

رحم نت رکھ تو قصور فہم پہ — ہر سوا ہے فہم سے تو وہم سے

ایہا العشاق اقبال جدید — عالم کہنہ سے آیا ہے پدید

اس جہان سے کہ چارہ عاجزاں — سیکڑوں نادر ہیں عالم کے یہاں

ابشروا یا قوم اذا جاء الفرج — افرحوا یا قوم قد زال الحرج

چھپ گیا اندر ریستان ہلال — ہے تقاضا کہ ارحنا یا بلال

تو کہے پنہاں عدو کے خوف سے — وہ ہے اندھا تو چڑھ مینار پہ

کان میں غمگین کے پھونکے ہے بشیر — اٹھ اے مدبر راہ اقبال میں

اب تو اس محبس و کوٹھے میں رہو — نے کوئی زشتی سنے خاموش ہو

کس طرح خاموش ہوں میں مشتغا — ہر بن موسے جو نکلے بے صدا

ایسا ہر سب غدیرہ شنگ سے — کان سے کوٹ اپنے ڈھول کو

مارے پھلکے ... ریحان بڑا — اندھے پن کہو دیا آسیب کیا

قصهٔ بلال که بنده مخلص بود مر خدا را و صاحب بصیرت و بی تقلید پنهان شده بود بندگی مخلوق جهت مصلحت نه که از عجز

تمہید قصہ بلال کا کہ خدا کا بندہ مخلص تھا صاحب بصیرت بغیر تقلید کے بندگی مخلوق میں پوشیدہ ہوا واسطے مصلحت کے نکہ

سلہ جیسے آگے شعر چوپان سلیم مدح کرتا تھا خاص حق کے آگے موسیٰ کلیم کے کہ میں جوئیں بینوں اور تجھے شیر دوں جوتیاں سیوں اور تیرے آگے رکھوں حق نے اسکی ہجو جانے ثنا کی اگر تو رحم روا رکھے کیا عجب ہے تو رحم فرما قصور فہم پر اے تو سوا ہر فہم و وہم سے ترجمہ اے عاشق اقبال سے عالم کہنہ سے آیا نیا ظاہر اس جہان سے کہ چارہ عاجزان ہے سیکڑوں عالم کے اور دیان ہیں ترجمہ اے قوم تمکو بشارت ہو کہ جب آئے کشادگی فرحت ہو تمکو دور ہوئی تنگی یعنی یا رسول اللہ اگرچہ میری مدح مانند چوپان سلیم کے لائق ذم ہے مگر مثل خالق رحیم کے اسکو بھی قبول کرو اسکے مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہو فافہم ۱۲ سلہ خورشید گیا آگے شعر خورشید اندر ریستان ہلال کے گیا تقاضا ہے کہ راحت ہو کو دے پنہاں ہو تو مینار پر چڑھ کر کان میں ہر غمگین کے بشارت پھونکتا کہ اے مدبر اٹھ و راہ اقبال سیر کی لے اب تو اسی محبس و کوٹھے میں رہو نہ کوئی زشتی سنے اور خاموش ہو آگے جواب ہے کس طرح خاموش ہووے کہ ہر بن مو سے جو نکلتی ہے صدا اندھوں شک خوا ایسا بجرا ہے کہ کوٹ اُس کے سو پر ریحان مارین بڑے وہ اندھے پن سے کہے کہ یہ آسیب ہے یعنی جسکو گوش شنوا نہیں ہوا اسکے آگے لاکھو اسرار کہو کب وہ سنتا ہے جیسے حال بلال رضی اللہ عنہ کا اُس کا خواجہ نہیں جانتا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

چنانکه لقمان و یوسف علیه السلام از روی ظاهر و غیر ایشان و این هلال بنده سائیس بود مر امیری را و آن امیر مسلمان بود اما چشم بسته ٥

عاجزی سے جیسے کہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روے ظاہر کے اور سوا اُن کے اور یہ ہلال ایک بندہ سائیس تھا ایک امیر مسلمان کا لیکن وہ چشم باطن نہ رکھتا تھا ٥

واندا علی که مادری ارد | لیک چون تن بوهم دنادر
اگر این دانش تعلیم مادر کنند | ممکن بود که از اعمی خلاصی بینند
که اذا اراد الله تعالی بعبد خیرا | فتح عین قلبه لیبصر بها الغیب

جلنے اندھا کہ ماں کو کہتا ہے | لیک جون تن و وہم مین لیے
اگر ساتھ اس دانش تعلیم ماں کی کرے | ممکن ہی کہ اندھے پن سے نجات پائے
اذا اراد الله تعالی بعبد خیرا فتح عین قلبه لیبصر بها الغیب
جس وقت کہ ارادہ کرے اللہ تعالی ساتھ بندے کے نیکی کا کھلجاتی ہین آنکھیں دل کی کہ دیکھے ساتھ غیب کو

این راه زندگی دل حاصل کند | کین زندگی تن و صفت حیوست
می کشیده جور دستش می کشد | کور حیران کز چه دردم می کند
این کشاکش چیست بر دست و تنم | خفته ام بگذار تا خوابی کنم
آنکه در خوابش همین جوئی ویست | چشم بگشا کان مه نیکو پی است
زان بلاها بر عزیزان بیش بود | کان بجست یار با خوبان خود
لاغ با خوبان کند در هر رهی | نیز کوران را بشوراند گهی
خویش را یکدم بدین کوران دهد | تا غریو از کوی کوران برجهد

زندگی دل سے یہ رہ حاصل کر (سلوک) | یہ زندگی تن صفت حیوان کی ہے
ہاتھ پکڑے ہوا اور کھینچے اُسے | اندھا حیران کھینچے ہی کیوں درد سے
یہ کشاکش ہاتھ و تن پر کس لیے | سوتا ہوں تو چھوڑ خواب آئے مجھے
خواب مین تو جسکو ڈھونڈے وہی ہے | کھول آنکھیں کہ وہ مہ نیک پے ہے
اس سبب آئی عزیزوں سے بلا | یار نے جو جلوہ خوبوں سے کیا
کرتا خوبان سے ہی شوخی ہر گھڑی | بھی پریشان کردے اندھوں کو کبھی
آپکو اک دم وہ دان اندھوں کو دے | شور تا اندھوں کے کوچے سے اٹھے

قصهٔ هلال و شوق او به ایمان و صفت ضعیف و خواجه او

قصہ ہلال کا اور شوق اُسکا ساتھ ایمان کے اور صفت ضعیف و خواجہ اُسکے کی

چون شنیدی بعض اوصاف بلال | بشنو اکنون قصهٔ ضعف هلال
از بلال او بیش بود اندر روش | خوی بد را بیش کرده بد کشش

سن چکے تم بعض اوصاف بلال | اب سنو تم قصہ ضعف ہلال
خوش چلن وہ تھا بلال پاک سے | دفع کی تھی خوے بد اسواسطے

سلہ ہاتھ پکڑے الخ ۶ شعر جو رہا ہاتھ پکڑے اور اُسے کھینچے اندھا حیران ہے کہ کیوں درد سے کھینچتا ہے ہاتھ اور تن پر یہ کشاکش کس واسطے ہے مین سوتا ہون تو چھوڑ مجھے خواب آئے ہے کہ خواب مین جسکو ڈھونڈھتا ہے وہی ہے تو آنکھیں کھول کہ وہ ہی ماہ ہے آگے معانی اُسکے ہین اس سبب سے عزیزوں پر بلا آئی ہے کہ وہ یار خوبوں پر فدا ہے خوبوں سے ہر گھڑی شوخی کرتا ہے اور یہی پریشان کردے اندھوں کو کبھی ایک دم خود کو وہ اندھوں کو دے تا کہ اندھوں کے کوچے سے شور اٹھے یعنی غافلان دنیا پر خداوند عالم اپنا جلوہ کرتا ہے مگر اسکو سبب نہ پہچاننے کے آفت جانتے ہین میل اسواسطے عزیزوں پر بلا آتی ہے اگر اُسنے اپنا جلوہ معشوقوں مین سے اُنکو دکھایا ہے آگے قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہے فافہم ۲ سلہ سن چکے تم بعض الخ ۳ شعر بلال کے اوصاف تم سن چکے اب تم قصہ ضعیف ہلال کا سنو خوش چلن تھا بلال پاک سے اسواسطے کہ دفع کی تھی خوے بد کو جیسا پیچھے ہٹنے والا نہین تھا کہ پیچھے ہٹے ہو گھوڑی گویا کے جانب سے مانند سگ کے آگے پیچھے ہٹنے کا بیان ہو مثال مین فافہم ۲

نے چو تو پس رو که هر دم پس تری سوی سنگے میروی از گوهری

تجھسا نے پس رو کہ پس روی کرے ہر گھڑی گوہر سے جانب سنگ کے

در تقریر همین معنی گوید

مهمان کان خواجه را مهمان رسید خواجه از ایام سالش بر رسید

گفت عمرت چند سال است ای پسر بازگو دورم مدزد و برشمر

گفت هجده هفده یا خود شانزده ای برادر خوانده یا که پانزده

گفت واپس واپس ای خیره سر باز میرو تا بکس مادرت

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

جیسے[1] مہمان آیا اک خواجہ کے یان پوچھا سال عمر کر اپنی بیان

بولا تیری عمر کتنے سال کی مت چھپا اور گن تو سال اپنے سبھی

بولا اٹھارہ و سترہ سال کی یا کہ سولہ اور پندرہ سال کی

بولا پیچھے پیچھے ہٹتا ہے تو کس تلک جائیگا بنگرہ ان کی تو

در تقریر همین معنی گوید

آن یکی اسپے طلب کرد از امیر گفت رو آن اسپ اشهب را بگیر

گفت آن را من نخواهم گفت چون گفت او واپس است و بس حرون

سخت پس پس میرود او سوی بن گفت دمش را بسوی خانه کن

دم این استور نفسی شهوت است زان سبب پس پس رود آن خودپرست

شهوت او را که دم آمد ز بن ای مبدل شهوت عقبیش کن

چون به بندی شهوتش را از رغیف سرکند آن شهوت از عقل شریف

همچو شاخی که ببری از درخت سرکند قوت ز شاخ ای نیکبخت

چونکه کردی دم او را آن طرف گر رود واپس رود تا مکتنف

حبذا اسپان رام پیش رو نی سپس رو تا حرونی را گرو

گرم رو چون جسم موسی کلیم تا بجرینش چه پهنای عظیم

هست هفصد ساله راه آن حقب که بکرد او عزم در سیران حب

تقریر مین اسی معنی کے کہتا ہے

ایک نے[2] اک گھوڑا مانگا میر سے بولا جا اُس گھوڑے ابلق کو تو لے

بولا مین اسکو نہین لون بولا کیون بولا وہ ہٹتا ہے پیچھے بس فزون

پیچھے پیچھے ہٹتا جائے جڑ کی سو بولا کر دے گھر کی سو دم اسکی تو

تیرے گھوڑے نفس کی خواہش ہی دم اس سبب پیچھے ہٹے ہی جا بہم

اسکی خواہش کہ دم آئے اصل سے اے عقب کی اسکی خواہش لوٹ دے

بند کی خواہش جو اُسکی نان سے عقل سے خواہش کو وہ جاری رکھے

جیسے[3] شاخون کو تو کاٹے نخل سے شاخ سے پیدا ہو قوت جان لے

اُس کی دم اُس سو جو کردی تو نے یان گر چلے واپس چلے تا لامکان

حبذا اسپ مطیع پیش رو نے چلے واپس نہ سرکش ہو وہ دو

جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو کر گئے طے جلد وہ بحرین کو

سات سو ہی سال کی وہ رہ بڑی کہ محبت مین بس اسنے سیر کی

سلہ جیسے مہمان آئے ۴ شعر ایک مہمان خواجہ کے یہان آیا پوچھا کہ سال عمر کے اپنے بیان کر کہا کہ تیری عمر کتنے سال کی ہے تو مت چھپا اور اپنے سب سال گن کہا کہ اٹھارہ یا سترہ یا سولہ یا پندرہ سال کی کہا کہ تو پیچھے پیچھے ہٹتا ہے کیا مان کی کس تک تو ہٹ کر جائے گا آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ۲ سلہ ایک شخص نے الخ ۶ شعر ایک شخص نے ایک گھوڑا امیر سے مانگا کہا کہ جا اُس گھوڑے ابلق کو لے لے کہا کہ مین اب اس کو نہین لیتا ہون کہا کہ کیون کہا کہ وہ بہت پیچھے ہٹتا ہے پیچھے پیچھے ہٹکر جاتا ہے اصل کی طرف کہا کہ گھر کی طرف اُس کی دم کر دے آگے اُس کے معانی ہین تیرے گھوڑے نفس کی دم خواہش ہے کہ اس سبب سے پیچھے ہٹتا ہے کہ اُس کی خواہش اصل دم سے آتی ہے اے شخص اسکی خواہش اصل دُم سے لوٹ دے جو اس کی خواہش نان سے بند کی وہ خواہش کو عقل جاری رکھے یعنی جو خواہش نفس کی حکم مین رکھتی ہو اور دنیا کی طرف پیچھے ہٹتی ہو اُس کی خواہش کو حق کی طرف کر دے کہ اصل پر لیٹ دے کہ ارادہ عقل کی جانب جاری کرے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۳ سلہ جیسے آئے ۵ شعر جیسے تو نخل سے شاخونکو کاٹے شاخ سے قوت پیدا ہو تو نے یہان اسکی دُم اسطرف کر دی اگرچہ واپس چلے تو لامکان تک چلے بہت اچھا اسپ مطیع پیش رو کہ نہ واپس جائے اور نہ وہ سرکش ہو جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو کہ بحرین جلد طے کر گئے سات سو برس کی وہ راہ بڑی کہ محبت مین اسنے سیر کی اُسکی سرعت کی ہمت جبکہ جسم بیان کو سیر علیین تک آخر کو شہدا آگے بڑھ گئے اور رکھے ہے جو جل طویلے مین ہے یعنی جسم کہ انبیا و دنیا کا جسم ہم بھر مین زمین کو طے کرے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۴

ہمت سیر تنش چون این بود	سیر جانش تا بہ علیین بود
شہسواران در سباقت تاختند	خربطان در پایگہ انداختند

سیر تن کی ہمت اسکی جب یہ ہو	سیر علیین تلک ہو جان کو
شہسوار آخر کو آگے بڑھ گئے	اور گدھے بوجھل طویلے مین رہے

حکایت در تقریر ہمی معنی گوید

آن چنانکہ کاروانی در رسید	در دہی آمد دری را باز دید
آن یکی گفت اندرین برد سخت	چند روز اینجا بیندازیم رخت
بانگ آمد نی بینداز از برون	وانگہانی اندر آ تو اندرون
ہم برون افگن ہر آنچہ افگندنیست	در میا با آنکہ این مجلس سنی است

حکایت تقریر مین اسی معنی کے کہی

جیسے[1] آیا گانون مین اک قافلا	دیکھا دروازہ کھلا اُس گانون کا
ایک بولا ایسی سردی سخت مین	چند روز اس جا مین ہم ٹھہرے رہین
آئی اک آواز پھینکو تم برون	اندر اسدم آؤ تم بس اندرون
پھینک باہر جو ہے قابل ترک کے	مت رہو اندر رہا یہ محفل پاک ہے

رجوع بقصہ بلال رضی اللہ عنہ

بد بلال استاد دل جان روشنی	سائس و بندہ امیر مومنی
سائسی کردی در آخر آن غلام	لیک سلطان سلاطین بندہ نام
سائس اسپان و نفس خویش ہم	اندر او آن کس بندہ و چیزی ہم
آن امیر از حال بندہ بے خبر	کہ نبودش جز بلیسانہ نظر
آب و گل میدید و در روی گنج نے	پنج و شش میدید و اصل پنج نے
رنگ طین پیدا و نور دین نہان	ہر پیمبر این چنین بد در جہان
آن منارہ دید و بر وے مرغ نے	بر منارہ شاہبازے پرفنی
وان دگر میدید مرغ پرزنے	لیک موی در دہان مرغ نے
آنکہ او ینظر بنور اللہ بود	ہم ز مرغ و ہم ز مو آگہ بود

رجوع طرف قصہ بلال رضی اللہ عنہ کے

تھا بلال[2] استاد جان و دل صفا	بندۂ و سائیس اک مومن امیر کا
کرتا سائیسی طویلے مین غلام	لیک شاہون کا تھا شہ بندہ نام
اسپ کا سائیس اپنے نفس کا	اور بہت مردم سے عالی مرتبا
حال سے وہ میر اسکے بے خبر	کہ مثال ابلیس تھی اسکی نظر
دیکھتا تھا آب و گل نے اسمین گنج	دیکھتا تھا پنج و شش نے اصل پنج
رنگ گل پیدا او نور دین نہان	ہر نبی یون ہی ہوا اندر جہان
ایک نے دیکھا منارہ مرغ نے	کہ منارہ پر جو اک شہباز ہے
دوسرے نے مرغ دیکھا یکھا	لیک جو بال تھا اُس مرغ کا
جو کوئی ینظر بنور اللہ[3] تھا	مرغ سے بھی بال سے آگاہ تھا

سلہ جیسے آیا الخ یہ شعر جیسے ایک قافلہ گانون مین آیا اور دروازہ کھلا اُس گانون کا دیکھا ایک نے کہا کہ ایسی سردی سخت مین چند روز ہم اس جا یعنی شہر مین ایک آواز آئی کہ تمہارا پھینکو اسدم تم اندر آؤ باہر پھینکنے کے جو قابل ہے اُسکو باہر پھینکو اور اندر مت رہو یہ محفل پاک ہے یعنی بجز ترک تعلقات دنیوی کے رسائی پاس درگاہ پاک مین ہرگز نہیں ہے آگے قصہ بلال کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ تھا بلال الخ یہ شعر بلال اُستاد تھا اور جان و دل صفا بندہ و سائیس ایک مومن امیر کا تھا سائسی طویلہ مین کرتا تھا غلام ولیکن شاہون کا شاہ تھا اور بندہ نام اسپ کا سائیس وہ اپنے نفس کا تھا اور بہت مردم سے عالی تبار تھا وہ امیر اسکے حال سے بیخبر تھا ابلیس کے مانند اُسکی نظر تھی آب و گل دیکھتا تھا اور اسمین گنج نہ دیکھتا تھا پنج شش دیکھتا تھا نہ اصل پنج کی رنگ گل پیدا اور نور دین کا پوشیدہ کہ ہر ایک نبی یونہی جہان مین ہو گذرے آگے اسکی مثال ہے کہ ایک نے منارہ دیکھا مرغ نہیں کہ منارہ پر ایک شہباز ہے دوسرے نے مرغ پر پھیلا دیکھا ولیکن اُس مرغ کا بال بال تھا یعنی نبی اللہ کو کفار نے ایک بشر جانا اور انکے منہ کو نہ دیکھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کوئی الخ یہ شعر جو کوئی شخص دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے تھا مرغ سے وہ بھی بال سے آگاہ تھا ... [illegible] ... منارہ اور طاعت مرغ ہر ... [illegible] ... عبادت نہیں ہے کسی کی جان ... [illegible] ... کہ ہمیشہ جان مرغ طاعت کے ساتھ ہو پس کوئی کام اس کا درست نہیں ہے آگے بیان بلال کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت آخر چشم سوے موے نہ / تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
آن یکی گل دید نقشین در وحل / وان دگر دل دید پر علم و عمل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ / خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
مرد اوسط مرغ بینست و بس / غیر مرغی می نہ بیند پیش و پس
موے آن نوریست پنہان آن مرغ / کہ بدو پایندہ باشد جان مرغ
مرغ کان موئیست در منقار او / ہیچ عاریت نباشد کار او
علم او از جان او جوشد مدام / پیش او نہ عاریت باشد نہ دام

بولا آخر چشم رکھ تو سوے بال / تا نہ دیکھے بال نے ظاہر ہو حال
ایک نے پر نقش گل دیکھا بگل / دوسرے نے دیکھا پر علم ایک دل
تن منارہ علم و طاعت مرغ ہی / تین سو مرغ یا دو مرغ لے
مرد اوسط مرغ بین ہے وہ وے / آگے پیچھے دیکھے نے جز مرغ کے
بال وہ ہے نور اک پنہان مرغ / کہ سدا ہو سا تو اسکے جان مرغ
مرغ کو بال اسکے ہی منقار مین / کوئی عاریت نہین کام اسکے مین
علم اس کی جان سے ابلے مدام / عاریت نے اسکے آگے او نہ دام

رنجور شدن ہلال و بیخبری خواجہ از وجہت حقارت او در نظر وی و واقف شدن مصطفی صلعم و رفتن بہ عیادت او

بیمار ہونا ہلال کا اور نہ بیخبر رہنا خواجہ کا بہ سبب حقیر ہونے نظر اسکی مین اور واقف ہونا مصطفی صلعم کا اور جانا اسکی عیادت کو

از قضا رنجور شد روزی ہلال / مصطفی را وحی شد غماز حال
بد ز رنجوریش خواجہ بیخبر / کہ برا و بد کساد و بے خطر
خفتہ نہ روز آخر اندر مستی / بیکلس از حال او آگاہ نے
آنکہ کس بودہ شہنشاہ کسان / عقل چون بحر قلزمش جا بہر سان
وحیش آمد رحم حق غمخوار شد / کہ فلان مشتاق تو بیمار شد
مصطفی بہر ہلال با شرف / رفت از بہر عیادت آن طرف
در پی خورشید وحی آن مہ دوان / وان صحابہ در پیش چون اختران
ماہ می گوید کہ اصحابی نجوم / للسری قدوۃ و للطاغی رجوم
میر را گفتند کان سلطان رسید / او ز شادی بیدل و جان بر جہید

ہو گیا بیمار اک دن وہ ہلال[1] / مصطفی کو وحی ہوئی غماز حال
خواجہ بیماری سے اسکی بیخبر / کہ اسے جلنے تھا کو تھا بیخطر
سوتا نو دن تک طویلہ مین رہا / حال سے آگہ نہ اسکے کوئی تھا
جو کہ تھا مرد اور شاہ مردمان[2] / عقل جون سو قلزم اسکے تھے رواں
آئی وحی غمخوار رحم حق ہوا / کہ فلان شائق ہے بیمار آپ کا
مصطفی بہر ہلال پاک کے / اس کی جانب پس عیادت کو گئے
پیچھے شمس وحی ہوئے وہ مہ روان / پیچھے اصحاب انکے مثل اختران
ماہ کہتا ہے کہ اصحابی نجوم / للسری قدوۃ و للطاغی رجوم
میر کو اک نے کہا وہ آئے شاہ / وہ خوشی سے دوڑا بیدل پیش راہ

[1] ہو گیا الخ ۱۰ شعر ایک دن وہ ہلال بیمار ہو گیا مصطفی صلعم کو وحی ہوئی غماز حال کو کہ خواجہ اس کی بیماری سے بے خبر ہے کہ اس کو کھوتا جانتا تھا وہ نو دن تک طویلہ مین سوتا رہا اور کوئی حال سے آگاہ نہ تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جو کہ تھا مرد الخ ۶ شعر جو کہ مرد وہ شاہ مردان تھا عقل اس کی مانند سو قلزم کے روان تھی وحی آئی اور رحم حق غمخوار ہوا کہ آپ کا فلان شائق بیمار ہے مصطفی صلعم ہلال پاک کے واسطے اس کی جانب عیادت کو گئے پیچھے شمس وحی کے وہ ماہ روان ہوئے اور اس کے اصحاب مانند اخترون کے ماہ کہتا ہے ترجمہ کہ اصحاب میرے تمہارے ہین واسطے چلنے والے کے پیشوا اور واسطے باغی کے شہاب ثاقب کسی نے امیر کو کہا کہ وہ شاہ آئے وہ خوشی سے بیدل پیش راہ دوڑ رہا تھا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگمان آن نشاط و شادی زد دو دست | کان شہنشہ بہر آن میر آمدست
چون فرود آمد ز غرفہ آن امیر | جان ہمی افشاند پا مزد بشیر
پس زمین بوسید و سلام آورد او | کرد رخ را از طرب چون ورد او
گفت بسم اللہ مشرف کن وطن | تا کہ فردوسی شود این انجمن
تا فزاید قصر من بر آسمان | کہ بدیدم قطب دوران زمان
گفتش از بہر عتاب آن محترم | من برای دیدن تو نامدم
گفت روحم بہر تو خود روح چیست | این بفرما کین تجشم بہر کیست
تا شوم من خاک پای آن کسی | کہ بباغ لطف تستش مغرسی
چون چنین گفت او ز نخوت ابرام | مصطفی ترک عتاب او بخواند
پس بگفتش کان ہلال عرش کو | ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
آن شہی در بندگی پنہان شدہ | بہر جاسوسی بدنیا آمدہ
تو مگو کان بندہ و آخرچی ماست | این بدان کہ گنج در ویرانہاست
ای عجب چونست از سقم آن ہلال | کہ ہزاران بدر ہستش پایمال
گفت از رنجش مرا آگاہ نیست | لیک چندین روز در درگاہ نیست
صحبت او با ستور و استرست | سائس است و منزل او آخرست

تا گلی پپی خوش ہوا اس وہم سے | کہ شہنشہ آئے میرے واسطے
نیچے اترا بام سے بس وہ امیر | جان فدا کرتا باقدام بشیر
پس زمین چومی سلام اسکو کیا | اور خوشی سے مثل گل چہرہ کھلا
بولا بسم اللہ مشرف کیجئے گھر | تاکہ جنت ہووے یہ دیوار و در
چرخ سے برتر ہو تا میرا مکان | کیونکہ دیکھا میں نے بس قطب زمان
غصہ ہو فرمایا اس سے آپ نے | میں نہیں آیا ہوں تیرے واسطے
بولا تمہاری جان ہو میری جان کہے لیئے | پھر کہو تکلیف یہ کس کے لئے
اُس کسی کا خاک پا تا ہوں میں | جسکا تھا کہ ہو تمہارا بندہ میں
یہ کہا بس اسنے نخوت چھوڑ کے | مصطفی راضی ہوئے اس بات سے
بولے ہوگا وہ ہلال عرش کان | چاندنی سان عاجزی سے فرش کان
بندگی میں شاہ وہ پنہان ہوا | آیا جاسوسی کو دنیا میں ذرا
تو نہ کہہ سائیس وہ بندہ ہے مرا | جان ویرانہ میں ہے گنج اک بھرا
ای حضن سے کس طرح ہے وہ ہلال | کہ ہزاروں بدر اسکے پایمال
بولا رنج اسکے سے میں آگہ نہیں | چند دن سے در پہ وہ آیا نہیں
بیل اور خچر سے وہ صحبت کرے | ہے وہ سائیس اور طویلے میں رہے

آمدن پیغمبر علیہ السلام از بہر عیادت ہلال در ستورگاہ آن امیر و نواختن ہلال رضی اللہ عنہ را

آنا پیغمبر علیہ السلام کا واسطے عیادت ہلال کے اصطبل میں اس امیر کے اور نوازنا ہلال رضی اللہ عنہ کو

رفت پیغمبر برغبت بہر او | اندر آخر آمد اندر جستجو

مصطفی رغبت سے تب اسکے لئے | ڈھونڈھتے بس درمیان اصطبل کے

سلہ تالی پپی الخ ۸ شعر تالی پپی یا ور خوش ہوا اس وہم سے کہ شہنشاہ میرے واسطے آئے ہیں وہ امیر نیچے اترا بام سے اور جان فدا کرتا تھا آنے بشیر سے پس زمین چومی اور سلام کیا اور خوشی سے گل کے مانند چہرہ کھلا کہا کہ بسم اللہ مشرف کیجئے تا کہ یہ در و دیوار جنت ہووے تا میرا مکان چرخ سے برتر ہو تا کہ میں نے قطب زمانہ کو دیکھا آپ نے اس سے غصہ ہو کر فرمایا کہ میں نہیں تیرے واسطے آیا ہوں کہا تمہاری جان ہو اور میری جان کیا شے ہے پھر کہو تکلیف کسکے واسطے ہے تا کہ میں اس کسی کا خاک پا ہوں کہ جسکا تھا تمہارے باغ لطف میں ہے باقی حال آگے ہے خاتم ۱۲ سلہ یہ کہا الخ ۔ شعر جب اسنے نخوت چھوڑ کر یہ کہا مصطفی اس بات سے راضی ہوئے آپنے کہا کہ وہ ہلال عرش کا کہاں ہے اور چاندنی کے مانند عاجزی سے فرش کہاں ہے وہ شاہ بندگی میں پنہاں ہوا اور دنیا میں جاسوسی کو آیا تم یہ کہو کہ سائیس بندہ میرا ہے جان تو کہ ویرانہ میں ایک بڑا گنج بھرا ہے مرض سے وہ ہلال کس طرح ہے کہ ہزاروں بدر اسکے پامال ہیں کہا کہ اسکے رنج سے میں آگاہ نہیں ہوں کہ چند روز سے وہ در پر نہیں آیا ہے بیل اور خچر سے وہ صحبت رکھتا ہے وہ سائیس ہے اور طویلہ میں رہتا ہے آگے پیغمبر علیہ السلام کے آنیکا بیان ہے خاتم سلہ مصطفی الخ ۔ شعر مصطفی رغبت سے اس کے واسطے گئے اور ڈھونڈھے درمیان اصطبل کے [illegible] سے پڑھا سب واقع ہوا جبکہ سید آگئے وہ شیر نر بولے نبی کو لے گیا جس طرح سے بو سے یوسف کو [illegible] اس کے حقائق ہیں خاتم ۱۲

بود آخر مظلم و زشت و پلید — این ہمہ برخاست چون سید رسید
بوے پیغمبر بُرد آن شیر نر — ہمچنانکہ بوے یوسف را پدر
موجب ایمان نباشد معجزات — بوے جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بہر قہر دشمن است — بوے جنسیت سوے دل بردن است
قہر گردد دشمن اما دوست نے — دوست کے گردد ببستہ گردنے
اندر آمد او ز خواب از بوے او — گفت سرگین دان درین گو نیست بو
از میان پاے استوران بدید — دامن پاک رسول بے ندید
پس ز کنج آخر آمد غژ غژان — روے بر پایش نہاد آن پہلوان
پس پیمبر روے بر رویش نہاد — بر سر و بر چشم و رویش بوسہ داد
گفت یارا تو چہ پنہان گوہری — اے غریب عرش چونی خوشتری
گفت چون باشد خود آن شوریدہ‌ئے — کہ در آید در دہانش آفتاب
چون بود آن تشنہ کو گل خورد — آب بر سر بنہدش خوش می چرد

تھا طویلہ پر نجس اور زشت سے — یہ ہوا سب دفع جب سید گئے
لیگیا بوے نبی وہ شیر نر — جس طرح سے بوے یوسف کو پدر
باعث[1] ایمان کے ہووین معجزات — بوے جنسیت ہوے جذب صفات
معجزے ہین قہر دشمن کے لئے — بوے جنسیت بسوے دل کھنچے
قہر سے دشمن ہو لیکن دوست نے — دوست کب ہوتا زبردستی سے ہے
خواب سے چونکا جو اسکو آئی بو — سوچا گوبر کی جگہ مین ایسی بو
جو اُسے بیلون کے پائین سے دکھا — دامن پاک اُس رسول پاک کا
وہ گھسٹتا گوشۂ اصطبل سے — آیا اور منھ رکھا پا پر آپ کے
اُسکے منھ پر منھ پیمبر نے رکھا — سر و رو اور چشم پر بوسہ دیا
بولے یارا کیا تو پنہان لعل ہے — اے مسافر عرش کے کیا حال ہے
بولا کیا حالت رکھے شوریدہ خو — کہ دہن مین اُسکے آسکے آفتاب
خاک چاٹے پیاس کی حالت مین جو — پاوے جب پانی تو پھر کیا حال ہو

در بیان آنکہ مصطفی علیہ السلام چون شنید کہ عیسیٰ بر روے آب رفت فرمود کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

بیان مین اسکے کہ مصطفی علیہ السلام نے جو سنا کہ عیسیٰ پانی پر چلے فرمایا کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

ہمچو عیسیٰ بر سرش گیرد فرات — کایمنی در غرقہ از آب حیات
گفت احمد گر یقینش افزون بدے — خود ہوایش مرکب و ماموں شدے
ہمچو من کہ بر ہوا راکب شدم — در شب معراج مستصحب شدم

جون[2] مسیح سر پہ فرات اسکے ہے — آب حیوان مین ہوا ہین غرق نے
بولے احمد گر یقین ہوتا سوا — دشت مرکب اسکی ہوتی خود ہوا
مین ہوا پر جس طرح راکب ہوا — وصل کا معراج مین طالب ہوا

[1] باعث ایمان الخ ۹ شعر معجزات ایمان کے باعث نہ ہووے۔ جنسیت کی جذب صفات کرے معجزے قہر دشمن کے واسطے ہین اور بو جنسیت کی طرح دل کی کھینچتی ہے ولیکن دشمن قہر سے دوست نہین ہوتا ہے اور دوست زبردستی سے کب ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو اُس کو بو آئی خواب سے چونکا اور سوچا کہ گوبر کی جا مین ایسی بو کہان جو اُس کو بیلوں کے پاؤن میں سے دامن پاک اُس رسول پاک کا دیکھا گوشۂ اصطبل سے وہ گھسٹتا آیا اور آپ کے پاؤن پر منھ رکھا اُسکے منھ پر منھ پیغمبر نے رکھا اور سر و رو و چشم کو بوسہ دیا فرمایا کہ اے یار تو پوشیدہ لعل ہے وا اے مسافر عرش کے تیرا کیا حال ہو کہا کہ کیا حال رکھے شوریدہ خواب کہ جو دہن مین اُسکے آفتاب آئے اور کیا حال ہو اُس پیاسے کا جو خاک چاٹے اور پھر پانی کو سر پر رکھ کر خوش خوش لیجاوے یعنی جس کو وہ دفعۃً اپنا مطلوب کہ جس کی تلاش مین برسون پھرتا ہو ملجاوے اُس کا خوشی کیا حال ہوگا آگے اس یقین کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جون مسیح الخ ۳ شعر مسیح کے مانند اُسکو فرات سر پر لیکے کہ جو آب حیوان مین غرق ہے ایمن ہو احمد نے فرمایا کہ اگر یقین سوا ہوتا تو خود اس کی دشت و مرکب ہوتی مین جس طرح ہوا پر راکب ہوا اور وصل کا معراج مین طالب ہوا یعنی کمال بس یقین کا نام ہے کہ جسقدر یقین تام ہوتا ہے اُسی قدر قرب یار کا حاصل ہوتا ہے آگے مقولہ بلال کا ہے فافہم ۱۲

گفت چون باشد سگ کوری پلید	جست او از خواب خود را شیر دید	[۵۱] بولے کیا کچھ ہووے سگ اندھا دلیر	خواب سے اُٹھا و دیکھا خود کو شیر
نے چنان شیری کہ کس ذیرش زند	بل زبیمش تیغ و پیکان بشکند	شیر نے ایسا کہ مارین اسکو تیر	بلکہ ٹوٹے اُسکے ڈر سے تیغ و تیر
کور بر اشکم رونده همچو مار	چشمها بگشاد در باغ و بهار	اندھا جائے پیٹ کے بل مثل مار	دیکھے آنکھین کھولکر باغ و بہار
چون بود آن چون که از چونی رهید	در حیاتستان بیچونی رسید	ہووے کیا وہ چون کہ چونی سے چھٹے	اور حیات انسان بیچونی کو ملے
گشت چونی بخش اندر لامکان	گرد خوانش جملہ شیران چون سگان	ہووے چونی بخش اندر لامکان	شیر سب ہون اسکے خوان پر جون سگان
وز بیچونی دهدشان استخوان	در جنابت تو مخوان این سوره خوان	دے وہ بیچونی سے اُنکو استخوان	تو جنابت مین نہ پڑھ سورہ قرآن
تا ز چونی غسل ناری تو تمام	تو برین مصحف منه کف ای غلام	[۵۲] ذکر ہے تا غسل چونی سے تمام	اس قرآن کو مت لگا ہاتھ ای غلام
گر پلیدم ور نظیفم ای شہان	این نخوانم پس چه خوانم در جهان	گر پلید ہون یا کہ ہون پاک ای شہان	نے پڑھون تو کیا پڑھون اندر جہان
تو مرا گوئی کہ از بہر ثواب	غسل ناکرده مرو در حوض آب	تو کہے مجکو کہ از راہ ثواب	تو نہ جا بے غسل اندر حوض آب
ہر کہ آن در حوض ناید پاک نیست	وز برون حوض غیر خاک نیست	جو نہ آئے حوض مین نے پاک ہے	حوض کے باہر سوائی خاک ہے
گر نباشد آبہا را این کرم	کہ پذیرد مر خبث را دمبدم	گر نہین پانی کو ہوتا یہ کرم	کب پلیدی کو وہ دھوتا دمبدم
وای بر مشتاق و بر امید او	حسرتا بر حسرت جاوید او	حیف اُسکے شائق و امید پر	حسرت اُسکے حسرت جاوید پر
آب دارد صد کرم صد احترام	کہ پلیدان را پذیرد والسلام	آب رکھے سو کرم سو احترام	کہ پلیدون کو وہ دھووے والسلام
کہ ضیاء الحق حسام الدین کہ نور	پاسبان توست از شر الطیور	[۵۳] اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور	تجھ تلک آنے نہ دے شر طیور
پاسبان توست نور و ارتقاش	ای تو خورشید مستتر از خفاش	پاسبان تیرا علو اور نور ہے	اے تو خورشید نہان خفاش سے
چیست پرده پیش روی آفتاب	جز فزونی شعشع و تیزی و تاب	آگے اس خورشید کے پردہ ہے کیا	روشنی تیزی چمک کی بس سوا
حجب این خورشید بس نوری رب است	بی نصیب از وی خفاش است و شب است	پردہ اُس خورشید کا رب کا ہے نور	رات اور خفاش اس سے ہین دور

[۵۱] بولے کیا کچھ الخ ۶ شعر کہا کہ کیا کچھ سگ اندھا دلیر ہووے خواب سے اُٹھا اور آپ کو شیر دیکھا ایسا شیر نہین کہ اُس کے خوف سے تیغ و تیر ٹوٹے اندھا پیٹ کے بل مثل مار کے جائے اور آنکھین کھول کر دیکھے باغ و بہار وہ کیا کچھ ہووے کہ چونی سے چھٹے اور حیات انسان و بیچونی کو چونی بخش ہوئے اندر لامکان کے اور سب شیر اُس کے خوان پر مانند سگون کے ہون وہ بیچونی سے اُن کو استخوان دے اور تو جنابت مین سورہ قرآن کو یعنی وہ شخص کیا کچھ ہووے کہ خواب سے اُٹھے اور خود کو مردان خدا سے پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۲] ذکر ہے آگے ۷ شعر جب تک چونی سے بالکل غسل نہ کرے اس قرآن کو ہاتھ مت لگا اگر پلید ہون پاک ہون نہ پڑھوں تو کیا پڑھوں جہان مین آگے مثال ہے تو مجکو کہے کہ از راہ ثواب کے تو مت جا بغیر غسل کے آب حوض مین نہ آئے پاک نہین ہے اور حوض کے باہر بجز خاک نہین ہے اگر یہ پانی کو کرم نہ ہوتا کب پلیدی وہ دمبدم دھوتا افسوس ہے اسکے شائق و امید پر اور حسرت ہو اُسکی شائق جاوید پر آب دیکھتا ہے سو کرم سو احترام کو۔ پلیدون کو دھووے والسلام یعنی اولیاء اللہ تک آنا بیباکی سے منع ہے اور پاکی بے صحبت اولیاء کے محال ہے بس ان دو ضد کا جمع ہونا ایک جا پر محال ہے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

[۵۳] اے ضیاء الحق الخ ۴ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور تجھ تلک نہین آنے دے شر طیور کا تیرا پاسبان علو و نور ہے اے تو خورشید پوشیدہ ہے خفاش سے اس خورشید کے آگے پردہ کیا ہے بجز روشنی و تیزی و چمک کے اُس خورشید کا پردہ نور رب ہے کہ شب و خفاش اس سے دور ہے اس سے دونون دور و پردہ مین رہے اور سیاہ روئی افسردہ ہے تو نے یعنے قصہ ہلال کا لکھا اب تو داستان بدر کو بیان کر یعنی تو نے قصہ ہلال کا لکھا اب داستان رسول مقبول صلعم کو کہ بدر ہین تو بیان کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هر دو چون در بعد پرده مانده اند — یا سیه رویان فسرده مانده اند
چون نوشتی بعضی از قصهٔ هلال — داستان بدر آر اندر مقال
آن هلال و بدر دارند اتحاد — از دوئی دورند از نقص و فساد
آن هلال از نقص در باطن بریست — آن بظاهر نقص و تدریج آوریست
درس گوید شب بشب تدریج را — در تانی برد بد تفریج را
دیگ را تدریج و استاد آنه جوش — کار ناید قلیهٔ دیوانه جوش
در تانی گوید ای عجول خام — پایه پایه بر توان رفتن ببام
حق نه قادر بود بر خلق فلک — در یکی لحظه بکن بی هیچ شک
پس چرا شش روز آنرا بر کشید — کل یوم الف عام ای مستفید
خلقت آدم چرا چل صبح بود — اندران گل اندک اندک میفزود
زین سحر تا آن سحر سالی هزار — تا بآخر یافت این صورت قرار
خلقت طفل از چه اندر نه مه است — زانکه تدریج از سنن‌های شه است
نی چو تو ای خام کاکنون تاختی — طفلی و خود را تو شیخی ساختی
بر دویدی چون کدو فوق همه — کو ترا پای جهاد و ملحمه
تکیه کردی بر درختان و جدار — بر شدی ای اقرعک هم قرعه‌دار
اول ار شد مرکبت سرو سهی — لیک آخر گشت بیمغز و تهی
رنگ سبزت زرد شد ای قرع زود — زانکه از گلگونه بود اصلی نبود

دونوں اس سے دور پردہ میں ہیں گے — اور سیہ روئی سے افسردہ بنے
تو نے بعضے لکھا جو قصہ ہلال — داستان بدر کو تو کر مقال
وہ[۱] ہلال و بدر رکھیں اتحاد — ہیں دوئی سے، دور بے نقص و فساد
نقص باطن سے ہلال اب پاک ہے — نقص تدریج اک وہ ظاہر میں دکھے
پڑھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا — ڈھیل میں فرحت کا ثمرہ دے سوا
دیگ میں کھوے کہ تدریج سے — جوش بے موقع سے کب قلیہ پکے
دیر کے بارے میں ہے عاقل کلام — رفتہ رفتہ چڑھتے ہیں بالائے بام
حق نہیں قادر تھا خلق چرخ پر — اک گھڑی میں کرتا کن سے جلوہ گر
کس[۲] لئے چھ روز میں پیدا کیا — تھا ہر اک دن وہ ہزار اک سال کا
کیوں بنا چالیس دن میں بوالبشر — تھوڑا تھوڑا گل میں بڑھتا وہ پر
صبح سے اس صبح تک سال ہزار — تا بآخر پایا صورت نے قرار
کس لئے بچہ بنے نو ماہ میں — کیونکہ ہیں تدریج شہ کی سنتیں
نے ترے مانند اے خام ابھی — طفل تو اور شیخ اپنے کو کرے
سب کے اوپر تو چڑھا مثل کدو — کان ترا پاؤں ہے کوشش کان کو
اور سکن کر شجر دیوار کو — اسے چڑھے تو تو مثل کدو
پہلے مرکب گر ہوا سرو سہی — پر ہوا آخر تو بے مغز و تہی
سبز رنگت کا کدو زرد اب ہوا — کیونکہ گلگونہ سے تھا اصلی نہ تھا

سلہ وہ ہلال و بدر آخر ۲ شعر وہ ہلال اور بدر اتحاد کہتے ہیں اور دوئی کے نقصان و فساد سے دور ہیں اب ہلال نقص باطن سے پاک نقص تدریج وہ ظاہر میں دکھاتا ہے ہر شب سبق تدریج کا پڑھتا ہے کہ ثمرہ فرحت کا ڈھیل میں سوا ہوتا ہے ڈھیل میں کھوے اسے جلد باز تام پایہ پڑھنا چاہیے بام تک آگے اس کی مثال ہے دیگ کو جوش ہوتا ہے تدریج سے کہ جوش بے موقع سے قلیہ کب پکتا ہے خلق آسمان پر حق قادر نہیں تھا کہ ایک گھڑی میں کن سے جلوہ گر کرتا یعنی ہلال و بدر اتحاد پر کہتے ہیں کہ وہ ہی ہلال بدر ہو جاتا ہے کیونکہ باطن میں ہلال بدر ہے اسی طرح وہ ہلال اور رسول اللہ ایک ہیں کہ اولیاء اللہ باطن میں بسبب قیامت کے رسول اللہ ہیں مگر تدریج چنانچہ آگے اس تدریج کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کس لئے آخر ۹ شعر کس واسطے آسمان کو چھ روز میں پیدا کیا کہ ہر ایک دن وہ ہزار سال کا تھا اور کیوں چالیس دن میں ابوالبشر بنا کر تھوڑا تھوڑا گل میں وہ پر بڑھتا تھا صبح سے اس صبح تک ہزار برس کا دن تھا آخر تک کہ صورت نے قرار پایا کس واسطے بچہ نو ماہ میں بنتا ہے کیونکہ شاہ کی سنت ہے اے خام تیرے مانند اب نہیں پھرتا کہ تو طفل ہے اور خود کو شیخ کرتا ہے تو سب پر مثل کدو کے چڑھا تیرے پاؤں کو کوشش کہاں ہے تو شجر و دیوار کو سکن کرتے ہے تو مثل کدو کے اگر دل مرکب سرو سہی ہوا ولیکن آخر کو بے مغز و تہی ہوا کدو سبز رنگت کا اب زرد ہوا کیونکہ گلگونہ سے تھا اور اصلی نہ تھا یعنی اے ریاکار تو خود کو سب پر غالب کرتا ہے وہ تیری کوشش کہاں ہے اگرچہ اول تو سب کا مقبول ہوتا ہے مگر آخر کار مردود بنتا ہے کہ تیری وہ بزرگی عارضی ہے چنانچہ آگے اس کی مثال میں قصہ پیرزال کا فرماتے ہیں فافہم ۱۲

حکایت کمپیر نود سالہ کہ روی زشت را گلگونہ می اندود

بود کمپیری نود سالہ کلان — پر تشنج روی و رنگش زعفران
چون سر سفرہ رخ او تو بتو — لیک در وی بود ماندہ عشق شو
ریخت دندانہاش و مو چون شیر شد — قد کمان و ہر حس تغییر شد
عشق شوی و شہوت و حرصش تمام — صید خواہ و پارہ پارہ گشتہ دام
مرغ بی ہنگام و راہی بی رہی — آتش پر و درون دیگ تہی
عاشق میدان و اسپ و پای نہ — عاشق زمر و لب و سرنای نہ
حرص در پیری جہودان را مباد — ای شقی کش خدا این حرص داد
ریخت دندانہای سگ چون پیر شد — ترک مردم کرد و سرگین گیر شد
این سگان شصت سالہ را نگر — ہر دمی دندان سگہا تیز تر
پیر سگ را ریخت پشم از پوستین — این سگان پیر اطلس پوش بین
عشق شان و حرص شان فرج و زر — دمبدم چون نسل سگ بین بیشتر
این چنین عمری کہ مایہ دوزخ است — مر قصابان غضب را مسلخ است
چون بگوئیدش کہ عمری تو دراز — میشود دل خوش دہانش خندہ باز
این چنین نفرین دعا پندارد او — چشم نکشاید سری بر نارد او
گر بدیدی یک سر مو از معاد — اوش گفتی کاین چنین عمرت مباد

حکایت[۱] نوے برس کی پیر زال کی کہ روی زشت کو گلگونہ ملتی تھی

نوّے[۲] سالہ زال تھی اندر زمن — جھرّیاں منھ پر رنگ اسکا زعفران
مثل مقعد اُس کا منھ سمٹا ہوا — لیکن اُس کو شوق تھا خاوند کا
مو سفید اور دانت اُسکے گر گئے — قد کمان ہر حس تغیر اصل سے
عشق[۳] شوہر شہوت و حرص اسکو تمام — صید ڈھونڈھے اور پھٹا تھا اسکا دام
مرغ بے ہنگام و رہ سے گمرہی — دیگ خالی آگ چولھے میں بھری
عاشق میدان اسپ و پا نہیں — عاشق نے اور لب و سرنا نہیں
حرص پیری میں نہ اعدا کو بھی ہو — جو خدا نے حرص دی اس زال کو
دانت ٹوٹے سگ کے جو بوڑھا ہوا — چھوڑے مردم گندگی کھانے لگا
کر سگان ساٹھ سالہ پر نظر — مثل سگ کے دانت ہر دم تیز تر
بوڑھے[۴] سگ کے بال تن سے جھڑ گئے — ہیں یہ کتے بوڑھے اطلس پہنتے
فرج و زر میں اُنکے عشق و حرص کو — دمبدم جون نسل سگ میں دیکھ تو
عمر ایسی ہے کہ دوزخ کے لئے — خشم کے قصاب کی مسلخ بنے
جو کہے کہ عمر زیادہ ہو تری — ہووے خوشدل وا کرے بن ہنسی
ایسی نفرین کو دعا بس جانے وہ — نے اُٹھائے سر نہ آنکھیں کھولے وہ
گر معاد اک بال بھر وہ دیکھتا — کہتا وہ یہ عمر ہو تجھکو روا

---

[۱] حکایت بنجم خرابی دنیا و حصول موتی میں ۱۲ [۲] نوے سالہ الخ ۳ شعر نوے برس کی ایک پیر زال زمانہ میں تھی منھ پر جھریاں اور رنگ اس کا زعفرانی تھا مقعد کے مانند اس کا منھ سمٹا ہوا تھا لیکن اس کو شوق خاوند کا تھا بال سفید اور اس کے دانت گر گئے قد کمان اور ہر ایک حس متغیر اصل سے ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] عشق شوہر کا الخ ۶ شعر عشق شوہر کا شہوت و حرص بالکل تھی شکار ڈھونڈھتی تھی اور دام اس کا پھٹا تھا آگے اس کی مثال ہے مرغ بے ہنگام و راہ سے گمراہ دیگ خالی اور چولھے میں آگ بھری عاشق میدان کا و پاؤں و اسپ نہیں و عاشق نے کا و لب و سرنا نہیں حرص پیری میں دشمن کو بھی نہ ہو جو خدا نے اس زال کو دی تھی جو سگ بڈھا ہوا و دانت ٹوٹے مردم کو چھوڑا گندگی کھانے لگا آگے اس کے حقائق ہیں ساٹھ برس کے کتے پر نظر کر کہ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز یعنی ہنگام پیری کے حرص جوان ہوتی ہے بقول استاد [۵] مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد ٭ خواب در وقت سحرگاہ گران میگردد ٭ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۴] بوڑھے سگ الخ ۶ شعر بوڑھے کتے کے بال تن سے جھڑ گئے یہ بوڑھے کتے اطلس پہنتے ہیں اُن کے عشق و حرص کو فرج و زر میں دمبدم نسل و سگ کے مانند تو دیکھ ایسی عمر کہ دوزخ کے لئے ہے وہ خشم کے قصاب کی مسلخ بنے جو کوئی کہے کہ عمر تری زیادہ ہو تو خوشدل ہووے اور ہنسی آوے ایسی نفرین کو وہ دعا جانے نہ سر اٹھاتے نہ آنکھیں کھولے اگر وہ معاد ایک بال بھر دیکھا کرے کہتا ہے کہ عمر تجکو روا ہے یعنی انسان ہمارے ترقی عمر سے خوش ہوتا ہے اور نہیں جانتا ہے زیادہ عمر میں از بس تکلیف ہوتی ہے پس خیال کرو کہ وہ دعا اصل میں بد دعا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

دعا کردن درویش خواجہ گیلانی را و رد کردن او

گفت یک روزی بخواجہ گیلی　نان پرستی نرگدا از بیلیے
نان ہمی باید مرا تان دہ مرا　تا بگویم مر ترا این یک دعا
چون ستد زو نان بگفت ای مستعان　خوش بخان و مان خودیا زش رسان
گفت اگر آنست خان کہ دیدہ ام　حق ترا آنجا رساند اے دژم
ہر محدث را خسان بذل کنند　حرفش ار عالی بود نازک کنند
زانکہ قدر مستمع آید نبا　بر قد خواجہ برد درزی قبا
چونکہ مجلس بے چنین بیغارہ نیست　از حدیث پست نازل چارہ نیست
داستان ہین این سخن را از گرو　سوے دستان عجوزہ باز رو

دعا دینا درویش کا خواجہ گیلان کو اور رد کرنا اُس کا

خواجہ[سلہ] گیلان کو اک دن کہا　نان پرست اک نرگدا نے ظاہرا
نان مجکو چاہیئے تو نان دے　تا کرون مین اک دعا تیرے لئے
جبکہ روٹی پائی کی اُس نے دعا　خوش اسے گھر اپنے پہونچا ای خدا
بولا گر وہ گھر ہے جو مجکو دکھا　حق تجھے لیجائے اُسجا اے گدا
کرتے ہر عارف کو ناکس ہین خفا　حرف گر عالی ہو اُنکا دین گھٹا
کیونکہ قدر سامع آئی ہے خبر　کاٹتا درزی قبا ہے جسم پر
جو کہ بے طعنہ زنی مجلس نہین　بات گھٹ جانے سے ہی چارہ نہین
رہن سے اس بات کو تو اب چھڑا　پیرزن کے سوے قصہ پھر تو جا

وصف آن عجوزہ حریص و رجوع نمودن بہ حکایت او

چون مسن گشت و درین رہ نیست مرد　تو نہیہ نامش عجوزہ سال خورد
نے مراو را راس مال و مایۂ　نے پذیرای قبول و پایۂ
نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی　نے درد معنی و نے معنی کشی
نے زبان نے گوش نے عقل و بصر　نے ہش و نے بیہشی و نے فکر

وصف اُس پیرزن حریص کا اور رجوع کرنا طرف حکایت اسکی کے

جو ہوا[سلہ] اس رہ مین بوڑھا نے ہی مرد　رکھ تو اسکا نام بڑھیا سال خورد
نے ہی سچا مال اور پونجی اُسے　نے ہی ملنے والی سود و نفع سے
نے خوشی کو دیتا نے لیتا ہی وہ　اور رکھے معنی نہ معنی لیوے وہ
نے زبان نے کان وے عقل و بصر　نے ہش و نے بیہشی اور نے فکر

سلہ خواجہ گیلان آخر ۸ شعر ایک دن خواجہ گیلان کو کہا ایک نان پرست و نرگدا نے ظاہرا کہ نان مجکو چاہیئے تو نان مجکو دے تا ایک دعا مین تیرے لئے کرون جب کہ روٹی پائی اُس نے دعا کی کہ اے خدا اس کو اپنے گھر خوش پہونچا دے کہا گیلان نے کہ اگر وہ گھر ہے جو مین نے دیکھا ہے حق تجھے اُس جا لیجائے آگے اس کے حقائق ہین ہر عارف کو ناکس خفا کرتے ہین اگر اُنکا حرف عالی گھٹا دیتے کیونکہ قدر سامع کی خبر آتی ہے کہ درزی قبا کا بڑا ہے جسم پر جو کہ مجلس بغیر طعنہ زنی کے نہیں ہے پس بات گھٹجانے سے کہین چارہ ہے تو مین نے اس بات کو چھوڑا اور پھر جانب حضور پیرزن کے جا یعنی عارفون کے کلام کو ناکس گھٹا دیتے ہین بسبب کم فہمی اپنے کے اسواسطے کلام کرنے کا سامع کی عقل کے بموجب حکم آیا ہے آگے اُس پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ جو ہوا آخر ۷ شعر جو اس راہ مین بوڑھا ہوا وہ مرد نہین تو اُس کا نام بڑھیا سال خوردہ رکھو نہ سچا مال و پونجی اُس کو ہے اور نہ سود و نفع سے رہنے والا نہ خوشی کو وہ دیتا ہے نہ لیتا ہے نہ زبان و نہ کان و نہ عقل بصر و نہ ہوش و نہ بیہوشی و نہ فکر نہ نیاز نہ جمال و نہ عشوہا نہ بستہ گندہ مانند پیاز کے نہ راہ چلنے کی نہ راہ پانی نہ تجربہ کو ترپ و نہ سوز و آہ نہ تعصب و نہ ندامت کچھ اُسے نہ سلامت کا ارادہ دل مین ہے یعنی جو حریص دنیا مین بوڑھا ہوا وہ مرد راہ نہین ہے کیونکہ اسنے کچھ زاد راہ حاصل نہین کیا ہے بس یہ خانہ دنیا خانہ خالی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نے نیاز و نے جمال عشوہ باز	تو بتوش گندہ مانند پیاز	نے نیاز و نے جمال عشوہ باز	نہ یہ نہ گندہ وہ مانند پیاز
نے رہی بریدہ و نے پای راہ	نے تپش آن قحبہ را نی سوز وآہ	نے سہے رہ چلنے کی لو رنے پائے راہ	نے تڑپ قحبہ کو اور نے سوز وآہ
نے تعصب نے ندامت مرد را	نے بدل عزم سلامت مرد را	نے تعصب نے ندامت کچھ اُسے	نے سلامت کا ارادہ دل میں ہے

سوال سائل از صاحب خانہ و جواب او را بر سبیل طنز

سوال کرنا سائل کا صاحب خانہ سے اور جواب دینا اُسکا از راہ طنز کے

سائلی آمد بسوی خانۂ	خشک نانے خواست یا تر نانۂ	گھر ۱ پہ سائل ایک آیا ناگہان	نان تازہ مانگتا یا خشک نان
گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست	خیرہ این نہ دکان نانباست	بولا صاحب خانہ روٹی یان کہان	نانبائی کی یہ احمق نے دکان
گفت آخر پارہ پیہی بیاب	گفت اینجا نیست دکان قصاب	بولا آخر ٹکڑا اک چربی کا دے	بولا نے قصاب کی دکان ہے
گفت مشتی آرد دہ ای کدخدا	گفت پنداری کہ ہست این آسیا	بولا مٹھی آٹا گھر والے تو دے	بولا تو جانے کہ چکی یہ سب ہے
گفت باری آب دہ از مکرعہ	گفت نے نے نیست جو یا مشرعہ	بولا آخر پانی تو دے مشک سے	بولا نے یان نہ مشک نہ نہر ہے
ہر چہ او درخواست از نان و سبوس	چربکی میگفت و میکردش فسوس	نان و بھوسی سے جو وہ تھا مانگتا	سب کے کہتے اُس کو شرمندہ کیا
آن گدا اور رفت دامن در کشید	و اندران خانہ بحیست و خواست رید	وہ گدا دامن سمیٹ اندر گیا	گھر میں اسکے جا ہاگنا بر پا
گفت ہی ہی گفت تن زن ای دژم	تا درین ویرانہ خود فارغ کنم	بولا ہین ہین بولا چپ رہ احمقا	ہوؤں فارغ ایسے ویرانہ میں جا
چون درینجا نیست وجہ زیستن	در چنین خانہ بباید ریستن	خود نہیں یہ یان وجہ جینے کی ہے	ایسے گھر میں ہگنا آخر چاہیئے
چون نہ بازی کہ گیری تو شکار	دست آموز شکار شہریار	جو ۲ نہیں ہے باز تو کیجیے شکار	ہاتھ پر سیکھا شکار شہریار
نیستی طاؤس با صد نقش و بند	کہ بنقشت چشمہا روشن کنند	تو نہیں طاؤس با نقش و نگار	نقش سے تا چشم ہو وے نور دار
ہم نہ طوطی کہ چون قندت دہند	گوش سوی نطق شیرینت نہند	بھی نہیں طوطی کہ شکر تجکو دین	اور باتین تیری شیرین بس نہین
ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار	خوش بنالی در چمن با لالہ زار	بھی نہیں بلبل کہ تو عشاق دار	بس کرے خوش نالہ اندر لالہ زار

۱ گھر پہ آگے ۂ شعر ایک کے گھر پر ناگہان سائل آیا تازی روٹی یا خشک روٹی مانگتا صاحب خانہ نے کہا کہ روٹی کہان ہے اے احمق نانبائی کی دکان نہیں ہے کہا کہ آخر ایک ٹکڑا چربی کا دے کہا کہ قصاب کی دکان نہیں ہے کہا کہ اے گھر والے مٹھی آٹا دے کہا کہ توجانتا ہے کہ یہ چکی ہے کہا کہ آخر تو پانی مشک سے دے کہا کہ نہیں نہیں یہان مشک و نہر نہیں ہے وہ جو نان و بھوسی سے مانگتا تھا اس ہنسکر سوا شرمندہ کرتے تھے وہ گدا دامن سمیٹ کر اندر گیا اُسکے گھر مین اور ہگنا چاہا کہا کہ ہین ہین کہا کہ چپ رہ اے احمق فارغ ہوؤں اس ویرانہ مین جاکر تحقیق یہان نہین وجہ جینے کی ہے بس ایسے گھر مین ہگنا چاہیئے یعنی خانہ دنیا مین جو وجہ جینے کی نہین ہے پس اس گھر مین آخر ہگنا چاہیئے اسی واسطے دنیا کو پاخانہ آدم علیہ السلام کا کہتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۲ جو نہین ہے آگے ۂ شعر جو تو باز نہین ہے کہ شکار پکڑے کہ ہاتھ پر شہریار کے شکار سیکھا ہے تو طاؤس با نقش و نگار نہین ہے کہ تا نقش تیرے سے چشم نوردار ہووے بھی طوطی نہین ہے کہ تجکو شکر دین اور تیری باتین شیرین سنیں بھی بلبل نہین کہ تو عشاق کے مانند بس خوش نالہ کرے لالہ زار مین بھی یہ ہو نہین کہ تو قاصد ہے سخن ملک ملک کے کہ ھم بلندی پکڑے تو سروی مین جائے ہندوستان کو اور فصل گل مین جائے ترکستان کو کیا تو بازاری ہے تجھے کیون خرید مین کیا تو مرغ ہے تجھے کسواسطے کھائین یعنی تو کمال کچھ نہیں رکھتا ہے کہ کوئی تیرا خواہندہ ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ہم نہ بد بد کہ پیکہا کنے　　نے چو لک لک کہ وطن بالا کنی
در زمستان سوے ہندوستان روی　　در بہاران سوی ترکستان شوی
ورچہ بازاری و بہرچت خرند　　تو چہ مرغی و ترا باچہ خورند
زین دکان با مکیسان برتر آ　　تا دکان فضل اللہ اشترے
کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید　　از خلاقت آن کریم آنرا خرید
ہیچ قلبی پیش او مردود نیست　　زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
سود ادو ہیچ آن یار نکو　　گوش نیکو خلق و ہم نیکوش خو
بیحد ست افضال و آئس مشو　　سوئے دستان عجوزہ باز رو
باز میگردم سوے قصہ عجوز　　زانکہ پا یانے ندارد این رموز

بھی نہیں ہو ہد کہ قاصد تو بنے　　نے مثل لک لک کے گھر بالا کرے
جائے تو سردی میں ہندوستان کو　　جائے فصل گل میں ترکستان کو
کیا تو بازاری خریدیں کیوں تجھے　　مرغ کیا ہے تجھکو کھائیں کس لیے
اس[1] دکان مکر سے تو ہو جدا　　فضل کی دکان تک اللہ اشتری
ایسا سامان کہ نہ لیوے خلق سے　　کنگی سے وہ خدا مول اسکو لے
کوئی کھوٹا اُسکے آگے نے بُرا　　کیونکہ لینے سے نہ چاہے فائدا
لینا دینا یار کا ہے بس نکو　　کہ وہ خلق نیک ہو اور نیکخو
بیحد اُسکا فضل مت مایوس ہو　　پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو
سوی قصہ پیرزن جاتا ہوں میں　　کیونکہ نے حد یہ رموزیں رکھیں

بروچسپانیدن عجوزہ عشرہای قرآن راجہت آرائش

رخ پر چپکانا پیرزن کا عشر قرآن واسطے آرایش کے

بود در ہمسایہ اش سورِ عجب　　کردہ بودند از قضا او را طلب
چون عروسی خواست رفتن آن عجوز　　پیش رو آئینہ بگرفت آن خریف
موے ابرو پاک میکرد آن عجوز　　تا بیاراید رخ در خسار پوز
چند گلگونہ بمالید از بطر　　سفرۂ روئیش نشد پوشیدہ تر
عشرہاے مصحف از جای برید　　می بچسپانید بر روآن پلید
تاکہ سفرہ روی او پنہان شود　　تا نگین حلقۂ خوبان شود
عشرہا بر روی ہرجا می نہاد　　چونکہ بر می بست چادر می فتاد

شادی[2] ہمسایہ میں اُسکے تھی عجب　　اتفاقاً بس کیا اُس کو طلب
اُس کو شادی کا بلاوا جو گیا　　آگے منہ کے اُسنے آئینہ رکھا
بال ابرو کو وہ کرتی صاف تھی　　تا ہو آرائش سے رخ کی روشنی
بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا　　معقد رو اُس کا نے پنہان ہوا
عشر قرآن ہر جگہ سے کاٹ کر　　رخ پہ چپکاتی تھی اپنے پیشتر
معقد رو اُس کا پنہان تاکہ ہو　　تا نگین حلقۂ خوبان ہو وہ
عشرہ[3] ہر جا رخ پہ چپکاتی تھی وہ　　پس وہ گرتی اوڑھتی چادر تھی وہ

[1] اس دکان الخ ے شعر اس مکر کی دکان سے تو دور ہو فضل کی دکان تک کہ اللہ خریدار ہو ایسا سامان کہ خلق اُسے نہ لیوے خدا نہ پیراہن سے مول لیوے اسکے آگے کوئی کھوٹا بُرا نہیں ہے کیونکہ خریدنے سے وہ فائدہ نہیں چاہتا ہے یار کا دینا لینا نیک ہے کہ وہ خلق نیک اور نیکخو اُس کا فضل بیحد ہے مایوس نہو پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو پیرزن کے قصہ کی طرف میں جاتا ہوں کیونکہ یہ رموزیں وہ نہیں رکھتی ہیں یعنی تو مکر دنیا کو چھوڑ اور فضل خدا کی جانب جا کہ اللہ تیرا خریدار ہووے آگے پیرزن کا بیان ہو فافہم ۱۲ [2] شادی الخ ۶ شعر اُسکے ہمسایہ میں شادی تھی اتفاقاً اسکو طلب کیا اُسکو جو شادی کا بلاوا گیا اُسنے منہ کے آگے آئینہ رکھا ابرو کے بال وہ صاف کرتی تھی تاکہ آرائش سے رخ کی روشنی ہو بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا مگر معقد رو اُس کا پنہان نہوا عشر قرآن کے ہر ایک جا سے کا ٹکڑا اپنے رخ پر چپکاتی تھی پیشتر تاکہ معقد رو اُس کا پنہان ہو اور نگین حلقۂ خوبان ہو باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [3] عشرہ ہر جا الخ ۶ شعر ہر جا رخ پر عشرہ چپکاتی تھی پس وہ گرتی جو چادر اوڑھتی پھرتی وہ ان عشرون کو اپنے تھوک سے رخ پر اپنے چپکاتی تھی ہر جا پھر وہ چادر ناز سے سیدھی کرتی تھی اس کے عشر گرتے رخ سے خاک پر جو وہ بہت تدبیر کرتی کہا کہ شیطان پر سو لعنت ہو جیوبیں وہاں ابلیس متمثل ہوا اور کہا کہ اے قحبہ دمکارہ جہان میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا اور تجھ قحبہ کے سوا نہیں دیکھا باقی آگے ہے فافہم ۱۲

بازاو آن عشرہا را با حسد و — می بچسپانید بر اطراف رو
باز چادر راست کردی از کمین — عشرہا افتادی از رو بر زمین
چون مسی میکرد فن آن میفتاد — گفت صد لعنت بران ابلیس باد
شد مصور در زمان ابلیس زو — گفت ای قحبہ قدید بے درود
من ہمہ عمر نیندیشیدہ ام — نے ز جز تو قحبہ را این دیدہ ام
تخم نادر در فضیحت کاشتی — در جہان تو مصحفی نگذاشتی
صد بلیس تو خمیس اندر خمیس — ترک من گو اے عجوز دردبیس
چند دزدی عشر از ام الکتاب — تا شود رویت ملون ہمچون سیب
چند دزدی حرف مردان خدا — تا فروشی و ستانی مرحبا
رنگ بربستہ ترا گلگون نکرد — شاخ بربستہ تن عرجون نکرد
عاقبت چون چادر مرگت رسد — از رخت این عشرہا اندر فتد
چونکہ آید خیز خیزان رحیل — گم شود زان پس فسون قال و قیل
عالم خاموشی آید پیش بیست — وای آنکہ در درون انسیش نیست
صیقلی کن یک دو روزی سینہ را — دفتر خود ساز آن آئینہ را
کہ ز سایہ یوسف صاحبقران — شد زلیخاے عجوز از سر جوان
میشود مبدل بخورشید تموز — آن مزاج بارد بردالعجوز
می شود مبدل ز سوز مریمی — شاخ لب خشکی بہ نخل خرمی
ای عجوزہ چند کوشی با قضا — نقد جو اکنون رہا کن ماضی
چون رخت را نیست در خوبی امید — خواہ گلگونہ و خواہی مدید

پھر وہ اُن عشرونکو اپنے تھوک سے — رخ پہ چپکاتی تھی اپنے ہر جگہ
پھر وہ چادر سیدھی کرتی ناز سے — عشر گرتے اُسکے رخ سے خاک پہ
جو بہت تدبیر کرتی گرتے وہ — بولی سو شیطان پہ لعنت ہو جیو
پس ہوا ابلیس متمثل وہان — بولا اے قحبہ و مکار جہان
مین نے ساری عمر یہ سوچا نہین — تجھ سوا قحبہ کے یہ دیکھا نہین
تو نے[1] رسوائی مین بویا تخم عجیب — تو نے جہان کو چھوڑا قرآنکو بھی ب
تیرے سو ابلیس ہین عشر عشیر — چھوڑ مجکو تو اے زالونکی امیر
چوری کب تک عشر کی قرآن سے — تا ہو رنگین رخ ترا جون سیب کے
چوری کب تک حرف مردان خدا — تا تو بیچے اور لیوے مرحبا
رنگ بستہ سے نہ گلگون ہوا — شاخ بستہ تن کو نے نشو و نما
آئے آخر مرگ کی چادر تجھے — پھینک دے یہ عشر سب رخ سے ترے
جو کرانے والا آئے کوچ کا — گم ہوا اُس سے قیل وقال پرغا
عالم[2] خاموشی آگے آئے جو — حیف ہے نے انس اسکا دل مین ہو
ایک دو دن صیقل اس سینہ کی کر — دفتر اُس آئینہ کو اپنا تو کر
کہ ہوئی سایہ سے یوسف کے عیان — وہ زلیخا پیرزن اک نوجوان
بدلے ہو خورشید گرمی سے مزاج — بارد اُس بڑھیا کا جو سردی مزاج
سوز مریم سے بدل جاتی ہے آب — نخل خرما سے وہ شاخ خشک لب
پیرزن کب تک قضا سے تو لڑے — چھوڑ تو ماضی کو اور اب نقد لے
رخ کو نے امید خوبی جو ترے — خواہ گلگونہ و خواہ سیاہی رکھے

سلہ تونے الخ یہ شعر تونے رسوائی مین عجب تخم بویا ہے کہ جہان مین قرآن کو بھی نہین چھوڑا سو ابلیس تیرے عشر عشیر ہین تو مجکو چھوڑ اے زالون کی امیر عشر کی چوری کب تک قرآن سے کہ تا رنگین رخ تیرا ہو مانند سیب کے آگے اس کے حقائق ہین کب تک چوری حرف مردان خدا کی تاکہ تو بیچے اور لیوے مرحبا رنگ بستہ سے تو گلگونہ ہو کہ شاخ بستہ تن کو نشو و نما نہین ہے آخر آئے مرگ کی چادر تجکو اور پھینکدے یہ سب عشر چہرے رخ سے جو کوچ والا آئے اس سے گم ہو قیل وقال پر دغا یعنی جو کلام عشیر کا چہ اگر اپنی رونق کرے آخر کار رسوائے عالم ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عالم خامشی الخ یہ شعر جو عالم خاموشی آگے آئے افسوس ہے کہ اُس کے دل مین اُنس نہ ہو ایک دو دن اس سینہ کو صیقل کر اور اس آئینہ کو تو اپنا دفتر بنا آگے اس کی مثال ہے کہ سایہ سے یوسف کے ظاہر ہے زلیخا نوجوان ہوتی ہے بارد اُس بڑھیا کا جو ابر ہوے خورشید گرمی سے مزاج بدلتا ہے بارد اس بڑھیا کا جو سرد مزاج ہے سوز مریم سے بلند ہو جاتی ہین پس نخل سے وہ درخت لب خشک ہو اے پیرزن تو کبتک قضا سے لڑیگی ماضی چھوڑ اور نقد تیرے رخ کی امید کی نہین خواہ تو گلگون وہ سیاہی رکھے یعنی اپنا آئینہ دل صاف کر کہ تو پر نور ہے دوسرے دن کو روشنی حاصل ہو اور اس آرایش ظاہری سے تجکو کچھ نہ ہوگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حکایت رنجوری که طبیب و ره وی امیدی نداشت گفت هرچه خواهی کن

آن یکی رنجور شد نزد طبیب … گفت نبضم را نگهدار ای طبیب
تا ز نبض آگه شوی بر حال دل … که رگ دست ست با دل متصل
چونکه دل غیب ست خواهی تو مثال … زو بجو که با دلستش اتصال
باد پنهان ست از چشم ای امین … در غبار و جنبش برگش ببین
کز یمینست آن وزان یا از شمال … جنبش برگت بگوید وصف حال
مستی دل را نمی دانی که کو … وصف او از نرگس مخمور جو
چون ز ذات حق بعیدی وصف ذات … باز دانی از رسول و معجزات
معجزات و هم کراماتی خفی … بر زند بر دل ز پیران صفی
کاندرونشان صد قیامت نقد ست … کمترین آنکه شود همسایه مست
پس جلیس الله گشت آن نیکبخت … که به پهلوی سعیدی برد رخت
معجزه کان بر جمادے کرد اثر … یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جان زند بے واسطه … متصل گردد به پنهان رابطه
بر جمادات آن اثر با عاریت ست … آن پی روح خوش متواریست
تا ازان جامد اثر گیرد ضمیر … حبذا نان بے هیولاے خمیر
حبذا خوان مسیحی بے کمی … حبذا اے باغ میوه مریمی
بر زند از جان کامل معجزات … بر ضمیر جان طالب چون حیات

حکایت اُس بیمار کی کہ طبیب کو اسکی امید نہ تھی کہا جو کچھ تو چاہے کر

وہ گیا [۵۱] بیمار اک پیش طبیب … بولا میری نبض کو دیکھ اے لبیب
تاکہ جانے نبض سے تو حال دل … کہ ہے دل سے ہاتھ کی رگ متصل
دل ہے غائب اس سے جو چاہے مثال … ڈھونڈھ اس سے جس کو دل سے اتصال
ہے ہوا پوشیدہ آنکھوں سے اے یار … دیکھ ان مین جیسے اڑتے او غبار
کہ یمین کو جائے یا سوئے شمال … برگ کی جنبش سمجھے کہ وصف حال
دل [۵۲] کی مستی کو تو جانے کہاں ہے سبب … وصف اُس کا پا تو چشم مست سے
دور ہے جو ذات حق سے وصف ذات … جان پھر تو با رسول معجزات
معجزات اور بس کرامات نہان … پیر صافی سے کرے دل پر عیان
انکے اندر سو قیامت نقد ہے … کمتر اُن کا مست ہمسایہ رہے
پس جلیس اللہ ہوا وہ نیکبخت … لیگیا پہلو مین نیکون کے جو رخت
معجزہ کہ دے جمادی کو اثر … یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر جان پر کرے بے واسطہ … ہووے پنہان متصل کر رابطہ
عاریت [۵۳] ہے وہ جمادی پر اثر … روح خوش کیواسطے پوشیدہ تر
تاکہ اُس جامد سے دل لیوے اثر … حبذا ایکی پکائی نان تر
حبذا خوان مسیحا بے ضرر … حبذا اے باغ مریم کا ثمر
جان سے کامل کے ڈالے معجزات … طالبون کی جان کے اندر جون حیات

---

۵۱ وہ گیا الخ ۵ شعر وہ بیمار گیا آگے ایک طبیب کے اور کہا کہ میری نبض کو دیکھ تاکہ نبض سے تو حال دل کا جانے کہ دل سے ہاتھ کی نبض متصل ہے دل غائب ہے تو اس سے جو مثال چاہے تو اس سے ڈھونڈھ کہ جسکو دل سے اتصال ہے آگے مثال ہے ہوا آنکھوں سے پوشیدہ ہے دیکھ کہ اس مین برگ و غبار اُڑتے ہین کہ یمین کیجاتے ہین یا طرف شمال کے برگ کی جنبش تجھے وصف حال کہے یعنی دل کا حال اُس چیز سے معلوم کر کہ اس کے قریب ہے آگے اسکا پتا بتو حقائق کے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ دل کی الخ ۷ شعر دل کی مستی تو جانتا کہان ہے سبب اُسکا وصف پا چشم مست سے جو ذات حق سے وصف ذات اور رہے پھر تو جان ساتھ رسول و معجزات کے وکرامات نہان پیر صافی سے دل پر ظاہر کرتا ہے اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے اور کمتر اُن کا ہمسایہ مست ہوتا ہے پس وہ نیکبخت جلیس اللہ کا ہو کہ جو نیکون کے پہلو مین رخت لیگیا معجزہ کہ جمادی کو اثر دیتا ہے یا عصا یا بحر یا شق القمر ہے اگر جان پر بیواسطہ کرے ایک رابطہ پوشیدہ متصل ہووے یعنی دل کا حال چشم مست سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح وصف ذات حق کا حال رسول و معجزات سے ہویدا ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ عاریت الخ ۶ شعر روح خوش کے واسطے پوشیدہ تر ہے تاکہ اس جامد سے دل اثر لیوے بہت اچھی ہر کی پکائی نان تر بہت اچھا ہے خوان مسیح کا بے ضرر اور بہت اچھا ہے باغ مریم کا ثمر کامل کی جان سے ڈالے معجزات طالبون کی جان مین مانند حیات کے معجزہ دریا و مرغ خاک تا نفس کہ مرغ آبی وجاکی دریا مین ہلاک ہوئے اور دیا بیون کو بغیر آب دریا مین ہلاک ہوئے اور دیا و لیا رہے بے کوشش کے ہین یعنی اولیاء اللہ رحمتہ بیکوشش کے نعمت باطنی دم بھر مین حاصل ہوتی ہے اور کرامات کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

معجزہ بحرست وناقص مرغ خاک — مرغ خاکی رفت در یم شد ہلاک
مرغ آبی در وی ایمن از ہلاک — ماہیان را مرگ ز دریاست خاک
عجز بخش جان ہر نامحرمی — لیک قدرت بخش جان ہمدمی
چون نیابی این سعادت در ضمیر — پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر
کہ اثر ہا بر مشاعر ظاہرست — وین اثر ہا از مؤثر مخبرست
ہست پنہان معنی ہر داوری — ہمچو سحر و صنعت آن سامری
چون نظر در فکر و آثارش کنی — گرچہ پنہان ست اظہارش کنی
قوتی کان در درون مضمرست — چون بفعل آید گواہ مظہرست
چون بہ آثار اینہمہ پیدا شدست — چون بشد ظاہر بآثار از خداست
این سببہا و اثرہا مغز و پوست — چون بجوئی سر بسر آثار اوست
دوست گیری چیزہا را از اثر — پس چرا ز آثار بخشی بے خبر
از خیال دوست گیری خلق را — چون نگیری شاہ غرب و شرق را
این سخن پایان ندارد ای قباد — حرص ما را اندرین پایان مباد
باز گرد و قصۂ رنجور خوان — با طبیب آگہ و بسیاردان

رجوع بقصۂ رنجور

نبض او بگرفت و آگہ شد ز حال — کہ امید صحت او بد محال
گفت ہر چہ دل بخواہد آن بکن — تا رود از جسمت آن رنج کہن
ہرچہ خواہد خاطر تو وا مگیر — تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر

معجزہ ہے بحر ناقص مرغ خاک — مرغ خاکی بحر میں ہووے ہلاک
مرغ آبی بحر میں سے نے ہو ہلاک — ماہیوں کو مرگ ہے دریا ہی خاک
عجز بخشے[۱] جان کو نامحرم کی ہی — بخشے قدرت جان کو ہمدم کی ہی
جو نہ پائے یہ سعادت دل میں تو — ہے تو ہر دم ظاہر استدلال کو
راہ میں اکثر ہیں ظاہر یے اثر — اور اثر دیتے ہے موثر کی خبر
وہ ہے پنہاں اس سے اک معنی کوئے — سامری کا جیسے صنعت سحر ہے
جو نظر آثار میں اسکے کرے — گرچہ پنہاں تو کرے ظاہر اُسے
اسکی باطن میں ہی جو قوت نہاں — فعل میں آئے گواہ ہووے عیاں
جو یہ سب آثار سے پیدا ہوا — کیوں نہ ہو آثار سے ظاہر خدا
یہ سبب[۲] اور کل اثر ہیں مغز و پوست — تو جو ڈھونڈھے کل ہیں یہ آثار دوست
دوست رکھے چیز کو از رہ اثر — کیوں موثر سے ہے اب تو بے خبر
دوست رکھے خیال سے تو خلق کو — کیوں نہ رکھے شاہ غرب و شرق کو
بات تو یہ ہے انتہا ہے حرص کو — سیری اسمیں انتہا مت ہو جیو
لوٹ تو اور قصۂ بیمار کو — با طبیب دانا بینا کے کہو

رجوع طرف قصۂ رنجور کے

نبض[۳] دیکھی اور جانا اُسکا حال — کہ اُسے امید صحت تھی محال
بولا جو کچھ تیرا دل چاہے وہ کر — دور ہو یہ تن سے تیرے ضرر
جو ترا دل چاہے تو وہ کر پذیر — تا نہ ہو پرہیز سے تو بس زحیر

ـلہ عجز بخشے الخ ے شعر جان کو نامحرم کی عجز بخشتا ہے اور جان کو ہمدم کی قدرت بخشتا ہے جو تو یہ سعادت دل میں نہ پائے تو ہر دم ظاہر ہے استدلال کو اکثر راہ میں ظاہر ہیں اور اثر مؤثر کی خبر دیتے ہیں پس وہ پنہاں ہیں تو اس سے ایک معنی کوئے جیسے سامری کو صنعت و سحر ہے جو تو اس کے آثار میں نظر کرے اگرچہ پنہاں ہے تو اُسے ظاہر کرے اس کے باطن میں جو قوت پنہاں ہے وہ فعل میں آئے اور گواہ ظاہر ہووے یہ سب آثار سے پیدا ہوا پھر کیوں نہ آثار سے ظاہر ہووے خدا یعنی مولانا یہاں مقام شاہدہ کا فرماتے ہیں کہ تو آثار حق کو دیکھ کر اس سے ذات حق کا مشاہدہ کر آگے اسکی ذات کا بیان ہے فافہم ۱۲ ـلہ یہ سبب الخ یہ شعر یہ سبب و کل آثار مغز و پوست ہیں جو تو ڈھونڈھے یہ کل آثار دوست ہیں تو دوست رکھتا ہے چیز کو از راہ اثر کے تو اب کیوں مؤثر سے بے خبر ہے و خیال کو دوست رکھتا ہے خیال سے شاہ شرق و غرب کو کیوں دوست نہیں رکھتا ہو بات یہ ہے انتہا ہے میری حرص کو اسمیں بے انتہا مت ہو جیو تو لوٹ اور قصہ بیمار کا طبیب دانا و بینا سے کہہ یعنی آثار دنیا کے کا یا تا خدا ہیں بس تو شاہ شرق و غرب یعنی جناب سول نبوی صلعم کو کیوں نہیں رکھتا ہے کہ انھیں ذات حق بالکل ظاہر ہے بس جس نے انکو دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا آگے قصہ رنجور کا بیان ہے فافہم ۱۲ ـلہ نبض دیکھی الخ یہ شعر نبض دیکھی اور اسکا حال جانا کہ اُسے امید صحت کی محال تھی کہا کہ جو تیرا دل چاہے وہ کر تا دور ہو تیرے بدن سے وہ ضرر جو تیرا دل چاہے تو وہ قبول کر تاکہ پرہیز سے زحیر ہو وے صبر و پرہیز اس معنی میں زبان پر جو تیرا دل چاہے وہ درمیان لا ایسی ہی رنجور کو خدا نے فرمایا ترجمہ عمل کرو تم جو کیا ہو تم کہا کہ جا اب تجکو خیر ہو جیو اُسے کہا کہ سب جو کچھ صبر کو جاتا ہوں کہ صحت کا وہ دروازہ کھلا پاتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صبر و پرہیز این مرض را دان زیان ‏ ‏ ہرچہ خواہد دل درآرش در میان
ہمچنین رنجور را گفت ای عمو ‏ ‏ حق تعالیٰ اعملوا ما شئتم گو
گفت رو ہین خیر بادت جان عم ‏ ‏ من تماشای لب جو می روم
بر مراد دل ہمی رفت او شتاب ‏ ‏ تا کہ صحت را بیابد فتح باب
بر لب جو صوفی بنشستہ بود ‏ ‏ دست و رو می شست پاکی میفزود
او قفایش دید چون تخییلی ‏ ‏ کرد او را آرزوی سیلیی
بر قفای صوفی آن حیرت پرست ‏ ‏ راست میکرد از برای صفع دست
کارزو را گر نرانم تا رود ‏ ‏ نی طبیبم گفت کان علت شود
سیلیش اندر برم در معرکہ ‏ ‏ زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ست این صبر و پرہیز ای فلان ‏ ‏ خوش بکوبش تن مزن چون کاہلان
چون زدش یک سیلی آمد در طراق ‏ ‏ گفت صوفی ہی ہی ای مردود عاق
خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند ‏ ‏ سبلت و ریشش یکایک بر کند
لیک او را خستہ و رنجور دید ‏ ‏ بس ضعیف و زار و زرد و عور دید
باز اندیشید او ضعف ورا ‏ ‏ گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
رنج دق از وی برآوردہ دمار ‏ ‏ دید او را سخت رنجور و نزار
خلق رنجور دق و بیچارہ اند ‏ ‏ وز خداع دیو سیلی بارہ اند
جملہ در ایذای بیجرمان حریص ‏ ‏ در قفای یکدگر جویان نقیص
ای زنندہ بیگناہان را قفا ‏ ‏ در قفای خود نمی بینی چرا
ای ہوا را طب خود پنداشتہ ‏ ‏ بر ضعیفان صفع را بگماشتہ

صبر و پرہیز اس مرض میں ہے زیاں ‏ ‏ جو ترا دل چاہے وہ لا درمیاں
ایسے ہی فرمایا ہے رنجور کو ‏ ‏ پس خدا نے اعملوا ما شئتم
بولا جا اب خیر سے کو تو جیو ‏ ‏ میں لب جو کی ہوں جاتا سیر کو
دل کی خواہش پر وہ جاتا تھا شتاب ‏ ‏ تاکہ وہ صحت کا پائے فتح باب
نہر پر صوفی تھا اک بیٹھا ہوا ‏ ‏ ہاتھ منھ دھوتا و کرتا پاک تھا
دیکھی گردن اس کی جوں مجنون نے ‏ ‏ آرزو کی کہ چپت ماروں اسے
پیچھے اس صوفی کے وہ حیرت پرست ‏ ‏ پس چپت کے واسطے تانے تھا دست
گر نہ پوری آرزو ہو جب سے وہ ‏ ‏ نے معالج سے کہا علت وہ ہو
اس کے تھپڑ سے ہو نجیم معرکہ ‏ ‏ کیونکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ہے صبر و پرہیز ای فلاں ‏ ‏ مار اسے او چپ نہ رہ جوں کاہلاں
جو چپت اسکے لگائی اک تڑاق ‏ ‏ بولا صوفی ہیں یہ کیا مردود عاق
چاہا صوفی نے کہ میں گھونسے جڑوں ‏ ‏ اور داڑھی مونچھ اسکی نوچ لوں
لیک اک بیمار تر دیکھا اسے ‏ ‏ دیکھا عاجز ناتوان اسکا اسے
پر وہ سوچا ضعف اس کو ہے سوا ‏ ‏ گر میں ماروں گھونسا یہ ہووے فنا
رنج دق سے تھی ہلاکت آشکار ‏ ‏ دیکھا اس کو سخت بیمار و نزار
خلق سب رنجور دق ناچار ہے ‏ ‏ کھاتے تھپڑ دیو اک مکار سے
سب حریص ایذا میں ہیں جرمان کے ‏ ‏ پیچھے اک کے دوسرا نقصان کے
اے چپت مارے ہے تو بیجرم کو ‏ ‏ پیچھے اپنے کیوں نہیں دیکھے ہے تو
اے ہوا کو طب ہی اپنی جانتا ‏ ‏ اور ضعیفوں پر چپت ہے مارتا

سلہ نہر پر الخ ۶ شعر ایک صوفی نہر پر بیٹھا ہوا تھا ہاتھ منھ دھوتا پاک کرتا تھا اسکی گردن دیکھی دیوانے کے مانند آرزو کی کہ اسے چپت ماروں وہ حیرت پرست اس صوفی کے پیچھے چپت کیواسطے ہاتھ تانتا تھا اگر وہ پوری آرزو نہ ہو جائے معالج نے نہیں کہا کہ وہ علت ہو جائے اسکے تھپڑ سے بچیر معرکہ ہو تو ترجمہ مت ڈالو تم ہاتھوں کو طرف ہلاکت کے ۱۲ صبر و پرہیز تھا کہ اے فلان اسکو مار چپت مت رہ مانند کاہلوں کے یعنی صبر و پرہیز مریض لاعلاج کو مضر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو چپت الخ ۶ شعر جو ایک چپت اس کے تڑاق سے لگائی صوفی نے کہا کہ ہیں یہ کیا ہی کرلے مردود عاق صوفی نے کہا کہ میں گھونسے ماروں اور داڑھی مونچھ اس کی نوچ لوں ولیکن ایک بیمار تر اسے دیکھا اور ناتوان و عاجز دیکھا اسے دیکھا پھر وہ سوچا کہ اسکی ضعف سوا ہے اگر میں اس کو گھونسا ماروں خفا ہووے مرض دق سے ہلاکت ظاہر تھی کہ اس کو دیکھا بیمار سخت و نزار آگے اس کے حقائق ہیں سب خلق خدا بیمار دق و ناچار ہے کہ دیو اس کا تھپڑ کھاتا ہے یعنی مخلوق مریض ہے اور دیو سے چپت کھاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ سب حریص الخ ۶ شعر جرمان کی ایذا میں سب حریص ہیں ایک کے پیچھے دوسرا نقصان دیتا ہے اے تو چپت مارتا ہے بیجرم کو تو اپنے پیچھے کیوں نہیں دیکھتا ہے اے تو اپنی ہوا طب جانتا ہے اور ضعیفوں کو چپت مارتا ہے جیسے ہنسی کی اور یہ واقعہ کہ وہ ہی آدم کا گندم تھا ہے کہ تو اس دانہ کو کھا واسطے دار کے ۔ تو ہووے ہمیشہ اس نے لغزش دی چپت اس کے جڑی وہ چپت جس سے اس کی ہوئی اس نے لغزش اسکو سخت دی تھی لیکن مکار اسکا حق بیشتر تھا یعنی اہل نفس شیطان کے دھوکے میں اگر اسی طرح مرتکب گناہ ہوتے ہیں اور آخر کو اس کی پاداش میں ماخوذ ہوتے ہیں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

بر تو خندید آنکہ گفتی کین منست　　اوست کادم را بگندم رہنماست
کی ہنسی جس نے بتائی یہ دوا　　کہ وہی آدم کا ہے گندم نما

کہ بخور این دانہ را اے مستعین　　بہر دارو تا **تکونا خالدین**
کہ تو اس دانہ کو کھا اے مستعین　　بہر دارو تا **تکونا خالدین**

اوش افزائید سخت انداز لق　　لیک پشت و دستگیرش بود حق
اُسنے لغزش اسکو دی تھی سخت تر　　پر مددگار اُسکا حق تھا بیشتر

اوش لغزانید زد اورا قفا　　آن قفا وا گشت بر گشت او را جزا
اس نے لغزش دی چپیت اُسکے جڑی　　وہ چپیت بولی جزا اسکی ہوئی

کوہ بود آدم اگر پر مار شد　　کان تریاق است دبی ضرار شد
سلہ کوہ تھا آدم ہوا پُر مار گر　　کان تریاقی ہے نے اسکو ضرر

تو کہ تریاقی نداری ذرہ　　از خلاصی خود چرا ای غرہ
تو نہین تریاق ذرہ بھر رکھے　　کیون نجات اپنی سے تو غرہ کرے

آن خلیلانہ توکل کو ترا　　وان کرامت چون کلیمت از کجا
وہ خلیلانہ توکل تجھکو کہان　　تجکو جون موسیٰ کرامت وہ کہان

تا نبرد تیغت اسمٰعیل را　　تا کنی شہراہ قعر نیل را
تا نہ کاٹے تیغ اسمعیل کو　　تا کرے شہ راہ قعر نیل کو

گر سعیدی از منارہ اوفتید　　بادش اندر جامہ افتاد و رہید
گر منارہ سے سعید اک کودتا　　گھستی جامہ مین ہوا اور چھوٹتا

چون یقینت نیست آن بخت حسن　　تو چرا بر باد دادی خویشتن
گر یقین تجکو نہین اس بادکا　　آپ کو برباد کیون تونے کیا

زین منارہ صد ہزاران ہمچو عاد　　در فتادند و سر و تن باد داد
سلہ اُس منارہ سے ہزارون مثل عاد　　گر پڑے وہ اور دیا سر تن بباد

سرنگون افتادگان زیر منار　　در نگر تو صد ہزار اندر ہزار
گر پڑے دن گو سرنگون زیر منار　　دیکھ اب تو سو ہزار اندر ہزار

تو رسن بازی مندانی یقین　　شکر پا ہا گو و میرو بر زمین
چڑھتا رسی کا نہ جانے تو نکو　　چل زمین پر شکر کر پانون کا تو

پر مساز از کاغذ و از کہ مپر　　کاندرین سودا بسی رفت است سر
گر کے پر کاغذ سے مت اُڑ کوہ پر　　ایسے سودے مین بہت نے کھوئے سر

گرچہ آن صوفی پُر آتش شد زخشم　　لیک او بر عاقبت انداخت چشم
گرچہ صوفی آگ سے غصہ ہوا　　پر نظر انجام پر رکھتا وہ تھا

اول صف بر کسی ماند بکام　　کو نگیرد دانہ بیند بند دام
پہلا جھپٹا اُس کسی پر ہو بکام　　کہ نہ لے دانہ و دیکھے بند دام

حبذا دو چشم پایان بین راد　　کہ نگہ دارند تن را از فساد
سلہ حبذا انجام بین ہین چشم رو　　کہ نگہ فتنہ سے رکھے جسم کو

آنکہ پایان دید احمد بود کو　　دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو
جس نے آخر دیکھا وہ تھے مصطفےٰ　　کہ اُنھون نے دیکھی دوزخ اس جگہا

دید عرش و کرسی و جنات را　　بر درید او پردہ غفلات را
دیکھا عرش و کرسی و جنات کو　　اور پھاڑا پردۂ غفلات کو

سلہ آدم کوہ تھا الخ ۶ **شعر** آدم کوہ تھا اگر پر مار ہوا کان تریاق ہے اُسکو ضرر نہین تو تریاق ذرہ بھر نہین رکھتا ہے تو کیون اپنی نجات سے غرہ کرتا ہے وہ توکل خلیلانہ تجکو کہان اور موسیٰ کے مانند وہ کرامت کہان تاکہ تیغ نہ کاٹے اسمٰعیل کو تا شاہراہ کرے قعر نیل کو اگر منارہ سے ایک سعید کودتا ہوا جامہ مین گھستی ہوا اور چھوٹا اگر اس ہوا کا تجکو یقین نہین ہے خود برباد تونے کیون کیا یعنی اگرچہ اُس نے چپیت مار کر خود پر بلائی مگر حق کی مددگاری سے اور ریاست نجات پائی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس منارہ سے الخ ۶ **شعر** اس منارہ سے ہزارون عاد کے مانند گرے اور سر و تن برباد دیا گر پڑے دن گو سرنگون زیر منار سو ہزار اندر ہزار اب تو دیکھ تو چڑھنا رسی کا نہ جانے خوب زمین پر چل اور تو شکر پانون کا کر کاغذ سے پر کرکے کوہ پر مت اُڑ بہت نے ایسے سودے مین سر کھوئے ہین آگے رجوع بقصہ اگرچہ صوفی غصہ سے آگ ہوا پر وہ نظر انجام پر رکھتا تھا آگے حقائق مین پہلا جھپٹا اس کسی پر با مقصد ہو کہ دانہ نے اور بند دام دیکھے **یعنی** وہ شخص انجام مین بہتر ہے کہ اول تقیہ سے آخر کو دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حبذا الخ ۷ **شعر** دونون چشم انجام بین بہت اچھے ہین کہ نگہ رکھے فتنہ سے جسم کو جس نے آخر کو دیکھا وہ مصطفےٰ صلعم تھے کہ اُنھون نے دوزخ اس جگہ دیکھی عرش و کرسی و جنات کو دیکھا اور پردہ غفلتون کو پھاڑا اگر تو اسلام کو عزیز سے چاہے اول چشم بند کر اور آخر کو دیکھ تاکہ عدمون کو جملہ ہست دیکھے اور ہستو کو مقید و پست دیکھے اور یہ دیکھ کہ جس کسی کو عقل ہے رات دن نیست کی جستجو مین ہے آگے اسکی مثال ہر کون تنگی مین خود کو نہ چاہے اور کون دکان سود کو نہ چاہے **یعنی** چشم انجام بین انسان کو آفت سے بچاتی ہے کہ عدم کو ہست جانتا ہے اور نیستی کو چاہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر	چشم زاول بند و پایان را نگر	تو سلامت کو ضرر سے چاہے گر	دیکھ آخر چشم اول بند کر
تا عدمہا را ببینی جملہ ہست	ہستہا را بنگری محو و پست	تا کہ تو عدموں کو دیکھے جملہ ہست	اور مقید دیکھے ہستوں کو وہ پست
این ببین باری کہ ہر کو عقل ہست	روز و شب در جستجوی نیست ہست	دیکھیے یہ کہ جس کسی کو عقل ہے	جستجو مین رات دن ہے نیست کے
در گدائی طالب جودے کہ نیست	بر دکانہا طالب سودے کہ نیست	کون تنگی مین نہ چاہے جود کو	کون دکان مین نچاہے سود کو
در مزارع طالب دخلی کہ نیست	در مغارس طالب نخلی کہ نیست	کون کھیتی مین نہ چاہے دخل کو ۱	کون تھالہ مین نہ چاہے نخل کو
در مدارس طالب علمے کہ نیست	در صوامع طالب حلمے کہ نیست	کون مکتب مین نچاہے علم کو	کون صومع مین نہ چاہے حلم کو
ہستہا را سوی پس افگندہ اند	نیستہا را طالب اند و بندہ اند	ڈالا ہستون کو ہے پیچھے پیٹھ کے ۲	نیستون کے طالب او بندہ ہوئے
زانکہ کان و مخزن صنع خدا	نیست غیر نیستی در انجلا	کیونکہ کان اور مخزن صنع خدا	نے سوائے نیستی کے ظاہرا
پیش ازین رمزے بگفتستیم ازین	این و آن را تو یکے مین دو مبین	اس سے پہلے رمز کی اسکی کہی	یہ نہ دو کو ایک دیکھ اور نے دو [illegible]
گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ ہست	در صناعت جایگاہ نیست جست	یہ کہا ہر ایک کاریگر کہ ہے	دوڑا صنعت مین ہے جا نیست کے
جست بنّا موضعی ناساختہ	گشت ویران سقفہا انداختہ	۳ دوڑا معمار اک جگہ بے چھت	کہ ہوئی ویران چھت اسکی گری
جست سقا کوزہ کش آب نیست	وان دروگر خانہ کش باب نیست	دوڑا سقا کوزہ سے بے آب ہی	اور نجار اک جو گھر بے باب ہے
وقت صید اندر عدم مین جملہ شان	وز عدم آنگہ گریزان جملہ شان	دیکھ عدم مین جملہ انکا وقت صید	اور عدم سے بھاگیں سب وہ نا امید
چون امید لاست زو پرہیز چیست	با انیس خویشتن استیز چیست	جو ہے لا امید بھاگے اس سے کیون	اور انیس اپنے سے تو لڑتا ہے کیون
چون انیس طبع تو آن نیستی است	از فنا و نیست این پرہیز چیست	جو انیس طبع جانے نیست کو	کیون فنا و نیست سے بھاگے ہے تو
گر انیس لا نۂ اے جان پسر	در کمین لا چرائی منتظر	گر انیس لا نہین تو اے پسر	تو کمین مین لا کے کیون ہے منتظر
زانکہ داری جملہ دل بر کندہ	شست دل در بحر لا افگندہ	کس لئے برداشتہ خاطر رکھے	شست دل کی ڈالی بحر لا مین ہے
پس گریزت چیست زین بحر مراد	کو بشست صد ہزاران صید داد	بحر مقصد سے تو بھاگے کس لئے	شست کو وہ صید دے صد بار ہے
از چہ نام برگ را کردی تو مرگ	جادوئی بین کہ نمودت مرگ برگ	۴ برگ کا کیون نام رکھا تو نے مرگ	شعبدہ ہے تو جو دیکھے مرگ برگ

۱ کون کھیتی مین الخ ۷ شعر کون کھیتی مین دخل کو نہ چاہے ہے اور کون تھالہ مین نخل کو نہ چاہے ہے کون مکتب مین علم کو نہ چاہے ہے ہستون کو پیٹھ کے پیچھے ڈالا اور نیستون کے طالب و بندہ ہوئے کیونکہ کان و مخزن صنع خدا سوا نیستی کے ظاہر نہین اس لئے پہلے رمز اسکی کہی ہے اور وہ ایک دیکھ اور دو نہ دیکھ ہے یہ کہ ہر ایک کاریگر دوڑا صنعت مین جانب نیست کے یعنی ہستی کو چھوڑا اور نیستی و عدم کو طلب کر صنعتون مین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۳ دوڑا معمار الخ ۹ شعر معمار دوڑا بے چھت کی جگہ کی طرف کہ وہ ویران ہوئی اور چھت گری سقا دوڑا جو کوزہ بے آب ہے اور نجار جو گھر بے در ہے [illegible] عدم مین دیکھ [illegible] صید کے [illegible] وہ سب [illegible] امید جو عدم ہے اس سے کیون بھاگتا ہے اور اپنے انیس سے کیون لڑتا ہے جو نیست کو انیس طبع جانتا ہے تو کیون فنا و نیست سے بھاگتا ہے اگر انیس [illegible] نہین ہے کمین مین لا کے کیون منتظر ہے کس واسطے برداشتہ خاطر اور شست دل کی بحر مین ڈالتا ہے بحر مقصد سے تو کس واسطے بھاگتا ہے کہ وہ [illegible] شست کو صید دے [illegible] [illegible] سے ہٹنے کا بتاتے نہین تو اس نے کس واسطے بھاگتا ہے اور خوف رکھتا ہے اور مرنے سے ڈرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۴ برگ الخ ۲ شعر توشہ راہ کا کیون نام رکھا ہے مرگ یہ شعبدہ ہے کہ تجھ کو توشہ کو مرگ دکھایا ہے [illegible] صنعت سے تیری تکمین بندگی مین تاکہ [illegible] [illegible] پسند ہو جسکے خیال مین مگر اللہ ہے عدم بہشت ہے [illegible] [illegible] چاہ سے ہی سواسطے جاہ دنیا کو [illegible] [illegible] مرگ [illegible] [illegible] کی جو [illegible] اسکی غلطیون کہا ہو [illegible] [illegible] سے [illegible] علیہ نے کہا [illegible] [illegible] یعنی مرگ [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] یا [illegible] کہ عوں [illegible] [illegible] سے [illegible] ہین [illegible] [illegible] [illegible]
قصہ ایاز و محمود کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

ہر دو چشمت بست سحر صنعتش | تا کہ جان را در چہ آمد رغبتش
در خیال او ز مکر کردگار | جملہ صحرا فوق چہ زہرست و مار
لاجرم چہ را پناہی ساختہ است | تا کہ مرگ او را بچاہ انداختہ است
انچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز | ہمچنین بشنیدم از عطار نیز
رحمۃ اللہ علیہ چون گفتہ است | ذکر شہ محمود غازی سفتہ است

اسکی صنعت نے کی آنکھیں تیری بند | چاہ تیری جان کو تا ہو پسند
مکر اللہ سے خیال اس کے ہین یہ | دشت پر مار اک فزون ہی چاہ سے
اس لئے جائے پناہ چہ کو کیا | مرگ نے تا چاہ مین اس کو رکھا
اس کی غلطی ہی جو کچھ مین نے کہا | ایسی ہی عطار سے مین نے سنا
رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا | ذکر شہ محمود غازی کا کیا

بر تخت نشاندن سلطان محمود غلام ہندو را و گریستن او

تخت پر بٹھانا سلطان محمود کا غلام ہندو کو اور رونا غلام کا

سلہ کز غزا ے ہند پیش آن ہمام | در غنیمت اوفتادش یک غلام
پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند | بر سپہ بگزیدش و فرزند خواند
طول و عرض و وصف قصہ تو بتو | در کلام آن بزرگ دین بجو
حاصل آن کودک برآن تخت نضار | شستہ پہلوی قباد شہریار
گریہ میکرد اشک میراندی بسوز | گفت شاہ او را کہ ای فیروز روز
سلہ از چہ گریی دولتت شد ناگوار | فوق افلاکے قرین شہریار
تو برین تخت و وزیران و سپاہ | پیش تختت صف زدہ چون مہر و ماہ
گفت کودک گریہ ام زانست زار | کہ مرا مادر دران شہر و دیار
از توام تہدید کردی ہر زمان | بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب | جنگ کردی کاین چہ خشمست و عتاب
می نیابی ہیچ نفرین دگر | زین چنین نفرین مہلک سہل تر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلے | کہ بصد شمشیر او را قاتلے

سلہ کہ غزا ے ہند سے وہ نیکنام | لایا اک مال غنیمت مین غلام
پس خلیفہ کر بٹھایا تخت پر | سب پہ بالا جانا کردانا پسر
قصہ کا طول و عرض بس وصف سے | ڈھونڈھ لا اندر کلام اس پاک سے
الغرض وہ طفل تخت شاہ پر | شہ کے پہلو مین ہوا بس جلوہ گر
گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز | بولا شہ اسکو کہ اے فیروز روز
سلہ روتا کیوں ہی ہوئی ہی دولت ناگوار | چرخ سے بالا قریب شہریار
تخت پر تو کل وزیر و کل سپاہ | تیرے آگے ہین کھڑے جون مہر و ماہ
طفل بولا اس لئے روتا ہون مین | کہ مری ماں تھی بلاد ہند مین
تجھ سے ہر دم وہ ڈراتی تھی مجھے | تجھکو دیکھوں ہاتھ مین محمود کے
پس پدر ماں سے مری اندر جواب | لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا ہی عتاب
اور برا کہنا نہین پاتی ہے تو | ایسے مہلک بد کو آسان جانے تو
سنگدل بیرحم تو از بسکہ ہے | کہ کرے قتل اس کو سو شمشیر سے

سلہ کز غزاے ہند سے آخ ۵ شعر محمود نیک نام غزاے ہند سے مال غنیمت مین ایک غلام لایا اس کو خلیفہ کر کے تخت پر بٹھایا اور سب سے بالا جانا اور پسر اپنا کیا قصہ کا طول وعرض از راہ وصعت کے تو اس کلام پاک عطار مین ڈھونڈھو الغرض وہ طفل تخت شاہ پر تخت شاہ کے پہلو پر جلوہ گر ہوا گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز کے شاہ نے کہا اس کو اے فیروز روز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ روتا کیوں ہے آخ ۷ شعر تو کیون روتا ہے دولت ناگوار تجکو ہوئی ہے کہ چرخ سے بالا ہوا اور مقرب شہریار کا تو تخت اور کل وزیر و کل سوار تیرے آگے کھڑے ہین مانند مہر و ماہ کے طفل نے کہا کہ مین اس واسطے روتا ہون کہ میری ماں بلاد ہند مین تھی وہ ہر دم تجھ سے ڈراتی تھی مجکو کہ مین تجکو محمود کے ہاتھ مین دیکھوں پس باپ میری ماں سے لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا عتاب ہے اور برا کہنا نہین پاتی ہے تو ایسی مہلک بات کو آسان جانتی ہے سنگ دل اور بے رحم تو از بسکہ ہے کہ تو اس کو قتل کرتی ہے سو شمشیر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من زگفت هر دو حیران گشتمی	در دل افتادی مرا بیم و غمی	کہتے اُن دونون سے مین حیران تھا	میرے دل مین خوف ہوتا تھا سوا
تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب	کز مثل گشتست در ویل و کرب	ای عجب محمود دو رخ تو ہی کیا	کہ ہوا ہے وہ مثل مین اک بلا
من همی لرزیدمی از بیم تو	غافل از اکرام و از تعظیم تو	مین لرزتا تیرے خوف وبیم سے	تھا مین غافل بخشش و تعظیم سے
مادرم کو تا به بیند این زمان	مر مرا بر تخت ای شاه جهان	کان ہے مان میری کہ دیکھے اس زمان	مجکو تخت شہ پہ اے شاہ جہان
یا پدر کو تا مرا بیند چنین	خوش نشسته پهلوی سلطان دین	ہے کہان یا باپ جو دیکھے مجھے	پہلوے سلطان مین بیٹھے ہوئے
فقر آن محمود تست ای بی‌سعت	طبع از دائم همی ترساندت	فقر یہ تیرا وہی محمود ہے	طبع جس سے بس ڈراتی تھی تجھے
گر بدانی رحم این محمود راد	خوش بگوئی عاقبت محمود باد	گر تو جانے رحم محمود نکو	خوش کہے تو عاقبت محمود ہو
فقر آن محمود تست ای بیم دل	کم شنو زین مادر طبع مضل	فقر ہے محمود تیرا اے نکو	طبع کی گمراہ مان سے مت سنو
چون شکار فقر گردی تو یقین	همچو کودک اشکباری یوم دین	گر شکار فقر ہو تو بالیقین	مثل کودک روے تو تا یوم دین
گرچه اندر پرورش تن مادرست	لیک از صد دشمنت دشمن ترست	گرچہ اندر پرورش کے تن ہے مان	لیک سو دشمن کا دشمن ہے نہان
تن چو شد بیمار دارو جوت کرد	ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد	تن جو ہو بیمار دارو جو بنے	اور قوی ہو تجکو اک باغی کرے
چون زره دان این تن پر حیف را	نی شتا را شاید و نی صیف را	اس نجس تن کو زرہ کی مثل جان	نے ہے لائق سردی و گرمی یہان
یار بد نیکوست بهر صبر را	که گشاید صبر کردن صدر را	صبر کی خاطر ہے یار بد نکو	صبر کرنا کھولتا ہے صبر کو
صبر مه با شب منور داردش	صبر گل با خار از فردا روش	صبر مہ کو رات کو روشن رکھے	صبر گل کو خار سے پر بو کرے
صبر شیر اندر میان فرث و خون	کرد او را ناعش ابن اللبون	صبر مین فرث و خون کے شیر کو	دایہ بچون کا کرے ہے اے نکو
صبر جمله انبیا با منکران	کردشان خاص حق و صاحبقران	منکرون سے انبیا کو صبر نے	خاص حق کا کر دیا ہے جان سے
هر که را بینی یکی جامه درست	دان که او آن را بکسب و صبر جست	جس کسی کو دیکھے تو جامہ صفا	جان اُس کو صبر سے جامہ ملا

سلہ کہنے الخ ۲ شعر ان دونون کے کہنے سے مین حیران تھا اور میرے دل مین خوف سوا ہوتا تھا اے عجب محمود کیا دوزخ خوب ہے کہ مثال مین وہ اک بلا ہوا ہے مین تیرے خوف و بیم سے لرزتا تھا اور مین غافل تھا بخشش و تعظیم سے میری مان کہان ہے کہ اس وقت دیکھے مجکو تخت پر اے شاہ جہان مان اور باپ کہان ہے کہ مجھے دیکھے بادشاہ دین کے پاس بیٹھا ہوا آگے حقائق ہین یہ فقر تیرا وہی محمود ہے کہ مادر طبع جس سے ڈراتی تھی پس اگر تو رحم محمود کا نیک جانے تو خوش ہو کر کہے عاقبت محمود ہو جیو یعنی طبع مادر پدر جسے ڈراتی ہے محمود فقر ہے اور عدم مین جب جاتا ہے اور محو فقر کی فوز حاصل پاتا ہے تو حیران ہو کر کہتا ہے کہ مین دنیا مین ناحق ڈرتا تھا عاقبت محمود کیون نہین کہتا تھا کہ یہان اُس سے از بس آرام ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

سلہ فقر ہے الخ ۲ شعر فقر تیرا محمود ہے تو مادر گمراہ طبع سے بہت سُن اگر تو شکار فقر ہو تو مثل کودک کے روز قیامت تک اگرچہ اندر پرورش کے تن مادر ہے لیکن سو دشمن سے دشمن ہے جو تن بیمار ہو دوا ڈھونڈھنے والا بنے اور اگر قوی ہو تجکو باغی کرے تو اس نجس تن کو ایک زرہ کے مانند جان کہ نہ لائق سردی و گرمی کے ہے یہان ہے یار بد صبر کے واسطے نیک ہے کیونکہ صبر کھولتا ہے صدر کو یعنی جسم سو دشمن ہے مگر فقر کہ تجکو محمود ہے پس تو بندہ نہ ہو اور فقر پر صبر کو اختیار کر کہ دل کو روشن کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ صبر مہ کو الخ ۲ شعر صبر ماہ کو شب سے روشن کرتا ہے صبر گل کو خار سے بودار کرتا ہے صبر شیر کو جو بیچ گوبر و خون کے ہے بچون کی دایہ کرتا ہے صبر نے انبیا کو منکرون کے سبب سے خاصان حق کر دیا ہے جامہ صاف جس کسی کو تو دیکھے جان کہ اُس کو صبر سے جامہ ملا ہے جس کو برہنہ و بے نوا دیکھو اس کی بے صبری پر وہ گواہ ہے جو کوئی دہشت زدہ برہنہ ہو جان تو کہ اسی کی دنیا پالی یعنی صبر سے ترقی نور باطن کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هرکرا دیدی برهنه و بی نوا	هست بر بی صبری او آن گوا	جس کو دیکھے تو برہنہ بے نوا	اُسکی بے صبری یہ ہی بس وہ گوا
هرکه مستوحش بود پرغصه جان	کرده باشد با دغائی اقتران	جو کوئی وحشت زدہ پرخشم ہو	اُس نے پایا ہے دغا تم جان لو
صبر اگر کردی ز الفت آن بیوفا	از فراق او بخوردی این قفا	کرتا[1] صبر اُلفت سے گروہ بیوفا	یہ چپیت اُلفت کی کب کھاتا بھلا
خوی با حق ساختی چون انگبین	با لبین که لا احب الآفلین	حق سے عادت کرتا جیسے انگبین	شیر سے کہ لا احب الآفلین
لاجرم تنها نماندی همچنان	کاتشی مانده براه از کاروان	پھر نہین تنہا تو رہتا بس یہان	جیسے رہ پر آگ رہے کاروان
چون ز بی صبری قرین غیر شد	در فراقش پرغم و بی خیر شد	غیر سے بے صبر ہو کر جو ملا	اُسکی فرقت مین تو بس غمگین رہا
صحبتت چون هست زر ده دهی	پیش خائن چون امانت می نهی	زر خالص کی تجھے صحبت جو ہے	کیون امانت آگے خائن کے رکھے
خوی با کن کامانتها ز تو	آمن آید از افول و از عتو	عادت اُس سے کر امانت تا تری	نقص سے ایمن ہونے ہو ابتری
خوی با آن کن که خو را آفرید	خویهای انبیا را پرورید	عادت اُس سے کر کہ عادت اُسنے دی	پرورش نبیون کی عادت کی کری
بره دهی رمه بازت دهد	پرورنده هر صفت خود رب بود	دے[2] تو بزغالہ کہ گلہ تجکو دے	ہر صفت کا پرورندہ رب وہ ہے
بره پیش گرگ امانت می نهی	گرگ و یوسف را مفریبا همی	گرگ کو برہ امانت تو نہ دے	گرگ و یوسف کو تو ہمرہ مت کرے
گرگ اگر با تو نماید روبهی	هین مکن باور که ناید زو بهی	گرگ گر تجکو دکھائے عاجزی	مت یقین کر اُس سے نے ہو بہتری
جاهل ار با تو نماید همدلی	عاقبت زخمت زند از جاهلی	تجکو گر جاہل دکھائے ہمدلی	رنج آخر دیوے اُسکی جاہلی
او دو آلت دارد و خنثی بود	فعل هر دو بیگمان پیدا شود	ہے وہ خنثیٰ اور دو آلت رکھے	بیگمان وہ فعل دونون سے کرے
مر ذکر را از زنان پنهان کند	تا که خود را خواهر ایشان کند	عورتون سے وہ ذکر پنہان کرے	تا کہ اُنکی بہن خود جا کر بنے
شله از مردان بکف پنهان کند	تا که خود را جنس آن مردان کند	فرج اپنی کو چھپائے ہاتھ سے	تا کہ بس مردون کا خود بھائی بنے
گفت یزدان زان کس مکتوم او	شله سازیم در خرطوم او	بولا[3] یزدان فرج مخفی اُس سے ہے	فرج اسکی مین کرون خرطوم پے
تا که بینایان ما زین دو دلال	درنیفتند از فن او در جوال	دو دلیلون سے کہ بینا مرے	نہ پڑے دھوکے مین اُسکے مکر سے

[1] کرتا صبر الخ یہ شعر اگروہ بے وفا صبر فرقت سے کرتا یہ چپیت فرقت کی کب کھاتا تو حق سے عبادت کرتا جیسے شہد شیر سے کرتا ہے ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہون میں ڈوبنے والے کو پھر تو تنہا نہیں رہتا یہاں جیسے راہ پر آگ رہجاتی ہے بے کاروان کے بے صبر ہو غیر سے جو ملا تو اسکی فرقت مین غمگین رہا آگے اسکی مثال ہے زر خالص کی جو تجھے صحبت ہے کیوں امانت آگے خائن کے رکھتا ہے اُس سے عادت کر کہ تا امانت تیری نقصان سے ایمن ہو اور ابتری نہو اس سے عادت دی اور نبیونکی عادت کی پرورش کرے یعنی اولیاء اللہ کی عادت حاصل کر کہ عادت خدا کی تجھ مین پیدا ہو اور دیو کی عادت حاصل نہ کر کہ گمراہی مین پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دے تو آخ یہ شعر تو بزغالہ دے کہ وہ تجکو گلہ دے کہ ہر ایک صفت کا پرورندہ وہ رب ہے گرگ کو بزغالہ تو امانت نہ دے اور گرگ و یوسف کو تو ہمرہ مت کرے اگر گرگ تجکو عاجزی دکھائے تو یقین مت کر کہ اس سے بہتری ہو وے اگر تجکو جاہل ہمدلی دکھائے آخر اسکی جاہلی رنج دیوے آگے اسکی مثال ہے وہ خنثیٰ ہے اور دو آلت رکھتا ہے بیگمان وہ دونون فعل کرتا ہے عورتون سے ذکر وہ پنہان کرتا ہے کہ تا جا کر اُن کی بہن بنے اپنی فرج کو ہاتھ سے چھپائے تا کہ خود مردون کا بھائی بنے یعنی جاہل کا تو ہمدم نہ ہو کہ آخر کار تو گمراہی میں پڑیگا کیونکہ جاہل حکم خنثیٰ کا رکھتا ہے کہ ساتھ عاقل کے معقول اور ساتھ مغفول کے غافل ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[3] بولا یزدان آخ یہ شعر خنثیٰ نے فرمایا کہ جس فرج کو مخفی رکھتا ہے اسکی فرج مین کرون خرطوم پے تا کہ بینا میری دلیلون سے دھوکے مین نہ پڑے اُسکے مکر سے الغرض ہر ایک ذکر تری نہیں ہوتی ہے جاہلون سے ڈر اگر کھتا ہے ... جاہل ... مت سمجھ کہ ... ایک ہے ... اور شیر دوش اگر تجھے کہے اُس سے بچ ... مگر تجکو ... تا کہ میرا بچہ ... دوسری ... میرا بچہ تیرے جز سے ... عورت ہی کتی کہ تکلیف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حاصل آن کز ہر ذکر ناید تری
ہین زجاہل ترس گر دانشوری

دوستی جاہل شیرین سخن
کم شنو کان ہست چون زہر کہن

جان مادر چشم روشن گویدت
جز غم و حسرت ازو نفزویدت

مر پدر را گوید آن مادر جہار
کہ ز مکتب بچہ ام شد بس نزار

از زن دیگر گرستش آوردۂ
بر دی این جور و جفا کم کردۂ

از جز از تو گر بدے این بچہ ام
این فشار آن زن بگفتی نیز ہم

ہین بجہ زین مادر و تیبای او
سیلئے بابا بہ از حلوای او

ہست مادر نفس بابا عقل زاد
اولش تنگی و آخر بس کشاد

ای دہندہ عقلہا فریاد رس
تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس

ہم طلب از تست وہم آن نیکوئی
ما کییم اول توئی آخر توئی

ہم تو گوئی وہم تو بشنو ہم تو باش
ما ہمہ لاشیم باچندین تراش

زین حوالت رغبت افزا در سجود
کاہلی و جبر مفرست و جمود

جبر باشد پر و بال کاملان
جبر ہم زندان و بند کاہلان

ہمچو آب نیل دان این جبر را
آب مومن را و خون مرگبر را

بال بازان را سوی سلطان برد
بال زاغان را بگورستان برد

بازگرد اکنون تو در شرح عدم
کو چو پازہر ست و پندارش سم

ہمچو ہندو بچہ ہان ای خواجہ تاش
روز محمود عدم ترسان مباش

از وجودی ترس کاکنون در ولی
آن خیالت لاشی و تو لاشئے

لاشئ بر لاشئ عاشق شدہ است
ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدست

الغرض نے ہر ذکر سے ہو تری
جاہلون سے ڈر جو ہو دانشوری

جاہل شیرین سخن کی دوستی
مت سنے کہ ہے مثال کہنہ زہر کی

جان مادر چشم روشن کہہ تجھے
اُس سے جز حسرت کہ نے تجکو ملے

باپ کو مادر کہے بس ظاہرا
میرا بچہ دُبلا مکتب سے ہوا

دوسری عورت کا بچہ لا ناتو
اُس سے یہ جور و جفا کم کرتا تو

میرا بچہ ہوتا گر جز سے ترے
کہتی عورت بھی یہی تکلیف ہے

چاپلوسی[1] مان کی اب تو چھوڑ دے
باپ کا خوش تھپڑ ہے اسکے قند سے

نفس مان اور عقل تیری باپ ہے
پہلے رنج اور بعد راحت وہ رکھے

اے خرد بخش اے مرے فریاد رس
تا نچاہے تو نچاہے کوئی کس

بھی طلب تجھسے بھی وہ نیکوئی
ہم ہین کون اول توئی آخر توئی

بھی کہے تو بھی سُنے تو بھی ہے
ہم ہین لاشے باوجود اس شکل کے

اس حوالہ[2] سے سوا ہو بندگی
جبر و سستی مت دکھا در پژمردگی

جبر ہو دے پر و بال کاملان
جبر ہو دے قید و بند کاہلان

مثل آب نیل جان اس جبر کو
آب مومن کو وہ خون ہے گبر کو

باز کو لیجائے پر سلطان کی سو
زاغ کو لیجائے گورستان کی سو

لوٹ اب تو جانب شرح عدم
زہر مہرہ وہ ہے تو جانے سم

ہندو بچہ کی طرح اے نیک پے
جا و محمود عدم سے مت ڈرے

در وجود اپنے سے تو اے اہل قال
تو ہے لاشے تیرا لاشے ہر خیال

تو ہے لاشے عاشق لاشے ہر تو
ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو

[1] چاپلوسی الخ ۵ شعر مان کی چاپلوسی تو چھوڑ دے باپ کا تھپڑ بہتر ہے اُس کے قند دینے سے آگے حقائق ہین تیرا نفس مان اور عقل باپ ہے کہ پہلے رنج و بعد راحت وہ رکھتا ہے آگے مناجات ہے اے خرد بخش والے فریاد رس جب تک تو نہ چاہے کوئی آدمی نچاہے بھی تجھسے طلب وہی تجھ سے نیکی ہم کون ہین اول توئی آخر توئی ہے بھی تو کہے کہ بھی تو سنے وہی نور ہے کہ ہم لاشے ہین باوجود اس شکل کے یعنی تو جاہل کی دوستی پر عمل نکر کہ گمراہی مین پڑے تو اہل عقل کی پیروی کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ [2] اس حوالہ سے الخ ۸ شعر اس حوالہ سے بندگی سوا اور جبر و سستی و پژمردگی بہت دے جبر ہو دے پر و بال کاملون کا اور جبر ہو دے قید و بند کاہلون کا آگے مثال ہے مثل آب نیل کے جان اس جبر کو کہ آب مومن کو خون گبر کو ہے باز کو سلطان کی طرف لیجائے اور زاغ کو طرف گورستان کے لیجائے اب تو لوٹ شرح عدم کی طرف کہ وہ زہر مہرہ ہے اور تو سم جانتا ہے اے نیک پے اور ہندو بچہ کی طرح جا اور محمود عدم سے مت ڈر تو اپنے وجود سے ڈر اے اہل قال کہ تو لاشے ہے اور عاشق لاشے پر ہے کہ ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو یعنی جبر کاہل کو پر ہے اور جاہل کو قید ہے کیونکہ ہم لاشے ہین اور لاشے پر عاشق ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔

قوله علیه السلام للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

راست فرمود آن سپہدار بشر / کہ ہر آن کو کرد از دنیا گذر
چون برون رفت این خیالات از میان / گشت نامعقول او بر او عیان
نیستش درد و دریغ و غبن موت / بلکہ ہستش صد دریغ از بہر فوت
لیس للماضین ہم الموت گفت / لیک شان با حسرت فوت یا جنت
کہ چرا قبلہ نہ کردم مرگ را / مخزن ہر دولت و ہر برگ را
قبلہ کردم من ہمہ عمر از حول / آن خیالاتی کہ گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست / زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
ماندیم آنکہ این نقش ست و کف / کف ز دریا جنبد و یابد علف
چونکہ بحر افگندہ کفہا را بہ بر / رو بگورستان دکفہا را نگر
پس بگو کو جنبش و جولان تان / بحر افگندست در بحران تان
تا بگویندت بلب نے بل بحال / کہ ز دریا کن نہ از ما این سوال
نقش چون کف کے بجنبد ز موج / خاک بے بادی کجا آید باوج
چون غبار نقش دیدی باد بین / کف چو دیدی قلزم ایجاد بین
ہین ببین کز تو نظر آید بکار / باقیت شحمی و لحمی پود و تار

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس للماضین ہم الموت انما لہم حسرت الفوت

اُس[سلہ] سپہدار بشر نے سچ کہا / کہ گذر سکے جو کہ دنیا سے گیا
یہ خیالات اُس سے جو خارج ہوئے / اور نامعقول اُسپر کھل گئے
اُسکو نے افسوس و حسرت موت سے / بلکہ حسرت وقت کی ہی فوت سے
لیس للماضین ہم الموت ہے / لیکن ان کو حسرتیں ہین فوت سے
کہ[سلہ] کیا بس کیون نہ قبلہ مرگ کو / اور خزانہ دولت و ہر برگ کو
احولی سے عمر بھر قبلہ کیا / اُن خیالون کو اجل سے جو فنا
حسرت اُن مردونکو نے ہی موت سے / اس سے ہی کہ صورتون مین ہم رہے
کف ہی یا صورت ہمین یہ نے کہا / کف ہلا دریا سے اور پائی غذا
کف کو جو دریا مین ڈالا بحر نے / جا کے گورستان مین کفن کو دیکھ لے
پس کہو کان ہین تمہاری جنبشین / بحر نے بحران مین ڈالا ہے تمہین
تا[سلہ] کہین تجکو زبان حال سے / بحر سے کہہ تو کہ ہم سے مت کہے
شکل جون کف کب ہلے بے موج کے / بے ہوا کب خاک جائے اوج پے
شکل دیکھی جون غبار اب باد دیکھ / کف کو دیکھا قلزم ایجاد دیکھ
دیکھ تیرے کام مین آئے نظر / باقی تجھ مین گوشت چربی ہے بشر

سلہ اُس سپہدار بشر نے الخ ۴ شعر اس سپہدار بشر نے سچ کہا ہے کہ جو کوئی دنیا سے گذر گیا ہے یہ خیالی جو اس سے خارج ہوے اور نامعقول اُسپر اُسکو افسوس و حسرت موت سے نہ ہووے بلکہ فوت وقت کی حسرت ہووے ترجمہ نیسؔ واسطے میرے ہودن سکے غم موت کا لیکن انکو حسرتین ہین فوت سے یعنی اہل اللہ کو بعد مرگ سکے کچھ حسرت نہ ہوگی بجز فوت وقت سکے کہ ہم نے اپنی تمام عمر عبادت مین کیون نہین گزاری اور اکثر وقت بیکاری مین کیون گذر سے آسگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ کیا الخ ۶ شعر کہ مرگ کو کیون نہ قبلہ کیا اور خزانہ و دولت و برگ کو عمر بھر احولی سے قبلہ کیا اُن خیالون کو کہ اجل سے فنا ہین اور ان مردون کو حسرت موت سے نہین ہے اُس سے ہے کہ ہم صورتون مین رہے کف ہے یا صورت ہے یہ ہمکو نہین ہے کھلا کف دریا سے ہلا اور غذا پائی جو کف بحر نے صحرا مین ڈالا تھا تو جا کر گورستان کف کو دیکھ کر پس کہو کہ تمہاری جنبش کہاں ہین بحر نے بحران مین تمکو ڈالا ہے یعنی یہ صورت مثل کف کے ہے کہ دریا سے اس کو حرکت ہے باقی حال آسگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تا کہین تجکو زبان الخ ۶ شعر تا تجکو کہین زبان حال سے یہ تو بحر سے کہ ہم سے مت کہے شکل جون کف بے موج کے کب ہلے اور بے ہوا خاک اوج پر کب جاسے شکل مانند غبار کے دیکھی اب باد کو دیکھ کف کو دیکھ قلزم ایجاد کو دیکھ تو دیکھ کہ نظر تیری کام مین آئی باقی تجھ مین گوشت اور چربی ہے تیری شحم مین تاب نہین اور تیرے گوشت سے مستون کو کباب نہین تو تمام تن کو گلا بھر جیسا نظر مین جا نظر مین اے بشر یعنی تو حرکت جسم کو دیکھتا ہے جان کو دیکھ کہ انسان نام کا ہے باقی گوشت و پوست ہے آسگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

شحم تو در شمعها نفزود تاب
لحم تو مخمور را ناید کباب

درگداز این جمله تن را در بصر
در نظر رو در نظر رو در نظر

یک نظر دو گز همی بیند ز راه
یک نظر دو کون دید و روی شاه

در میان این دو فرقی بیشمار
سرمه جو والله اعلم بالسرار

چون شنیدی شرح بحر نیستی
کوش تا دائم بدین بحر ایستی

چونکه اصل کارگاه این نیستیست
کو خلا و بے نشان ست و تهیست

جمله استادان پے اظهار کار
نیستی جویند و جاے انکسار

لاجرم استاد استادان صمد
کارگاهش نیستی و لا بود

هر کجا این نیستی افزونترست
کار حق و کارگاهش آن سرست

نیستی چون هست بالایین طبق
از همه بردند درویشان سبق

خاصه درویشی که شد بے جسم و مال
کار فقرا جسم دارد نے سوال

سائل آن باشد که جسم او گداخت
قانع آن باشد که جسم خویش باخت

پس ز درد اکنون شکایت بر مدار
کوست سوے نیست اسپے راهوار

این قدر گفتیم باقی فکر کن
فکر اگر جامد بود رو ذکر کن

ذکر آرد فکر را در اهتزاز
ذکر را خورشید این افسرده ساز

اصل خود جذبه ست لیک اے خواجه تاش
کار کن موقوف آن جذبه مباش

زانکه ترک کار چون نازے بود
ناز کی در خورد جانبازی بود

شمع میں چربی سے تیری نے ہو تاب
گوشت سے تیرے نہ مستوں کو کباب

سارے تن کو تو گلا اندر بصر
جا نظر میں جا نظر میں اے بشر

سلہ اک نظر دیکھی ہی دو گز راہ کو
اک نظر دیکھے ہے روے شاہ کو

فرق ان دونوں کے اندر بیشمار
سرمہ لا واللہ اعلم بالسرار

شرح بحر نیستی کی جو سنی
سعی کرنا بحر میں ہو قائمی

جو کہ جڑ کاموں کی ہے یہ نیستی
بے نشان او خالی کب ہے اور تہی

کام کے اظہار کرنے کے لئے
نیستی استاد سب ہیں ڈھونڈھتے

اُس لئے استاد اُستادوں کا رب
کارخانہ نیستی ہے اسکا رب

سلہ جس جگہ یہ نیستی ہووے سوا
کارخانہ اُسکا ہووے وہ سرا

نیستی جو کہ طبق بالائی ہے
سب سے پس درویش سبقت لیگئے

خاص جو درویش ہے بے جسم و مال
جسم کا ہے کام فقرا در نے سوال

وہ ہی سائل جسم جو اسکا گلا
وہ ہو قانع مال اپنا جو دیا

پس شکایت درد اب تو مت کرے
کان ہے گھوڑا نیست کی جانب چلے

یہ کہا میں نے تو باقی فکر کر
فکر گر جامد ہے جا تو ذکر کر

سلہ ذکر تا کر دیوے جاری فکر کو
آفتاب اس فکر کا کر ذکر کو

اصل جذبہ ہے ولیکن اے نکو
کام کر جذبہ پہ قانع مت رہو

ترک کرنا کام کا جو ناز ہے
ناز بس کب لائق جانباز ہے

سلہ اک نظر الخ ٦ شعر ایک نظر دو گز راہ کو دیکھتی ہے اور ایک روے شاہ کو دیکھتی ہے ان دونوں کے اندر فرق بیشمار ہے سرمہ کو ڈھونڈھ اللہ جاننے والا بھید دن کا ہے یعنی مرشد پیدا کر اُس کی نظر عنایت سے دید تجکو حاصل ہو جو شرح بحر نیستی کی سنی کوشش کرنا بحر میں تو قائم ہو جو کہ کاموں کی جڑ یہ نیستی ہو پس کب بے نشان و خالی و تہی ہے کام کے اظہار کرنے کے واسطے سب اُستاد نیستی ڈھونڈھتے ہیں اس واسطے استاد اُستادوں کا رب ہے اور نیستی اُس کا کارخانہ ہے یعنی سب لوگ نیستی کو چاہتے ہیں پس تو نیستی کو طلب کر کام تیرا برتر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ ٢ جس جگہ الخ ٦ شعر جس جا نیستی سوا ہووے اس کا کارخانہ دوسرا ہووے جو کہ نیستی طبق بالا ہے اس واسطے درویش سب سے سبقت لے گئے خاص کر جو درویش کہ بے جسم و مال ہے جسم و فقر کا کام یہ سوال وہ سائل ہے کہ جو جسم اسکا گلا اور وہ قانع ہے کہ جس نے اپنا مال راہ حق میں دیا یعنی جو درویش کہ اپنا جسم گلائے وہ سائل ہے اور جو اپنا مال راہ حق میں دیوے وہ قانع ہے پس تو شکایت درد اب مت کر گھوڑا کہاں ہے کہ نیست کی جانب چلے یہ میں نے کہا تو باقی فکر کر اگر فکر جامد کی تو جا ذکر کر یعنی نیستی حاصل کرنے کے واسطے اول ذکر کر تا فکر حاصل ہو اور فکر سے جذب پیدا ہو پس جذب تجکو یار تک پہنچا دے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ ٣ ذکر تا کر دیوے الخ ٧ شعر تا ذکر جاری کر دیوے فکر کو و آفتاب اس فکر کا ذکر کر اصل جذبہ ہے ولیکن تو کام کر جذبہ پر قانع مت ہو کام کا ترک کرنا جو ناز ہے پس ناز کب لائق جانباز ہے بے قبول درد کے تو نظر کر اور امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام پس مرغ حد یہ آشیانہ سے اڑنے تو جسم دیکھے شمع کو پھونک دے یعنی تو قبول درد کی فکر ست کر امر و نہی کا جا ہے پابند جب وہ گذرگاہ نور کا دیدہ و بینا تو معتز دیکھے عین اندر پوست کے تو ذرہ میں خورشید بقا دیکھے اور کل دریا قطرہ میں بھرا دیکھے آگے اسکا بیان ہے ۱۲

نے قبول اندیش نے رد اے غلام / امر را و نہی را می بین مدام
مرغ جذبہ ناگہان پرد ز عش / چونکہ دیدی صبح شمع آنگہ بکش
چشمہا چون شد گذارہ نور اوست / مغزہا می بیند او در عین پوست
بیند اندر ذرہ خورشید بقا / بیند اندر قطرہ کل بحر را

نے قبول ورد کی کر اے غلام / امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام
مرغ جذبہ آشیان سے جب اڑے / صبح دیکھی شمع کو تو پھونک دے
جب گذر گہ نور کا دیدہ بنے / مغز دیکھے عین اندر پوست کے
دیکھے ذرہ مین تو خورشید بقا / دیکھے قطرہ مین تو کل دریا بہا

بازگشتن بحکایت صوفی بر لب جوی

لوٹنا طرف حکایت صوفی کے لب جو پر

گفت صوفی در قصاص یک قفا / سر نشاید باد دادن در عمی
خرقۂ تسلیم اندر گردنم / بین چہ آسان کرد سیلی خوردنم
دید صوفی خصم خود را سخت زار / گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
او بیک مشتم بریزد چون رصاص / شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد / او بہانہ می کند تا در فتد
بہر این مردہ دریغ آید دریغ / کہ قصاصم افتد اندر زیر تیغ
چون نمی تان ست کف بر خصم زد / عزمش آن شد کش بر قاضی برد
کہ ترازوی حق ست و کیل اود / زان سوی حق ست دام میل او
مخلص ست از مکر دیو و حیلہ اش / مامن ست از قید دیو قبلہ اش
ہست او مقراض احقاد و جدال / قاطع جنگ دو خصم و قیل و قال
دیو در شیشہ کند افسون او / فتنہ ہا ساکن کند قانون او
چون ترازو دید خصم پر طمع / سرکشی بگذارد و گردد تبع

بولا صوفی اک چپت کے واسطے / اندھے پن سے سر نہ دینا چاہئے
میرے تن مین جامۂ تسلیم ہے / اک چپت کھانا کیا آسان مجھے
سخت لاغر دیکھا صوفی نے عدو / بولا گھونسا مارون گر اس شخص کو
جو کنہیر اک میرے گھونسے سے گلے / شہ قصاص اور زجر فرمائے مجھے
وہ پرانا خیمہ ٹوٹی میخ ہے / ڈھونڈھتا حیلہ ہے تا کہ گر پڑے
حیف اس مردہ پہ آتا ہے مجھے / کہ قصاص جو میرا نیچے تیغ کے
جو عدو کو مار نے سکتا ہون مین / پاس قاضی کے اُسے لیجاؤن مین
کہ وہ پیمانہ ترازو حق کا ہے / کیونکہ سوے حق سدا رغبت رکھے
مکر سے ہے دیو کے جو چھوٹا ہوا / قید سے دیوون کی وہ امن رہا
ہے وہ قینچی کینۂ پیکار کا / قاطع دو دشمن کی ہے تکرار کا
اُسکا افسون دیو شیشہ مین کرے / اُسکا قانون فتنہ بس ساکن کرے
جو ترازو دیکھے دشمن نے کہا / سرکشی کو ترک اور تابع ہوا

سطہ ۱ بولا صوفی الخ ۵ شعر صوفی نے کہا کہ ایک چپت کے واسطے اندھے پن سے سر دینا چاہئے جامۂ تسلیم نے میرے تن مین ایک چپت کھانا مجھے آسان کیا صوفی نے عدو کو سخت لاغر دیکھا کہا کہ اگر ایک گھونسا مارون اُس شخص کو کنہیر کے مانند میرے گھونسے سے گلے بادشاہ قصاص اور زجر مجھے فرمائے آگے مثال ہے وہ پرانا خیمہ اور ٹوٹی میخ مکر اور حیلہ ڈھونڈھتا ہے کہ تا گر پڑے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سطہ ۲ حیف الخ ۶ شعر اس مردہ پہ مجھے افسوس آتا ہے کہ میرا قصاص زیر تیغ ہو جبکہ دشمن کو مار نہین سکتا ہون اُسے پاس قاضی کے مین لیجاؤن کہ وہ پیمانہ و ترازو حق کا ہے کیونکہ حق کی جانب ہمیشہ رغبت رکھتا ہے دیو کے مکر سے چھوٹا ہوا ہے اور دیوؤن کی قید سے محفوظ رہا ہے وہ قینچی ہے جنگ و پیکار کی اور قاطع ہے دو دشمن کی تکرار کا اس کا افسون دیو کے شیشہ مین کرتا ہے اور اسکا قانون فتنہ کو ساکن رکھتا ہے یعنی علمائے اہل کمال واسطے حق و باطل کی ترازو حق کی ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سطہ ۳ جو ترازو الخ ۷ شعر جو ترازو دیکھے دشمن نے سرکشی کو ترک کیا اور تابع ہوا اگر ترازو مین مقتضی نہین ہے قسم سے راضی ہووے قاضی ابلہ ہے کب راضی ہو تو طبع ہی رکھتا ہے بسبب بے دانشی واہی کے قاضی رحمت اور دفع تکرار ہے اور ایک قطرہ ہے دریائے عدل محشر سے قطرہ ہے اگرچہ چھوٹا دکوتاہ دیکھتا ہے مگر لطف آب بحر کا اس سے پیدا ہے اگر تو خیمہ تن کو ظلمت سے پاک رکھے تو ایک قطرہ سے بحر کو دیکھے آگے اس کی مثال ہے ہر ایک جزو حال کل پر گواہ ہے شفق کے مانند دغماز خورشید کا ظاہر ہے یعنی قاضی عدل حق کا نمونہ ہے جیسے قطرہ بحر کا نمونہ مگر ایسا نمونہ ہو کہ وہ جزو کل کا کام دیتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

در ترازو خیست گر افزون هیش	از قسم راضی نه گردد آگهیش
کے شود راضی ز تو طبع تهیش	از پئے بے دانشی و ابلهیش
هست قاضی رحمت و دفع ستیز	قطرهٔ از بهر عدل رستخیز
قطره گرچه خرد و کوته پا بود	لطف آب بحر ازو پیدا بود
از غبار ار پاک داری کله را	تو زیک قطره ببینی دجله را
جزوها بر حال کلها شاهدست	چون شفق غماز خورشید آمدست
آن قسم بر جسم احمد راز حق	آنچه فرمودست کلا و الشفق
مور بر دانه چرا لرزان بدے	گر از ان یکدانه خرمن دربدے
بر سر حرف آ اگر صوفی بیدلست	در مکافات جزا مستعجلست
اے تو کرده ظلمها چون خوشدلی	از تقاضاے مکافی غافلی
یا فراموشت شدست آن کردهات	که فرد آویخت غفلت پردهات
جرم گردون رشک بردی بر صفات	گر نه خصمیهاستی اندر رقفات
یک محبوسی برای آن حقوق	اندک اندک عذر میخواه از عقوق
تا بیکبارت نگیرد محتسب	آب خود روشن کن اکنون یا محب

گر ترازو میں نہیں ہے منصفی	سے نے قسم سے ہوئے راضی ابلہی
کب ہو راضی وہ تو ہی طبع تہی	باعث بے دانشی و ابلہی
قاضی رحمت اور دافع جنگ ہے	ایک قطرہ بحر عدل حشر ہے
قطرہ گرچہ چھوٹا اور کوتہ دکھے	لطف آب بحر پیدا اس سے ہے
خیمہ گر ظلمت سے رکھے پاک تو	ایک قطرہ سے تو دیکھے بحر کو
جزو ہر اک حال کل پر ہے گواہ	جون شفق غماز خور ہے ظاہرا
سلہ جسم احمد کی قسم کھاتا ہے حق	جو کہ فرمایا ہے کلا و الشفق
کس لئے دانہ پہ چونٹی کانپتی	گر وہ اک دانہ سے خرمن جانتی
قصہ پر آ بیدلی گر خرمن رکھے	اور جزا لینے میں وہ جلدی کرے
ظالما اس ظلم سے خوشدل ہے کیون	اور عوض سے اسکے تو غافل ہے کیون
یا تو بھولا اس کیے سے اپنے کو ہے	ڈالا پردہ تجھ پہ غفلت نے جو ہے
تیری رشک ہونا صفا پہ چرخ کو	گر چپت میں دشمنی رکھتا نہ تو
قید ہے تو ان حقوقوں کے لئے	تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے
دفعۃً تجکو نہ پکڑے محتسب	روشن اب کر آب اپنا یا محب

رفتن صوفی سوے آن سیلی زن و بردن اورا به قاضی

جانا صوفی کا طرف اس چپت مارنیوالے کے اور اس کو لیجانا پاس قاضی کے

رفت صوفی سوی آن سیلی زنش	دست زد چون مدعی بر دامنش
اندر آوردش بر قاضی کشان	کاین خر او بار را بر خر نشان
یا بزخم دره ده اورا جزا	آنچنانکه رائے تو بیند سزا

سلہ اس چپت زن پاس صوفی گیا	پکڑا دامن مدعی کے مثل جا
لایا اس کو پیش قاضی کھینچکر	کہ تو اس خر کو بٹھا پشت خر
یا دے زخم درہ سے اسکو جزا	راے تیری جس طرح دیکھے سزا

سلہ جسم احمد کی آتی ۸ شعر حق جسم احمد کی قسم کھاتا ہے کہ جو فرمایا ہے ترجمہ قسم کھاتا ہوں میں شفق کی ایک دانہ پر چونٹی کس واسطے کانپتی ہے اگر وہ ایک دانہ سے خرمن جانتی تو قصہ پر آ صوفی بیدلی رکھتا ہے اور جزا لینے میں جلدی کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں اے شخص تو نے ظلم کیا تو خوشدل کیوں ہے اور تقاضاے بدے سے غافل کیوں ہے یا تو اسکے لئے اپنے کو بھولا جو غفلت نے تجھ پر پردہ ڈالا ہے تیری صفائی سے رشک ہوتا ہے چرخ کو اگر چپت میں دشمنی نہ رکھتا تو ان حقوقوں کیواسطے قید ہے تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے تا محتسب دفعۃً تجکو نہ پکڑے اب روشن کر آب اپنے کو اے محب یعنی جو ظلم کرکے تو خوشدل ہوتا ہے اس کے بدلہ سے غافل ہو رہتا ہے آگے قاضی کے پاس جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس چپت زن آگے ۵ شعر اس چپت مارنے والے کے پاس صوفی گیا اور مدعی کے مثل جا کر دامن پکڑا اس کو کھینچکر قاضی کے پاس لایا کہ تو اس خر کو بٹھا پشت پر خر یا زخم درہ سے اسکو جزا دے جیسی تیری راے سزا دیکھے کہ جو کوئی تیرے زخموں سے مرے وہ سختی مجھ پر تاوان نہ ہے تو حق کا نائب ہے و سایہ عدل کا اور حق کا آئینہ اور مستحق ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲

کانکہ از زخم تو میرد در دیار ... بر تو تاوان نیست باشد آن جبار
نائب حق است و سایہ عدل حق ... آئنہ حق ست و باشد مستحق
کو ادب از بہر مظلومی کند ... نے برای عرض و خشم و دخل خود
چون برای حق و روز آجل ست ... گر خطای شد دیت بر عاقل ست
عاقلہ او کیست دانی ہست حق ... سوی بیت المال برگردان ورق
آنکہ بہر حق زند او آمن ست ... و آنکہ بہر خود زند او ضامن ست
گر بزد والد پسر را او بمرد ... آن پدر را خون بہا باید شمرد
زانکہ او را بہر کار خویش زد ... خدمت او واجب آمد بر ولد
چون معلم زد صبی را شد تلف ... بر معلم نیست چیزے لاتخف
کان معلم نائب افتاد و امین ... ہر امین راہست حکمش ہمچنین
نیست واجب خدمت استاد و ... پس زجر استا نبودش کار جو
در پدر زد او برای خود زدست ... لاجرم از خون بہا دادن رست
پس خودی را سر ببر ذو الفقار ... بیخودی شو فانی و درویش وار
چو شدی بیخود ہر آنچہ تو کنی ... مارمیت اذ رمیت ایمنی
آن ضمان بر حق بود نے بر امین ... ہست تفصیلش بفقہ اندر مبین
ہر دکانے را ست بازار دگر ... مثنوی دکان فقر است اے پدر
در دکان کفشگر چرم ست خوب ... قالب کفش ست اگر بینی تو چوب
پیش بزازان خز و اکسن بود ... بہر گز باشد اگر آہن بود

کہ ترے جو کوئی زخموں سے مرے ... تجھ پر نے تاوان وہ سختی کرے
حق کا نائب ہو وسایہ عدل حق ... حق کا آئینہ ہے اور ہے مستحق
کہ ادب[1] مظلوم کی خاطر وہ دے ... نے غرض اور خشم و نفع کے لئے
جو ہے حق کے اور محشر کے لئے ... گر خطا ہووے دیت عاقل پہ ہے
اُسکا عاقل کون تو جانے ہے حق ... لوٹ بیت المال کیجانب ورق
وہ امین ہے مارے جو حق کے لئے ... وہ ہے ضامن مارے جو اپنے لئے
گر پسر کو باپ مارے وہ مرے ... اُس پدر کو خونبہا دینا پڑے
کیونکہ اُسکو مارے اپنے واسطے ... خدمت اُسکی واجب آئی پور پے
گر معلم[2] مارے لڑکے کو مرے ... اُس معلم پر نہیں کچھ خوف ہے
کہ امین آیا معلم وہ وسے ... جو امین ہے اُس کو یہ ہی حکم ہے
نے ہو واجب خدمت اُستا کی اُسے ... نے اُسے دھمکا سکا اپنا کام لے
باپ نے مارا اُسے اپنے لئے ... خون بہا دینا پڑا اسواسطے
پس خودی کا تیغ سے سر کاٹ تو ... اور کر بیخود و فانی آپ کو
جب ہوا بیخود ہو تو جو چاہے کر ... مارمیت اذ رمیت ہے نڈر
نے امین پر وہ ضمانت حق پہ ہے ... اُس کی ہے تفصیل اندر فقہ کے
ہر دو[3] کان کا اور ہی بازار ہے ... مثنوی دکان فقر اے یار ہے
کفشگر کی ہے دکان میں چرم خوب ... کفش کا قالب ہے گر دیکھے تو خوب
مخمل اطلس پاس بزازوں کے ہے ... گر ہی آہن تو ہے گز کے واسطے

[1] کہ ادب الخ ۶ شعر کہ وہ ادب مظلوم کی خاطر دے نہ غرض و خشم و نفع کیواسطے جو حق و محشر کیواسطے ہو اگر خطا ہو وے ذنب عاقلہ پر ہے تو جانتا ہے کہ اسکا عاقلہ کون ہے حق ہے بیت المال کی جانب ورق لوٹ جو حق کے واسطے مارے وہ امین ہے اور جو اپنے واسطے مارے وہ ضامن ہے آگے اسکی مثال ہو اگر پسر کو باپ مارے اور وہ مرے اس پدر کو خونبہا دینا پڑیگا کیونکہ اس کو اپنے واسطے مارا ہے کہ اسکی خدمت پسر پر واجب آئی یعنی جو کوئی کسی کو مارے تو دیت اُس کی عاقلہ پر ہے پس خدا کے واسطے مارے اور اس میں خطا ہو جاوے تو اسکا عاقلہ حق ہے پس دیت اُس کی حق دے گا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] گر معلم مارے الخ ۶ شعر اگر معلم لڑکے کو مارے اس معلم پر کچھ خوف نہیں ہے کہ وہ معلم امین آیا ہے اور جو امین ہے اس کو خدمت اُستاد کی واجب نہیں اور نہ اُستاد اس سے دھمکا کر کام لے اس کو باپ نے اپنے واسطے مارا اسواسطے خونبہا اسے دینا پڑا آگے اسکے حقائق ہیں پس تو خودی کا تیغ سے سر کاٹ اور آپ کو بیخود و فانی کر کر جب تو بیخود ہوا ہے جو چاہے کر ترجمہ نہیں پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے پس تو بیخود ہے امین پر نہیں وہ ضمانت حق پہ ہے اس کی تفصیل فقہ میں ہے یعنی بحالت بیخودی جو تو کریگا اس کا مواخذہ تجھ سے نہوگا بموجب شریعت کے اس کی آگے مثال ہے فافہم ۱۲

[3] ہر دکان الخ ۵ شعر ہر ایک دوکان کا اور ہی بازار ہے مثنوی دوکان فقر کی اے یار ہے کفشگر کی جو دکان میں چرم خوب ہے تو وہ بھی کفش کا قالب ہے مخمل و اطلس بزازوں کے پاس ہے اگر آہن ہے تو گز کے واسطے ہے پس میری دوکان وحدت کی ہے جو واحد کے غیر دیکھے اس کو بت جان سے جو غیر واحد اس میں تو دیکھے ان سب چیز کو بیگمان بت جان یعنی یہ مثنوی دکان وحدت کی ہے جو تو غیر واحد کے دیکھے اسکی بت جان آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

مثنوی ما دکان وحدت است / غیر واحد هرچه بینی آن بت است
غیر واحد هرچه بینی اندرین / بیگمان نے جمله را بت دان یقین
بت ستودن بهر دام عامه را / همچنان دان کالغرانیق العلی
خواندش اندر سورهٔ والنجم زود / لیک آن فتنه بُد از سوره نبود
جمله کفار آن زمان ساجد شدند / هم سری بود آنکه سر بر در زند
بعد ازین حرفیست پیچاپیچ دور / با سلیمان باش و دیوان را مشور
هین حدیث صوفی و قاضی بیار / وان ستمگار و ضعیف زار زار

مثنوی میری دکان وحدت کی ہے / غیر واحد جو دکھے بت جان ہے
غیر واحد دیکھے جو کچھ اس مین تو / بیگمان بت جان اس سب چیز کو
پھانسنے کو عام کے تب کی ثنا[۵۱] / جان جیسے کالغرانیق العلی
سورهٔ والنجم مین اسکو پڑھا / لیک وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا
کافرون نے اُس گھڑی سجدہ کیا / بھید تھا وہ جو کہ سر در پر رکھا
بعد اُس کے حرف ہے اک پیچدار / چھوڑ دیوون کو سلیمان کا ہو یار
بات اب صوفی کی اور قاضی کی کر / اور اس آزار رس عاصی کی کر

هم در تقریر قصه قاضی و صوفی

بھی تقریر مین قاضی وصوفی کے

گفت قاضی ثبت العرش ای پسر / تا بر و نقشی کنم از خیر و شر
کو زنده کو خصم انتقام / کاین خیالے گشته است اندر سقام
شرع بهر زندگان و اغنیاست / شرع بر اصحاب گورستان کجاست
آن گروهے کز فقیرے بی برند / صد جهت زان مردگان فانی ترند
مرده از یک روست فانی در گزند / صوفیان از صد جهت فانی شدند
مرگ یک قتل ست این صد هزار / هر یکے را خونبهاے بے شمار
گرچه کشت این قوم را حق بارها / ریخت بهر خونبها انبارها
همچو جرجیس اند هر یک در سرار / گشته کشته زنده گشته چندبار

بولا[۵۲] قاضی تختی قائم کر پسر / تا لکھون مین اُسپہ نقش خیر و شر
کس نے مارا اور کہان جائے جزا / کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا
شرع ہے زندون غنی کیواسطے / شرع کب ہے اہل گورستان پہ
وہ گروہ کہ فقر سے آگاہ ہے / فانی مردون سے سوا سو وجہ سے
اک جہت سے مردہ صدمہ مین فنا / جملہ صوفی سو جہت سے ہین فنا
مرگ ہے اک قتل یہ لاکھون ہزار / خونبہا ہر ایک کا ہے بے شمار
حق نے کشتہ قوم یہ کی بارہا / اور ذخیرہ رکھا بہر خونبہا
مثل[۵۳] جرجیس ہین یہ ہر ایک ز راز / کشتہ اور زندہ ہوئے ہین چند بار

سـ۵۱ پھانسنے کو آنخ ۵ شعر عام کی جان پھانسنے کو جان جیسی غرانیق العلی اسکو سورہ والنجم مین پڑھا ولیکن وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا اسدم کافرون نے سجدہ کیا وہ بھید تھا جو کہ سر در دروازے پر رکھا اس کے بعد ایک حرف ہے پیچدار دیوون کو چھوڑ سلیمان کا یار ہو اب بات صوفی وقاضی کی کر اس آزار رس قاضی کی کریعنی ہنگام پڑھنے کے سورہ والنجم کی جناب رسول مقبول صلعم کی بآواز شیطان الفاظ غرانیق العلی کے کفار کے کان مین آئی ہے پس کفار نے سجدہ کیا حالانکہ جناب رسول مقبول صلعم نے وہ لفظ نہین فرمائے تھے پس مثنوی کے شعر بھی اسی طور پر ہین بقول بحر العلوم یعنی جو شعر مثنوی مین غیر وحدت کے معلوم ہون انمین بھی ایک بھید ہے واسطے رجوع عام کے آگے قاضی صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ بولا قاضی آنخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ تختی قائم کر تا کہ پسر نقش خیر وشر کا لکھون کسے مارا اور جزا کہان جائیگی کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا شرع زندون غنی کے واسطے ہے اہل گورستان پر شرع کب ہے آگے اسکے حقائق ہین وہ گروہ فقر سے آگاہ ہو سو وجہ مردون سے فانی تر ہے مردہ ایک جہت سے صدمہ مین فنا ہے اور سب صوفی سو جہت سے فنا ہین مرگ ایک قتل ہے اور لاکھون ہزار ہین کہ ہر ایک کا خونبہا بے شمار ہے حق نے یہ قوم بارہا کشتہ کی اور واسطے خونبہا کے ذخیرہ رکھا یعنی صوفی ہزار ہا بار مرتا و زندہ ہوتا ہے اور ہر ایک فنا کے عوض خونبہا حق پایا آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ مثل جرجیس آنخ ۲ شعر یہ ایک راز و ارمثال جرجیس علم کے ہین کہ چند بار کشتہ اور زندہ ہوئے ہین ذوق سنان بار سے کشتہ ہو زندہ ہوئے اور آرزو رکھتے ہین کہ اوزخم دے واللہ عشق دو جہان ہمت سے کشتہ ہے دوبارہ قتل آگے رجوع بمقصد ہے قاضی نے کہا کہ میرے زندون پر قضا ہے گورستان کا مین کب حاکم ہون اگرچہ یہ ظاہر در گور نہین ہے اس کے جسم و اعضا و اندر گور کے مردے ہین دیکھو اگر ایک اینٹ گور سے تجھپر گرے عاقل کب تو رستے چاہیے یعنی تن مردہ سے جو صدمہ پہونچے وہ لائق قصاص کے نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گشتہ از ذوق سنان دادگر ۔ می بزارد کہ بزن زخمی دگر

واللہ از عشق وجود جان پرست ۔ کشتہ بر قتل دوم عاشق ترست

گفت قاضی من قضادار حیم ۔ حاکم اصحاب گورستان کیم

این بصورت گرنہ در گورست پست ۔ گورہا در دودمانش آمدہ است

پس بدیدی مردہ اندر گور تو ۔ گور را در مردہ بین ای کور تو

گر ز گوری بر تو خشتی او فتاد ۔ عاقلان از گور کے خواہند داد

گرد خشم و کینۂ مردہ مگرد ۔ ہین مکن با نقش گرمابہ نبرد

شکر کن کہ زندہ بر تو نہ زد ۔ کانکہ زندہ رد کند حق کرد رد

خشم احیا خشم حق و زخم اوست ۔ کہ بحق زندہ است آن پاکیزہ پوست

حق بکشت او را و در پاچہ اش دمید ۔ زود قصابانہ جلد از وی کشید

نفخ در وی باقی آمد تا مآب ۔ نفخ حق نبود چو نفخۂ آن قصاب

فرق بسیارست بین النفختین ۔ این ہمہ زین است باقی جملہ شین

این حیات از وی برید و شد مضر ۔ وان حیات از نفخ حق شد مستمر

این دم آن دم نیست کآید بشرح ۔ ہین بر آ زین قعر چہ بالای صرح

نیستش بر خر نشاندن مجتہد ۔ نقش ہیزم را کسی بر خر نہد

بر نشست او نہ پشت خر سزد ۔ پشت تابوتیش اولی تر سزد

ظلم چہ بود وضع غیر موضعش ۔ ہین مکن در غیر موضع ضایعش

گفت صوفی پس رواداری کہ او ۔ سیلیم زد بی قصاص او بی قسو

کی روا باشد کہ ہر خرس قلاش ۔ صوفیان را صفع اندازد بلاش

گفت صوفی را چہ باک از صفع خیز ۔ با چنین بیمار کمتر کن ستیز

کشتہ ہیں ذوق سنان یار سے ۔ آرزو رکھیں کہ اک زخم اور دے

واللہ جان پرور کے تیغ عشق سے ۔ کشتہ عاشق تر دوبارہ قتل سے

بولا قاضی میرے زندوں پر قضا ۔ کب ہو حاکم اہل گورستان کا

یہ بظاہر گر نہیں در گور ہے ۔ اس کے جسم اعضا کے اندر گور ہے

دیکھے تو نے مردے اندر گور کے ۔ گور مردہ میں تو اندھے دیکھ لے

گور سے گر اینٹ اک تجھ پر گرے ۔ چاہے کب انصاف عاقل گور سے

خشم[11] مت کر اب تو مردہ جسم پے ۔ جنگ مت کر نقش سے حمام کے

شکر کر زندہ نے نے مارا تجھے ۔ رد کیا حق نے جو زندہ رد کرے

خشم زندہ کا خدا کا خشم ہے ۔ کہ وہ حق کے ساتھ زندہ جان ہے

حق نے مارا پھونکا اندر پوست کے ۔ مثل قصاب اسکو کھینچا جلد سے

نفخ اس کے درمیان باقی رہے ۔ نفخ حق نے نفخ جوں قصاب کے

دونوں نفخوں میں بہت سا فرق ہے ۔ کل یہ زینت باقی سب زشتی رکھے

یہ حیات اس سے گئے ہو ناروا ۔ وہ حیات ہو نفخ حق سے دائما

یہ دم اس دم سا نہیں کہ ہو بیان ۔ قعر چہ سے تو نکل تا آسمان

اسکو[12] نے خر پر بٹھانا جہد ہے ۔ نقش ہیزم کوئی بھی خر پر رکھے

لائق اسکے بیٹھنے کے کب ہے خر ۔ پشت تابوت اسکے لائق خوبتر

ظلم کیا ہے خرچ کرنا غیر جا ۔ ضائع مت کر غیر جا میں تو بھلا

بولا صوفی کہ روا رکھے کہ وہ ۔ مارے تھپڑ اور قصاص اس سے نہ ہو

کب روا ہو کہ ہر اک اوباش خر ۔ صوفیوں کو مارے تھپڑ دے ضرر

بولا[13] قاضی کیا چپت سے خوف ہے ۔ جھگڑا مت کر ایسے تو بیمار سے

---

[11] خشم مت کر الخ یہ شعر مجسم مردہ پر خشم نہ کر اور نقش حمام سے جنگ مت کر شکر کر کہ تجکو زندہ نے نہیں مارا حق رد کرے جو کہ زندہ رد کرے خشم زندہ کا خدا کا ہے کہ وہ ساتھ حق کے زندہ ہے جان سے حق نے مارا پھونکا پوست میں اور قصاب کے مانند کھینچا پوست سے نفخ اسکے اندر باقی رہے کہ نفخ حق کا مانند نفخ قصاب کے نہیں ہے دونوں نفخوں میں بہت فرق ہے یہ کل زینت ہے اور باقی زشتی رکھتی ہے یہ حیات اس سے گئے ناروا ہے اور وہ حیات نفخ حق ہے دائما ہو یہ دم اس دم کے مانند نہیں کہ بیان ہو قعر چاہ سے نکل تا بالائی آسمان یعنی تو شکر کر کہ تجکو زندہ یعنی واصل حق نے نہیں مارا ہے کہ اسکا مارنا عین حق کا مارنا ہے کہ فعل اسکا فعل خدا کا ہے آگے بطور تتمہ ہے فافہم ۱۲ [12] اسکو الخ یہ شعر اسکو خر پر بٹھانا کوشش نہیں ہے کوئی بھی نقش ہیزم کو خر پر رکھتا ہے پشت خر اسکے بیٹھنے کے کب لائق ہے خوب تر ظلم کیا ہے غیر جگہ خرچ کرنا بس تو غیر جا میں مت ضائع کر صوفی نے کہا تو روا رکھتا ہے کہ وہ تھپڑ مارے اور قصاص اس سے نہ ہو یہ کب روا ہے کہ ہر ایک اوباش صوفیوں کو تھپڑ مارے اور ضرر دیوے یعنی وہ ظلم ہے کہ غیر موقع پر وہ شے خرچ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [13] بولا قاضی الخ یہ شعر قاضی نے کہا کہ چپت سے کیا خوف ہے ایسے بیمار سے تو جھگڑا مت کر اور صوفی تو پیش و کم کیا رکھتا ہے کہ اس کی جان جو دم رکھتا ہے قاضی نے کہا کہ [illegible] اس [illegible] عاجز و بیمار و رو [illegible] کیواسطے [illegible] قاضی و صوفی باہم قال کر رہے تھے لیکن [illegible] تجویز کا سخت حال تھا جانب [illegible] صوفی [illegible] خوب [illegible] ہاتھ اٹھا چپت کیواسطے کہ میری چپت کا قصاص [illegible] قاضی کے کان میں کچھ کہنے کو جھکا اور ایک چپت قاضی کے سر پر [illegible] باقی حال چپت مارنے [illegible] تمام ۱۲

هین چه داری صوفیا از بیش و کم / گفت دارم زین جهان من شش درم
گفت قاضی سه درم تو خرج کن / دان سه دیگر را بده وه بی سخن
زار و رنجورست و درویش و ضعیف / سه درم می باشد تره و رغیف
قاضی و صوفی بهم در قیل و قال / لیک این رنجور زار و سخت حال
برقفای قاضی افتادش نظر / از قفای صوفی آمد خوب تر
راست میکرد از پی سیلیش دست / که قصاص سیلیم ارزان شده است
سوی گوش قاضی آمد بهر راز / سیلیی آورد قاضی را فراز

سو فیا رکھتا ہے کیا تو بیش و کم / بولا رکھوں اس جہاں سے چھ درم
بولا قاضی تین تو خود خرچ کر / اور درم تین اسکو دے ای بے خبر
عاجز و بیمار اور درویش ہے / نان و بھاجی کو درم تو تین دے
قاضی اور صوفی بہم کرتے تھے قال / لیکن اس رنجور کا تھا سخت حال
گردن قاضی کی سدھوئی نظر / گردن صوفی سے پائی خوب تر
ہاتھ تانا پس چپت کے واسطے / کہ قصاص ارزان چپت میری لگا
کان میں کچھ کہنے قاضی کے جھکا / اک چپت قاضی کے اُسنے پس جڑا

سیلی زدن رنجور قاضی را و زنش کردن صوفی او را

چپت مارنا رنجور کا قاضی کو اور لعن طعن کرنا صوفی کا اسکو

گفت هر شش را بیار ای دو خصم / تا روم آزاد بی خرخاش و وصم
گشت قاضی طیره صوفی گفت بی / حکم تو عدل است لاشک نیست غی
آنچه نه پسندی بخود ای شیخ دین / چون پسندی بر برادر ای امین
این ندانی کر پی من چه کنی / هم دران چه عاقبت خویش افگنی
من حفر بئرا نخواندی از خبر / آنچه خواندی کن عمل جان ای پدر
آن یکی حکمت چنین بد در قضا / کان ترا آورد سیلی در قفا
وای بر احکام دیگر های تو / تا چه آرد بر سر و بر پای تو
ظالمی را رحم آری از کرم / کز برای نفقه بدهش سه درم
دست ظالم را ببر چه جای آن / که بدست او نهی حکم و عنان
تو بدان بز مانی ای مجهول داد / که نژاد گرگ را او شیر داد

بولا لاؤ چھ درم دونوں عدو / جاؤں تا آزاد میں بے عیب جو
سن ہوا قاضی تو صوفی نے کہا / حکم تیرا عدل بیشک نے بُرا
جو پسند اپنے پے نے تو نے کیا / کیوں پسند اب بھائی پر تو نے کیا
یہ نہ جانے کھودے چہ میرے لئے / بھی اُسی چہ میں تو آخر خود گرے
من حفر بئرا خبر سے نے پڑھا / گر پڑھا ہے کر عمل اسپر سدا
تیرا حکم ایسا تھا اک اندر قضا / کہ چپت وہ تجھ پہ لایا بر ملا
دیکھیے اب حکم تیرے دوسرے / کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پے
رحم ظالم پر کر از راہ کرم / کہ اُسے دے تین کھانے کو درم
دست ظالم کاٹ تو یہ کیا ہے جا / حکم رکھے ہاتھ پر اسکے سدا
تو ہے مثل اُس بز کے ای مجہول عدل / کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل

جواب با صواب قاضی صوفی را درین ماجرا

جواب باصواب دینا قاضی کا صوفی کو اس ماجرا میں

سے ۱ بولا آلخ ۱۴ شعر کہا کہ چھ درم تم دونوں دشمن لاؤ تاکہ میں آزاد جاؤں اور بے عیب جو قاضی سن ہوا تو صوفی نے کہا کہ حکم تیرا بے شک عدل ہے اور بُرا نہیں ہے جو اپنے پر تو نے پسند نہ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ چاہ میرے واسطے کھودتا ہے بھی اُسی چاہ میں تو آخر گرے گا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سے ۲ من حفر آلخ ۶ شعر ترجمہ جو کوئی کھودے چاہ حدیث سے نہیں پڑھا اگر پڑھا ہے اُسپر ہمیشہ عمل کر تیرا ایسا حکم تھا اندر قضا کے کہ وہ تجھ پر برملا چپت لایا دیکھئے اب دوسرے حکم کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پر تو رحم ظالم پر کر از راہ کرم کے کہ اُسے تین درم کھانے کو دے ہاتھ ظالم کا تو کاٹ یہ کیا جا ہے کہ حکم ہاتھ پر اس کے ۔ دوا رکھتا ہے تو مثال اُس بز کے ہے اے مجہول عدل کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل کا یعنی جو کوئی کسی کے واسطے بُرائی کرے وہ بُرائی اُس کو آخر میں آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

گفت قاضی واجب آمد ما رضا　　هر جفا و هر قضا کارد قضا
خوش دلم در باطن از حکم زبر　　گرچه شد رویم ترش کالحق مر
این دلم باغ ست و چشمم ابروش　　ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
سال قحط از آفتاب خیره خند　　باغها در مرگ و جان کندن رسند
ز امر حق وابکوا کثیرا خوانده　　چون سر بریان چه خندان مانده
روشنی خانه باشی همچو شمع　　گر فرو باری تو همچون شمع دمع
ذوق خنده دیده ای خیره خند　　ذوق گریه بین که هست آن کان قند
آن ترش روئی مادر یا پدر　　حافظ فرزند شد از هر ضرر
چون جهنم گریه آرد یاد آن　　پس جهنم خوشتر آمد از جنان
خندها در گریه پنهان کنیم　　گنج در ویرانها جوای کلیم
ذوق در غمهاست پی گم کرده اند　　آب حیوان را بظلمت برده اند
باژگونه نعل در ره تا رباط　　چشمها را چار کن در احتیاط
چشمها را چار کن در اعتبار　　یار کن با چشم خود دو چشم یار
امرهم شوری بخوان اندر صحف　　یار را باش و مکن از ناز اُف
یار باشد راه را پشت و پناه　　چونکه نیکو بنگری یار ست راه
چونکه در یاران رسی خامش نشین　　اندران حلقه مکن خود را نگین
در نماز جمعه بنگر خوش بهوش　　جمله جمعند و یک اندیش و خموش

[1] بولا قاضی واجب آئی ہے رضا　　ہر جفا و ہر بلا سے با قضا
راضی ہون حکم قضا سے مثل دُر　　ترش رو ہون گرچہ مین کالحق مر (جیسے حق کڑوا ہے)
دل مرا باغ آنکھ میری ابر ہے　　ابر روئے باغ بھی خندان رہا
قحط سالی مین ہنسی ہے شمس کے　　جانکنی اور مرگ باغون کو ملے
حکم حق وابکوا کثیرا کو پڑھا　　کیون مجھے سر کی طرح ہنستا رہا
روشنی گھر مین ہو مثل شمع کے (روؤ تم بہت جیسے)　　گو مثال شمع نور و نار ہے
[2] دیکھا ذوق ہنسنے کا اے زہر خند　　دیکھ ذوق گریہ کہ ہے کان قند
وہ ترشرو ہونا مان یا باپ کا　　نگہبان بچون کا آفت سے ہوا
جو جہنم یاد اسکی سے رلائے　　پس جہنم خوش ہوا جنت سے اسے
خندہ گریہ مین ہے پوشیدہ نہان　　گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ اے پہلوان
ذوق کو اندر غمون کے گم کیا　　آب حیوان کو ہے ظلمت مین رکھا
نعل الٹا گانون سے ہے تا رباط　　کھول آنکھین دیکھ اندر احتیاط
کھول آنکھین دیکھ اندر اعتبار　　چشم خود سے یار کر تو چشم یار
[3] امرہم شوری کو پڑھ قرآن سے　　تا زمت کر ساتھ رہ تو یار کے
یار ہووے راہ کا پشت و پناہ　　جو تو دیکھے غور سے ہے یار راہ
بیٹھ چپ یارون مین جبکہ جاوے تو　　مت نگین حلقہ مین کر تو آپ کو
تو نماز جمعہ مین دیکھ ہوش سے　　مجمع کل اک فکر مین خاموش ہے

سلہ بولا قاضی آلخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ رضا واجب آئی ہر جفا و ہر بلا کے ساتھ قضا کے مین راضی ہون حکم قضا سے مثل گوہر کے اگرچہ مین ترش رو ہون ترجمہ جیسے حق کڑوا ہے میرا دل و دماغ اور آنکھ میری ابر ہے کہ ابر روئے اور باغ خوش و خندان رہے قحط سالی مین خندہ شمس سے جانکنی اور مرگ باغون کو ملے حکم حق کو پڑھ کہ وابکوا کثیرا ہے کیون بھنے سر کے مانند ہنستا رہا آگے مثال ہے گھر مین روشنی ہو مثل شمع کے گو تو مثال شمع کے روتا ہے یعنی ہنسنے سے رونا بہتر ہے کہ شمع روتی ہے اسواسطے روشن ہوتی ہے مثال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھا ذوق آلخ ۷ شعر ذوق ہنسنے کا دیکھا اے زہر خند اب ذوق گریہ کا دیکھ کہ کان قند ہے اور وہ ترشرو ہونا مان باپ کا آفات سے بچون کا نگہبان ہوا جو جہنم اس کی یاد سے رلائے وہ جہنم جنت سے سوا خوش آگے اس کے حقائق ہین خندہ پوشیدہ ہے گریہ مین تو گنج ویرانہ مین ڈھونڈھ ذوق کو غمون کے اندر گم کیا اور آب حیوان کو ظلمت مین رکھا نعل الٹا گانون سے سرائے تک آنکھین کھول اور احتیاط مین دیکھ اور آنکھین کھول اور اعتبار مین دیکھ اور چشم یار کو اپنی چشم سے یار کر یعنی خندگی جاوید گریہ مین ہے پس تو اپنی آنکھون سے احتیاط کے ساتھ دیکھ یہ مقام دید کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ امرہم آلخ ۶ شعر امرہم شوری کو قرآن سے پڑھ تا زمت کر اور یار کے ساتھ رہ جو یار کا پشت و پناہ ہووے اور اگر تو غور سے دیکھے تو یار راہ ہے جبکہ تو یارون مین جائے چپ بیٹھ اور خود کو نگین حلقہ مین مت کر آگے اس کی مثال ہے تو نماز جمعہ مین ہوش سے دیکھ کہ کل مجمع ایک فکر مین خاموش ہے خاموشی کی طرف اسامان روان بود در جو نشان ڈھونڈھتے خود کو نشان نکر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ دریاے غموم مین اندر رہبری کے یارون کو بخوم جان یعنی مرشد کو حاصل کر اس کے ساتھ رہو کہ مرشد حکم ستارہ کا رکھتا ہے راہ بتانے مین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

رہنما را سوی خاموشی کشان | چون نشان جویی مکن خود را نشان
گفت پیغمبر کہ بہ بحر ہموم | در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم بر استارگان از رہ بپوی | نطق تشویش نظر باشد مگوی
گر دو حرف صدق گویی ای فلان | گفت تیرہ در عقب گردد روان
این نخواندی کالکلام ای مستہام | فی شجون جرہ جر الکلام
ہین مشو شارع در آن حرف رشد | چون سخن بیشک سخن را می کشد
نیست در ضبطت چو بگشائی دہان | از پی صافی شود تیرہ روان
آنکہ معصوم رہ وحی خداست | چون ہمہ صافست بگشاید رواست
زانکہ ما ینطق رسول بالہوی | کی ہوا زاید ز معصوم خدا
خویشتن را ساز منطیقی ز حال | تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال

سوئے خاموش ہو یا سا ان کو ان | جو نشان ڈھونڈے نکر خود کو نشان
بولے پیغمبر یہ دریائے غموم | رہبری مین جان یارونکو نجوم
دیکھ اختر کو تو رہ کی جستجو | قال تشویش نظر ہے چپ ہو تو
گر دو حرف صدق کہو ای فلان | قول جھوٹا بعد اسکے ہو بیان
نے پڑھا جیسے کلام ای نیکنام | فی شجون جبرہ جر الکلام
مت نکلے راہ ان حرفون مین تو | کیونکہ کھینچے بات بیشک بات کو
بند کب ہو جبکہ کھلجائے دہان | صاف پانی بعد گدلا ہو روان
جو ہے معصوم اور رکھے وحی خدا | اور صفا کل ہو جو کہوے ہے بجا
کیونکہ ما ینطق رسول بالہوی | کب ہوا سے کہوے معصوم خدا
پس تو کر اپنے کو اب گویائے حال | تا نہ مجھ سا ہو گرفتار محال

سوال کردن صوفی از قاضی وجواب قاضی مر اورا

سوال کرنا صوفی کا قاضی سے اور جواب دینا قاضی کا اسکو

گفت صوفی چون ز یک کانست زر | این چرا نفعست وان دیگر ضرر
چون ہمہ جودت از یکی دست آمدست | این چرا ہشیار آن مست آمدست
چون ز یک دریاست این جوہا روان | این چرا زہرست وان نوش روان
چون ہمہ انوار از شمس بقاست | صبح کاذب صبح صادق از کجاست
چون ز یک سرمہ ست ناظر را کحل | از چہ آمد راست بینی و حول

بولا صوفی ایک کان کے ہین جو زر | کس سبب اس سے ہی سود اس سے ضرر
جود جو اک ہاتھ سے حملہ سبنے | کیسے یہ ہشیار اور وہ مست ہے
جو یہ اک دریا سے ہین نہرین روان | کیسے یہ ہے زہر اور وہ نوش جان
نور کل ہین جو بقا کے شمس سے | صبح کاذب صبح صادق کان سے
سرمہ جو ناظر نے کھینچا ایک سا | کیسے اک کو ہین دو احول دوکا

ف ۱ دیکھ اختر الخ ۸ شعر تو ستارہ کو دیکھ اور راہ کی جستجو کر اور قال تشویش نظر ہے تو خاموش ہو اگر دو حرف سچ کہوے بعد اس کے جھوٹا قال نکلے تو نہین پڑھا ترجمہ کہ کلام حاجت مین کھینچتا ہے کھینچے کلام کو تو ان حرفون مین راہ مت نکال کیونکہ بات بیشک بات کو کھینچے ہے یعنی بات مین اور ایک بات نکلتی ہے جب کہ دہن کھل جائے تو بند کب ہو بعد صاف پانی کے گدلا پانی روان ہو کہ جو معصوم ہے اور وحی خدا رکھتا ہے اور صفا کل ہے وہ جو کہوے روا ہے کیونکہ ترجمہ نہین کلام کیا جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ خواہش کے پس کب معصوم خدا کا خواہش کہوے پس اب کر خود کو گویا ہے حال کہ مجھ سا گرفتار مقال نہو یعنی اچھی باتون کے بری بات نکلتی ہے پس تو خاموش ہو کہ قابل مشاہدہ کا نفع ہے اگر معصوم ہو جاوے اسوقت قال کرنا روا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ف ۲ بولا صوفی الخ ۴ شعر صوفی نے کہا کہ جو ایک کان کے زر ہین پس کس واسطے اس سے نفع اور اس سے ضرر ہے جو ایک ہاتھ سے جود و جود ہے کیسے یہ ہوشیار اور وہ مست ہے جو ایک دریا سے یہ نہرین روان ہین کیسے یہ زہر اور وہ نوش جان ہے جو شمس بقا ہی نور کل ہے پھر صبح کاذب و صبح صادق کہان ہے یعنی جب کہ سب چیز ایک سے پیدا ہین تو ایک برا اور ایک اچھا کسو واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ف ۳ سرمہ الخ ۵ شعر جو ناظر نے سرمہ ایک سا کھینچا کیسے ایک راست بین دوسرا احول ہے جو کہ دار الضرب شاہ کی سچی ہے نقد پر کیون ضرب اچھی اور بری ہے جو حق نے راہ کو میری کہا ہے کیسے ہے یہ ہادی اور وہ رہزنی جو ایک بطن سے داماد احمق ہین کیونکہ یقین ہو ترجمہ کر بیٹا نشانی باپ کا ہے کس نے وحدت دیکھی ہے ساتھ کثرت کے سیکڑون رکھے جنبش قرار مین یعنی عارفون کو یہ بات حاصل ہے کہ وحدت مین کثرت دیکھتے ہین آگے جواب قاضی کا ہے فافہم

چون ز دار الضرب سلطانست زر — نقدہا چون ضرب خیر ناروست
چون خدا فرمودہ رہ را راہ من — این خفیر از چیست آن یک راہزن
چون زیک بطنند این حبر و سفیہ — چون یقین شد کالولد سر ابیہ
وحدتے کہ دید با چندین ہزار — صد ہزاران جنبش از عین قرار

جو ہے دار الضرب سچے شاہ کی — نقد پر کیون ضرب اچھی اور بری
حق نے رہ کو جو کہا رہ ہو مری — کیسے یہ ہادی وہ رکھے رہزنی
جو کہ ہین اک بطن سے دانا سفیہ — کیون یقین ہو کالولد سر ابیہ
کس نے وحدت دیکھی باکثرت ہزار — سیکڑون جنبش رکھے اندر قرار

جواب گفتن قاضی صوفی را

گفت قاضی صوفیان خیرہ مشو — یک مثال در میان این شنو
این ببین حال این انیک دان — در نہ بینی حال را نیکو بخوان
ہمچنان کہ بیقراری عاشقان — حاصل آمد از قرار دلستان
آن چو کہ بر ناز ثابت آمدہ — عاشقان چون برگہا لرزان شدہ
خندہ او گریہا انگیختہ — آب رویش آبروہا ریختہ
این ہمہ چون و چگونہ چون زبد — بر سر دریاے بیچون می طپد
ضد و ندش نیست در ذات و عمل — زان بپوشیدند ہستیہا حلل
ضد ضد را بود و ہستی کے دہد — بلکہ زو بگریزد و بیرون جہد
ند چہ بود مثل مثل نیک و بد — مثل مثل خویشتن را کے کند
چونکہ دو مثل آمدند اے متقی — این چہ اولیٰتر از آن در خالقی
بر شمار برگ بستان ضد و ند — چون کفی در بحر بے ضد است و ند
بے چگونہ بین تو برد و مات بحر — چون چگونہ گنجد اندر ذات بحر
کمترین لعبت او جان تست — اینچگونہ و چون جان کی شد درست
پس چنان بحری کہ در ہر قطرہ زان — از بدن ناشی تر آمد عقل و جان

جواب دینا قاضی کا صوفی کو

بولا[1] قاضی صوفیان حیران نہو — اس بیان مین اک مثال آخر سنو
دیکھ اسکو خوب جان اسکا تو حال — گر نہ دیکھے حال کو کر تو مقال
جس طرح سے بیقراری عاشقان — ہووے حاصل با قرار دلستان
مثل کہ وہ ناز پر قائم رہی — اور عاشق مثل کہ لرزان ہی
اُس کے ہنسنے نے رلایا غیر کو — آب رونے اس کی کھوئی آبرو
جملہ یہ چون و چگون چون کف بین — بحر بیچون پر ہین کرتے حرکتین
ضد و ند ذات و عمل مین سکے نے — ہستیان پیدا کرین اسواسطے
ضد بھلا[2] کب دو ہستی ضد کو دے — بلکہ اس سے بھاگے اور پر خوف ہی
ند ہے مثل اک مثل بد اور نیک کے — مثل اپنے مثل کو کب کر سکے
جو کہ دو مثل آئی ہے ای نیک پے — خالقی مین اس سے برتر کیون یہ ہے
برہین ہین جون برگ بستان ضد و ند — بحر مین ہین مثل کف بے ضد و ند
ہے بے چگونہ جان بر دو مات بحر — کب چگونہ آئے اندر ذات بحر
لعبت اندک جان تیری اسکی ہے — کب درست ہو یہ چگونہ جان سے
ایسا دریا ہین کہ ہر قطرہ مین ہے — جسکی عقل و جان ظاہر جسم سے

[1] بولا قاضی الخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ ای صوفی حیران نہو اس بیان مین ایک مثال آخر کو سن اسکو تو خوب دیکھ و اس کا حال جان اگر حال کو نہ دیکھے تو مقال کر آگے اسکی مثال ہے جیسے بیقراری عاشقون کو حاصل ہووے ساتھ فراق معشوقون کے کہ وہ کے مانند وہ ناز پر قائم رہا اور عاشق مثل کاہ کے لرزان ہوا اُس کے ہنسنے نے غیر کو رلایا اُس کے آب رو نے کھوئی یہ سب چون و چگونہ مانند کف کے ہین کہ بحر بیچون پر حرکتین کرتے ہین اسکی ذات و عمل مین ضد و ند نہین ہوا اسواسطے ہستیان پیدا کرین یعنی چون و چگونہ دریاے بیچون حرکت کرتے ہین کہ ذات وجود مین ضد و ند نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] ضد بھلا الخ ۸ شعر ضد بود و ہستی کب ضد کو دے بلکہ اس سے بھاگے اور پر خوف رہے ند ایک مثل ہے مثل نیک و بد کے پس اپنے مثل کو کب کر سکتی ہے جو کہ دو مثل خالقی مین آئی ہی برابر یہ اس سے برتر کیون ہین ضد و ند مانند ہین ہیں بر دو مات بحر کا بے چگونہ آئے ذات بحر مین اسکی ادنی جت جان تیری ہی یہ چند چگونہ جان سے کب درست ہوا ایسا دریا کہ ہر ایک اس کے قطرہ مین عقل و جان جسم سے ظاہر تر ہی چند و چون مین کب وہ سما سکتا ہے کہ عقل اُس جا پر لا یعلمون ہے یعنی ذات مین ضد و ند نہین ہے کہ وہان چند چگون کو بھی سمائی نہین ہے آگے اس کے حقائق بین فافہم ۱۲

که نگنجد در مضیق چند و چون ‌‌ عقل کل اینجاست از لا یعلمون
عقل گوید مر جسد را کای جماد ‌‌ بوی بردی هیچ از آن بحر معاد
جسم گوید من یقین سایهٔ توام ‌‌ بوی از سایه که جوید جان عم
عقل گوید کاین نه آن حیرت سراست ‌‌ که سزا گستاخ تر از ناسزاست
شیر این سو پیش آهو سر نهد ‌‌ باز اینجا نزد تیهو پر نهد
اندر اینجا آفتاب انوری ‌‌ خدمت ذره کند چون چاکری
این ترا باور نیاید مصطفی ‌‌ چون ز مسکینان همی گوید دعا
گر تو گوئی از پی تعلیم بود ‌‌ عین تجهیل از چه رو تفهیم بود
بلکه میداند که گنج بے شمار ‌‌ در خرابیها نهاد آن شهریار
بدگمانی فعل معکوس دلست ‌‌ بلکه هر جزویش جاسوس ویست
بل حقیقت در حقیقت غرقه شد ‌‌ زین سبب هفتاد بل صد فرقه شد
با تو قل ما شئت خواهم گفت باز ‌‌ صوفیا خوش پهن بگشا گوش جان
مر ترا هر زخم کاید ز آسمان ‌‌ منتظر میباش خلعت بعد از آن
چون قفا دیدی صفا اهم ببین ‌‌ گردران با گردن آمد ای امین
کان نه آن شاهست کت سیلی زند ‌‌ که نه تاج و تخت بخشد مستند
جمله دنیا را پر پشه بها ‌‌ سیلیی را رشوت بی منتها
گردنت زین طوق زرین جهان ‌‌ چست در دزد و ز حق سیلی ستان
آن قفاها کانبیا بر داشتند ‌‌ زان بلا سرهای خود افراشتند

کب سمائے بس دو اندر چند و چون ‌‌ عقل کل اس جا پہ ہی لا یعلمون
عقل کہوے جسم کو کب ہی جماد ‌‌ پائی تونے بوے دریاے معاد
جسم کہوے مین ہون اک سایہ ترا ‌‌ کون ڈھونڈھے بو کو سایہ سے بھلا
عقل کہوے حیرت اک ایسا ہی یہ ‌‌ کہ لیاقت شوخ نالائق سے ہے
شیر یان آہو کے آگے سر رکھے ‌‌ باز یان تیتر کے آگے پر رکھے
اس جگہ پر آفتاب انوری ‌‌ کرتا ہی ذرہ کی جان سے چاکری
یہ یقین کب تجکو ہو کہ مصطفے ‌‌ کس لئے چہتے تھے مسکین سے دعا
گر تو کہوے واسطے تعلیم کے ‌‌ آگہی کیسے جہالت اک بنے
بلکہ جانتے ہین کہ گنج بیشمار ‌‌ رکھتا ویرانہ مین ہے وہ شہریار
بدگمانی فعل معکوس اسکا ہے ‌‌ گرچہ ہر جزو اُس کا جاسوس اسکا ہے
بل حقیقت مین حقیقت غرق ہے ‌‌ اس لیے ستر بل سو فرقہ ہے
صاف صاف اب تجھسے کرتا ہون بیان ‌‌ صوفیا تو کھول اپنا گوش جان
زخم جو کہ تجھکو پہنچے چرخ سے ‌‌ منتظر رہ خلعت اسکی بعد ہے
جو تپت دیکھی بھی راحت دیکھ لے ‌‌ گوشت گردن کا ہے ہمراہ ران کے
ورنہ وہ شہ ہے تپت مارے تجھے ‌‌ اور تاج و تخت نہ بخشے تجھے
قیمت اس عالم مین پر مچھر کا ہی ‌‌ رشوت اک تھپڑ کی بے پایاں رکھے
اپنی گردن سے یہ پھینکے طوق زر ‌‌ حق کا تھپڑ کھانے دال جلد تر
انبیا نے کھایا تھپڑ جو کہ ہے ‌‌ سر بلند ہین اُس بلا و رنج سے

سلہ عقل کہوے الخ ۵ شعر عقل جسم کو کہے کہ ای جماد تونے بو دریاے معاد کی پائی جسم کہے کہ مین ایک سایہ ترا ہون کون بو کو سایہ سے ڈھونڈھتا ہی عقل کہے کہ اس جا ایک حیرت ہے کہ لائق شوخ تر نالائق سے یہان شیر آہو کے آگے سر رکھتا ہے اور باز آگے تیتر کے پر رکھتا ہی اس جا پر آفتاب انوری ذرہ کی چاکری جان سے کرتا ہے یعنی اسے کچھ آگہی نہیں ہے الا جان اس دریا سے آگاہ ہو سکتی ہے آگے بیان ہی فافہم سلہ یہ یقین الخ ۷ شعر تجکو یہ یقین کب ہو کہ مصطفے صلعم مسکینون سے دعا کس واسطے چاہتے تھے اگر تو کہے کہ واسطے تعلیم کے تو آگہی جہالت کیسی ایک بنے بلکہ جانتے ہین کہ گنج بے شمار وہ شہریار ویرانہ مین رکھتا ہے بدگمانی فعل معکوس اُس کا ہے اگرچہ جزو اس کا جاسوس اس کا ہے بلکہ حقیقت مین غرق ہے اس لیئے ستر بلکہ فرقہ ہے اب تجھ سے صاف بیان کرتا ہون اے صوفی تو اپنے گوش جان کو کھول جو کہ زخم تجکو چرخ سے پہونچے منتظر رہ کہ خلعت اس کے بعد ہے یعنی بعد رنج کے راحت ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ جو تپت الخ ۷ شعر جو تونے تپت دیکھی اب رحمت دیکھ کہ گوشت گردن کا ہمراہ ران کے ہے وہ شاہ نہیں ہے کہ تجکو تپت مارے اور تاج و تخت تجکو نہ بخشے اس عالم کی قیمت مچھر کا پر ہے ایک تھپڑ کی رشوت انتہا نہیں رکھتی ہے اپنی گردن سے یہ طوق پھینکے جلد حق کا تھپڑ کھایا ہے اس بلا و رنج سے سربلند ہین ولیکن تو اپنے اندرہ حضر ہو تا کہ تو اس کو اپنے گھر مین نیک پاوے ورنہ وہ خلعت پھیر جاوے کہ مین نے گھر مین کوئی کس بنایا یعنی جو حق تھپڑ کھائے وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ دے چنانچہ اس تھپڑ کے سبب انبیا علیہم السلام کو یہ رتبہ ملا ہی آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲

لیک حاضر باش در خود ای فتی	تا بخانه او بیابد مر ترا	لیکن اندر اپنے تو حاضر رہو	تاکہ گھر مین پائے تجھ کو نکو
ورنه خلقت را برد او باز پس	کر نیابیدم بخانه هیچ کس	ورنہ خلقت پھیر کر لیجائے بس	کہ نہ پایا مین نے گھر مین کوئی کس

باز سوال کردن آن صوفی

پھر سوال کرنا اُس صوفی کا

گفت آن صوفی که چه بودی اینجهان	ابروی رحمت کشادی دو جهان	بولا صوفی خوب ہوتا کہ جہان	کھولتا ابرو کی رحمت جاودان
هر دمی شوری نیاوردی بپیش	بر نیاوردی ز تلوینهاش نیش	ہر گھڑی لاتا نہیں اک شور پیش	اور نہ ظاہر کرتا تلوین سے وہ نیش
شب نه زدیدی چراغ روز را	دی نبودی باغ عیش اندوز را	نے چراتی رات یہ دن کا چراغ	نے خزان برباد کرتی عیش باغ
جام صحت را نبودی جام تب	ایمنی را خوف ناوردی کرب	جام صحت کو نہ ہوتا جام تب	اور نہوتا امن کو خوف کرب
خود چه کم گشتی ز جود و رحمتش	گر نبودی خرخشه در نعمتش	خود کمی کیا کھین اُسکی بخششین	گر نہ جھگڑا ہوتا نعمت اسکی مین
حال بودی خوب و خوش بر جانها	تیره کم بودی روان انس و جان	ہوتے سب خوشحال و خوب اہل جہان	ہوتی کب تاریک جان انس و جان
جاودان بودی حضور ذوق خوش	دائما در جان بدی هم شوق خوش	اور سدا ہوتا حضور ذوق خوش	بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش

جواب دادن قاضی صوفی را و حکایت بطریق تمثیل

جواب دینا قاضی کا صوفی کو اور حکایت بطریق تمثیل کے

گفت قاضی بس تهی رو صوفیی	خالی از فطنت چو کاف کوفیی	بولا قاضی صوفی بے معنی تو ہے	جیسا خالی کاف کوفی عقل سے
تو نه بشنیدی که آن پر قند لب	عذر خیاطان همی گفتی بشب	نے سنا تو نے کہ بس وہ قصہ گو	درزیون کا مکر کہتا رات کو
خلق را در دزدی آن طائفه	می نمود افسانه های سابقه	وہ گروہ چوری کے اندر خلق کو	قصے اگلون کے سناتا تھا نکو
قصه پاره ربائی در ثمرین	می حکایت کرد او با آن و این	قطع مین کپڑا چرانے کے لئے	وہ حکایت کرتا این و آن سے
در سمر میخواند درزی نامه	گرد او جمع آمده همکاسه	درزی نامہ پڑھتا تھا اندر سمر	گرد اُسکے جمع ہوتے تھے بشر
مستمع چون یافت جاذب آن فود	جمله اجزایش حکایت گشته بود	پایا جاذب جو کہ اہل سمع کو	اُس کے کل اجزا ہوئے تھے قصہ گو

سک ۵ بولا صوفی آخ ۷ شعر صوفی نے کہا اچھا ہوتا کہ جہان کھولتا رحمت کی ابرو ہمیشہ ہر دم ایک شور پیش نہ لاتا اور ظاہر کرتا تلوین سے نیش کر نہ رات دن کا چراغ چراتی اور نہ خزان صید کرتی عیش باغ کو جام صحت کو جام تپ کا نہ ہوتا خود کیا کمی رکھین اُس کی بخشش اگر اُس کی نعمت مین جھگڑا نہوتا تو سب خوشحال و خوب جہان مین اور ہوتی کب تاریک جان انسان و جنات کی اور ہمیشہ ہوتا حضور ذوق خوش اور بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش یعنی کیا اچھا ہوتا کہ دنیا مین ہمیشہ راحت و آرام ذوق و شوق ہمیشہ رہتا اور رنج نہ ہوتا آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

سک ۲ بولا قاضی آخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی تو بے معنی ہے جیسا کاف کوفی کا عقل سے خالی ہے تو نے نہین سنا کہ وہ قصہ گو درزیون کا مکرات کو کہتا تھا کہ وہ گروہ خلق کو چوری مین قصے اگلون کے سناتا تھا قطع کرنے مین کپڑا چرانے کے واسطے وہ حکایت بیان کرتا اسکی درزی نامہ سمرقند مین پڑھتا تھا کہ گرد اُسکے لوگ جمع ہوتے تھے اہل سمع کو جو جاذب پایا اُس کے کل اجزا قصہ گو ہوئے تھے آگے اس واعظ گوئی کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان حدیث ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

جذب سمع است ار کسی را خوش لبیست
گرمی و جد معلم از صبی ست

چنگیی کو در نوازد بست چار
چون نباشد گوش گردد چنگ وار

نے ترانہ یادش آید نے غزل
نے دہ انگشتش بجنبد در عمل

گر نبودی گوشہای غیب گیر
وحی ناوردی ز گردون یک بشیر

ور نبودی دیدہای صنع بین
نے فلک گشتی نہ خندیدی زمین

آن دم لولاک این باشد کہ کار
از برای چشم تیزست و نظار

عامہ را از عشق ہمخوابہ و طبق
کے بود پروای صنع عشق حق

آب تتماجی نہ ریزی در تغار
تا سگی چندی نباشد طعمہ خوار

رو سگ کہف خداوندیش باش
تا رہاند زین تغارت اصطفاش

تفسیر قول ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

تحقیق اللہ تعالی تلقین کرتا ہے کلام کو اوپر
زبان واعظون کے بقدر شوق سننے والون کے ۱۲

جذب[1] سمع ہے جو گائے خوش نوا
طفل سے گرمی معلم کی سوا

کان ہی چنگی کہ بجاے بیس چار
جو نہووے گوش ہووے چنگ وار

نے ترانہ یاد آوے نے غزل
نے ہلیں دس انگلیان اندر عمل

اور اگر نے گوش ہوتے غیبدان
وحی نہ ہرگز آتی زیر آسمان

اور اگر آنکھیں نہ ہوتیں صنع بین
نے فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمین

وہ دم لولاک ہے سچ ہر کہ کام
چشم بینا کے لئے ہے نے عوام

عشق زوجہ اور غذا سے عام کو
عشق صنع حق کی کب پرواہ ہو

پانی دھووں کا نہ بھر کونڈے میں تو
تا بہت کتا نہ پائے طعم کو

جا سگ کہف خداوندی رہو
تا چھڑائے تجکو اس کونڈے سے وہ

نشان جستن ترک خانۂ درزی را

چونکہ درزیہای بیرحمانہ گفت
کہ کنند آن درزیان اندر نہفت

اندر آن ہنگامہ ترکی از خطا
سخت تیو گشت از کشف غطا

شب چو روز رستخیز آن رازہا
کشف میکرد از پی اہل نہی

ہر کجا آئی تو در جنگی فراز
بینی آنجا دو عدو در کشف راز

آن زمان را محشر مذکور دان
وان گلوی رازگو را صور دان

پتا پوچھنا درزی کے گھر کا ترک کو

چوری[2] بے رحمانہ اسکی جو کہے
کہ وہ درزی کرتے ہیں از رہ خفی

اک خطائی ترک اس مجمع میں تھا
حال یہ سنکر بہت غصہ ہوا

راز شب کو مثل روز حشر کے
کرتا ظاہر اہل دانش کے لئے

جس جگہ تو آئے اور وان جنگ ہے
دیکھے اس جا دو عدو کو راز گو

اس گھڑی کو محشر مذکور جان
راز گو کے حلق کو تو صور جان

[1] جذب سمع الخ ۹ شعر جو خوش آواز سے گائے تو جذب سمع کو طفل سے گرمی معلم کی سوا ہوتی ہے ایسا چنگی کہان ہے کہ مقام بیس چار کو بجائے جو اہل گوش نہووے تو چنگ کے مانند ہووے نہ ترانہ یاد آوے نہ غزل اور نہ دس انگلیان عمل میں ہیں اگر گوش غیبدان نہ ہوتے ہرگز وحی زیر آسمان نہ آتی اگر آنکھیں صنع بین نہ ہوتیں فلک پھرتا نہ زمین ہنستی وہ دم لولاک یہ ہے کہ کام چشم بینا کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے عوام کو بسبب عشق زوجہ و غذا کے عشق صنع حق کی کب پرواہ ہے تو پانی دھوون کا کونڈے میں نہ بھر تا کتا بہت طعام نہ پائے جا سگ خداوندی رہو تا اس کونڈے سے وہ تجھے چھڑائے یعنی خواہشات لذائذ دنیوی کے سبب عشق خدا سے محروم ہیں بس سگ نفس کو پیٹ بھر کے کھانے کو نہ دے کہ مثل سگ کہف کے طالب حق رہے آگے درزی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] چوری پانچ شعر جو چوری بیرحمانہ اسکی کہے کہ وہ درزی از راہ پوشیدگی کے کرتے ہیں ایک ترک خطائی اس مجمع میں تھا یہ حال سنکر بہت غصہ ہوا شب کو راز مثل روز محشر کے ظاہر کرتا اہل دانش کیواسطے آگے اسکی مثال ہے تو جس جگہ آئے اور وہان جنگ ہو تو دو دشمن کو رازگو دیکھے اس ساعت کو محشر مذکور جان اور رازگو کے حلق کو صور جان کہ خدا کے خشم کا سامان کیا اور اس رسوائی کو ظاہر کیا درزیون کا وصف از بس کہا ترک کو افسوس آیا اور غصہ ہوا کہا اہو گوش قصہ گو اے بس شہر میں کوئی ہنر میں چالاک ہے کہو آگے دعوی کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

که خدا اسباب خشمی ساخته است　　وان فضولی را بگوی انداخته است
بسکه غدر درزیان را ذکر کرد　　حیف آمد ترک را و خشم کرد
گفت ای قصاص در شهر شما　　هست چابکتر درین فن دغا

که خدا نے خشم کا سامان کیا　　اور اس رسوائی کو ظاہر کیا
درزیون کا مکر جو از بس کہا　　حیف آیا ترک کو غصہ ہوا
بولا اب اس شہر میں اے قصہ گو　　کوئی چالاک اس شہر میں ہے کہو

دعوی کردن و گرو بستن ترک که درزی دزدی از من نخواهد برد

دعوی کرنا و عہد باندھنا ترک کا کہ درزی مجھ سے چرا نہ سکے گا

گفت خیاطی ست نامش پورشش　　اندرین دزدی و چستی خلق کش
گفت من ضامن که با صد اضطراب　　او نیارد برد از من رشته تار
پس بگفتندش که از تو چست تر　　مات او گشتند در دعوی مپر
تو بعقل خود چنین غره مباش　　که شوی یاوه تو در تزویرهاش
گرم تر شد ترک و بست آنجا گرو　　که نیارد برد نی کهنه نه نو
مطمعانش گرم تر کردند زود　　او گرو بست و رهان را برگشود
گفت رهن این مرکب تازی من　　بدهم ار دزدد قماشم او بفن
ور نتاند برد اسپی از شما　　وا ستانم بهر رهن مبتدا
ترک را آن شب نبرد از فکر خواب　　با خیال دزد می کرد او خراب
بامدادان اطلسی زد در بغل　　شد ببازار و دکان آن دغل
پس سلامش گرم کرد آن اوستاد　　جست از جا لب بترحیبش گشاد
گرم پرسیدش ز حد ترک بیش　　تا فگند اندر دل او مهر خویش
چون شنید از وی نوای بلبلی　　پیشش افگند اطلس استنبلی
که ببر این را قبای روز جنگ　　زیر دامن واسع بر بالاش تنگ

بولا اک درزی ہے پورش نام کا　　خلق کش چوری و چستی میں سوا
بولا میں ضامن ہون کرے وہ سو مکر سے　　وہ نہ مجھ سے ایک تاگا لے سکے
پس کہا اُسکو کہ تجھ سے تیز تر　　کھا گئے مات اُس سے تو دعوی نکر
غرہ مت کر ایسا اپنی عقل پے　　کہ ہو تو بیہودہ اُسکے مکر سے
گرم تر[۵۲] ہو اُس نے باندھا شرط کو　　کہ نہ مجھ سے لے سکے کہنہ نہ نو
گرم تر طامع ہوئی اُس سے اُس آن　　شرط باندھی اُس نے اور کھولی زبان
بولا میری شرط اس گھوڑے پہ ہے　　گر چرائے فن سے کپڑا دون اُسے
گر نہ وہ کپڑے کی چوری کر سکے　　اسپ لون تم سے عوض اُس شرط کے
ترک شب بھر سویا نے اس فکر سے　　جنگ کرتا خیال سے اُس چور کے
صبح[۵۳] کو اطلس بغل میں اُسنے لے　　سوے بازار آیا دکان اسکی پہ
جلد درزی نے سلام اسکو کیا　　جا سے اُٹھا مرحبا اس کو کہا
ترک کی پرسش کری حد سے سوا　　قائم اُسکے دل میں کی اپنی وفا
جو سنا اُس سے نوائے دلکشا　　ڈالا آگے اطلس اُسکے روم کا
کہ قبا کر قطع اس کی بہر جنگ　　ڈھیلی نیچے سے ہو اور اوپر تنگ

سلہ بولا الخ ۴ شعر کہا کہ ایک درزی پورش نام کا ہے چوری میں خلق کش اور چستی میں سوا کہا کہ میں ضامن ہوں سو مکر سے وہ مجھ سے تاگا نہ لے سکے پس اس کو کہا کہ تجھ سے تیز تر اس سے مات کھا گئے تو دعوی مت کر اپنی عقل پر ایسا غرہ مت کر کہ تو اس کے مکر سے بیہودہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گرم الخ ۵ شعر آگے اس سے گرم تر ہے کہ شرط کو باندھا کہ مجھ سے نہ لے سکے کہنہ و نیا کپڑا اُس سے طامع گرم تر ہو گئے اور اُسوقت اُس نے شرط باندھی اور زبان کھولی کہ میری شرط اس گھوڑے پہ ہے اگر فن سے کپڑا چرائے اُسے دوں اگر وہ کپڑے چوری نہ کر سکے گھوڑے اس شرط کی عوض تم سے لوں شب بھر اس فکر سے ترک نہیں سویا اور جنگ کرتا رہا اس چور کے خیال سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ صبح کو الخ ۶ شعر اُس نے صبح کو اطلس بغل میں لیکر سوے بازار اسکی دوکان پر آیا درزی نے اسکو جلد سلام کیا جگہ سے اُٹھا اور اسکو مرحبا کہا ترک کی پرسش حد سے سوا کی اور اُسکے دل میں اپنی وفا قائم کی جو اُس سے نوائے دلکشا سنا آگے اُسکے اطلس روم کا ڈالا کہ اسکی قبا جنگ کیواسطے کر نیچے سے ڈھیلی ہو اور اوپر سے تنگ کہ اوپر کی تنگ سے بدن خوشنما ہو اور نیچے کے ڈھیلی سے میرا پاؤں نہ الجھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تنگ بالا جسم بهر آراے را زیر واسع تا نگیرد پاے را
گفت صد خدمت کنم ای ذو ودا دست برد و چشم و بر سینه نهاد
پس به بیهوده بدید آورد کار بعد ازان بکشاد لب را در فشار
از حکایتهای میران در سمر در ذکر میاد عطاے آن نفر
وز بخیلان وز تخیرلت شان از براے خنده داد او هم نشان
همچو آتش کرد مقراضی برون می برید و دل بر افسانه و فسون

تنگ سے اوپر کے تن ہو خوشنما نیچے ڈھیلی سے نہ الجھے پا مرا
بولا[1] سو خدمت کرون دل جان سے ہاتھ دونون چشم و سینہ پر رکھے
پس اُسے ناپا و دیکھا اپنا کام بعدہ جاری کیا اُس نے کلام
قصے میران سمر کے حال سے اور عطا وجود انکے قال سے
اور بخیلون بے نوا دون ڈنگے سے بھی ہنستے دیتا تھا ہنسنے کے لئے
اور نکالی قینچی مانند آگ سے کاٹتا اور دل مین بھی قصے بھرے

مضاحک گفتن اُستاد و خندیدن ترک مست و چشم او بسته شدن و وصله ربودن درزی

ظرافت کہنا استاد کا اور ہنسنا ترک مست کا اور اُس کی آنکھین چھپنا اور چرانا درزی کا کپڑے کو

یک مضاحک گفت آن اوستاد چست ترک مست از خنده شد سست اوفتاد
چونکه خندیدن گرفت از داستان چشم تنگش گشت بسته آن زمان
پاره دزدید و کردش زیر ران غیر چشم حق ز جمله آن نهان
حق همی دید آن ولی ستار خوست لیک چون از حد بری غماز اوست
ترک را از لذت افسانه اش رفت از دل دعوی پیشانه اش
اطلسی چه دعوی چه رهن اچه ترک سرمست است در لاغ ای اچه
لابه کردش ترک کز بهر خدا لاغ میگو کان مرا شد مغتذی

اک[2] مذاق اُس اُوستاد نے کیا ترک ہنس ہنس گر گیا مست اور سوا
داستان سے اُسکی جو ہنسنے لگا تنگ چشم اُسکی ہوئین بند اور سوا
اک چرا کر رکھا ٹکڑا زیر ران بس سواے چشم حق سب سے نہان
حق نے دیکھا ہو وے ستار خو حد سے گذرے وہ ہی تو غماز ہو
ذوق افسانہ سے اسکی ترک کا دعوی غلبہ لینے کا دل سے گیا
کیا ہے اطلس کیا ہے دعوی شرط کیا ترک مست اُسکے ہزل سے بس ہوا
کی[3] خوشامد ترک نے بہر خدا اک ہزل کہہ تو مرا ہے پیشوا

سلہ بولا آنز ۵ شعر کہا کہ سو خدمت دل بجان سے کرون پس ہاتھ دونون چشم و سینہ پر رکھے پس اُس کو ناپا اور اپنا کام دیکھا بعدہ اس نے کلام جاری کیا قصہ میران سمرقند کے حال سے و عطا وجود ان کے حال سے اور ان کے بخیلون بے نوردن سے بتے ہنسنے کے لئے دیتا تھا اور قینچی نکالی مانند آتش کے کاٹتا اور دل مین قصے بھرے ستے آگے ظرافت کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اک مذاق آنز ۶ شعر اُس اُستاد نے جو ایک مذاق کیا تو ترک ہنس ہنسکر مست ہوکر گرا جو اس کی داستان سے ہنسنے لگا ہی کی تنگ چشم اور سوا بند ہوئی ایک ٹکڑا چرا کر رکھا زیر ران سواے چشم حق کے سب سے پوشیدہ آگے حقائق ہیں حق نے دیکھا ہے ولیکن ستار خو ہے جو حد سے گزرے تو وہی غماز ہووے اس کی ذوق افسانہ سے ترک کا دعوی ترک مست اس کے ہزل سے ہوا یعنی حق دانا دبینا ہے اور ہر ایک عیب کو پوشیدہ کرتا ہی اور جب حد سے گذر جاتا ہے تو وہی رسوا کر دیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ کی خوشامد آنز ۷ شعر ترک نے خوشامد کی کہ خدا کے واسطے ایک ہزل کہہ تو میرا پیشوا ہے اُس مکار نے ہنسنے کی بات کی ترک مارے ہنسی کے خاک پر چت گر پڑا جلد ایک ٹکڑا اطلس کا نیفہ مین رکھا اور ترک ٹھٹھے مارنے مین از بس غافل تھا ایسے ہی تیسری بار ترک خطانے کہا کہ تو ایک ہزل کہہ واسطے خدا کے اوس نے پھر ہنسی کی بات کی کہ ترک غبی اسس کا صید کل ہوا چشم بند اور بے عقل اور حیرت زدہ ترک مست غافل اندر قہقہہ کے تیسری بار اُسکی چرائی کہا اس کی ہنسی سے جو فرصت ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت لاغی خنده انگیز آن دغا | که فتاد از خنده آن ترک از قفا
پارهٔ اطلس سبک در نیفه زد | ترک غافل خوش مضاحک میمزد
همچنین بار سوم ترک خطا | گفت لاغے گوئی از بهر خدا
گفت لاغے خنده مینتر زان دو بار | کرد او آن ترک را کلی شکار
چشم بسته عقل جسته مولهه | مست ترک مدعی از قهقهه
پس سوم بار از قبا دزدید شاخ | که ز خنده‌ش یافت میدان فراخ
چون چهارم بار آن ترک خطا | لاغ زان استاد میکرد اقتضا
گفت مولع گشته این مفتون این | بیخبر کین چه خسارست و غبین
رحم آمد بر وی آن استاد را | کرد در باقی فن بیداد را
بوسه افشان گشت با استاد او | که مرا بهر خدا افسانه گو
ای فسانه گشته و محو از وجود | چند چند افسانه خواهی آزمود
خندمین تر از تو هیچ افسانه نیست | بر لب گور خراب خود مایست

کی ہنسی کی بات اُس مکار نے | ترک ہنسنے سے گرا چت خاک پے
پارہ چاند اطلس کا نیفہ میں کھسا | ترک غافل بس خوشی ٹھٹھے مارتا
تیسری بار ایسی ہی ترک خطا | بولا کہہ تو اک ہزل بہر خدا
کی ہنسی کی بات زیادہ اُس سے بھی | صید کل اُسکا ہوا ترک غبی
چشم بند اور بے خرد حیرت زدہ | ترک غافل مست محو قہقہہ
تیسری دفعہ چرائی ترک کی | کہ ہنسی سے اُس سے کچھ فرصت ملی
جو کہ چوتھی بار پھر اُس ترک نے | کی ہزل کی خواہش اُس استاد سے
بولا اے اسیر ہوا حرص تو ہے | تو ہے اپنے بیخبر نقصان سے
رحم اُس پر آیا اُس اُستاد کو | حق کیا باقی میں اُس نے جان کو
پس لگا وہ چومنے اُستاد کو | کہ فسانہ بہر حق مجھ سے کہو
تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو | آزمائے گا کب تک فسانے کو تو
نے فسانہ تیرے ہنسنے سے سوا | گور بد اپنی پہ تو مت ہو کھڑا

خطاب با نفسی که مثل این بلا مبتلا ست

خطاب ہر نفس سے کہ مثل اس بلا کے مبتلا ہے

اے فرو رفته بقبر جهل و شک | چند جوئی لاغ و دستان فلک
تا بکی نوشی تو عشوه زین جهان | که نه عقلت ماند بر قانون نه جان
لاغ این چرخ ندیم کرد و مرد | آبروی صد هزاران چون تو برد
میدرد میدوزد این درزی عام | جامه صد سالگان و صد طفل خام
پیر و طفلان شسته پیش بهر کد | تا به سعد و نحس او لاغی کند
لاغ او گر باغها را داد داد | چون دے آمد دادها بر باد داد

اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے | ڈھونڈھے کب تک مکر دھوکا چرخ سے
اس جہان سے کب تلک دھوکے سُنے | نے بجا عقل اور جان تیری رہے
دھوکے اس افلاک گردا گرد نے | مثل تیرے آبرو لی لاکھ سے
پھاڑتا سیتا ہے یہ درزی عام | جامہ سو سالک کا اور سو طفل خام
بوڑھے بچے آگے اُسکے ہیں گدا | سعد و نحس اُسکی سے تا ہوں دغا
باغ کو گر دادی مکر اُسکے نے | جو خزان آئی کیا برباد اُسے

سلے جو کہ چوتھی بار آخر ۶ شعر یعنی ترک نے چوتھی بار ہزل کی خواہش کی اُس اُستاد کو اُس پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ اے ترک جو تو اسیر حرص ہوا ہے تو اپنے نقصان سے بے خبر ہے پس وہ اُستاد کو چومنے لگا کہ خدا کے واسطے مجھے کہانی کو دے آگے اُسکے معانی ہیں تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو کب تک آزمائے افسانہ کو تیرا افسانہ ہنسنے سے سوا نہیں ہے تو اپنی گور بد پر مت کھڑا ہو یعنی خود تو فسانہ ہو گیا ہے اور اپنے جسم کو بھولا ہے اس تیرے ہنسنے سے کون سا افسانہ ہوا ہے پس تو خود کو ہلاک نہ کر کہ نفس تیری اطلس عمر کو ہر دم چراتا ہے آگے اس نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلے ای تو آخر ۶ شعر اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے کب تک ڈھونڈھیگا گرد ہوگا آسمان سے اس جہان سے کب تک دھوکے سُنے کہ تیری عقل و جان بجا رہے اس افلاک گردا گرد دھوکے نے تیرے مانند لاکھوں کی آبرو لی یہ درزی عام پھاڑتا سیتا ہے جامہ سو سالک کا و سو طفل خام کا بوڑھے و بچے اسکے آگے گدا ہیں کہ بتا اُس کے سعد و نحس سے پر دغا ہوں اگر باغ کو اُس کے مکر نے داد دی جو خزان آئی اسے برباد کیا یعنی اگر آسمان ایک بار ہنساتا ہے تو سو بار رلاتا ہے پس دوستی آسمان کی عین دشمنی ہے سب یہی حال نفس کا ہے آگے درزی ترک کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفتن درزی ترک را کہ اگر یکبار دیگر لاغ گویم قبایت تنگ شود

کہنا درزی کا ترک کو اگر ایک بار اور ہزل کہوں قبا تیری تنگ ہو

گفت درزی ترک را ازین درگذر　　وای بر تو گر کنم لاغ دگر
بس قبایت تنگ آید باز پس　　این کند با خویشتن خود هیچکس
خندهٔ چه رمز اگر دانستی　　آن ز گریه صد تبر دانستی
ترک خنده کن ایا اے ترک مست　　زانکه عمرت رفت خواهی گشت پست
چونکه بنهاد آن قبا درزی بدست　　اسپ را بر باد داد آن ترک مست
مخلصا بشنو توئی آن ترک گول　　عالم غدار خیاط چو غول
اطلسی کز بهر تقوی و صلاح　　دوخت باید جرح کردی از مزاح
اطلس عمر و مضاحک شهوت است　　روز و شب مقراض و خنده غفلت است
اسپ ایمان ست شیطان در کمین　　یا خود آ افسانه را بگذار هین
اطلس عمرت بمقراض شهور　　برد پاره پاره خیاط غرور
تو تمنا می بری کاختر مدام　　لاغ کردی سعد بودی بر دوام
سخت میتولی ز تربیعات آن　　وز دبال و کینه آفات آن
سخت میرنجی ز خاموشی آن　　وز نحوس و قبض و کین کوشی آن
مشتری و زهره چون در رقص نیست　　چونکه بهرام و زحل را نقص نیست
که چرا زهره طرب در رقص نیست　　بر سعود رقص و سعد او مایلست

سلہ بولا درزی ترک سے یہ چھوڑ دے　　گر ہزل اک اور کہوں افسوس ہے
تنگ ہوجائے قبا تیری وہے　　ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے
کیا ہنسی ہے رمز یہ گر جانے تو　　وہ ہے سو گریہ سے بدتر جانے تو
اب ہنسی کو ترک کر اے ترک مست　　کیونکہ تیری عمر گذری ہووے پست
جو قبا درزی نے رکھی ہاتھ سے　　اپنا گھوڑا کھویا بس اُس ترک نے
مخلصا تو سن وہ تو ہے ترک گول　　عالم غدار درزی مثل غول
ایسا اطلس کہ ہو تقوی کیلئے　　بس ہنسی سے کھویا سینا چاہیئے
عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان　　رات دن قینچی ہنسی غفلت کو جان
گھوڑا ایمان شیطان اندر گھات کے　　ہوش میں آ اور فسانہ چھوڑ دے
عمر کا اطلس ترا مقراض سے　　یوم کے پارہ کیا خیاط نے
آرزو رکھتا ہے تو کاختر مدام　　سعد ہوتے خوش طبع رہتے دوام
بھاگے اُنکی تو نحوست سے ہے سخت　　اور وبال و کینہ و آفت سے پست
انکی خاموشی سے رنجیدہ ہو تو　　نحس و قبض انکے سے آزردہ ہو تو
مشتری زہرہ کو کیوں نہ رقص ہے　　جو زحل بہرام کو نے نقص ہے
رقص میں زہرہ نہ خوش ہے کس لئے　　اُسکے سعد و رقص پر تہمت ہے یہ

سلہ بولا درزی الخ ۵ شعر درزی نے ترک سے کہا کہ یہ چھوڑ دے اگر ایک اور ہزل کہوں افسوس ہے کہ تیری قبا تنگ ہوجاوے ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے ہنسی کیا ہے اگر تو رمز جانے کہ وہ سو گریہ سے بدتر ہے ترک مست اب تو ہنسی کو ترک کر کیونکہ تیری عمر گذری پست ہو گئی جو درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی اپنا کھویا گھوڑا اُس ترک نے آگے اس کے حقائق میں فافہم ۱۲ سلہ مخلصا الخ ۱۰ شعر اے مخلص تو سن وہ ترک گول ہے اور عالم غدار درزی ہے مثل غول کے ایسا اطلس کہ تقوے کے واسطے ہو بس ہنسی سے کھویا سینا چاہیئے عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان رات دن قینچی اور ہنسی غفلت کو جان گھوڑا ایمان اور شیطان گھات میں تو ہوش میں آ اور افسانہ چھوڑ دے کہ تیری عمر کا اطلس مقراض سے ایام کے ٹکڑا کیا خیاط نے تو آرزو رکھتا ہے اختر ہمیشہ سعد ہوتے ہیں اور خوش طبع رہتے دوام یعنی خیاط عالم تیرے اطلس عمر کو مقراض ایام سے قطع کر کے چرائیگا و اسپ ایمان کو شیطان کے ہاتھ مت ہار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بھاگے الخ ۵ شعر تو ان کی نحوست سے سخت بھاگے اور وبال و کینہ و آفت سے پست ہو تو ان کی خاموشی سے رنجیدہ ہو اور نحس و قبض انکی سے آزردہ ہو کیونکہ مشتری و زہرہ کو رقص ہے جو زحل و بہرام کو نقص ہے زہرہ رقص میں کس واسطے نہ خوش ہے اس کے سعد و رقص پرست رہے تو ان تاروں کا کھوٹاپن مت دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر اے نیک یعنی نحوست ستاروں سے کیوں بھاگتا ہے پس ان ستاروں سے کھوٹاپن دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر آگے گروہ بیکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

تو مبین قلابی این اختران	عشق خود بر قلب زن بین ایلهان	کھوٹاپن مت دیکھ ان تارون کا تو	قلب پر کر عشق اپنے ای نکو

بیان آنکہ بیکاران از قبیل آن ترک اند مثل در تسکین فقیران بجور روزگار وحکایت

بیان اس بات کا کہ بیکار اُس ترک کے گروہ سے ہین مثال تسکین مین فقیرون کے ستم زمانہ سے اور حکایت

آن یکی میشد برہ سوی دکان	پیش رہ را بستہ دید او از زنان	ایک[1] جاتا راہ مین سوی دکان	دیکھا رہ مین حائل اک مجمع زنان
پای او میسوخت از تعجیل راہ	بستہ از جوق زنان ہمچو ماہ	سوز پا سے جلد جاتا کرتا آہ	تھی ہجوم عورتون سے بند راہ
رو بیکی زن کرد وگفت ای مستہان	ہین چہ بسیارید ای دخترسگان	ایک عورت سے کہا ای مہربان	کس لئے یان جمع ہین یہ لڑکیان
رو بدو کرد آن زن وگفت ای امین	ہیچ بسیاری ما منگر چنین	زن مخاطب ہوکے بولی ای جوان	کچھ نہ کثرت کو ہماری دیکھ یان
بین کہ با بسیاری ما بر بساط	تنگ می آید شما را انبساط	باوجودیکہ ہم اس کثرت سے ہین	عیش تنگ آتا ہے تمکو دہر مین
در لواطہ می فتید از قحط زن	فاعل ومفعول رسوای زمن	کون زنی کرتے ہو قحط زن سے تم	فاعل ومفعول رسوا ہوئے تم
تو مبین این واقعات روزگار	کز فلک میگردد اینجا ناگوار	دیکھ مت[2] یہ واقعات روزگار	کہ فلک سے ہوتی ہین یان ناگوار
تو مبین تحشیر روزی معاش	تو مبین این قحط وخوف وارتعاش	دیکھ مت روزی معاش کی کمی	دیکھ مت یہ قحط وخوف جانکنی
بین کہ با این جملہ تلخیہای او	مردۂ او بیند وتا پروای او	دیکھ کہ تلخی سے تجھے اُن سے ملے	اُنکا تو کشتہ وخواہشمند ہے
رحمتی دان امتحان تلخ را	نقمتے دان ملک مرو وبلخ را	جان رحمت امتحان تلخ کو	جان زحمت ملک مرو وبلخ کو
آن براہیم از تلف نگریخت ماند	این براہیم از شرف بگریخت راند	وہ براہیم اُس تلف سے نہ ہٹا	یہ براہیم اس شرف سے چلدیا
این نسوزد وان بسوزد ای عجب	نعل معکوس است در راہ طلب	نے جلا وہ اور جلا یہ ای عجب	نعل الٹا رکھتی ہے راہ طلب

باز مکرر کردن صوفی سوال را وجواب قاضی

پھر دوبارہ سوال کرنا صوفی کا اور جواب قاضی کا

[1] ایک سے جاتا آخر ۲ شعر ایک شخص راہ مین جاتا تھا سوئے دکان کے راہ مین دیکھا کہ ایک مجمع عورتونکا حائل ہے سوز پا سے جلدی جاتا تھا اور آہ کرتا تھا اور راہ ہجوم عورتون سے بند تھی ایک عورت سے کہا کہ ای مہربان یہان لڑکیان کسواسطے جمع ہین عورت مخاطب ہوکر بولی کہ ای جوان کچھ ہماری کثرت کو یہان مت دیکھو ہم باوجودیکہ اس کثرت سے ہین پھر بھی تمکو عیش تنگ آتا ہو زمانہ مین تم کون زنی کرتے ہو قحط زن سے اسواسطے تم فاعل ومفعول رسوائی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دیکھ مت آخر ۲ شعر یہ مت دیکھو واقعات زمانہ کے فلک سے یہان ناگوار ہوتے ہین تو مت دیکھ روزی ومعاشون کی کمی اور مت دیکھ یہ قحط وخوف جانکنی یہ دیکھ کہ تجھے تلخی اُن سے ملے کہ اُنکا تو کشتہ وخواہشمند ہو آگے اس کے حقائق ہین امتحان تلخ کو تو رحمت جان وہ ابراہیم خلیل اللہ اس تلف سے نہین ہٹا اور یہ ابراہیم زردشت اس شرف سے چلدیا وہ نہ جلا اور یہ جلا ای عجب نعل الٹا رکھی ہے راہ طلب کی یعنی واقعات زمانہ کو مت دیکھ اور جس کا تو خواہشمند ہے اسکی تلخی دیکھ کہ آفات دنیا سے ابراہیم خلیل اللہ نے آتش سے نجات پائی اور ابراہیم زردشت نے باوجود آتش پرستی کے اسی مین جان دی پس اس دنیا کا کام اُلٹا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

گفت صوفی قادرست آن مستعان	که کند سودای مارا بی زیان	سلہ بولا وہ صوفی ہو قادر وہ خدا	کہ کرے وہ کام میرے کو بھلا
آنکہ آتش را کند ورد و شجر	هم تواند کرد این را بی ضرر	وہ کرے آتش کو گلہا و شجر	بھی وہ کر سکتا ہے اسکو بے ضرر
آنکہ گل آرد برون از عین خار	هم تواند کرد این دی را بهار	وہ نکالے گل کو باہر خار سے	اور بہار اک اس خزان کو کر سکے
آنکہ زو هر سرو آزادی کند	قادرست از غصه را شادی کند	وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے	ہے وہ قادر خشم کو شادی کرے
آنکہ شد موجود از وی هر عدم	گر بدارد باقیش او را چه غم	وہ کہ موجود اس سے ہے ہر اک عدم	گر رکھے باقی اُسے کیا اُسکو غم
آنکہ تن را جان دهد تا حی شود	گر نمیراند زیانش کی شود	وہ کہ جان دے تن کو تا زندہ رہے	گر نہ مارے کب اُسے نقصان ہے
خود چه باشد گر ببخشد آن جواد	بنده را مقصود جان بی اجتهاد	ہووے کیا گر وہ کریم اب بخشدے	بے جہد بندہ کو مقصد جان کے
دور دارد از ضعیفان در کمین	مکر نفس و فتنهٔ دیو لعین	عہ اور ضعیفوں سے رکھے بس دور دو	مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو
وقت طالب را پریشان کم کند	آینهٔ دل را چو جام جم کند	وقت طالب کو پریشان کب کرے	آئینۂ دل کو جو جام جم کرے
گفت قاضی گر نبودی امر مُر	ور نبودی خوب و زشت و سنگ و دُر	بولا قاضی حکم تلخ ہوتا نہ گر	اور نہ ہوتا نیک و بد سنگ و گہر
ور نبودی نفس و شیطان و هوا	ور نبودی زخم و چالیش و وغا	گر نہ ہوتا نفس و شیطان و ہوا	گر نہ ہوتا زخم اور جنگ و وغا
پس بچه نام و لقب خواندی ملک	بندگان خویش را ای منهتک	پس وہ کس نام و لقب بادشاہ	اپنے بندوں کو بلاتا مشفقا
چون بگفتی ای صبور و ای حلیم	کی بگفتی ای شجاع و ای کریم	کیسے کہتا اے صبور و ای حلیم	کب وہ کہتا اے شجاع و اے کریم
صابرین و صادقین و منفقین	چون بدی بی رهزن و دیو لعین	صابرین و صادقین و منفقین	ہوتے کب بے رہزن و دیو لعین
رستم و حمزه و مخنث یک بدی	علم و حکمت باطل و مندک شدی	سعہ رستم و حمزہ و مخنث ہوتے ایک	علم و حکمت ہوتے سب باطل اے نیکیا
علم و حکمت بهر راه بی رهی ست	چون همه ره باشد آن حکمت تهی ست	علم و حکمت واسطے بیراہ کے	جو ہوں سب رہ پر و حکمت کس لئے
بهر این دکان طبع شوره آب	هر دو عالم را روا داری خراب	واسطے رونق دکان طبع کے	دونوں عالم کی خرابی لائے ہے

سلہ بولا وہ صوفی الخ ے شعر اُس صوفی نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے کہ وہ میرے کام کو بھلا کرے کہ وہ کرتا ہے آتش کو گل جیسا اور بھی وہ کر سکتا ہے اس ابراہیم کو بے ضرر وہ گل کو باہر خار سے نکالے اور بہار اس خزان کو کر سکے وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے وہ قادر ہے کہ خشم کو شادی کرے وہ کہ موجود اس سے ہر ایک عدم ہے اگر اسے باقی رکھے کیا اس کو غم ہے وہ کہ تن کو جان دے تا زندہ رہے اور اگر نہ مارے اُسے کب نقصان ہے کیا ہووے کہ اگر وہ کریم کو اب بخشدے بندہ کو جان سکے بے جہد یعنی خدا قادر ہے کہ بُرے کو اچھا کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ اور ضعیفوں سے الخ ے شعر اور ضعیفوں سے دور رکھے مکر نفس اور فتنہ شیطان کو طالب کے وقت کو کم پریشان کرے آئینہ دل کو مانند جام جم کے کرے قاضی نے کہا کہ اگر حکم تلخ نہ ہوتا اور نیک و بد و سنگ و گوہر نہ ہوتا اگر نفس و شیطان نہ ہوتا اور زخم و جنگ و دغا نہ ہوتا پس وہ بادشاہ کس نام و لقب سے اپنے بندوں کو بلاتا اور کیسے کہتا اے صبور و اے حلیم کب کہتا اے شجاع و اے کریم ترجمہ صابرین، صادقین اور نفقہ دینے والے کب ہوتے بے رہزن و دیو لعین کے یعنی اگر برائی و بھلائی نہ ہوتی تو خدا بندوں کو کس نام سے بلاتا کیونکہ ایجاد صفاتِ حق کا کامل ظہور نہ ہوتا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سعہ رستم و حمزہ الخ ے شعر رستم و حمزہ اور مخنث ایک ہوتے تو علم و حکمت سب باطل ہوتی علم و حکمت واسطے بیراہ کے ہے جو سب راہوں پر ہوں تو حکمت کس واسطے ہو دکان طبع کی رونق کے واسطے تو دونوں عالم کی خرابی لاتا ہے میں جانتا ہوں کہ تو پختہ ہے خام نہیں ہے اور تو سوال کرتا ہے عوام کے واسطے ظلم عالم کا اور رنج جو کچھ ہے سہل تر ہے دوری حق سے اس ملک کے فقر و فاقے و درد و رنج کب مشکل ہیں فراق یار سے کیونکہ یہ گذر جائیں گے اور وہ گذرنے کا نہیں اور اہل دولت ہے کہ جان سے یقین ہو یعنی دنیا کے تمام رنج و الم سہل تر ہیں فراق یار سے کہ وہ سب گذر جائیں گے اور یہ فراق یار کا باقی ہمیشہ باقی رہیگا آگے اس فراق یار کا بیان ہے فافہم ۱۲

من میدانم که تو پاکی نه خام	دین سوالت هست از بهر عوام	جانتا ہوں میں تجھے پختہ نہ خام	تو سوال اب کرتا ہے بہر عوام
جور دوران وهر آن رنجیکه هست	سهل‌تر از بعد حق و غفلت است	ظلم عالم اور جو کچھ رنج ہے	سہل تر ہے دوری اللہ سے
رنج و درد و جوع و فقر این یار	صعب نبود چون فراق و بعد یار	فقر و فاقہ درد و رنج اس یار کے	کب ہیں مشکل جو فراق یار ہے
زانکه اینها بگذرد وان نگذرد	دولت آن دارد که جان آگه برد	کیونکہ یہ گذرینگے وہ گذرے نہیں	ایل دولت وہ کہ جان سے ہو یقین

در بیان آنکه صبر رنج کار سهل‌تر از صبر در فراق یار

بیان میں اُسکے کہ صبر رنج کام کا سہل تر ہے فراق یار سے

آن یکی زن شوی خود را گفت هی	ای مروت را بیکبار کرده طی	ایک زن نے اپنے شوہر سے کہا	اے مروت کو کیا تو نے جدا
هیچ تیمارم نمی داری چرا	تا بکی داری درین خواری مرا	کچھ نہیں کھتا ہو ہے کھانا کس لئے	کب تک تو رکھیگا خواری میں مجھے
گفت شو من نفقه چاره می کنم	گرچه عورم دست و پائی میزنم	بولا شوہر تدبیر نفقہ کی کروں	گرچہ ننگا ہوں لئے کوشش رکھوں
نفقه و کسوه است واجب ای صنم	از منت این هر دو هست و نیست کم	نفقہ اور کپڑا ہے واجب اے صنم	تجکو دونوں مجھ سے ہیں اور نہیں ہے کم
آستین پیرهن بنمود زن	پس درشت و پر وسخ بد پیرهن	آستین اس زن نے دکھلائی اُسے	کہ ہے سخت اور میلے کپڑے ہیں مرے
گفت از سختی تنم را می خورد	کس کسی را کسوه زینسان آورد	بولی تن کھاتے ہیں سختی ست مرا	کوئی یہ کپڑے کسی کو دے بھلا
گفت ای زن یک سوالت میکنم	مرد درویشم همین آمد فنم	بولا اے زن تجھ سے کرتا ہوں سوال	مرد ہو درویش ہوں یہی ہے میرا حال
این درشتست و غلیظ و ناپسند	نیک اندیش ای زن اندیشه مند	یہ پھٹے کپڑے ہیں میلے ناپسند	لیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند
کاین درشت و زشت تر یا خود طلاق	این ترا مکروه تر یا خود فراق	یہ پھٹے کپڑے سوا یا خود طلاق	یہ سب تجھے مکروہ سوا یا خود فراق
همچنین ای خواجه تشنیع زن	از بلا و فقر و رنج و محن	ایسے ہی اے خواجہ شاکی تو جو ہے	امتحان رنج و آفت فقر سے
بیشک این ترک هوا تلخی ده است	لیک از تلخی بعد حق به است	گرچہ یہ ترک ہوا تلخی بھی ہے	پر ہے بہتر بُعد حق کی تلخی سے
گر جهاد و صوم سخت است و خشن	لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن	گرچہ روزہ جہد سخت ہے اور کڑا	لیک بُعد حق کی تلخی سے بھلا
رنج کی ماند دمی کان ذوالمنن	گویدت چونی تو ای رنجور من	رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال	پوچھے اے بیمار میرے کیا ہے حال

ـ لـ ۱۵ ایک زن نے آخر ۶ شعر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اے شخص تو نے مروت کو جدا کیا کب تک کھانا نہیں کھاتا کب تک مجکو خواری میں رکھیگا شوہر نے کہا کہ تدبیر نفقہ کی کروں اگرچہ ننگا ہوں ولیکن کوشش رکھتا ہوں کپڑا اور نفقہ واجب ہے تجکو مجھ سے دونوں ہیں اور کم نہیں ہے اس زن نے آستین دکھلائی کہ سخت کپڑے میلے ہیں اور کہا کہ میرا جسم سختی سے کھاتا ہے کوئی ایسا کپڑا کسی کو پہناتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سنہ ۹۲ بولا اے زن آخر ۶ شعر کہا اے زن تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مرد درویش ہوں اور یہی میرا حال ہے اگرچہ میلے و پھٹے کپڑے ناپسند ہیں ولیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند پھٹے کپڑے سوا ہیں یا خود طلاق یہ تجھ کو مکروہ سوا ہے یا خود فراق آگے اس کے حقائق ہیں اے خواجہ ایسی ہی تو شاکی ہے امتحان رنج اور آفت فراق سے اگرچہ ترک سوا تلخی رکھتی ہے ولیکن بُعد حق کی تلخی سے بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سنہ ۹۳ رنج دم بھر آخر ۵ شعر رنج دم بھر کب رہے کہ ذوالجلال پوچھے اے میرے بیمار کیا حال ہے اگر نہ پوچھے تو وہ نہ سمجھ سکے ولیکن تیرا ذوق اسکی پرسش ہے وہ سلطان اولیا کہ ایک طبیب دل ہے کہ ہو پرسش بیماریں رغبت رکھتے ہیں اگرچہ نام و ننگ سے کنارہ کرتے ہیں ولیکن از رہ پیغام کے چارہ کرتے ہیں ولیکن ان کے دل میں ذکر یاد رہتی ہے اور معشوق بے خبر نہیں عشاق سے مثل اولیاء اللہ اگرچہ بظاہر بیمار انکی پرسش نہیں کرتے ہیں ولیکن از راہ پیغام کے علاج کرتے ہیں باقی آگے ہے فافہم ۱۲

دیگر گوید کہ نہ آن فہم و فن ست　لیک آن ذوق تو پرسش کردن ست
آن ملیمان کہ طبیبان دل اند　سوی رنجوران بپرسش مائل اند
در حذر از ننگ دا ازا می کنند　چارہ سازند و پیغامی کنند
ورنہ در دل شان بود آن مفتکر　نیست معشوق ز عاشق بیخبر
ای توجیای نوادر داستان　ہم فسانہ عشق بازان را بخوان
پس بجوشیدی درین عہد مدید　ترک جوشی ہم نگشتی ای قدید
دیدہ عمرے تو دادو داوری　وانگہ از نادیدگان ناسی تری
ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد　تو سپس تر رفتہ ای گول لد
خود نبود از والدینت اعتبار　ہم نبودت عبرت از لیل و نہار

گر نہ پوچھے ذ سمجھ تو وہ سکے　لیک تیرا ذوق پرسش اسکی ہے
وہ ملیمان کہ طبیبان دل ہین　پرسش بیمار سے رغبت رکھین
نام و ننگ سے گر کنارہ کرتے ہین　ازرہ پیغام چارہ کرتے ہین
ورنہ دل مین انکے ہوتی فکر کی　بیخبر معشوق نے عشاق سے
ڈھونڈھتا[1] ہوا سے تو نادر داستان　پڑھ فسانہ عشق بازونکا بھی ہان
گرم جوشیان تو کین اس عہد مین　ترک جوشی بھی نہ تجھسے ہوئی ہین
دیکھی تو نے عمر بھر ہے داد کو　جان نادیدون سے غافل تر ہو تو
اسکا جو شاگرد ہوا استاد ہوا　اور تو ہٹتا ہے پیچھے احمقا
نے تجھے غیرت ہوئی مان باپ سے　بھی نہ عبرت رات دن سے ہے تجھے

پرسیدن عارفی از کشیش کہ تو بسال بزرگتری یا ریش تو

پوچھنا ایک عارف کا کشیش سے کہ تو عمر مین بڑا ہے یا داڑھی تیری

عارفی پرسید زان پیر کشیش　کہ توای خواجہ مسن تر یا کہ ریش
گفت نے من پیش از وزائیدہ ام　پس بے بے ریشی جہان را دیدہ ام
گفت ریشت شد سفید از حال گشت　خوی زشت تو نگردیدست درست
او پس از تو زاد و از تو بگذرید　تو چنین خشکی ز سودای مزید
تو بدان رنگی کہ اول زادہ　یک قدم زان بیشتر ننہادہ
دوغ ترشی ہمچنان در معدنی　خود نگردی زو مخلص روغنی
ہم خمیری خمر الطینہ درے　گرچہ عمرے در تنور آزری

پوچھا[2] اک عارف نے اک پیر کشیش　کہ اے خواجہ تو مسن تر یا کہ ریش
بولا مین پیدا ہوا ہون پہلے ریش سے　دیکھا بس مین نے جہان بے ریش مے
بولا ہوئی داڑھی سفید حالت پھری　تیری نیکی پر نہ بد عادت پھری
بعد تیرے پیدا ہو کر وہ بڑھی　خشک معزی مین رہا تو ویسا ہی
پہلے تو جس رنگ سے پیدا ہوا　اک قدم اس سے نہ تو آگے بڑھا
ویسا ہی معدن مین کھٹا ہی رہی　نے ہوا اخلاص کا پیدا تو گھی
تو خمیر اک خمر الطینہ مین ہے　اگرچہ ہے تنور مین اک عمر سے

[1] ڈھونڈھتا ہے الخ ۵ شعر اے تو نادر داستان ڈھونڈھتا ہے بھی افسانہ عشق بازون کا پڑھ تو نے اس عہد مین گرم جوشیان کرین ترک جوشی بھی تجھ سے نہین ہوئی تو نے عمر بھر داد کو دیکھا ہے جان لے کہ تو نادیدون سے غافل تر ہے اس کا جو شاگرد ہوا استاد ہوا اور تو ہٹتا ہے پیچھے تجکو غیرت مان و باپ سے نہین ہوئی اور نہ عبرت رات دن سے تجکو ہے یعنی تو داستان لوگون کی ڈھونڈھتا ہے اور اس عبرت نہین پکڑتا ہے کہ تیرے مان باپ دلیل و نہار سب گذر گئے ایسے ہی تو بھی گذر جائے گا بس تو جان یو جکر انجان بنتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ [2] پوچھا الخ ۷ شعر ایک عارف نے پیر کشیش سے پوچھا کہ اے خواجہ تو عمر مین زیادہ ہے کہ ریش تیری کہا کہ مین اول ریش سے پیدا ہوا ہون کہ بے ریش کے مین نے جہان کو دیکھا ہے کہا کہ داڑھی سفید ہوئی اور حالت پھری مگر نیکی پر تیری بد عادت نہین پھری وہ تیرے بعد مین پیدا ہو کر تجھ سے بڑھی مگر تو ویسا ہی خشک مغزی مین رہا تو پہلے جس رنگ سے پیدا ہوا ایک قدم اس سے آگے نہ بڑھا آگے اس کی مثال ہے معدن مین ویسا ہی کھٹا ہے تو گھی اخلاص کا پیدا نہین ہوا تو خمیر ایک خاک خام مین ہے اگرچہ تو ایک عمر سے تنور مین ہے یعنی باوجود عمر گذرنے کے تو ابھی تک چھوٹا نہین ہوا اور خواہشات دنیا مین مبتلا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

همچو قوم موسی اندر حر تیه — مانده چل ساله بر جای سفیه
می‌دوی هر روز تا شب در وله — خویش را بینی در اول مرحله
چون جشیشی پا بگل در ہشتۂ — گرچه از یاز ہوس سرگشتۂ
نگذری زین بعد سی صد سال تو — تا که داری عشق این گوساله تو
تا خیال عجل شان از جا نرفت — بد بر ایشان تیه چون گرداب زفت
غیر آن عجلی کزو یابست مهٔ — بے نہایت لطف ما بینندۂ
گاو طبعی زان نکوئیهای زفت — از دلت در عشق این گوساله رفت
بار سی اکنون تو ز ہر جزوت بپرس — صد زبان دارند این اجزای خرس
ذکر نعمتهای رزاق جہان — که نهان شد او در اعراق زبان
روز و شب افسانه جویانی تو — جزو جزو تو فسانه گوی تست
جزو جزوت تا برستت انعدم — چند شادی دیده است و چند غم
زانکه بے لذت نروید ہیچ جزو — بلکه لاغر گردد از ہر ہیچ جزو
جزو ماند و آن خوشی از یاد رفت — بل نرفت آن خفیه شد از ہیچ و هفت
ہمچو تابستان که از وی پنبه زاد — ماند پنبه رفت تابستان زیاد
یا مثال یخ که زاید از شتا — شد شتا پنہان و آن یخ پیش ما
ہست آن یخ زان صعوبت یادگار — یادگار صیف در دی از ثمار
ہمچنین ہر جزو جزوت ای فتیٰ — در تنت از نعمتی گوید ثنا
چون زنے که بیست فرزندش بود — ہر یکے حاکی ز حال خوش بود

مثل قوم موسیٰ اندر تیہ کے — تو رہا چالیس سال اک جا پہ ہے
دوڑے تو دن بھر ہی اندر حرص کے — پہلی ہی منزل پہ دیکھے خود کو ہے
مثل کہ پا تیرا کیچڑ میں پھنسا — پر ہوس میں پڑ کے سرگشتہ ہوا
نے تو نکلے لاکھ سال اس بعد سے — عشق اس گوسالہ کا جب تک ہے
تا خیال عجل اُن کا مٹ گیا — تیہ چون گرداب اک اُن پر رہا
غیر عجل اُس سے کہ جو تجھکو ملا — بے نہایت لطف بس ہمکو دکھا
گاؤ طبع نیکیوں سے تو ہوا — عشق گوسالہ کا نے دل سے گیا
اپنے تو ہر جزو سے پوچھ لے — سو زبان رکھیں ہیں یہ گونگے جز ترے
نعمتوں رزاق عالم کا بیان — کب نہان ہیں اندر اوراق زبان
رات دن افسانہ ڈھونڈھے تو نیا — ہر اجز جز ہے فسانہ گو ترا
جب سے چھوڑا تیرے جز جز نے عدم — چند دیکھیں شادیاں اور چند غم
کیونکہ بے لذت نہ کوئی آئے جز — بلکہ لاغر ہو ہر ایک ہیچ جز
جز رہا عشرت گئی وہ یاد سے — نے گئی بل جسم سے اخفا ہے
جیسے روئی پیدا گرمی سے ہوئی — روئی باقی یاد سے گرمی گئی
یا کہ جیسے پیدا یخ سردی سے ہے — جائے سردی اور یخ باقی رہے
اس صعوبت سے وہ یخ ہو یادگار — پھل خزان کی گرمیوں کے یادگار
ایسے ہی ہر ایک جز جز مشتفا — کھوے نعمت کے ترے تن مین ثنا
جیسے اک عورت کے بیس ہوئیں لڑکے — حال خوش سے دے ہر اک اپنے خبر

سے ا مثل کہ آگے شعر کاہ کے مانند تیرا پاؤن کیچڑ میں پھنسا ہوا اگر تو سرگشتہ ہے ساتھ یاد وہوا کے مانند قوم موسیٰ کے تیہ میں تو چالیس سال رہا ایک جا تو حرص میں دوڑتا
ہر دن بھر مگر خود کو اول منزل پر دیکھتا ہے تو لاکھ برس اس بعد سے نہیں نکلے جب تک عشق اس گوسالہ کا اُن سے نہ گیا گرداب کے مانند وہ تیہ اُن پر رہا سو ہمکو
کے جو تجھکو اس سے ملا ہے لطف و نعمت بے نہایت دکھاتا ہے بھلین سے تو گاؤ طبع ہوا مگر عشق گوسالہ کا دل سے نہیں گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سے ۵۲ اپنے تو آگے ۷ شعر تو اپنے ہر ایک جزو سے اب پوچھے کہ یہ گونگے جزو تیری سو زبان رکھتے ہیں نعمت رزاق عالم کا بیان اوراق میں نہان ہے
تو رات دن افسانہ نیا ڈھونڈھتا ہے اور تیرا ہر جز افسانہ گو ہے جب سے تیرے جز جز نے چھوڑا ہے چند شادیاں اور چند غم دیکھے ہیں کیونکہ کوئی جز بے لذت
کے نہیں آتا ہے بلکہ ہر ایک ہیچوں سے جز لاغر ہوتا ہے جز رہا اور عشرت گئی یاد سے نہیں گئی بلکہ جسم سے پوشیدہ رہی یعنی تیرے ہر ایک جز کو
لذت عدم سے خبر ہے اگرچہ وہ اب عشرت گئی ہے مگر گئی نہیں تیرے جسم میں پوشیدہ ہے پس تو اس کو خود میں ڈھونڈھ لے آگے اس کی مثل ہے
فافہم ۱۲ سے ۵۴ جیسے روئی آگے ۸ شعر جیسے پنبہ گرمی سے پیدا ہوا وہ پنبہ باقی ہے اور گرمی یاد سے گئی یا کہ جیسے یخ سردی سے پیدا ہے پس سردی گئی اور یخ باقی ہو وہ
یخ اس صعوبت سے یادگار رہے اور میوہ خزان میں گرمیوں سے یادگار ہیں ایسی ہی ہر ایک جز تیرے تن میں [illegible] ثنا کرتا ہے جیسے ایک عورت کے بیس لڑکے ہوں میں
اور ہر ایک اپنے حال خوش سے خبر دیوے بغیر مستی کے حمل نہو دین آشکار زائیدہ باغ کے بار کب ہوں لیکن ان کے ظاہر دیکھ کر دل عشق بازی بہار کے ہیں ہر ایک
تخم ہیچون کی پرورش میں بیان مریم کے مانند حاملہ شاہد ہے پوشیدہ ہر معنی ہر ایک اپنی اصل کی خبر دیتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حمل نبود سبز مستی و زلاغ	سبز بہاری کی شود زائیدہ لاغ	حمل بے مستی کے نہ ہون آشکار	یا غبب زائیدہ کب ہون بے بہار
حاملان و بچگانش در کنار	شد دلیل عشق بازی بہار	حاملان مع بچے اُس کے آشکار	ہین دلیل عشقبازی بہار
ہر درختی در رضاع کودکان	ہمچو مریم حامل از شاہی نہان	پرورش میں ہر شجر بچون کی یان	مثل مریم حاملہ شہ سے نہان
گرچہ در آب آتشی پوشیدہ شد	صد ہزاران کف برو جوشیدہ شد	گرچہ ہوتی ہے آگ پانی مین نہان	سیکڑون کف جوش سے اُسپر عیان
گرچہ دریا سخت پنہان می تند	کف بدہ انگشت اشارت میکند	گرچہ دریا خود کو پنہان بس رکھے	کف اشارہ انگلیون سے ہے کرے
ہمچنین اجزای مستان وصال	حامل از تمثالہای حال وقال	ایسے ہی اجزاے ستون وصل کے	حاملہ ہین شکل حال و قال سے
در جمال حال وا ماندہ جہان	چشم غائب ماندہ از نقش جہان	منہ کھیٹا ہوے جمال حال مین	دیدے غائب نقش عالم سے ہیں
آن موالید از رہ این چار نیست	لاجرم منظور این ابصار نیست	وہ موالید اب نہین ان چار سے	اس نظارت نے دیکھین وہ اس لئے
آن موالید از تجلی زادہ اند	لاجرم مستور پردہ سادہ اند	وہ تجلی سے ہین پیدا اس لئے	پردہ بیرنگ مین پنہان رہے
زاد گفتیم و حقیقت زاد نیست	وین عبارت جز پئے ارشاد نیست	زاد کہتا ہون حقیقت زاد نے	یہ سمجھنے کے لئے ارشاد ہے
ہین خمش کن تا بگوید شاہ قل	بلبلی مفروش با این جنس گل	اب تو چپ رہ تا کہ کہوے شاہ قل	بلبلی مت کر تو پیش جنس گل
این گل گویاست پر جوش و خروش	بلبلا ترک زبان کن باش گوش	خود یہ گل گویا ہے پر جوش و خروش	بند کر بلبل زبان ہو جا تو گوش
ہر دو گون تمثال پاکیزہ مثال	شاہد عدل اند بر سر وصال	شکل ہر دو نوع پاکیزہ مثال	ہین گواہ عدل بازار وصال
ہر دو گون حسن لطیف مرتضیٰ	شاہد احیاء حشر ما مضیٰ	دونون نوع کی راز پاک مرتضیٰ	فانی اور باقی پہ انکے ہین گواہ
ہمچو یخ کاندر تموز مستجیر	ہر دم افسانہ زمستان میکند	۳ جیسے یخ گرمی کے موسم مین سے	یاد سردی کے فسانہ لطف سے
ذکر آن ایام سرد زمہریر	اندر آن ایام واز مان عسیر	ذکر کرتا ان ہواؤن سرد سے	اندر اس ایام و اُس تکلیف کے
ہمچو آن میوہ کہ در وقت شتا	میکند ز افسانہ لطف صبا	یا کہ جیسے میوہ سردی مین کرے	یاد افسانہ صبا کے لطف سے
قصہ دور تبسمہائے شمس	وان عروسان چمن با اثر لمس	قصہ ایام ہنسنے شمس کا	اور عروسان چمن کے لمس کا

۱ گرچہ الخ ۶ شعر اگرچہ آتش پانی مین پوشیدہ ہوتی ہے ولیکن سیکڑون کف اُسپر جوش سے عیان ہین اگرچہ دریا خود کو پنہان رکھتا ہے کف بجاے انگلی سے کرتا ہے آگے اس کے حقائق ہین ایسے ہی اجزا مستون وصل کے شکل حال وقال سے حاملہ ہین جمال حال مین منہ کھیٹا رہتا ہے اور دیدے نقش عالم سے غائب ہین وہ موالیدان چار عنصر سے نہین ہین اسواسطے وہ اس نظر سے نہین دیکھے ہین وہ تجلی سے پیدا ہین اسواسطے پردہ بیرنگ مین پوشیدہ ہین یعنی تجلیات حالی وقالی اس لفظ ظاہر بین سے نہین دیکھی ہیں کہ بوستان کے ہر ایک جزو سے پیدا ہوتے ہین وہ ظاہر نہین ہوتے بلکہ چشم ظاہر دین مخفی رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم
۲ زاد الخ ۵ شعر زاد کہتا ہون حقیقت مین وہ پیدا نہین ہے یہ ارشاد سمجھنے کیلئے ہے اب تو چپ رہ تاکہ شاہ قل کہے اور تیا آگے گل کے بلبلی مت کر یہ گل خود گویا ہے پر جوش وخروش تو زبان کو بند کر اور گوش ہو شکل دو نوع کی پاکیزہ مثال ہے اور عدل بازار وصال کے گواہ ہین دونون نوع کہ راز پاک مرتضیٰ کے فانی اللہ و باقی باللہ ہر گواہ ہین یعنی اور یا اللہ تک دونون حال وقال انکے فنا اور بقا ہونے پر گواہ ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ جیسے الخ ۴ شعر جیسے یخ گرمی کے موسم مین یاد کرتا ہے فسانہ لطف سردی سے ذکر کرتا ہے اُن ہواؤن سرد سے اندر اس ایام اس تکلیف کے یا جیسے میوے سردی مین یاد کرتے ہین فسانہ لطف صبا سے قصہ ایام ہنسنے شمس کا اور عروسان چمن کے لمس کا پس وہ حال کیا اور جزو نے گا ر دیا تو اُس سے پوچھ یا خود شمار کر جب کہ غم تجکو گھیرے تو پستی سے اُس دم ناامیدی سے پرہیز کر اُس دم نے کہا کہ اے شم منکر حال کی غذا انعام حق سے ہے یعنی اگر وہ حال گیا اور جزو باقی رہا تو اُس جزو سے پوچھ یا خود مین شمار کر کیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حال رفت و ماند جز وقت یادگار	یا ازو وا پرس یا خود یاد آر	وہ گیا حال اور رہا جز یادگار	یا تو پوچھ اس سے و یا خود کر شمار
چون فسو گیرد غمت کز جستی	زان دم نومیدہ کن وا جستی	جبکہ غم گھیرے سبب تجھے جستی سے تو	اُس دم تو میدسے کر جستجو
تفتیش اے غصۂ منکر بحال	را تبہ انعام ہا را زان کمال	بولا وہ اسے خشم منکر حال کے	ہیں عنا انعام حق سے جان لے
ہر دمت گر نیست بہار و خرمیست	ہمچو چاش گل تنت انبار چیست	کیا بہا[1] عش سے ہر دم تجھے	تو وہ گل سا تن یہ کیوں انبار ہے
چاش گل تن فکر تو ہمچون گلاب	منکر گل شد گلاب اینست عجاب	جسم تو وہ گل تری فکر اسکا گلاب	منکر گل ہو گلاب ہے یہ عجاب
از کپی خوبان کفران کرد دریغ	بر نبی خوبان نثا ساز مہر و میغ	اُن کپی خوسے دریغ افسوس ہے	یا نبی خوسے کہ مہر اُن پر مرے
آن لجاج و کفر قانون کپی ست	وان سپاس و شکر منہاج نبی ست	ہے خوشامد کفر قانون کپی	اور سپاس و شکر ہے راہ نبی
با کپی خوبان تسکہا چہ کرد	با نبی رویان تسکہا چہ کرد	بس تتنک کیا کپی خوسے گئے	بس تفضل کیا نبی رو سے گئے
در عمارتہا سگانند و عقور	در خرابیہاست گنج عز و نور	سگ ہیں آبادی کے اندر پُر شرر	اور خرابی میں ہے گنج عز و نور
گر نبودی این فروغ اندر خسوف	گم نکردی راہ چندین فیلسوف	گر نہ تا یہ فروغ اندر خسوف	ہوتے کب گمراہ اتنے فیلسوف
زیرکان و موشگافان زہی	دیدہ بر خرطوم داغ ابلہی	زیرک و دانا سے از راہ آگہی	دیکھا پیشانی پہ داغ ابلہی

قصۂ فقیر روزی طلب بے کسب و دعای او و مستجاب شدن

قصۂ[2] فقیر روزی طلب بے کسب کا اور مستجاب ہونا اُسکی دعا کا

آن یکی بیچارہ مفلس ز درد	کز بیخبری ہزاران زخم خورد	ایک[3] عاجز بے نوا کو درد سے	زخم بے خبری سے بس لاکھوں ملے
لابہ کردی در نماز و در دعا	کای خداوند و نگہبان رعا	عجز سے کرتا نماز اندر دعا	کہ اے گلہ کے نگہبان اے خدا
بے ز جہدی آفریدی مرمرا	بے فن من روزیم دہ زین سرا	پیدا بے کوشش کیا تو نے مجھے	اس جہان میں روزی تو بے کسب دے
پنج گوہر دادیم در درج سر	پنج حس دیگرے ہم مستتر	پانچ گوہر سر کے ڈبہ میں رکھے	پانچ حس پنہان دیے اور دوسرے

[1] کیا بہا و عیش آنچہ شعر اگر تجکو بہار و عیش ہر دم نہین ہے تو یہ تو وہ سا گل کیون انبار ہے جسم تو وہ گل اور فکر تیری گلاب ہے اب گلاب منکر گلاب ہو تعجب ہے ان بندر خوسے دریغ و افسوس ہے یا کہ نبی خوسے کہ شمس ان پر مرتا ہے خوشامد و کفر ہے قانون بندر کا اور سپاس و شکر ہے راہ نبی کی بس کیا ٹھیک بندر خوسے گئے اور بس کیا تفضل نبی رو سے آبادی مین سگ پر شرور ہین اور خرابی مین گنج عز و نور اگر یہ فروغ راحت کا خسوف تکلیف نہ ہوتا کب گمراہ ہوتے اتنے فیلسوف زیرک و دانا نے از راہ آگہی کے پیشانی پر داغ ابلہی کا دیکھا یعنی جو لوگ کہ دانا و زیرک ہین وہ از راہ آگہی کے آثار بیوقوفی کے پیشانی سے دیکھتے ہین پس اُس حال و قال کو خود ہی بھی شمار کرتا ہے فافہم ۱۲

[2] قصہ ششم یار کو اپنے آپ مین

[3] ایک عاجز آنچہ سہ شعر ایک عاجز بینوا کو در بیخبری سے لاکھوں زخم ملے تا زمین عجز سے دعا کرتا کہ اے نگہبان گلہ و اے خدا تو نے بے کوشش مجھے پیدا کیا پانچ گوہر سر کے ڈبہ مین رکھے اور دوسرے پانچ حس پوشیدہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لاتعد این داد و لاتحصی ز تو — من کلیل از بیانش شرم رو
چونکه در خلاقیم تنها توئی — کار رزاقیم هم کن مستوی
سالها کرد این دعا بسیار شد — عاقبت زاریش هم بر کار شد
همچو آن شخصی که روزی حلال — از خدا میخواست بی کسب و کلال
گار آوردش سعادت عاقبت — دور داؤد و لدنی معدلت
آن چنیم نیز زاریها نمود — هم ز میدان اجابت گو ربود
گاه بدظن میشدی اندر دعا — از پی تاخیر پاداش و جزا
باز ارجای خداوند کریم — در دلش بشارتی گشتی زعیم
چون شدی نومید در جهد و کلال — از جناب حق شنیدی که تعال
خافضست و رافعست این کردگار — بی ازین دو برنیاید هیچ کار
خفض ارضی بین و رفع آسمان — بی ازین دو نیست دورانش ای فلان
خفض و رفع این زمان نوع دگر — نیم سالی خشک و نیمی سبز و تر
خفض و رفع روزگار با کرب — نوع دیگر نیم روز و نیم شب
خفض و رفع این مزاج ممتزج — گاه صحت گاه رنجوری مضج
همچنین دان جمله احوال جهان — قحط و خصب و جنگ و صلح و افتنان
اینجهان با این دو پر اندر هواست — زین دو جانها موطن خوف و رجاست
تا جهان لرزان بود مانند برگ — در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تا خم یک رنگی عیسی ما — بشکند نرخ خم صد رنگ را

لاتعد[۱] یہ داد و لاتحصی تری — میں ہوں گونگا شرح سے اس جود کی
جو تو خلاقی میں تنہا ہے مرے — رزق بھی مجکو مساوی اب تو دے
سالہا اُس نے یہی کی بس دعا — اُسکی زاری نے اثر آخر کیا
جسطرح وہ شخص کہ روزی حلال — چاہتا تھا حق سے بے کسب و کلال
کار اُسنے آخر دین اُسکو نیکیاں — دورہ داؤد نبی تھا اُسزمان
بس کی اس مشتاق نے بھی التجا — گوے میدان اجابت لیگیا
گاہ بدظن[۲] ہوتا وہ اندر دعا — باعث تاخیر پاداش جزا
پھر خداوند جہاں کی بس رجا — اُس کے دل میں ہوتی خوشخبری رسا
ہوتا جو کوشش میں نومید و ملال — بس جناب حق سے سنتا کہ تعال
زیر و بالا کرنے والا ہے خدا — کام ان بے دو کے نے ہو روا
دیکھ پستی زمین رفع سما — گردش اُسکی کب ہے بن ان دو کے سوا
زیر و بالا اس زمین کا دور ہے — خشک چھ مہ سبز تر چھ مہ رہے
زیر و بالا ہے زمانہ کا بس اور — آدھا دن اور آدھی شب ہے کر تو غور
زیر و بالا اس مزاج جسم کا — گاہ صحت اور گہ رنج و بکا
ایسے[۳] ہی کل حال ہر عالم کا جان — قحط و ارزانی و صلح و جنگ تان
اڑتا ہے ان دونوں پر سے یہ جہان — ساکن خوف و رجا ان دو سے یہاں
تا جہان لرزاں ہے مثل برگ کے — باد و سرد و گرم بعث و مرگ سے
پیر سے عیسیٰ کا خم یک رنگ کا — توڑتا ہے نرخ خم سو رنگ کا

[۱] لاتعد الخ ۴ **شعر** یہ بخشش تیری نہ تعداد رکھتی ہے نہ گھیری گئی ہے میں اس بخشش کی شرح سے گونگا ہوں جو تو میری خلاقی میں تنہا ہوا اب تو مجکو رزق بھی مساوی دے اُس نے برسوں دعا کی آخر اس کی زاری نے اثر کیا آگے مثال ہے کہ وہ شخص کہ روزی حلال حق سے چاہتا تھا بے کسب حلال کے آخر کار اُسنے اسکو نیکیاں دین کہ اُسوقت دورہ داؤد نبی کا تھا اس مشتاق نے بھی التجا کی اور گوے میدان اجابت کی لیگیا یعنی جیسے داؤد نبی کے عہد میں روزی حلال طلب کرنیوالے کو حق سے بے کسب روزی کا قصہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اسی طرح یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اثر اسکی زاری نے کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] گاہ بدظن الخ یہ شعر بھی بدظن ہو جاتا دعا میں باعث تاخیر جزا کے پھر امید خداوند جہان کی اسکے دل میں خوشخبری پہونچاتی جو کوشش میں نا امید و ملال ہوتا بس جناب حق سے تعال کو سنتا کہ حقائق میں خدا زیر و بالا کرنیوالا ہے بے ان دو کے کام روانہ ہوتے دیکھ پستی و بلندی آسمان کی کہ اسکی گردش ان دو کے سوا کب ہے زیر و بالا اس زمین کا دور ہے کہ چھ مہینے خشک اور چھ مہینے تر رہتی ہے زیر و بالا اس مزاج جسم کا کبھی صحت و کبھی رنج و بکا ہے یعنی جب بہ تاخیر اثر دعا سے بدظن ہوتا تو حق اُسکے دل میں یہ شوق دیتا ہے یہی زیر و بالا حق کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] ایسے ہی الخ ۰ **شعر** ایسے ہی اس عالم کا کل حال جان اور قحط و ارزانی و صلح اور جنگ کو جان یہ جہان ان دونوں پر سے اڑتا ہے اور ساکن خوف و رجا کا ہے ان دونوں سے تا جہان لرزاں ہے مانند برگ کے باد الم و سرد و بعث و مرگ سے جیسے عیسی کا خم یک رنگ نرخ خم سو رنگ کا توڑتا ہے وہ جہان مانند کان نمک کے ہے جو اس میں جائے بے تلوین رہے یعنی یہ جہان رنگا رنگ ہے اور وہ جہان مثل خم عیسی کے یک رنگ ہے کہ جو اس میں جائے گا یک رنگ ہو جائے گا اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

کان جہان ہمچون نمکسار آمدہ است — ہر چہ آنجا رفت بے تلوین شدہ است
بین کہ خاک این خلق رنگارنگ را — می کند یکرنگ اندر گورہا
این نمکسار جسوم ظاہر است — خود نمکسار معانی دیگر است
این نمکسار معانی معنوی ست — از ازل آن تا ابد اندر نوی ست
این نوی را کہنگی ضدش بود — وان نوی بی ضد و بی ند و عدد
آنچنان چون نور روی مصطفیٰ — صد ہزاران نوع ظلمت شد ضیا
از جہود و مشرک و ترسا و مغ — جملگی یک رنگ شد زان الپ الغ
صد ہزاران سایہ کوتاہ و دراز — شد یکی در نور آن خورشید راز
نی درازی ماند نی کوتہ نہ پہن — گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
لیک یکرنگی کہ اندر محشر ست — بر بد و بر نیک کشف و ظاہر ست
کہ معانی آن جہان صورت شود — نقشہای اندر خور خصلت شود
گردد آنگہ فکر نقش نامہا — این بطانہ روی کار جامہا
این ہمہ سرہا مثال گاو پیس — دوک نطق اندر ملل با یک ریس
نوبت صد رنگی ست و صد دلی — عالم یکرنگ کے گردد جلی
نوبت زنگی ست رومی شد نہان — این شب ست و آفتاب اندر رہان
نوبت گرگ ست و یوسف زیر چاہ — نوبت قبطی ست فرعون ست شاہ
تا کہ رزق بی دریغ خیرہ خند — آن سگان را ہست باشد روز چند

دو جہان کان نمک کی شکل ہے — جو کہ اس میں جائے بے تلوین ہے
دیکھ تو اس خلق رنگا رنگ کو — کرتی ہے اک رنگ خاک گور جو
یہ نمکزار بدن ہے ظاہری — ہے نمکزار معانی دوسری
یہ نمکزار معانی معنوی — ہے ازل سے تا ابد طرز نوی
اس نئے کا ہوتا کہنہ ضد ہے — وہ نیا بے ضد اور بے ند ہے
جیسے روی احمدی کے نور سے — ظلمت ہر اک نوع کی پر نور ہے
یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین — سب ہوئے اک رنگ سن بالیقین
سیکڑوں سائے جو تھے چھوٹے بڑے — اک ہوئے سب نور میں اس شمس کے
نے بڑا نے چھوٹا نے چوڑا رہے — ہر طرح کا سایہ خور میں رہن ہے
لیکن اک رنگی کہ جو محشر میں ہے — کشف اور ظاہر ہے بد و نیک پہ
کہ معانی اس جہان میں شکل ہو — لائق خصلت ہو صورت شکل دو
فکر اس دم ہووے نقش نامہا — یہ نمونہ ہووے روئے جامہا
راز یہ کل ہیں مثال گاو پیس — کاتنے مذہب میں ہو تکلا نطق کا
نوبت سو رنگ ہو اور سو دلی — عالم اک رنگ کب ہووے جلی
نوبت زنگی ہے اور رومی چھپا — یہ ہے شب اور شمس پردہ میں گیا
نوبت گرگ اور یوسف زیر چاہ — نوبت قبطی ہے فرعون بادشاہ
تاکہ رزق بیہودہ اور مفت سے — چند دن کو حصے کتوں کے ہوں

سلہ دیکھ تو آگے ۵ شعر تک یہ خلق رنگا رنگ کو دیکھ کہ ایک رنگ کرتی ہے جو خاک گور یہ نمکزار بدن کی ظاہری ہے اور نمکزار معنی کی دوسری ہے یہ نمکزار معانی ہونے ازل سے ابد تک طرز نوی ہے اور اس نئے کا کہنہ ضد ہوتا ہے اور یہ نیا بے ضد و بے ند ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے روئے احمدی کے نور سے ہر نوع کی ظلمت پر نور ہے جہود و ترسا و مغ مشرکین سب ان سے ایک رنگ ہوئے سیکڑوں سائے کہ چھوٹے بڑے تھے اس شمس کے نور میں ایک ہو گئے نہ بڑا نہ چھوٹا نہ چوڑا ہووے ہر ایک قسم کا سایہ خورشید میں رہن ہے یعنی سب سائے پرتو خورشید میں ایک ہو جاتے ہیں اسی طرح عدم میں سب جاتے ہیں ایک رنگ ہوتے ہیں آگے اس کی حقیقت ہے فافہم سلہ لیکن یکرنگی آگے ۴ شعر تک لیکن یکرنگی کہ جو محشر میں ہے کشف اور ظاہر نیک و بد پر ہے کہ اس جہان کے معانی صورت ہوں اور وہ صورت لائق خصلت ہو اس دم فکر نقش نامہا ہووے اور یہ نمونہ روئے جامہا کا ہووے یہ کل راز گاو کے مانند ہیں اور کل نطق کا مذہب میں کاتا ہے وقت سو رنگ سو دلی کا ہے کب عالم ایک رنگ جلی ہووے وقت زنگی کا ہے اور رومی چھپا یہ شب ہے اور شمس پردہ میں گیا یعنی اب وقت یکرنگی کا ہے بیرنگی کیونکر ظاہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم سلہ نوبت زنگ ۶ شعر وقت گرگ کا اور یوسف زیر چاہ وقت قبطی کا اور فرعون بادشاہ ہے تاکہ رزق بیہودہ و مفت سے کتوں کے حصے ہوئے چند روز کو شیر بیشہ کے اندر منتظر ہیں تاکہ آنے کا حکم منتشر ہو پس اس بیشہ سے شیر باہر نکلیں اور روبرو حق کے غیر نفرت سے ہر انسان بجو برگزیدے نکلیں گے گذشتہ ہوں روز قیامت کے ہو وہ حشر کے خوفناک ہوں گے سعید و پلید کو قربانی ہے یعنی بروز حشر ایک رنگی سب پر کھل جائے گی کہ اس عالم صد رنگ میں نفس کو غلبہ اور روح کو عاجزی ہے مگر وہاں بروز حشر غالب ہوویں گے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲

در درون بیشہ شیران منتظر / تا شود امر تعالوا منتشر
پس برون آیند آن شیران ز مرج / بی حجاب حق نماید دخل و خرج
جوہر انسان بگیرد برّ و بحر / پیش گاوان بسملان روز نحر
روز نحر رستخیز سہمناک / مؤمنان را عید و گاوان را ہلاک
جملہ مرغان آبی روز نحر / ہمچو کشتیہا روان بر روی بحر
تا کہ یہلک من ہلک عن بینۃ / تا کہ ینجو من نجا واستیقنوا
تا کہ بازان جانب سلطان روند / تا کہ زاغان سوی گورستان روند
جیفہ و سرگین خشک و استخوان / نقل زاغان آمدہ است اندر جہان
قند حکمت از کجا زاغ از کجا / کرم سرگین از کجا باغ از کجا
نیست لائق غزو نفس و مرد غر / نیست لائق عود و مشک و کون خر
چون غزا ندہد زنان را ہیچ دست / کی دہد آنکہ غزای اکبرست
جز بنادر در تن زن رستمی / گشتہ باشد خفیہ ہمچون مریمی
آنچنان کاندر تن مردان زنان / خفیہ اند و مادہ از ضعف جنان
آنجہان صورت شود در مادگی / ہر کہ در مردی ندید آمادگی
روز عدل و عدل داد در خورست / کفش از آن پا کلاہ آن سرست
تا بمطلب در رسد ہر طالبی / تا بغرب خود رود ہر غاربی
نیست ہر مطلوب از طالب دریغ / جفت تابش شمس و جفت آب میغ
ہست دنیا قہر خانۂ کردگار / قہر بین چون قہر کردی اختیار

شیر تھے بیشہ کے اندر منتظر / تا کہ حکم آنے کا ہووے منتشر
پس وہ نکلیں باہر بیشہ سے / روبرو حق کے تصرف ہوں سبھی
جوہر انسان گھیرے بر و بحر / آگے بیلوں کے کہ کشتہ روز نحر
روز نحر حشر کو ہے خوفناک / مومنوں کو عید بیلوں کو ہلاک
مرغ آبی جزو کل دن نحر کے / مثل کشتی کے رواں ہوں بحر پہ
تا کہ یہلک من ہلک عن بینۃ / تا کہ ینجو من نجا واستیقنوا
باز تا کہ جانب سلطان آئیں / زاغ تا کہ سوی گورستان اڑیں
گندگی خشک و مردار استخوان / ہے غذا زاغوں کی اک اندر جہان
قند حکمت کا کہاں اور زاغ کا / کیڑا گوبر کا کہاں اور باغ کا
جاہ و عزت کے نہ لائق ہے ... / مشک و عنبر کے نہ لائق کون خر
جو زنوں کو کچھ نہ قدرت دے غزا / جو غزا اکبر ہے وہ کب دے بھلا
عورتوں کے تن میں نادر مردی / مثل مریم کے ہوئی ہو مختفی
ایسے ہی مردوں کے جسموں میں زنی / ہے نہاں اور ضعف دل سے مادگی
بس جہان میں ہو یہ صورت مادگی / دیکھی جو مردی میں نے آمادگی
عدل لائق حشر کو ہے اے بشر / کفش لائق پا کلاہ ہے لائق سر
پہونچے تا مطلب کو ہر طالب اگر / جائے تا غرب اپنے کو غارب ہر ایک
نے کوئی مطلوب طالب سے جدا / تاب خور کا جفت پانی ابر کا
ہے یہ دنیا قہر خانہ کردگار / قہر دیکھ اب جو کیا قہر اختیار

سلہ۵ مرغ آبی الخ ۶ شعر مرغ آبی جزو کل نحر کے دن مثل کشتی کے بحر پہ رواں ہووت **ترجمہ** تا کہ ہلاک ہو جو ہلاک ہوا ظہور سے تا کہ نجات پائے جو کوئی کہ نجات پایا ہوا ہو یقین سے تا کہ باز سلطان کی جانب آئیں اور زاغ گورستان کی جانب اڑیں گندہ و خشک استخوان و مردار غذا زاغوں کی ہے اک جہان میں قند حکمت کا کہاں اور زاغ کہاں کیڑا گوبر کا کہاں اور باغ کہاں ... جاہ عزت کے لائق نہیں اور کون خر مشک عنبر کے لائق نہیں ... یہ جنت کے طالبان و دنیا جانب دوزخ کے جائیں کی مثال ہیں فافہم ۱۲ سلہ۵ جو زنوں کو الخ ۷ شعر جو خدا نے عورتوں کو کچھ قدرت دی تو جو کہ غزا اکبر ہے وہ کب قدرت دیا دیوے عورتوں کے تن میں مردی نادر مثل مریم کے پوشیدہ ہوئی ایسے ہی مردوں کے جسموں میں زنی پوشیدہ ہے اور ضعف دل سے مادگی اس جہان میں صورت مادگی کی ہو شعر دیکھی آمادگی حشر عدل لائق ہے کہ کفش لائق پا کلاہ لائق سر ہے تا ... کو ہر ایک طالب پہونچے ہر ایک غارب اپنے غرب کو جائے کوئی مطلوب طالب سے جدا نہیں ہے کتاب خورشید کا جفت ہوا اور پانی ابر کا یعنی جو جس چیز کے لائق ہے وہ حشر میں اسکو ملیگا یہی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۵ ہے یہ دنیا الخ ۸ شعر یہ دنیا قہر خانہ خدا کا ہے پس قہر دیکھ جو کہ قہر اختیار کیا مقصود ان کی بال ... دیکھ کہ بجرم ... تیغ قہر نے بال و پر فرعون کے گرا دئے دیکھو کہ شرح قہر حق کرتے ہیں کہ ہم وہ مرا اور ایک قبر اسیر بنی جب کہ ... ہر ایک کا جوڑا عدل حق سے کیا بچھڑے کا بیل اور بیل کا ... اس کی مثال ہے موسیٰ و ولد ازر حمد صلعم کے چار یار ... اور موسیٰ بو جہل ... کعبہ مسدود ہوا اور بندہ شکم کا کعبہ بقرہ ہوا یعنی اس دنیا میں جو کریگا وہ پائیگا کہ جائے مکافات ہے یہ آگے ہے فافہم ۱۲

استخوان و موی مقہوران نگر	تیغ قہر افگندہ اندر بحر و بر	بال و ہڈی دیکھو مقہوروں کے ہی	بحر و بر میں ڈالا تیغ قہر نے
پر و بال مرغ بین بر گرد دام	شرح قہر حق کنندہ بے کلام	بال و پر مرغوں کے دیکھو گرد دام	شرح قہر حق کریں ہیں بے کلام
مرد او بر جاش خر پشتہ نشاند	دانکہ کہنہ گشت پشتہ ہم تمام	وہ مرا اور قبر اُس پر اک بنی	جب ہوئی کہنہ رہی نہ قبر بھی
ہر کسی را جفت کردہ عدل حق	پیل را با پیل و بق را جنس بق	عدل حق نے جوڑا ہر اک کا کیا	مچھر اور مچھر کا پیل اور پیل کا
مونس احمد بہ مجلس چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار	مونس و دلدار احمد چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار
کعبہ جبرئیل و جانہا سدرۂ	کعبہ عبد البطن شد سفرۂ	کعبہ جبرئیل و جان سدرہ ہوا	کعبہ بندہ شکم سفرہ ہوا
قبلۂ عارف بود نور وصال	قبلۂ عقل مفلسف شد خیال	[۱] قبلہ اس عارف کا ہے نور وصال	فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال
قبلۂ زاہد بود یزدان بر	قبلۂ طامع بود ہمیان زر	زاہدوں کا قبلہ خلاقِ بشر	طامعوں کا قبلہ اک ہمیان زر
قبلۂ مردان حق اعمال نیک	قبلۂ نا اہل جہل مرد ریگ	قبلہ مردانِ خدا کا نیک عمل	قبلہ نااہلوں کا جہل پر خلل
قبلۂ معنی وران صبر و درنگ	قبلۂ صورت پرستان نقش سنگ	قبلہ اہل معنی بس صبر و درنگ	قبلہ اہل صورتوں کا نقش سنگ
قبلۂ باطن نشینان ذو المنن	قبلۂ ظاہر پرستان روی زن	اہل باطن کا ہے قبلہ ذو المنن	اہل ظاہر کا ہے قبلہ روئے زن
قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر	قبلۂ باطل بلیس ست ای پدر	عاشقوں کا حق ہے قبلہ اے پسر	باطلوں کا قبلہ ابلیس اے پدر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر	قبلۂ خربندہ چہ بود کون خر	قبلہ فرعون کی ہے دنیا سر بسر	بندۂ خر کی ہے قبلہ کون خر
ہمچنین بر مے شمر تازہ و کہن	در بلوی رو تو کار خویش کن	ایسے ہی گن تازہ کہنہ ای بشر	جا تو اندر رنج کے کام اپنا کر
رزق از کاش زرین شد عقار	وان سگان را آب تتماج تغار	[۵۲] رزق میرا جام زریں سے ہے مے	پانی دعووں کا ہے کتوں کے لئے
لائق آنکہ بدو خود دادہ ایم	در خور او رزق بفرستادہ ایم	جس کے لائق جو تھا وہ ہمنے دیا	لائق اس کے بھیجا ہمنے رزق تھا
عاشق نان ساختیم آن خواجہ را	سیر از جان ساختیم این را چرا	عاشق اُس خواجہ کو روٹی کا کیا	سیر جان سے اُس کو ہمنے کردیا
زانکہ آنرا عاشق نان کردہ ایم	جان این را مست جانان کردہ ایم	کیونکہ اس کو عاشق نان کردیا	جان کو اُس کی مست جانان کردیا
چون بجوئی خود خوشی و خرمی	پس چرا از خوردہ خویت میرمی	خوش و خرم جو تو اپنی خو سے ہے	رزق و خو سے اپنی بھاگے کس لئے

سلہ قبلہ آخر ۸ شعر عارف کا قبلہ نور وصال ہے اور فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال ہے زاہدوں کا قبلہ خالق بشر و طامعوں کا قبلہ ہمیانی زر مردان خدا کا قبلہ نیک عمل اور نا اہل کا قبلہ جہل پر خلل اہل معنی کا قبلہ صبر و درنگ و اہل صورتوں کا قبلہ نقش و سنگ اہل باطن کا قبلہ ذو المنن ہے اور اہل ظاہر کا قبلہ روئے زن ہے عاشقوں کا قبلہ حق ہے اور باطلوں کا قبلہ ابلیس ہے فرعون کا قبلہ دنیا ہے اور بندہ خر کا قبلہ کون خر ہے ایسے ہی گن تازہ کہنہ کو تو جا اندر رنج کے کام اپنا کر یعنی دنیا میں جو شخص جس چیز کا طالب ہے وہی چیز اس کی قبلہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ رزق میرا آخر ۵ شعر میرا رزق جام زریں سے شراب ہے اور پانی دعووں کا کتوں کے واسطے ہے جو جس کے لائق تھا وہ ہمنے اُس کو دیا اور اُس کے لائق ہمنے رزق بھیجا اُس خواجہ دنیا کو عاشق روٹی کا کیا اور جان سے سیر ہمنے عاشق مولا کو کردیا کیونکہ عاشق نان اسکو کردیا اور اسکی جان کو مست جانان کردیا جو تو خوش و خرم اپنی خو سے ہے رزق و خو سے اپنے کس واسطے بھاگتا ہے اگر بادگی خوش آئے جادر کو اور رستمی خوش آئی تو خنجر کو لے اگر غزا خوش آئے جوش ہیں اگر نخچیر پسند ہو کون دے یہ بات سب انتہا ہے وہ فقیر تاب درویشی ست ایسی حقیر یعنی حق تعالی فرماتا ہے کہ جو جسکے لائق تھا وہ ہی اسکو دیا پس جو چیز اب مجکو خوش آئے وہ تو حاصل کر جواب فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

بادگی خوش آیدت جادر بگیر — رستمی خوش آیدت خنجر بگیر
غازلی خوش آیدت بو شیخ کش — در بہیمی مائلی رد کون فروش
این سخن پایان ندارد آن فقیر — گشتہ است از تاب درویشی عقیر

بادگی خوش آئے تو جادر کو لے — رستمی خوش آئے تو خنجر کو لے
گر غزا خوش آئے جوشن پہن تو — گر درست ہے زنخہ پن دے کون کو
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر — تاب درویشی سے ہے از بس حقیر

خواب دیدن فقیر و نشان دادن ہاتف اورا بگنج نامہ

خواب دیکھنا فقیر کا اور بتانا ہاتف کا اسکو خزانہ کا بیجک

دید در خواب او شبی و خواب کو — واقعہ بیخواب صوفی راست خو
ہاتفی گفتش کہ ای دیدہ تعب — رقعۂ در مشق وراقان طلب
خفیہ زان وراق کت ہمسایہ است — سوی کاغذ پارہاش آور تو دست
رقعۂ شکلش چنان رنگش چنین — پس بخوان آن را بخلوت ای حزین
چون بدزدی آن ز وراق ای پسر — پس برون رو ز انبہی و شور و شر
تو بخوان آن را بخود در خلوتی — ہین مجو در خواندن آن شرکتی
ور شود آن فاش ہین غمگین مشو — کہ نیابد غیر تو زان نیم جو
ور شود آن دیر ہین زنہار تو — ورد خود کن ہر دمی لا تقنطوا
این بگفت و دست خود آن مژدہ ور — بر دل او زد کہ رو زحمت مبر
چون بخویش آمد ز غیبت آن جوان — می نگنجید از فرح اندر جہان
زہرۂ او بر دریدی از قلق — گر نبودی عون رفق و لطف حق

دیکھا[1] اک شب خواب میں خواب وہ — واقعہ بیخواب تھا درویش کو
اُس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا — ایک بیجک ردی والے سے تو لا
وہ جو ردی والا ہمسایہ ترا — ڈھونڈ مد خفیہ کاغذوں میں اُسکے جا
بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے — جا کے خلوت میں تو اسکو دیکھ لے
ردی[2] والے سے چرا لے اسکو جو — جلد تر بازار سے باہر تو ہو
اور پڑھ خلوت میں اسکو آپ کو — کر نہ پڑھنے میں تو شامل غیر کو
گر وہ ہووے فاش تو غمگیں نہ ہو — کہ نہ پائے غیر اس سے نیم جو
دیر سے میں ہووے گر زنہار تو — ورد خود کر دمبدم لا تقنطوا
یہ کہا اور ہاتھ سینہ پر ملا — مژدہ گو نے کہ تو زحمت کر نہ یا
خود میں آیا غیب سے جو وہ جوان — نے سماتا فرح سے اندر جہان
پتہ[3] اسکا پھٹتا از راہ قلق — گر مدد کرتا نہ اس کی لطف حق

سلہ دیکھا الخ یہ شعر ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ خواب نہیں تھا اور درویش کو واقعہ بیخواب تھا اُس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا ایک بیجک ردی بیچنے والے سے تو وہ ردی والا تیرا ہمسایہ ہے اُس کے کاغذوں میں خفیہ جا کر ڈھونڈ وہ بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے تو اس کو خلوت میں جا کر دیکھ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ردی والے سے الخ یہ شعر جو اس کو چرا لے ردی والے سے جلد تر بازار سے تو باہر ہو اور خلوت میں تو اس کو آپ پڑھ اور پڑھنے میں غیر کو شامل مت کر اگر وہ فاش ہووے تو غمگین مت ہو کہ غیر اس سے جو نہ پاوے گا اگر اس میں دیر ہووے تو ضرور کر کہ ورد اپنا دمبدم لا تقنطوا کہا اور ہاتھ سینہ پر مژدہ گو نے ملا کہ تو زحمت حاصل کر جو وہ غیب سے خود میں آیا فرحت سے نہیں سماتا تھا جہان میں باقی آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پتا الخ یہ شعر از راہ قلق کے زہرہ اُس کا پھٹتا اگر لطف حق اسکی مدد نہ کرتا ایک خوشی وہ ہوئی کہ تو سو حجاب کے پیچھے سے کان اس کے خطاب حق سے سنا اور ایک خوشی وہ ہوئی کہ سوالوں سے چھٹا کہ اس نے حاصل ہونا پایا گنج کا آگے اس کے حقائق ہیں اسکی حس سے پردہ بڑھی سرفراز ہوئی اور آسمان پر گئی حس بصر کو کب محسوسات سے ہوئے کہ غیب کے پردوں سے بھی گذر جائے اگر حواس گذر یہ از راہ حجاب کے تو اس کو بے درپے ہو دیدار و خطاب فوج رنگی کے آگے روم کے جو نشان ہوئی خورشید نے تیغ ماری سب علم کھل گئے یعنی جس کے حواس پردہ سے گذر جائیں اس کے چشم دیدار و گوش کو خطاب ہووے اور مقام کشود کا اُس پر کھلے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

یک فرح آن کز پس شش صد حجاب ۔ گوش او بشنید از حضرت جواب
یک فرح آن کز سوال آمد غنا [illegible] ۔ زو ابدش حاصل شدن آن گنج بیس
از حجب چون حس سمعش درگذشت ۔ شد سرافراز و ز گردون برگذشت
که بود کان حس چشمش ز اعتبار ۔ زان حجاب غیب هم یابد گذار
چون گذاره شد حواسش زان حجاب ۔ پس پیاپی گرددش دید و خطاب
چون سیاه زنگ پنهان شد ز روم ۔ تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
یک فرح آنکه نشد ردش دعا ۔ عاقبت آمد اجابت مرد را
جانب دکان وراق آمد او ۔ دست در کرد او بمشق از رسید
پیش چشمش آمد آن مکتوب زود ۔ با علاماتی که هاتف گفته بود
در بغل زد گفت خواجه خیر باد ۔ این زمان وا میرسم ای اوستاد
رفت کنج خلوتی آن را بخواند ۔ وز تحیر واله و حیران بماند
که بدین سان گنج نامهٔ بی بها ۔ چون فتاده ماند اندر مشقها
باز اندر خاطرش این فکر جست ۔ کز پی هر چیز یزدان حافظ است
کی گذارد حافظ اندر اکتناف ۔ که کسی چیزی رباید از گزاف
گر بیابان پر شود زر و نقود ۔ بی رضای حق جوی نتوان ربود
ور بخوانی صد صحف بی سکتهٔ ۔ بی قدر یادت نماند نکتهٔ
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب ۔ علمهای نادره یابی ز جیب
شد ز جیب آن کف موسی ضو فشان ۔ کان فزون آمد ز ماه آسمان

اک خوشی وہ کہ پس نو سو حجاب ۔ کان نے اُس کے سنا حق سے خطاب
اک خوشی وہ کہ سوالوں سے چھٹا ۔ اُس نے حاصل ہو گیا ہا گنج کا
اُسکی حس سمع پردہ سے بڑھی ۔ ہوئی سرافراز اور گردون پر گئی
کب ہو محسوسات سے حس بصر ۔ غیب پردون سے بھی جائے گذر
اور اگر گذرین حواس از وہ حجاب ۔ اسکو پے در پے ہو دیدار اور خطاب
فوج زنگی ہوئی نہان جو مثل روم ۔ نور نے ماری تیغ کھل گئے سب علوم
اک[سلہ] خوشی وہ رد نہوئی اُسکی دعا ۔ اور اجابت آئی آخر بر ملا
ردی والے کی دکان پر وہ گیا ۔ کاغذون کو لوٹنے ہر سو لگا
سامنے اس کے وہ بیجک آگیا ۔ اُس نشان سے جو تھا ہاتف نے کہا
لے بغل میں بولا رخصت اب ہوں میں ۔ پھر ابھی اُستاد واپس میں پھرون
گوشہ خلوت میں جا اُسکو پڑھا ۔ مارے حیرت کے وہ بس حیران رہا
کہ[سلہ] یہ بیجک اس طرح کا بے بہا ۔ ردیون میں یہ پڑا کیونکر رہا
پھر خیال آیا کہ اسکے دل میں یہ ہوا ۔ کہ محافظ بس ہے ہر شے کا خدا
کب محافظ آنے دے اندر پناہ ۔ کہ کوئی ہر چیز لے از رہ دغا
گر بیابان پُر ہو زر و نقد سے ۔ بے رضائے حق نہ اک جو لے سکے
گر پڑھے قرآن بے سکتہ کے سو ۔ بے قدر کے یاد کب اک نکتہ ہو
گر کتب خوانی میں وہ کوشش کرے ۔ علم نادر پائے اپنی جیب سے
کف[سلہ] موسیٰ جیب سے ہوئی ضیا فشاں ۔ کہ فزون ہے ماہ سے اندر شمار

سلہ اک خوشی وہ الخ ۵ شعر ایک خوشی وہ ہوئی کہ اسکی دعا رد نہوئی اور آخر کو اجابت آئی پھر گیا وہ ردی والے کی دکان پر اور ہر طرف کاغذون کو لوٹنے لگا وہ بیجک اس کے سامنے آگیا اس نشان سے جو ہاتف نے کہا تھا بغل میں لیکر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور پھر ابھی اے اُستاد واپس آتا ہوں گوشہ خلوت میں اُس کو جا کر پڑھا اور مارے حیرت کے بس حیران رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ یہ بیجک الخ ۶ شعر کہ یہ بیجک اس طرح کا بے بہا ردیون میں کیونکر پڑا رہا پھر یہ خیال اسکے دل میں ہوا کہ ہر شے کا محافظ خدا ہے کب محافظ پناہ میں آنے دے کوئی ہر ایک چیز از راہ دغا لے اگر بیابان زر و نقد سے پر ہو بغیر رضائے حق کے ایک جو نہ لے سکے اگر قرآن بغیر سکتہ کے سو پڑھے بغیر حکم قدر کے ایک نکتہ یاد نہووے اگر کتاب خوانی میں کوشش کرے علم نادر اپنی جیب سے پڑھے یعنی بغیر حکم خدا کے کوئی شخص ایک چیز نہیں لے سکتا ہے اور نہ علم پا سکتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ کف موسیٰ الخ ۱ شعر کف موسیٰ جیب سے ضیا بار ہوئی کہ ماہ سے اندر شمار کے افزون ہے جو تو موسیٰ چرخ سے ڈھونڈھتا تھا اُس نے تیری جیب سے نکالا تھا کہ تو جانے کہ یہ چرخ چہارمی ایک عکس ہے مدرکات انسان کا نہیں کہ اول باعث اشکال کے کونین سے اول عقل پیدا کی یہ بات پیدا و پنہان ہے کہ راز دار عنقا کی مگس نہ ہوئے پھر تو طرف قصہ کے لوٹ و قصہ فقیر و گنج کا تمام کر یعنی جس کو موسیٰ آسمان پر ڈھونڈھتا تھا وہ جیب سے اُس کے ظاہر ہوا آگے قصہ فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

کانچه می جستی زچرخ با نهیب / سر برآورده ست ای موسی از جیب
تا بدانی کاسمانهای سمی / هست عکس مدرکات آدمی
نے که اول دست یزدان مجید / از دو عالم پیشتر عقل آفرید
این سخن پیدا و پنهان ست بس / که نباشد محرم عنقا مگس
باز سوی قصه باز آ ای پسر / قصهٔ گنج فقیر آرد بسر

ڈھونڈھتا تھا جو تو موسیٰ چرخ سے / سر نکالا جیب سے اُس نے ترے
تا تو جانے یہ کہ چرخ چنبری / عکس ہو اک مدرکات آدمی
نے کہ اول ہاتھ سے اللہ کے / پیدا اول عقل کی کونین سے
یہ سخن پیدا ہی اور پنہان ہے بس / راز دار عنقا کی نے ہووے مگس
پھر طرف قصہ کے آ تو ای پسر / قصهٔ گنج فقیر اختتام کر

تمامی قصهٔ آن فقیر

اندر آن رقعه نوشته بود این / که برون شهر گنجے دان دفین
آن فلان قبه که در وے مشهد ست / پشت او در شهر و رو در فرقد ست
پشت کن در قبه رو در قبله آر / وانگهان از قوس تیرے وا گذار
چون فگندی تیر از قوس ای معاد / بر کن آن موضع که تیرت او فتاد
پس کمان سخت آورد آن فتی / تیر پرانید در صحن فضا
پس کلند آورد و بیل و شاد شاد / کند آن موضع که آن تیر او فتاد
کند شد هم او و هم بیل و تبر / خود ندید از گنج پنهانی اثر
همچنین هر روز تیر انداختی / لیک جاے گنج می نشناختی
چونکه این را پیشه کرده او دوام / فجفجی افتاد اندر خاص و عام
هر کسے در گفتگوی او فتاد / کین چنین بازی نباشد در نهاد
هر کسے در گفتگوے فاسدی / هر طرف بر خاسته یک حاسدے

اختتام اُس فقیر کے قصہ کا

سلہ اندر اُس بیجک کے یہ تحریر تھا / کہ خزانہ شہر باہر ہے گڑا
وہ فلان قبہ کہ اُس مین قبر ہے / رو بصحرا پشت جانب شہر کے
پشت کر قبہ کو منھ قبلہ کو موڑ / اور کمان سے تیر کو اُس دم تو چھوڑ
جو تو ڈالے تیر اپنا قوس سے / کھود وہ جا تیر جس جا پر گرے
پس کمان اک سخت لایا وہ جوان / تیر چھوڑا دشت کے بیچ میان
لایا وہ خوش خوش کدال اور بیلچا / کھودی وہ جا تیر جس جا پر گرا
سلہ سست ہوا وہ بھی اور بیل و تبر / گنج مخفی سے نہ دیکھا کچھ اثر
ایسے ہی ہر روز تیر اک پھینکتا / لیک جائے گنج نے پہچانتا
جو یہی پیشہ کیا اُس نے دوام / پڑ گیا اک شور اندر خاص و عام
ہر کوئی کرنے لگا یہ گفتگو / کہ سرشت اندر نہ ایسا کھیل ہو
گفتگو ہر ایک کرتا فاسد ایک / ہر طرف پیدا ہوا پس حاسد [illegible]

فاش شدن خبر گنج نامه و به سمع شاه رسیدن و از وے گرفتن او

ظاہر ہونا خبر بیجک کی اور شاہ کے کان تک پہونچنا اور وہ لینا اُس سے

سلہ اندر ایں ۶ شعر اس بیجک مین یہ لکھا تھا کہ خزانہ شہر کے باہر گڑا ہے وہ فلان قبہ کہ اُس مین قبر ہے رو طرف صحرا کے و پشت جانب شہر کے ہے قبہ کی جانب پشت کر اور منھ قبلہ کو موڑ اور کمان سے تیر کر تو اس دم چھوڑ جو تیر تو اپنا کمان سے ڈالے جس جا پر گرے وہ جا تو کھود لیں وہ جوان ایک کمان سخت لایا اور تیر درمیان دشت کے چھوڑا وہ خوش خوش کدال و بیلچہ لایا اور جس جا تیر گرا وہ کھودا یعنی لا الٰہ الا اللہ کا تیر ہر جانب دل پر ڈالنا شروع کیا کہ گنج معنی کا پتہ لگے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ سست ہو ... ۵ شعر بھی وہ سست ہوا اور بیل و تبر مگر گنج مخفی سے کچھ اثر نہ دیکھا ایسے ہی ہر روز ایک تیر پھینکتا لیکن جگہ گنج کی نہیں پہچانتا جو یہی پیشہ اس نے دوام کیا ایک شور اندر خاص و عام کے پڑ گیا ہر کوئی یہ گفتگو کرنے لگا کہ زندگی مین ایسا کھیل نہ ہو ہر ایک گفتگو فاسد کرتا اور ہر طرف حاسد پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس خبر کردند سلطان را ازین آن گروہے کش بدند اندر کمین
عرضہ کردند آن سخن را زیردست کان فلانی گنجنامہ یافتہ است
چون شنید آن شخص کین با شہ رسید جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
پیش ازان کاشکنجہ بیند زان قباد رقعہ را آورد پیش شہ نہاد
گفت تا این رقعہ را یابیدہ ام گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام
خود نشد یک حبہ از گنج آشکار لیک پیچیدم بسے مانند مار
رفت ماہی تا چنینم تلخ کام کہ زیان و سود این بر من حرام
تو کہ بخت برکند زین کان عطا اے شہ فیروز جنگ و دژ کشا
مدت شش ماہ و افزون بادشا تیر می انداخت و بر میکند چاہ
ہر کجا سختہ کمانے بود جست تیر می انداخت بر ہر گنج جست
غیر تشویش و غم و طامات نے ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے

بس[۱] خبر کی شاہ کو اس بات سے اُن گروہوں نے جو گھات اُسکی میں تھے
کی عرض پوشیدہ جا اس بات سے پایا پیچک اک فلانے شخص نے
جو سُنا اُس نے کہ یہ شہ نے سنا دیکھا چارہ جز نہ تسلیم و رضا
پہلے اُس سے کہ گرفت ہووے سوا پیچک اُس نے شاہ کے آگے رکھا
بولا جب سے مجکو یہ پیچک ملا گنج کی جا دیکھا رنج از بس ہوا
گنج سے حبہ ہوا نے آشکار لیک بل کھائے ہزاروں مثل مار
اک مہینے سے ہوں از بس تلخ کام بلکہ نقصان اور سود اسکا حرام
ہے توقع تجھ سے ہوں یہ کان وا اے شہ اہل ظفر قلعہ کشا
چھ مہینے تک وہ شہ بلکہ سوا پھینکتا تیر اور چاہیں کھودتا
جس جگہ بہتر جو تیر انداز تھا پھینکتا تیر اور خزانہ ڈھونڈتا
بس سوا تشویش و غم کچھ بات نے مثل عنقا نام ظاہر ذات نے

نا امید شدن بادشاہ از نایافتن آن گنج وملول شدن او از طلب

نا امید ہونا بادشاہ کا معلوم کرنے اُس گنج سے اور ملول ہونا اُس کا طلب سے

چونکہ تعویق آمد اندر عرض و طول شاہ شد زان گنج دل سیر و ملول
جملہ صحرا اگز گز ان شہ چاہ کند می ندید از گنج او جز ریش خند
پس طلب کرد آن فقیر درد مند رقعہ را از خشم پیش او فگند
گفت گیر این رقعہ کش آثار نیست تو بدین اولی تری کت کار نیست

جو ہوئی[۲] بس دیر اندر عرض و طول شہ خزانہ سے ہوا سیر و ملول
کھودے چہ گز گز پے اندر دشت کے جز ہنسی دیکھا نہ شہ نے گنج سے
بس بلایا وہ فقیر اُس شاہ نے آگے اُسکے پھینکا پیچک خشم سے
بولا اسکا پتہ پیچک یہ سلے اُس کے تو لائق کہ تو بیکار ہے

[۱] بس خبر کی الخ ۔ شعر پس شاہ کو خبر کی اس بات سے ان گروہوں نے کہ جو اس کی گھات میں تھے پوشیدہ جا کر عرض اس بات سے کی کہ فلانے شخص نے ایک پیچک پایا جو اُس نے سنا کہ یہ بادشاہ نے سنا بجز تسلیم و رضا کے چارہ نہ دیکھا اس نے پہلے کہ گرفت سوا ہووے اُس نے پیچک شاہ کے آگے رکھا کہ جب سے مجکو یہ پیچک ملا گنج کی جا رنج از بس دیکھا ایک حبہ گنج سے ظاہر نہ ہوا ولیکن ہزاروں بل کھا کے سانپ کے مانند ایک مہینے سے از بس تلخکام ہوں بلکہ نقصان اور سود اس کا حرام ہے باقی حال اس کا آگے ہے ۱۲ [۲] ہے توقع الخ ۴ شعر امید ہے کہ تجھ سے یہ کان کھلے اے شاہ اہل ظفر قلعہ کشا و شاہ چھ مہینے تک بلکہ سوا تیر پھینکتا اور چاہیں کھودتا تھا جس جا تیر انداز بہتر پھینکتا تھا اور خزانہ ڈھونڈھتا بس سوا تشویش و غم کے کچھ بات نہیں عنقا کے مانند نام ظاہر اور ذات نہیں آگے نا امید ہونا شاہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۲] جو ہوئی الخ ۸ شعر جو دیر ہوئی شاہ خزانہ سے سیر و ملول ہوا چاہ گز گز بھر دشت میں کھودے بجز ہنسی کے شاہ نے گنج سے نہ دیکھا بس اُس شاہ نے فقیر کو بلایا اور پیچک خشم سے اُس کے آگے پھینکا کہا کہ اس گنج کا کچھ پتہ نہیں یہ پیچک لے تو اس کے لائق ہے کہ بیکار ہے یہ اس کا کام نہیں کہ جس کو کام ہے اگر گل جلے ور بے خار نہ ہو اہل مالیخولیا کے براہ منتظر ہوں کہ آہن سے کاہ پیدا ہو اس فن کو تجھ سا سخت جان چاہیئے جو تو سخت جان اس کو ڈھونڈھے اگر تو نہ پاسے مجکو ملال نہ ہو اور اگر پائے میں نے تجھ کو حلال کیا آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

نیست این کار کسی کش ہست کار	گر بسوزد گل نگردد گرد خار	یہ نہ اسکا کام جس کو کام ہی	گر جلے گل ہو نہ در پے خار کے
نادر افتد اہل این ماخولیا	منتظر کہ دید از آہن گیا	اہل اس ماخولیا کے ہون براہ	منتظر کہ پیدا آہن سے ہو گیاہ
سخت جانی باید این فن را چو تو	تو کہ جانی سخت داری این بجو	سخت جان اس فن کو تجھسا چاہیئے	سخت جان ہے جو تو اسکو ڈھونڈھیے
گر نیابی نبودت ہرگز ملال	ور بیابی رو ترا کردم حلال	گر نہ پائے تو نہ تجھکو ملال	پائے گر تجھکو کیا مین نے حلال
عقل راہ نا امیدی کے رود	عشق باشد کان طرف بہتر دود	عقل[۱] راہ نا اُمیدی کب چلے	عشق ہی کہ خوب دوڑی طے کرے
لا ابالی عشق باشد نے خرد	عقل آن جوید کزان سودے برد	لا ابالی عشق ہے نے عقل ہے	عقل وہ ڈھونڈھے کہ نفع اس سے لے
ترکتاز و تن گداز و بے حیا	در بلا چون سنگ زیر آسیا	تن گلانے والا وہ اندر بلا	جس طرح سے سنگ زیر آسیا
سخت روئی کہ ندارد ہیچ پشت	بہرہ جوئی را درون خویش کشت	سخت رو ایسا کہ نے یار اک رکھے	نفع جو کو آپ مین کشتہ کرے
پاک می بازد نجوید مزد او	آن چنانکہ پاک می گیرد ز ہو	پاک دے جان وہ نہ چاہے مزد کو	جس طرح سے پاک لے جانسے ہو
می دہد حق ہستیش بے علتی	می سپارد باز بے علت فتی	ہستی حق دی ہے بے علت اُسے	سونپتا ہی پھر وہ بے علت اُسے
کہ فتوت دادن بی علت ست	پاکبازی خارج از ہر ملت ست	دنیا بے علت جوانمردی رکھے	پاکبازی خارج ہر ملت سے ہی
زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص	پاکبازانند قربانان خاص	کیونکہ ملت چاہے فضل او خلاص	پاکبازان بسکہ ہین قربان خاص
نے خدا را امتحانے می کنند	نے در سود و زیانے می زنند	نے خدا کا امتحان کرتے ہین وہ	نفع اور نقصان نہین چہتے ہین وہ

تسلیم کردن گنجنامہ بآن فقیر کہ ما ازان درگذاشتیم

سونپنا بیجک کا اُس فقیر کو کہ ہم نے اسکو چھوڑا

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را	شہ مسلم داشت آن مکروب را	جب[۲] وہ پُر آشوب بیجک شاہ نے	پھر حوالہ کر دیا درویش کے
گشت ایمن زخصمان و نیش	رفت و می پیچید در سودای خویش	پس عدد کے نیش سے ایمن ہوا	اپنے سودا مین وہ پھر جا کر پڑا
یاد کرد او عشق دور اندیش را	کلب لیسد خویش ریش خویش را	وہ ہوا یار عشق دور اندیش کا	زخم اپنا آپ سگ ہے چاٹتا

سلہ عقل راہ تا ۹ شعر عقل راہ نا امیدی کے لب چلے عشق سے کہ وہ راہ کو خوب طے کرے عشق وہ لا اُبالی ہی عقل نہین ہے عقل وہ ڈھونڈھتی ہے کہ اس سے نفع لے وہ عشق تن گلانے والا ہے بلا مین رہے جنگ زیر آسیا کا عشق اب ایسا سخت رو ہے کہ یاری نہین رکھتا ہے اور نفع جو کو خود مین کشتہ کرتا ہے وہ عاشق جان پاک یا دے اور نہ چاہے مزد کو کہ جس طرح سے جان پاک وہ ہوسے جو اُست حق ہستی بے علت دے پھر وہ سونپتا ہے اسکو بے علت ہے دنیا جوانمردی رکھتا ہے کہ پاکبازی خارج ہر ملت سے ہے کیونکہ ملت چاہتی ہے فضل یا اخلاص پاکبازان بسکہ ہین قربان خاص وہ خدا کا امتحان نہین کرتے ہین اور نفع و نقصان نہین چاہتے یعنی بہ نسبت عقل کے عشق راہ وصال یار کی خوب چلتا ہے سوا اسکے عاشق امتحان خدا کا نہین کرتے ہین اور نہ نفع و نقصان چاہتے ہین آگے بیجک سونپنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جب وہ تا ۳ شعر جب شاہ نے بیجک پر آشوب پھر حوالہ درویش کے کر دیا پس عدد کے نیش سے ایمن ہوا اور اپنے سودا مین وہ پھر جا کر پڑا اور وہ عشق دور اندیش کا یار ہوا کہ سگ اپنا زخم آپ چاٹتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

عشق را او پیچش خود یار نیست	محرمش در دہ یکے دیار نیست	عشق بیچون سے نہ رکھے اپنا یار[له]	محرم اُسکا ایک نے اہل دیار
نیست از عاشق کسی دیوانہ تر	عقل از سودای او کورست و کر	نے ہی عاشق سے کوئی دیوانہ تر	عقل سودا سے ہی اُسکے کور و کر
زانکہ این دیوانگی عام نیست	طب را ارشاد این احکام نیست	کیونکہ یہ دیوانگی نے عام ہے	طب کا جاری یان نہ کچھ احکام ہے
گر طبیبے را رسد زینسان جنون	دفتر طب را فرو شوید بخون	اس طرح گر ہو طبیبون کو جنون	دھوئین دفتر طب کا وہ با آب خون
طب جملہ عقلہا مدہوش اوست	روی جملہ دلبران روپوش اوست	طب تمام عقلون کی مدہوش اس سے ہے	روی جملہ دلبران روپوش اس سے ہے
روی در روی خود آرای عشق کیش	نیست ای مفتون ترا جز خویش خویش	اپنی جانب آپ متوجہ تو ہو	نے ترا مفتون بجز تیرے نکو
قبلہ از دل ساخت آمد در دعا	لیس للانسان الا ما سعیٰ	قبلہ جو دل کو کیا جو کی دعا	لیس للانسان الا ما سعیٰ
پیشتر ازین کہ پاسخی نشنیدہ بود	سالہا اندر دعا پیچیدہ بود	پہلے اس سے کہ جواب آیا نہ تھا	برسون اندر تھا دعا کے مبتلا
بے اجابت بر دعاہای تنید	از کرم آواز پنہان می شنید	بے اجابت کے دعا پر ناز تھا	جود سے سنتا تھا پنہان جو صدا
چونکہ بیدف رقص میکرد آن علیل	ز اعتماد جود خلاق جلیل	جو کہ بے دف رقص کرتا تھا علیل	با امید جود خلاق جلیل
سوی او نی ہاتف و نی پیک بود	گوش امیدش پر از لبیک بود	اُسکے سو نے ہاتف و نے پیک تھا	گوش امید اُس کا پر لبیک تھا
بے زبان میگفت امیدش تعال	از دلش می برد آن دعوت ملال	بے زبان کہتی امید اسکو تعال	دل سے کھوتی اُسکے وہ دعوت ملال
آن کبوتر را کہ بام آموختست	تو مخوان میرانش کہ پر دوختست	اُس کبوتر کو کہ ہادی بام کا	مت بلا ہانک اُسکو وہ سیانہ ہوا
ای ضیاء الحق حسام الدین برانش	کز ملاقات تو بر رستست جانش	ای ضیاء الحق حسام الدین نکال	اُسکو جان اسکی ہی تجھ سے ہو وصال
گر برانی مرغ جان را از گزاف	ہم بگرد بام تو آرد طواف	گر تو ہانکے مرغ جان کو باگزاف	بھی کرے وہ بام کا تیری طواف
چینہ و نقلش ہمہ بر بام تست	بر زبان بر اوج ست دام تست	اُسکا دانہ کل ہے تیرے بام پے	اُڑنا اوپر تیرا مست دام ہے
گر دمی منکر شود دزدانہ روح	در ادای شکرت ای فتح و فتوح	جان جو ہو دزدانہ منکر ایکدم	شکر گوئی مین تری ای ذوالکرم
شحنۂ عشق مکرر کینہ اش	طشت پر آتش نہد بر سینہ اش	شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے	اُسکے دل پر طشت پر آتش رکھے

له عشق بیچون سے آگے ۷ شعر عشق بیچون کے سبب سے اپنا یار نہین رکھتا کہ محرم اسکا ایک اہل دیار نہین ہے کوئی عاشق سے نہین ہے دیوانہ تر اور عقل سودا سے اسکی کور و کر ہے کیونکہ یہ دیوانگی عام نہین ہے اور نہ یہان کچھ طب کا جاری احکام ہے اگر اس طرح کا طبیبون کو جنون ہووے وہ دفتر طب کا دھوئین آب خون سے تمام طب عقلون کی اُس سے روپوش ہے اور جملہ روے دلبر اُس سے روپوش ہے تو اپنی جانب آپ متوجہ ہو کہ ترا مفتون بجز تیرے کوئی نہین ہے جو دلکو قبلہ کیا ہو اور دعا کی ترجمہ نہین ہے واسطے انسان کے مگر وہ کہ جو کوشش کرے یہی عشق کا کوئی رازدار نہین ہے کیونکہ عاشق سے کوئی دیوانہ نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سے۲ پہلے آگے ۴ شعر اس سے پہلے کہ جواب نہین آیا تھا برسون دعا مین مبتلا تھا بغیر اجابت کے دعا پر ناز تھا جود سے جو پنہان صدا سنتا تھا جو کہ بغیر دف کے علیل رقص کرتا تھا با امید بخشش خلاق جلیل کے اسکی جانب نہ ہاتف و نہ قاصد تھا اُسکا گوش اُمید لبیک سے پر تھا بے زبان امید اسکو تعال کہتی اور وہ دعوت دل سے ملال کھوتی اس کبوتر کو کہ دعاے بام کا ہے مت بلا اور ہانک اسکو کہ وہ سیانہ ہوا ہے یعنی آشناے بام فلک کو مت بلا بلکہ اور ہانک دے کہ وہ سیانہ ہوا آگے حکایت ہے فافہم ۱۲ سے۳ ای ضیاء الحق آگے ۶ شعر ای ضیاء الحق حسام الدین اسکو نکال کہ جان اسکی تجھ سے بے وصال ہے اگر تو مرغ جانکو ہانکے ساتھ گزاف کے بھی تیرے بام کا وہ طواف کرے اسکا دانہ کل تیرے بام پر ہے تیرا مست دام اوپر اُڑتا ہے جان ایکدم منکر ہو دزدونکے مانند تیری شکر گوئی مین اور شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے اسکی دل پر آتش رکھے طشت پر حاصل یہ ہے کہ اگر تو اُسکو اپنا شاہ عشق ہے گرد اس بام و کبوترخانہ کے کبوتر کے مانند ہر ستانہ تجکو ہے یعنی یا رسول اللہ آپ بوا ہو سینکو اپنی درگاہ سے نکال دیکھ جان ہر شحنۂ عشق پر آتش کرے اور بگرد مرغ ہم و کبوترخانہ کے سیر ستانہ ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

که بیا سوی مه وبگذر زگرد	شاه عشقت خواند زوتر باز گرد	که سوی مه آ نکل تو گرد سے	جلد جا بلوایا شاہ عشق نے
گرد این بام وکبوتر خانه من	چون کبوتر پر زنم مستانه من	گرد اس بام وکبوتر گاہ کے	جون کبوتر سیر مستانہ ب مجھے
جبرئیل عشقم و سدره ام توئی	من سقیمم عیسی مریم توئی	[۵۱] جبرئیل عشق مین سدره ہے تو	مین ہون بیمار و دم عیسیٰ ہے تو
جوش ده آن بحر گوهر بار را	خوش بپرس امروز این بیمار را	جوش دے اس بحر گوہر بار کو	اور پوچھ اب آکے اس بیمار کو
چون تو آن او شدی بحران تست	گرچه این دم نوبت بحران تست	تو ہے آن اسکی تری بحران ہے	اگرچہ اس دم نوبت بحران ہے
این خود آن ناله است کو کرد آشکار	زانچه پنهانست یارب زینهار	نالہ یہ خود وہ ہے جو ظاہر کیا	کیونکہ پوشیدہ ہے ذات کبریا
دو دهان داریم گویا همچو نی	یک دهان پنهانست در لبهای وی	دو دہان رکھتا ہون مانند نی	ایک دہن پوشیدہ اسکے لب مین ہے
یک دهان نالان شده سوی شما	های هوی در فگنده در هوا	دوسرا تیری طرف نالان ہوا	ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا
لیک داند هر که او را منظرست	که فغان این سری هم زان سرست	پر وہ جانے ہے کہ جو بینا ہوا	اُس دہن کی اس دہن مین ہے صدا
دمدمه این نای از دمهای اوست	های هوی روح از هیهای اوست	[۵۲] نائی کے دم کی یہ دمبازی سب ہے	ہاے ہو جان کی یہ ہے ہو ہای رب
گر نبودی با لبش نی را سمر	نی جهان را پر نکردی از شکر	گر نہ ہوتا نے کا نالہ با اثر	نے جہان کو کیسے کرتی پر شکر
با که خفتی وز چه پهلو خاستی	که چنین پر جوش چون دریاستی	ساتھ سویا کس کے پہلو سے اٹھا	کہ ہوا پر جوش ایسا بحر سا
تا ابیت عند ربی خواندی	در دل دریای آتش راندی	تا ابیت عند ربی کو پڑھا	دل مین اک دریا کی آتش کو بھرا
نعرهٔ یا نار کونی بارداً	عصمت جان تو گشت ای مقتدا	نعرهٔ یا نار کونی بارداً	تیری جانِ پاک کو عصمت ہوا
ای ضیاء الحق حسام الدین دل	کی توان اندود خورشیدی بگل	[۵۳] ای ضیاء الحق حسام الدین دل	شمس ہو سکتا ہو کب پنہان بگل
قصد کردستند این گل پاره‌ها	که بپوشانند خورشید ترا	گل کے ٹکڑون نے کیا ہے قصد جو	کہ چھپائین بس ترے خورشید کو
در دل که لعلها دلال تست	باغها از خنده مالامال تست	لعل کہ ہین بس ترے دلال ہین	بوستان خندان سے مالامال ہین

۵۱ جبرئیل عشق الخ ۷ شعر مین جبرئیل اور سدرہ تو ہے مین بیمار ہون اور دم عیسیٰ تو ہے تو اس بحر گوہر بار کو جوش دے اور اس بیمار کو آکر پوچھ تو اس کی آن ہو اور بحر تیری آن ہو اگر اس دم نوبت بحرانکی ہے یہ نالہ خود وہ ہے جو ظاہر کیا کیونکہ ذات کبریا پوشیدہ ہے مین دو دہن رکھتا ہون مانند نے کے کہ ایک دہن پوشیدہ اس کے لب مین ہے دوسرا تیری طرف نالان ہوا کہ ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا ولیکن وہ جانتا کہ جو بینا ہوا اس دہن کی اس دہن مین صدا ہے یعنی کلام عاشق عین کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نائی کی الخ ۵ شعر نائی کے دم کی سب دمبازی ہے جان کی ہاے ہو سب کے ہو ہاے ہو اگر نے کا نالہ پر اثر نہ ہوتا کیسے نے جہان مین شکر کرتی تو ساتھ کس کے سویا اور کس کے پہلو سے اٹھا کہ ایسا پر جوش بحر کے مانند ہوا ترجمہ تا شبوم نزدیک رب اپنے کے تھا یہ پڑھا اور دل مین ایک دریاے آتش کو بھرا نعرهٔ یا نار کونی برداً تیری جان کو ایک عصمت ہوا یعنی دوستان حق کے خدا کے ساتھ سوتے ہین اور اسی کے پہلو سے اٹھتے ہین کیونکہ اس کی ذات مین فنا ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ضیاء الحق الخ ۷ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین دل کب آفتاب پوشیدہ گل مین ہو سکتا ہے جو گل کے ٹکڑون نے قصد کیا ہے تیرے خورشید کو چھپائین لعل کوہ مین تیرے دلال ہین تیرے محرم مردی کو جرأت نہین ہے کہ سو خرمن سے ایک جو مین کہتا اُسے تیرے راز چاہون کہ ایک آہ کرون اور چاہ کے اندر مانند علی کے سر رکھون جو کہ بھائیون بد دل کینہ ور کے میرے یوسف کو قعر چاہ بہتر ہے مین مست ہو کر شور و غوغا کرون چاہ کیا ہے خیمہ صحرا مین کرون یعنی یا رسول اللہ صلعم مین اگر تمہارا راز کہنا چاہون کب کہہ سکتا ہون اور اگر سو مین سے ایک جو کہون تو اسکو کون سن سکتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

محرم مردیت را کو رستمی	تا ز صد خرمن یکی جو ن گفتمی	محرم مردی کو جرأت نے ترے	کہتا سو خرمن سے اک جو میں اسے
چون بخواہم کز سرت آہی کنم	چون علی سر را فرا چاہی کنم	چاہوں تیرے راز سے آہ اک کروں	چہ کے اندر جون علی سر کو رکھوں
چونکہ اخوان را دل کینہ ورست	یوسفم را قعر چہ اولیٰ ترست	بھائیوں کا جو کہ دل کینہ رکھے	قعر چہ بہتر ہے یوسف کو مرے
مست گشتم خویش بر غوغا زنم	چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم	مست ہو کر شور و غوغا میں کرون	چاہ کیا ہی خیمہ صحرا میں کرون
بر کف من نہ شراب آتشین	وانگہان آن کر و فر مستانہ بین	دے شراب[1] آتشین مجکو ذرا	کر و فر مستانہ دیکھ اُس دم مرا
منتظر گو باش بے گنج آن فقیر	زانکہ ما غرقیم این دم در عصیر	منتظر بے گنج گو ہو وہ فقیر	کیونکہ مین ہون غرق آب ای بشیر
از خدا خواہ اے فقیر انیدم پناہ	از من غرقہ شدم چیزے مخواہ	اے فقیر اب چاہ حق سے تو پناہ	مجھ نہ مستغرق سے تو کچھ چیز چاہ
کہ مرا پروای آن اسناد نیست	از خود و از ریش خویشم یاد نیست	کہ مجھے پروا نہ اُس بھیک کی ہی	یاد خود سے نے اپنی داڑھی ہی مجھے
یاد سبلت کے بگنجد آب رو	در شرابے کہ نگنجد تار مو	کب سمائے یاد مونچھ اور آبرو	سنے شراب اندر سمائے تار مو
در دہ ای ساقی یکی رطل گران	خواجہ را از ریش و سبلت وارہان	بھر دے ای ساقی تو اک ساغر بڑا	داڑھی مونچھوں سے تو خواجہ کو چھڑا
نخوتش بر ما سیاہے میزند	لیک ریش از رشک ما می کند	مونچھیں نخوت سے چڑھاتا ہم پہ ہے	داڑھی ہم پر رشک سے نیچے دے
مات او شومات او شومات او	کہ ہمی دانیم تزویرات او	[2]اُسکا مات ہو اسکا مات ہو اُسکا مات	کہ ہم اُس کا جانتے ہین مکر و گھات
از پس صد سالہ آنچہ آید برو	پیر می بیند معین مو بمو	سو برس بعد اُس سے جو کچھ آئیگا	دیکھتا ہے پیر اب وہ ظاہرا
اندر آئینہ چہ بیند مرد عام	کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام	آئنہ مین جو نہ دیکھین مرد عام	کہ نہ دیکھے پیر اندر خشت خام
آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید	ہست بر کوسہ یکایک آن پدید	جو نہ دیکھا گھر مین اہل ریش نے	دفعۃً کوسہ پہ وہ اظہار ہے
رو بدریائے کہ ماہی زادۂ	ہمچو خس در ریش چون افتادۂ	گر ہے ماہی زادہ تو دریا مین جا	مثل خس کے ریش مین کیون ہی پھنسا
خس نۂ دور از تو رشک گوہری	در میان موج و بحر اولیٰ تری	تو نہ خس ہو دور رشک گوہری	موج دریا مین تجھے ہے بہتری
بحر وحدانیست جفت و زوج نیست	گوہر و ماہیش غیر موج نیست	[3]بحر وحدت ہی نہ فرد و زوج ہے	ماہی اور گوہر نہ غیر موج ہے

[1] دے شراب الخ شعر — شراب آتشین ذرا مجکو دے اور کر و فر مستانہ اُس دم میرا دیکھ کہ وہ فقیر بے گنج منتظر ہون کیونکہ مین اب غرق شراب ہون ای فقیر اب تو حق سے پناہ چاہ اور مجھ مستغرق سے تو نہ چاہ کہ تجھ کو اس بھیک کی پروا نہیں ہی کیونکہ یاد مجکو خود سے نہ داڑھی سے ہی کب سمائے یاد مونچھ داڑھی کی کہ شراب اندر تار مو مین سماتا ہے اے ساقی بھر دے ایک بڑا ساغر اور داڑھی مونچھوں سے خواجہ کو چھڑا دے مونچھ نخوت سے چڑھاتا ہے ہم پر ولیکن داڑھی رشک سے ہم پر نیچے یعنی مجھ کو خواہش دنیا کی نہیں ہی کہ مست شراب ہون اے ساقی ایک بڑا جام شراب دے اور مجھ خواجہ کو تعلقات شریعت سے چھوڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اسکا مات ہو الخ شعر اسکا مات ہو اسکا مات ہو کہ ہم اسکے مکر و گھات جانتے ہین جو کہ اسپر سو برس کے بعد آئیگا وہ پیر اب ظاہر دیکھتا ہی جو مرد عام آئینہ مین دیکھتے ہین پیر اسکو خشت خام مین دیکھتا ہی جو اہل ریش نے گھر مین نہ دیکھا وہ کوسہ پر دفعۃً اظہار ہی اگر تو ماہی زادہ ہی دریا مین جا مثل خس کے ریش مین کیون پھنسا ہی تو خس نہیں ہے دور ہو اے رشک گوہری موج مین تجھے بہتری ہی یعنی تو حق کا مات ہو کہ پیر طریقت وہ صادق دیکھتا ہی جو سو برس کے بعد آئیگا پس جو اہل شریعت گھر مین دیکھتے ہین وہ اہل اللہ ظاہر دیکھتے ہین تو ظاہر آرائی کا کیون پابند ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] بحر وحدت الخ شعر بحر وحدت ہی فرد زوج نہیں ہے کیونکہ ماہی و گوہر غیر موج کا نہیں ہی ای شریک اسکا محال و خیال ہی موج دریا اسکے سے در از حال ہو مجھکے اندر شرک و بیچ نہیں ہے دلیل احول کا کیا بیچ کہون جو کہ مجکو احول سے شرکت ہی اب حشر کا نہ مجھے کہنا لازم پڑا ایک کا اس طرف سے وصف حال ہی میرے مقال کرتا نہیں بجز روئی کے یا احول کے مانند اس روئی کو خوش یا مین کوسی دیکھ خاموش کر یا کبھی چپ رہ و کبھی کلام کر اور احول کے مانند تو دعوا کو مت یعنی ذات حق کا ایک بحر وحدت ہی اور موجودات مثل ماہی گوہر کے غیر حق نہیں ہی دو اندر شرک نہیں ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

ای محال وای محال شرک او	دور ازان دریا و موج پاک او	اک شریک اسکا محال اور ہی محال	موج دریا سے ہوا اسکے دور حال
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ	لیک با احول چگویم هیچ هیچ	بحر کے اندر نہیں ہی شرک و پیچ	لیکن احول سے کہو لیا ہیچ ہیچ
چونکه جفت احولانیم ای شمن	لازم آمد مشرکانه دم زدن	احولون سے جو کہ شرکت ہی دلا	مشرکانہ کہنا اب لازم پڑا
آن یکی زانسوی وصفست و خیال	جز دوئی ناید به میدان مقال	اک کا اُس سو سے ہی وصف و خیال	جز دوئی کرتا نہیں ہی وہ مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دهان بر بند لب خاموش کن	یا جو ان احولاں سن دوئی کو نوش کر	یا دہن کو سی و لب خاموش کر
یا بنوبت گه سکوت و گه کلام	احولانه طبل میزن والسلام	یا کبھی چپ رہ کبھی کر تو کلام	احولانہ ڈھول کوٹ اب والسلام
چون ببینی محرمی گو سر جان	گل ببینی نعره زن چون بلبلان	تو جو محرم دیکھے کہہ اسرار جان	گل کو دیکھے چیخ مثل بلبلان
چون ببینی مشک پر مکر و مجاز	لب ببند و خویش را چون خم بساز	جو تو دیکھے مشک پر مکر و دغا	لب کو باندھ اور خود کو مثل خم بنا
دشمن آبست پیش او مجنب	ورنه سنگ جهل او بشکست خنب	خصم آب ہے اسکے آگے مت ہلے	سنگ جہل اسکا نہ خم کو توڑ دے
با سیاستهای جاهل صبر کن	خوش مدارا کن بعقل من لدن	صبر کر جاہل کے ظلم و عدل سے	کر مدارا من لدن کی عقل سے
صبر با نا اهل اهلان را جلی ست	صبر صافی میکند هر جا دلی ست	صبر نا اہلوں سے اہلوں کو جلا	صبر جا کرتا ہے دل کو صفا
آتش نمرود ابراهیم را	صفوت آئینه آمد در جلا	آتش نمرود ابراہیم کے	آئینہ کو بس صفائی بخشدے
صبر با نامرد بد مرد حق	تا چو نیکان بر همه یابد سبق	صبر نامردوں سے رکھے مرد حق	سب پہ رکھے مثل نیکوں کے سبق
جور کفر نوحیان و صبر نوح	نوح را شد صیقل مرآت روح	نوح کی امت کا ظلم اور صبر نوح	نوح کی ہوئی صیقل آئینہ روح

آمدن مریدی شیخ ابوالحسن خرقانی بزیارت شیخ رحمه الله

آنا ایک مرید شیخ ابوالحسن خرقانی کا واسطے زیارت شیخ رحمہ اللہ کے

رفت درویشی ز شهر طالقان	بهر صیت بوالحسن تا خارقان	اک گیا درویش از رہ طالقان	بوالحسن کا شہرہ سن تا خارقان
کوهها ببرید و وادی دراز	بهر دید شیخ با صدق و نیاز	لمبے لمبے کوہ اور دشت دراز	دیکھنے کو شیخ کے با صد نیاز

سلہ تو جو محرم دیکھے الخ ۸ شعر جس کو تو محرم دیکھے اسرار جان کہہ اور جو گل کو دیکھے مثل بلبل کے چیخ جو تو مشک پر کرو دغا دیکھے لب جان کے باندھ اور خود کو مانند خم کے بنا جو دشمن آپ کا ہے اُس کے مت ہل کہ سنگ جہل اُس کا خم کو توڑ نہ دے جاہل کے ظلم و عدل سے صبر کر اور مدارا کر علم لدنی کی عقل سے نا اہلوں کے صبر سے اہلوں کو جلا کیونکہ ہر جا دل صاف کرتا ہے آگے اسکی مثال ہی آتش نمرود ابراہیمؑ کے آئینہ کو صفائی بخش ہی نامردون سے مرد حق صبر رکھتا ہی اور سب پر مثل نیکوں کے سبقت رکھتا ہے نوح کی اُمت کا ظلم اور صبر نوح سے آئینہ روح نوح کے صیقل ہوئی یعنی جسکو تو محرم دیکھے اُس سے اسرار جان کا کہہ اور جو دشمن ہو اُسکے آگے خاموش رہ اور صبر کر کہ تیرے دل کو جلا دے آگے مرید ابو الحسن خرقانی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اک گیا الخ ۲ شعر ایک درویش شہر طالقان کے راستہ سے گیا خارقان تک ابو الحسن کا شہرہ سُنکر کوہ و دشت دراز طے کئے شیخ کے دیکھنے کے بصد نیاز جو کچھ راہ ظلم و جفا دیکھا اگرچہ لائق بیان ہے و لیکن کوتاہ کیا جو وہ جوان مقصد پر راہ سے آیا اس سلطان کے گھر کا پتہ ڈھونڈھا پس ادب سے جو اس کا در بجایا عورت سنے روزن سے سر نکالا کہ تو کیا کہتا ہے کہ کہا کہ زیارت کے واسطے آیا ہوں وہ ہنسی کہ واہ تو اپنی ریش دیکھ یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آنچہ از رہ دید از جور و ستم / درچہ در خورد ست کوتہ می کنم
چون بہ مقصد آمد از رہ آن جوان / خانۂ آن شاہ را جست او نشان
چون بصد حرمت بزد حلقۂ درش / زن برون کرد از رۂ روزن سرش
کہ چہ میخواہی بگو اے بوالکرم / گفت کہ بہر زیارت آمدم
خندہا زد او کہ خہ خہ ریش بین / این سفر گیری و این تشویش بین
خود ترا کارے نبود آن جایگاہ / تا بہ بیہودہ کنی تو عزم راہ
اشتہائے گول گردی آمدت / یا ملولی وطن غالب شدت
گفت نافرجام و فحش و دمدمہ / من نتانم باز گفتن آن ہمہ
از مثل و از ریشخند و بیحساب / آن مرید افتاد در غم و اضطراب
اشکش از دیدہ بجست و گفت او / با ہمہ آن شاہ شیرین نام کو

دیکھا جو کچھ راہ سے ظلم و جفا / گرچہ لائق ہے وسلے کو تہ کیا
آیا جو مقصد پہ رہ سے وہ جوان / گھر کا اُس سلطان کے ڈھونڈھا نشان
بس ادب سے جو بجایا اسکا در / از رہ روزن نکالا زن نے سر
کہ تو کیا کہتا ہے کہ اے نیک پے / بولا آیا ہون زیارت کیلئے
وہ ہنسی کہ واہ وا تو ریش دیکھ / یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ
(۱) خود نہ تھا کچھ کام تجکو اس جگھے / تا کیا بیہودہ تونے عزم ہے
بیہدہ پھرنیکی ہوئی خواہش تجھے / یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی ہے
پس بُرا اور فحش و نالائق کہا / مین نہین کر سکتا اُس سبکو ادا
اس تمسخر اور مثل سے وہ مرید / مضطر و غمگین ہوا از بس شدید
اشک آنکھون سے بہا بولا اُس آن / باوجود اُن سب کے وہ شہ ہے کہان

پرسیدن مرید کہ شیخ کجاست و جواب نافرجام شنیدن از حرم او

پوچھنا مرید کا کہ شیخ کہان ہیں اور جواب نالائق سُننا حرم اُنکی سے

گفت آن سالوس زن راق تہی / نام گولان و کمند گمرہی
صد ہزاران خام ریشان ہمچو تو / او فتادہ از وے اندر صد عتو
گر نہ بیغش و سلامت وارہے / خیر تو باشد نہ گردی زو غوی
لاف کیشی کاسہ لیسی طبل خوار / بانگ طبلش رفتہ اطراف دیار
سبطیان این قوم گوسالہ پرست / بر چنین گاوی ہمی مالند دست
جیفة اللیل ست و بطال النہار / ہر کہ او شد غرۂ این طبل خوار
ہشتہ اند این قوم صد علم و کمال / مکر و تزویرے گرفتہ کاینت حال

(۲) بولی وہ مکار دانش سے تہی / دام احمق اور کمند گمرہی
تجھ سے صدہا بیوقوف ناسزا / پڑ گئے ہین اُس سے بس اندر بلا
تو سلامت رہتا نے گر دیکھتا / خیر ہوتی اُس سے نے تو بہکتا
شیخی خورا اور حارص بھکرا / ہر سو آوازا اسکی شہرت کا گیا
سبطی گوسالہ پرست اُس قوم کے / پھیرتے ہین ہاتھ ایسے گاؤ پے
رات کو مردار جھوٹا دن کو ہیچ / جو تو غرہ ایسے حارص پر کرے
(۳) چھوڑا بس اس قوم نے علم و کمال / اور لیا مکر و دغا یہ تیرا حال

سلہ خود نہ تھا الخ ۵ شعر تجکو خود کام اس جگہ نہ تھا کہ تو نے بیہودہ عزم کیا بر تجکو بیہودہ پھرنے کی خواہش ہوئی یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی پس بڑا فحش و نالائق کہا مین اس کو ادا کرونگا اس تمسخر و مثل سے وہ مرید مضطر و غمگین ہوا شدید اشک آنکھون سے بہا کر اس وقت کہا باوجود اس سب کے وہ شاہ کہان ہے آگے مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بولی وہ مکار الخ ۶ شعر کہا اُس مکار تہی دانش و دام احمق اور کمند گمرہی نے کہ تجھ سے صدہا بے وقوف و ناسزا اس سے پڑ گئے ہین بلا مین اگر تو نہ دیکھتا سلامت رہتا اور اُس سے خبر ہوتی و نہ تو بہکتا شیخی خورا و حارص و بھکرا ہے کہ ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا ہے اس قوم کی سبطی گوسالہ پرست اس گاؤ پر ہاتھ پھیرتے ہین رات کو مردار اور دن کو جھوٹا ہے جو تو غرہ ایسے حارص پر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چھوڑا الخ ۵ شعر اس قوم نے علم و کمال چھوڑا اور لیا مکر و دغا پس یہ تیرا حال ہے اب آل موسیٰ کہان افسوس ہے کہ عابدان گوسالہ کو کشتہ کرے پیغمبر و اصحاب کی راہ کہان ہے اور کہان نماز و سجدہ و آداب ہے شرع و تقوی پیٹھ کے پیچھے پھینکا کہان ہے عمر اور کہان ہے امر معروف اسکو ہے یہ اباحت اس قوم سے جاری ہوئی ہے و بد مشرب کی رخصت ہے یعنی اس قوم کو اس شیخ نے مثل گوسالہ کے گمراہ کر دیا ہے پس اس طور کی برائیان اُس عورت نے آگے اس مرید کے کین آگے جواب مرید کا ہے فافہم ۱۲

آل موسیٰ کو دریغا تا کنون عابدان عجل را ریزند خون
کو رہ پیغمبر و اصحاب او کو عمر کو امر بالمعروف او
شرع و تقویٰ را فگندہ سوی پشت کو نماز و سجدہ آداب و رخت
کاین اباحت زین جماعت فاش شد رخصت ہر مفلس و قلاش شد

آل موسیٰ اب کہاں افسوس ہے عابدان عجل کو کشتہ کرے
کان ہے رہ پیغمبر و صحاب کی کان عمر کان امر معروف اسکو ہے
شرع و تقویٰ پھینکا پیچھے پیٹھ کے کان نماز و سجدہ آداب اُس کے سے
یہ اباحت جاری ہوئی اس قوم سے رخصت ہر مفلس و بدمشرب کو ہے

جواب گفتن مرید و زجر کردن آن طعنہ زن را از کفر و بیہودہ گوئی

جواب دینا مرید کا اور جھڑکنا اُس طعنہ زن کو کفر و بیہودہ کہنے سے

بانگ زد بروی جوان گفت بس روز روشن از کجا آمد عسس
نور مردان مشرق و مغرب گرفت آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
آفتاب حق بر آمد از حمل زیر چادر رفت خورشید از خجل
ترہات چون تو ابلیسی مرا کے بگرداند ز خاک این سرا
من ببادی نادم ہمچون سحاب تا بگردی باز گردم زین جناب
عجل با آن نور شد قبلہ کرم قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم
ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال ہست اباحت کز خدا آمد کمال
کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت آنطرف کان نور بی اندازہ تافت
مظہر عشق ست محبوب بحق از ہمہ کروبیان بردہ سبق
سجدہ آدم را بیان سبق اوست سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست
شمع حق را پف کنی تو ای عجوز ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز
کے شود دریا ز پوز سگ نجس کے شود خورشید از پف منطمس

وہ جوان[۱] بولا کہ چپ یہ کیا مقال روز روشن کان سے آیا کوتوال
نور نے مردوں کے گھیرا شرق و غرب چرخ نے سجدہ کیا از راہ کرب
شمس حق نے جلوہ پردے سے کیا شمس خجلت سے نقاب اندر گیا
مثل تجھ ابلیس کے طعنہ زنی تجھکو کب اس در سے دے برگشتگی
مثل ابر آیا نہ مین از رہ ہوا تا تو پھیرے ہوؤں اس در سے جدا
عجل ہے اس نور سے قبلہ کرم قبلہ بے اس نور کے کفر و صنم
جو اباحت[۲] ہی ہوا سے ہے ضلال جو اباحت ہی خدا سے ہی کمال
کفر ایمان دیو مسلم ہو گیا اُس طرف جو نور چمکا بس سوا
عشق کا مظہر ہے محبوب خدا فوق سب کروبیوں سے لے گیا
سجدہ آدم اسکی فوقی کا گواہ پوست ساجد مغز کا ہی بس خدا
شمع حق کو پھونکتی ہی تو ای زال تو جلے اور تیرا سر ای بد خصال
کب نجس دریا دہن سے سگ کے ہو گل کرے کب پھونک شمع شمس کو

۱ وہ جوان الخ ۶ شعر اُس جوان نے کہا چپ رہ یہ کیا گفتگو ہے روز روشن ہے کہاں کوتوال آیا یعنی آفتاب معنی ظاہر ہے اب تجربہ کی کیا ضرورت ہے مردوں کے نور نے مشرق و مغرب گھیرا ہے اور چرخ نے سجدہ کیا ہے از راہ کرب کے شمس حق نے پردہ سے جلوہ کیا یہ شمس خجلت سے اندر نقاب کے گیا تجھ ابلیس کے مانند طعنہ زنی مجکو اس در سے کب برگشتگی دے ابر کے مانند مین از راہ ہوا کے نہیں آیا ہون تاکہ تو پھیرے اور مین اس در سے ہوا ہو گوسالہ اس نور سے قبلہ کرم ہے اور قبلہ بغیر اس نور کے کفر و صنم ہے یعنی جو کہ شیخ کو نور حاصل ہے اگر وہ قبلہ ہے تو بت و صنم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۱

۲ جو اباحت الخ ۷ شعر جو اباحت ہوا سے ہے گمراہی اور جو اباحت خدا سے ہے کمال ہے کفر ایمان و دیو مسلمان ہو گیا جو اس طرف نور سوا چمکا محبوب خدا عشق کا مظہر ہے کہ فائق کروبیوں سے ہو گیا ہے سجدہ آدم کا اُن کی فوقی کا گواہ ہے پس ہمیشہ پوست ساجد مغز کا ہے تو اے زال شمع حق کو پھونکتی ہے تو جلے اور تیرا سر اے بدخصلت دہن سگ سے دریا کب نجس ہو اور شمع شمس کو کب پھونک گل کرے یعنی یہ تیری بدگوئی اس شیخ کے کمال کو کب زائل کر سکتی باقی حال آگے ہے فافہم ۲

حکم بر ظاهر اگر هم میکنی — چیست ظاهر تو بگو زین روشنی
جمله ظاهرها به پیش این ظهور — باشد اندر غایت نقص و قصور
هر که بر شمع خدا آرد پفو — شمع کے میرد بسوزد پوز او
چون تو خفاشان بسے بینند خواب — کین جهان ماند یتیم از آفتاب
موجهای تیز دریاهای روح — هست صد چندانکه بد طوفان نوح
لیک اندر چشم کنعان موے رست — نوح و کشتی را بهشت و کوه جست
کوه و کنعان را فرو برد آن زمان — نیم موج تا بقعر امتحان
مه فشاند نور و سگ عو عو کند — هر کسی بر خلقت خود می تند
شب روان و همرهان مه بتگ — ترک رفتن کے کنند از بیم سگ
جزو سوے کل رود مانند تیر — کے کند وقف از پے هر گنده پیر
جان شرع و جان تقوی عارفست — معرفت محصول زهد سالف است
زهد اندر کاشتن کوشیدن است — معرفت آن کشت را روئیدن است
پس چو تن باشد جهاد و اعتقاد — جان این کشتن نبات ست و حصاد
امر معروف او و هم معروف اوست — کاشف اسرار و هم مکشوف اوست
شاه امروزینه و فرداے ماست — پوست بنده مغز نغزش دائماست
چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد — پس گلوے جمله کوران را فشرد
چون انائے بنده شد لا از وجود — پس چه ماند هین بیندیش اے عنود

حکم ظاہر پر اگر کرتی تو ہے [1] — کیا ہے ظاہر کو کہو اس نور سے
سب ظواہر اُس کے پس پیش ظہور — بے نہایت رکھتے ہیں نقص و قصور
شمع حق کو جو کہ پھونکے قصد سے — شمع کب گل ہو پر اُسکا منھ جلے
تجھ سے خفاشیں بہت دیکھی ہیں خواب — کہ یتیم عالم ہے یہ بے آفتاب
روح کی دریا کی موجیں تیز ہیں — اُس سے زیادہ جو تھیں طوفان میں
چشم کنعان میں پر بے بال تھا — چھوڑ کشتی نوح کو کہ پڑ گیا
لیگئی کنعان و کہ کو اُس زمان — قعر تک اک نیم موج امتحان
نور مہ چھاڑے [2] و سگ عوعو کرے — ہر کوئی خلقت پہ اپنی بس تنے
شب رو اور ہمراہیان ماہ کے — چھوڑیں کب پھرنیکو سگ کے خوف سے
جزو جانب کل کے جائے مثل تیر — کب کرے موقوف بہر گندہ پیر
شرع اور تقوی کی عارف جان ہے — نخل ہے زہد اور ثمر عرفان ہے
زہد کوشش کرتا بونے کیلئے — معرفت کھیتی کا اُگنا خاک سے
جسم ہے مثل اس زمین کا جوتنا — جان ہے اس کھیتی کا اُگنا کاٹنا
امر معروف [3] اور وہی معروف ہے — کاشف اسرار و بھی مکشوف ہے
آج کے دن کل کے دن ہے شہ مرا — پوست بندہ مغز نادر وہ سدا
شیخ انا الحق بولا اور غالب ہوا — پس دبوچا سارے اندھوں کا گلا
جب انا بندہ کے تن سے لاہو گی — پس رہے کیا سوچ اسمیں اے غبی

سلہ حکم ظاہر بر آنخ ۔ شعر اگر تو حکم ظاہر پر کرتی ہو تو کیا ظاہر ہے اس نور سے کہو سب ظواہر اسکے ظہور کے سامنے بے نہایت نقص و قصور رکھتے ہیں جو جو شمع حق کو قصد سے پھونکے شمع کب گل ہو لیکن مُنھ اسکا جلے تجھ سے خفاشیں خواب بہت دیکھتے ہیں کہ یہ عالم یتیم ہے بے آفتاب کے روح کے دریا کی موجیں تیز ہیں اُس سے زیادہ کہ جو طوفان نوح میں تھیں ولیکن چشم کنعان میں پر بال تھا کہ کشتی و نوح کو چھوڑ کر کوہ پر گیا اسوقت کنعان و کوہ کے نیم موج ایجان قعر تک لیگئی یعنی جو شمع حق کو پھونکے وہ کب بجھے مگر اُسکی داڑھی جلے اور آفت میں پڑے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۲ه نور مہ آنخ ۶ شعر ماہ نور جھاڑے اور کتے عوعو کریں اور ہر کوئی اپنی خلقت پر تنے شب رو ہمراہیان ماہ کب پھرنے کو چھوڑیں خوف سگ سے جزو کل کی جانب مثل تیر کے جائے اور واسطے گندہ پیر کے کب موقوف کرے عارف شرع و تقوی کی جان ہی اور زہد درخت و عرفان ثمر جو زاہد بونے کیلئے کوشش کرتا ہو اور معرفت اُگنا کھیتی کا خاک سے اُس زمین کے جوتنے کے مانند جسم ہے اور کھیتی کا اُگنا و کاٹنا جان ہے یعنی عارف شرع اور تقوی کی جان ہے پس جسم سے جان بہر کیف بہتر ہے تو جان کا پابند رہنا چاہیئے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۳ه امر معروف آنخ ۔ شعر امر معروف اور وہی معروف ہی کاشف اسرار و بھی مکشوف وہی ہے آجکے دن اور کل کے دن میرا شاہ بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہو آگے دقائق ہیں شیخ نے انا الحق کہا اور غالب ہوا اور سب اندھوں کا گلا دابا اور اباحت بندہ کے بدن سے جب بندہ کے بدن سے انا ہوئی پس کہا ہر دن میرا شاہ ہی بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہے آگے حقائق ہیں تو اسمیں سوچ اے غبی اگر تیری آنکھ ہے تو کھول اور دیکھ کہ بعد آخر کیا ہوا ای وہ کب میں ہے وہان کا تا تا فا کہ جو سوے آسمان کے تھوکے کہ تھوک کو سوے آسمان راہ نہ ملے اور تھوک پھر اُلٹکر منھ پر گرے قیامت تک حق سے تھوک اسیر پڑے مثل تنکے سب کی جان پر یعنی جب کہ انا بندہ کی لاہوئی پھر کیا تھا بجز اللہ کے اسواسطے عارف سب پر غالب ہے بقول اُستاد سـ٥ه لا کہا تو لا ہوا اور لا بھی اسمیں لاہوئی ۔ جز لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہو اللہ ہو نگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ترا چشم ست بکشا در نگر ۔ بعد لا آخر چه می ماند دگر
گر ہے تیری آنکھ ہے اور دیکھ لے ۔ بعد لا کے اور کیا آخر رہے

ای بریده آن لب و حلق و دہان ۔ که کند تف سوی ماه آسمان
ای وہ کاٹ جائے لب حلق و دہان ۔ جو کہ تھوکے سوے ماہ آسمان

سوی گردون تف نیابد مسلکی ۔ تف برویش باز گردد بیشکی
سوے گردون تھوک کو نے رہ ملے ۔ تھوک اُسکے منھ پہ پھر اُلٹا گرے

تا قیامت تف برو بارد ز رب ۔ ہمچو تبت بر روان بولہب
تا قیامت حق سے تھوک اُس پر ملے ۔ مثل تبت بولہب کی جان پہ

طبل و رایت ہست ملک شہریار ۔ سگ کسی که خواند او را طبل خوار
ہے[۱] لوا اور طبل ملک شہریار ۔ وہ ہے سگ اسکو کہے جو طبل خوار

آسمانہا بندهٔ ماه دین ۔ شرق و غرب چرخ نا خوانده آمین
بندہ اُسکے ماہ کا بس آسمان ۔ شرق و غرب اُسکے ہیں بس خواہان نان

زانکه لولاک ست بر توقیع او ۔ جملہ در انعام و در توزیع او
کیونکہ لولاک اسکی ہی توقیع مین ۔ اُسکے سب انعام اور توزیع مین

گر نہ بودی او نیابیدی فلک ۔ گردش و نور و مکانی و ملک
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتا فلک ۔ گردش اور نور و مکان جاے ملک

گر نہ او بودی نیابیدی بحار ۔ ہیئت ماہی و در شاہوار
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتے بحار ۔ صورت ماہی و دُر شاہوار

گر نہ او بودی نیابیدی زمین ۔ در درون گنج و بیرون یاسمین
گر نہ[۲] وہ ہوتا نہیں باقی زمین ۔ گنج اندر اور باہر یاسمین

گر نہ بودی او نیابیدی خیال ۔ زر و لعل و مومیائی بے سوال
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتے خیال ۔ زر و لعل اور مومیائی بے سوال

گر نہ بودی او نیابیدی جہان ۔ بے تقاضا رزقہائے بیکران
گر نہ وہ ہوتا نہیں پاتا جہان ۔ بے طلب یہ جملہ رزق بیکران

رزقہا ہم رزق خواران وی اند ۔ میوه ہا لب خشک باران وی اند
رزق و اہل رزق بھی کل اسکے ہین ۔ میوے تشنہ اسکے کل باران سے ہین

ہین که معکوس ست در امر این گره ۔ صدقه بخش خویش را صدقه بده
نکتہ یہ اس امر مین معکوس ہے ۔ اپنے صدقہ بخش کو صدقہ تو دے

از فقیر ستت ہمه زر و حریر ۔ ہین زکوتی ده غنی را ای فقیر
ہے تجھے درویش سے زر و حریر ۔ دے غنی کو تو زکوٰۃ اب ای فقیر

چه نتو تنگی جفت آن مقبول رحم ۔ چون عیال کافر اندر عقد نوح
جو[۳] تو زوجہ ہے اس اہل روح کی ۔ جس طرح منکوحہ کافر نوح کی

گر نبودی نسبت تو زین سرا ۔ پاره پاره کردمی این دم ترا
گر نہوتی نسبت اس گھر سے تجھے ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرتا مین اس دم ترے

دادمی این نوح را از تو خلاص ۔ تا مشرف گشتمی من در قصاص
تجھ سے اب اس نوح کو کرتا خلاص ۔ تا مشرف ہوتا مین اندر قصاص

لیک با خانه شہنشاه زمن ۔ این چنین گستاخی ناید ز من
لیک گھر مین ایسے شاہنشاہ کے ۔ ہووے کب گستاخی مجھ ناچیز سے

[۱] ہے لوا آخ ۵ شعر اور طبل ملک در شہریار سے وہ سگ ہے کہ جو اسکو طبل خوار یعنی بسیار خوار رکھے اس کے ماہ کا بندہ آسمان ہو کہ شرق و غرب اُس کے نان کے خواہان ہین کیونکہ لولاک اسکی توقیع مین ہی اور اُس کے سب انعام و توزیع مین ہی اگر وہ نہو تو فلک نہ پاتا گردش و نور و مکان و جاے ملک اگر وہ نہوتا بحر نہ پاتے صورت ماہی و گوہر شاہوار یعنی جناب رسول مقبول صلعم نہوتے تو یہ زمین و آسمان نہ ہوتا باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [۲] نہوتا وہ آخ ۶ شعر اگر وہ نہوتا زمین باقی گنج و باہر یاسمین اگر وہ نہوتا نہیں پاتے زر و لعل اور مومیائی بغیر سوال کے اگر وہ نہوتا جہان نہیں پاتا بغیر طلب کے یہ جملہ رزق بیکران رزق و اہل رزق بھی سب اسکے ہین اور کل میوے تشنہ اسکے باران سے ہین یہ نکتہ اس امر مین معکوس ہے کہ اپنے صدقہ بخش کو تو صدقہ دے سب تجھے درویش سے زر و حریر ہے اے فقیر تو غنی کو زکوٰۃ دے یعنی حق نے جہان کو واسطے حضرت رسول مقبول صلعم کے پیدا کیا ہے اور اہل جہان حق کو زکوٰۃ دیتے ہین یہ امر معکوس ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۳] جو تو زوجہ ہے آخ ۵ شعر جو اس اہل روح کی زوجہ ہے جیسے نوح کی منکوحہ کافر تھی اگر تجکو نسبت اس گھر سے نہوتی تیرے اس دم ٹکڑے ٹکڑے مین کرتا اب اس نوح کو تجھسے جدا کرتا تا کہ مین قصاص مین مشرف ہوتا ولیکن گھر مین ایسے شاہنشاہ کے ہر کہ مجھ ناچیز سے کب گستاخی ہووے چادعا کر کہ تو اس گھر کا کتا ہے ورنہ وہ خود کرتا جو کرنا چاہیے آگے رشتہ مریہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو دعا کن که سگ این موطنی / ورنه این دم کردمی من کردنی	جا دعا کر کہ تو سگ اس گھر کی ہے / ورنہ وہ کرتا جو کرنا چاہیئے

بازگشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم ونشان دادن که شیخ بفلان بیشه رفته است

لوٹنا مرید کا مکان شیخ سے اور دریافت کرنا لوگوں سے اور پتہ دینا کہ شیخ فلانے جنگل کو گیا ہے

بعد ازان پرسان شد او از هر کسی / شیخ را می جست از هر سو بسی	سلہ پوچھتا تھا بعد وہ ہر ایک سے / ڈھونڈھتا تھا شیخ کو ہر جائے پے
پس کسی گفتش که آن قطب دیار / رفت تا هیزم کشد از کوهسار	پس کہا اک نے کہ وہ قطب دیار / لکڑیاں لینے گیا ہے کوہسار
آن مرید ذوالفقار اندیش تفت / در هوای شیخ سوی بیشه رفت	وہ مرید تیز فکر باحیا / شیخ کی خواہش مین جنگل کو چلا
دیو می آورد پیش هوش مرد / وسوسه تا خفیه گردد مه ز گرد	دیو لاتا آگے ہوش اس مرد کے / وسوسہ تا ماہ نہان ہو گرد سے
کاینچنین زن را چرا این شیخ دین / دارد اندر خانه یار و همنشین	ایسی زن کو کس لیے وہ شیخ دین / گھر مین رکھے اپنا یار و ہمنشین
ضد را با ضد ایناس از کجا / با امام الناس نسناس از کجا	ضد کو ضد سے انسیت ہووے کہان / مقبل رحمن کو شیطان سے کہان
باز او لاحول میگفت آتشین / کاعتراض من برو کفرست و کین	سلہ پھر پڑھی لاحول اس نے آتشین / کا اعتراض ہے میرا اسپے کفر و کین
من که باشم من تا تصرفهای حق / که برآرد نفس من اشکال دق	کون ہون مین عارف اللہ سے / نفس میرا اعتراض و شک کرے
باز نفسش حمله می آورد زود / زین تعرف با دلش چون کاه درد	نفس حملہ کرتا پھر ان شبہون سے / دل پہ اسکے مثل آگ از کاہ کے
که چه نسبت دیو را با جبرئیل / که بود با او بصحبت هم مقیل	دیو کو جبرئیل سے نسبت ہے کیا / کہ رکھے صحبت مین قال اس سے روا
کی تواند ساخت با آزر خلیل / چون تواند ساخت با رهزن دلیل	کب مقابل ہووے آزر سے خلیل / کب موافق ہو رہزن سے دلیل

یافتن مرید شیخ را نزدیک بیشه سوار شیر

پانا مرید کا شیخ کو نزدیک جنگل کے ایک شیر پر سوار

سلہ پوچھتا تھا الخ ۶ شعر یعنی وہ پوچھتا تھا ہر ایک سے اور شیخ کو ہر جا پر ڈھونڈھتا تھا پس ایک نے کہا کہ وہ قطب دیار لکڑیاں لینے گیا ہے کوہسار تک کہ وہ مرید تیز فکر و باحیا شیخ کی خواہش مین جنگل چلا دیو آگے ہوش اس مرد کے وسوسہ لاتا کہ تا ماہ نہان ہو گرد سے کہ ایسی عورت کو وہ شیخ دین اپنے گھر مین یار و ہمنشین رکھے ضد کو ضد سے کہین انسیت ہوتی ہے اور کہین مقبل رحمن کو شیطان سے اس مرید کے دل مین ویسے شیخ کی جانب سے شکوک ڈالے کہ تیرہ دل ہوا پس تسلیم ہے کہ دیو مریدون کو شیخ کی جانب سے اس طرح بہکاتا ہے مگر مرید مستفید اسی طرح بچتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پھر پڑھی الخ ۵ شعر پھر اس نے لاحول آتشین پڑھی کہ اسپر اعتراض میرا کفر و کینہ سے ہے مین کون ہون کہ عارف باللہ سے میرا نفس اعتراض و شک کرے پھر نفس ان شبہون سے حملہ کرتا اس کے دل پر مثل آگ دکاہ کے دیو کو جبرئیل سے کیا نسبت ہے کہ اس سے صحبت مین قال کو روا رکھے اور کب موافق راہزن کے راہبر ہوے خلیل کے اور یعنی پھر شبہات دیو نفس نے مرید کے دل مین ڈالے آگے شیخ کو شیر پر سوار دیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

اندرین بود او کہ شیخ نامدار   شد پدید از دور بر شیرے سوار
شیر غران ہیزمش رامی کشید   بر سر ہیزم نشستہ آن سعید
تازیانش مار بود از شرف   مار را بگرفتہ چون خرزن بکف
گرچہ آن محسوس و این محسوس نیست   لیک آن جسم جان ملبوس نیست
تو یقین میدان کہ ہر شیخی کہ ہست   ہم سواری میکند بر شیر مست
صد ہزاران شیرشان زیر ران   پیش دیدہ غیب بین ہیزم کشان
لیک این یکے را خدا محسوس کرد   تا بہ بیند نیز او کہ نیست مرد
دیدش از دور و بخندید آن خدیو   گفت آنرا مشنو ای مفتون دیو
از ضمیر او بدانست آن جلیل   ہم ز نور دل بلے نعم الدلیل
خواند بروی یک بیک آن ذوفنون   آنچہ در رہ رفت بروی تاکنون
بعد ازان در مشکل انکار زن   بر کشاد آن خوش سرائیدہ دہن
کان تحمل از ہوای نفس نیست   آن خیال نفس تست اینجا مایست
گر نہ صبرم می کشیدے بار زن   کے کشیدی شیر نر بیگار من
اشتران بختیم اندر سبق   مست و بیخود زیر محملہای حق
من نیم در امر و فرمان نیم خام   تا بیندیشم من از تشنیع عام
عام ما و خاص ما فرمان اوست   جان ما بر رو دوان جویان اوست
دورم از تحسین و تشویقش ہمہ   فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ

[۵۱] اسمین تھا بس وہ کہ شیخ نامدار   دور سے چمکا ہی شیر اوپر سوار
شیر پر ہے بار لکڑی کا لدا   اور خود اُس بار پر بیٹھا ہوا
کوڑا اُسکا سانپ تھا از رہ جلا   ہاتھ مین جون کوڑ سانپ اسنے لیا
اگرچہ وہ محسوس و یہ محسوس نے   لیک وہ پنہان نہ جسم جان ہے
تو یقین سے جان کہ جو شیخ ہے   بھی سواری کرتا ہے وہ شیر پے
سیکڑون ہین شیر انکی زیر ران   چشم جان کے آگے ہین ہیزم کشان
لیک محسوس حق نے اک اسکو کیا   تا اُسے دیکھین کہ ہی مرد خدا
[۵۲] دیکھا اُسکو دور سے اور وہ ہنسا   بولا مت سُن اسکی اے دیو بے پا
جان لی اُس شیخ نے اسکی ضمیر   نور دل سے کہ کہ دل اک ہے منیر
حال اُسکا شیخ نے یک یک کہا   راہ سے ابتک کا سب گذرا ہوا
بعدہ انکار زن کے راز کو   پس بیان اُسنے کیا اے راز جو
وہ تحمل نے ہواے نفس سے   یان نہ ٹھہرو اب خیال نفس ہے
بار زن رکھتا نہ میرا صبر گر   کب مری بیگار رکھتا شیر نر
اونٹ اک بوجھے کا مین پہلے سے ہُن   مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون
[۵۳] حکم فرمان مین نہین خامی مجھے   تا کرون مین خوف طعنہ عام
میرا عام و خاص اُسکا حکم ہے   جان سرگردان مری اسکے لیے
دور ہون تحسین اور تشویق سے   دور ہون تکذیب اور تصدیق سے

سلہ اسمین تھا آخر ے شعر اس مین تھا کہ شیخ نامدار دور سے چمکا شیر پر سوار شیر پر بار لکڑی کا لدا تھا اور خود بار پر بیٹھا ہوا تھا از راہ برتری سے اُسکا کوڑا سانپ کا تھا ہاتھ مین تند کوڑے کے اسنے سانپ لیا تھا آگے اسکے حقائق ہین تو یقین سے جان کہ شیخ ہر بھی وہ سواری کرتا ہو شیر پر اگرچہ وہ محسوس نہین ہو لیکن وہ چشم جان پوشیدہ نہین ہو سیکڑون شیر انکی زیر ران ہین اور چشم جان کے آگے ہیزم کشان ہین ولیکن حق نے ایک محسوس کیا تاکہ اسکو دیکھین کہ مرد خدا کا ہو یعنی سب اولیاء اللہ کو خدا نے یہ مرتبہ دیا ہو کہ شیر پر سوار ہین مگر انکو دیکھتا نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہو فافہم ۱۲ سـ۵۲ دیکھا اسکو الخ ے شعر دور سے اسکو دیکھا اور ہنسا اور کہا کہ مت سُن اُسکی اے دیو رہپے رہا اسکی ضمیر شیخ نے جان کی نور دل سے کہ ایک دلیل سے روشن ہو ایک ایک حال اسکا شیخ نے کہا راہ سے ابتک کا سبب گذرا ہوا بعدہ انکار زن کے راز کو اُس سے بیان کیا وہ تحمل ہواے نفس سے نہ تھا یان نہ ٹھہر وہ خیال نفس ہو اگر میرا صبر بار زن کا نہ رکھتا کب میری بیگار شیر نر رکھتا مین اول سے ایک اونٹ بوجھے کا ہون اور مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون یعنی اگرچہ مین طعنہ زنی عورت کا بار نہ اُٹھاتا تو شیر نر میرا ایک بار کیونکر اُٹھاتا یعنی یہ مرتبہ اس کے طعنہ سے حاصل ہوا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ حکم و فرمان الخ ے شعر مجھے حکم و فرمان مین خامی نہین کہ مین طعنہ عام سے خوف کرون اسکا حکم میرا عام و خاص ہو اور اسکے واسطے میری جان سرگردان ہے مین دور ہون تحسین و توفیق سے اور دور ہون تکذیب و تصدیق سے میرا اندوہ حقیقت ہونا خواہش سے نہین میری جان مہر و ماہ کے مانند خدا کے ہاتھ مین ہو یار اس احمق کا دلا کہ کالون ظاہر رنگ بو رنگ کے عشق سے نہین ہو اسقدر [illegible] شاگرد [illegible] کا میرے تحمہ کا کہان تک کرو فرہو وہانتک جائے کہ جگہ کو راہ نہین ہو بجز جہانتک حق و ماہ اللہ کے کل تصویر اور وہمون سے دور ہی [illegible] ے اس عورت کا جبر نہین اُٹھاتا ہون مجھ کو اس جگہ رسائی ہو کہ وہان بجز چمک برق ماہ اللہ کے اور کچھ نہین ہے یہ انتہا مقام سلوک ہو کہ وہم و تصور نہین [illegible] اس کا بیان [illegible]

فردی ما جستن ما نہ از ہوا است	جان ما چون مہر در دست خدا است	فرد و جفت ہونا ہوا سے نے مرا	جان مری چون مہر وما دست خدا
بار آن ابلہ کشیم و صد چو او	نے ز عشق رنگ و نے سودای بو	بار اس احمق کا لون اور لاکھ کا	رنگ و بو کے عشق سے نے ظاہرا
اینقدر خود درس شاگردان ما است	کر و فر ملحمہ ما تا کجا است	میرے شاگردونکا درس ہے اسقدر	ملحمہ کا میرے کان تک کر و فر
از کجا آنجا کہ جا را راہ نیست	جز سنا برق مہ اللہ نیست	جائے وان تک کہ جگہ کو راہ نے	جز چمک برق مہ اللہ سنے
از ہمہ اوہام و تصورات دور	نور نور نور نور نور نور	کل تصور اور وہمون سے ہے دور	نور نور نور نور نور نور
بہر تو من پست کردم گفت گو	تا بسازی با رفیق زشت خو	تیری خاطر[۵۱] پست کی ہے گفتگو	ناموافق یار بدخو سے ہو تو
تا کشی خندان و خوش بار حرج	از پی الصبر مفتاح الفرج	ناخوشی سے لیوے تو بار حرج	کیونکہ ہے الصبر مفتاح الفرج
چون بسازی با خسی این خسان	گردی اندر نور سنتہا رسان	جو موافق ان خسون سے ہوئے تو	ہووے داخل نور میں سنت کے تو
کانبیا رنج خسان بس دیدہ اند	از چنین ماران بسے پیچیدہ اند	کانبیا کو بس خسون سے رنج تھا	ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا
چون مراد و حکم یزدان غفور	بود در قدمت تجلی و ظہور	جو مراد و حکمت رب غفور	تھی قدم مین با تجلی و ظہور
بے ز ضدی ضد را نتوان نمود	وان شہ بے مثل را ضدی نبود	ضد کو بیضد کے نہین دکھلا سکا	کوئی اس بے مثل شہ کا ضد نہ تھا

حکمت در آیہ انی جاعل فی الارض خلیفہ

حکمت اس آیت مین انی جاعل فی الارض خلیفہ

پس خلیفہ ساخت صاحب سینہ	تا بود شاہیش را آئینہ	پس خلیفہ[۵۲] صاحب دل کو کیا	اسکی شاہی کا ہو تا مرأت نما
پس صفائی بیحدودش داد او	وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او	پس صفا بیحد اسے اس نے کیا	اسدم اسکو ضد ظلمت کا رکھا
دو علم افراخت اسفید و سیاہ	آن یکی آدم دگر ابلیس راہ	دو علم رکھے سفید اور اک سیاہ	ایک آدم دوسرا ابلیس کا
درمیان آن دو لشکرگاہ زفت	چالش و پیکار آنچہ رفت رفت	درمیان ان دونون لشکرگاہ کے	جنگ و جھگڑے جو کچھ آپس مین ہوے
ہمچنین دور دوم ہابیل بود	ضد نور پاک او قابیل بود	دوسرا دور ایسے ہی ہابیل تھا	نور کا ضد اسکے بس قابیل تھا
ہمچنین این دو علم از عدل و جور	تا بہ نمرود آمد اندر دور دور	دو علم یہ یون ہی عدل و جور سے	تا بہ نمرود آئے اندر دور کے

۵۱ تیری خاطر الخ ۶ شعر تیری یہ گفتگو پست کی ہے کہ ناموافق یار بدخو سے تو ہوتا کہ ناخوشی سے تو بار تکلیف لیوے کیونکہ ترجمہ صبر کنجی کشادگی کی ہے جو تو ان خسون سے رنج تھا اور ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا جو مراد و حکمت رب غفور کی قدیم مین تھی تجلی و ظہور سے تھی اور ہر ضد سے ضد معلوم ہوتی ہے اور خدا کی کوئی ضد نہین ہے اسواسطے حق نے آدم عم کو خلیفہ دنیا مین بھیجا کہ جس نے انسان ضد اللہ کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس خلیفہ الخ ۶ شعر پس خلیفہ صاحب کو کیا کہ تا اس کی شاہی کا آئینہ ہے پس اسے بےحد صفا کیا اس دم اسکو ضد ظلمت کا رکھا دو علم رکھے ایک سفید و ایک سیاہ ایک آدم عم و دوسرا ابلیس کا درمیان ان دونون لشکرگاہ کے جنگ و جھگڑے آپس مین ہوئے ایسے ہی دوسرا دور ہابیل کا تھا کہ اس کے نور کا ضد قابیل تھا یہ دونون علم یون ہی عدل و جور سے نمرود تک آئے اندر دور کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ضد ابراہیم گشت و خصم او	وان دو لشکر کین گذار و جنگجو
چون درازی یافت جنگ ناخوشش	فیصل آن ہر دو آمد آتشش
پس حکم کرد آتشی را و نکر	تا شود حل مشکل آن دو نفر
دور دور و قرن قرن این فریق	تا بہ موسیٰ و بہ فرعون غریق
سالہا اندر میان شان حرب بود	چون ز حد رفت و ملالت میفزود
آب دریا را حکم سازید حق	تا کہ ماند کہ برد زین دو سبق
تا کہ فرعون را بآن فرعونیان	آب دریا غرق شان کرد آن زمان
ہمچنین تا دور عہد مصطفےٰ	با ابوجہل آن سپہدار جفا
ہم نکر سازید از بہر ثمود	صیحہ کہ جان شان را در ربود
ہم نکر سازید بہر قوم عاد	زور چیزے تیز رو یعنی کہ باد
ہم نکر سازید بر قارون کین	تا فرو بردش چو اژدرہا زمین
تا حلیمی زمین شد جملہ قہر	برد قارون را و گنجش را بقعر
لقمہ را کہ ستون این تن است	دفع تیغ جوع نان چون جوشن است
چونکہ حق قہری نہد در نان تو	چون خناق آن نان بگیرد در گلو
این لباسے کہ ز سرما شد مجیر	حق دہد او را مزاج زمہریر
تا شود بر تن ترا جبہ بشگرف	سرد ہمچون یخ گزندہ ہمچو برف
تا گریزی از دثق ہم از حریر	زد پناہ آری بسوی زمہریر

وہ[1] ہوا پس ضد ابراہیم کا	جنگ و کینہ دونون لشکر مین رہا
جنگ و جھگڑا جبکہ انکا بڑھ گیا	تصفیہ دونون کا آتش نے کیا
پس حکم آتش کو دیکھا اُسنے کیا	تاکہ ان دونون کا حل ہو ماجرا
دور دور و قرن قرن آخر گیا	موسیٰ و فرعون تک یہ ماجرا
برسون اُنکے درمیان جھگڑا رہا	جو تنازع اور رنج از بس بڑھا
آب دریا کو حکم حق نے کیا	پست و غالب کون ہو دونون سے تا
تاکہ فرعون اور اُسکی قوم کو	آب دریا نے کیا غرق انکو
ایسے[2] ہی تا دور عہد مصطفےٰ	ساتھ ابوجہل اور اُس شہ کے کیا
بھی بلا کے واسطے قوم ثمود	اور جان کو لیگئی برق انکی زود
بھی بلا کی ایک بہر قوم عاد	چلنے والی تیز کو یعنی کہ باد
بھی بلا کی کینہ سے قارون پے	تا زمین نے نگلا جون اژدر اُسے
تا حلیمے ہوئی زمین کے جملہ قہر	لیگئے قارون و گنج اُسکا بقعر
جو کہ لقمہ جسم کو قائم رکھے	دفع تیغ بھوک کو جون ڈھال ہے
قہر جو[3] حق نان مین تیری رکھے	وہ گلے مین جون خناق آکر پھنسے
جامہ سردی مین کہ جو گرمی کرے	حق مزاج زمہریر اسکو دے
تاکہ ہو نادر قبا تن پر ترے	سرد مثل برف اور تکلیف دے
پوستین سے بھاگے بھی اور تو حریر	اور لائے امن سوئے زمہریر

[1] وہ ہوا آلخ ۷ شعر وہ ضد ابراہیم کا ہوا جنگ و کینہ دونون لشکر مین رہا جبکہ انکا جنگ و جھگڑا بڑھ گیا آتش نے دونون کا تصفیہ کیا آتش کو دیکھ کر حکم اُس نے کیا تاکہ ان دونون کا ماجرا حل ہو دور دور و قرن قرن آخر آگیا موسیٰ عم و فرعون تک ماجرا انکے درمیان برسون جھگڑا رہا جو کہ تنازع و رنج ابتک بڑھا حق نے حکم آب دریا کو کیا تاکہ پست و غالب کون دونون سے ہو تاکہ فرعون اور اس کی قوم کو آب دریا نے غرق کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ایسے ہی آلخ ۶ شعر ایسے ہی دور عہد مصطفےٰ صلعم تک ساتھ ابوجہل اور اُس شاہ کے کیا بھی بلا کرے واسطے قوم ثمود کے برق کو کہ انکی جان جلد لیگئی بھی بلا کرے قوم عاد کے واسطے تیز چلنے والے یعنی باد کو بھی بلا کرے کینہ سے قارون پر تاکہ زمین نے اُسے نگلا مانند اژدہا تا چلنے زبان کے بالکل فقیر ہوئی قارون اور اُسکے گنج کو لیگئی تعر مین جو لقمہ کہ جسم کو قائم رکھے تیغ بھوک کی دفع کو مانند ڈھال کے ہے یعنی ایک کو دوسرے کا ضد کیا کہ تا معرفت حق کی اُس سے ظاہر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] قہر جو حق آلخ ۵ شعر قہر جو حق تیری نان مین رکھے وہ خناق کے مانند گلے مین آکر پھنسے جو کہ سردی مین گرمی کرے حق اُسکو مزاج تر کا دے تاکہ قبا نادر تیرے تن پر ہو سرد برف کے مانند اور تکلیف دے تا پوستین سے تو بھاگے زحیر جو کہ اور امن لائے جانب زمہریر کی تو ایک قلہ ہے قلتین نہین ہے اور قصہ خلاء ہے عین تو غافل ہے یعنی بمذہب شافعی قلتین پاک ہے اسواسطے فرماتے ہین کہ ابھی تو ایک قلہ ہے یعنی پاک نہین ہو اور قصہ خلاء سے غافل ہے یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب جاری ہوا تھا کہ آفتاب و بارش کے مکان مانع نہین ہوتے تھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تو دو قلہ نیستی یک قلۂ | غافل از قصہ عذاب ظلۂ
امر حق آمد بہ شہرستان و دہ | خانہ و دیوار را سایہ مدہ
مانع باران مباش و آفتاب | تا بدان مرسل شدند امت شتاب
کہ بمردیم اغلب ای مہتر امان | باقیش از دفتر تفسیر خوان
چون عصا را مار کرد آن چست دست | گر ترا عقلی ست یک نکتہ بس است
سنگ بر تسبیح آمد بر شتاب | از میان اصبعین آفتاب
منکر آن دید و فر نادر دسر | دشمنی او کور کردش از نظر
تو نظر داری ولے امعانش نیست | چشم را افسردہ است کردہ ایست
زین ہمی گوید نگارندہ فکر | کہ بکن ای بندہ امعان نظر
آن نمی گوید کہ آہن کوب سرد | لیک ای پولاد بر داود گرد
تن بمردت سوئے اسرافیل ران | دل فسردت رو بخورشید جہان
در خیال از بسکہ گشتی مکتسی | نک بسوفسطائی بدظن رسی
او خود از لب خرد معزول بود | شد ز حس معزول و محروم از وجود
گر ز خود و ز لب خود معزول گشت | از وجود حس خود مفصول گشت
ہین سخن خا نوبت لب خائیست | گر بگوئی خلق را رسوائیست
چیست امعان چشم را کردن روان | چون تن جان رست گویندش روان
آن تمیمی را کہ جان از بند تن | باز رست و شد روان اندر چمن

تو ہی اک قلہ نہیں ہی قلتین | قصۂ ظلہ سے تو غافل ہی عین
حکم حق آیا کہ شہر و گانون مین | خانہ و دیوار تا سایہ نہ دین
مانع باران نہو اور آفتاب | تا اُدھر اُمت گئی جلد اور شتاب
کہ مرے ہم ای پیمبر دے امان | باقی تفسیر اسکا پڑھ اندر قرآن
اُس عصا کے جو کیا صانع نے یار | گر ہی عاقل ایک نکتہ بس ہے یار
سنگ بس تسبیح اک کرنے لگے | انگلیون مین پر تو خورشید سے
منکرون نے دیکھا اور نہ سر رکھا | دشمنی نے انکو بس اندھا کیا
تو نظر رکھے ولیکن غور نے | چشم افسردہ خیابان دار ہی
اس لئے کہتا ہے خلاق فکر | کہ کر اے بندے بغور اب تو نظر
وہ نہ کہوے کوٹ لوہے سرد کو | پاس جا داؤد کے فولاد تو
تن مرے جا جانب اسرافیل کے | دل مرے جا تو اُس خورشید سے
تو خیال اندر رہا ہی بس نہان | پہونچا سوفسطائی تک ای بدگمان
مغز سے اور عقل سے معزول تھا | حس اور تن سے وہ معزول اب ہوا
مغز سے اور خود سے گر معزول تھا | حس و تن سے اب ہوا اپنے جدا
بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے | گر کہے تو خلق مین رسوا بنے
غور کیا ہے چشم کو کرنا روان | تن سے جان چھوٹے کہین اسکو روان
وہ حکیم تن کہ قیدی تن سے جان | اسکی چھوٹی ہوئی روان اندر جنان

٥١ حکم حق آیا ہے شعر حکم حق آیا کہ تا شہر گانون مین خانہ دیوار سایہ نہ دین مانع باران و آفتاب کے نہ ہون تا اُدھر اُمت جلد و شتاب گئی کہ اے پیغمبر ہم مرے امن دے باقی قصہ اسکا قرآن سے پڑھ لے آگے حقائق ہے اس عصا کو جو صانع نے مار کیا اگر تو عاقل ہی ایک نکتہ بس ہے سنگ ہے ایک تسبیح کرنے لگے انگلیون کے اندر پر تو خورشید سے منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا اور دشمنی نے انکو اندھا کیا تو نظر رکھتا ہے ولیکن غور نہین ہے چشمہ افسردہ ہے کیاری کے مانند یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے مگر تجھ چشم معنی حاصل نہین ہے اسواسطے وہ تجھکو دکھائی نہین دیتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ ٥٢ اس لئے کہتا ہے شعر اسواسطے خلاق فکر کہتا ہے کہ اے بندہ اب تو غور سے نظر کر وہ نہین کہتا ہے کہ سرد لوہے کو کوٹ اے فولاد تو پاس داؤد کے جا اے میرے تن پر تو جا جانب اسرافیل کے او میرے دل تو جا اس خورشید سے مل تو خیال مین نہان سوفسطائی تک پہونچا ہے اے بدگمان وہ عقل کے مغز سے معزول تھا حس و تن سے اپنے اب جدا ہوا بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے اگر تو عقل مین رسوا ہے یعنی اہل دنیا کو عقل کامل نہین ہی تو راز مت بیان کر وقت غور کرنے کا ہے اور کہے گا تو رسوا ہوگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
٥٣ غور کیا ہے شعر کیا ہے چشم کو روان کرنا جو تن سے جان چھوٹے اسکو روان کہتے ہین حکیم بوعلی سینا نے کہ جان اسکی قید تن سے چھوٹی اور روان ہوئی جنت مین یا دوزخ کی جانب روان ہوئی جیسے چوپا کو نہ کو نہین چھپتا ہے اُسنے دو لقب جی و تن کے رکھے ہین اسواسطے فرق کے کہ [illegible] جان پر جو جیو اُس جان کہ جو فرمان پر چلے اگر وہ گل کو خار چاہے وہ ہو ویے یعنی اسکا غور کر جو جان کہ تن کو چھوڑے عام معنی مین روان ہوتی ہین بقول حکیم بوعلی سینا کے اسکو روان کہتے ہین اور جان کہ بسبب غفلت کے اُس عالم مین سانہین ہے اسکو جان کہتے ہین پس اہل معنی کی جان کو روان کہنا چاہیے اور غافلان دنیا کی جان آگے بیان ہود علیہ السلام کے معجزہ کا ہے فافہم ۱۲

یا روان شد او بسوی هاویه · همچو موش از زاویه در زاویه
دو لقب را او برین سر زد نهاد · بهر فرق ای آفرین بر جانش باد
در بیان آن که بر فرمان رود · گر گلی را خار خواهان آن شود

یا ہوئی دوزخ کی جانب وہ رواں · جیسے چوہا کونے کونے میں نہاں
ان لقب ان دو کو جو اُس نے رکھے · بہر فرق آفرین اُس جان پہ ہے
اُس بیان میں کہ چلے فرمان پہ جو · گل کو چاہے خار جو وہ ہووے دو

بیان معجزه هود علیه السلام در تخلیص مومنان از باد عذاب

بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا مومنوں کی رہائی کی نسبت وقت نازل ہونے ہوا کے

هود گرد مومنان خطی کشید · تا ز باد آن قوم او رنجے ندید
باد طوفان بود او کشتی عسی · هست ازین طوفان و این کشتی بسی
مومنان از دست باد ضائره · جمله بنشستند اندر دائره
باد طوفان بود و کشتی لطف هو · بس چنین کشتی و طوفان دارد او
قصد شاه آن نه که خلق ایمن شوند · قصدش آنکه ملک گردد پای گرند
آن خراسی میدود قصدش خلاص · تا بیابد او ز زخم آن دم مناص
قصد او آن نے که آبی بر کشد · یا که کنجد را بدان روغن کند
گاو بشتابد ز بیم زخم سخت · نے برای بردن گردون و رخت
پادشاهی را خدا کشتی کند · تا بحرص خویش بر صفها زند
لیک حق دادش چنین خوف وجع · تا مصالح حاصل آید در تبع
همچنین هر کاسبی اندر دکان · بهر خود کوشد نه اصلاح جهان
هر یکی بر درد جوید مرهمی · در تبع قائم شده زان عالمی

ہود نے خط کھینچا گرد مومنان · تا ہوا سے قوم کو ہووے امان
باد طوفان تھی وہ کشتی امن کی · ہے بہت یہ کشتی اور طوفان بھی
مومن اس باد نفر کے ہاتھ سے · دائرہ میں امن سے بیٹھے رہے
باد طوفان تھی وہ کشتی لطف ہو · وہ رکھے بس کشتی و طوفان کو
قصد نے شہ کا کہ خلق ایمن رہے · قصد اُسکا ملک آفت سے بچے
خر پھرے چلی سے چھٹنے کیلئے · تا نجات اک دم وہ پائے مار سے
بیل کا نے قصد کہ پانی کھینچے · یا کہ کنجد سے جدا روغن کرے
ہیں سب چلتے ہیں ڈر سے مار کے · اور نہ گاڑی کھینچنے کیواسطے
بادشاہ کو بس خدا کشتی کرے · تا چلے سیدھے وہ اپنی حرص سے
لیک حق نے خوف اُنھیں ایسا دیا · اہلیت تا ہو اطاعت میں سوا
ایسے ہی ہر پیشہ ور دوکان پہ · بہر خود ساعی نہ نفع عام کے
ہر کوئی ڈھونڈھے ہے مرہم درد کا · اُس سے اک عالم اطاعت میں پڑا

سطر ۲ ہود نے الخ ۱ شعر ہود ہم نے ایک خط کھینچا گرد مومنوں کے تا قوم کو ہوا سے امن ہو باد طوفان تھی اور وہ کشتی امن کی تھی ایسی بہت کشتی طوفان مومن اس ہاتھ سے دائرہ میں امن سے بیٹھے رہے باد طوفان تھی اور لطف ہو کشتی کہ وہ بہت کشتی و طوفان کو رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے خدا بادشاہ کو کشتی کرے تا کہ سیدھے وہ اپنی حرص سے چلیں یہ قصد شاہ کا نہیں کہ خلق میں رہے بلکہ قصد اس کا ہے کہ ملک آفت سے بچے یعنی خداوند عالم بہت طوفان و کشتیاں رکھتا ہے آگے اس کا بیان ہے مثل میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

سطر ۳ خر پھرے الخ ۱ شعر خر چکی کا رہائی کے لئے پھرے تا کہ ایک دم مار سے نجات پائے بیل کا قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے یا کہ روغن کنجد سے جدا کرے سب بیل مار کے ڈر سے چلتے ہیں اور گاڑی کھینچنے کے واسطے نہیں و لیکن خدا نے انھیں ایسا خوف دیا کہ اہلیت اطاعت میں سوا ہے ایسے ہی ہر ایک پیشہ ور دکان پر اپنے واسطے ساعی ہے نہ نفع عام کے واسطے ہر کوئی مرہم درد کا ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے ایک عالم اطاعت میں پڑا حق نے اس جان کا تخم خوف کو کیا کہ جان کے خوف سے ہر ایک کام میں پڑا یعنی ہر ایک کام اپنے نفع ذات کے واسطے کرتا ہے نہ نفع عام کے واسطے گر خوف جان سے ہر ایک کام کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حق ستون اینجہان از ترس ساخت ۔ ہر یکی از ترس جان در کار باخت
حمد ایزد را کہ ترسے را چنین ۔ کرد او معمار و اصلاح زمین
این ہمہ ترسندہ اند از نیک و بد ۔ ہیچ ترسندہ نمی ترسد ز خود
پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسیست ۔ کہ قریبست او وگر محسوس نیست
ہست او اندر رگہا ای بوالہوس ۔ تا نگردی فارغ از شب عسس
ہست او محسوس اندر مکمنی ۔ لیک محسوس حس این خانہ نے
آن حسے کہ حق بدان حس مظہرست ۔ نیست حس این جہان آن دیگرست
حس حیوان گر بدیدی آن صور ۔ بایزید وقت بودی گاو و خر
آنکہ تن را مظہر ہر روح کرد ۔ وانکہ کشتی را براق نوح کرد
گر بخواہد عین کشتی را بجو ۔ او کند طوفان توای نور جو
ہر دمت طوفان و کشتی ای مقل ۔ با غم و شادیت کرد او متصل
گر نہ بینی کشتی و دریا بپیش ۔ لرزہا بین در ہمہ اجزای خویش
چون نہ بیند اصل ترسش را عیون ۔ ترس دارد از خیال گونہ گون
مشت بر اعمی زند یک جلف مست ۔ کور پندارد لگد زن اشترست
زانکہ آندم بانگ اشتر می شنید ۔ کور را گوش است آئینہ نہ دید
باز گوید کور نے این سنگ بود ۔ یا مگر از قبہ پر طنگ بود
این نبود و آن نبود و آن نبود ۔ آنکہ او ترس آفرید اینہا نمود

اس جہان کا حق نے ڈر کو تھم کیا ۔ خوف جان سے کام میں ہر اک پڑا
شکر حق کہ ایسے ڈر کو ظاہر ا ۔ اُس نے معمار اس زمین کا کر دیا
کیونکہ نیک و بد کو سب سے خوف ہی ۔ نے کوئی خائف ڈرے ہے آپ سے
پس حقیقت مین وہ حاکم سب پہ ہی ۔ کہ قریب ا ب وہ ہی گو محسوس نے
وہ ہی اندر رگھات کے ای بوالہوس ۔ تا نہ فارغ شب سے ہو تو کوتوال
جائے پوشیدہ مین وہ محسوس ہے ۔ حس اس گھر کی نہ جو محسوس ہے
بس وہ حس کہ اس سے حق ظاہر کیجے ۔ ہے نہ یان کی حس ہے وہ تو اور ہی
دیکھتی گر حس حیوان وہ صور ۔ بایزید وقت ہوتے گاو خر
جس نے تن کو روح کا مظہر کیا ۔ اور براق نوح کشتی کو دکھا
عین کشتی کو اگر چاہے بجو ۔ وہ کرے طوفان تر ا ای نور جو
ہر گھڑی کشتی و طوفان کو کرے ۔ متصل شادی و غم سے وہ رکھے
گر نہ دیکھے بحر کشتی سامنے ۔ اپنے اجزا مین تو لرزہ دیکھ لے
اصل پرسش کو نہ دیکھے آنکھ جو ۔ فکر گونا گون ہے کیسے خوف سے ہو
مارے گر اندھے کو گھونسا اک شتر ۔ جانے اندھا کہ لگد زن ہے یہ خر
کیونکہ اندھے نے سنا آواز خر ۔ آنکہ اندھے کا گوش اور بے نظر
پھر کہے اندھا نہین یہ سنگ تھا ۔ یا کہ شاید گیند تھی پر از جفا
یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور نہ تھا ۔ یہ دیکھا یا جس نے ڈر پیدا کیا

سے ۱ شکر حق آخ ے شعر خدا کا شکر کہ اس نے خوف ظاہر اُس نے معمار اُس زمین کا کر دیا کیونکہ سب کو نیک و بد سے خوف ہے اور کوئی خائف آپ سے نہین ڈرتا ہے پس حقیقت مین وہ سب پر حاکم ہے کہ آپ وہ قریب ہے اگرچہ محسوس نہین ہے وہ اندر رگھات کے ہے اے بوالہوس تا نہ فارغ شب سے کوتوال ہو وہ محسوس اس گھر کی حس سے نہین ہے بس وہ حس کہ اُس سے حق ظاہر دیکھے یہان کی حس نہین ہے وہ تو اور ہے اگر حس حیوان کی صورت دیکھتے بایزید وقت ہوتے گاو و خر یعنی وہ محسوس پوشیدہ اس حس سے ہے کہ یہ حس دنیا مین اسکو معلوم نہین کر سکتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے ۲ جس سے تن کو آخ ے شعر جس نے تن کو روح کا مظہر کیا اور کشتی کو براق نوح کا کیا اگر وہ نفس عین کشتی کو طوفان پیدا کرے اے نور ہر دم تیرے طوفان و کشتی کو متصل شادی و غم سے وہ رکھے اگر بحر و کشتی روبرو نہ دیکھے اسکو فکر گونا گون سے کون خوف ہے آگے اسکی مثال ہے اگر کوئی اندھے کو ایک گھونسا مارے اندھا جانے کہ یہ خر لات مارتا ہے کیونکہ اندھے نے آواز خر کی نہین سنی ہے کہ اندھے کا گوش ہے نظر نہین ہے یعنی خدا کو اگر ظاہر نہین دیکھتا ہے تو اس کو تلاش سے خود مین دیکھے آگے آثار آپ کا بیان ہے فافہم ۱۲
سے ۳ پھر کہے آخ ۵ شعر پھر اندھا کہے یہ سنگ تھا یا کہ شاید گیند تھا پر جفا یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا یہ دیکھا یا جس نے خوف پیدا کیا آگے اسکے حقائق ہین خوف و لرزہ غیر سے ہوتا ہے ہرگز کسی کو خود سے خوف نہین ہے آگے وہ حکیم اس ڈر کو وہم کہتا ہے اُس نے اس بات سے سمجھ بوجھ کی وہم نہین ہے اور بے رواج گھر سے کوئی گھونسا نہین چلتا ہے یعنی خوف غیر سے ہوتا ہے اپنے سے نہین ہوتا ہے بقول سے تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ اس صورت مین صنعت بادی صانع کی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ترس و لرزہ باشد از غیر یقین / ہیچکس از خود نترسد ای حزین
آن حکیمک وہم خواند ترس را / فہم کژ کرد است او این درس را
ہیچ وہمی بے حقیقت کے بود / ہیچ قلبی بے صحیحی کے رود
کے دروغی قیمت آرد بی ز راست / در دو عالم ہر دروغ از راست خاست
راست را دید او رواجی و فروغ / بر امید آن روان کرد او دروغ
ای دروغی کہ ز صدقت این نواست / شکر نعمت کن مکن انکار راست
از مفلسف گویم و سودای او / یا ز کشتیہا و دریاہای او
بل ز کشتیہاش کان پند دلست / گویم از کل جزو در کل داخل است
ہر ولی را نوح و کشتیبان شناس / صحبت این خلق را طوفان شناس
کم گریز از شیر و اژدرہای نر / ز آشنایان و ز خویشان کن حذر
در تلاقی روزگارت می برند / یادشاہان روزگارت می خرند
چون خر تشنہ خیال ہر یکے / از قف کن فکر را شربت یکے
نشف کردستت خیال آن وشات / شبنمی کہ داری از بحر الحیات
پس نشان نشف آب اندر غصون / آن بود کہ می نجنبد در رکون
عضو حر شاخ تر و تازہ بود / می کشی ہر سو کشیدہ می شود
گر سبد خواہی توانی کردنش / ہم توانی کرد چنبر گردنش
چون شد آن ناشف ز نشف بیخ خود / ناید آن سوے کہ امرش می کشد

خوف اور ہوتا ہے لرزہ غیر سے / خود سے نے ہرگز کسی کو خوف ہے
وہ حکیم اس ڈر کو کہتا وہم ہے / اُس نے کی یہ ٹیڑھی سمجھ اس بات سے
بے حقیقت کب کوئی وہم ہے / بے کھرے کے نے کوئی کھوٹا چلے
جھوٹ کو بے سچ کب قیمت ملے / جھوٹ اک سچ سے دو عالم میں چلے
سچ کا دیکھا جو رواج اُسنے سوا / جھوٹ اس امید پر اُس نے کہا
سچ سے تیرے ہے رواج اس جھوٹ کا / شکر کر مت سچ سے کر انکار تو
فلسفی اور اُسکے سودا سے کہوں / یا کہ کشتی اور دریا سے کہوں
بلکہ کشتی سے کہ رغبت دل رکھے / میں کہوں کل سے کہ جز سب کل میں ہے
ہر ولی کو نوح کشتیبان جان / خلق کی صحبت کو تو طوفان جان
اژدہا اور شیر سے نے بھاگ تو / اپنے خویش و آشنا سے بھاگ تو
عمر صحبت سے وہ کھوتے ہیں تری / عمر ضائع اُنکی خواہش میں تری
جون خر تشنہ خیال ایک ایک کے / قیف تن سے فکر کا شربت پیے
فکر اُن کی چوستی ہے تو رکھے / جو رطوبت زندگی کی بحر سے
پس نشان اُس چوسنے کا تن میں ہے / وہ ہے جو حرکت ترے عضو میں ہے
عضو شاخوں کا تر و تازہ جو ہو / تو جھکائے جس طرف جھک جائے وہ
توڑ کر چاہے اسکو کر سکے / حلقہ گردن کا بنائے وہ بنے
جب ہوئی وہ جذب اپنی اصل سے / نے جھکے جس سو جھکانا تو کرے

سا جھوٹ کو آلخ ۶ شعر جھوٹ کو بغیر سچ کے قیمت نہیں ملتی ہے اور جھوٹ ایک سچ سے دونوں عالم میں چلتا ہے جو اس نے سچ کا رواج سوا دیکھا تو اس نے جھوٹ اس سچ کی امید پر رکھا تیرے سچ سے اس جھوٹ کو رواج ہے تو شکر کر اور سچ سے انکار نہ کر فلسفی اور سودا سے اس کی کہوں یا کشتی اور دریا سے کہوں بلکہ کشتی سے کہ دل رغبت رکھتا ہے میں کل سے کہوں یا جزو سے سب جزو کل میں ہے ہر ایک ولی کو نوح کشتیبان جان اور خلق کی صحبت کو تو طوفان جان یعنی جھوٹ کو رواج سچ کے سبب سے ہے پس صحبت اولیاء کو بہتر جان کہ صحبت عوام سے کہ آفت بڑی ہے بچے بچاوے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سا اژدہا آلخ ۸ شعر اژدہا و شیر سے تو مت بھاگ اپنے عزیزوں و آشناؤں سے تو بھاگ کہ تیری عمر وہ صحبت سے کھوتے ہیں اور تیری عمر ضائع ان کی خواہش میں ہے مگر مانند خر تشنہ کے ایک ایک کے خیال سے قیف شربت فکر کا پیتے ہیں اُن کی فکر چوستی ہے کہ جو رطوبت رکھتا ہے بحر زندگی سے پس نشان اُس چوسنے کا عضو میں وہ ہے کہ جو حرکت تیرے عضوؤں میں ہیں آگے اس کی مثال ہے عضو شاخوں جو تر و تازہ ہو تو جس طرف جھکائے وہ جھک جاوے یعنی جو رطوبت تو بحر زندگی سے رکھتا ہے خواہشات یاران دنیا کی تجھ سے چوسے اور پھر قابل اُس درسگاہ کے نہ رہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پس بخوان قاموا کسالی از نبی ۔۔ چون نیابد شاخ از بیخش طبی
آتشین ست این سخن کوتہ کنم ۔۔ بر فقیر و گنج و احوالش تنم
آتشی دیدی کہ سوزد او نہال ۔۔ آتشی جان بین کزو سوزد خیال
زآتش عشق ست سوزان جان و دل ۔۔ لیک نور زد آن جان و دل
نے خیال و نے حقیقت را امان ۔۔ زین چنین آتش کہ شعلہ زد بجان
خصم ہر شیر آمد و ہر روبہ او ۔۔ کل شئی ہالک الا وجہہ
در وجوہ وجہ او رو خرج شو ۔۔ چون الف در بسم در رو درج شو
آن الف در بسم پنہان کردہ ایست ۔۔ ہست اندر بسم و ہم در بسم نیست
ہمچنین جملہ حروف گشتہ مات ۔۔ وقت حذف حرف از بہر صلات
او صلہ ست و بی و سین زو وصل یافت ۔۔ وصل بی و سین الف را برنتافت
چونکہ حرفی برنتابد این وصال ۔۔ واجب آمد گر کنم کوتہ مقال
چون یکے حرف فراق سین و بی ۔۔ خامشی اینجا بہ است از واجبی
چون الف از خود فنا شد مکتنف ۔۔ بی و سین بی او ہمی گویند الف
مارمیت اذ رمیت از ویست ۔۔ ہمچنین قال اللہ از صمتش بجست
تا بود دارو ندارد او عمل ۔۔ چونکہ فانی شد کند دفع علل
گر شود بیشہ قلم دریا مدد ۔۔ مثنوی را نیست پایانی پدید
چارچوب خشت زن تا خاک ہست ۔۔ می دہد تقطیع شعرش نیز دست

پس تو پڑھ قاموا کسالی اے اخی [۱] ۔۔ جو نہ پائے شاخ جڑ سے کچھ تری
آتشین یہ بات ہے کوتہ کرون ۔۔ اُس فقیر و گنج سے اب کچھ کہون
دیکھی آتش کہ جلائے وہ نہال ۔۔ جان کی دیکھ آتش جلائے جو خیال
عشق کی آتش جلائے جان و دل ۔۔ لیکن ساتھ انوار لائے جان و دل
نے حقیقت نے خیال اس سے بچے ۔۔ ایسی آتش کہ وہ بھڑکے جان سے
ہے وہ ہر شیر اور روبہ کی عدو ۔۔ کل شئی ہالک الا وجہہ
ہر وجود وجہ مین اُس کے فنا [۲] ۔۔ بسم کے اندر الف جیسے چھپا
وہ الف پنہان کیا ہی بسم مین ۔۔ بسم مین ہے اور نہین ہے بسم مین
مات ہو وین سب حروف اس طور سے ۔۔ وقت حذف حرف ملنے کیلئے
وہ صلہ اس سے ملے بے اور سین ۔۔ وصل بے سین سے الف کھویا نہین
جو نہین کھوتا ہی حرف اک یہ وصال ۔۔ واجب آیا گر کرون کوتہ مقال
جبکہ حرف اک ہی فراق سین و بے ۔۔ یان پہ چپ رہنا ضرور اور فرض ہے
جو الف خود سے فنا ہی غیب مین ۔۔ بے و سین کہتے الف ہی اسکے مین
مارمیت اذ رمیت اُس سے ہے ۔۔ ایسے ہی قال اللہ اسکے ضمن سے
جب تلک دارو ہو نے رکھے عمل [۳] ۔۔ جبکہ فانی ہو کرے دفع علل
گر قلم بیشہ سیاہی بحر ہو ۔۔ مثنوی کے پائے کب انجام کو
خشت سانچہ سے بنا تا خاک ہے ۔۔ ہاتھ دے ہی جبکہ تقطیع شعر ہے

[۱] پس تو پڑھ الخ ۲ شعر پس تو پڑھ قاموا کسالی کہ جو نہ پائے شاخ کچھ تری جڑ سے تیری یہ بات آتشین ہے کوتہ کرون اور اس فقیر گنج سے اب کچھ کہون وہ آتش دیکھی کہ نہال کو جلائے اب جان کی آتش دیکھ کہ جو خیال جلائے عشق آتش جان و دل جلائے ولیکن ساتھ انوار کے لائے جان و دل کو نہ حقیقت و نہ خیال اُس سے بچے ایسی آتش کہ وہ جان سے بھڑکے وہ ہر ایک شیر و روبہ کی عدو ہے یعنی کل شئی ہالک ہے ولیکن منہ اُسکا نہین یعنی آتش عشق اگرچہ جان و دل کو جلاتی ہے ولیکن جان و دل کو یہ نور دیتی ہے اور بجز ذات حق کے سب فنا کر دیتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
[۲] ہر وجود وجہ مین الخ ۸ شعر اسکی وجوہ وجہ مین فنا ہو جیسے بسم کے اندر الف پوشیدہ ہے وہ الف بسم مین پوشیدہ ہے اور نہین ہے بسم مین اس طور سے سب حروف مات ہو وین وقت حذف حروف ملنے کے لئے وہ صلہ ہے اُس سے یہ بے وسین سے وصل بے وسین نے الف کو کھویا نہین جو ہے ایک حرف نہین کھوتا ہے یہ وصال واجب آیا ہے اگر کوتہ کرون مقال کو جو ایک حرف فراق ہے بے وسین ہے یہان چپ رہنا ضرور و فرض ہے جو الف خود سے فنا ہے غیب مین بے وسین ہے اسکی الف کہتے ہین مارمیت اذ رمیت اُس سے ہے اور ایسے ہی قال اللہ اسکی ضمن سے ہے یعنی توحق مین مثل الف بسم کے فنا ہو اگرچہ بظاہر نہین ہے مگر پڑھنے مین آتا ہے اسی طرح جب توحق مین فنا ہوگا گو تو نہ ہوگا مگر تیرا ہونا ذات حق مین قائم رہیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲
[۳] جب تلک الخ ۳ شعر جب تلک خود دارو ہے نہین عمل کرتی ہے جبکہ وہ فانی ہو دفع بیماری کو کرے اگر بیشہ قلم اور دریا سیاہی ہو کب مثنوی کے انجام کو پائے جب تک خاک ہے اینٹین گرہ ھاکر اور تقطیع تجھ کو مات ہے شعر سے ہے جنگل تر ہے اور فنا ہووے جیسے دریا سے وہ جنگل عیان ہے جو خاک ہے اور فانی ہو دریا کف سے خاک کو پیدا کرے اس واسطے حق تعالی نے کہا ہے کہ تم کل مر بھرے دریا سے رو جب کام نہ ہو باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲

چون نماند بیشها سر در کشید　　بیشها از عین دریا سر کشید
چون نماند خاک بودش جب کند　　خاک سازد بحر او چون کف کند
پھر این گفت آن خداوند فرج　　حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج
باز گرداند بحر در و در خشک شد　　هم ز لعبت گو که کودک راست به
تا ز لعبت اندک اندک در صبا　　جانش گردد بایم عقل آشنا
عقل ازین بازی همی آید صبی　　گرچه با عقل ست در ظاهر ابی
کودک دیوانه بازی کی کند　　جزو باید تا که کل را پے کند

جو نہ جنگل رہوے اور رہوے نہان　　عین دریا سے وہ جنگل ہو عیان
جو نہ رہوے خاک اور فانی بنے　　بحر کف سے خاک کو پیدا کرے
اس لیے حق نے کہا کہ تم کلام　　میرے دریا سے کرو جب ہو نہ کام
بحر[۵۱] سے جدا اور خشکی مین تو جا　　کہ تو لعبت سے ہوں لڑکے خوش سوا
اسکی جان لعبت سے تا اندر صبا　　عقل کے دریا سے ہو کچھ آشنا
عقل اس بازی سے آئے طفل کو　　گرچہ ظاہر عقل سے سرکش ہو وو
کودک دیوانہ بازی کب کرے　　چاہیئے جز تا پتا وہ کل کا دے

رجوع بقصہ فقیر گنج طلب

رجوع طرف قصہ فقیر گنج طلب کے

یک خیال آن فقیر بے ریا　　عاجز آورد از بیا و از بیا
بانگ او تو بشنوی من نشنوم　　زانکہ در اسرار همراز ویم
طالب گنجش مبین خود گنج اوست　　دوست کے باشد بمعنی غیر دوست
سجدہ خود را میکند هر لحظہ او　　سجدہ پیش آئینہ است اش بهر رو
گر بدیدی ز آئینہ او یک پشیز　　بے خیال او نماندی هیچ چیز
هم خیالاتش هم او فانی شدی　　دانش او محو نادانی شدی
دانشے دیگر ز نادانی ما　　سر بر آوردی عیان کانی انا
اسجدوا لآدم ندا آمد همی　　کادمید و خویش بینندش دمی

اس[۵۲] فقیر بے ریا کے خیال نے　　کر دیا آو آو سے عاجز مجھے
سنے تو بانگ اسکی میں سنوں　　کیوں میں اسکے بھید کا ہمراز ہوں
وہ نہ طالب گنج کا خود گنج ہے　　دوست کب معنی میں غیر دوست ہو
وہ کرے ہر لحظہ سجدہ آپ کو　　سجدہ پیش آئینہ ہے بہر رو
آئینہ سے دیکھتا گر اک پشیز　　بے خیال اس کے نہ رہتی کوئی چیز
بھی[۵۳] ہوتا فانی بھی اسکا خیال　　عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال
میری[۵۴] بیعقلی سے یہ اک اور سوا　　پیدا ہوتی ظاہرا کانی انا
اسجدوا لآدم ندا آئی یہی　　دیکھو خود کو اسمین تم ہو آدمی

۵۱ بحر سے آخر ۴ شعر تک بحر سے جدا اور خشکی مین جا اور لعبت کے حال سے کہ کہ لڑکے خوش سوا ہوں لعبت سے اس کی جان تا صبا ہو دریا سے عقل سے کچھ آشنا ہو اس بازی سے عقل آئے طفل کو اگرچہ عقل سے وہ ظاہر سرکش ہے لڑکا دیوانہ کھیلتا نہیں ہے پس جزو چاہیئے تا پتا وہ کل کا دے یعنی مجاز کی باتیں کرتا حقیقت اہل طلب پر رکھے کیونکہ جزو کل کا پتا دیتا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اس فقیر آخر ۶ شعر اس فقیر بے ریا کے خیال نے آو آو سے مجھ کو عاجز کر دیا آگے حقائق ہیں تو بانگ اس کی نہیں سنتا میں سنتا ہوں کیونکہ میں اس کے بھید کا ہمراز ہوں وہ طالب گنج کا نہیں ہے دوست کب تک معنی میں غیر دوست کے ہو وہ ہر لحظہ سجدہ آپ کرے کہ پیش از آئینہ سجدہ واسطے منہ کے ہے اگر آئینہ سے ایک کوڑی بھر دیکھتا ہے کوئی چیز بے خیال اس کے نہ رہتی بھی وہ فانی ہوتا بھی اس کا خیال اور عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال باقی حال آگے ہے ۱۲ ۵۳ میری بے عقلی سے آخر ۲ شعر میری بے عقلی سے ایک عقل اور سوا پیدا ہوتا بظاہر ترجمہ کہ تحقیق میں ہوں ترجمہ سجدہ کرو آدم کو بھی ندا آئی کہ اس میں خود کو دیکھو تم آدمی ہو ان کی آنکھ احولی دور کرے تا زمین عین چرخ چنبر ہوئی لا الہ کہکر الا اللہ کہا لا ہو کہکر الا ہو نور وحدت کھلا وہ حبیب اور وہ خلیل باہداوقت وہ ہے کہ میرا کان کھینچتا ہے طرف چشمہ کے کہ تو اسے دہن ہو جو میں نے چھپایا تو مت کہ خلق کو اگر تو کہے خود کہے خود نہ ہو وسے انکار اور اظہار کے قصد سے تو جرم دار ہو یعنی جب خود کو فنا کیا تو اللہ ثابت ہوا لا میں الا اللہ ہے بقول استاد ۵ لا کہا تو لا ہوا وہ لا بھی اس میں لا ہوا جز لا ہوا کل لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا پس پس حجابات پوشیدہ ہے قیاس کو مت کہہ اور اگر کہیگا تو مجرم ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
احولی از چشم ایشان دور کرد	تا زمین شد عین چرخ لاجورد	احولی دور آنکھ سے انکی کری	ہوئی زمین تا عین چرخ چنبری
لا اله گفت و الا الله گفت	گشت لا الا الله و وحدت شگفت	لا اله کہکر جو الا الله کہا	ہوگے لا الا الله ہو وحدت کھلا
آن حبیب و آن خلیل با رشد	وقت آن آمد که گوش ما کشد	وہ حبیب اور وہ خلیل باہدا	وقت وہ ہے کان کھینچے ہر مرا
سوی چشمه که دهان زینها بشو	انچه پوشیدیم از خلقان مگو	سوے چشمہ کو دہن تو اس سے دھو	جو چھپایا مین نے مت کہہ خلق کو
ور بگوئی خود نه گردد آشکار	تو به قصد کشف گردی جرم دار	گر تو کہوے خود نہووے آشکار	قصد سے اظہار کے ہو جرم دار
لیک من اینک بدیشان می‌تنم	قائل این سامع این هم منم	لیکن[سله] اسدم مین پریشان کیتا ہون	مین ہی کہنے سننے والا اسکا ہون
صورت درویش و نقش گنج گو	رنج کشیدن این گروه از رنج کو	صورت درویش نقش گنج سے	کہ گروہ پر رنج ہے کہ رنج سے
چشمهٔ راحت بر ایشان شد حرام	میخورند از زهر قاتل جام جام	چشمۂ راحت ہوا اُن پر حرام	زہر قاتل ہے ہین پیتے جام جام
خاکها پر کرده دامن می‌کشند	تا کنند این چشمها را خشک بند	خاک پر دامن کو بس لائے وہین	تا کہ خشک اور بند چشمو نکو کرین
کی شود این چشمهٔ دریا مدد	منطمس زین مشت خاک نیک و بد	چشمۂ دریا مدد یہ کب بھرے	نیک و بد کی ایک مٹھی خاک سے
لیک گوید با شما من بسته‌ام	بی شما من تا ابد پیوسته‌ام	بولا با خود سے ترے مین بند ہون	اور بیخود سے ترے شامل ہون
قوم معکوسند اندر مشتها	خاک خوارد آب را کرده رها	اشتہا مین قوم یہ معکوس ہے	خاک کھائے اور پانی چھوڑ دے
ضد طبع انبیا دارند خلق	اژدها را یار میدارند خلق	ضد[سله] طبع انبیا رکھے ہے خلق	یار اپنا اژدہا رکھتی ہے خلق
چشم بند خصم او چون دانسته	هیچ دانی از چه دیده بسته	چشم بند خصم جو جانے تو ہے	کچھ بھی جانا چشم بند ہے کس لئے
هرچه بگشادی بدل آن دیده را	یک بیک مثل البدل دان آن ترا	کس نے کھولا تو نے بدلا دید کا	بدلا بہ ترجان تو اس کو سوا
لیک خورشید عنایت تافته	آیستان را از کرم دریافته	چمکا خورشید عنایت از خدا	نا امیدون کو کرم سے پالیا
نرد بس نادر ز رحمت باخته	عین کفران را انابت ساخته	نرد نادر اپنی کھیلی رحم سے	عین کفران کو کیا امید ہے
هم از این بدبختی خلق آن جواد	منفجر کرده دو صد چشمه وداد	بدنصیب خلق سے جواد نے	دو سو چشمے لطف کے جاری کئے
غنچه را از خار سرمایه دهد	مهره را از مار پیرایه دهد	دیتا غنچہ کو ہے رونق خار سے	دیتا مہرہ کو ہے رونق مار سے

[سله] لیکن اسدم آخر ہے شعر یعنی لیکن اسوقت مین پریشان کتا ہون اس کا مین ہی کہنے والا اور سننے والا ہون صورت درویش و نقش گنج سے کہ کہ گروہ پر رنج ہے رنج سے کہ چشمہ راحت ان پر حرام ہوا کہ زہر قاتل سے جام جام پیتے ہین خاک دامن مین وہ بھر کے لاتے ہین کہ تا خشک و بند چشمون کو کرین یہ چشمہ دریا مدد کب کرے ایک مٹھی خاک نیک و بد سے چشمہ نے کہا کہ تیرے با خود سے مین رکا ہون اور بیخود کرتے شامل ہون یہ قوم اشتہا مین معکوس ہے خاک کھائے اور پانی کو چھوڑ دے یعنی اہل دُنیا کا کام برعکس ہے کہ صورت ظاہری پر مرتے ہین اور معنی سے بجا گتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۔ [سله] ضد طبع آخر ہے شعر خلق طبع انبیا کی ضد رکھتی ہے اور اژدہا کو یار اپنا رکھتی ہے چشم بند دشمن کی تو جانتا ہے کچھ بھی جانا کہ چشم بند کس لئے ہے کس پر بدلا دید کا تو نے کھولا اس کو بدلا بہ ترجان سوا خورشید عنایت کا خدا سے چمکا اور نا امید ون کو کرم سے پالیا اپنے رحم سے نرد نادر کھیلے اور عین کفران کو امید وار کیا ہے بدنصیب خلق سے کریم جواد نے دو سو چشمے لطف سے جاری کئے آگے اس کی مثال ہے غنچہ کو رونق دینا خار سے مہرہ کو رونق دینا مار سے ہے یعنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے عیبون کو بھلا کرتا ہے اور برائی کو بھلائی کر دیتا ہے باقی مثال آگے ہے فافہم ۔

از سواد شب برون آرد نهار / وز کف معسر برو ماند یسار
آرد و سازد ز ریگ او بهر خلیل / کوه با داود سازد هم رسیل
کوه با وحشت دران ابر ظلم / بر کشاید بانگ چنگ زیر و بم
خیز ای داؤد از خلقان نفیر / ترک آن کردی عوض از ما بگیر

ظلمت شب سے عیان دن کو کرے[۵۱] / تنگدستی سے فراخی بس وہ دے
ریگ کو آٹا کرے بہر خلیل / کوہ کو داؤد سے دے قال و قیل
کوہ وحشت ناک تیرہ ابر مین / بانگ چنگ زیر و بم باہم کرین
اٹھ تو اے داؤد تارک خلق کے / تو نے چھوڑا وہ عوض مجھ سے تو لے

انابت طالب گنج و پشیمانی او از تعجیل و بے صبری

دعا مانگنا طالب گنج کا اور پشیمان ہونا اُس کا جلدی و بے صبری سے

گفت آن درویش کای دانای راز / از پی این گنج کردم یاوه تاز
دیو حرص و آز مستعجل تگی / نے تأمل جست و نے آہستگی
من ز دیگی لقمهٔ نا دوختم / کف سیه کردم دہان را سوختم
خود نه گفتم چون درین نا موقنم / زان گره زن این گره را حل کنم
قول حق را ہم ز حق تفسیر جو / ہین مگو ژاژ از گمان ای یاوه گو
آن گره کو زد ہمو بگشایدش / مہره کو انداخت او بر بایدش
گرچه آسانت نمود این سان سخن / کی بود آسان رموز من لدن
گفت یارب توبه کردم زین شتاب / چون تو در بستی تو کن ہم فتح باب
بر سر خرقه شدم بار دگر / در دعا کردن بُدم ہم بی ہنر
کو ہنر کو من کجا دل مستوی / این ہمه از عکس تست این ہم توی

بولا وہ درویش کای پروردگار[۵۲] / گنج کی خاطر کرون بیہودہ کار
دیو حرص و آز کا ہے تیز رو / نے تأمل ڈھونڈھے نے آہستہ جو
دیگ سے ایک لقمہ نے مین نے کیا / منھ جلایا کف سیہ مین نے کیا
نے کہا خود بے یقین کیون مین ہوا / اُس گرہ زن سے گرہ یہ حل کرون
قول حق کو حق سے تو معلوم کر / مت گمان سے کہہ تو بیہودہ مگر
وہ گرہ دی جسنے کھولے گا وہی / مہرہ جو ڈالا لیگا لیویگا وہی
سہل دکھلایا اگرچہ یہ سخن / سہل کب ہوے رموز من لدن
بولا یارب توبہ جلدی مین نے کی / تو نے جو در باندھا کھولیگا تو ہی
پھر دوبارہ مین گیا ہون کسب پہ[۵۳] / تھا دعا کرنے مین بھی بے ہنر
کان ہنر کان دل کہان دل کی خوشی / یہ ترا کل عکس ہے یہ بھی تو ہی

سلہ ظلمت شب کو آخر سہ شعر ظلمت شب سے دن کو عیان کرے اور تنگدستی سے فراخی دے ریگ کو آٹا واسطے خلیل کے کرے اور وہ کوہ کو داؤد سے باتین کرا دے کوہ وحشت ناک ابر تیرہ مین بانگ چنگ زیر و بم کی باہم کرین اے داؤد تارک خلق کے تو اٹھ تو نے چھوڑا وہ عوض مجھ سے لے یعنی خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے تارک الدنیا جو تو نے دنیا کو میرے واسطے ترک کیا ہے تو عوض مجھ سے اُس کا لے کہ مین تیرے واسطے وافی و کافی ہون آگے طالب گنج کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ بولا وہ درویش آخر ۸ شعر اُس درویش نے کہا کہ اے پروردگار مین گنج کی خاطر بیہودہ کام کرون دیو حرص و آز کا تیز رو ہے نہ تأمل ڈھونڈھے وہ نہ آہستہ ہو تب مین نے دیگ سے ایک لقمہ نہین لیا منھ جلایا اور ہاتھ سیاہ مین نے کیا خود نہین کہا بے یقین مین کیون رہون اُس مشکل ڈالنے والے سے مشکل حل کرون تو قول حق سے معلوم کر اور گمان سے بیہودہ مت کہہ کہ جس نے وہ گرہ دی وہی کھولیگا اور جو وہ مہرہ ڈالیگا وہ ہی لیوے گا اگرچہ سہل دکھلایا مگر رموز من لدن سہل کب ہووے درویش نے کہا کہ یارب اس جلدی سے توبہ کی جو تو نے دروازہ بند کیا تو ہی کھولیگا یعنی درویش نے رجوع بحق کی کہ اے رب میرے مین جو حرص کی آفت مین پڑا اب تو ہی اس مشکل کو میری حل کریگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ پھر دوبارہ آخر ۶ شعر پھر دوبارہ مین کسب پر گیا جو مین دعا کرنے مین بے ہنر تھا کہان ہنر اور کہان دل کہان دل کی خوشی یہ تیرا عکس ہے پس یہ بھی تو ہی ہے میری عقل و تدبیرین ہر شب خواب مین کشتی کے مانند غرق ہون تو اور آپ مین نہ مین رہون نہ وہ میرا ہنر رہے مثل تن مردہ کے بے ہنر پڑا رہے رات بھر تا صبح وہ شاہ علا آپ ہی الست کردے اور آپ ہی پی کہان بلے کہ کل سیل لے گیا یا نہنگ اُس گل کو کھا گیا یعنی ہنگام خواب شب کے عقل و تدبیرین بالکل جاتی رہتی ہین آگے اس کا بیان ہے ۱۲

هر شبی تدبیر و فرهنگم بخواب / همچو کشتی غرقه میگردد در آب
نقل تدبیرین مری ہر شب بخواب / مثل کشتی غرق ہوتی ہین بقعر آب

خود نه من میمانم و نے آن هنر / تن چو مرداری فتاده بےخبر
نے رہون خود مین نہ وہ میرا ہنر / مثل مردون کے پڑا رہوں بےخبر

تا سحر جمله شب آن شاه علا / خود همی گوید الست و خود بلا
رات بھر تا صبح وہ شاہ علا / آپ ہی کہوے الست آپ ہی بلا

کو بلی کو جمله را سیلاب برد / یا نهنگے گرد گل را خورد و مرد
کان بلی کہ سیل گل کو لے گیا / یا نہنگ اس گل کو بالکل کھا گیا

صبحدم چون تیغ گوهر بار خود / از نیام ظلمت شب بر کشد
صبحدم[۵۱] خود تیغ گوہر بار کو / کھینچے نیزہ نیام شب سے روبرو

آفتاب شرق شب را طے کند / آن نهنگ آن خورده ها را قے کند
آفتاب شرق کو شب طے کرے / وہ نہنگ اس کھائے سب کو قے کرے

رسته چون یونس ز بطن آن نهنگ / منتشر گردیم اندر بو و رنگ
چھوٹا جون یونس نہنگ کے بطن سے / رنگ بو نے کر دیا حیران مجھے

خلق چون یونس مسبح آمدند / کاندرین ظلمات پر راحت شدند
خلق تسبیح کو جون یونس آئی ہے / اندر اس ظلمت کے پر راحت تھے

هر یکے گوید بہ هنگام سحر / چون ز بطن حوت شب آمد بدر
انتظار صبح مین ہر اک کہے / ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے

کے کریمی کاندران لیل وحش / گنج رحمت بنهی و چندین چشش
کا ہے کریم اس رات وحشت ناک مین / گنج رحمت بخشا اور یہ لذتین

چشم تیز و گوش تازه و تن سبک / از شب همچون نهنگ ذو الحبک
چشم تیز اور گوش باز و تن صفا / شب سے کہ ہے جون نہنگ کے ملا

از مقامات وحش روزین پس / هیچ نگریزیم ما چون تو کس
بعدہ[۵۲] اس جائے وحشتناک سے / بھاگین کیون ہم ساتھ جبکہ تجھ سے ہے

موسی آنرا نار دیده نور بود / زنگی دیدیم شب را حور بود
نار موسی کو دکھے وہ نور تھا / زنگی شب ہم نے دیکھا حور تھا

ما نمی خواهیم غیر از دیدهٔ / دیدهٔ تیزی کرشمه بگزیدهٔ
ہم نہین چہتے سوائے چشم کے / چشم تیری بات قابل جو کہ ہے

بعد ازین ما دیده خواهیم از تو بس / تا بپوشد بحر را خاشاک و خس
بعدہ ہم چشم چاہین تجھ سے بس / تا نہ دریا کو چھپائے غار و خس

ساحران را چشم چون رست از عمی / کف زنان بودند بے این دست و پا
ساحرون کی چشم سے پردہ اٹھا / تھے بجاتے تالیان بے دست و پا

چشم بند خلق جز اسباب نیست / هر که لرزد بر سبب ز اصحاب نیست
چشم بند خلق جز اسباب نے / جو تھے اسباب پے اصحاب نے

لیک حق اصحاب نا اصحاب را / در گشاد و برد تا صدر سرا
لیک حق اصحاب نا اصحاب کو / کھولا در کہ لے گیا تا صدر ہو

با کفش نا مستحق و مستحق / معتقان رحمتند از بند رق
مستحق[۵۳] نامستحق ہاتھ اسکے ہے / طاعت اور رحمت سے لیں دم

۵۱ صبحدم آہ ے شعر صبحدم خود تیغ گوہر بار تیز نیام شب سے اپنے کھینچے آفتاب شرق شب کو طے کرے تو وہ نہنگ اس سب کھانے کو قے کرے مثل یونس جو نہنگ کے بطن سے چھوٹا رنگ بو نے مجکو حیران کر دیا خلق تسبیح کو یونس کے مانند آئی ہے اس ظلمت مین بس راحت رکھتی ہے صبح کے وقت ہر وقت ہر ایک کہے جو ماہی شب کے بطن سے چھوٹے کہ اے کریم اس رات و دن وحشت ناک مین گنج رحمت بخشا اور یہ لذتین چشم تیز اور گوش اور تن صاف شب سے ہے کہ مانند نہنگ کے پر بلا ہے یعنی روح شب کو ہنگام خواب کے اس عالم کو جاتی ہے پھر صبح کو واپس آتی ہے آگے اسکا بیان آتا ہے فافہم ۵۲ بعدہ شعر بعدہ اس جائے وحشت ناک سے ہم کیون بھاگین جبکہ تجھ سا ہے آتش موسی کو دیکھی وہ نور تھا ہمنے زنگی شب کو دیکھا وہ حور تھا ہم سوائے چشم کے نہین چاہتے جو کہ چشم تیری بات قابل ہے بعدہ ہم تجھ سے ساحرون کی چشم سے پردہ اٹھا تالیان بجاتے تھے بے دست و چشم بند خلق کی سوا اسباب پر تھے وہ اصحاب نہین لیکن حق تعالی اصحاب نا اصحاب کو دروازہ کھول کر لیگیا صدر تک یعنی جو پابند عالم اسباب ہے وہ اہل حق کا نہین ولیکن حق تعالی دوست و دشمن کو صدر تک پہنچاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۵۳ مستحق الخ شعر مستحق و نامستحق اس کے ہاتھ سے اطاعت و رحمت سے آزاد ہے عدم مین اسکے مستحق کب تھے جو اسنے جان و دانش ہمکو دی ہے ہمکو کب عدم مین استحقاق تھا کہ تا ایسی عقل و جان نے منہ دکھایا اور ہر ایک اغیار کو یار کیا اور اسی خلعت گل ہر ایک خار کو دیا اور خلعت گل تو پھر میری خاک کو ذرہ کر اور تو پھر ناچیز کو چیز کر یہ تو نے پہلے دعا سکھائی تھی ورنہ طاقت خاک کی کب دعا کرنے کی تھی جو دعا تو نے سکھائی مجکو تو اس دعا کو مستجاب کر لیے ہمکو کیا استحقاق تھا کہ جو تو نے ہم پر عنایت کی ہے یہ سراسر تیری مہربانی ہے کہ جو دعا ہمکو سکھائی ہے تو قبول کر باقی حال آگے ہے فافہم

در عدم ما مستحقان کی بدیم
که برین جان و برین دانش زدیم
در عدم ما را چه استحقاق بود
تا چنین عقلی و جانی رو نمود
ای بکرده یار هر اغیار را
ای بداده خلعت گل خار را
خاک ما را ثانیا پالیز کن
هیچ نی را بار دیگر چیز کن
این دعا امر تو کردی ز ابتدا
ورنه خاکی را چه زهره این ہلا
چون دعامان امر کردی ای عجاب
این دعای خویش را کن مستجاب
شب شکسته کشتی فهم و حواس
نی امیدی مانده نی خوف و نه یاس
برده در دریای حیرت ایزدم
تا ز چه فن بر کند بغز ستدم
آن یکی را کرده پر نور و جلال
وین دگر را کرده پر وهم و خیال
گر بخویشم هیچ رای و فن بدی
رای و تدبیرم بحکم من بدی
شب شدی رفتی هوش بی فرمان من
زیر دام من بدی مرغان من
بودمی آگه ز منزلهای جان
وقت خواب و بیهشی و امتحان
چون کفم زین حل و عقد او تهی است
ای عجب این معجبی من ز چیست
دیده را نادیده خود انگاشتم
باز زنبیل دعا بر داشتم
چون الف چیزی ندارم ای کریم
جز دلی دل تنگتر از چشم میم
این الف وین میم ام بود ماست
میم ام تنگ است الف زو نر گداست
این الف چیزی ندارد غافلی است
میم دل تنگ آن زمان عاقلی است
در زمان بیهشی خود هیچ من
در زمان هوش پنجاه هیچ من
هیچ دیگر بر چنین هیچی منه
نام دولت بر چنین گیچی منه

ہم عدم مین مستحق کب اسکے تھے
دی ہمین جو جان و دانش آپ نے ہی
کیا عدم مین ہمکو استحقاق تھا
منہ دکھایا ایسی عقل و جان کا
ای کیا ہے یار ہر اغیار کو
خلعت گل دے دیا ہر خار کو
خاک کو پھر میری پاکیزہ کر
اور پھر ناچیز کو تو چیز کر
یہ دعا پہلے سکھائی تو نے تھی
ورنہ کب کرتی طلب خاک کی
جو دعا مجھکو سکھائی ای عجاب
اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب
شب نے توڑی کشتی فہم و حواس
نے رہی امید نے خوف و ہراس
لیگیا حق بحر حیرت مین مجھے
دم کو رونق میری نا کس فن سے دے
کر دیا اس اک کو پر نور و جلال
کر دیا اس اک کو پر وہم و خیال
ساتھ اپنے رائے گر ہوتی مری
رائے میرے حکم مین ہوتی سبھی
شب نہ جاتا ہوش بے میرے کہے
مرغ میرا دام مین رہتا مرے
جانتا مین اپنی منزلہای جان
وقت خواب و بیہشی و امتحان
جو نہ طاقت حل مشکل مین مجھے
ای عجب یہ نخوتین کیون ہین مجھے
مین نے خود دیدہ و نادیدہ گنا
پھر اٹھایا مین نے زنبیل دعا
جون الف نے کچھ رکھون مین ای کریم
دل سوا دہ تنگ تر آن چشم میم
یہ الف اور میم بس ام ہی میرا
میم ام ہے تنگ الف ہی نر گدا
نے الف کچھ رکھے یہ ہی غافلی
میم دل تنگ اور اسدم عاقلی
بیہشی کے وقت نے کچھ ہیچ مین
ہوش کے ہون وقت پچاس ہیچ مین
اور مت رکھ ہیچ ایسے ہیچ پے
نام دولت مت رکھ اہل ہیچ پے

سـ۵۱ شب نے الخ ۶ شعر شب نے کشتی فہم و حواس کی توڑ دی نہ خوف نہ امید رہی مجکو حق بحر حیرت مین لیگیا تا کہ میرے دم کو رونق کس فن سے دے اس نے ایک نور و جلال کر دیا اس ایک کو پر وہم و خیال کیا اگر اپنے ساتھ میری رائے ہوتی ہیں سب جانے میرے حکم ہوتے شب کو ہوش بے میرے کہے نہ جاتا اور میرے مرغ میرے دام مین رہتا مین اپنی منزلہای جان کی جانتا وقت خواب بیہوشی و امتحان کے یعنی خواب شب نے مجکو کس کو پہونچایا اگر مین کیا کرون کہ میرے اختیار مین کچھ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۲،

سـ۵۲ جو نہ طاقت الخ ۶ شعر جو مجکو حل مشکل مین طاقت نہین ہوا عجب کہ یہ نخوتین کیون مجکو ہین مین نے خود دیدہ کو نادیدہ کیا اور پھر زنبیل دعا کو اٹھایا ای کریم الف کے مانند کچھ نہین رکھتا ہون سوا دل کے کہ تنگ ہے مانند چشم میم کے یہ الف میم میرا ام ہے میم ام تنگ ہے الف نر گدا ہے الف کچھ نہین رکھتا یہ غافلی ہے میم دل تنگ اسدم عاقلی ہے بیہوشی کے وقت مین پچاس ہیچ ہون یعنی الف قامت و میم دل کہ اللہ و محمد ہیں وہ میرے دام مین کہ پرورش میری کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۲،

سـ۵۳ اور مت رکھ الخ ۲ شعر اور ہیچ ایسے ہیچ پر مت رکھ اور اہل ہیچ پر نام دولت مت رکھ مین کچھ نہین رکھون مجھے بہتر کر اور جو رکھون وہ سب سو ہیچ ہے اگر نہین رکھون مجھے رکھنے والا کر پہ دیکھا مجھے کہ مین آب دیدہ مین ننگا ہون کہ جو مین نہ میرے در پر دیدہ بنا ہون بے دیدہ کو آب دیدہ سے نبات دے سینہ اس سبزہ گاہ سے دی اگر آب رہوے تو آب عین دی ترجمہ مثل آنکھین ہی عطا ہین لی بہت ٹوٹنے والین آخر آب دیدہ بنا بخشش حق سے باوجود اس جاہ و اقبال کے یعنی مجھ بندہ مردہ دل کو گریہ سے اس دنیا مین سرسبز کر گریہ سے مقصد سے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۲،

خود ندارم ہیچ پسازد مرا   نہ چونئد ہم دارم ست این صد عنا
ور ندارم ہم تو دار ائیم کن   رنج دیدم رحمت افزائیم کن
ہم در آب دیدہ عریان نیستم   بر در تو چونکہ دیدہ نیستم
زآب دیدہ بندہ بے دیدہ را   سبز دبخش و ہم نبات زین چرا
ور نماند آب آبم دہ ز عین   ہمچو عینین نبی ہطالتین
او چو آب دیدہ جست از جود حق   با چنان اجلال و اقبال سبق
چون نباشم ز اشک خون باریک ریس   من تہی دست و قضاو کاسہ لیس
چون چنان چشم اشک را مفتون بود   اشک من باید کہ صد جیحون بود
قطرۂ زان زین دو صد جیحون بہشت   کہ بیان یک قطرہ جن و انس ہست
چونکہ باران جست آن روضہ بہشت   چون بجوید آب شورہ خاک زشت
ای اخی دست از اجابت تو مدار   با اجابت بار دادیت چہ کار
نان کہ سد و مانع این آب بود   دست از نان میباید شست زود
خویش را موزون و چست و سختہ کن   زآب دیدہ نان خود را بختہ کن
اندرین بود او کہ الہام آمدش   کشف شد این مشکلات از ایزدش

کچھ نہ رکھوں مین کرے بہتر مجھے   جو رکھوں میں وہ ہم ہے سو رنج ہے
گر نہ رکھون رکھنے والا کر مجھے   رنج دیکھا رحمت افزا کر مجھے
آب دیدہ مین ہون مین ننگا کھڑا   در پے تیرے جو نہ مین دیدہ بنا
بندہ بے دیدہ کو آب دیدہ سے   اس چراگہ سے نہایت سبزہ دے
گر نہ رہوے آب وے تو آب عین   مثل عینین نبی ہطالتین
اُس نے آب دیدہ ڈھونڈھا جو حق سے   حق کے با این جاہ اور اقبال کے
کیون نہ کاتون اشک سے باریک میں   ہون قضا سے چننے والا بھیک مین
اشک کے آنکھ ایسی جو مفتون ہوا   اشک میرا مثل سو جیحون ہوا
قطرہ بہتر اُس کا سو جیحون سے ہی   پید اُس قطرہ سے انس و جن ہوے
جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضہ بہشت   کیون نہ ڈھونڈھے آب شور خاک زشت
ای اخی کرنے دعا سے مت رکے   رو اجابت سے تجھے کیا کام ہے
جو کہ روٹی مانع اس پانی کی ہے   ہاتھ اُس روٹی سے دھونا چاہیے
خود کو موزون اور سنجیدہ بنا   روٹی اپنی آب دیدہ سے پکا
اسمین تھا کہ آگیا الہام اُسے   کھل گئین یہ مشکلین اللہ سے

الہام آمدن فقیر و کشف شدن آن مشکل برد

الہام ہونا اُس فقیر کو اور کھلجانا اُن مشکلونکا اسکو

گفت گفتم بر کمان تیر بنہ   کے بگفتم من کہ اندر کش تو زہ
می نگفتم کاین کمان را سخت کش   در کمان بگفتمت نے بر کشش
از فضولی تو کمان افراشتی   صنعت تو اسی تیر برداشتی
ترک این سختہ کمانے رو بگو   در کمان نہ تیر و پریدن مجو

بولا رکھنے تیر کو مین نے کہا   کب کمان مین کھینچنے کو ہے کہا
نے کہا مین نے کمان کو کھینچ تو   رہ کمان میں نے کمان کچھ انیچ تو
تو نے کی بالا فضولی سے کمان   اور کمانداری کی صنعت کی عیان
جان کمان سے کھینچنے کو چھوڑ تو   پھینک مت اور رکھ کمانین تیر کو

سلہ کیون نہ کاتون الخ ۸ شعر مین اشک سے کیون نہ کاتون باریک کہ قضا سے چاہنے والا بھیک کا ہون جو ایسی آنکھ اشک پر مفتون ہوا اشک میرے مثل جیحون کے ہو اس کا ایک قطرہ سو جیحون سے بہتر ہے پید اُس قطرہ سے انس و جن ہوئے جو کہ باران ڈھونڈھے وہ روضۂ بہشت کو کیون ڈھونڈھے آب شور و خاک زشت اے اخی دعا کرنے سے سب دکھے تجھے روا ہو جاتب سے کیا کام جو کہ روٹی اس پانی کی مانع ہے تو ہاتھ اُس روٹی سے دھونا چاہیے خود کو موزون و سنجیدہ بنا اور روٹی اپنے آب دیدہ سے پکا اس مین تھا وہ الہام کیا کہ یہ مشکلین اس کو اللہ سے ہو گئین یعنی تو دعا کرے اور مت رکھے تجھے رد اجابت سے کیا کام ہے آگے قبولیت دعا کا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ بولا رکھنے الخ ۵ شعر کہا مین نے تیر کے رکھنے کو کہا ہے مین نے نہین کہا کب کمان مین کھینچنے کو کہا ہے مین نے نہین کہا کہ تو کون ہے مین نے نہین کہا کہ تو کمان کو کھینچ بلکہ کہا نہین رکھ اور ست ازیچ کمان کو تو نے فضولی سے کمان کو بلند کیا اور کمانداری کی صنعت کو کمان کیا بنے کہ تو کمان کے کھینچنے کو چھوڑ اور مت پھینک اور کمان مین نیزہ کو رکھ جس جا پر تیر گرے گنج طلب اور چھوڑ زور کو عجز سے ڈھونڈھ آگے اسکے حقائق مین فافہم ۱۲

چون بیفتد تیر آنجا می طلب	زور بگذار و بزاری خود سبب	گر طلب وہ تیر جس جا پر گرے	چھوڑ زور اور ڈھونڈھ زاری کو عجز سے
آنچه حق ست اقرب از حبل الورید	تو فگندی تیر فکرت را بعید	جیسے حق اقرب ہے باحبل الورید [سلہ]	تونے پھینکا تیر فکر اپنا بعید
اے کمان و تیرہا برساخته	صید نزدیک و تو دور انداخته	اے کمان سے تیر تونے کھینچکر	دور پھینکا صید ہے نزدیک تر
ہر کرا او دولست دور از روی او	کازماید قوت بازوے او	دور جو ہے دور اپنی رو سے ہی	آزمایا قوت بازو سے ہے
ہر که دور انداز تر او دور تر	در چنین گنج ست او مهجور تر	دور تر جو ڈالے وہ ہو دور تر	وہ ہے ایسے گنج سے مہجور تر
فلسفی خود را از اندیشه بکشت	گو بدو کو راسوی گنج ست پشت	فلسفی نے مارا خود کو فکر سے	کہدو اس کی گنج کی سو پشت ہے
گو بدو چندانکه افزون می دود	از مراد دل جدا تر می شود	کہدو اُس سے جسقدر دوڑے ہی تو [سلہ]	دور تر مقصد سے دل کے ہووے تو
جاهدوا فینا بگفت آن شهریار	جاهدوا عنّا بگفت اے بیقرار	جاہدوا فینا کہا اُس شاہ نے	جاہدوا عنا کہا ہے اُس نے ہی
همچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت	بر فراز قلهٔ آن کوه زفت	جیسے کنعان شرم نوح سے گیا	چوٹی پر اس کوہ کی جو تھا بڑا
ہرچه افزون تر همی جست او خلاص	سوی که می شد جدا تر از مناص	جو رہائی ڈھونڈھی اُسنے بس سوا	سوے کہ آیا خلاصی سے جدا
همچو این درویش بهر گنج و کان	هر صباحی سخت تر جستی کمان	جیسے یہ درویش بہر گنج و کان	ڈھونڈھتا تھا ہر سحر سخت اک کمان
ہر کمانے کو گرفتی سخت تر [یعنی کمان سخت تر ۱۲]	بودی از گنج نشانش بدبخت تر	جو کمان لیتا تھا وہ بس سخت تر	ہوتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر
این مثل اندر زمانه جانی ست	جان نادانان برنج ارزانی است [اسے ازان گنج ۱۲]	یہ زمانہ مین مثل مشہور ہے [یعنی بہت مشہور مثل ہے ۱۲]	جان نادانوں کی ارزان رنج سے [یعنی وہ گنج اسے نہ ملتا تھا ۱۲]
زانکه نادان تنگ دارد ز اوستاد	لاجرم رفت و دکان نو کشاد	کیونکہ نادان رکھے ننگ اُستاد سے [سلہ]	کھولے جا دکان نو کو اس لئے
آن دکان بالای استادان نگار	گنده و پر کژدمست و پر زمار	وہ دکان ہوئے بغیر اُستاد کے	پُر نجاست اور بچھو سانپ سے
زود ویران کن دکان باز گرد	سوی سبزه گلستان و آبخورد	جلد ویران کر دکان اور لوٹ تو	جانب سبز و گلستان آب جو
نے چو کنعان کو ز کبر و ناشناخت	از که عاصم سفینهٔ نوح ساخت	نے جو کنعان کہ ز راہ ناشنا	کشتی امن اُس نے کہ عاصم کیا

سلہ جیسے حق الخ ۵ شعر جیسے حق قریب تر رگ گردن سے ہے اور تو نے اپنا تیر پھینکا دور یعنی خدا تیرے نزدیک ہے اور تو خدا کو آسمان پر ڈھونڈھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے تو نے کمان سے تیر کھینچکر دور پھینکا اور صید نزدیک تر ہے اور جو اپنے روسے دور ہے اور قوت بازو سے آزماتا ہے جو دور تر ڈالے وہ دور تر ہے اور وہ ایسے گنج سے مہجور تر ہے فلسفی نے خود کو فکر سے مارا کہدو اسکی گنج کی طرف پشت ہے یعنی اہل عقل نے حق کو آسمان پر ڈھونڈھا اور اہل دل نے خود مین ڈھونڈھا وہ محروم ہوئے اور یہ واصل آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کہدو الخ ۷ شعر کہ جسقدر تو دوڑتا ہے دل کے مقصد سے تو دور تر ترجمہ کوشش کرو خود مین اُس شاہ نے کہا کہ ترجمہ کوشش کرو ہم سے اُس نے نہین کہا ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے کنعان شرم نوح سے گیا اُس کوہ کی چوٹی پر جو بڑا تھا اُس نے سوا رہائی ڈھونڈھی طرف کوہ کے آیا خلاصی سے علحدہ جیسے روشن یہ درویش واسطے گنج دکان کے ہر سحر ایک سخت کمان ڈھونڈھتا تھا جو وہ کمان سخت تر لیتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر ہوتا تھا یہ مثل مشہور ہے کہ جان نادانون کی ارزان رنج سے ہے یعنی حق تعالی نے خود مین کوشش کرنے کو کہا ہے نہ سوے حق کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ ۶ شعر کیونکہ نادان ننگ رکھتا ہے اُستاد سے اس واسطے دکان نو جاکر کھولتا ہے وہ دکان بغیر اُستاد کے ہووے پر نجاست و بچھو سانپ سے جلد ویران کر اور لوٹ جانب گلستان کے و سبزہ آب جو کے نہین مانند کنعان کے او از راہ ناآشنا کے اُس نے کوہ عاصم کو کشتی امن کیا علم تیر اندازی اسے پردہ تھا اور وہ مراد اس کی اس کے پاس تھی اسے بہت علم ذکاوت و زیرکی غول کے مانند رہنے کے رہزن ہوگئی یعنی علم و ہنر دنیا کا رہزن ہے اور زہر واسطے سالک کے ہے کہ منزل جو مقصود ہے دور کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

علم تیراندازیش آمد عجیب ۔ وان مراد او بدو حاضر قریب
علم تیراندازی پر وہ تھا ارسے ۔ وہ مراد اسکی تھی پاس اسکے دھرے

ای بسا علم و ذکاوات و فطن ۔ گشتہ رہرو را چو غول و راہزن
اے بہت علم و ذکاوت زیرکی ۔ غول سان رہرو کے رہزن ہوگئی

بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند ۔ تا نہ شر فیلسوفی می رسند
صاحب[1] جنت ہین ابلہ بیشتر ۔ تا نہ پہونچے عقل کا کچھ انکو شر

خویش را عریان کن از جملہ فضول ۔ ترک خود کن تا کند رحمت نزول
کر تو دفع خود سے اب جملہ فضول ۔ چھوڑ خود کو تا کرے رحمت نزول

زیرکی ضد شکست ست و نیاز ۔ زیرکی بگذار با گولی بساز
زیرکی ضد شکست و عاجزی ۔ زیرکی چھوڑ اور رہے تو ابلہی

زیرکی شد دام برد و طمع گاز ۔ تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز
زیرکی ہی دام برد و طمع و آز ۔ کیا کرینگے زیرکی کو پاکباز

زیرکان با صنعتی قانع شدند ۔ ابلہان از صنع در صانع شدند
قانع صنعت پر ہوے ہین زیرکان ۔ صنع سے صانع مین گئے ہین ابلہان

زانکہ طفل خورد را مادر نہار ۔ دست و پا باشد نہادہ در کنار
کیونکہ مان بچہ کی دن کو دست و پا ۔ باندھتی گندھک سے ہین بس ظاہرا

داستان آن سہ مسافر مسلمان و جہود و ترسا کہ بہ منزلے رسیدند و لقمہ یافتند و ترسا و جہود سیر بودند و مسلمان صائم

داستان اُن تین مسافر مسلمان و جہود و ترسا کی کہ ایک مکان پر گئے اور کھانا پایا ترسا و جہود پیٹ بھرے تھے اور مسلمان روزہ دار

یک حکایت بشنو اینجا ای پسر ۔ تا نہ گردی ممتحن اندر ہنر
اک[2] حکایت سن تو اس جا ای پسر ۔ تا نہ ہو تو ممتحن اندر ہنر

آن جہود و مومن و ترسا مگر ۔ ہمرہی کردند با ہم در سفر
مومن و ترسا جہود سے بے بصر ۔ تینون ہمرہ بس ہوے اندر سفر

با دو گمرہ ہمرہ آمد مومنے ۔ چون خرد با نفس و با آہرمنی
مومن آیا ساتھ دو کافر کو لے ۔ نفس و شیطان جیسے ہمرہ عقل کے

مرغزی و رازی افتند در سفر ۔ ہمرہ و ہمسفرہ پیش ہم دگر
مرغزی اور رازی وہ اندر سفر ۔ ہمرہ و ہمنوش تھے باہمدگر

در قفس افتند زاغ و جغد و باز ۔ جفت شد در حبس پاک و بے نماز
اک قفس مین آگئے زاغ و جغد و باز ۔ پھنس گئے باہم تھے پاک اور بے نماز

[1] صاحب جنت ہین الخ ۶ بیشتر ابلہ صاحب جنت ہین تاکہ شر عقل کا ان کو کچھ نہ پہونچے اب جملہ فضول کو خود سے دفع کر اور خود کو چھوڑ تا رحمت نزول کرے زیرکی دام برد و طمع و حرص ہے زیرکی کو کیا کرے گی پاکباز و زیرکان قانع ہوئے ہین صنعت پر اور ابلہ صنعت سے صانع مین گئے ہین کیونکہ مان بچہ کے دست و پا گندھک مین باندھتی ہے ظاہرا یعنی زیرکان دنیا صنعت پر قانع رہتے ہین اور ابلہان کہ جنتی ہین وہ صنعت سے صانع کو گئے ہین اور منزل مقصود پر پہونچے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ داستان ہفتم صنعت سے صانع پہچاننے مین

[2] اک حکایت الخ ۵ شعر ایک حکایت سن تو اس جا پر جا کہ امتحان لینے والا تو نہ ہو اندر ہنر کے مومن و ترسا و جہود یہ تینون ہمراہ سفر مین ہوئے مومن دو کافرون کو ہمراہ لیکر آیا جیسے نفس و شیطان ہمراہ عقل کے وہ سفر مین مرغزی و رازی کے ہمراہ و ہمنوش باہمدگر تھے آگے اس کی مثال ہے باز و جغد و زاغ ایک قفس مین پھنس گئے کہ باہم پاک و بے نماز تھے یعنی عقل ہمراہ نفس کے وہ شیطان کے باہم دنیا مین کہ سفر آخرت ہے شریک ہوئے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کرده منزل شب بیک موضع بهم | مشرقی و مغربی قانع بهم
مانده در منزل زره خرد و شگرف | روزها با هم زسرما و ز برف
چون کشاده شد ره و بگشاد بند | بگسلند و هر یکے سوے روند
چون قفس را بشکند شاه خرد | جمع مرغان هر یکے سوے پرد
برکشاده هر یکے پر شوق باد | در هوای جنس خود سوی معاد
برکشاده هر دمی با اشک و آه | لیک پریدن ندارد روی و راه
چونکه ره واشد پرد مانند باد | سوی آن کز باد او پر می کشاد
آن طرف کش بود اشک و سوز آه | چونکه فرصت یافت آن سو کرد راه
در تن خود بنگر این اجزائے تن | از کجا جمع آمدند اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی | عرشی و فرشی و رومی و کشی
از امید عود هر یک بسته طرف | اندرین منزل بهم از بیم برف
برف گوناگون جمود هر جماد | در شتا و بعد آن خورشید داد
چون بتابد تف آن خورشید چشم | کوه گردون گاه ریگ و گاه پشم
در گداز آید جمادات گران | چون گداز تن بوقت نقل جان
چون رسیدند این سه همره منزلے | هدیه شان آورد حلوا مقبلے
برد حلوا پیش آن هر سه غریب | محسنی از مطبخ انی قریب
نان گرم و صحن حلوائے عسل | برد آنکه در ثوابش بود امل

[1] شبکو اک موضع مین ٹھہرے آن کے | مشرقی و مغربی باہم رہے
ٹھہرے منزل مین کسل سے راہ کے | چند دن باہم رہے وہ برف سے
تاکہ ٹوٹے بند اور رستہ کھلے | چھوٹے ہر اک اور اک جانب چلے
جس طرح شاہ خرد توڑے قفس | جمع مرغان ہر طرف اُڑجائیں بس
کھولے ہین ہر اک نے پر باشوق باد | خود ہوائے جنس مین سوئے معاد
کھولے ہر دم پر کو ہے با اشک و آہ | پر نہ طاقت رکھے اُڑنیکی نہ راہ
جب کھلے رہ تو اُڑین مانند باد | اسطرف کہ تولتے پر تھے بباد
اُس طرف کہ اُنکو تھا گریہ و آہ | جو ملی فرصت تو لی اُس سمت راہ
[2] دیکھ اپنے تن مین یہ اجزائے تن | جمع کس جا سے ہوئے اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی | عرشی و فرشی و رومی و کشی
لوٹنے کو مستعد ہر ایک ہے | باہم اس منزل مین خوف برف سے
برف انواع جماد ہر ایک سے | فصل سردی بعدہ وہ شمس سے
جبکہ چمکے تیز وہ خورشید چشم | کوہ ہووے گاہ ریگ اور گاہ پشم
آئے گلنے مین جمادات گران | جیسے گلتا تن ہو وقت نقل جان
[3] تینون ہمرہ پہونچے اک منزل پہ جب | لایا حلوا تحفہ اک مرد نکو
لیگیا تینون کے پاس حلوا سخی | مطبخ انی قریب سے سخی
گرم روٹی اور حلوا شہد کا | لے گیا بہر ثواب اک باخدا

سلہ ۱ شب کو از ۸ شعر شب کو ایک موضع مین آنکے ٹھہرے اور مشرقی و مغربی باہم رہے منزل مین کسل راہ سے ٹھہرے اور چند روز وہ باہم برف سے رہے تاکہ بند ٹوٹے اور رستہ کھلے اور ایک چھوٹے ایک جانب کو جائے آگے حقائق ہین جس طرح شاہ خرد قفس توڑے اور جمع مرغان ہر طرف اُڑجائیں ہر ایک پر تولتا ہے شوق و باد سے خود ہوائے جنس سے طرف معاد کے ہر دم پر تولتا ہے با اشک و آہ و لیکن طاقت اُڑنے کی و راہ کی رکھتا ہے جب راہ کھلے تو اُڑین وہ مانند باد کے اس طرف کہ انکو گریہ و آہ تھا جو فرصت ملے تو اس سمت راہ لی یعنی جیسے مرغ قفس کے ٹوٹنے سے ہر طرف اُڑ جاتے ہین ویسے ہی روح قفس کے کالبد ٹوٹنے سے جانب معاد کے جاتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۲ دیکھ اپنے تن مین از ۶ شعر دیکھ اپنے تن مین کہ یہ اجزائے تن کس جا سے جمع ہوئے ہین آبی و خاکی و بادی و آتشی عرشی و فرشی و رومی و کشی ہر ایک لوٹنے کو مستعد ہے باہم اس منزل مین خوف برف سے برف انواع جماد کا ایک جسم ہے فصل سردی مین دوری شمس سے جبکہ وہ خورشید تیز چمکے کوہ کبھی ریگ و کبھی پشم ہووے گلنے مین آئے جمادات گران بھی تن گلتا ہے وقت نقل جان کے یعنی طلوع شمس اجل سے برف جماد ہر وجود کا کہ سردی دنیا مین جما ہے پگھل جاوے اور ہر ایک شے اپنی اپنی اصل کو جاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ تینون از ۷ شعر جو تینون ہمراہ ایک منزل پر پہونچے ایک مرد نیک حلوا تحفہ مین لایا تینون کے پاس حلوا لیگیا مطبخ انی قریب سے سخی روٹی گرم اور حلوا شہد کا ایک باخدا واسطے ثواب کے لیگیا ترجمہ علم و ادب واسطے اہل شرک کے ہے ترجمہ ضیافت ہماذا ہی خدا نے امانت رکھی واسطے اہل قریہ کے ترجمہ ہر روز گاؤن مین ایک نیا مہمان آئے کہ انہین واسطے ایک سوائے خدا کے کوئی فریادرس ترجمہ ہر رات گاؤن مین مہمان نیا پیدا نہین ہوتے پہونچنے والون مین سوائے خدا بزرگ یعنی اہل اللہ کو نعمت علم و ادب ہے اور اہل دنیا کو نعمت طعام ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

الکیاستہ والادب لاہل المدر | الضیافۃ والقریٰ لاہل الوبر
الضیافۃ للغریب والقریٰ | اودع الرحمٰن فی اہل القریٰ
کل یوم فی القریٰ ضیف حدیث | مالہ غیر الٰہ من مغیث
کل لیل فی القریٰ وفد جدید | مالہم ثم سوے اللہ المجید

تخمہ بودند آن دو بیگانہ زخور | بود صائم روز آن مومن مگر
چون نماز شام آن حلوا رسید | بود من ماندہ در جوع شدید
آن دو کس گفتند ما از خور پریم | امشبش بنہیم و فردا می خوریم
صبر گیریم امشب از خور تن زنیم | بہر فردا لوت را پنہان کنیم
گفت مومن امشب این خوردہ شود | صبر را بنہیم تا فردا بود
پس بدو گفتند زین حکمت گری | قصد تو آنست تا تنہا خوری
گفت ای یاران کہ نے ما سہ تنیم | چون خلاف افتاد ما قسمت کنیم
ہر کہ خواہد قسم خود بر جان زند | وانکہ خواہد قسم خود پنہان کند
آن دو گفتندش ز قسمت در گذر | گوش کن قسام فی النار از خبر
گفت قسام او بود کو خویش را | کرد قسمت بر ہوا نے بر خدا
ملک حق و جملہ قسم او ستی | قسم دیگر را دہی د. کوستی
این اسد غالب شدی ہم بر سگان | گر نبودی نوبت آن بدرگان
این اسد غالب شدی ہم بر بقور | گر نبودی نوبت آن گاؤ زور

الکیاستہ والادب لاہل المدر
علم و ادب واسطے اہل شہر کے ہے ۱۲
الضیافۃ والقریٰ لاہل الوبر
ضیافت و مہمانداری واسطے اہل قریہ کے ہے ۱۲
الضیافۃ للغریب والقریٰ
ضیافت مہمانداری کرنا مسافر کی اور دیہات میں ہے
اودع الرحمٰن فی اہل القریٰ
امانت رکھی ہے خدا نے ضیافت واسطے اہل قریہ کے
کل یوم فی القریٰ ضیف حدیث
ہر روز گاؤن میں ایک مہمان نیا ہے ۱۲
مالہ غیر الٰہ من مغیث
کہ نہیں ہو واسطے اس کے سوا خدا کے کوئی فریاد رس ۱۲
کل لیل فی القریٰ وفد جدید
ہر رات گاؤن میں ایک جماعت نیا ہے ۱۲
مالہم ثم سوے اللہ المجید
کہ نہیں سب ان واسطے سوا اللہ بزرگ کے ۱۲

وہ[1] جہود و گبر بس پر ہضم تھے | اور مومن روزہ دار اک تھا ادر
جو نماز شام کو حلوا ملا | بھوک سے مومن تھا بس عاجز ہوا
بولے وہ تو پیٹ اپنا ہے بھرا | کھائیں گے کل آج شب رکھیں چھپا
ہم کریں صبر آج شب کو چپ رہیں | واسطے کل کے چھپا اس کو رکھیں
بولا مومن آج شب کھائیں اسے | اور رکھیں ہم صبر کل کیواسطے
بولے[2] اس کو کہ ہیں تیری حکمتیں | قصد ہے تجکو کہ تنہا کھاؤں میں
بولا اے یارو نہیں ہم تین ہیں | جو تخالف ہے اسے ہم بانٹ لیں
جو کہ چاہے حصہ اپنا جان کو دے | جو کہ چاہے حصہ پوشیدہ رکھے
بولے دونوں اس سمت تقسیم کر | اور سن قسام فی النار از خبر
بولا وہ قسام ہے کہ آپ کو | بس ہوا پہ بانٹے اور نہ حق پہ دو
ملک حق اور قسم اس کی ہی سبھی | غیر کو دے قسم ہے اہل دوئی
ہوتا کتوں پر یہ غالب شیر نر | ان بدوں کا ہوتا غلبہ نے اگر
ہوتا غالب بیل پر یہ شیر نر | ہوتا ان بیلوں کا غلبہ نے اگر

سلہ وہ جہود الخ ۵ شعر وہ جہود و گبر بد ہضم تھے اور مومن روزہ دار تھا جو نماز شام کو حلوا ملا بھوک سے مومن عاجز تھا دونوں نے کہا کہ اپنا پیٹ بھرا ہے کل کھائیں گے آج شب چھپا رکھیں ہم صبر کریں آج شب کو چپ رہیں اور واسطے کل کے اس کو چھپا رکھیں مومن نے کہا کہ آج شب کو اسے کھائیں اور کل کے واسطے صبر کو رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ بولے اس کو الخ ۸ شعر اس کو کہا کہ تیری حکمتیں ہیں تجھ کو قصد ہے کہ میں تنہا کھاؤں کہا اے یار نہیں ہم تین ہیں جو تخالف ہے اسے بانٹ لیں جو چاہے اپنا حصہ جان کو دے اور جو چاہے اپنا حصہ پوشیدہ رکھے اس سے دونوں نے کہا تقسیم مت کر اور سن قسام فی النار خبر ہے کہ بانٹنے والا دوزخ میں ہے کہا وہ قسام ہے کہ آپ کو خواہش پر بانٹے اور خدا کے واسطے نہیں بلکہ حق اس کی سب قسم ہے غیر کو دے قسم اہل دوئی سے شیر نر کتوں پر غالب ہوتا ان بدوں کا اگر غلبہ نہ ہوتا یہ شیر نر غالب ہوتا بیل پر ان بیلوں کا اگر غلبہ نہ ہوتا یعنی وہ قاسم اہل دوزخ سے ہے کہ جو خود از راہ خواہش کے بانٹے اور خدا کے واسطے نہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قصدشان آن کان مسلمان غم خورد / شب برو در بینوائی بگذرد
بود مغلوب او بہ تسلیم و رضا / گفت سمعاً طاعةً اصحابنا
پس بخفتند آن شب و برخاستند / بامدادان خویش را آراستند
روی شستند و دہان ہر یکے / داشت اندر ورد راه و مسلکی
یک زمانے ہر یکی آورد روی / سوی ورد خویش از حق فضل جوی
مومن و ترسا جہود و گبر و مغ / جملہ را رو سوی آن سلطان الغ
مومن و ترسا جہود و نیک و بد / جملگان را ہست رو سوی احد
بلکہ سنگ و خاک و کوه و آب را / ہست واگشت نہانی با خدا
این سخن پایان ندارد ہر سہ یار / رو بہم کردند آن دم یار وار
آن یکی گفتا کہ ہر یک خواب خویش / آنچہ دید او دوش گو تو آر پیش
ہر کہ خوابش بہ بود حلوا خورد / قسم ہر مفضول را افاضل برد
آنکہ اندر عقل بالاتر رود / خوردن او خوردن جملہ بود
فائق آید جان را انوار او / باقیان را بس بود تیمار او
عاقلان را چون بقا آمد ابد / پس بمعنی این جہان باقی بود
پس جہود آورد آنچہ دیده بود / تا کجا شب روح او گردیده بود
گفت در ره موسیم آمد بپیش / گربہ بیند دنبہ اندر خواب خویش
در پے موسی شدم تا کوه طور / ہر سہ ما گشتیم ناپیدا ز نور

قصد انکا تھا کہ مسلم کھائے غم / اُس پہ شب فاقہ مین گذری بدتم
تھا پہ تسلیم و رضا مغلوب وہ / بولا مانا اور سُنا جو تم کہو
پس وہ سوئے رات کو اور اُٹھے / صبح کو آراستہ وہ خود ہوئے
دھویا اپنا ہاتھ مُنھ ہر ایک نے / ورد اپنے دین کے پڑھنے لگے
دیر تک وردون کے متوجہ رہے / اور حق سے چہتے والے فضل کا
مومن و ترسا جہود و مغ بیچے / سب کا مُنھ ہے جانب اُس سلطان کا
مومن و ترسا جہود و نیک و بد / اپنا سب رکھتے ہین مُنھ سوئے احد
بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب کا / تو بتا آخر ہے پنہان با خدا
بات یہ بے انتہا تینون ہی یار / تب ہوئے باہم مخاطب یار وار
ایک بولا اپنے ہر اک خواب کو / کل کی شب جو کچھ کہ دیکھا ہے کہو
کھائے حلوا خواب جسکی ہو سوا / لیوے فاضل حصہ ہر مفضول کا
عقل کے اندر جو کوئی ہو سوا / اُسکا کھانا کھانا ہو ہر ایک کا
جان پر انوار اُس کی فوق ہے / باقیون کو اُسکی خدمت چاہیے
عاقلون کو جو بقا آئی مدام / پس بایمعنی جہان باقی دوام
پس جہودی نے جو دیکھا شب کو تھا / روح کی گردش جہانتک تھی کہا
بولا موسیٰ راه مین مجکو ملے / دیکھے بلّی خواب مین دُنبہ کو ہے
پیچھے موسیٰ کے گیا تا کوہ طور / ہوگئے ہم تینون تن پنہان نور

سلہ قصد آن کا الخ ۵ شعر اُن کا ارادہ تھا کہ مسلمان غم کھائے، اور شب اُسپر فاقہ مین گذرے وہ مغلوب تسلیم و رضا سے تھے کہا کہ سنا و مانا جو تم کہو پس وہ رات کو سوئے اور پھر اُٹھے اور صبح کو وہ سب آراستہ ہوئے ہر ایک نے اپنا ہاتھ مُنھ دھویا اور اپنے دین کے ورد پڑھنے لگے وردون کی طرف متوجہ رہے اور حق سے چاہتے فضل کے رہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مومن آلخ ۷ شعر مومن و ترسا و جہود و مغ بیچے سب کا مُنھ اُس سلطان کی جانب ہے مومن و ترسا و جہود و نیک و بد سب اپنا منھ جانب احد رکھے ہین بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب کا لوٹنا آخر ہے پوشیدہ جانب خدا کے یہ بات سب بے انتہا ہے وہ تینون باہم مخاطب ہوئے یار کی مانند ایک نے کہا کہ ہر ایک اپنے خواب کو جو کل کی شب دیکھا ہے کہو وہ حلوا کھائے جس کا خواب سوا ہو اور حصہ فاضل ہوئے ہر مفضول کا جو کوئی عقل کے اندر سوا ہو اس کا کھانا ہر ایک کا کھانا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جان پر انوار الخ ۸ شعر اس کی جان پر انوار فوق ہے باقیون کو اس کی خدمت کرنا چاہیے آگے اس کے حقائق ہین جو عاقلون کو بقا آئی ہے مدام پس معنی مین یہ جہان باقی دوام پس جہودی نے جو شب کو دیکھا تھا اور روح کی گردش جہانتک تھی کہا کہ مجکو راه مین موسیٰ علیہ السلام ملے کہ بلی خواب مین دنبہ دیکھتی ہے مین پیچھے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور تک گیا اور ہم تینون تن نور مین پوشیدہ ہوگئے تینون سایہ خورشید سے محو ہوگئے اور بعد اس نور سے ایک دروازہ کھلا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر سه سایه محو خورشید زان آفتاب — بعد ازان زان نور یک شد فتحباب
نور دیگر در دل آن نور رست — پس ترقی جست آن ثانی درست
هم من و هم موسی و هم کوه طور — هر سه گم گشتیم از اشراق نور
بعد ازان دیدم که که سه شاخ شد — چونکه نور حق درو نفاخ شد
وصف هیبت چون تجلی زد برو — می شکست از هم همی شد سو بسو
زان یکی شاخی که آمد سوی یم — گشت شیرین آب تلخ همچو سم
وان دگر شاخش فرو شد در زمین — چشمۂ زاد و برون آمد معین
که شفای جملہ رنجوران شد آب — از همایونی وحی مستطاب
وان یکی شاخ دگر پرید زود — تا جوار کعبه که عرفات بود
باز ازان صعقه چو با خود آمدم — طور بر جا نه افزون نه کم
لیک زیر پای موسی همچو یخ — می گدازید و نماندش شاخ و شخ
با زمین هموار شد که از نهیب — گشت بالایش ازان هیبت نشیب
باز با خود آمدم زان انتشار — باز دیدم طور و موسی بر قرار
وان بیابان سربسر در ذیل کوه — بر خلائق شکل موسی با شکوه
چون عصا و خرقه او خرقه شان — جمله سوی طور خوش دامن کشان
جمله کفها در دعا افراخته — نعرۂ ارنی بهم در ساخته
باز آن غشیان چو از من رفت زود — صورت هر یک دگر گونم نمود

ہر سہ سایہ محو خورشید ہو گیا — بعد ازان اُس نور سے اک دکھلا
نورا[51] اور اُس نور کے دل میں اُگا — پس بڑھا وہ اور وہ ثانی گھٹا
میں ہی موسیٰ اور میں ہی کوہ طور — ہو گئے گم تینوں اندر شرق نور
دیکھا کہ پھر تن وہ شاخ آخر بنا — نور حق نفاخ جو اُس میں ہوا
وصف ہیبت نے تجلی اُسپہ کی — ٹوٹیں آپس سے گئیں ہر سو بھی
شاخ آئی اُس کی اک دریا کی سو — کردیا بس شیریں آب تلخ کو
دوسری شاخ اک گئی اندر زمین — پیدا چشمہ سے ہوا آب معین
کہ مریضوں کا ہوا شافی وہ آب — باعث الطاف وحی آفتاب
تیسری[52] شاخ اک گئی اندر زمین — جانب عرفات کعبہ وہ گئی
ہوش اُس صعقہ سے جو آیا مجھے — طور کو ویسے ہی دیکھا جائے پے
لیک زیر پائے موسیٰ مثل یخ — گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ شخ
کوہ ہموار زمین ڈر سے ہوا — ہوئی بلندی پست ڈر سے ظاہرا
ہوش اُس وحشت سے پھر مجکو ہوا — طور اور موسیٰ کو دیکھا اپنی جا
دامن کہ میں بیابان ایک تھا پر — خلق سے ہمشکل موسیٰ اور در
انکا خرقہ[53] اسکے جون خرقہ و عصا — طور کی سو خوش رواں ہر ایک تھا
اور اٹھائے سب نے تھے دست دعا — لب پہ ارنی کی تھی انکے بس صدا
پھر غشی وہ جلد مجھ سے جو گئی — صورت ہر اک کی مجھے اور ہی دکھی

سلہ ٥١ نورا اور آگے شعر ایک اور یعنی نورا اس نور کے دل میں اُگا پس وہ بڑھا اور وہ ثانی گھٹا میں بھی اور موسیٰ عم بھی اور کوہ طور بھی ہم تینوں گم ہو گئے شرق نور میں دیکھا کہ پھر کوہ طور آخر میں شاخ بنا نور حق نفاخ جو اس میں ہوا اور وصف ہیبت نے اُسپر تجلی کی آپس سے ٹوٹیں اور سب ہر سو گئیں ایک شاخ اس کی دریا کی طرف آئی کہ دریا کے آب تلخ کو شیریں کردیا دوسری شاخ زمین میں گئی چشمہ سے پیدا ہوا آب معین کہ وہ آب مریضوں کو شافی ہوا باعث الطاف ذی مستطاب کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ٥٢ تیسری آگے ٦ شعر تیسری شاخ جانب عرفات جلدی سے اُڑی اور کعبہ گئی جو ہوش اس بیہوشی سے مجھے آیا طور کو ویسے ہی اپنی جائے پر دیکھا ولیکن زیر پائے موسیٰ یخ کے مانند گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ کے برابر زمین کے خوف سے ہوا اور بلندی پست ہوئی خوف سے ظاہرا پھر جبکہ ہوش وحشت سے ہوا طور و موسیٰ کو اپنی جا پر دیکھا دامن کوہ میں ایک بیابان پر تھا خلق سے ہمشکل موسیٰ کے ذر کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ٥٣ انکا خرقہ آگے ٩ شعر اُن کا خرقہ مانند خرقہ و عصا موسیٰ عم کے طور کی جانب ہر ایک خوش رواں تھا اور سب نے دست دعا اٹھائے تھے اور اُنکے لب پہ صدا ارنی کی تھی پھر وہ غشی جو مجھ سے جلد گئی ہر ایک کی صورت مجھے اور ہی دکھی یہ وہ انبیا تھے اہل دل کہ اُس وقت میں سنے جانا تھا انبیا کا اتحاد پھر ملائک میں نے دیکھے کہ صورتیں انکی تھیں اجرام برف سے دوسرے ملائک مستعین دیکھے کہ صورتیں اُن کی جملہ آتشیں تھے وہ جہودی اس طرح حال کہتا تھا پس اکثر جہودی ہیں کہ انجام کو خوش گئے ہیں آگے اسکے خطاب ہیں اب تو کسی کا ذکر حقارت دیکھو مسلمان مرے و نیک ہووے تو اسکے انجام سے کیا خبر رکھتا ہے کہ جو تو بالکل نفرت اُس سے کرتا ہے یعنی مولانا اس خواب کے پیرایہ میں یہ سلوک کاملین کی فرماتے ہیں اور یہ بھی تعلیم کرتے ہیں کہ بعضے کفار بھی بولایت وہبی اس طور سے کمال کو پہونچتے ہیں آگے دوسرے ترسا کا خواب بیان ہے فافہم ۱۲

انبیا بودند ایشان اہل دو | اتحاد انبیا ام فہم شد
باز املاکی ہمی دیدم شگرف | صورت ایشان بُد ز اجرام برف
حلقہ دیگر ملائک مستعین | صورت ایشان ہمہ بُد آتشین
زین نمط میگفت احوال آن جہود | بس جہودی کاخرش محمود بود
ہیچ کافر را بخواری منگرید | کہ مسلمان مُردنش باشد امید
چہ خبر داری ز ختم عمر او | تا بگردانی ازو یکبارہ رو
بود از ان ترسا در آمد در کلام | کہ مسیحم رو نمود اندر منام
من شدم با او بچارم آسمان | مرکز و مثوای خورشید جہان
خود عجب بُد ہی قلعہ آسمان | نسبتش نبود بہ آیات جہان
ہر کسی داند است خرا بنین | کہ فزون باشد فن چرخ از زمین

انبیا وہ سب تھے بس اہل ولا | میں نے جانا اتحاد انبیا
پھر ملائک میں نے دیکھے بس شگرف | صورتین انکی تھین با اجرام برف
دوسرے دیکھے ملائک مستعین | صورتین انکی تھین جو آتشین
وہ جہودی کہتا حال اس طور سے | تھین جہود اکثر کہ آخر خوش ہوئے
مت کسی کافر کو دیکھ اب خوار تو | کہ مرے مسلم وہ اور ہووے نکو
تو خبر کیا اس کی آخر ہووے گی | جو کہ نفرت اس سے باندھے تم ابے
بعدہ ترسا لگا کرنے کلام | کہ مسیح کو دیکھا مین اندر منام
چرخ چوتھے پر مین ساتھ ان کے گیا | شمس عالم کا ہے مرکز اور بنا
ہے عجب تحقیق قلعہ آسمان | نسبت اسکی کب ہو آیات جہان
جانتا ہے ہر کوئی او مشفقا | کہ زمین سے چرخ کے فن میں سوا

حکایت شتر و گاؤ و قچ کہ بندی گیاہ در راہ یافتند

حکایت شتر و گاؤ و مینڈھے کی کہ راہ مین پولہ گھاس کا پایا

اشتر و گاؤ و قچی در پیش راہ | یافتند اندر روش بند گیاہ
گفت قچ بخش ار کنیم این یا یقین | ہیچکس از ما نگردد سیر از این
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر | این علف اور است اولیٰ گو بخور
کہ اکابر را مقدم داشتن | آمدہ است از مصطفیٰ اندر سنن
گرچہ پیران اندرین دوران لیام | در دو موضع پیش میدارند عام
یا در ان لوتی کہ آن سوزان بود | یا بران پل کز خلل ویران بود
خدمت شیخی بزرگی قائدے | عام نادر بے قرینہ فاسدے

اونٹ و مینڈھے بیل کو رہ مین ملا | چلتے چلتے ایک پولا کاہ کا
بولا مینڈھا حصہ گر اس کا کرین | نہ کوئی ہو سیر اک ہم مین بین
نیک ہم مین عمر ہو جس کی سوا | اس کو ہے اس گھاس کا کھانا روا
کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین | مصطفیٰ سے آئی ہین یہ سنتین
گرچہ پیرون کو لئیم اس دور مین | دو جگہ مین آگے رکھتے عام مین
یا کہ اس کھانے مین جو سوزان ہو | یا کہ اس پل پر جو پر نقصان ہو
اور بزرگ و شیخ کی بس خدمتین | تام بے آفت کے آنے اک کرین

سلہ بعدہٗ ترسا الخ ہم شعر بعدہ ترسا کلام کرنے لگا کہ مجھ کو مسیح خواب مین دکھے مین اُن کے ساتھ چوتھے آسمان پر گیا کہ شمس عالم کا مرکز اور بلا ہے عجب تحقیق قلعۂ آسمان ہے اس کی نسبت کب نشانیان جہان کی ہون ہر کوئی جانتا ہے کہ زمین سے گرفن سوا ہین یعنی آسمان زمین سے بہتر ہے بلندی مین جیسے اشتر گاؤ و مینڈھے سے بڑا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اونٹ الخ یہ شعر اونٹ مینڈھے و بیل کو ایک پولا کاہ کا چلتے چلتے راہ مین ملا مینڈھے نے کہا کہ اگر اسکا حصہ کرین تو ہم تینون مین ایک بھی سیر نہ ہووے ولیکن ہم سب سے جس کی عمر بڑی ہو اُس کو اس گھاس کا کھانا روا ہے کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین اور سنت مصطفیٰ سے آئی ہے آگے حقائق ہین اگرچہ لئیم بوڑھون کو اس دور مین دو جگہ آگے رکھتے ہین یا کہ اس کھانے مین کہ جو سوزان ہو یا کہ اس پل پر جو پر نقصان ہو اور بزرگ و شیخ کی خدمتین تام بے آفت آنے کب کرین یعنی عام لوگ خدمت بزرگون کی ہنگام آفت آنے کے کرتے ہین آگے اس کی مثال مین قصہ صورت پرستون کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

مثل در بیان صورت پرستان وشر ایشان در لباس خیر

خیرشان اینست چه بود خیرشان | تیغ شانرا باز دان از خیرشان
سوے جامع میشدی یک شہریار | خلق را میزد نقیب وچوبدار
آن یکی را سر شکستے چوب زن | وان دگر را بر دریدے پیرہن
درمیانہ بیدلی دہ چوب خورد | بیگناہے کہ برو از راہ گرد
خون چکان رو کرد با شاہ وبگفت | ظلم ظاہر مین چہ پرسی از نہفت
خیر تو اینست جامع میروی | تا چہ باشد شر وحضرت ای غوی
یک سلامی نشنود پیر از خسے | تا نہ پیچد عاقبت از وے بسے
گرگ دریابد وے را بہ بود | تا کہ دریابد مرا در نفس بد
زانکہ گرگ ارچہ کہ بس استمگریست | لیکش آن فرہنگ وکید ومکر نیست
ورنہ کی اندر فتادی او بدام | مکر اندر آدمی باشد تمام
مکر زان اوست کو دارد کرم | بشنود آواز گوید نستگرم

مثل بیان مین صورت پرستون کے اور شر انکا لباس خیر مین

انکا شر کیا کچھ ہو جو یہ خیر ہے | تیغ انکی جان ان کے حسن سے
جاتا اک مسجد کی سو تھا شہریار | مارتے تھے خلق کو بس چوبدار
ایک کا سر توڑا لکڑی مار کے | دوسرے کی پھاڑے کپڑے زور سے
کھائی اک بیدل نے ایسی ضربیں دس | بیگنہ تھا کہ ہو رستے سے بس
خون ٹپکتا شاہ سے جاکر کہا | ظلم ظاہر دیکھو مت پوچھے چھپا
جانے مسجد کو یہ تیری خیر ہے | شور و شر تیرے ہو کس طور سے
نے سنے اک پیر ناکس سے سلام | تا نہ پیٹے آخر اُس سے بس تمام
گرگ گر پھاڑے ولی کو خوب ہے | نفس بد سے کہ وہ پھاڑے بس اُسے
گرچہ ہے گرگ ایک پر ظلم وجفا | ایک سے ہے عقل اسکو اور مکر و دغا
ورنہ کب پھنستا وہ گرگ از راہ دام | مکر اندر آدمی کے ہے تمام
مکر ملک اُسکا کہ جو رکھے غنا | بس سنے آواز کہوے نہ سنا

بازگشتن بحکایت شتر وگاؤ وقچ

گفت قچ یا گاؤ وشتر کای رفاق | چون چنین افتاد ما را اتفاق
ہر یکے تاریخ عمر املا کنید | پیر تر اولی ست باقی تن زنید
گفت قچ مرج من آمد زان عہود | با یکے قربانی اسمٰعیل بود

لوٹنا طرف حکایت اونٹ وبیل ومینڈھے کے

بولا مینڈھا گاؤ واشتر سے کہ یار | اتفاقاً پڑ گیا یہ مجھ پہ کار
عمر کی تاریخ ہر ایک تم کہو | ہے بڑا بہتر دباقی چپ رہو
بولا وہ مینڈھا چرا اس عہد مین | ساتھ اسمٰعیلؑ کے مینڈھے کے مین

سلہ اُن کا شر آخ ۲ شعر اُن کا شر کیا کچھ ہو کہ جو یہ خیر ہے ان کی جان کی تیغ ان کے حسن سے ہے ایک شہریار مسجد کی سمت جاتا تھا اور مخلوق کو چوبدار مارتے تھے ایک کا سر لکڑی مار کر پھوڑا اور دوسرے کے کپڑے پھاڑے ایک بیدل نے دس ضربین کھائیں بیگنا تھا کہ ہٹو رستہ سے خون ٹپکتا جاکر شاہ سے کہا کہ ظلم ظاہر دیکھ پوشیدہ مت پوچھے جاتا کہ مسجد کو ہے یہ تیری خیر ہے تا شور و شر تیرے کس طور کے ہون گے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ نے سنے آخ ۵ شعر جو ایک ناکس سے سلام سنے جب تک اُس سے تمام آخر نہ پیٹے اگر ولی کو گرگ پھاڑے خوب ہے نفس بد سے کہ وہ اُسے پھاڑے اگرچہ گرگ ایک پر ظلم وجفا ہے ولیکن اس کو عقل ومکر و دغا نہیں ہے ورنہ وہ گرگ کب پھنستا دام سے مکر آدمی ہے بالکل مکر اُس کا ملک ہے کہ جو غنا رکھے پس آواز سنے اور کہے کہ نہیں سنا یعنی نفس بد سے گرگ بہتر ہے کہ وہ اس کو پھاڑے کہ شر نفس کا اس گرگ سے بدتر ہے کہ مکر نفس کھلتا نہیں ہے آگے اونٹ وبیل کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مینڈھا آخ ۵ شعر مینڈھے نے گاؤ وشتر سے کہا کہ اے یار اتفاقاً مجھ پر یہ کام پڑ گیا تم ہر ایک کی عمر کی تاریخ بتاؤ کہ بڑا بہتر ہے باقی چپ رہو کہا مینڈھے نے کہ مین چرا اُس عہد مین اسمٰعیلؑ کے مینڈھے کے ساتھ بیل نے کہا مین بوڑھا ہون کہ میری جوڑی اُس بیل سے کی کہ اس بیل کا جوڑی ہون کہ جو آدم علیہ السلام نے ہل مین جوتا تھا زمین پر کھیتی کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گاو گفتہ بودہ ام من سال خورد — جفت آن گاوم کش آدم جفت کرد
جفت آن گاوم کہ آدم جد خلق — در زراعت بر زمین میکرد فلق
می شنیدہ گاو چو اشتر شگفت — سر فرود آورد و آن را برگرفت
بر ہوا بر داشت آن بند قصیل — اشتر بختی سبک بے قال و قیل
کہ مرا خود حاجت تاریخ نیست — کاینچنین جسمی و عالی گردنیست
خود ہمہ کس داند ای جان پدر — کہ نباشم از شما من خورد تر
داند این را ہر کہ ز اصحاب نہاست — کہ نہاد من فزون تر از شماست
جملگان دانند کاین چرخ بلند — ہست صد چندانکہ این خاک نژند
کو کشادہ قلعہ ہائے آسمان — کو نہاد بقعہ ہائے خاکدان
پس مسلمان گفت کای یاران من — پیشم آمد مصطفیٰ سلطان من
سید سادات سلطان سبل — معجز کونین و ہادی سبل

بیل بولا میں ہوں بوڑھا اگر مری — جوڑی آدم نے کری اُس بیل کی
جوڑی ہوں اُس بیل کا آدم نے جو — ہل میں جوتا تھا زمین پر کشت کو
اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا — سر جھکایا اپنا اور اُس کو لیا
اور اُٹھایا اونچا بولا گھانس کو — جلد تر اُس اونٹ نے بے گفتگو
کہ مجھے حاجت نہیں تاریخ کی — کہ بڑا ہے جسم اور گردن مری
جانتے ہیں سب مجھے خود ای پسر — کہ نہیں ہوں تم سے میں بس خورد تر
اُسکو جانے ہے جو ہو صاحب ذکا — کہ مرا ہے جسم تم سب سے بڑا
جانتے سب ہیں کہ یہ چرخ علا — ہے کئی درجہ زمین سے بس بڑا
پس کہاں قلعہ فلک کا بسط ہے — اور کہاں فرش زمین کا خانہ تن
پس مسلمان بولا ای یارو مرے — پاس آئے مصطفیٰ خوشخو مرے
سید کونین سلطان زمان — معجز دارین و ہادی جہان

رجوع بہ تقریر ترسا و نوبت رسیدن بمسلمان

رجوع طرف تقریر ترسا کے اور نوبت پہونچنے مسلمان کی

پس مرا گفت آن یکی بر طور تاخت — با کلیم اللہ و نرد عشق باخت
وان دگر را عیسی صاحب قران — برد بر اوج چہارم آسمان
خیز اے پس ماندہ دیدہ ضرر — باری این حلوای یخنی را بخور
آن ہنرمندان پر فن راندند — نامۂ اقبال و منصب خواندند
آن دو فاضل فضل خود را یافتند — با ملائک فضل خود را یافتند

پس کہا مجکو گیا اک طور پر — اس کلیم حق کے ہمرہ عشق کر
دوسرے کو وہ مسیح باحیا — آسمان چوتھے پہ ہمرہ لیگیا
اُٹھ تو اے آفت رسیدہ دربلا — شوق سے اس یخنہ حلوی کو تو کھا
وہ ہنرمند اہل پرفن تو گئے — نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے
فضل اپنا دونوں فاضل نے لیا — فضل کو ہمسر ملائک کے کیا

سلہ اونٹ سے الخ ۹ شعر اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا سر اپنا جھکایا اور اُس پولہ گھاس کو اونچا اٹھایا جلد اُس اونٹ نے بغیر گفتگو کے کہ مجکو حاجت تاریخ کی نہیں میرا جسم و گردن بڑی ہے مجھے خود سب جانتے ہیں کہ تم سے نہیں ہوں خورد تر جو صاحب ذکا ہے وہ اس کو جانتا ہے کہ میرا جسم تم سے بڑا ہے آگے رجوع بقصہ حقائق خواب ترسا ہے یہ سب جانتے ہیں کہ یہ آسمان کئی درجہ زمین سے بڑا ہے پس کہاں قلعہ فلک کا بسط ہے اور کہاں فرش زمین کا خانہ تن پس مسلمان نے کہا کہ اے میرے پیارے پاس مصطفیٰ صلعم خوشخو آئے سید کونین سلطان زمان معجز دارین اور ہادی جہان آگے جواب مسلمان کا ہے فافہم ۱۲ سلہ پس کہاں الخ ۲ شعر پس مجھ کو مصطفیٰ صلعم نے فرمایا کہ ایک طور پر گیا اُس کلیم حق کے ہمراہ عشق کر کے دوسرے کو وہ مسیح باحیا چوتھے آسمان پر ہمراہ لیگیا تو اے آفت رسیدہ در بلا شوق سے اُٹھ اور اس یخنہ حلوے کو کھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ ہنرمند الخ ۸ شعر وہ ہنرمند و اہل پرفن تو گئے اور نامہ اقبال و منصب پڑھ گئے دونوں فاضل نے اپنا فضل لیا اور فضل کو ہمسر ملائک کیا ای احمق ساوہ تو پیچھے رہ اُٹھ اور حلوے کے اوپر جا پس اُس کو دونوں نے کہا کہ اے احمق بھکوے ای عجب کیا حلوا تم نے کھایا ہے کہا کہ جو وہ سلطان فرمائیں میں کیا ہوں کہ تابع اس حکم کے نہ ہوں حکم موسیٰ علم سے پھرے مگر بلا میں خوش و یا نا خوش کہتے ای ترسا تو مسیحا کے حکم سے سر کو پھیرے یہ بات خوب ہے یاد شت ہے میں کیسے فخر انبیا سے پھر وں کہ حلوا میں نے اس دم کھایا میں خوش ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای سلیم گول وا پس مانده هین	بر جهود بر کاسهٔ حلوا نشین	ای تو سادہ احمق اب پیچھے رہا	اٹھ تو اور حلوے کے اوپر بیٹھ جا
پس بگفتندش که ای ابلهٔ حریص	ای عجب خوردی ز حلوای خبیص	پس کہا اس کو ای احمق بھکّے	ای عجب کیا کھایا حلوا تونے ہے
گفت چون فرمود آن شاه مطاع	من تو باشم تا کنم زان امتناع	بولا جو فرمائیں وہ سلطان مجھے	میں ہوں کیا تابع ہوں انکے حکم کا
تو جهودی زامر موسی سرکشی	گر بخوانند در خوشی و ناخوشی	تو یہودی حکم موسی سے پھرے	گر بلائیں خوش و یا ناخوش تجھے
تو مسیحی هیچ از امر مسیح	سر توانی تافت از خوب و قبیح	تو مسیحا کے اے ترسا حکم سے	سرکو پھیرے خوب ہو یا زشت ہے
من ز فخر انبیا چون سرکشم	خورده ام حلوا و زین دم سرخوشم	کیسے فخر انبیا سے میں پھروں	کھایا حلوا میں نے اسدم خوش میں ہوں
پس بگفتندش که والله خواب ماست	تو بدیدی وبه از صد خواب ماست	پس کہا واللہ سچا خواب ہے	تیرے بہتر سو ہمارا خواب ہے
خواب تو بیداریست ای بو نظر	که به بیداری عیانستش اثر	خواب و بیداری تری ہے ای بشر	کہ ہے بیداری میں اسکا پس اثر
خواب تو بیداریست ای خوش نهاد	که تو در خوابت رسیدی با مراد	خواب و بیداری تری ای خوش نہاد	کہ ملی ہے خواب میں تجھکو مراد
خواب تو بیداریست ای نیکخو	که ازان خوابت رسید امر کلوا	خواب و بیداری تری ہے ای نکو	کہ ملا اس خواب سے حکم کلوا
خواب تو بیداری ست ای نیکمرد	که ازان خواب تو روی ماست زرد	خواب بیداری ہے تیری نیکمرد	خواب سے تیرے ہمارا منہ ہے زرد
خواب تو بیداریست ای جان	که همان را ظاهر او دیدی عیان	خواب بیداری تری ای سرجان	کہ اسی کو دیکھا تونے بس عیان
خواب تو مانند خواب انبیاست	که شد این خواب تو بی تعبیر راست	مثل ہے خواب انبیا خواب اب تری	خواب بے تعبیر جو سچی ہوئی
درگذر از فضل و از جلدی و فن	کار خدمت دارد و خلق حسن	فضل سے تو چھوڑ دے لالا و فن	کام رکھے خدمت اور خلق حسن
بهر این آورد ما یزدان برون	ما خلقت الانس الا یعبدون	اس لئے ہمکو خدا لایا برون	ما خلقت الانس الا یعبدون نہیں پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے ۱۲
سامری را آن هنر چه سود کو	کان فن از باب اللهش مردود کرد	سامری کو اس ہنر سے کیا ملا	حق نے مردود اسکو اس فن سے کیا
چه کشید از کیمیا قارون ببین	که فرو بردش بقعر خود زمین	کیمیا سے کیا ملا قارون کو	کہ زمین نے اسکو نگلا جان لو
بو الحکم آخر چه بربست از هنر	سرنگون رفت او ز کفران در سقر	بو الحکم کو کیا ہنر سے بس ملا	سرنگوں دوزخ میں کفران سے پڑا
خود هنر آن دان که دید آتش عیان	نی گپ دل علی النار الدخان	وہ ہنر ہے جو عیان دیکھے تو نار	نے دھوئیں کو دلیل نار یار

۵۱ پس کہا الخ ۶ شعر پس کہا واللہ خواب سچا ہے تیرا ہمارے خواب سے تیرا خواب بیداری ہے کہ بیداری میں مراد ملی ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ اس خواب سے حکم کلوا ملا ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تیرے خواب سے ہمارا منہ زرد ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تونے اس کو ظاہر دیکھا ہے یعنی جس خواب کا اثر بیداری میں مرتب ہو وہ خواب مثل خواب انبیا کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۲ مثل خواب الخ ۶ شعر اب تیرا خواب مثل انبیا کے ہے کہ خواب بے تعبیر کے سچا ہوا تو فضل سے بدلا اور فن چھوڑ کام رکھتی ہے خدمت وخلق حسن اس واسطے خدا باہر لایا ہے ترجمہ نہیں پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے آگے اس کی مثال ہے اس ہنر سے سامری کو کیا ملا کہ حق نے اس فن سے اس کو مردود کیا قارون کو کیمیا سے کیا ملا کہ سرنگوں دوزخ سقر میں گیا یعنی ہنر و بدلائف سے خدمت کرنا بہتر ہے کہ موجب نجات و گمراہی کا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ وہ ہنر الخ ۶ شعر ہنر وہ ہے کہ جو نار کو عیان دیکھو فقط دلیل نار کا لانے والا کہ آگے تیری دلیل بلند ہو جو مقابل طبیبوں کے دلیل ہو جو تیری دلیل اسکے سوا نہیں تا وہ میں دیکھ مت نار وا دیکھ تیری دلیل دلیل اس عصا کی مانند ہے کہ اندھے کے ہاتھ میں طبیبوں پر دلیل ہو اب میری دلیل ہے مانند عصا کے کہ میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل ہے کرو فر شہرت مشہور کو میں نہ دیکھوں مجھے معذور رکھو یعنی وہ ہنر ہے کہ عیان دیکھے نہ دلیل سے معلوم کرے پس دلیل سے عیان بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال ہے جو آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

ای دلیلت کند تر نزد لبیب	در حقیقت از دلیل آن طبیب	پیش دانا کند ہو تیری دلیل	جو مقابل ہو طبیبون کو دلیل
چون دلیلت نیست جز این ای پسر	تا ز میخا در گمیز ے می نگر	جو دلیل اب تیری ہو اسکے سوا	دیکھ قارورہ مین مت کہ ناروا
ای دلیل تو مثال آن عصا	در کف دل علے عیب العمیٰ	اس عصا کے مثل تیری ہو دلیل	ہاتھ مین اندھے کے عیبون پے دلیل
ای دلیل ما چو عسکر ما ذلیل	بیشی ما پیش دانایان قلیل	ہو دلیل اب میری جون نکا ذلیل	میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل
غلغل و طاق و طرنب و گیر و دار	گر نمی بینم مرا معذور دار	کر و فرا ور شہرت مشہور کو	مین نہ دیکھون رکھ مجھے معذور تو

منادی کردن سید ملک ترمذ کہ ہر کہ در سہ روز یا چہار روز بہ سمرقند رود چندین خلعت و زر دہم و شنیدن دلقک و از دہ تاختن بشہر ترمذ	منادی کرنا سید ملک ترمذ کی کہ جو تین روز یا چار روز مین سمرقند کو جائے اس قدر خلعت اور زر دون مین اور سننا دلقک کا اور دوڑ کر آنا شہر کو گانون سے

سید ترمذ کہ آنجا شاہ بود	مسخرہ او دلقک دلخواہ بود	سید ترمذ کہ وان کا شاہ تھا [۵۱]	مسخرہ دلقک تھا اک اس شاہ کا
داشت کاری در سمرقند او مہم	جست الاغی تا شود او مستتم	تھا سمرقند اندر اسکو ایک کام	ڈھونڈھا قاصد کو کہ تا وہ ہو تمام
زد منادی کانکہ او در پنج روز	آردم پیغام خوب با فروز	کی منادی پانچ دن کے درمیان	جو جواب اسکا کوئی لاوے یہان
بخشم او را زر و گنج بے شمار	تا شود میر و عزیز اندر دیار	اسکو دون مین زر و گنج بیشمار	تا وہ ہو میر و عزیز اندر دیار
دلقک اندر دہ بد و چون آن شنید	بر نشست و تا بہ ترمذ می دوید	گانون مین دلقک تھا جو اسنے سنا	ہو سوار اس دم وہ ترمذ کو چلا
مرکبے در اندران دہ شد سقط	از دوانیدن فرس را زان نمط	گھوڑے دس ان دوڑ مین اسکے مرے	تیز دوڑائے جو گھوڑے اس لئے
پس بدیوان در دوید از گرد راہ	وقت ناہنگام رہ جست او بشاہ	[۵۲] دوڑتا دیوان مین آیا راہ سے	اور گیا بے وقت آگے شاہ کے
فجفجی در جملہ دیوان در فتاد	شورش در وہم آن سلطان فتاد	شور سب دیوان مین اس کا پڑا	وہم مین شہ کے پڑا اک تہلکہ
خاص و عام شہر را دل شد ز دست	تا چہ تشویش و بلا حادث شدست	خاص و عام اس شہر کا دل اڑ گیا	کہ ہوئی کیا پیدا آفت اور بلا

۵۱ سید ترمذ تا آخر ۶ شعر سید ترمذ وہان کا بادشاہ تھا اور دلقک اس شاہ کا مسخرہ تھا اسکی سمرقند مین ایک کام تھا قاصد کو ڈھونڈھا کہ وہ تمام ہووے منادی کی کہ پانچ دن مین جو کوئی اس کا جواب یہان لاوے اُسکو گنج بے شمار دون تاکہ وہ امیر و عزیز اس ملک کا ہو دلقک گانون مین تھا جو اُس نے سنا وہ سوار ہو کر ترمذ کو چلا گیا اس کے دس گھوڑے اس دوڑ مین مرے جو کہ گھوڑے تیز دوڑائے اس واسطے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ دوڑتا تا آخر ۶ شعر راہ سے دوڑتا دیوان خانہ مین آیا اور بے وقت آگے شاہ کے گیا اس کا شور دیوان خانہ مین اندر شاہ کے وہم مین ایک تہلکہ پڑ گیا اس شہر کے خاص و عام کا دل اڑ گیا کہ کیا آفت و بلا پیدا ہوئی یا کہ دشمن در پے آزار ہے یا کوئی ہولناک بلا اُٹھی غیب سے ہے کہ دلقک نے بہت دوڑ اسے چند گھوڑے کشتہ کئے راہ مین در پے شاہ کے ایک مخلوق جمع ہوئی کہ ایسا جلد کیون آیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا عدو قاہرے در قصد ماست / یا بلاے مہلکے از غیب خاست
کہ زدہ دلقک بسیران درشت / چند اسپے قیمتی در راہ کشت
جمع گشتہ بر سرای شاہ خلق / تا چرا آمد چنین اشتاب دلق
از شتاب او و جد و اجتہاد / غلغل و تشویش در ترمذ فتاد
آن یکی دو دست بر زانو زنان / وان دگر از وہم واویلا کنان
از نفیر و فتنہ و خوف و نکال / ہر دلی رفتہ بصد گونہ خیال
ہر یکے فالی ہمی زد از قیاس / تا چہ آتش او فتاد اندر پلاس
راہ جست و راہ دادش شاہ زود / چون زمین بوسید گفتش ہین چہ بود
ہر کہ می پرسید حالی زان ترش / دست بر لب میزد او یعنی خمش
وہم می افزود زین فرہنگ او / جملہ در تشویش گشتہ دنگ او
کرد اشارت دلقک ای شاہ کرم / یک دمی بگذار تا من دم زنم
تا کہ باز آید بہ من عقلم دمی / کہ فتادم در عجائب عالمے
بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن / تلخ گشتش ہم گلو و ہم دہن
کہ ندیدہ بود دلقک را چنین / کہ از و خوشتر نبودش ہمنشین
دائما دستان و لاغ افراشتی / شاہ را بس شاد و خندان داشتی
آنچنان خندانش کردی در نشست / کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست
کہ ز زور خندہ خوی کردی تنش / رو در افتادی ز خندہ کردنش
باز امروز این چنین زرد و ترش / دست بر لب می زند کای شہ خمش

یا کہ دشمن در پے آزار ہے / یا اٹھی مہلک بلا ہی غیب سے
کہ بہت دوڑا کے دلقک نے کئے / کشتہ گھوڑے چند اندر راہ کے
شاہ کے در پر ہوئی اک جمع خلق / کہ یہ ایسا جلد کیون آیا ہی دلق
اُس کی گھبراہٹ و جلدی سے سوا / شور و غل ترمذ مین از بس پڑ گیا
ایک تھا ہاتھون سے زانو پیٹتا / وہم سے واویلا کرتا دوسرا
شور و غل اور فتنہ آفات سے / سو طرح کے خیال ہر اک کو ہوئے
مارتا ہر ایک فال از رہ قیاس / تا پڑی کیا آگ ہے اندر پلاس
راہ ڈھونڈھی اسکو شہ نے راہ دی / جو زمین چومی کہا کیا بات تھی
پوچھتا جو حال اُس سے وہ ترش / ہاتھ رکھتا لب پہ اور کہتا خمش
عقل اُس سے وہم کو کرتی سوا / دنگ ہو تشویش مین ہر اک پڑا
شہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا / چھوڑ دم بھر تا کہ مین دم لون ذرا
ہے امید اب آئے پھر عقل فزون / کہ پڑا مین اک عجب عالم مین ہون
بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا / کبھی دہن اور کبھی گلا کڑوا ہوا
اُسنے دیکھا ایسا دلقک کو نہ تھا / کہ ندیم اُس سا نہین تھا خوشنوا
کہ ظرافت داستان کہتا سدا / اور ہنساتا شہ کو رکھتا بامزا
میٹھے میٹھے وہ ہنساتا بس اُسے / کہ پکڑتا پیٹ کو شہ ہاتھ سے
تن پسینے مین ہنسی سے ڈوبتا / مُنھ کے بل گرتا ہنسی کرتا جو تھا
پھر وہ ایسا آج ہے زرد و ترش / رکھتا لب پر ہاتھ کہ ای شہ خمش

سلہ اس کی گھبراہٹ آلخ ۷ شعر اُس کی گھبراہٹ اور جلدی سے شور و غل زمین مین از بس پڑ گیا ایک زانو ہاتھ سے پیٹتا تھا اور دوسرا وہم سے واویلا کرتا تھا شور و غل و فتنہ و آفات سے سو طرح کے خیال ہر ایک کو ہوئے ہر ایک فال کرتا تھا از رہ قیاس کے کہ کیا آگ پڑی ہوگی کہ راہ ڈھونڈھی اس کو شاہ نے راہ دی جو زمین چومی اور کہا کہ کیا بات تھی جو حال پوچھا اس سے وہ ترش لب پر ہاتھ رکھتا اور کہتا خاموش عقل اس بات سے وہم کو سوا کرتی ہے اور ہر ایک دنگ ہو کر تشویش مین پڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شہ سے آلخ ۵ شعر شاہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا دم بھر چھوڑ کہ تا مین دم لون امید ہے کہ اب پھر عقل فزون آئے کہ مین اک عجب عالم مین پڑا ہون بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا بھی دہن و گلو کڑوا ہوا اس نے ایسا دلقک کو نہ دیکھا تھا کہ اس سا ندیم خوش نہین تھا کہ سدا داستان ظرافت سے کہتا اور ہنساتا شاہ کو وہ بامزا رکھتا باقی ان آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ میٹھے میٹھے آلخ ۸ شعر وہ اسے میٹھے میٹھے ہنساتا تاکہ شاہ پیٹ کو ہاتھ سے پکڑتا ہنسی سے بدن پسینے مین ڈوبتا منھ کے بل گرتا جو وہ ہنسی کرتا پھر وہ ایسا زرد و ترش آج ہے کہ لب پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے شاہ خاموش وہم اندر وہم و خیال ہے شاہ کو کیونکر ملال نہ ہو شاہ کے دل کو ایک غم سے پرہیز تھا کیونکہ خرم شاہ از بس خونریز تھا سمرقند اس کا تخت گاہ اور ایک وزیر ہوشمند وہ اس شاہ کا تھا اور اس طرف کے شاہ اس نے مارے تھے یا دغا سے یا جنگ و باذوبہ شاہ ترمذ کو حواس سے وہم تھا وہ ہم دلقک کی حرکت بڑھاتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وہم در وہم خیال اندر خیال — شاہ را تا خود چہ آید از نکال
کہ دل شہ باغم و پرہیز بود — زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود
جائے تخت او سمرقند گزین — بد وزیرے داہی او ہمنشین
بس شہان آن طرف را کشتہ بود — یا بہ حیلت یا بہ سطوت آن عنود
دین شہ ترمذ ازو در وہم بود — وز فن دلقک ہمی وہمش فزود
گفت زوتر باز گو تا حال چیست — اینچنین آشوب تو از شر کیست
گفت من در دہ شنیدم آنکہ شاہ — زد منادی بر سر ہر شاہ راہ
کہ کسی خواہم کہ تازد در سہ روز — تا سمرقند او چو پیک با فروز
گنج ہا بدہم ورا اندر عوض — چون شنو حاصل ز پیغامش غرض
من شتابیدم بہ پیش تو بہر آن — تا بگویم من ندارم آن توان
اینچنین کاری نیاید خود ز من — تار این امید را بر من متن
گفت لعنت بر چنین تعجیلت باد — کہ دو صد تشویش در شہر اوفتاد
از برای این قدر ای خام ریش — آتش افگندی درین مرج و حشیش
ہمچو این خامان با طبل و علم — کہ الغ خانیم در فقر و عدم
لاف شیخی در جہان انداختہ — خویشتن را بایزیدی ساختہ
ہم ز خود واصل شدہ سالک شدہ — محفلی وا کردہ در دعوت کدہ
خانۂ داماد پر آشوب و شر — قوم دختر را نبودہ زان خبر
ولولہ کہ کار نیمی راست شد — شرطہای کان ز سوی ماست شد

وہم اندر وہم خیال اندر خیال — شاہ کو کیونکر نہیں ہووے ملال
شہ کو دل کے غم سے اک پرہیز تھا — کیونکہ خرم شاہ بس خونریز تھا
جای تخت اُسکی سمرقند او رہا — اک وزیر پُر فند اُس شاہ کا
اُس طرف کے شاہ مارے اُسنے تھے — یا دغا سے یا کہ جنگ زور سے
شاہ ترمذ کو جو اُس سے وہم تھا — وہم وہ دلقک کی حرکت سے بڑھا
۵۱ بولا آگہ کیا یہ تیرا حال ہے — یہ پریشانی تری کس خوف سے
بولا موضع میں سُنا کہ شاہ نے — بس منادی کی ہی ہر اک جائے پے
کہ کوئی بس تین دن میں جا سکے — تا سمرقند اب مثال پیک کے
تا خزانہ دوں اُسے اندر عوض — جو جواب اُسکے سے حاصل ہو غرض
پاس تیرے آیا ہوں میں اس لیئے — تا کہوں مجھ میں نہ طاقت اسکی ہے
اور نہ ایسا کام مجھ سے ہو سکے — بلکہ یہ امید مجھ سے مت رکھے
۵۲ بولا لعنت ایسی جلدی پر تری — تجھسے سارے شہر میں ہیبت پڑی
تو نے اتنے کے لئے اے بے حیا — یہ لگائی آگ خس میں نفع کیا
ایسے ہی یہ خام ہیں با کرو فر — کہ بڑے خان فقر میں ہم ہیں مگر
دعوی شیخی کا جہان میں بس کیا — بایزید وقت اپنے کو گنا
آپ ہی سالک بنا واصل ہوا — جا کے دعوت میں کی محفل برپا
۵۳ خانۂ داماد میں تو شور و شر — اور نہیں لڑکی کی یان پر کچھ خبر
شوق ہے کہ کام آدھا بنگیا — جو کہ شرطیں ہمنے کی تھیں ٹھہرا

۵۱ بولا آگہ ۶ شعر کہا کہ تو جلد بتا کیا حال ہے یہ پریشانی تیری کس خوف سے ہے دلقک نے کہا میں نے گاؤں میں سنا کہ شاہ نے منادی کی ہے ہر ایک جا پر کہ کوئی تین دن میں جا سکے سمرقند قاصد کے مانند تا خزانہ اسے دوں کہ جو اسکے جواب سے عرض حال ہو میں تیرے پاس اسواسطے آیا ہوں تا کہ کہوں مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے اور مجھ سے ایسے کام نہ ہو سکے بلکہ یہ اُمید مجھ سے مت رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا لعنت آلخ ۵ شعر کہا کہ ایسی جلدی پر تیری لعنت ہے کہ تجھ سے تمام شہر میں ہیبت پڑی تو نے اتنے کے واسطے اے بے حیا آگ خس میں لگائی نفع کیا ہے آگے اس کے حقائق میں ایسے ہی یہ خام باکروفر ہیں کہ بڑے خان ہم فقر میں ہیں دعوی شیخ ہونیکا جہان میں کیا اور بایزید وقت خود کو گنا آپ ہی سالک ہوا اور واصل ہوا اور دعوت کی جا میں محفل برپا کی یعنی ریاکاران فقر خود سالک و واصل بنکر دعوی شیخی کا کرتے ہیں اور معنی میں ساتھ یار کے کچھ بھی معرفت نہیں رکھتے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ خانۂ داماد آلخ ۸ شعر داماد کے گھر میں تو شور و شر ہے اور لڑکی کے یہان پر کچھ خبر بھی نہیں ہے شوق ہے کہ آدھا کام بن گیا جو کہ ہم نے شرطیں کی تعین گھر کو جھاڑا اور آراستہ کیا اور اس ہوس سے مست ہو کر خوش خوش پھر اس طرف سے ایک پیغام بھی نہیں آیا اور نہ ایک چڑیا ادھر سے یہان آئی اس بہت پیغام جانے سے وہان جنس سے بھی کوئی جواب نہیں آیا آگے حقائق ہیں نہ یار اس سے ولیکن آگاہ ہے کیونکہ دل سے دل تک پوشیدہ راہ ہے جواب تجکو امید اس یار سے ہے کیونکہ نہ جواب خط سے خالی ظاہر و باطن سے اسکے سو نشان ہیں ولیکن بس کر اور پردہ فاش مت کر جبکہ تیرے دل میں یار کی الفت بھری ہے تو دل کو دل سے راہ ہے پھر تجھے یار سے کیون نہیں خبر ہوتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

خانہا را رفتہ و آراستہ زین ہوس سرمست خوش بر خاستہ
زان طرف آمد یکے پیغام نے مرغے آمد اینطرف زان بام نے
زین رسالات مزید اندر مزید در مضاحک یک جوابے نارسید
نے ولیکن یار ما زین آگہ ست زانکہ از دل سوی دل تنہا رہ ست
پس ازان یاری کہ امید شماست از جواب نامہ رہ خالی چراست
صد نشان ہست از سرار و از جہار لیک بس کن پردہ زین در بردار
باز رو تا قصۂ دلق جہول کہ بلا آورد بر خویش از فضول
پس وزیرش گفت ای حق راستن بشنو از بندۂ کمینہ یک سخن
دلقک از دہ بہر کاری آمدست رای او گشت و پشیمان زان شدست
زاب و روغن کہنہ را نو می کند او بسخرگی برون شو می کند
غمد را بنمود و پنہان کرد تیغ بایدا فشردن مر او را بی دریغ
او میان بنمود و پنہان کرد کارد بے گمان او را ہمی باید فشارد
پستہ را یا جوز را تا نشکنی نہ نماید دل نہ بدہد روغنی
مشنو این دفع دی و فرہنگ او در نگر در ارتعاش و رنگ او
گفت حق سیماہم فی وجہہم زانکہ غماز ست سیما و منم
این معائن ہست ضد آن خبر کہ بشر بسرشتہ آمد این بشر
گفت دلقک با فغان و باخروش صاحبا در خون این مسکین بکوش
بس گمان و وہم آید در ضمیر کان نباشد حق و صادق ای امیر
ان بعض الظن اثم ست ای وزیر[3] نیست استم راست خاصہ بر فقیر

گھر کو جھاڑا اور کیا آراستہ اس ہوس سے مست خوش خوش اٹھا
اس طرف سے آیا اک پیغام نے آئی اک چڑیا نہ یان اس بام سے
اس بہت پیغام جانے سے یان نے ہنسی سے بھی کوئی آیا جواب
نے ولیکن اس سے یار آگاہ ہے کیونکہ دل تک دل سے پنہان راہ ہے
تجھکو جو امید ہے اس یار سے کیون جواب خط سے خالی راہ ہے
ظاہر و باطن سے اُسکے سو نشان لیک بس کر اور نہ کر پردہ عیان
پھر[1] بیان کر قصۂ دلق جہول کہ بلا لایا ہے خود پر دہ فضول
پھر وزیر اُس شہ کا بولا ای شہا بندۂ احقر سے سن اک ماجرا
گانؤن سے دلق آیا ہے اس کام کو رائے جو بدلی پشیمان اُس سے ہے
آب و روغن کہنہ کو بس نو کرے اور مسخرے سے بچا تا خود کو ہے
تیغ پنہان کی بنا تا نیام ہے اُس کو بیشک دابنا اب چاہیئے
کی چھری پنہان نیام اُسنے عیان چاہیئے اس کو دبانا بے گمان
توڑے جبتک نے تو پستہ جوز کو نے بنائے مغز نے روغن دیوے وہ
مت سُن اسکی دفع اور فرہنگ کو دیکھ لرزہ کو اور اسکے رنگ کو
بولا حق سیماہم فی وجہہم ناصیہ غماز ہے اے منتظم
دیکھنا ظاہر مین ہے ضد خبر (پیشانیان انکی انکے منہ پر ۱۲) کہ بنایا سات شر کے ہی بشر
کرکے بس واویلا دلقک نے کہا میرے خون میں کر نہ کوشش صاحبا
دل میں آتا ہے بہت وہم و گمان کہ نہ وہ سچ ہووے ای میر زمان
ان بعض الظن اثم ہے ای وزیر نے ستم کرنا ہے بہتر با فقیر

تحقیق بعضے گمان گناہ ہے ۱۲

[1] پھر بیان کر الخ ۶ شعر پھر بیان کر قصۂ دلقک کہ وہ فضول پر بلا لایا ہے پس وزیر نے اس شاہ سے کہا کہ ای شاہ بندۂ احقر سے سن ایک ماجرا کہ دلقک گانؤن سے کام کو آیا ہے رائے جو بدلی اُس سے پشیمان ہے کہ آب و روغن کہنہ کو نو کرتا ہے اور مسخرے سے خود کو بچاتا ہے کہ تیغ پوشیدہ کی اور نیام پنہان کیا ہے اسکو بیشک دابنا چاہیئے چھری پوشیدہ اور نیام اس نے عیان کیا اسکو بیگمان دابنا چاہیئے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] توڑے جب تک الخ ۶ شعر جب تک تو نے جوز و پستہ کو نہ مغز بنائے وہ نہ روغن دے اس کی دفع و فرہنگ کو مت سن اور اس کے لرزہ و رنگ کو دیکھ حق نے کہا ترجمہ پیشانیان انکی انکے منہ پر کہ پیشانی غماز ہے ای منتظم ظاہر میں دیکھ ضد خبر کہ شر کے بنایا بشر کو ہے دلقک نے واویلا کرکے کہا کہ ای وزیر میرے خون میں کوشش مت کر دل میں بہت وہم و گمان آتا ہے کہ سچ نہ ہووے ای امیر زمانہ کے یعنی حال دل کا منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں یہ بات ہے کہ منہ آئینہ دل کا ہے چنانچہ عارف اس بات کو خوب اور یہ راہ پہچانتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔
[3] ان بعض الخ ۷ شعر ترجمہ تحقیق بعضے گمان گناہ ہیں ستم کرنا بہتر نہیں ہے فقیر سے شہ اسکو پکڑتا ہے جو اس سے رنج رہتا ہے اور کیسے اس کو پکڑے جو کہ خود کو خوش کرے قول وزیر سے شاہ میں اثر کیا اور کھوٹے اس مکر کے در پے ہوا شاہ نے کہا کہ دلقک کو زندان میں رکھو اور خوشامد کرو مگر اسکی مت سنو ڈھول سے کہ مانند تم اسکی کو جو تاکہ ڈھول ہے مانند تھیں آگہی ہوئے آگے اس کے حقائق میں کیونکہ ڈھول پُرخالی ہوتا ہے اور آواز اُسکی کل سے آگہی دیتی ہے تا بھید اپنا وہ سکے حکایت اس طور کہ دل کو قرار آئے یعنی اسکو کوٹ کہ وہ بھید مثل ڈھول کے اپنا بیان کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش　ارچہ گیرد آنکہ می خنداندش
گفت صاحب پیش شہ جاگیر شد　کاشفِ این مکر و این تزویر شد
گفت دلقک را سوی زندان برید　چاپلوش و زرق او را کم خرید
میزنیدش چون دل اشکم تہی　تا دہل وار او دہد تان آگہی
زانکہ ہم پر ہم تہی باشد دہل　بانگ او آگہ کند مارا ز کل
تا بگوید سر خود را ز اضطرار　آنچنان کہ گیرد این دلہا قرار
چون طمانینست صدق با فروغ　دل نیارامد بہ گفتار دروغ
کذب چون خس باشد و دل چون دہان　خس نگردد در دہان ہرگز نہان
تا در و باشد زبانے می زند　تا بدانش از دہان بیرون کند
خاصہ کاندر چشم افتد خس ز باد　چشم افتد در نم و بند و کشاد
ما پس این خس را زنیم اکنون لگد　تا دہان و چشم زین خس وارہد
گفت دلقک کای ملک آہستہ باش　روی حلم و مغفرت را کم خراش
تا بدین حد چیست تعجیل و نقم　من نمی پرم بدست تو درم
آن ادب کہ باشد از بہر خدا　اندران مستعجلی نبود روا
زانچہ باشد طبع و خشم عارضی　می شتابد تا نگردد منقضی
ترسد ار آید رضا خشمش رود　انتقام و ذوق آن فایت شود
شہوت کاذب شتابد در طعام　خوف فوت ذوق ہست آن خود سقام
اشتہا صادق بود تاخیر بہ　تا گوارندہ شود آن بیگرہ
تو پئے دفع بلایم مے زنی　تا بہ بینی رخنہ را بندش کنی

شہ نہ پکڑے ہر اسے خود رنج دے　کیسے پکڑے اسکو جو کہ خوش کرے
قول صاحب نے اثر شہ میں کیا　کھو لنے اس مکر کے در پے ہوا
بولا شہ دلقک کو زندان میں کرو　اور خوشامد مکر اس کا مت سنو
ڈھول کے مانند کر لو تم اسے　آگہی تا دے تمہیں جون ڈھول کے
کیونکہ پُر ہے اور خالی ڈھول ہے　آگہی آواز اس کی کل سے لے
تا کہے وہ بھید اپنا باضطرار　اس طرح نہ دل کو آئے بیقرار
جو ہے اطمینان دل کو صدق سے　جھوٹی باتوں سے وہ آئے نہ مم
جھوٹ مثل خس و دل مثل دہان　خس نہیں ہرگز دہن ہی میں نہان
جب تلک وہ ہو زبان اسپر لگے　عقل اسکو منہ سے تا باہر کرے
گر ہوا سے آنکھ میں اک خس پڑے　آنکھ بند ہو اور کھلے پانی بھرے
لات ماروں اس خس ناچیز پے　تا دہان اور چشم اس خس سے کھلے
بولا دلقک اے ملک اب ٹھہر تو　چھیل مت تو روئے حلم و عفو کو
اتنی جلدی اور تیزی کس لئے　مین نہ بھاگوں ہاتھ میں ہوں تیرے
وہ ادب ہوتا ہے جو بہر خدا　اس میں جلدی کرنا ہے ہرگز روا
طبع میں جو عارضی خشم آئے ہے　جلدی کرتا ہے نہ تا جاتا رہے
خشم جائے آئے جو ترس و رضا　انتقام اور ذوق اس سے ہو فنا
بھوک جھوٹی جلدی کھانے میں کرے　جو مرض ہے خوف جانے ذوق سے
بھوک سچی خوب ہو تاخیر سے　ہضم ہو اچھی طرح بے نقص کے
مارے مجھکو تو پئے دفع بلا　بند رخنہ کر کہ جو تجھ کو دکھا

۵۱ جو ہے ان آخ ۶ شعر جو دلکو اطمینان صدق سے ہے وہ کب جھوٹی باتوں سے آرام سے آگے اسکی مثال ہے جھوٹ خس کے مانند و دل مثل دہن کے ہے سب ہرگز خس دہن میں پوشیدہ نہیں ہے جب تک وہ ہو زبان اسپر لگے تا عقل اسکو منہ سے باہر کرے اگر ہوا سے خس آنکھ میں پڑے آنکھ بند ہو اور کھلے اور پانی بھر اس خس ناچیز پر لات ماروں تا دہان اور چشم اس خس سے چھٹے دلقک نے کہا کہ ای بادشاہ اب تو ٹھہر اور روئے حلم اور عفو کو مت چھیل یعنی دلکو صدق سے آرام ہے پھر جھوٹی باتوں سے کب آرام لیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اتنی جلدی الخ ۶ شعر اتنی جلدی اور تیزی کسواسطے ہے میں نہیں بھاگوں کہ تیرے ہاتھ میں ہوں وہ ادب ہوتا ہے کہ جو واسطے خدا کے ہے اور اسمیں جلدی کرنا ہرگز روا نہیں جو طبیعت میں خشم عارضی آتا ہے وہ جلدی کرتا ہے کہ تا جاتا نہ رہے جو خشم جانے و ترس رضا آئے انتقام ذوق اس سے فنا ہو آگے مثال ہے جھوٹی بھوک جلدی کھانے میں کرتی ہے بجز مرض کے خوف نکلنے ذوق سے سچی بھوک تاخیر سے خوب ہے اور اچھی طرح سے ہضم ہو بغیر نقصان کے یعنی خشم عارضی سے طبیعت جلدی کرتی ہے انتقام میں کہ خشم جاتا نہ رہے اور خشم اصلی ہے پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ مارے مجکو الخ ۲ شعر تو مجکو مارے واسطے دفع بلا کے رخنہ بند کر کہ جو تجکو دکھا ہے تا کہ اس رخنہ سے نہ بلا آئے اسکے سوا رخنہ بہت سے قضا رکھتی ہے علاج دافع بلا کب ستم ہے بلکہ احسان و عفو و کرم علاج ہو کہا ترجمہ کہ صدقہ رد کرتا ہے بلا کو سوا مرض تیرے کو صدقہ ہے ای فتی مارتا درویش کو ستم نہیں ہے اور اندھا چشم حلم اندیش کو شاہ نے کہا کہ خیر نیک ہے جو نیک ہے جو خیر کرے اسکی جا پر آگے مثال شطرنج میں ہے شاہ کی جا پر رخ رکھے ویران کرے اور شاہ کی جگہ پیل بھی تاوان ہے یعنی صدقہ بلا کو دور کرتا ہے اگرچہ وہ خیر ہے مگر اپنی جگہ پر آگے اس کا بیان ہے ۔ فافہم ۱۲

تا ازان رخنہ برون ناید بلا	غیر آن رخنہ بسے دارد قضا	تاکہ اس رخنہ سے نے آئے بلا	اُس سوا رخنے بہت رکھے قضا
چارۂ دفع بلا نبود ستم	چارۂ احسان باشد و عفو و کرم	چارۂ دفع بلا کب ہو ستم	چارہ ہو احسان اور عفو و کرم
گفت الصدقہ ترد للبلا	داد مرضاک بصدقہ یافتی	بولا الصدقہ ترد للبلا	داد مرضاک بصدقہ یافتی
صدقہ نبود سوختن فرزین را	کور کردن چشم حلم اندیش را	نے ہے صدقہ مار تا درویش کو	اندھا کرنا چشم حلم اندیش کو
گفت شہ نیکوست خیر و موقعش	لیک چون خیرے کنی در موضعش	شاہ بولا خیر ہے بس نیک تر	پر کرے جو خیر اسکی جائے پر
موضع شہ رخ نہی ویرانی است	موضع شہ پیل ہم نادانی ست	شہ کی جا پر رخ رکھے ویرانی ہے	شہ کی جا پر پیل بھی نادان رکھے
در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست	شاہ را صدر و فرس را در گہ ست	شرع[1] مین ہی جود اور تنبیہ جو	تخت شہ کو اور رسے اسپ کو
عدل چہ بود وضع اندر موضعش	ظلم چہ بود وضع در نا موضعش	عدل کیا ہے خرچ کرنا جائے پہ	ظلم کیا ہی خرچ کرنا بے جگہے
عدل چہ بود آب دہ اشجار را	ظلم چہ بود آب دادن خار را	عدل کیا ہو دینا آب اشجار کو	ظلم کیا ہے آب دینا خاد کو
نیست باطل ہر چہ یزدان آفرید	از غضب و ز حلم و ز نصح و مکید	نے ہی باطل حق نے جو پیدا کیا	حلم و غصہ اور نصیحت اور دغا
خیر مطلق نیست زینہا ہیچ چیز	شر مطلق نیست زینہا ہیچ نیز	سے نے انھوں سے خیر مطلق کوئی شے	سے نے انھوں سے شر مطلق کوئی ہے
نفع و ضر ہر یکی از موضعی است	علم زین رو واجب است و نافع است	نفع و ضر ہر ایک کا ہی جائے پے	علم واجب ہی و نافع اس لئے
اے بسا زجرے کہ بر مسکین رود	در ثواب از نان و حلوا بہ بود	اے[2] ستم اکثر کہ جو مسکین پے	نفع مین بہتر ہے حلوے نان سے
زانکہ حلوا گرمی و صفرا کند	سیلیش از خبث مستنقا کند	کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا کرے	پلکے تھپڑ اُس کو دیو ناپاک سے
سیلیش در وقت بر مسکین بزن	کہ رہاند آتش از گردن زدن	مار تھپڑ اُس گھڑی مسکین کے	کہ چھڑا ئے جان اسکی قتل سے
زخم در معنی فتد بر خوے خود	چوب بر گرد او فتد نے بر نمد	خوی بد پر زخم معنی مین پڑے	گرد پے ڈنڈا پڑے نمدے پے نے
بزم و زندان ست ہر بہرام را	بزم مخلص را و زندان خام را	بزم و زندان رکھے ہر شاہ نکو	بزم دے مخلص کو زندان خام کو
شق باید ریش را مرہم کنی	چرک را در ریش مستحکم کنی	زخم کو چیر اُلٹا تو مرہم رکھے	اُس کے اندر ریٹ کم محکم کرے
تا خورد مر گوشت را در زیر آن	نیم سودی باشد و نیمہ زیان	نیچے اُس کے کھائے وہ تا گوشت بھی	ہو بہت نقصان نفع تھوڑا ہو
از لقت آن اندرون ویران شود	چرک ناگہ درمیان پنہان شود	زخم اندر اسکے تیزی سے سڑے	ریٹ ناگہ درمیان اُسکے چھپے

[1] شرع مین آئی ۶ شعر جو شرع مین جود اور تنبیہ ہے تخت شاہ اور گاہ اسپ کو ہے عدل کیا ہی خرچ کرنا جا پر اور ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ عدل کیا ہے آب دینا درخت کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو جو حق نے پیدا کیا وہ باطل نہیں ہے حلم و غصہ و نصیحت و دغا انھون مین سے کوئی چیز خیر مطلق ہے اور نہ انھون سے کوئی شر مطلق ہے نفع و ضرر ہر ایک کا جگہ پر ہے اس واسطے علم واجب و نافع ہے یعنی عدل و ظلم ایک صورت پر ہیں مگر دونون مین اتنا فرق ہی کہ ہر شے کو اپنی جگہ پر خرچ کرنا عدل ہے اور بے جگہ خرچ کرنا ظلم ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] اے ستم اکثر آئی ۸ شعر اے ستم کہ اکثر مسکین پر جو ہے نفع مین بہتر ہے حلوا و نان سے کیونکہ حلوا گرمی و صفرا کرے اور تھپڑ اسکو پاکی دے کہ اسکی جان چھوڑا دے قتل سے آگے اس کی مثال ہے معنی مین زخم ہوئے بد پر پڑے اور گرد پر ڈنڈا پڑے نمدے پر نہیں محفل و زندان ہر ایک شاہ رکھتا ہے کہ مخلص کو محفل و خام کو زندان دیتا ہے زخم کو چیرنا چاہیے تو اُلٹا مرہم رکھتا ہے اور اس کے اندر ریٹ کو محکم کرتا ہے تا گوشت کو وہ اسکے نیچے کھائے اور بہت نقصان و تھوڑا نفع ہو اسکے اندر زخم تیزی سے سڑے اور ریٹ ناگاہ اسکے درمیان سڑے یعنی بعض جا پر ستم حلوا دینے سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ ستم اُس پر نہیں ہی بلکہ اسکی خوے بد پر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت دلقلک من نمیگویم گذار | لیک می گویم تحری پیش آر
هین رہ صبر و تانی را مبند | صبر کن اندیشہ می کن روز چند
در تانی بر یقینی بر زنے | گوشمال من با یقانے کنی
در روش یمشی مکبا خود چرا | چونکہ می شاید شدن بر استوا
مشورت کن با گروہ صالحان | بر پیمبر امر شاورہم بدان
امرہم شوری برای این بود | کز تشاور سہو و کژ کمتر شود
کاین خردہا چون مصابیح انور است | بیست مصباح از یکی روشن‌تر است
بو کہ مصباحی فتد اندر میان | مشتعل گشتہ ز نور آسمان
غیرت حق پردۂ انگیختہ ست | سفلی و علوی بہم آمیختہ ست
گفت سیروا می طلب اندر جہان | بخت و روزی را ہمی کن امتحان
در مجالس می طلب اندر عقول | آنچنان عقلی کہ بود اندر رسولؐ
زانکہ میراث از رسول آن ست و بس | کو ببیند غیبہا از پیش و پس
در بصرہا می طلب ہم آن بصر | کہ نتابد وصف آن این مختصر
بہر آن کردست منع آن باشکوہ | از ترہب وز شدن خلوت بکوہ
تا نگردد فوت این نوع التقا | کان نظر بخت است و اکسیر بقا
در میانِ صالحان یک اصلحی ست | بر سر توقیعش از سلطان صحی ست
کان دعا شد با اجابت مقترن | کفو او نبود کبار انس و جن

بولا۵۱ دلقک نے کہون مین چھوڑ تو | پر مین کہتا ہون کہ تو کر فکر کو
بندست کر راہ صبر اور ڈھیل کو | تھوڑے دن کو فکر اور کر صبر تو
کہ تامل مین یقین ہووے تجھے | تا یقین سے گوشمالی دے مجھے
راہ مین یمشی مکبا کس لئے | جو برابر راہ مین تو چل سکے
مشورہ کر باگروہ باصالحان | مصطفےؐ پر امر شاورہم کو جان
امرہم شوری ہوا ہے اس لئے | کہ کجی اور سہو کم شوری سے ہے
۵۲ جون چراغ روشن اک عقل ہے | بیس روشن ہون چراغ ان ایک سے
ہے یقین آئے چراغ اک درمیان | ہووے روشن نور سے بس آسمان
ڈالا پردہ غیرت اللہ نے | سفلی و علوی بہم شامل ہوے
بولا سیروا کر طلب اندر جہان | بخت اور روزی کو کر تو امتحان
مجلسون مین کر طلب اندر عقول | عقل ایسی جو کہ رکھتے تھے رسول
کیونکہ میراث اب نبی کی وہ ہی بس | کہ وہ دیکھے غیب از رہ پیش و پس
۵۳ کر بصرہا مین طلب تو وہ بصر | کہ نہ وصف اسکا رکھے یہ مختصر
اس لئے منع کیا اس شاہ نے | خلوت کہ اور ترہب کے لئے
تا نہ صحبت ایسی ہو فوت و فنا | کہ نظر ہے بخت و اکسیر بقا
صالحون کے درمیان ہے صلح ایک | صاد شاہی اسکے ہے فرمان پہ ایک
کہ دعا اسکی اجابت کو رکھے | کفو اسکے نہ ہی جن و انس سے

سلہ ۵۱ بولا دلقک الخ ۶ شعر دلقک نے کہا کہ مین نہین کہتا ہون کہ تو چھوڑ دے لیکن مین کہتا ہون کہ تو فکر کر راہ صبر و ڈھیل کو بندست کر تھوڑے دن تو صبر و فکر کر کہ تامل مین سے تجھے یقین ہوے تا یقین سے مجکو گوشمالی دے راہ مین تجھے یمشی مکبا کس واسطے ہے جو راہ مین تو برابر چل سکے گروہ صالحون سے تو مشورہ کر مصطفےٰ صلعم پر امر شاورہم کہا ہے اسواسطے امرہم مشہور ہوا ہے کہ مشورے سے کجی و سہو کم ہے یعنی ہر امر مین مشورہ کرنا چاہیئے کہ کجی اور سہو سے بچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ جون چراغ الخ ۶ شعر یہ عقل چراغ روشن کے مانند ہے کہ بیس چراغ روشن ہون اس ایک سے یقین ہے کہ ایک درمیان آئے اور اس کے نور سے آسمان روشن ہووے غیرت اللہ نے پردہ ڈالا سفلی و علوی باہم مل گئے کہا کہ ترجمہ سیر کرو تم جہان مین طلب کر اور بخت و روزی کو امتحان کر محفلون مین طلب کر اندر عقل کے ایسی عقل کہ رسول مقبول صلعم رکھتے تھے کیونکہ اب میراث نبی کی وہ ہے کہ وہ غیب کو پیش و پس دیکھے یعنی عقل میراث انبیا کی ہے پس تو اس عقل کو حاصل کر کہ وہ غیب تجھپر ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ کر بصرہا مین الخ ۶ شعر بصرہا مین تو وہ بصر طلب کر کہ وصف اسکا یہ مختصر نہ رکھے اس شاہ نے اس واسطے منع کیا ہے خلوت کو اور ترہب کے واسطے تا ایسی صحبت موت و فنا نہ ہو کہ نظر بخت و اکسیر بقا رکھے صالحون کے درمیان ایک صلح ہے کہ صاد شاہی اس کے یہان ہے کہ اس کی دعا اجابت کو رکھتی ہے اور جن و انس سے اسکی کفو نہین ہے ان کے حلق مین حلوا ترش ہے کہ ان کافرون کی حجت حق کے آگے باطل ہے یعنی صحبت اولیاء اللہ سے تو بصارت حاصل کر کہ چشم معنی تیری روشن ہو آگے قول حق تعالیٰ کا ہے فافہم ۱۲

در مری اش آنکہ حلوا حامض است	حجت ایشان بر حق داحض است	حلق مین اُنکے وہ حلوا ترش ہے	حجت اُنکی پیش حق وحض است
گرچہ ما او را بہ خود افراشتیم	عذر حجت از میان برداشتیم	گرچہ ہمنے اُسکو خود اعلیٰ کیا	ضد وحجت درمیان سے کھو دیا
قبلہ را چون کرد دست حق عیان	پس تحری بعد ازین مردود دان	دست حق نے جو کیا قبلہ عیان	پھر تحری کو تو بس مردود جان
ہین بگردان از تحری رو و سر	کہ پدید آمد معاد و مستقر	پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے	کہ ہوا ظاہر ہے قبلہ جان کے
یکزمان زین قبلہ گر ذاہل شوی	سخرۂ ہر قبلۂ باطل شوی	دم بھر اس قبلہ سے گر غافل ہو تو	پس مطیع قبلۂ باطل ہو تو
چون شوی تمیز دہ را ناسپاس	بجہد از تو خطرۂ قبلہ سپاس	جو تو ہو تمیز دہ کا ناسپاس	تجھ سے نکلین خطرۂ قبلہ شناس
گر ازین انبار خواہی برو بر	نیم ساعت روز ہمدردان مبر	گر تو اس انبار سے چاہے ثمر	مت ہو ہمدردوں سے دم بھر دور تر
کاندران دم کہ بیری زان معین	مبتلا گردی تو با بئس القرین	اُس گھڑی کہ تو کرے ترک معین	مبتلا تو ہووے بائس القرین

قصۂ تعلق موش با بغز و بستن پای خود بر پاے او و صید کردن زاغ ایشان را

قصہ تعلق موش کا ساتھ مینڈک کے اور باندھنا اپنے پانون کو اُسکے پانون سے اور شکار کرنا زاغ کا اُن کو

از قضا موشی و چغزی باوفا	بر لب جو گشتہ بودند آشنا	اتفاقاً موش و مینڈک آب کا	ہر پر باہم ہوئے تھے آشنا
ہر دو تن مربود میعادی شدند	ہر صباحی جمع یک جا آمدند	وقت دونون نے مقرر کر لیا	ہر سحر ہوتے تھے جمع ایک جا
نرد دل باہمدگر مے باختند	وز وساوس سینہ می پرداختند	نرد دل کی کھیلتے آپس مین تھے	سینہ خالی کرتے وہ وسواس سے تھے
ہر دو را دل از تلاقی متسع	ہمدگر را قصہ خوان و مستمع	دل ملاقاتون سے دونونکا خوشی	کہتے سنتے قصے آپس مین کبھی
راز گویان با زبان و بے زبان	الجماعۃ رحمۃ تاویل دان	راز کہتے بازبان بے زبان	الجماعۃ رحمۃ تاویل جان
آن اشر چون جفت آن شاد آمدی	پنج سالہ قصہ اش یاد آمدی	موش ہوتا اُسکے ملنے سے جو شاد	پنج سالہ قصے بس کرتا وہ یاد

سلہ گرچہ ہم نے الخ ۷ شعر اگرچہ ہم نے اس کو اعلیٰ کیا اور ضد وحجت کو درمیان سے کھو دیا جو دست حق نے قبلہ عیان کیا پھر تحری کو تو مردود جان پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے کہ قبلہ ظاہر ہوا ہے اگر دم بھر اس قبلہ سے تو غافل ہو تو مطیع قبلہ باطل کا ہو جو تو تمیز دینے والے کا ناسپاس ہو تو تجھ سے خطرہ قبلہ شناس نکلین اگر تو اس انبار سے ثمر چاہے تو مت ٹھہرا یون سے دم بھر دور ہو اس دم کہ تو ترک معین سے پس تو مبتلا ہووے ساتھ بد مصاحب کے یعنی جب کہ تجھ کو مرشد حاصل ہو اُس دم تو تحری دلیل سے سر کو پھیر لے اور ان کی صحبت کو غنیمت جان کہ مصاحب آفت جان ہے آگے مصاحب بد کا حال مینڈک و موش کی مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ اتفاقاً الخ ۶ شعر اتفاقاً موش و مینڈک پانی کا نہر پر باہم آشنا ہوئے تھے دونون نے وقت مقررہ پر صبح ایک جا جمع ہوتے تھے اور نرد دل آپس مین کھیلتے تھے اور سینہ خالی کرتے تھے وسواس سے دونون کا حال ملاقات سے خوشی تھا اور کبھی قصہ آپس مین کہتے سنتے تھے زبان بے زبانی سے راز کہتے ترجمہ حضور کہ جماعت رحمت ہے تاویل جان لے موش اس کے ملنے سے خوش ہوتا قصہ پنج سالہ وہ یاد کرتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

جوش نطق از دل نشان دوستی ست — بستگی نطق از بی الفتی ست
دل که دلبر دید کے ماند ترش — بلبلے گل دید کے ماند خمش
ماہی بریان ز آسیب خضر — زنده گشت و سوی دریا شد مقر
یار چون با یار خوش بنشسته شد — صد ہزاران لوح سر دانسته شد
لوح محفوظ است پیشانی یار — راز کونینش نماید آشکار
ہادی راه است یار اندر قدوم — مصطفی زین گفت اصحابی نجوم
نجم اندر ریگ و دریا رہنماست — چشم اندر نجم نہ کو مقتداست
چشم را با روی او میدار جفت — گرد منگیزان ز راه بحث و گفت
زانکه گردد نجم پنہان زان غبار — چشم بہتر از زبان با عثار
تا بگوید زانکه وحیش شد شعار — کان نشاند گرد ننگیزد غبار
چون شد آدم مظہر وحی و وداد — ناطقه او علم الاسماء کشاد
نام ہر چیزے چنانکه ہست آن — از صحیفه دل روی گشتش زبان
فاش میگفتی زبان از رؤیتش — جمله را خاصیت و ماہیتش
آنچنان نامے که اشیا را سزد — نے چنانکه حیز را خواند اسد
نوح نه صد ساله در راه سوی — بود ہر روزیش تذکیر نوی
لعل او تازه ز یاقوت القلوب — نے رساله خواند نے قوت القلوب
وعظ را ناموخته ہیچ از شروح — بلکه ینبوع کشوف و شرح روح

جوش نطق ہو اک نشان دوستی — بند ہونا نطق کا ہے بے الفتی
دل کو دلبر دیکھے کب ہووے ترش — گل کو بلبل دیکھے کب رہوے خمش
ماہی بریان خضر کے سایہ سے — زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے
یار بیٹھے یار کے خوش پاس جو — سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہو
لوح محفوظ اک ہے پیشانی یار — راز کونین اس سے ہووے آشکار
راہ کا ہادی ہے یار اندر قدوم — مصطفی بولے کہ اصحابی نجوم
بحر ریگستان میں النجم رہنما — دیکھتا نجم کو کہ وہ ہے مقتدا
آشنا کر آنکھ اس کے روئے تو — مت اٹھا حجت سے گرد راہ کو
کیونکہ پنہان گرد ہو اس نجم سے — چشم بہتر ہے زبان سے جان لے
تاکہے وہ وحی ہے جسکے شعار — گر بٹھائے گرد اٹھائے نے غبار
پس ہوئے آدم جو مظہر وحی کے — علم الاسما کہا نطق انکی نے
نام ہر شے کا وہ ہے جس طور سے — پس زبان راوی صحیفہ دل ہے یے
کہتی ظاہر اسکی رویت سے بیان — سبکی خاصیت و ماہیت عیان
نام ایسا کہ وہ لائق شے کے ہو — ایسا نے کہ کہوے شیر اک حیز کو
اور برابر سال نو سو نوح نے — ذکر اک ہر دن کیا نو طرز سے
تازہ لعل انکا بیا قوت القلوب — نے رسالہ دیکھا نے قوت القلوب
وعظ نے سیکھا کسی اک شرح سے — کھل گئے بل چشمے شرح روح کے

سلہ جوش نطق آخر تک یعنی جوش نطق اک نشان دوستی ہے اور نطق کا بند ہونا بے الفتی ہے آگے اس کی مثال ہے دل کو دلبر دیکھے تو کب ترش ہووے گل کو بلبل دیکھے کب خاموش ہووے ماہی بریان خضر کے سایہ سے زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے جو یار پاس یار کے بیٹھے سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہووے لوح محفوظ پیشانی یار ہے کہ راز کونین اس سے ظاہر ہووے کہ یار رہنمائی میں ہادی راہ ہے مصطفی صلعم نے فرمایا ترجمہ کہ اصحاب میرے ستارے ہیں یعنی صحبت مرشد سے اسرار منکشف ہوتے ہیں کہ پیشانی مرشد کی لوح محفوظ ہے پس بقول حضرت رسول مقبول صلعم کل اولیا اللہ اصحاب نجوم ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم سلہ بحر ریگستان آخر تک شعر ستارے ریگستان میں رہنما ہیں نجم کو دیکھو کہ وہ مقتدا ہیں تو آنکھ کو انکے روئے آشنا کر اور حجت سے گرد راہ کو مت اٹھا کیونکہ ستارہ اس گرد سے پنہان ہو چشم بہتر عزیز زبان سے ہے [illegible] ہو اگر بٹھائے گرد اور غبار نہ اٹھائے جو آدم مظہر وحی کے ہوئے انکی نطق نے علم الاسما کہا ہر شے کا نام جس طور سے ہے زبان راوی صحیفہ دل سے ہے یعنی [illegible] فافہم سلہ کہتی [illegible] رویت سے ظاہر سب کی خاصیت و ماہیت عیان [illegible] ایسا نام نہیں [illegible] چنانچہ نوح نے نو سو برس ہر روز ایک ذکر کیا نئے طرز سے [illegible] لعل تازہ ہے [illegible] والوں سے اور نہ رسالہ دیکھا علم لدنی کا نہ وعظ سیکھا کسی ایک شرح سے [illegible] کھل گئے پس سے جو کوئی [illegible] یعنی [illegible] دل روشن ہوتا ہے تو عارف خود بخود وہ باتیں بے سیکھے بیان کرتا ہے کہ [illegible] اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

زان می کان مے چو نوشیده شود | آب نطق از گنگ جوشیده شود
طفل نوزاده شود حبر فصیح | حکمت بالغ بخواند چون مسیح
از کہے کہ یافت زان می خوش لبی | صد غزل آموخت داؤد نبی
جملہ مرغان ترک کرده چیک چیک | ہم زبان و یار داؤد ملیک
چہ عجب گر مرغ گردد مست او | چون شنید آہن صدای دست او
صرصرے بر عاد قتالی شده | مر سلیمان را چو حمالی شده
صرصرے می برد بر سر تخت شاه | ہر صباح و ہر مسا یکماہہ راه
ہم شده حمال و ہم جاسوس او | گفت غائب را کنان محسوس او
باد چون گفتار غائب یافتی | سوی گوش آن ملک بشتافتی
کہ فلانی اینچنین گفت آن زمان | ای سلیمان شہ صاحب قران
این سخن حدی ندارد گفت موش | چغز را روزی کہ ای مصباح ہوش

کھائے اُس مے سے جو کوئی شخص مے | آب نطق اک جوش گونگے سے کرے
طفل نوزاده ہو دانا اور فصیح | حکمت بالغ کہے مثل مسیح
کوہ سے کہ گویا اُس سے وہ ہی | سو غزل سیکھی نبی داؤد نے
چیخنا بس چھوڑا جملہ مرغ نے | ہم زبان داؤد مرسل کے ہوئے
کیا عجب گر مرغ اُس سے مست ہو | جو سنے آہن نے بانگ دست کو
باد قوم عاد پر قاتل ہوئی | اور سلیمان کی وہ اک حامل ہوئی
باد لیجاتی تھی سر پر تخت شاه | ہر سحر ہر شام کو اک سالہ راه
ہوئی وہ حامل اُنکی اور جاسوس بھی | اور خبر بھی غیب کی محسوس کی
باد جو پاتی خبر بس غیب سے | کان تک پہونچاتی وہ اُس شاہ کے
کہ کہا ایسا فلان نے اُس زمان | اے سلیمان شہ صاحب قران
بات یہ بیحد ہے مینڈک کو کہا | موش نے اک دن کہ ای صاحب ولا

تدبیر موش با چغز کہ میان ما وسیلتے باید کہ بوقت حاجت نمی توانم بر تو آمدن وسخن گفتن

تدبیر کرنا موش کی ساتھ مینڈک کے کہ ہمارے درمیان مین ایک واسطہ چاہیئے کہ وقت حاجت کے مین تیرے پاس نہین آسکتا ہون نہ بات کرسکتا ہون

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز | تو درون آب داری ترکتاز
بر لب جو من ترا نعره زنان | نشنوی در آب بانگ عاشقان
من بدین وقت معین ای دلیر | می نگردم از ملاقات تو سیر

راز کہنا تجھسے چاہون وقت پے | اور تو رہتا ہے اندر آب کے
مین لب جو پر پکارون ہون تجھے | آب مین تو بانگ عاشق نہ سنے
اس مقرر وقت مین اے دلیر | مین نہ ہوتا ہون ترے ملنے سے سیر

ف۱ طفل نوزاده الخ ۵ شعر طفل نوزاده فصیح اور دانا ہووے اور حکمت بالغ مثل مسیح کے۔ کہ کوہ سے کہ وہ اس مین سے گویا ہے سو غزل داؤد نبی نے سیکھی جملہ مرغ نے چیخنا چھوڑا اور ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے کیا تعجب ہے کہ اُس سے اگر مرغ مست ہو کہ جو سنے آہن نے بانگ دست کو باد قوم عاد پر قاتل ہوئی اور وہ سلیمان عم کی ایک حامل ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ باد الخ ۵ شعر باد سر پر لیجاتی تھی تخت شاہ کو ہر سحر و شام کو ایک برس کی راہ وہ ان کی حامل ہوئی و جاسوس بھی اور خبر غیب سے وہ اس شاہ کے کان تک پہونچاتی کہ فلان نے اس وقت ایسا کہا اے سلیمان شہ صاحب قران یہ بات بیحد ہے مینڈک کو کہا موش نے ایک دن اے صاحب ولا یعنی شراب معرفت جس کو حاصل ہو تمام اشیاے جہان اُس کے تابع ہو آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲
ف۳ راز کہنا الخ ۳ شعر تجھ سے راز کہنا چاہتا ہون وقت پر اور تو رہتا ہے اندر آب کے مین لب جو پر پکارتا ہون تجھ کو تو آب مین عاشق کی آواز نہین سنتا ہے اس مقرر وقت مین تیرے ملنے سے مین سیر نہین ہوتا ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون
عاشقان را فی صلوٰة دائمون

نے به پنج آرام گیرد آن خمار
کاندرین سرهاست نی بل صد هزار

نیست زرغبّا طریق عاشقان
سخت مستسقی است جان صادقان

نیست زرغبّا طریق ماهیان
زانکه بے دریا ندارد انس جان

آب این دریا که هائل بقعه ایست
با خمار ماهیان یک جرعه ایست

یکدم هجران بر عاشق چو سال
وصل سال متصل پیشش خیال

عشق مستسقی ست مستسقی طلب
در پے هم این و آن چون روز و شب

روز بر شب عاشق ست و مضطر است
چون ببینی شب بر او عاشق تر است

نیستشان از گفتگو پروای ایست
از پے هم شان یکے دم ایست نیست

این گرفته پائے آن آن گوش این
این بر آن مدهوش و آن بیهوش این

در دل معشوق جمله عاشق است
در دل عذرا همیشه وامق است

در دل عاشق بجز معشوق نیست
در میان شان فارق و مفروق نیست

بر یکی اشتر بود این دو درا
پس چه زرغبّا بگنجد این دو را

هیچکس با خویش زرغبّا نمود
هیچکس با خود به نوبت یار بود

آن یکی نه که عقلش فهم کرد
فهم این موقوف شد بر مرگ مرد

جز مگر مردے که پیش از مرگ مرد
رخت هستی را بسوی یار برد

ور بعقل ادراک این ممکن بدے
قهر نفس از بهر چه واجب شدے

با چنان رحمت که دارد شاه هش
بے ضرورت چون بگوید نفس کش

پانچ وقت آئی نماز اے رہنمون
عاشقونکو فی صلوٰة دائمون

پانچ پر آرام کب عاشق کو ہے
بھید اسمین ہے نہ پانصد لاکھ ہے

کب ہے زرغبّا طریق عاشقان
سخت مستسقی ہے جان صادقان

کب ہے زرغبّا طریق ماہیان
کیونکہ بے دریا نہ رکھین انس جان

آب دریا کا ذرا آئے کسکو یان
پر ہے اک جرعہ خمار ماہیان

ہجر دم بھر عاشقون کو مثل سال
سال بھر کا وصل انکو اک خیال

عشق مستسقی ہے مستسقی طلب
اسکے آگے در پے جون روز و شب

شب پہ عاشق روز ہے اور مبتلا
جو تو دیکھے دن پہ عاشق سب جا

گفتگو سے نے وہ چاہین ٹھہرنا
ٹھہرنا اُن کو نہ اکدم ہے روا

اُسنے پکڑا پاؤن اُسنے اُسکا گوش
اُسکو ہوش اس سے نہ اسکو اس سے ہوش

دلمین سب معشوق کے عاشق ہے بس
دل مین عذرا کے سدا وامق ہے بس

دل مین عاشق کے بجز معشوق کے
اُسکے اندر فارق و مفروق نے

اک شتر پر بجتے دو گھنٹے ہین اب
کیسے زرغبّا سمائے دو مین اب

کوئی اپنے سے بھی زرغبّا کرے
کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے

ایسی ایکی سے کہ جانے عقل سے
جاننا موقوف اس کا مرگ پہ ہے

جانے وہ کہ پہلے مرنے سے مرا
یار کی سو رخت ہستی لے گیا

ہوتا ممکن جاننا گر عقل سے
ہوتا قہر نفس واجب کس لئے

باوجود اس رحم کے وہ شہریار
بے ضرورت کہتے کیونکر نفس مار

۵۱ پنج وقت آمد الخ ۱ شعر نماز پانچ وقت آئی ہے اور اون کی اور عاشقوں کی نماز ہمیشگی کی ہے ترجمہ نماز ہمیشہ ہے پانچ وقت پر عاشق کو آرام کب ہے اسمین بھید ہے نہ پانچسو نہ لاکھ کی زرغبّا کب طریق ماہیوں کا ہے کیونکہ بے دریا کے انس و جان نہ رکھیں آب دریا کہ سب کو یہاں ڈراتا ہے ولیکن ایک جرعہ خمار ماہیوں کا ہے دم بھر کا ہجر عاشقوں کو مثل سال کے اور سال بھر کا وصل انکو ایک خیال ہے یعنی نماز پانچ وقت کی اور روح کی اور عاشقوں کی نماز ہمیشگی کی ہے کیونکہ نماز وصال یار ہے پس عاشق وصال یار سے دوری کب گوارہ کرتا ہے اسواسطے ہر دم نماز میں رہتا ہے زرغبّا اوروں کے واسطے ہے عاشق کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ عشق مستسقی الخ ۵ شعر عشق مستسقی ہے اور مستسقی طلب ہے کہ در پے اُس کے مانند رات دن کے شب پر عاشق روز ہے اور مبتلا ہے جو دیکھے تو دن پر شب عاشق سوا ہے گفتگو سے یہ نہیں چاہتے ہیں ٹھہرنا کہ انکو ٹھہرنا ایک دم روا نہیں ہے اُس نے پاؤں پکڑا اور اس نے اسکا گوش اسکو ہوش اس سے نہ اسکو ہوش اس سے سب معشوق کے دل میں عاشق ہے اور دل میں عذرا کے سدا وامق ہے یعنی عاشق و معشوق دونوں کو خواہش ایک دوسرے کی ہے کہ ایک دوسرے کے در پے ہے مانند رات دن کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دل میں عاشق کے الخ ۷ شعر دل میں عاشق کے بجز معشوق کے نہیں اور اس کے اندر فارق و مفروق نہیں آگے مثال ہے ایک شتر پر دو گھنٹے بجتے ہیں زرغبّا جیسے دو میں سمائے کوئی خود سے زرغبّا کرے اور کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے ایسی اکائی نہیں ہے کہ عقل اُسے جانے اسکا جاننا موقوف مرگ پر ہے وہ جانے کہ پہلے مرنے سے مراد و یار کی طرف رخت ہستی کی لیگیا اگر عقل سے جاننا ممکن ہوتا نفس پر قہر واجب کس واسطے ہوتا باوجود اس رحم کے وہ شہریار بے ضرورت کیوں کہتے کہ نفس کو یعنی عاشق و معشوق میں ایسی یگانگی ہے کہ عقل اسکو نہیں جان سکتی ہے اگر جاننا عقل سے ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کرنے کے واسطے واجب ہوتا اور جناب رسول مقبول صلعم کیونکر نفس کشی کو فرماتے آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری در وصلت

گفت اے یار عزیز مہرکار / من ندارم بے رخت یکدم قرار
روز نور و مکسب ماہم توئی / شب قرار و راحت خوابم توئی
از مروت باشد ار شادم کنی / وقت بیوقت از کرم یادم کنی
در شبانروزی وظیفہ چاشتگاہ / راتبہ کردی وصال اے نیکخواہ
من بدین گفتار قانع نیستم / در ہوایت طرفہ انسانیستم
پانصد استسقاستم اندر جگر / با ہر استسقا قرین جوع البقر
بے نیازی از غم من اے امیر / دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
این فقیر بے ادب نادرخورست / لیک لطف عام تو زان برترست
می بجوید لطف عام تو سند / آفتابے بر حدثہا می زند
نور او را زان زیانے نادہ / آن حدث خشکی ہیزم شدہ
تا حدث در گلخنی شد نور یافت / بر در و دیوار حمامے بتافت
بود آلایش شد آرایش کنون / چون برو برخواند خورشید آن فسون
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد / تا زمین باقی حدثہا را بخورد
جزو خاکی گشت و رست از وے نبات / ہکذا یمحو الالہ السیأت
جزو خاکی گشت و شد او برزنور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

مبالغہ کرنا موش کا خوشامد و زاری وصل مین

بولا[1] اے یار عزیز مہربان / مجکو بے رخ تیرے نہ آرام جان
دن کو نور و تاب میری تو ہی ہے / شب کو راحت خواب میری تو ہی ہے
اب مروت سے مجھے ارشاد کر / وقت بیوقت اب مجھے تو یاد کر
رات اور دن مین وظیفہ صبح کا / وصل سے تو نے مقرر کر دیا
مین نہین قانع ہون اس اکبار سے / ہون فنا خواہش مین اپنی انس سے
رکھے[2] استسقے بہت میرا جگر / رکھے استسقے ہر اک جوع البقر
غم سے بے پروا مرے تو اے امیر / دے زکات جاہ دیکھ اندر فقیر
یہ فقیر بے ادب نا اہل ہے / تیرے لطف عام سے برتر ہے
چاہیے مخصوصی ترا کب لطف عام / گندگی پر بھی پڑے خورشید تام
نور خور نے اس سے نے پائی کمی / گندگی وہ خشک ہو ہیزم ہوئی
گندگی گلخن مین جا روشن ہوئی / چمکی در و دیوار پے حمام کی
تھی[3] وہ آلایش اب آرایش ہوئی / اس پے خور نے کی تھی جو افسونگری
گرم معدہ خاک کا خور نے کیا / گندگی باقی کو اُس نے کھا لیا
جزو خاکی ہو اُسکے اُس سے نبات / ہکذا یمحو الالہ السیأت
جزو خاکی وہ ہوئی اور پر نور / ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

سلہ بولا اے یار عزیز آخ ۵ شعر موش نے کہا اے یار عزیز مہربان مجکو بے رخ تیرے آرام جان نہین ہو دن کو نور اور تاب میری تو ہی ہے اور شب کو راحت و خواب میری تو ہی ہے اب مروت سے مجھے ارشاد کر وقت بے وقت اب مجھے تو یاد کر رات دن مین وظیفہ صبح کا وصل تو نے مقرر کر دیا مین قانع نہین ہون اس ایک بار سے مین تیرے انس کی خواہش مین فنا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ رکھے استسقا آخ ۶ شعر میرا جگر بہت استسقا رکھتا ہے اور ہر ایک استسقا جوع البقر رکھتا ہے اے امیر تو میرے غم سے بے پروا ہے زکوۃ جاہ کی دے اور اندر فقیر کے دیکھ یہ فقیر بے ادب و نا اہل ہو لیکن تیرے لطف عام سے برتر ہے تیرا لطف عام کب مخصوصی چاہے کہ گندگی پر بھی خورشید تام پڑا ہو نور خورشید نے اُس سے کمی نہ پائی وہ گندگی خشک ہو کے ہیزم ہو کے گندگی گلخن مین جا کر روشن ہوا اور در و دیوار حمام پر چمکے یعنی لطف عام مرشد کا خصوصیت نہین رکھتا ہے تمام پر برابر لطف ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تھی وہ آلایش آخ ۸ شعر وہ آلایش تھی اب آرایش ہوئی ہے خورشید سے اسپر افسون گری کی خورشید نے گرم معدہ کو خاک کیا اور باقی گندگی کو اُس نے کھا لیا جزو خاکی ہو کر اُس سے نبات اُگی ترجمہ اس طرح بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ گناہون کو وہ جزو خاکی ہوئی اور پر نور ترجمہ اس طرح بخشتا ہے واسطے اُس کے عطا کرتا ہے بخشش یہ گندگی کو کرے کہ جو بدتر ہے کہ نبات و نرگس و نسترین کرے مناسک ادا کرے اُسے حظ کیا بخشے اندر جزا کے جو وہ ایسے خلعت خبیثون کو دے تو خوبیان کیا کچھ وہ لطیفون کو دے وہ خدا انکو دے ترجمہ کہ نہین دیکھا میری آنکو نے نہ زبان پر آئے اور نہ اندر لغت کے یعنی شمس مرشد دل آلایش کو آرایش دیتا ہے اور سرسبز کر دیتا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲

باحدث کان بدترست این گندہا ۔ نش نبات و نرگس و نسرین کند
تا بہ نسرین مناسک در وفا ۔ حق چہ بخشد درجزا و در عطا
چون خبیثان راچنین خلعت دہد ۔ طیبین را تاچہ بخشد در رسد
آن دہد حق شان کہ لاعین رات ۔ کہ نگنجد در زبان و در لغت
ماکییم این را بیان کن یار من ۔ روز من روشن کن از خلق حسن
منگر اندر زشتی و مکروہیم ۔ کہ ز پر زہری چو مار کوہیم
ایکہ من زشت و خصالم نیز زشت ۔ چون شوم گل چون مرا او خار کشت
نوبہار احسن گل دہ خار را ۔ زینت طاؤس دہ این مار را
در کمال زشتیم من منتہی ۔ لطف تو در فضل و در فن منتہی
حاجت این منتہی زان منتہی ۔ تو برآری غیرت سرو سہی
چون بمیرم فضل تو خواہد گریست ۔ از کرم گرچہ ز حاجت او بریست
بر سر گورم بسے خواہد نشست ۔ خواہد او چشم لطیفش اشک بست
نوحہ خواہی کرد بر محرومیم ۔ چشم خواہی بست از مظلومیم
اندکے از لطفہا اکنون بکن ۔ حلقہ در گوش من کن زین سخن
آنچہ خواہی گفت تو باخاک من ۔ برفشان بر مدرک غمناک من
دستگیرم در چنین بیچارگی ۔ شاد گردانم دران غمخوارگی

گندگی کو یہ کرے بدتر جو ہے ۔ کہ نبات و نرگس و نسرین کرے
تامناسک ۔ جو کرے نسرین ادا ۔ کیا خدا بخشے اُسے اندر جزا
ایسے خلعت جو خبیثوں کو وہ دے ۔ خوبیان کیا کچھ لطیفو نکو وہ دے
وہ خدا دے انکو لاعین رات ۔ نے زبان پر آئے نے اندر لغت
کون ہوں میں تو بیان کر اب سے[1] ۔ دنکو روشن جو کرے تو خلق سے
دیکھو مت زشتی و مکروہی مری ۔ کہ ہوں پر زہری سے جون مار کوہی
مین نہ زشت ہوں میری خصلت زشت ہے ۔ کیسے گل ہوں خار بویا ہے مجھے
نوبہار حسن گل دے خار کو ۔ زینت طاؤس دے اس مار کو
زشتی کامل میں ہوں میں منتہی ۔ لطف تیرا فضل و فن میں منتہی
حاجتیں اس منتہی کی اے شہا ۔ جلد تر اُس منتہی سے بر تو لا
جو مروں میں فضل تیرا رو دیگا[2] ۔ گرچہ پاک حاجت سے ہے وہ او جدا
گور پر میری بہت بیٹھے گا تو ۔ اشک جاری چشم سے رکھیگا تو
میری محرومی پہ بس تو رودیگا ۔ میری مظلومی پہ حیران ہوئیگا
تھوڑا ان لطفوں سے کر از راہ جوش ۔ اس سخن سے کر مجھے حلقہ بگوش
تو کہے جو کچھ کہ میری خاک سے ۔ ڈال میری مدرک غمناک پے
تھام ہاتھ اس عاجزی میں تو مرا ۔ شاد غمخواری میں کر مجکو سدا

لابہ کردن موش مرچغز را کہ بہانہ میندیش و در امر من تاخیر میندار و فی التاخیر آفات و تمثیل

خوشامد کرنا موش کی مینڈک سے کہ تو بہانہ نہ کر اور میرے کام میں تاخیر میں آفت ہے اور تمثیل

[1] کون ہوں الخ ۲ شعر میں کون ہوں تو اسے بیان کر اور دن کو تیرے روش و خلق سے کر میری زشتی و مکروہی مت دیکھ کہ پر زہر ہونے سے مانند مار کوہی کے ہوں اے میں فرشت ہوں اور میری خصلت زشت ہے میں کیسے گل ہو دن کہ مجھے خار بویا ہے تو بہار حسن گل خار کو دے اور زینت طاؤس اس مار کو دے میں اس زشتی کامل میں منتہی ہوں اور تیرا لطف فضل اور فن میں منتہی ہے اے شاہ حاجتیں اس منتہی کی جلد تر اس منتہی سے بر لا یعنی اس منتہی بدی کی حاجتیں اے منتہی لطف اپنے سے برلا کہ اپنی مراد کو پہونچے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ [2] جو مروں میں الخ ۲ شعر جو میں مروں تیرا فضل رو دیگا اگرچہ وہ حاجت سے پاک و جدا ہے میری گور پر تو بہت بیٹھے گا اور چشم سے تو اشک جاری کریگا تو میری محرومی پر بس رو دیگا اور بس مظلومی پر حیران ہوئیگا تھوڑا ان لطفوں سے اب از راہ جوش اس سخن سے کر حلقہ بگوش تو جو کچھ میری خاک سے کہے میری مدرک غمناک پر ڈال تو اس عاجزی میں میرا ہاتھ تھام اور غمخواری میں مجکو سدا شاد کر یعنی اے خدا تو مجھ پر لطف و کرم کر عاجزی میں میرا ہاتھ تھام کہ بیکس و ناتوان ہوں آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

صوفی راگفت خواجہ سیم پاش	کای قدمهای تراجانم فراش	بولا اک صوفی کو اک خواجہ سخی	زیر پا تیرے ہی فرش اب جان مری
یکدرم خواہی تو امروز ای شہم	یا کہ فردا چاشتگاہی سہ درم	اک درم لے آج مجھ سے تو ای شاہ	یا کہ کل تو سہ درم لے صبحگاہ
گفت امروز این درم راضی ترم	کہ دہی امروز فردا صد درم	بولا اک درہم پہ راضی تر ہون مین	آج دے کہ سو درم کل پاؤن مین
سیلے نقد از عطاے نسیہ بہ	یک قفا پشت کشیدم نقد دہ	نقد تھپڑ جود نسیہ سے بھلا	رکھے گردن آگے تیرے نقد لا
خاصہ آن سیلی کہ از دست تو است	ہم قفا ہم سیلیش مست تو است	خاص تھپڑ ہے کہ تیرے ہاتھ سے	بھی چپت گردن بھی تجھ سے مست ہے
ہین بیا ای شادی جان جہان	خوش غنیمت دار نقد این زمان	آ تو اے شادی جان جہان	خوش غنیمت رکھ تو یہ نقد زمان
در مدزدان روے ماہ از شبروان	سر مکش زین جوی ای آب روان	مت چرا شبرو سے تو وہ ماہرو	مت رک ای آب روان اس جو سے تو
تا لب جو خند د ای ماہ معین	وز لب جو سر برآرد یاسمین	تا ہنسے لب جو کا با ماہ معین	اور لب جو سے اُگے بس یاسمین
چون بہ بینی برلب جو سبزہ مست	پس بدان از دور کانجا آب ہست	مست سبزہ جو لب جو پر دیکھے	دور سے تو جان یہان پر آب ہے
گفت سیماہم وجوہ کردگار	کہ بود غماز باران سبزہ زار	بولا سیماہم وجوہ کردگار	ہوتا ہے غماز باران سبزہ زار
گر ببارد شب نہ بیند ہیچکس	کہ بود در خواب ہر نفس و نفس	شب کو گر برسے نہ دیکھے کوئی کس	خواب مین ہوتا ہے ہر نفس و نفس
تازگی ہر گلستان جمیل	ہست بر باران پنہانے دلیل	تازگی ہر گلستان کی ای عقیل	ہے برسنے آب پر پنہان دلیل
ای اخی من خاکیم تو آبیی	لیک شاہ رحمت و وہابیی	ای اخی مین خاکی اور آبی ہے تو	لیک شاہ رحم وہابی ہی تو

رجوع بحکایت چغز و موش است

رجوع طرف حکایت مینڈک و موش کے ہی

آنچنان کن از عطا و از قسم	کہ گہ و بیگہ بخدمت می رسم	ایسا کر از راہ عطا وجود کے	کہ مین ہر دم آؤن خدمت مین تری
برلب جو من بجان میخوانمت	من نہ بینم از اجابت مرحمت	تجکو جو پر مین بلاتا ہون بجان	مین اجابت سے نہ دیکھون رحم ان
آمدن برآب من بستہ شد	زانکہ ترکیبم زخاکی رستہ شد	بند آنا آب پر میرا ہوا	کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا

سلہ بولا الخ ۶ شعر ایک صوفی سے ایک خواجہ سخی نے کہا کہ تیرے زیر پا میری جان فرش ہے آج تو ایک درم مجھسے لے یا کہ کل تو سہ درم صبحکو لے کہا کہ مین ایک درم پر راضی ہون آج دے کہ سو درم کل مین پاؤن پھر نقد جود اُدھار سے بہتر ہے تیرے آگے گردن رکھے کہ نقد لا خاص تھپڑ کہ میرے ہاتھ سے ہے بھی چپت وہی گردن تجھسے مست ہے تو آ اے شادی جان جہان اور تو خوش غنیمت سمجھ یہ نقد زمان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ مت چرا الخ ۷ شعر وہ ماہرو شبرو سے مت چرا اور اے آب روان مت رک اس جو سے طالب ہو ہنسی ماہ معین سے اور آب جو سے اُگے یاسمین سبزہ مست آب جو دیکھے تو دور سے جان کہ یہان آب ہے کہا سیماہم وجوہ خدا سے کہ سبزہ زار غماز باران ہوتا ہے اگر شب کو برسے اور کوئی نہ دیکھے کہ ہر نفس و نفس خواب ہوتا ہے ہر گلستان کی تازگی برستے آب پر پوشیدہ دلیل ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے اخی مین خاکی اور تو آبی ہے ولیکن تو شاہ رحم وہابی ہے یعنی تھپڑ نقد بخشش اُدھار سے بہتر ہے یہ بات ظاہر مگر باطن کی آگے مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ ایسا کر الخ ۵ شعر ایسا کر از راہ جود و عطا کے مین ہر دم تیری خدمت مین آؤن تجکو نہر پر مین کہتا ہون جان سے ولیکن مین اجابت سے وہان رحم نہین دیکھتا ہون میرا آنا آب پر بند ہوا کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا ہے کوئی قاصد یا نشان مقرر کیا تاکہ میری جزا تجکو بیان کرے اس امر مین وہ دونون بار بحث کرتے تھے آخر کو باہم یہ قرار ٹھہرا ۱۲

یا رسولے یا نشان کن با مدد | تا ترا از بانگ من آگہ کند
بحث کردند اندرین کار آن دو یار | آخر این بحث آن آمد قرار
کہ بدست آرید یک رشتہ دراز | تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز
یک سری بر پای این بندہ ز تو | بستہ باشد دیگری بر پای تو
تا بہم آئیم زین فن ما دو تن | اندر آمیزیم چون جان با بدن
ہست تن چون ریسمان بر پای جان | می کشاند بر زمین از آسمان
چغز جان در آب خواب بیہشی | رستہ از موش تن آمد در خوشی
موش تن زان ریسمان بازش کشد | چند تلخی زین کشش زان می چشد
گر نبودی جذب موش گندہ مغز | عیشہا کردی درون آب چغز
باقیش چون قد بر خیزی ز خواب | بشنوی از نور بخش آفتاب
یک سر رشتہ گرہ بر پای من | زان سر دیگر تو بر پا عقدہ زن
تا توانم من درین خشکی کشید | مر ترا انک شد سر رشتہ پدید
تلخ آمد بر دل چغز این حدیث | کہ مرا در عقدہ آرد این خبیث
ہر کراہت در دل مرد بہی | چون در آید ز افتی نبود تہی
وحی حق دان آن فراست را نہ وہم | نور دل از لوح کل کردست فہم
امتناع پیل از سیران بہ بیت | با جد آن پیلبان و بانگ ہیت
جانب کعبہ نہ رفتی پای پیل | با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
گفتئی کہ خشک شد پاہای او | یا بمرد آن جان ہول افزای او

گر مقرر کوئی قاصد یا نشان | تا نہ میری کرے تجکو بیان
اس امر مین بحث کرتے دونون یار | ٹھہرا یہ آخر کو بس باہم قرار
کہ بہم پہونچاؤ اک رشتہ دراز | جذب رشتہ سے ہو اظہار راز
اک سرا یہ بندہ باندھے پاؤن کے | دوسرا باندھے ترے وہ پاؤن کے
تا ملین اس فن سے ہم تم دونون تن | ہم ملین آپس مین جون جان و بدن
مثل رشتہ تن ہے جان کے پاؤن کے | اسکو کھینچے ہے زمین پر چرخ سے
آب غفلت مین ہے مینڈک جان کی | رشتہ موش تن کا ہے اندر خوشی
موش تن رشتہ سے پھر کھینچے اسے | اس کشش سے تلخی از بس جان چکھے
گر نہ ہوتی یہ کشش اس موش کی | کرتا مینڈک آب مین از بس خوشی
آنکھون کو خواب سے تیری کھلے | حال باقی تو سنے اس شمس سے
اک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پر | دوسرا تو باندھ اپنے پاؤن پر
تا سکون خشکی مین تجکو کھینچنا | اب ہوا سر رشتہ پید ا ظاہرا
بات یہ مینڈک کو آئی ناگوار | کہ مجھے پھندے مین پھانسے یار مار
جو کراہت دل مین اہل اللہ کے | آسکے وہ خالی نہ ہو آفات سے
وحی حق جان اس فراست کو نہ وہم | نور دل نے لوح کل سے کی ہے فہم
حملہ کعبہ سے رکنا پیل کا | باوجود پیلبان جد مین رہا
جانب کعبہ نہ جاتا پاے پیل | مغز کل کھاتے زیادہ نے قلیل
تو کہے کہ ہو گیا خشک اسکا پا | یا کہ نکلے جان با ہول و بلا

سلہ کہ بدست آرید الخ ۵ شعر کہ ایک رشتہ دراز بہم پہونچاؤ تاکہ جذب رشتہ سے راز اظہار ہو ایک سرا یہ بندہ پاؤن پر باندھے اور وہ دوسرا تیرے پاؤن پر باندھے تا اس فن سے ہم تم دونون ملین اور آپس مین ہم ملین مانند جان و تن کے آگے اس کے حقائق ہین رشتہ کے مانند بدن ہے جان کے پاؤن پر کہ اس کو زمین پر کھینچتا ہے آسمان سے جان کی مینڈک آب غفلت مین ہے اور رشتہ موش بدن کا خوشی ہے یعنی مینڈک جان کو کہ بحر معنی کا رہنے والا موش تن کہ خشکی خاک کا اس عالم سے اس عالم مین کھینچتا رہے اور غفلت مین ڈالتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ موش تن الخ ۶ شعر موش تن پھر رشتہ سے اسے کھینچے اور اس کشش سے از بس جان تلخی چکھے اگر اس موش کی یہ کشش نہ ہوتی مینڈک آب مین از بس خوشی کرتا تیری آنکھون کو خواب سے کھلے باقی حال تو اس شمس سے سنے آگے رجوع بقصہ ہے کہ ایک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پر اور دوسرا تو باندھ اپنے پاؤن پر سر رشتہ بظاہر پید ا ہوا یہ بات بظاہر مینڈک کو ناگوار آئی کہ مجکو پھندے مین پھانستا ہے یار آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کراہت الخ ۸ شعر جو اہل اللہ کے دل مین کراہت ہووے وہ آفت سے خالی نہ ہووے اس فراست کو وحی حق جان نہ وہم کہ نور دل نے لوح کل سے فہم کی ہے آگے اس کی مثال ہے پیل کا رکنا حملہ کعبہ سے باوجودیکہ فیلبان کوشش کرتا تھا کعبہ کی جانب پاؤن پیل کا نہ جاتا مغز کل کھاتا نہ زیادہ نہ قلیل تو کہے کہ اسکا پاؤن خشک ہو گیا یا کہ جان نکل جاوے کو حق آگاہ کرے اور صاحب فیل بر گراہ کرے جب اسکا رخ یمن کی طرف کرتے تو پیل سو گھوڑون سے تیز جاتا حس پیل زخم غیب سے آگاہ تھی پس حق کی حس پھر کیا کچھ دیکھتی ہو یعنی جو چیزین اہل اللہ کے دلمین کراہت آتی ہو وہ آفت سے خالی نہین ہوتی ہے یہی فراست وحی حق ہے وہم نہین آگے مثال ہے فافہم

پیل را حق جان آگه میکند	وان خسان را گول گمره میکند	پیل کی حق جان کو آگہ کرے	صاحب پیلون کو وہ گمرہ کرے
چونکه گردی سرش سوی یمن	پیل نه صد اسپه گشتی گام زن	جب یمن کی سمت کرتے اسکا سر	پیل سو گھوڑون سے جاتا تیز تر
حس پیل از زخم غیب آگاه بود	چون بود حس ولی با ورود	حس پیل آگہ تھی زخم غیب سے	حس ولی حق کی پھر کیا کچھ رکھے
نے که یعقوب نبی گفت آن زمان	که ازو جستند یوسف آل کنعان	۵۱ نے کہ یعقوب نبی نے جب کہا	مانگا یوسف بھائیون نے اسنے جا
از پدر چون خواستند آن دیگران	تا برندش سوی صحرا یک زمان	بھائیون نے جبکہ چاہا باپ سے	سوے صحرا تاکہ لیجائین اُسے
جمله گفتندش میندیش از ضرر	یکدو روزش مهلتی ده ای پدر	بولے سب اُن سے نکر فکر ضرر	ایک دو دن کی دے مہلت اے پدر
تو چرا مارا نه پنداری امین	یوسف خود نسپری با ما فطین	کس لئے ہمکو نہین جانے امین	اپنا یوسف سونپتے نے یا فطین
تا بهم در مرج بازی کنیم	ما درین دعوت امین و محسنیم	تاکہ ہم سب مل کے کھیلین دشت مین	اس طلب مین ہم امانتدار ہین
گفت میدانم که نقلش از برم	میفروزد در دلم درد و سقم	بولے مین جانون کہ میرے پاس سے	جانا اسکا دلکو صدمہ دے مرے
این دلم هرگز نمی گوید دروغ	که ز نور عرش دل دارد فروغ	دل ۵۲ مرا ہرگز نہ کہتا جھوٹ ہے	کہ منور ہے وہ نور عرش سے
آن دلیل قاطعی بد بر فساد	وز قضا آن را نکرد او اعتماد	وہ دلیل قاطع رکھتے تھے فساد	نے قضا سے اُس کا رکھتا اعتماد
درگذشت از وے نشانے آنچنان	که قضا در فلسفه بود آن زمان	محو اُن سے وہ نشان بالکل ہوا	عقل کی پابند تھی اُسدم قضا
این عجب نبود که کور افتد بچاه	بل عجب افتادن بینای راه	یہ عجب سے چاہ مین اندھا گرے	ہے عجب بینا گرے جو راہ سے
کاین قضا را گونه گون تصریفهاست	چشم بندش یفعل الله ما یشاست	یہ تصرف گونا گون رکھے قضا	چشم بندی یفعل الله ما یشا
هم بداند هم بداند دل فنش	موم گردد بهر آن مهر آهنش	اُس کا فن دل جانے ہو تو جانئے	موم آہن ہو محبت کے لئے
گوئیا دل گویدے که میل او	چون درین شد هرچه باشد همچو	گویا ۵۳ دل کہو سکے خواہش اسکی جو	کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو
خویش را هم زین مغفل میکند	در عقابش جان معقل میکند	آپ کو بھی اُس سے غافل کرتا ہے	جان کو وہ اپنی پاگل کرتا ہے

سـ۵۱ نے کہ آگے ۶ شعر نہین یعقوب نبی نے کیا کہ جب بھائیون نے یوسف کو اُن سے جاکر مانگا جبکہ بھائیون نے آپ سے چاہا تاکہ صحرا کی طرف اسے لیجائین سب نے ان سے کہا کہ فکر ضرر نہ کرو اور ایک دو دن کی مہلت دے اے پدر ہمکو کس واسطے امین نہین جانتا اپنا یوسف نہین سونپتا ہے ساتھ ہمارا نون کے تاکہ ہم سب مل کر دشت مین کھیلین ہم اس طلب مین امانت دار ہین نہین جانتا ہون میرے پاس سے اُس کا جانا میرے دلکو صدمہ دیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ دل مرا آگے ۶ شعر میرا دل ہرگز جھوٹ نہین کہتا ہے کہ وہ روشن ہے نور عرش سے وہ دلیل قاطع فساد کی رکھتی تھی اس کا اعتماد بسبب قضا کے نہ رکھا وہ نشان اُن سے بالکل محو ہوا کہ قضا اُسدم عقل کی پابند تھی آگے اس کی مثال ہے یہ عجب نہین کہ چاہ مین اندھا گرے بلکہ یہ تعجب ہے کہ بینا راہ سے گرے یہ تصرف قضا گوناگون رکھتی ہے چشم بندی یفعل الله ما یشا اُس کا فن دل جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ آہن موم ہوتا ہے محبت کیواسطے یعنی تصرفات قضا کے ایسے ہین آگاہ لوگ جانتے ہین اور پھر وہ کام کرتے ہین کیونکہ الله جو چاہتا ہے وہ فعل کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ گویا دل آگے ۸ شعر گویا دل کہے کہ حق کی خواہش کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو اس سے غافل آپ کو بھی کرتا ہے اگر وہ پہلوان اس مین مات ہووے امتحان ہووے سو بلا سے ایک بلا مول لے ایک پستی ہاسکو بلندی دے آگے اس کی مثال ہے ایسا خام شوخ کہ جو اُسے شراب نہ چھڑایا صد بار خمار خام سے آخر کو پختہ و استاد ہوا جان کی بیدگی سے چھٹا مست بادہ لدنی سے ہوا اور بے تمیز ہوکر بالکل خلق سے چھٹا ان نے عقیدے سست پر تقلید سے اور خیال دیدہ بے دیدہ سے یعنی شراب عشق الٰہی سے مست ہوکر خلق سے چھٹا اور خیال دیدہ بے دیدہ نے بچایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر شود مات اندرین آن بوالعلا　　آن نباشد مات باشد ابتلا
یک بلا از صد بلایش وا خرد　　یک ہو طش پر معار ہبا برد
خام شوخی کہ رہانیدش مدام　　از خمار صد ہزاران نشت خام
عاقبت او پختہ و اُستاد شد　　جست از رقِ جہان آزاد شد
از شراب لایزالی گشت مست　　شد ممیز و ز خلائق باز رست
ز اعتقادِ سست پر تقلیدشان　　وز خیال دیدہ بے دیدشان
ای عجب چہ فن زند اورا کشان　　پیش جزر و مد بحر بے نشان
زان بیابان آن عمارت ہا رسید　　ملک و شاہی و وزارت ہا رسید
زان بیابان عدم مستان شوق　　میرسند اندر شہادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیہ　　می رسد در ہر مساء و غادیہ
آید و گیرد وثاق ما گرد　　کہ رسیدم نوبت ما شد تو رد
چو پسر چشم خرد را بر کشاد　　زود بابا رخت بر گردون نہاد
جادۂ شاہ است این سو این زان　　وان ازان سو صادران و واردان
نیک بنگر ما نشستہ می رویم　　تو نہ بینی قاصد جائے تو ایم
ہر ماے می نگیری راس مال　　بلکہ از بہر غرض ہا در مآل
پس مسافر آن بود ای رہ پرست　　کہ مسیر و روش در مستقبل ست
ہمچنان کز پردہ دل بیکلال　　دمبدم در میرسد خیل خیال
گر نہ تصویرات از یک معدنند　　در پی ہم سوے جان چون میرسند

ہو دہ نہ ہو وسے مات ہو تب امتحان　　مات ہو وسے اسمین گروہ پہلوان
سو بلا سے اک بلا سے ہو استخلاص　　ایک پستی بس یا تنزل سکو دے
خام شوق ایسا چھڑایا جو اُسے　　سے سے اک صد با خمار خام سے
پختہ اور اُستاد آخر کو ہوا　　اور جہان کی بندگی سے وہ چھٹا
مست بادۂ لایزالی سے ہوا　　پر تمیز ہو خلق سے بالکل چھٹا
سست عقیدہ اُنکے پر تقلید سے　　اور خیال دیدہ بے دید سے
[۱]اے عجب کیا فن کرے کھینچے اُسے　　آگے جزر و مد بحر غیب سے
اس بیابان سے عمارت آئی ہے　　ملک شاہی اور وزارت آئی ہے
اس بیابان عدم سے مست شوق　　آتے ہین دنیا کے اندر جوق جوق
کاروان در کاروان اُس دشت سے　　آتے ہین ہر وقت صبح و شام سے
آتے ہین اور لیتے ہین وہ گھر مرا　　کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا
[۲]جیسے آنکھین عقل کی کھولے پسر　　جلد سامان چرخ پر رکھے پدر
یہ سڑک شاہی ہے اس سے سو روان　　اور اُدھر سے آئین جائین میہمان
خوب دیکھ ہم بیٹھے بیٹھے جاتے ہین　　تو نہ دیکھے ہم روان تو جاتے ہین
مال کی خاطر نہ تو ہے راس مال　　بل غرض کو جو کہ ہو اندر مآل
پس مسافر وہ ہے اے فرخندہ پے　　کہ میر و اُسکا منھ آگے کو ہے
[۳]جیسے پردہ دل سے بیرنج و ملال　　پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال
گر خیالات اک نہیں معدن سے ہین　　آگے پیچھے سوی جان کیون آتے ہین

[۱] اے عجب الخ ۵ شعر اے عجب کیا فن کرے کہ اُسے کھینچے آگے جزر و مد بحر غیب سے کہ اس بیابان سے عمارت آئی ہے ملک شاہی و وزارت آئی ہے اس بیابان عدم سے مست شوق دنیا کے اندر جوق جوق آتے ہین اس دشت سے کاروان کاروان آتے ہین ہر وقت صبح و شام کے وہ آتے ہین اور لیتے ہین گھر میرا کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا یعنی ملک عدم سے ایک مخلوق اس جہان مین آتی ہے اور چلی جاتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[۲] جیسے آنکھین الخ ۷ شعر جیسے پسر عقل کی آنکھین کھولے اور پدر سامان خرج پر جلد رکھے یہ سڑک شاہی اس سوے روان اور اُدھر سے آئین و جائین میہمان خوب دیکھ کہ ہم بیٹھے جاتے ہین جو نہ دیکھے کہ ہم نئی جا پر روان ہین تو مال کی خاطر راس المال ہے بلکہ غرض کو جو کہ اندر مآل کے ہے پس وہ مسافر ہے اے فرخندہ پے کہ سیر کرنیکو اسکا منھ آگے ہو آگے حقائق ہین [۳] جیسے پردہ الخ پردۂ دل سے بے رنج و ملال پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال کی اگر خیالات ایک معدن سے نہیں ہین تمام جان کے آگے پیچھے کیون آتے ہین یعنی ہم اس جہان سے ایسے اُدھر چلے جاتے ہین جیسے خیالات اِدھر سے چلے آتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

جوق جوق اسپاہ تصویرات ما — سوی چشمۂ دل شتابان از ظما
جوق جوق آتے ہین لشکر خیال کے[1] — تشنہ جانب چشمۂ دل کے مرے

جرہا پر می کنند و می روند — دائما پیدا و پنہا می شوند
پر سبو کرتے ہین اور جاتے ہین وہ — اور سدا پید انہان ہوتے ہین وہ

فکر با از اختران چرخ دان — دائر اندر چرخ دیگر آسمان
جان فکر اختران چرخ سے — کرتے ہین گردش وہ اور ہی چرخ پے

سعد دیدی شکر کن ایثار کن — نحس دیدی صدقہ و استغفار کن
سعد دیکھے شکر اور ایثار کر — نحس دیکھے صدقہ استغفار کر

ما کئیم این را بیار اے یار من — طالعم مقبل کن و چرخی بزن
ہم ہین کون اسکو تو لا ای میرے یار — طالع مقبل کر مرا لوٹ ایکبار

روح را تابان کن از انوار ماہ — زانکہ ز آسیب ذنب شد دل سیاہ
کر تو روشن روح نور ماہ سے — دل سیہ صدمہ ذنب سے جوکہ ہے

از خیال و وہم و ظن بازش رہان — از چہ و جور رسن بازش رہان
اسکو وہم و خیال و ظن سے پھر چھڑا[2] — اور چہ و جور و رسن سے پھر چھڑا

تا ز دلداری خوب تو دلی — پر برآرد پر پرد ز آب و گلی
تاکہ دل دلداری سے خوش ہو ترے — پر نکالے آب و گل سے اور اڑے

اے عزیز مصر جانم دستگیر — عذر این زندانی خود در پذیر
ای عزیز مصر میری جان کا — عذر سن قیدی کو اپنے کر رہا

ای عزیز مصر جانم آن تست — یوسف مظلوم در زندان تست
ای عزیز اب جان تیری ملک ہے — یوسف مظلوم زندان مین ترے

در خلاص او یکے خواب بین — زود کان اللہ یحب المحسنین
خواب دیکھ اسکی رہائی مین امین — جلد کان اللہ یحب المحسنین
تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکوں کو

ہفت گاؤ لاغر پر از گزند — ہفت گاؤ فربہش را میخورند
سات لاغر گاؤ جو ہین رنج مین — سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتے ہین

ہفت خوشہ زشت خشک ناپسند — سنبلات تازہ را می چرند
سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین — تازہ خوشے سات کو وہ چرتے ہین

قحط از مصرش برآمد ای عزیز — ہین مباش ای شاہ این را مستخیر
قحط مصر اسکے سے نکلا ای عزیز[3] — رکھ نہ قید اسکو ای شاہ پر تمیز

یوسفم در حبس تو ای شہ نشان — ہین ز دستان زنانم وا رہان
مین ہون یوسف قید مین تیری شہا — عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا

از سوی عرشی کہ بودم مربط او — شہوت مادر فگندم کاہبطوا
ربط رکھنے والا مین تھا عرش سے — اہبطو مین خواہش نے مجھے ڈالا

پس فتادم زان کمال مستتم — از فن زالی بہ زندان رحم
پس پھنسا مین اُس کمال قرب سے — زال کے مکرون سے اندر رحم کے

---

[1] جوق جوق الخ ۶ شعر لشکر خیال کے جوق جوق آتے ہین تشنہ جانب چشمہ دل میرے کے سبو کرتے ہین اور وہ جاتے ہین اور ہمیشہ وہ پیدا و نہاں ہوتے ہین جان انجم فلک سے کہ وہ گردش کرتے ہین اور آسمان پر ہین جو کہ سعد دیکھے شکر و ایثار کر اور جو نحس دیکھے صدقہ و استغفار کر ہم کون ہین تو اس کو لا میرا طالع مقبل کر اور ایکبار لوٹ کو روح روشن کر فرمایا اے جو کہ دل صدمہ ذنب سے سیاہ ہے یعنی فکر ہین مانند اخترون کے جان کو گردش کرتے ہین اور چرخ پر ہین جو نیک آئین شکر کر اور نحس سے استغفار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] از الخ ۷ شعر پھیر اسکو وہم و خیال و گمان سے چھڑا اور چاہ و جور رسن سے چھڑا تاکہ دل تیری دلداری خوش سے آب و گل سے پر نکالے اور اڑے اے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اور اپنے قیدی کو رہا کر اے عزیز سب جان تیری ملک ہے کہ یوسف مظلوم تیرے زندان مین ہے اسکی رہائی مین جلد الٰہی مین خواب دیکھ ترجمہ کہ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکوں کو سات دبلی گاؤ جو رنج مین ہین سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتی ہین سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین سات خوشے تازہ کو وہ چرتے ہین یعنی دل کہ مثل یوسف کے قید زندان مین ہے اسے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اسکو اس قید سے رہا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] قحط مصر الخ ۴ شعر قحط مصر اسکے سے نکلا اس کو قید مت رکھ اے شاہ پر تمیز مین یوسف تیری قید مین ہون اے شاہ تو عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا مین ربط رکھنے والا عرش سے تھا مجکو اہبطو سے خواہش مین ڈالا پس مین پھنسا اس کمال قرب سے زنان کے مکرون سے اور رحم کے اندر روح کو زندان مین لائے عرش سے عورتون کا مکر بڑا ہے اسواسطے میری پستی اول آخر عورت کے سبب مین روح تھا تن جنون کس طور سے یعنی روح مکر دن نفس مین گرفتار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روح را از عرش آرد در حطیم   لاجرم کید زنان باشد عظیم
اول و آخر ہبوط من ز زن   چونکہ بودم روح و چون گشتم بدن
بشنو این زاری یوسف در عثار   یا بر این یعقوب بیدل رحم آر
نالہ از اخوان کنم یا از زنان   کہ فگندندم چو آدم از جنان
زان مثال برگ دی پژمردہ ام   کز بہشت وصل گندم خوردہ ام
چون بدیدم لطف و اکرام ترا   وان سلام و صلح و پیغام ترا
من سپند چشم بد کردم پدید   در سپندم نیز چشم بد رسید
دافع ہر چشم بد از پیش و پس   چشمہاے پر خمار تست و بس
چشم بد را چشم نیکویت شہا   مات و مستاصل کند نعم الدوا
بل ز چشمت کیمیا ہا میرسد   چشم بد را چشم نیکو می کند
چشم شہ بر چشم باز دل زدہ ہست   چشم بازش سخت با ہمت شدہ ہست
تا ز بس ہمت کہ یابید از نظر   می نگردد باز شہ جز شیر نر
شیر چہ کان شاہباز معنوی   ہم شکار تست ہم صیدش توئی
شد صفیر باز جان در مرج دین   نعرہای لا احب الآفلین
باز دل را کز پے تو می پرید   از عطاے بیحدت چشمی رسید
یافت بینی بوی و گوش از تو سماع   ہر حسی را قسمتی آرد مشاع
ہر حسی را چون دہی رہ سوی غیب   نبود آن حس را فتور مرگ و شیب
مالک الملکی بحس چیزے دہی   تاکہ بر حسہا کند آن حس شہی

روح کو زندان میں لائے عرش سے   ہے زنون کا کید عظیم اس واسطے
اول آخر پستی میری ہے زن سے   روح تھا میں تن بنون کس طور سے
رنج میں یوسف کے زاری گوش کر   یا کہ تو کر رحم اُس یعقوب پر
عورتوں سے روؤں یا اخوان سے میں   کہ جنان سے نکالا جون آدم مجھے
اس سے جون برگ خزان پژمردہ ہون   وصل کی جنت سے گندم خوردہ ہون
دیکھا میں نے جو ترے اکرام کو   اور سلام اور صلح اور پیغام کو
چشم بد کو لایا مین اسپند جو   چشم بد پہونچے مرے اسپند کو
چشم بد کے دفع کرنے کے لئے   تیری چشم پر خمار اب بس کرے
چشم بد کو چشم نیک اے شہ تری   دفع کردے خوب ہے چارہ گری
کیمیا بل پہونچے تیری چشم سے   چشم بد چشم نیکو تر کرے
چشم باز دل پہ شہ نے کی نظر   چشم باز اس کی ہے باہمت مگر
تا اُس ہمت سے کہ ہے از رہ نظر   نے پکڑتا باز شہ جز شیر نر
شیر کیا وہ شاہباز معنوی   صید تیرا ہے و صید اسکا توئی
اپنے باز جان کے اندر راہ دین   ہے صدا لا احب الآفلین
باز دل کو کہ اُڑا تیرے لئے   چشم پہونچی تری اس جود سے
بینی بو اور گوش سننا تجھ سے لے   حصہ ہر اک حس کا شامل آئے ہے
راہ ہر حس کو تو سوئے غیب دے   مرگ و نقصان پھر نہ اس حس کو ملے
مالک الملک حس کو جو اک چیز دے   تا حسون پر پس وہ حس شاہی کرے

حکایت سلطان محمود غزنوی و رفاقت او شب با دزدان

حکایت سلطان محمود غزنوی کی اور رفاقت کرنا اس کی رات کو ساتھ چوروں کے

سلہ رنج میں آگے شعر یوسف کی زاری رنج میں گوش کر یا تو اس یعقوب بے رحم کر میں عورتوں سے روؤں یا اخوان سے کہ میں آدم کے مانند جنت سے نکالا اس سے برگ خزان کے ملنہ پژمردہ ہوں جنت سے وصل کو گندم خوردہ ہوں جو میں نے دیکھا تیرے آرام کو اور سلام صلح و پیغام کو چشم بد کو جو میں اسپند جو لایا تو میرے اسپند کو چشم بد پہونچے دفع کرنے چشم بد کے جو میں اسپند لایا تو میرا سپند کو چشم بد پہونچے دفع چشم بد کے واسطے تیری چشم پر خمار بس کرتی ہے چشم بد کو تیری چشم نیک اے شاہ رفع کرے یہ چارہ گری خوب ہے یعنی رفع نظر بد کا نظر ولی ہے جیسے پلید کو آب پاک دور کردیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کیمیا آگے ۹ شعر بلکہ کیمیا تیری چشم کو پہونچے کہ چشم بد کو نیکوتر کردیا چشم باز دل پر شاہ نے نظر کی کہ چشم باز اسکی باہمت ہوئی تا اس ہمت سے کہ از راہ نظر کے ہے باز شاہ نہیں پکڑتا بجز شیر نر کے شیر کیا وہ شاہ باز معنوی تیرا صید ہے اور اسکا صید تو ہی یعنی باز جان کی راہ دین میں صدا ہے لا احب الآفلین باز دل کو تیرے واسطے اڑا چشم پہونچی اس تیرے جود سے ناک بو و گوش سننا تجھسے لے ہر ایک حس کا حصہ شامل آتا ہے تو ہر ایک حس کو جو راہ سوئے غیب دے پھر اس حس کو مرگ و نقصان نہ ملے جو حس کو مالک الملک ایک چیز دے تا وہ حس اور حسون پر شاہی کرے یعنی جو نظر عنایت مرشد کی سالک میں اثر کرے اس کو وہ ہمت حاصل ہے کہ ہر ایک حس اس کی کو پھر مرگ و نقصان نہ پہونچے اور سب حسون پر اُس کو شاہی ملے چنانچہ اس کی مثال میں آگے سلطان محمود کو فرماتے ہیں فافہم ۱۲

شب چو شہ محمود می گشت فرد … با گروہ دزد شب رو باز خورد

پس بگفتندش کہ این بوالوفا … گفت شہ من ہم یکی ام از شما

آن یکی گفت ای گروہ مکر کیش … ہین بگوئید از فن و فرہنگ خویش

تا بگوید با حریفان در سمر … تو چہ داری در جبلت از ہنر

آن یکی گفت ای گروہ فن فروش … ہست خاصیت مرا اندر دو گوش

کہ بدانم سگ چہ میگوید بانگ … قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ

آن دگر گفت ای گروہ زر پرست … جملہ خاصیت مرا چشم اندر ست

ہر کرا شب بینم اندر قیروان … روز بشناسم مرا ورا بے گمان

گفت یک خاصیتم در بازو ست … کہ زنم من نقبہا با زور دست

گفت یک خاصیتم در بینی ست … کار من در خاکہا بو بینی ست

سر الناس معادن داد دست … کہ رسول آن را پی چہ گفتہ است

من ز خاک تن بدانم کاندر آن … چند نقد ست و چہ دارد او ز کان

در یکی کان زر بے اندازہ درج … وان دگر دخلش بود کمتر ز خرج

ہمچو مجنون بو کنم ہر خاک را … خاک لیلی را بیابم بے خطا

بو کنم دانم ز ہر پیراہنے … گر بود یوسف دگر آہرمنے

ہمچو احمد کہ برد بو از یمن … زان نصیبی یافت این بینی من

کہ کدامین خاک ہمسایہ زر ست … یا کدامین خاک صفر و ابتر ست

جو کہ پھرتا شب کو تھا محمود شاہ … اک گروہ دزد شب رو سے ملا

پس کہا اسکو انہون نے تو کون ہے … بولا شہ تم میں سے مین بھی ہون وہے

بولا اک انمین سے ای قوم دغا … عقل و فن اپنا کہو تم ظاہرا

تا کہو یاروں سے تم اور دو خبر … کون کیا رکھتا ہے عادت مین ہنر

ایک بولا اے گروہ با ہنر … میرے دونون کان مین ہے یہ اثر

کہ مین جانون جو کہ سگ جو کچھ کہے … پیسے دو آنہ روپے مین بس تو دے

دوسرا بولا اے قوم زر طلب … خاصیت میری ہے بس آنکھوں مین سب

بس شب تیرہ مین دیکھون جسکو مین … بیگمان پہچانون اسکو روز مین

بولا اک بازو مین خاصیت مرے … کہ مین دیتا نقب ہون بس ہاتھ سے

بولا اک تاثیر میری ناک مین … کام میرا سونگھنے کا خاک مین

سر الناس معادن کا ملا … کہ نبی نے اس لئے ہے وہ کہا

جانون خاک تن سے مین کہ درمیان … اسکے نقد اب کسقدر اور زر کان

ایک کان مین زر ہے از بسکہ بھرا … دوسرے مین دخل کم خرچ ہے سوا

سونگھوں مجنون کی طرح ہر خاک کو … خاک لیلی پاؤن مین بے جستجو

جانون ہر اک پیرہن میں سونگھ کے … اہرمن کا ہے و یا یوسف کا ہے

مثل احمد کہ یمن سے پائے بو … اس سے حاصل حصہ میری ناک کو

کہ ملی ہے خاک زر سے کونسی … یا تہی ہے خاک زر سے کونسی

۵۱ جو کہ پھرتا الخ ۹ شعر جو کہ محمود شاہ شب کو پھرتا تھا ایک گروہ دزد شب رو سے ملا پس انہوں نے اسکو کہا کہ تو کون ہے شاہ نے کہا مین ایک تم مین سے ہون ایک نے ان مین سے کہا کہ اے قوم دغا تم عقل و فن اپنا ظاہر کہو تا یارون سے کہو اور خبر دو کہ کون کیا رکھتا ہے عادت مین ہنر ایک نے کہا اے گروہ باہنر میرے دونون کان مین یہ اثر ہے کہ سگ جو کچھ کہے مین جانتا ہون کہا کہ تو بھی دو آنہ روپیہ مین سے ہے دوسرے نے کہا کہ اے قوم زر طلب میری آنکھوں مین یہ خاصیت ہے کہ مین شب تیرہ مین جسکو دیکھتا ہون اسکو دن مین بیشک پہچانتا ہون ایک نے کہا کہ میرے بازو مین خاصیت ہے کہ مین نقب دیتا ہون ہاتھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا اک الخ ۷ شعر ایک نے کہا کہ میری ناک مین تاثیر ہے کہ میرا کام سونگھنے کا خاک مین ہے بعید الناس معادن کا ملا اسواسطے نبی نے وہ کہا خاک تن سے مین جانتا ہون کہ درمیان اسکے کسقدر نقد زر ہے کہ ایک کان مین زر از بس بھرا ہے دوسرے مین دخل کم اور خرچ سوا ہے مجنون کے مانند سونگھو ہر خاک کو خاک لیلے مین پاؤن بے جستجو کہ مین ہر ایک پیراہن سونگھ کر جانون کہ اہرمن کا ہے و یا یوسف کا ہے احمد کے مانند کہ یمن سے بو پائی اس سے حصہ حاصل میری ناک کو ہے یعنی اہل معنی کی حس شامہ بوئے معنی کو معلوم کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کہ ملی ہے الخ ۶ شعر کہ کونسی خاک زر سے ملی ہے یا کونسی خاک زر سے نہیں ملی ہے ایک نے کہا کہ میرے پنجہ مین تاثیر ہے کہ کمند ڈالتا ہے بام پر اگرچہ قصر کسقدر بلند ہو کنگورہ پر اسکے مین کمند ڈالون جیسے احمد نے کمند محبت الٰہی تعلی کہ وہ کمند انکو لیگیا تخت تک حق نے کہا کہ ای کمند انداز ہو سے جانو مارمیت اذ رمیت یعنی کمند محبت نے جناب رسول مقبول صلعم کو وہاں تک ... ایک کر دیا عقل انکا مین دخل حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت یک یک خاصیت در پنجہ ام	کہ کمندی افگنم طول علم	بولا اک تا شیر پنجہ مین مرے	کہ کمند اک ڈالتا ہون بام پے
قصر اگر چہ چند باشد بس بلند	کنگرش در سخت گردانم کمند	قصر ہووے جسقدر گرچہ بلند	کنگرہ پر اُس کے مین ڈالون کمند
ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت سخت	کہ کمندش برد سوی تخت و بخت	جیسے ڈالی تھی کمند احمدؐ نے سخت	لیگئی اُنکو کمند اب تا بہ تخت
ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت جانش	تا کمندش برد سوی آسمانش	جیسے احمدؐ نے بجان ڈالی کمند	لیگئی تا چرخ اُنکو بھی کمند
گفت حقش ای کمند انداز بیت	آن ز من دان ما رمیت اذ رمیت	بولا حق کہ ای کمند انداز بیت	مجھسے جانو ما رمیت اذ رمیت
پس بپرسیدند زان شہ کای سند	مر ترا خاصیت اندر چہ بود	پوچھا سلہ اس شہ سے کہ ای فرخندہ پے	خاص تجکو خاصیت کس شے مین ہے
گفت در ریشم بود خاصیتم	کہ رہانم مجرمان را از سقم	بولا خاصیت مری داڑھی مین ہے	کہ چھڑاؤن مجرمون کو قید سے
مجرمان را چون بجلادان دہند	چون بجنبد ریش من ایشان رہند	مجرمون کو جبکہ جلادونکو دین	جو ہلے داڑھی مری تو وہ چھٹین
چون بجنبانم بہ رحمت ریش را	طے کنند آن قتل و آن تشویش را	جب مین رحمت سے ہلاؤن ریش کو	طے کرین اس حجت و تشویش کو
قوم گفتندش کہ قطب ما توئی	چون خلاص روز محنت ہا توی	قوم بولی تو ہمارا قطب ہے	جو خلاصی روز محنت کی رکھے
بعد ازان جملہ ہم بیرون شدند	سوی قصر آن شہ میمون شدند	بعدہ سب مل کے وہ باہر گئے	اور جانب قصر شاہی کے چلے
چون سگی بانگی بزد از دست راست	گفت میگوید کہ سلطان با شماست	سگ جو بولا اُنکے سیدھے ہاتھ پے	بولا کتا شہ تمھارے ساتھ ہے
خاک بو کرد آن دگر از ربوۂ	گفت کہ این ہست از وثاق بیوۂ	خاک سونگھی دوسرے نے ڈھیر سے سلہ	بولا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے
پس کمند انداخت استاد کمند	تا شدند آن سوی دیوار بلند	پس کمند ڈالی جو اُس استاد نے	تا چڑھے وہ اک بلند دیوار پے
جای دیگر خاک را چون بوی کرد	گفت خاک مخزن شاہی ست فرد	دوسری جا پر جو سونگھا خاک کو	بولا خاک مخزن شہ ہے نکو
نقب زن زد نقب در مخزن رسید	ہر یکی باز مخزن اسبابی کشید	نقب زن نے نقب دی مخزن مین گیا	اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا
بس زر و زربفت و گوہرہای زفت	قوم بردند و نہان کردند نقب	بس زر و زربفت اور گوہر بڑے	لیگئے وہ لوگ اور پنہان کئے
شہ معین دید منزل گاہ شان	حلیہ و نام و پناہ و راہ شان	جا مقرر دیکھی انکی شاہ نے	اور انکا نام و حلیہ راہ سے
خویش را دزدید از ایشان باز گشت	روز در دیوان بگفت آن سرگذشت	آپ اپنے کو چھپایا اور پھرا سلہ	دن کو دیوان مین کہا وہ ماجرا

سلہ پوچھا الخ ۷ شعر اُس شاہ سے پوچھا کہ اے فرخندہ پے تجکو خاصیت کس شے مین ہے کہا کہ خاصیت میری داڑھی مین ہے کہ مجرمونکو قید سے چھڑاؤن جبکہ مجرمون کو جلاد دن کو دین جو میری داڑھی مین رحمت سے ہلاؤن اس حجت و تشویش کو طے کرین قوم نے کہا کہ تو ہمارا قطب ہے جو روز محنت کی خلاصی رکھتا ہے بعدہ وہ سب مل کر باہر گئے اور قصر شاہی کی طرف چلے جو کتا بولا انکے سیدھے راستے پر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ شاہ تمھارے ہمراہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خاک سونگھی الخ ۶ شعر دوسرے نے خاک ڈھیرے سونگھی کہا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے پس کمند اُس استاد نے ڈالی تا وہ ایک بلند دیوار پر چڑھے دوسری جا پر جو اُس خاک کو سونگھا کہا کہ خاک مخزن شاہ کی ہے نقب زن نقب دے کر گیا اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا پس زر و زربفت و گوہر سب وہ لوگ لے گئے اور پوشیدہ کئے شاہ نے انکی جگہ مقرر دیکھی اور انکا نام و حلیہ و راہ سے دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آپ اپنے الخ ۷ شعر نے خود کو چھپایا اور پھرا اور دن کو دیوان مین وہ ماجرا کہا پس سپاہی سب ہو کر دوڑے تا ہر ایک نے ہر ایک کو باندھا دست بستہ طرف دیوان کے آئے اور وہ خوف جان سے لرزان تھے جب وہ پیش شاہ آ کر کھڑے ہوئے وہ شاہ مثل ماہ کے یار شب اُسکا تھا وہ چور کہ شبکو جس کسیکو دیکھتا تھا اور دنکو بیشک دیکھکر پہچانتا تھا بادشاہ کو تخت پر دیکھا کہا کہ گذشت شب مین یہ ہمارے ہمراہ تھا داڑھی مین اکثر خاصیت اس کی یہی جاری گرفت بھی ایک اس سے ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پس روان گشتند سرہنگان مست	تا کہ ہر سرہنگ دزدی را ببست	پس سپاہی ٹُوٹے شاہی مست جو	تا ہر اک نے باندھا ہر اک چور کو
دست بستہ سوی دیوان آمدند	وز نہیب جان ہمہ لرزان شدند	دست بستہ سوے دیوان آئے وہ	اور خوف جان سے لرزان تھے وہ
چونکہ استادند پیش تخت شاہ	یار شب‌شان بود آن شاہ چو ماہ	جب کھڑے آکر ہوئے وہ پیش شاہ	یار شب اُنکا تھا وہ شہ مثل ماہ
آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختی	روز دیدی بی‌شکش بشناختی	وہ کہ شب کو جس کسی کو دیکھتا	دن کو بیشک دیکھکر پہچانتا
شاہ را بر تخت دید و گفت این	بود با ما دوش شب گرد و قرین	بادشہ کو تخت پر دیکھا کہا	گشت شب مین یہ ہمارے ساتھ تھا
آنکہ چندین خاصیت در ریش اوست	این گرفت ما ہم از تفتیش اوست	خاصیت داڑھی مین اکثر اسکی ہے	یہ ہماری بھی گرفت اک اس سے ہے
عارف شہ بود چشمش لاجرم	بر گشاد از معرفت لب با حشم	چشم عارف اسکی شہ تھی اس لئے	کھولا اُس نے لب کو اس جم فلن سے
وَهُوَ مَعَکُم گفتہ این شاہ بود	فعل ما می‌دید و سر ما شنود	وَهُوَ مَعَکُم بولا وہی شاہ تھا	راز سنتا فعل سب کے دیکھتا
چشم من رہ برد شب را شناخت	جملہ شب با روی ماہش عشق باخت	کھوج شب سے شہ کو جانا چشم نے	عشق شب بھر ہمکو تھا اس ماہ سے
امت خود را بخواہم من ازو	کو نگرداند ز عارف ہیچ رو	اپنی اُمت سے مین چاہوں اس کے	عارفون سے رو نگردانی کرے
چشم عارف دان امان ہر دو کون	کہ بدو یابید ہر بہرام عون	چشم عارف مامن کونین جان	کہ مدد لی اُس سے ہر شہ نے یہان
زان محمد شافع ہر داغ بود	کہ ز جز شہ چشم او مازاغ او	اس لئے تھا شافع مجرم نبیؐ	کہ بجز شہ چشم مازاغ انکی تھی
در شب دنیا کہ محجوب است شید	ناظر حق بود زو بودش امید	چشم دنیا کی کہ خور محجوب ہے	حق کے ناظر اور خواہشمند تھے
از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت	دید آنچہ جبرئیل آن بر نتافت	عہ چشم الم نشرح سے انکی سرمہ سا	دیکھا جو جبریلؑ سے نہ پردہ کھلا
مر یتیمی را کہ حق سرمہ کشد	گردد او در یتیم با رشد	وہ یتیم ایسے کہ سرمہ دے خدا	ہو وین وہ در یتیم بے بہا
نور او بر درہا غالب شود	آنچنان مطلوب را طالب شود	نور انکا در پہ بس غالب رہے	جسطرح مطلوب پر طالب رہے
در نظر بودش مقامات العباد	لاجرم نامش خدا شاہد نہاد	عبدیت پیش نظر تھی آپ کے	نام شاہد حق نے رکھا اس لئے
آلت شاہد زبان و چشم تیز	کہ ز شب خیزیش ندارد سر گریز	آلہ شاہد کا زبان و چشم ہے	دیدہ شب خیزی سے نے عاجز رہے

سلہ چشم عارف الخ ۲ شعر اس کی چشم شاہ سے عارف تھی اسواسطے اس نے لب کو کھولا اس عرفان سے اس نے کہا کہ وہ تمہارے ساتھ یہ شاہ تھا سب کے راز سنتا اور سب کے فعل دیکھتا تھا کھوج شب سے چشم نے شاہ کو جانا کہ شب بھر ہمکو عشق اس ماہ سے تھا مین امت سے اس واسطے چاہتا ہون کہ عارفون سے رو گردانی کرے چشم عارف کو مامن کونین کا جان کہ ہر ایک شاہ تھے اور ولی اس سے یہان اس واسطے نبی شافع گنہگاران تھے کہ بجز شاہ کے انکی چشم مازاغ تھی یعنی جناب رسول مقبول صلعم اس شب دنیا مین مثل محمود شاہ کے دزدان اہل دنیا کے اکثر شامل ہوئے تو بروز حشر و نشر عاشقان الٰہی کہ جنھون نے از راہ معرفت کے اللہ و رسول کو یہان پہچان لیا ہی بروز حشر حضورؐ کو پہچان کر مترصد شفاعت کے ہو وینگے پس شفاعت عام حضور کی سبکی شامل ہو گی حتیٰ کہ مسلمان گنہگار و ملحدان کفاران و جمیع کافران دیگر بعد جزا و سزا کے تکلیف و دوزخ سے نجات پاوینگے چنانچہ مسلمان گنہگار و موحدان کفا جنت کو جا کر تجلی جنانیہ مین مشاہدہ کرینگے اور کفار عام دوزخ مین تجلی جہنمیہ مین مشاہدہ کر کے عبادت دوزخ کو ادا کرینگے چنانچہ بحرالعلوم نے اس حالت کو شرح مین تیسرے دفتر کے آخر مین بداستان حکمت آفریدن دوزخ مین شرح کیا ہے ملاحظہ نمائین بخوبی معلوم ہو جائیگا یہ سب اثر شفاعت حضرت رسول مقبول صلعم مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شب مین الخ ۴ شعر دنیا کی شب مین کہ خورشید محجوب ہے حق کی نظر اور خواہشمند تھے انکی چشم الم نشرح سے سرمہ سا تھی جو دیکھا وہ جبرئیل پر نہین کھلا وہ ایسے یتیم کہ خدا سرمہ دے کہ وہ در یتیم بے بہا ہوین انکا نور گوہر پر غالب ہے جسطرح مطلوب پر طالب رہے آپکے پیش نظر عبدیت تھی اسواسطے حق نے نام شاہد رکھا شاہد کا ایک آلہ زبان و چشم ہو نہ شب خیزی سے عاجز رہے جسکی اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گر هزاران مدعی سر بر زنند	گوش قاضی جانب شاهد کشند	گر ہزاروں مدعی دعوی کرے	گوش شاہد کی طرف قاضی رکھے
قاضیان را در حکومت این فن است	شاهد ایشان را دو چشم روشن است	قاضیونکا ہے حکومت میں یہ کام	چشم روشن انکی شاہد ہیں تمام
گفت شاهد زان بجای دیده است	کو بدیده بے غرض سر دیده است	قول شاہد اس سبب دیدہ کی جا	بےغرض دیکھا ہے اُس نے ماجرا
مدعی دیده است اما با غرض	پرده باشد دیدهٔ دل را غرض	مدعی نے دیکھا لیکن باغرض	ہے حجاب چشم دل گویا غرض
حق همی خواهد که تو زاهد شوی	تا غرض بگذاری و شاهد شوی	حق یہی چاہے کہ تو زاہد بنے	تا غرض تو چھوڑ ا اور شاہد بنے
حق همی گوید غرض را ترک کن	تا قبول افتد ترا با ما سخن	حق یہی کہہ غرض کو ترک کر	تا سخن مقبول ہو تیرا بشر
کاین غرضها پرده دیدهٔ شود	بر نظر چون پرده پوشیده شود	کہ غرض یہ پردۂ دیدہ بنے	با نظر جون پردہ پوشیدہ بنے
پس نه بیند جمله را با طم درم	حبک الاشیاء یعمی و یصم	پس نہ دیکھے سبکو ہو حبت سے گم	حبک الاشیاء یعمی و یصم محبت اشیاء کی اندھا بہرا کرتی ہے ۱۲
در دلش خورشید چون نوری فشاند	پیششش اختر را مقادیری نماند	دل میں اس کے خور نے ڈالا نور جو	نے رہی مقدار آگے اسکے نجم کو
پس بدیدی بیحجاب اسرار را	سیر روح مومن و کفار را	دیکھا اُس نے بیحجاب اسرار کو	سیر روح مومن و کفار کو
در زمین حق را و در چرخ سمی	نیست پنهان تر ز روح آدمی	نے زمین و آسمان میں حق کی ہے	بس نہان تر آدمی کی روح ہے
باز کرد از حق دو چشم خویشتن	آنکه صاحب نعمت آمد در سنن	کھولا حق سے اپنی دونوں چشم کو	اُس کسی نے صاحب نعمت ہے جو
باز کرد از رطب و یابس حق نورد	روح را من امر ربی مهر کرد	رطب و یابس سے کیا حق نے عیاں	روح کی من امر ربی سے عیان
پس چه دید آن روح را چشم عزیز	پس برو پنهان نماند هیچ چیز	پس جو دیکھی چشم نے روح عزیز	نے رہی پوشیدہ اُسپر کوئی چیز
شاهد مطلق بود در هر نزاع	بشکند گفتش خمار صد صداع	شاہد مطلق ہو ہر تکرار میں	قول سے دور اسکے ہوں سو آفتین
نام حق عدل است شاهد آن اوست	شاهد عدل است زین رو چشم دوست	عدل نام حق و شاہد اُس کا کار	شاہد عدل اس لئے ہے چشم یار
منظر حق دل بود در دو سرا	که نظر بر شاهد آید شاه را	حق کا منظر دل دو عالم میں ہے	کہ نظر شاہد کے اوپر شہ رکھے

۵۱ گر ہزاروں الخ یہ شعر اگر ہزاروں مدعی دعوی کریں گوش قاضی کا شاہد کی طرف رہے قاضیون کا حکومت میں یہ کام ہے کہ شاہد انکی بالکل چشم روشن ہیں سو اسلئے قول شاہد کا دیدہ کی جگہ ہے کہ اس نے بے غرض ماجرا دیکھا ہے اگرچہ مدعی نے دیکھا ہے ولیکن ساتھ غرض کے گویا غرض حجاب چشم دل کی ہے حق یہی چاہتا ہے کہ تو زاہد بنے تاکہ تو غرض چھوڑے اور شاہد بنے حق یہی کہتا ہے کہ غرض کو ترک کر تاکہ تیرا سخن مقبول ہو کہ یہ غرض پردہ دیدہ بنے اور ساتھ نظر کے پردہ پوشیدہ ہے پس سبکو نہ دیکھے اور حشمت سے گم ہے ترجمہ کہ محبت اشیا کی اندھا و بہرا کردیتی ہے یعنی جبکہ یہ سوال قبول مسلم کر لو میں شہوت ہو سکا گواہیوں پر منحصر اور آنکھ ہو نکان میں جو چشم ہے کہ چشم سے دیکھے جو زبان سے کہے پس حضرت رسول مقبول صلعم نے حق کو دیکھا اور زبان سے فرمایا اور امت کے واسطے حق تعالی نے انکو ساتھ نام شاہد کے پکارا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۵۲ دل میں اسکے الخ یہ شعر اسکے دل میں خورشید نے نور ڈالا تو اسکے آگے قدر انجم کو نہ رہی اسرار کو اس نے بیحجاب دیکھا اور سیر روح مومن و کفار کو حق کی زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں ہے آدمی کی روح سے اس کسی نے اپنی دونوں چشم کو کھولا ساتھ حق کے کہ جو صاحب نعمت ہے حق نے رطب و یابس سے عیان کیا وہ اس کی من امر ربی سے پنہان جس کی چشم نے روح عزیز دیکھی اُسپر پوشیدہ کوئی چیز نہیں رہی یعنی جس کے دل میں خورشید معنی نے نور ڈالا وہ اسرار روح کو دیکھتا ہے پس جس نے روح کو دیکھا اسکو پوشیدہ کوئی چیز نہ رہی کہ روح سے زیادہ کوئی شے یہاں پر پوشیدہ نہیں ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شاہد مطلق الخ یہ شعر ہر تکرار میں شاہد مطلق ہو اسکے قول سے سو آفتیں دور رہیں عدل نام حق کا اور شاہد اسکا کام سو اسلئے شاہد عدل نام چشم یار ہے دل دونوں عالم میں حق کا منظر ہے کہ شاہ کے اوپر شاہد نظر رکھے عشق شاہد بازی و عشق خدا باعث اسرار عالم کا ہوا اسی واسطے حق نے لولاک لما کہا اندر شب معراج کے قضا حاکم نیک و بد پر تھی سے قضا پر شاہد حاکم ہے پس بند قضا میں قضا ہو گیا تو خوش ہو ای چشم خیر مرتضی یعنی چشم علی کرم اللہ وجہہ کی پاس عرفان سے شب بینا میں شاہ شناس ہوئی سے یہ فیض اُن سے جمیع اولیا کو حاصل ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عشق حق وعشق شاہد بازیش / بود مایہ جملہ پردہ سازیش
پس ازان لولاک گفت اندر لقا / در شب معراج شاہد باز ما
این قضا بر نیک و بد حاکم بود / بر قضا شاہد نہ حاکم می شود
شد اسیر آن قضا میر قضا / شاد باش ای چشم تیز مرتضی
عارف از معروف پس درخواست کرد / کای رقیب ما تو اندر گرم و سرد
ای مشیر ما تو اندر خیر و شر / از اشارتہات دل آن بیخبر
ای یرانا لانراہ روز و شب / چشم بند ما شدہ دیدہ سبب
چشم من از دیدہ ہا افزودہ شد / تا کہ در شب آفتابم دیدہ شد
لطف معروف تو بود ای منتہی / پس کمال البر فی اتمامہ
رب اتمم نورنا بالساہرہ / وانجنا من مفضحات القاہرہ
رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین / اور نجات دے ہم کو رسوائی غالب سے
یار شب را روز مہجوری مدہ / جان قربت دیدہ را دوری مدہ
بعد تو مرگست از فکر و نکال / خاصہ بعدی کان بود بعد الوصال
آنکہ دیدہ ستت مکن نادیدہ اش / آب زن بر سبزہ بالیدہ اش
من نکردم لاابالی در طریق / تو مکن ہم لاابالی ای شفیق
ہین مران از روی خود او را بعید / آنکہ او یکبار روی تو بدید
دیدہ روی جز تو شد غل گلو / کل شیء ما خلا اللہ باطل
باطلند و می نمایندم رشد / زانکہ باطل باطلان را میکشد
ذرہ ذرہ کاندرین ارض و سماست / جنس خود را ہر یکی چون کہرباست

عشق شاہد بازی وعشق خدا / باعث ایجاد عالم کا ہوا
بد لالولاک اس لئے اندر لقا / وہ شب معراج مین شاہ ولا
نیک و بد پر ہے قضا حاکم بنے / نے قضا پر شاہد اب حاکم ہے
ہو گیا بندہ قضا میر قضا / خوش ہو تو اے چشم تیز مرتضی
عارف[1] اُس معروف سے خواہش کرے / کہ اے رقیب اس حال مین میرا تو ہی
تو مشیر اے میر اندر خیر و شر / دل اشارون سے ترے ہی بیخبر
اے یرانا لانراہ روز و شب / ہوئی نظربندی مری دیدہ سبب
چشم چشمون سے ہوئی میری سوا / تا مجھے خورشید وہ شب مین دکھا
تیرا لطف عام ہے ملک خوشی / پس کمال البر فی اتمامہ
رب اتمم نورنا بالساہرہ / وانجنا من مفضحات القاہرہ
رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین / اور نجات دے ہمکو رسوائی غالب سے
یار شب[2] کو روز مہجوری نہ دے / قرب دیدہ جان کو دوری نہ دے
بعد تیرے موت ہے از رہ ملال / خاص بعد ایسا کہ ہو بعد وصال
جس نے دیکھا مجکو مت محروم کر / ڈال پانی اُس کے سبزہ زار پر
مین نے بیباکی نہ کی اندر طریق / تو بھی بیباکی نہ کر اب اے شفیق
رو برو سے ہانک مت اسکو ہی یار / جس نے دیکھا رو کو تیرے ایکبار
دید غیر رو ہوا طوق گلو / کل شیء ما خلا اللہ باطل
ہین وہ باطل نیک دکھتے ہین مجھے / کیونکہ باطل کھینچتا باطل کو ہے
ذرہ ذرہ جو رکھے ارض و سما / جنس خود کو ہے ہر اک جون کہربا

سلہ عارف الخ ۶ شعر اُس معروف سے عارف خواہش کرے کہ اے تو رقیب اس حال مین میرا ہے اے تو مشیر میرا خیر و شر مین ہے کہ دل اشارون سے تیرے بیخبر ہے اسے دکھلا مجکو وہ جو نہین دیکھتا ہون مین اس کو روز و شب اور نظربندی دیدہ سب کی میری چشمون سے میری چشم سوا ہوئی یہان تک کہ مجھے خورشید شب مین دکھا تیرا لطف عام ملک خوشی ہے ترجمہ کمال نیکیون کا اُس کے تمام ہونے مین ہے ترجمہ اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین اور نجات دے مجکو رسوائی غالب سے یعنی عارف مشاہدہ یار سے بینا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ یار شب کو الخ ۸ شعر یار شب کو روز قیامت دو قرب دیدہ جان کو دوری مت دے تیرا بعد دور ہے از راہ ملال کے خاصکر ایسا بعد کہ بعد وصال کے ہو جس نے مجکو دیکھا محروم مت کر اور پانی ڈال تو اُس کے سبزہ زار پر مین نے بیباکی اندر طریق کے نہ کی تو بھی بیباکی فکر کرے اے شفیق اس کو روبرو سے مت ہانک اے یار جس نے تیرے منہ کو ایک بار دیکھا دید روے غیر طریق کا ہوا ترجمہ کل شے جو دوری اللہ ہو لیے باطل ہے جو نیک مجکو دیکھتے ہین وہ باطل ہین کیونکہ باطل باطل کو کھینچتا ہے جو کہ ذرہ ذرہ ارض و سما رکھتا ہے کہربا کے مانند ہر ایک جنس کو کھینچتا ہے یعنی جو خواہشات اللہ کی کہ حق سے دور کرتی ہے وہ باطل ہے کہ جنس جنس کو کھینچتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

معده نان را می کشد تا مستقر می کشد مر آب را تف جگر
چشم جذاب بتان زین کو بهاست مغز جویان از گلستان بوبهاست
زانکه حس چشم آمد رنگ کش مغز و بینی می کشد بوهای خوش
زین کششها ای خدای رازدان تو بجذب لطف خودمان ده امان
غالبی بر جاذبان ای مشتری شاید از درماندگان را واخری
رو بشه آورد چون تشنه بابر آنکه بود اندر شب قدر او چو بدر
چون لسان و جان او بود آن او آن او با او بود گستاخ گو
گفت ماگشتیم چون جان بند طین آفتاب جان توئی در یوم دین
وقت آن شد ای شه مکتوم سیر کز کرم ریشی بجنبانی بخیر
هر یکی خاصیت خود وا نمود آن هنرها جمله بدبختی فزود
آن هنرها گردن ما را ببست زان مناصب سرنگون سازیم پست
آن هنر فی جیدها حبل مسد روز مردن نیست زین فنها مدد
جز همان خاصیت آنخوش حواس که بشب بد چشم او سلطان شناس
آن هنرها جمله غول راه بود غیر چشمی کو ز شاه آگاه بود
شاه را شرم آمد از وی روز بار که بشب بر روی شه بودش نظار
سگ چو بیدارست شب چون حارسان بے خبر نبود ز شبخیز شهان
هین ز بدنامان نباید ننگ داشت هوش بر اسرارشان باید گماشت
هر که او یک بار خود بدنام شد خود نباید نام جست و خام شد

معدہ کھینچے نان کو ای صاحبو اور جگر کی گرمی کھینچے آب کو
چشم جذاب بتان اس کو سے ہی مغز جویان گلستان بو سے ہی
کیونکہ حس چشم آئی رنگ کش مغز بینی کھینچتی ہی بوے خوش
ان کشش سے ایخدا اے رازدان جذب لطف اپنے سے دی ہمکو امان
جاذبون پر تو ہے غالب مشتری عاجزون کو مول لے شاید تو ہی
سوی شہ رولایا چون تشنہ بابر قدر کی شب مین تھا جون مانند بدر
جون زبان و جان ملک اسکی ہے دو ایک اسکی اس سے تھی گستاخ گو
بولا ہم جون جان قید گل ہوئے تو ہے جان شمس روز حشر کے
وقت وہ ہے ای شہ پوشیدہ سیر کہ ہلائے ریش تو اپنی بخیر
خاصیت ہر اک نے کی اپنی بیان اس ہنر نے سبکی شامت کی عیان
اس ہنر سے پھانسا آفت مین ہمین سرنگون عاجز ہم اس منصب سے ہین
وہ ہنر فی جیدہا حبل مسد روز مرنے کے نہ اس فن سے مدد
پس سوائے خاصیت اس نیک کے کہ تھی شب مین چشم آگہ شاہ سے
وہ ہنر سب انکے غول راہ تھے چشم اک تھی کہ تھی آگہ شاہ سے
شرم آئی شہ کو دن دربار کے اس سے آگہ جو تھا شب مین شاہ سے
جو نگہبان سگ جگے ہے رات بھر شہ کی شب خیزی سے نے ہو بیخبر
ننگ بدنامون کا اب تم مت کرو ہوش انکے راز پر بس تم رکھو
جو ہوا بدنام کوئی ایک بار نام مت چاہے اُن سے ہو تو خامکار

سلہ معدہ کھینچے الخ ۵ شعر نان کو معدہ کھینچتا ہے اور آب کو جگر کی گرمی کھینچتی ہے چشم کھینچنے والی بتون کی کوے دنیا سے ہے مغز گلستانوں سے بو کو ڈھونڈھتا ہے کیونکہ حس چشم رنگ کش آئی ہے اور مغز بینی بوی خوش کھینچتی ہے ای خدا رازدان کشش سے ہمکو امان دے اپنے جذب لطف سے تو ہے غالب ای مشتری دلون پر کہ شاید تو عاجزون کو مول لے یعنی ای خدا تو خواہشات دنیا سے مجھکو چھڑا اور اپنی خواہش تو مجھکو دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ سوے شہ آلخ ۶ شعر شاہ کی طرف متوجہ ہوا جیسے تشنہ ساتھ آب کے جو کہ شب قدر مین تھا مانند بدر کے زبان وجان کے مانند وہ اسکی ملک تھا کہ اسکی ملک سے گستاخ گو تھی کہا کہ ہم جان کے مانند قید گل ہوئے تو دن قیامت کے جان ہے اب وقت وہ ہے ای شاہ پوشیدہ سیر کہ تو اپنی ریش ہلا کے ساتھ خیر کے اپنی ہر ایک نے خاصیت بیان کی اور اس ہنر نے شامت سبکی عیان کی اس ہنر نے آفت مین ہمین پھانسا ہم اس منصب سے سرنگون و عاجز ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ ہنر الخ ۵ شعر وہ ہنر فی جیدہا حبل مسد ہے کہ روز مرنے کے اس فن سے مدد نہیں ہے پس ہوا خاصیت اس نیک کے کہ شب مین اس کی چشم شاہ سے آگاہ تھی وہ سب ہنر ادن کے غول راہ تھے سوا ایک چشم کے کہ وہ شاہ سے آگاہ تھی شاہ کو شرم آئی دن دربار کے اُس سے کہ جو آگاہ تھا شب شاہ سے آگے مثال ہے نگہبان کی مانند کہ جاگتا ہے رات بھر اور شاہ کی شب خیزی سے بیخبر نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ننگ بدناموں سے آلخ ۳ شعر اب ننگ بدناموں سے مت کر اور ان کے راز پر تم ہوش رکھو جو کوئی بدنام ہوا ایکبار تم سے نام مت چاہ کہ تو خام کار ہووے آگے اس کی مثال ہے ای بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین تاکہ تاراج سے وہ امن مین رہے کوئی کیونکہ اب میرا اسرار جانے تو دونون چشم کھول اور میری سمت آ یعنی عارف از راہ ندامت کے خود کو بدنام کرتے ہین تو ان سے ننگ مت کر بلکہ چشم بینا کر اور انکو دیکھ کہ وہ ایک آفتاب زمین ہین آگے مثال مین گوہر شب چراغ کا حال بیان کرتے ہین فافہم ۱۲

ای بساز زر کسیہ تابش کند	تا شود ایمن ز تاراج و گزند	اے بت زر کسیہ تاب اسکو بن	تا ہے تاراج سے رہ امن بن
ہر کسی چون سپے برد در سر ما	باز کن دو چشم و سوے ما بیا	کوئی کیونکر جانے اسرار اب مرا	کھول دو چشم اور میری سمت آ

قصہ چریدن گاؤ بحری در نور گوہر شب چراغ و ریختن تاجر خاک بر سر گوہر تابندہ

قصہ چرنے گاؤ بحری کا گوہر شبچراغ کی روشنی مین اور ڈالنا سوداگر کا خاک کو اوپر اُس گوہر روشن کے

گاؤ آبی گوہر از آب آورد	بنہد اندر مرج و گردش می چرد	گاؤ آبی لائے گوہر آب سے[۵۱]	دشت مین رکھے وہ گرد اُسکے چرے
در شعاع نور گوہر گاؤ آب	می چرد از سنبل و سوسن شتاب	روشنی مین اُس گہر کی گاؤ آب	چرتا ہے سنبل و سوسن سے شتاب
زان فگندہ گاؤ آبی عنبر ست	کہ غذایش نرگس و نیلوفر ست	عنبر گوہر ہے آبی گاؤ کا	نرگس و نیلوفر اُسکی ہے غذا
ہر کہ باشد قوت او نور جلال	چون نزاید از لبش سحر حلال	جس کسی کی ہو غذا انور جلال	کیون نہ اُسکا قول ہو سحر حلال
ہر کہ چون زنبور وحیستش نقل	چون نباشد خانہ او پر عسل	جسکی چون زنبور وحی ہووے نقل	کیون نہووے خانہ اُسکا پر عسل
می چرد در نور گوہر آن بقر	ناگہان گردد ز گوہر دور تر	گاؤ وہ نور گہر مین بس چرے[۵۲]	دور تر گوہر سے ناگہ وہ رہے
تاجری بر در نہد وحل سیاہ	تا شود تاریک مرج و سبزہ گاہ	ڈالے اُس گوہر پہ گل تاجر سیاہ	تاکہ ہو تاریک اُس سے سبزہ گاہ
پس گریزد مرد تاجر بر درخت	گاؤ جویان مرد را با شاخ سخت	پس شجر پر دوڑ کر تاجر چڑھے	گاؤ ڈھونڈھے مرد کو پس سینگ سے
چند بار آن گاؤ تازد گرد مرج	تا کند آن مرد را در شاخ درج	گاؤ پھر اُس دشت مین گردش کرے	تاکہ مارے مرد کو وہ سینگ سے
چون از و نومید گردد گاؤ نر	آید آنجا کہ نہادہ بد گہر	جبکہ ہو نومید اُس سے گاؤ نر	آئے اُس جا کہ رکھا تھا وہ گہر
وحل بیند فوق در شاہوار	پس ز طین بگریزد او ابلیس وار	دیکھے گل بالائے در شاہوار	بھاگے اُس گل سے وہ بس ابلیس وار

۵۱ گاؤ آبی الخ ۵ شعر گاؤ آبی گوہر آب لائے اور دشت مین رکھے اور اُس کے گرد چرے اُس گوہر کی روشنی مین گاؤ آبی سنبل و سوسن چرتا ہے شتاب گاؤ آبی کا گوہر عنبر ہے کہ نرگس و نیلوفر اُس کی غذا ہے آگے اس کے حقائق ہین جس کسی کی غذا انور جلال ہو اُس کا قول کیون نہ سحر حلال ہو جس کی زنبور کے مانند وحی نقل ہووے اُس کا قول سحر حلال کیون نہ ہووے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

۵۲ گاؤ وہ الخ ۶ شعر وہ گاؤ نور گوہر مین چرے اور دور تر ناگاہ گوہر سے رہے اس گوہر پر گل سیاہ تاجر ڈالے تاکہ اس سبزہ گاہ تاریک ہو پس درخت پر تاجر دوڑ کر چڑھے اور گاؤ مرد کو سینگ سے ڈھونڈھے پھر گاؤ اس دشت مین گردش کرے تاکہ مرد کو سینگ سے مارے جبکہ گاؤ اس سے ناامید ہووے اُس جگہ آئے کہ جہان وہ گوہر رکھا تھا جو اُس گل گوہر پر دیکھے بھاگے اس گل سے ابلیس کے مانند آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

کان بلیس از متن طین کور و کرست ۔ گاؤ کے داند کہ در گل گوہرست

اہبطوا افگند جانرا در حضیض ۔ از نمازش کرد محروم آن محیض

ای رفیقان زینہار ازین مقال ۔ اتقوا ان الھوی حیض الرجال

اہبطوا افگند جان را در بدن ۔ تا بگل پنہان بود دُرِّ عدن

تاجرش داند ولیکن گاؤ نے ۔ اہل دل دانند ہر گل گاؤ نے

ہر گلی کاندر دل او گوہریست ۔ گوہرش غماز طین دیگریست

وان گلی کز رش حق نورے نیافت ۔ صحبت گلہای پر دُر برنتافت

این سخن پایان ندارد موش ما ۔ ہست بر لبہا چو دُر در گوش ما

کہ وہ ہی ابلیس[۱] گل سے بیخبر ۔ گاؤ کب جانے کہ گل میں ہی گہر

اہبطوا نے جان کو پستی میں رکھا ۔ حیض نے بس کی نماز اُس سے جدا

اے رفیقو لو پناہ اس بات سے ۔ بھاگو خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے

اہبطوا نے ڈالی جان اندر بدن ۔ تاکہ گل میں ہو نہان دُرِ عدن

جانے تاجر اسکو لیکن گاؤ نے ۔ اہل دل ہیں جانتے سب گاؤ نے

ایسا گل کہ دل میں اسکے ہی گہر ۔ دے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر

لمع حق سے نور جو گل نے رکھا ۔ وہ گل پر دُر سے نے صحبت رکھا

بات یہ بیحد ہے اور چوہا مرے ۔ لب پہ ہے جیسے کہ گوہر کان پہ

رجوع بقصۂ موش وچغز و ربودن زاغ موش وچغز را

رجوع کرنا طرف اس قصہ کے کہ موش نے مینڈک کو طلب کیا

آن سر رشتہ عشق رشتہ می کشد ۔ بر اُمید وصل چغز با رشد

می تند بر رشتۂ دل دمبدم ۔ کہ سر رشتہ بدست آوردہ ام

ہمچو تاری شد دل و جان در شہود ۔ تا سر رشتہ بمن روے نمود

چون غراب البین آمد ناگہان ۔ او شکار موش برد زان مکان

چون برآمد بر ہوا موش از غراب ۔ منسحب شد چغز نیز از قعر آب

موش در منقار زاغ و چغز ہم ۔ در ہوا آویختہ پا در رتم

خلق می گفتند زاغ از مکر و کید ۔ چغز آبی را چگونہ کرد صید

وہ سر رشتہ[۲] عشق رشتہ کھینچے ہی ۔ وصل مینڈک نیک کی امید پے

رشتۂ دل پر وہ نخوت بس کرے ۔ کہ سر رشتہ ہوا حاصل مجھے

تار سا دل جان شہود اندر ہوا ۔ جیسے مجکو یہ سر رشتہ ملا

ناگہان آیا غراب البین جو ۔ لیچلا کر کے شکار اُس موش کو

جب معلق موش کرے سے ہوا ۔ آپ سے مینڈک بھی ساتھ اسکے کھنچا

چونچ میں کوے کی موش اندر ہوا ۔ بھی لٹکتا تار میں مینڈک بندھا

خلق کہتی زاغ نے حیلے یار ۔ مینڈک آبی کو کیا کیسے شکار

سلہ کہ وہ ابلیس الخ ۸ شعر کہ وہ ابلیس گل سے بیخبر ہے گاؤ کب جانے کہ گل میں گوہر ہے اہبطوا نے جان کو پستی میں رکھا حیض نے اس سے نماز کو جدا کیا اے رفیقو اس بات سے تم بھاگو اور در زد خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے اہبطوا نے جان کو ڈالا بدن میں تاکہ دُرِ عدن گل میں نہان ہو تاجران اولیا اس کو جانتے ہیں ولیکن احمقان گاؤ نہیں ایسا گل کہ اسکے دل میں گوہر ہے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر دیتا ہے جو گل لمعہ میں سے نور نہیں رکھتا ہو وہ گل کی گوہر سے صحبت نہیں رکھتا ہو یہ بات بیحد ہے اور موش میرے لب پر ہے جیسے گوہر کان پر یعنی خدا ہشلت دنیا نے گوہر جان کو گاب وجود میں خمیر کر دیا ہے مگر اولیاء اللہ اسکو جانتے ہیں و غافلان دنیا کیونکہ اولیاء اللہ اس لمع حق سے ڈھونڈ لکھتے ہیں آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ سر رشتہ الخ ۶ شعر وہ سر رشتہ عشق سر رشتہ کو کھینچتا ہے مینڈک نیک وصل کی امید پر وہ نخوت رشتہ دل پر کہے کہ مجکو سر رشتہ حاصل ہوا دل و جان شہود میں تار کے مانند ہو جب کہ مجکو یہ سر رشتہ ملا جو ناگہان غراب البین اجل آیا شکار کر کے موش کو لیچلا جب زاغ سے موش معلق ہوا مینڈک بھی آب میں سے اُسکے ساتھ کھینچا زاغ کی چونچ میں موش اندر ہوا کے بھی تار میں لٹکتا تھا مینڈک بندھا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خلق کہتی ہے الخ ۴ شعر مخلوق کہتی کہ زاغ نے حیلے سے مینڈک آبی کو کیسے شکار کیا کس طرح پانی میں گھسکر لے گیا مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا وہ مینڈک کہتا ہے سزا اسکی تھی کہ جو ناکس آبی سے ملے آگے اسکے حقائق میں یار یا جنسون سے فریاد و فغان ہے کہ ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان یعنی یار ناجنس سے قربلو ہے کہ بجز رنج کے اور کچھ اس سے حاصل نہیں ہوتا ہے پس تو ہمنشین نیک ڈھونڈھو کہ اس سے تجکو نفع پہونچے اور دین اور دنیا حاصل ہو آگے اس یار بد کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون شد اندر آب و جوشش در ربود	چغز آبی کے شکار زاغ بود	کس طرح پانی مین گھسکر لے گیا	مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا
چغز میگفت این سزای آن کسے	کہ چو بے آبان شود جفت خسے	کہتا وہ مینڈک سزا یہ اسکی ہے	جو کہ بے آبی ناکس سے ملے
ای فغان از یار ناجنس ای فغان	ہمنشین نیک جوائے مہربان	یار ناجنسون سے فریاد و فغان	ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان
عقل را افغان ز نفس پر عیوب	ہمچو بینی بدی بر روے خوب	سلہ عقل کو فریاد عیب نفس سے	جیسے بینی بد ہو روے خوب پے
عقل میگفتش کہ جنسیت یقین	از رہ معنی ست نے از آب و طین	عقل کہتی اسکو جنسیت جو ہے	از رہ معنی ہے نے گل آب سے
ہین مشو صورت پرست و این مگو	سر جنسیت بصورت در مجو	مت ہو تم صورت پرست اور مت کہو	راز جنسیت کا صورت سے نہ لو
صورت آمد چون جماد و چون حجر	نیست جامد را ز جنسیت خبر	صورت آئی جون جمادات و حجر	جنسیت سے نے جمادون کو خبر
جان چو مور و تن چو دانہ گندمی	می کشاند سو بسویش ہر دمی	تن جون دانہ گندم و جون مور جان	کھینچی پھرتی ہو اُسے وہ یان و ہان
مور داند کان حبوب مرتہن	مستحیل و جنس من خواہد شدن	مور جانے دانہ وہ لایا ہوا	جنس اور تحلیل ہوویگا مرا
آن یکی مورے گرفت از راہ جو	مور دیگر گندمے بگرفت و دو	راہ سے اک مور نے جو پا لیا	دوسری اک مور نے گیہون لیا
جو سوے گندم نمی تازد و لے	مور سوے مور می آید بلے	پاس گیہون کے نہین جو جا سکے	مور جانب مور کے پر آسکے
رفتن جو سوی گندم تابع است	مور را بین کو بہ جنبش راجع است	جانا جو کا سوے گندم جیبر سے	دیکھو جنبش کر کے جاتی مور ہے
تو مگو گندم چرا شد سوے جو	چشم را بر خصم نہ نے بر گرد	تو نہ کہہ کیونکر گیا گیہون بہ جو	دیکھ تو مالک کو نے مملوک کو
مور اسود بر سر نمد سیاہ	مور پنہان دانہ پیدا پیش راہ	کالے نمدے پر ہے اک مور سیاہ	مور پنہان دانہ ظاہر ہے براہ
عقل گوید چشم را نیکو نگر	دانہ ہرگز کے رود بے دانہ بر	چشم کو کہہ عقل دیکھو اب غور سے	دانہ کب جاتا ہے بے حمال کے
زین سبب آمد سوے اصحاب کلب	ہست صورتہا حبوب و مور قلب	اس لئے آیا سوے اصحاب کلب	صورتین دانہ ہین اور ہے مور قلب
زان شود عیسی سوے پاکان چرخ	بد قفسہا مختلف یک جنس فرخ	اس لئے عیسیٰ ملائک سے ملا	مختلف پنجرا و مرغ اک جنس تھا

سلہ عقل کو فریاد الخ ۶ شعر عیب نفس سے عقل کو فریاد ہے جیسے روے خوب پر بینی بد ہو عقل کہتی ہے کہ جو اسکو جنسیت ہے از راہ معنی کے ہے و نہ گل آب سے تو صورت پرست مت ہو اور مت کہہ از راہ جنسیت کے صورت سے مت لو صورت مثل جماد و سنگ کے آئی ہو کہ جمادون کو جنسیت خبر نہین تن مثل دانہ گندم کے و جان مثل چیونٹی کے کہ وہ اُسے کھینچے پھرتی ہے یہان وہان مور جانتا ہے کہ وہ دانہ لایا ہوا جنس و تحلیل میرا ہوویگا یعنی جان جسم کو اگرچہ لے پھرتی ہے کہ تا جسم میری جنس ہو پس تو صورت پرست نہ ہو کہ راز جنسیت کا تجکو معلوم نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ راہ سے الخ ۶ شعر ایک چیونٹی نے جو راہ سے پایا اور دوسری چیونٹی نے گیہون لیا گیہون جو پاس نہین جا سکے ولیکن چیونٹی جانب چیونٹی کے آ سکے جو کا جانا طرف گندم کے جبر سے دیکھو کہ جنبش کر کے چیونٹی جاتی ہے تو مت کہہ کہ گیہون پاس جو کے کیونکر گیا تو مالک کو دیکھو اور مملوک کو مت دیکھو آگے اسکی مثال ہے نمدہ سیاہ پر ایک چیونٹی سیاہ ہو کہ چیونٹی پوشیدہ اور دانہ اسکا ظاہر جاتا ہے عقل چشم کو کہے کہ اب غور سے دیکھ کب دانہ بے حمال کے جاتا ہو اسواسطے اصحاب کہف کی جانب کتا آیا کہ صورتین دانہ ہین اور قلب چیونٹی ہین یعنی قلب اُن کو ایک دوسرے کے پاس لئے پھرتا ہے مگر قلب پوشیدہ ہے دکھائی نہین دیتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے عیسیٰ الخ ۶ شعر اسواسطے عیسیٰ عم ملائک سے ملے کہ پنجرے مختلف اور مرغ ایک جنس تھا یہ قفس ظاہر اور وہ مرغ پنہان ہے مگر بے قفس کش کے قفس کب جا سکتا ہو آگے اسکے حقائق ہین وہ خوش دیدہ ہو کہ اسکی عقل امیر ہے اور رعافیت مین وہ صاحب بصیر ہے افعال نیک و بد عقل سے لا اور چشم سے نہین کہ سفید و سیاہ کہے چشم کو غرہ گھوڑے سبزہ پا اور عقل کے امتحان کرتے رہو چشم کام مین بلا ہے مرغ ہے اور چشم دام مین نجات مرغ ہے اور چشم دام مین چشم ظاہر بین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این قفس پیدا و آن فرخش نہان ۔۔ بے نفس کش کے نفس باشد روان
ای خنک چشمی کہ عقلش شد امیر ۔۔ عاقبت بین باشد و حبر و قریر
فرق زشت و نغز از عقل آور پدید ۔۔ نی ز چشمی کو سیہ گفت و سپید
چشم غرہ شد بخضرای دمن ۔۔ عقل گوید بر محک باش زن
آفت مرغ ست چشم کام بین ۔۔ مخلص مرغ ست چشم دام بین
دام دیگر بد کہ عقلش در نیافت ۔۔ وحی غائب بین بدان سو زان شتافت
جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت ۔۔ سوی صورتہا نشاید زود تاخت
نیست جنسیت بصورت لی ولیک ۔۔ عیسی آمد در بشر جنس ملک
برکشیدش فوق این نیلی حصار ۔۔ مرغ گردونے چو چغزش زاغ وار

یہ قفس ظاہر و پنہان مرغ ہے ۔۔ بے قفس کش کے نفس کب جا سکے
اے وہ خوش دیدہ کہ عقل اسکی امیر ۔۔ عاقبت بین ہوئے اور صاحب بصیر
فعل بد اور نیک لائے عقل ہے ۔۔ چشم سے نے کہ سفید و سیہ کے
سبزہ گھورے پہ ہے غرہ چشم کو ۔۔ عقل کھوٹے امتحان کرتا رہو
ہے بلائے مرغ چشم کام بین ۔۔ ہے نجات مرغ چشم دام بین
دام[۱] دیگر کہ نپائے عقل اُسے ۔۔ وحی غائب بین اُدھر کو جائے ہی
جنس ناجنس عقل سے تو پا سکے ۔۔ جانب صورت نہ جانا چاہیئے
میری تیری جنسیت صورت میں نے ۔۔ تھے بشر عیسیٰ ملک کی جنس سے
کھینچا اُن کو آسمان پر ایک بار ۔۔ مرغ گردون نے جون مینڈک لئے زاغ وار

بردن پریان عبد الغوث را مدتے درمیان خود و بعد از ان بہ شہر آمدن پیش فرزندان و باز پیش پریان رفتن ۔

لیجانا پریوں کا عبد الغوث کو ایک مدت اپنے درمیان و بعدہ آنا شہر میں پاس فرزندوں کے اور پھر پریوں کے پاس جانا

بود عبد الغوث ہمجنس پری ۔۔ چون پری نہ سال در پنہان پری
شد زنش را نسل از شوی دگر ۔۔ وان یتیمانش ز مرگش در سمر
مدتے بگذشت و نامد خبر ۔۔ زو طمع ببرید ہم زن ہم پسر
کہ مر او را گرگ زد یا رہزنے ۔۔ یا فتاد اندر چہے یا مکمنی
جملہ فرزندانش در اشغال مست ۔۔ خود نگفتندی کہ بابائی بدست
بعد نہ سال آمد آن ہم عاریہ ۔۔ گشت پیدا باز شد متواریہ

جنس[۲] پریوں سے تھا عبد الغوث بھی ۔۔ لے گئی نو سال جو پنہان پری
زن کو فرزند اُس سے کے اور شوہر سے ہوئے ۔۔ تھے یتیم آوارہ اُسکی مرگ سے
گذری مدت اسکی نے آئی خبر ۔۔ زن ہوئی نومید اس سے اور پسر
کہ اُسے مارا ہے رہزن گرگ نے ۔۔ یا گرا چہ میں یہ اندر غار کے
مست مشغول اسکے سب فرزند تھے ۔۔ نے کوئی کہتا ہمارا باپ ہے
نو برس بعد آیا وہ بھی عاریت ۔۔ ہو کے ظاہر پھر نہان کی باز گشت

[۱] دام دیگر الخ یہ شعر دوسرا دام کہ عقل اُسے نہ پائے وحی غائب بین ادھر کو جاتی ہے جنس اور ناجنس کو تو عقل سے پا سکے بس جانب صورت کے نہ جانا چاہیئے میری اور تیری جنسیت صورت میں نہیں عیسیٰ بشر تھے ملائک کی جنس سے ایک بار اُن کو آسمان پر کھینچا مرغ گردون نے مثل مینڈک کے و زاغ کی جنسیت اصل معنی کی ہے صورت کی نہیں جیسے عبد الغوث شریک پریوں کے ہوئے بباعث جنسیت معنی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] جنس پریون الخ ۸ شعر عبد الغوث جنس پریوں سے تھا جو نو برس کی پری پوشیدہ لے گئی اُس کی عورت کو فرزند دوسرے خاوند سے ہوئے اور بچے یتیم اس کی مرگ سے تھے ایک مدت گذری اور اس کی خبر نہ آئی زن و فرزند اس سے ناامید ہوئے کہ اسے رہزن و گرگ نے مارا ہے یا چاہ یا غار میں گرا ہے اس کے سب فرزند مست و مشغول تھے کوئی نہیں کہتا کہ باپ ہے نو برس کے بعد وہ آیا بھی عاریت ظاہر ہو کر پھر پوشیدہ بازگشت کی ایک مہینے تک زن و فرزند کو دیکھا پھر واپس گیا یعنوں سے وہ چھپکر ایک مہینے وہ مہمان فرزندون کا رہا بعدہ انکا پتہ کسی نے نہ پایا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

یک مہی فرزند و زن را دید باز | گشت پنہان کس ندیدش باز راز
یک مہی مہمان فرزندان خویش | بود زان پس کس ندیدش رنگ نیش
بود ہمجنسی پریانش چنان | کہ رباید روح را زخم سنان
چون بہشتی جزو جنت آمدہ ست | ہم ز جنسیت شود یزدان پرست
نے نبی فرمود جود و محمدہ | شاخ جنت دان بدنیا آمدہ
مہرہا را جملہ جنس مہر خوان | قہرہا را جملہ جنس قہر دان
لاابالی لاابالی آورد | زانکہ ہمجنسند ایشان در خرد
بود جنسیت در ادریس از نجوم | ہشت سال او با زحل شد ہم قوم
در مشارق در مغارب یار او | ہم حدیث و محرم اسرار او
بعد غیبت چونکہ آورد او قدوم | بر زمین میگفت او درس نجوم
پیش او استارگان خوش صف زدہ | اختران در درس او حاضر شدہ
آنچنانکہ خلق آواز نجوم | می شنید از خواص و از عموم
جذب جنسیت کشیدہ تا زمین | اختران را پیش او کردہ مبین
ہر یکی نام خود و احوال خود | باز گفتہ پیش او شرح رصد
چیست جنسیت یکی نوع نظر | کہ بدان یابند رہ در یکدگر
آن نظر کہ کرد حق در وی نہان | چون نہد در تو تو گردی جنس آن
ہر طرف چہ میکشد تن را نظر | بیخبر را کہ کشاید باخبر

ایک مہ دیکھا زن و فرزند کو | پھر گیا واپس سبھون سے چھپکے وہ
ایک مہ مہمان فرزندان رہا | نے کسی نے پایا بعد اُس کا پتا
[سلہ ۵۱] اس طرح ہمجنس پریون کا تھا وہ | کہ سنان کا زخم لیوے جان کو
جو بہشتی آیا ہمجنس جنان | جنسیت سے حق پرست ہو بیگمان
سنے پیمبر نے کیا جود و سخا | شاخ جنت آئی دنیا مین بھلا
مہر کو تو جملہ جنس مہربان | قہر کو تو جملہ جنس قہر جان
لاابالی لاابالی لائے ہے | کیونکہ ہمجنس ہین وہ اندر عقل کے
جنسیت انجم سے تھی ادریس کو | تھا زحل سے آٹھ سال ہمدرس وہ
[سلہ ۵۲] مشرق و مغرب مین تھے سب یار وہ | ہمکلام و محرم اسرار وہ
بعد گم جانے کے جبکہ آئے وہ | درس دیتے تھے زمین پر نجم کو
باندھی صف انجم نے اُنکے سامنے | اختر اُنکے درس مین حاضر ہوگئے
اس طرح کرتے تھے انجم سے کلام | سنتے آواز اُنکی تھے سب خاص و عام
جذب جنسیت زمین تک لائی تھی | اخترون کو اور کیا ظاہر سبھی
کہتا ہر اک نام خود احوال خود | آگے اُنکے کہتا اور شرح رصد
[سلہ ۵۳] جنسیت کیا ہے ہے اک نام نظر | کہ ہین ملتے اُس سے آپس مین گذر
وہ نظر کہ حق نے کی اُس مین نہان | جو رکھے تجھ مین تو ہو جنس اُسکی ہان
ہر طرف کھینچے ہے تن کو کیا نظر | بے خبر کو کون کر دے باخبر

سلہ ۵۱ اس طرح ہمجنس الخ ۶ شعر وہ اس طرح ہمجنس پریون کا تھا کہ زخم سنان جان کو لیوے جزو جنت جو بہشتی آتا ہے اسواسطے جنسیت سے حق پرست بیگمان ہوا پیغمبر صلعم نے نہیں کہا کہ جود وہ معنی ایک شاخ جنت کی دنیا مین آئی تو مہر جان اور قہر کو جملہ جنس قہر جان لاابالی کو لاابالی لاتا ہے کیونکہ وہ اندر عقل کے ہمجنس ہین ادریس عم کو جنسیت انجم سے تھی کہ زحل سے آٹھ برس ہمدرس تھے یعنی جنس کو جنس اپنی طرف کھینچتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ مشرق و مغرب الخ ۸ شعر مشرق و مغرب مین وہ یار تھے اور ہمکلام و محرم اسرار بعد گم جانے کے جب وہ آتے ہین پر وہ انجم کو درس دیتے ہین اُنکے روبرو انجم نے صف باندھی اور اختر اُنکے روبرو حاضر ہوئے انجم اس طرح کلام کرتے تھے کہ خاص و عام اُنکی آواز سنتے تھے جذب جنسیت زمین تک لائی تھی اخترون کو اور سبکو ظاہر کیا ہر ایک اپنا احوال کہتا اور اُنکے آگے شرح رصد کہتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ جنسیت کیا ہے الخ ۳ شعر جنسیت کیا ہے ایک نام نظر ہے کہ اس سے آپس مین گذر پاتے ہین وہ نظر کہ حق نے اس مین پوشیدہ کی جو تجھ مین رکھے تو اس کی جنس ہو ہر طرف تن کو کھینچتی ہے کیا نظر بیخبر کو کون کھینچے باخبر آگے مثال ہے جو حق مرد مین خو عورت کی رکھے وہ مخنث ہو وے اور اپنی کون دیوے اور جو حق مرد کی خو عورت مین رکھے وہ طالب زن ہووے اور سنبورہ کرے جو تجھ مین صفات جبرئیل کی رکھے چوجہ کے مانند ڈھونڈھے ہوا مین رستہ چشم منتظر ہوا مین رکھے زمین سے دور عاشق چرخ کا ہو یعنی اہل اللہ سب آپس مین ہمجنس ہین کہ نظر حق کی سب مین برابر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق چو اندر مرد خوی زن نهد / او مخنث گردد و کون می دهد
چون نهد در زن خدا خوی نری / طالب زن گردد او چون سعتری
چون نهد در تو صفات جبرئیل / همچو فرخی در هوا جوئی سبیل
منتظر بنهاده دیده در هوا / از زمین بیگانه عاشق بر سما
چون بود در تو صفتهای خری / صد هنر گر هست در آخر پری
از پی صورت نیاید موش خوار / از خبیثی شد زبون موش خوار
طعمه جوی خائن و ظلمت پرست / از پنیر و جوز و از دوشاب مست
باز اشهب را چو باشد خوی موش / ننگ موشان باشد و عار وحوش
خوی آن هاروت و ماروت ای پسر / چون بگشت و دادشان خوی بشر
در فتادند از لنحن الصافون / در چه بابل فتاده واژگون
لوح محفوظ از نظرشان دور شد / لوح ایشان ساحر و مسحور شد
سر همان و پر همان هیکل همان / موسئی بر عرش فرعونی نهان
در پی خوباش و با خوش خو نشین / خو پذیری گل و روغن ببین
خاک گور از مرده هم یابد شرف / تا نهد بر گور او دل روی کف
خاک از همسایگی جسم پاک / چون مشرف آمد و اقبال ناک
پس تو هم الجار ثم الدار گو / گر دلی داری برو دلدار جو
خاک تو هم سیرت جان می شود / سرمه چشم عزیزان می شود
ای بسا در گور خفته خاک وار / به ز صد زنده به نفع و انتشار
سایه برده او و خاکش سایه مند / صد هزاران زنده در سایه وی اند

مرد میں حق جو کہ خوے زن رکھے / وہ مخنث ہو وے اپنی کون دے
مرد کی خو جو کہ حق زن میں رکھے / طالب زن ہووے سیبوہ کرے
جو رکھے تجھ میں صفات جبرئیل / ڈھونڈھے جوں چوجہ ہوا میں تو سبیل
چشم رکھے منتظر اندر ہوا / ہو زمیں سے دور عاشق چرخ کا
اور صفاتیں خر کی بھی تجھ میں جو / سو ہنر بس رکھے نے گھوڑے ہو
موش صورت کے نہ باعث ہو خوار / ہے خبیثی سے زبون موش خوار
ہے غذا جو خائن و ظلمت پرست / جوز سے اور عرق انگوروں سے مست
باز کے پٹھے کو جو ہو خوے موش / شرم رکھیں اس سے جو ہیں اور وحوش
کہ ہے ہاروت اور ماروت کی اے پسر / جو کہ بدلے دے انھیں خوئی بشر
پس لنحن الصافون سے وہ گرے / چاہ بابل میں نگوں سر وہ گرے
لوح محفوظ انکی نظروں سے چھپا / سحر و ساحر لوح اُن کی ہو گیا
سر وہی اور پر وہی صورت وہی / خوار فرعون عرش پر موسیٰ نبی
در پے خو رہ و خوش خو ساتھ بیٹھ / خو پکڑنا گل کا اور روغن کا دیکھ
پائے خاک گور مردہ سے شرف / تا رکھیں اس گور پر دل و دو کف
خاک ہمسائے سے جسم پاک کے / جو مشرف اور با اقبال ہے
تو بھی گھر لے بس پڑوسی ڈھونڈھ لے / گر رکھے دل جا تو اور دلدار لے
تیری خاک ہم سیرت جان ہوئیگی / سرمہ چشم عزیزان ہوئیگی
ای بہت خون خاک خفتہ گور میں / نفع میں بہتر بہت زندوں سے ہیں
سایہ وہ ہیں خاک انکی سایہ مند / سائے میں زندہ ہیں صد ہا انکے بند

سلہ اور صفاتیں الخ ۔ شعر اور جو صفاتیں خر کی تجھ میں رکھے تو سو ہنر رکھے ولیکن گھوڑے سے بڑھ صورت کے باعث موش خوار نہیں ہے بلکہ خبیثی سے زبون موش خوار ہے غذا سے ڈھونڈھنے والا خائن و ظلمت پرست ہو اور جوز اور عرق انگوروں سے مست ہو جو باز کے پٹھے کو خوے موش ہوا اس سے شرم رکھیں موش خوے ہاروت و ماروت کی خود ہی انھیں خوے بشر بس وہ لنحن الصافون سے گرے چاہ بابل میں اور نگوں سر پڑے لوح محفوظ انکی نظروں سے چھپا سحر و ساحران کی خو ہو گیا یعنی جو بد خوئی اختیار کرے وہ درجہ اعلیٰ سے اسفل میں گرے مثل ہاروت و ماروت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ سر وہی الخ ۸ شعر وہی سر اور وہی پر اور وہی صورت فرعون خوار اور موسیٰ عرش پر جو کا در پے رہا اور خوش خو کے ساتھ بیٹھو اور گل کا اور روغن کا خو پکڑنا دیکھو آگے اس کی مثال ہے خاک گور مردہ سے شرف پائے تا اس گور پر دل اور دو کف رکھیں خاک ہمسایہ جسم پاک سے جو مشرف با اقبال ہے پس تو بھی پڑوسی ڈھونڈھ کر گھر لے اور اگر دل رکھتا ہے تو جا اور دلدار لے خاک تیری ہم سیرت جان کی ہوئیگی اور سرمہ چشم عزیزان ہوئیگی اے بہت مانند خاک کے خفتہ گور میں نفع بہتر بہت زندوں سے پاتے ہیں وہ سایہ میں خاک اُن کی سایہ مند انکے سایہ میں صد ہا زندہ بند ہیں یعنی تو صحبت بزرگوں کے جو کہ عزیزوں کا ہو وے بعد مرنے کے آگے اس کی مثال میں حکایت فرماتے ہیں فافہم ۱۲

داستان ہشتم اولیاء کے لا موتوں ہونے میں ۱۲

داستان مرد وظیفہ دار از محتسب تبریز کہ وام کردہ بود بر امید وظیفہ و از وفات او بیخبر بود و از ہیچ کس وام او گذاردہ نمی شد الا از محتسب متوفی گذاردہ شد۔ بیت

داستان مرد وظیفہ دار محتسب تبریز کی کہ اُسنے وظیفہ کی امید پر قرض لیا تھا اور اسکی وفات سے بیخبر تھا اور کسی سے قرض اُسکا ادا نہیں ہوتا تھا الا محتسب متوفی سے ادا ہوا۔ بیت

لیس من مات فاستراح بمیت	انما المیت میت الاحیاء	نے وہ مردہ کہ مرکے راحت ملے	نہ وہ ہی مردہ کہ وہ تو زندہ ہے
آن یکی درویش زاطراف دیار	جانب تبریز آمد وام دار	اک فقیر از راہ اطراف دیار	جانب تبریز آیا قرضدار
نہ ہزارش وام بود از زر نگر	بود در تبریز بدرالدین عمر	قرض زر تھا نو ہزار اُسپر اگر	تھا پے تبریز بدرالدین عمر
محتسب بود از یکے بحر آمدہ	ہر سر مویش یکے حاتم کدہ	محتسب تھا ایک وہ بحر سخا	ہر سر مو اسکا اک حاتم کی جا
حاتم ار بودے گدای او شدی	سر نہادی خاک پای او شدی	ہوتا حاتم اسکا ہوتا اک گدا	سر جھکاتا ہوتا اُسکا خاک پا
گر بدادی تشنہ را بحر زلال	در کرم شرمندہ بودی زان نوال	دیتا گر تشنہ کو وہ بحر زلال	ہوتا اس جود و کرم سے انفعال
ور بکردی ذرہ را مشرقی	بودی آن در ہمتش نالائقی	گر وہ اک ذرہ کو کرتا مشرقی	جانتا ہمت سے وہ نالائقی
بر امید او بیامد آن غریب	کو غریبان را بدی خویش و قریب	آیا وہ امید پر اُس کی غریب	کہ غریبوں کا تھا وہ خویش و قریب
بر درش بود آن غریب آموختہ	وام بیحد از عطایش توختہ	عادی در پے اُسکے آنیکا تھا وہ	اسکی بخشش سے وہ کرتا قرض کو
ہم بہ پشتی آن کریم او وام کرد	کہ بہ بخششہاش واثق بود مرد	قرض پشتی اس سخی سے کر لیا	جو وہ اس کی جود سے مضبوط تھا
لاابالی گشتہ بودہ وام جو	بر امید قلزم اکرام او	تھا وہ بے پروا جو لیتا قرض ہے	اس کی بحر جود کی امید پے
وامداران زو ترش او شادکام	ہمچو گل خندان ازان روض الکرام	قرضخواہ اُس سے ترش اور خوش تھا وہ	جون گل خندان تھا بخشش کا وہ

سلہ ایک فقیر آنکہ شعر ایک فقیر از راہ اطراف کے تبریز کی جانب قرضدار آیا اُسپر قرض نو ہزار کا تھا مگر بدرالدین تبریزی کے واسطے تھا کہ وہ محتسب ایک دریائے سخا تھا اور ہر سر مو اُس کا ایک حاتم کی جانب تھا اگر حاتم ہوتا اس کا ایک گدا ہوتا سر جھکاتا اور اس کا خاک پا ہوتا اگر تشنہ کو بحر زلال دیتا اس جود و کرم سے انفعال ہوتا اگر وہ ایک ذرے کو مشرقی کرتا وہ ہمت سے نالائقی جانتا اس کی امید پر وہ غریب آیا کہ غریبوں کا وہ خویش و قریب تھا وہ عادی اس کے در پر آنے کا تھا اور اس کی بخشش پر وہ قرض کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ قرض پشتی آنکہ شعر اس سخی کی پشتی سے قرض لیا جو کہ اس کی جود و بخشش سے وہ بہت مضبوط تھا وہ بے پروا تھا کہ جو قرض لیتا اسکے بحر جود کی امید پر قرضخواہ اُس سے ترش اور وہ خوش تھا مانند گل خندان کے اس بخشش سے آگے ان کے متعلق ہیں اس کی [illegible] کرم ہوئی شمس عرب سے اس کو کیا غم تھا [illegible] ابر سے [illegible] افسوس جو [illegible] دست خدا اس دست [illegible] کر دست و پا کب جاتا آگے مثال ہے جس روباہ کو شیر سے پشت ہے [illegible] یعنی وہ محتسب جناب رسول مقبول صلعم سمجھے کہ ان کو خدا سے مدد ملتی تھی ابو لہب سے پھر انکو کیا غم تھا آگے اسکی مثال [illegible] صادق کا [illegible] فرماتے ہیں فافہم ۱۲

گرم شد پشتش ز خورشید عرب　　چہ غمش بود از سبال بولہب
چونکہ دارد عہد و پیوند سحاب　　کے دریغ آید سقایانش آب
ساحران واقف از دست خدا　　کے نہند این دست و پا را دست و پا
روبہی کہ ہست او را شیر پشت　　بشکند مغز پلنگان را بمشت

گرم ہوئی پشت اسکی با شمس عرب　　کیا غم اس کو با غرور بولہب
جو کہ رکھے عہد و پیمان ابر کے　　کب ہوا افسوس آب دینے کے
ساحروں نے جانا جو دست خدا　　جانا کب اس دست و پا کو دست و پا
شیر سے جس لومڑی کو پشت ہے　　مغز توڑے تیندوے کا مشت سے

آمدن جعفر رضی اللہ عنہ بہ تنہا بہ گرفتن قلعہ و مشورت کردن ملک آن قلعہ با وزیر در دفع او و گفتن وزیر ملک را کہ زنہار ملک را بوے تسلیم کن کہ او مؤید است

آنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واسطے لینے قلعہ کے اور مشورہ کرنا اس قلعے کے بادشاہ کا وزیر سے اُنکے دفع کرنے مین اور کہنا وزیر کا بادشاہ کو کہ ضرور مُلک انھین سونپ دے کہ وہ مضبوط ہین

چونکہ جعفر رفت سوے قلعۂ　　قلعہ نزد گام خشکش جرعۂ
یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکر　　تا در قلعہ ببستند از خطر
زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ　　اہل کشتی را چہ زہرہ با نہنگ
روی آورد آن ملک سوی وزیر　　کہ چہ چارہ است اندرین وقت ای مشیر
گفت آنکہ ترک گوئی مکر و فن　　پیش او آئی بہ شمشیر و کفن
گفت آخر نے یکے مردیست فرد　　گفت منگر خوار در مردی مرد
چشم بکشا قلعہ را بنگر نکو　　ہمچو سیماب است لرزان پیش او
بر سر زین آنچنان محکم پی است　　گوئیا شرقی و غربی بادی است
چند کس ہمچون فدائی تاختند　　خویشتن را پیش او انداختند

جو کہ جعفر[1] قلعہ لینے کو گئے　　اک قدم قلعہ تھا آگے اسپ کے
پس جریدہ قلعہ تک حملہ کیا　　خوف سے در بند قلعہ کر لیا
کس کو طاقت کہ کرے ان سے جنگ　　اہل کشتی کو نہ طاقت با نہنگ
بادشہ[2] نے کی رجوع سوے وزیر　　کہ علاج اسوقت کیا ہے ای مشیر
بولا بہتر ہے کہ چھوڑ اب مکر و فن　　آگے اُس کے آ بہ شمشیر و کفن
بولا اسنے آخر وہ تنہا مرد ہے　　بولا تنہا خوار مت دیکھے اُسے
کھول آنکھین دیکھ قلعہ کو نکو　　کانپے جون سیماب آگے اُسکے وہ
اسقدر ثابت قدم ہے زین پے　　گویا شرقی غربی وہ ہمرہ رکھے
چند کس دوڑے فدائی کے مثال　　اور کیا پیش اسکے خود کو پائمال

سلہ جو کہ جعفر الخ سہ شعر چہ کہ جعفر صادق قلعہ لینے کو گئے ان کے آگے اسپ کے قلعہ ایک قدم تھا پس قلعہ تک جریدہ حملہ کیا پس قلعہ کا در خوف سے بند کر لیا کس کو طاقت کہ ان سے جنگ کرے کہ اہل کشتی کو طاقت نہنگ سے نہیں ہے باقی حال آسان ہے فافہم

سلہ بادشاہ نے الخ ہ شعر بادشہ نے وزیر کی طرف رجوع کی کہ اس وقت علاج کیا ہے اے مشیر کہا کہ بہتر ہے اب مکر و فن چھوڑ اور اس کے آگے آ باشمشیر و کفن کہا کہ نہیں وہ آخر تنہا مرد ہے کہا اس کو تنہا مت دیکھ آنکھین کھول اور قلعہ کو دیکھ وہ اس کے آگے [illegible] مانند سیماب کے وہ اس قدر زین پر ثابت قدم ہے کہ گویا مردان شرقی و غربی ہمراہ رکھتا ہے چند کس [illegible] دوڑے اور خود کو اس کے آگے پامال کیا [illegible] فافہم

هر یکی را او به گرزی می فگند	سرنگون ساز اندر اقدام سمند
داده بودش صنع حق جمعیتی	که همی زد تن تنها لشکری
چشم من چون دید روی آن قباد	کثرت اعداد از چشمم فتاد
اختران بسیار و خورشید از یکیست	پیش او بنیاد ایشان مندکیست
گر هزاران موش پیش آرند سر	گربه را نی ترس باشد نی ضرر
گو بپیش آیند موشان ای فلان	نیست جمعیت درون جان شان
هست جمعیت بصورت در فشار	جمع معنی خواه هین از کردگار
نیست جمعیت ز بسیاری جسم	جسم را بر باد قائم دان چو اسم
در دل موش ار بُدی جمعیتی	جمع گشتی چند موش از همتی
بر زدندی خویش را بر گربهٔ	هر یکی بردی زدندی حربهٔ
بر زدندی چون فدائی حملهٔ	خویشتن را بر گربه بی مهلهٔ
آن یکی چشمش بکندی از ضراب	وان دگر گوشش دریدی هم بناب
وان دگر سوراخ کردی پهلوش	از جماعت گم شدی بیرون شدش
لیک جمعیت ندارد جان موش	بجهد از جانش ز بیم گربه هوش
گر بود اعداد موشان صد هزار	خشک گردد از یکی گربه هزار
از رمه انبه چه غم قصاب را	انبهی هش چه بند و خواب را

ڈالتا ہر ایک کو وہ گرز سے	سرنگون قدمون پہ اپنے اسپ کے
صنع حق نے دی تھی جمعیت اُسے	کہ تباہ لشکر کی سب اک شخص نے
دیکھا رو اُس شہ کا میری چشم نے	محو ہوئی کثرت مری اُس چشم سے
بیشمار اختر و خورشید ایک ہے	اصل انکی کیا ہے آگے شمس کے
سیکڑون چوہے مقابل آئین گر	خوف نے گربہ کو ہووے نے ضرر
گر مقابل آئین چوہے اور لڑین	نے ہی جمعیت اُنھونکی جان مین
ابتری صورت مین جمعیت رکھے	جمع معنی چاہ تو اللہ سے
نے ہے جمعیت بہت سے جسم سے	جسم قائم باد پر جون اسم کے
ہوتی جمعیت جو دل مین موش کے	جمع ہوتے موش جرات سے وے
آپ کو گربہ کے اوپر ڈالتے	مارتے سب مل کے حربے اُسے
حملہ جون اہل فدا کے کرتے وہ	بے تامل کرتے خود گربہ پہ وہ
ضرب سے ایک آنکھ اسکی پھوڑتا	دوسرا کانون کو اُسکے کاٹتا
تیسرا پہلو کو اُس کے چھیدتا	بھاگ جاتی گربہ اُن سے برملا
لیک جمعیت نہ رکھے جان موش	خوف سے گربہ کے جائین انکے ہوش
گر ہزارون چوہے ہون اندر شمار	خشک جان ہون ایک گربہ سے ہزار
ہجم گلہ سے نہ غم قصاب کو	ہوش کا انبوہ نہ روکے خواب کو

۵۱ ڈالتا آلخ ۶ شعر وہ ہر ایک کو ڈالتا ہے گرز سے گھوڑے کے قدمون پر سرنگون اسکو صنع حق نے جمعیت دی تھی کہ ایک قوم تباہ کی ایک شخص نے رو اُس شاہ کا میری چشم نے دیکھا پس کثرت میری چشم سے محو ہوئی آگے اسکی مثال ہے اختر بیشمار و خورشید ایک ہے آگے خورشید کے اگر سیکڑون چوہے مقابل آئین نہ خوف گربہ کو ہووے نہ ضرر اگرچہ ہے مقابل آئین اور لڑین انکی جان مین جمعیت نہین ہے یعنی جس کو جمعیت دل ہے وہ ایک بھاری سب پر آگے اس جمعیت کے حقائق ہین فافہم ۱۲

۵۲ ابتری صورت مین آلخ ۷ شعر جمعیت صورت مین ابتری رکھتی ہے تو جمعیت معنی کی چاہ اللہ سے بہت سے جسم سے جمعیت نہین ہے جسم قائم باد پر ہے مانند اسم کے موشون کے دل مین جمعیت ہوتی ہے تو موش جرات سے جمع ہوتے خود کو گربہ پر ڈالتے اور سب مل کے حربے سے اُسے مارتے اہل فدا کے مانند وہ حملہ کرتے اور بے تامل گربہ پر گرتے ایک ضرب اُس کی آنکھ پھوڑتا اور دوسرا اُس کے کان کاٹتا تیسرا اُس کے پہلو کو چھیدتا اُن سے گربہ بھاگ جاتی برملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۳ لیک جمعیت آلخ ۶ شعر ولیکن جان موش کی جمعیت نہین رکھتی ہے کہ گربہ کے خوف سے اُن کے ہوش جاتے ہین اگر ہزارون چوہے شمار مین ہون ایک گربہ سے خشک جان ہون قصاب کو ہجوم گلہ سے غم نہین اور موش کا انبوہ خواب کو نہ روکے وہ مالک ہے کہ جو جمعیت شیر کو دیوے تا گلہ گور کو مارے گلہ گور کو دم بھر مین گذنڈ کردے اور کوئی نہ کہہ سکے کہ راہ سے ہٹو صد ہا گور بارہ سینگ کے نیست ہو جاتے ہین اسکے سبب شیر کے یعنی جمعیت سے شیر گلہ گور خر کو مارتا ہے اس جمعیت معنی کی حاصل کرنا چاہیے آگے حس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مالک الملک ست جمعیت دہد — شیر را تا بر گلہ گوران جہد
در زمانی شان بسازد ترت مرت — کس نیارد گفتنش از راه برت
صد ہزاران گور دہ شاخہ دلیر — چون عدم باشد بہ پیش صول شیر
مالک الملک ست بدہد ملک حسن — یوسفی را تا بود چون ماه مزن
در رخی بنہد شعاع اخترے — تا شود شاہی غلام دخترے
بنہد اندر روے دیگر نور خود — کہ ببیند نیم شب ہر نیک و بد
یوسف و موسی زحق بردند نور — در ید و رخسار و در ذات الصدور
روے موسی بارقی انگیختہ — پیش رو او توبره آویختہ
نور رویش آنچنان بردی بصر — کہ زمرد از دو چشم مار گر
او زحق درخواستہ تا توبره — گردد آن نور قوی را ساتره
توبره گفت از گلیمت ساز ہین — کان لباس عارفی آمد یقین
کان کسا بر نور صبری یافتہ است — او زجان بر تار و پودش تافتہ است
جز چنین خرقہ نخواہد شد صوان — نور ما را بر نتابد غیر آن
کوه قاف ار پیش آید بہر سد — ہمچو کوه طور نورش بردرد
از کمال قدرت ابدان رجال — یافت اندر نور بیچون احتمال
آنکہ طورش بر نتابد ذره‌ٔ — قدرتش جا ساز دانہ قاروره‌ٔ
آنچہ طورش بر نتابد لے کیا — ذره‌ٔ اندر زجاجے ساخت جا

وہ ہے مالک[1] یوں جمعیت جو دے — شیر کو تا مارلے گلہ گور کو
کردے گذ بذ دم میں گلہ گور کو — کہہ سکے نہ کوئی کہ رہ سے ہٹو
گور بارہ سینگ کے صد ہا دلیر — نیست ہوجاتے ہیں پیش جست شیر
وہ ہے مالک گروہ ملک حسن دے — یوسف کنعان کو مثل ماہ کے
رخ کے اندر تاب اختر کی رکھے — شہ غلام اک تا کہ دختر کا بنے
دوسرے رخ میں رکھے وہ نور خود — تا کہ دیکھے نیم شب کو نیک و بد
یوسف و موسی نے پایا حق سے نور — ہاتھ میں اور رخ میں اور اندر صدور
روے موسی میں چمک بجلی کی تھی — انکے رو کے آگے تھی پرداکشی
نور رو ایسا بصر کو انکا سے — کہ زمرد لیوسے چشم مارسے
پس خدا سے اُسنے چاہا تھا نقاب — تا کہ اُس نور قوی کا ہو حجاب
بولا[2] کمل سے کر اپنا حجاب — کہ لباس عارفان ہے بیحساب
صبر اُس برقعہ نے پایا نور پے — تانا بانا اُس کے نور جان رکھے
اس سوا خرقہ کے نہ ہوئے نقاب — نور کی میرے دلائے کوئی تاب
آئے گر کہ قاف پردہ کے لئے — نور مثل طور بس پھاڑے اُسے
قدرت کامل سے انسان کا بدن — ہوگیا حامل یہ نور ذوالمنن
جس کے ذرہ کی نہ طاقت طور کو — رکھدیا قدرت نے قارورہ میں وہ
طور[3] تاب اسکی نہیں جو لا سکا — ذرہ اک قندیل میں اسکا رکھا

[1] وہ ہے مالک الخ یہ شعر اگروہ ملک حسن کا دیوے یوسف کنعان کو مثل ماہ کے تاب اختر کی اندر رخ کے رکھے تا کہ شاہ غلام ایک دختر کا ہے دوسرے رخ میں نور اپنا رکھے تا کہ نصف شب کو وہ نیک و بد دیکھے یوسف و موسیٰ نے حق سے نور پایا ہاتھ میں و رخ میں و صدر میں رخ میں موسیٰ میں چمک بجلی کی تھی کہ رو کے آگے پردہ ڈالا تھا انکا نور ایسا کہ بصر کو لے بس خدا سے اس نے نقاب چاہا تا کہ اُس نور قوی کا حجاب ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] بولا کمل الخ یہ شعر حق نے کہا کہ کمل سے اپنا نقاب کر کہ لباس عارفوں کا بے حساب ہے اس برقعہ نے صبر پایا نور پر کہ تانا بانا اس کا نور جان رکھتا ہے سوا اس خرقہ کے کہ نقاب نہ ہووے کہ میرے نور کی تاب نہ لاوے اگر کوہ قاف پردہ کے واسطے آوے نور طور کے مانند اُسے پھاڑے قدرت کامل سے انسان کا بدن حامل ہوگیا نور ذوالمنن سے جس کے ذرے کی طور کو طاقت نہیں قدرت سے وہ قارورہ میں رکھدیا یعنی کمل نور جلالی کا تحمل ہوتا ہے کہ وہ چرندوں سے بنا ہوا ہے اسلیے عارف کمل کا لباس پہنتے ہیں کیونکہ بدن حائل نور کا ہوتا ہے آگے اس نور کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] طور تاب اس کی الخ یہ شعر جو طور تاب اس کی نہ لا سکا ایک ذرہ اس کا قندیل میں رکھا مشکوۃ زجاجی جگہ گور کی آیا جس کے نور سے کوہ قاف و طور پھٹے ان کے جسم کو مشکوۃ جان اور جان کو زجاج کہ عرش و آسمان پر چمکا کہ یہ چراغ انکا نور حیران ہے اس نور سے جیسے اختر صبح سے فانی رہتا ہے اسواسطے مصطفےٰ صلعم نے حکایت کی بادشاہ لایزال و پاک سے کہ میں سماؤں افلاک میں نہ عقول نہ نفوس پاک میں دل میں مومن کے رہوں مانند جان کے بیچون و بیچگوں سے جہان یہ ہے یعنی وہ نور حق نے جسم و جان میں رکھا ہے کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گشت مشکوٰة زجاجی جاے نور / کہ ہمید روز نورش قاف وطور
جسم شان مشکوٰة دان جانشان زجاج / تافتہ بر عرش و افلاک این سراج
نور شان حیران این نور آمدہ / چون ستارہ زین ضحیٰ فانی شدہ
زین حکایت کرد آن ختم رسل / از ملیک لایزال ولم یزل
کہ نگنجیدم در افلاک وخلا / در عقول و در نفوس باعلی
در دل مومن بگنجیدم چو ضیف / بے ز چون و بے چگونہ بے زکیف
تا بدلالی آن دل فوق وتحت / یابد از من بادشاہیہا و تخت
بے چنین آئینہ این خوبی من / بر نتابد نی زمین وسنے زمن
ہر دو کون اسپ ترحم تاختیم / بس عریضہ آئنہ برساختیم
ہر دمی زین آئنہ پنجاہ عرس / بنگر آئینہ وسے شرحش مپرس
حاصل آن کز لبس خویشش پردہ ساخت / کہ نفوذ او قمر را می شگافت
گر بدی پردہ زغیر لبس او / پارہ گشتی در بدی کوہ و دو تو
ز آہنین دیوار با نافذ شدی / توبرہ با نور حق چہ فن زدی
گشتہ بود آن آئنہ صاحب تفی / بود وقتی سوز خرقہ عارفی
گشتہ بود آن آئنہ ستار نور / زانکہ بود از خرقہ ایک باحضور
زان شود آتش رہین سوختہ / کوست با آتش ز پیش آموختہ
در ہوای عشق آن نور رشاد / خود صفورا ہر دو دیدہ باز داد
اول اگر بربست یک چشم و بدید / نور روی او و یک چشمش پرید
بعد ازان صبرش نماند و آن نگار / برکشاد و کرد خرج آن قمر

آیا مشکوٰة زجاجی جائے نور / ورد ہے جس کے چھپے کہ قاف وطور
جسم مشکوٰة انکا جان ہو رجان زجاج / چمکا عرش وآسمان پر یہ سراج
نور حیران انکا ہے اس نور سے / جیسے اختر صبح سے فانی رہا
مصطفےٰ نے کی حکایت اس لئے / بادشاہ لایزال وپاک سے
کہ سماؤں میں نہیں افلاک میں / نے عقول وسنے نفوس پاک میں
دل میں مومن کے بسوں جوں مہمان / بے چگون بے چون ہے اندر سنے جہان
[1] تا دل اس کی لالی پن سے فوق وتحت / پائے مجھ سے بادشاہی اور تخت
ایسے بے آئینہ کب خوبی مری / نے زمان وسنے زمین سے اٹھ سکے
اسپ دوڑایا دو کون پر رحم کا / آئینہ جوڑا بنایا بس سوا
آئینے سے سو خوشی ہر دم میں ہو / آئینہ دیکھ اسکے مت پوچھ حال کو
پس لباس اپنے سے وہ پردہ کیا / اور نفوذ اسکا قمر کو پھاڑتا
ہوتا اگر پردہ لباس غیر سے / ہوتا شق گر ہوتے پردے کوہ کے
[2] پار ہوتا آہنی دیوار سے / کرتا کیا تن برقعہ نور یار سے
وہ ہوا تھا آئینہ گرمی بھرا / ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا
وہ ہوا تھا آئینہ ستار نور / کیونکہ تھا وہ ایک خرقہ باحضور
سوختہ کی رہن آتش اس لئے / کہ وہ آتش کا ہے عادی قبل سے
عشق میں اس نور موسیٰ کے سنو / بی صفورا کھوئیں دونوں چشم کو
دیکھا اول باندھ کر اک آنکھ کو / اسکے نور روسے کھوئی آنکھ دو
بعدہ بے صبر ہو وہ دوسری / کھولدی اور اس قمر پہ خرچ کی

[1] تا دل الخ ۹ شعر دل اس ولالی پن سے فوق وتحت میں مجھ سے بادشاہی پائے اور تخت بغیر ایسے آئینے کے کب خوبی میری بھی زمان و زمین میں اٹھ سکے دونوں جہان میں اسپ دوڑایا رحم کا پس آئینہ سوا جوڑا بنایا تھا آئینہ سے سو خوشی ہر دم میں ہو آئینہ دیکھ اور اسکے حال کو مت پوچھ پس اپنے لباس سے وہ پردہ کیا کہ اسکا نفوذ قمر کو پھاڑتا اگر پردہ لباس غیر سے ہوتا شق ہوتا اگر کوہ سے پردے ہوتے یعنی اس نور کا آئینہ دل کو بنایا ہے کہ متحمل ہوا ہے فافہم ۱۲

[2] پار ہوتا الخ ۷ شعر آہنی دیوار سے پار ہوتا برقعہ کیا تن کرتا نور یار سے وہ آئینہ گرمی بھرا ہوا تھا اور ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا وہ آئینہ ستار نور ہوا تھا کیونکہ وہ ایک خرقہ باحضور تھا آتش رہین سوختہ کی اس واسطے ہے کہ وہ آتش کا قبل سے عادی ہے اس نور موسیٰ کے عشق میں سنو بی صفورا نے کھوئیں دونوں چشم کو اول ایک کو بند کرکے دیکھا کہ اس کے نور روسے وہ آنکھ کھوئی بعدہ بے صبر ہو کر دوسری کھول دی اور اس پر قمر پہ خرچ کی [illegible] فافہم ۱۲

ہمچنان مرد مجاہد نان دہد — چون برو زد نور طاعت جان دہد
ایسے ہی مرد مجاہد نان دے — ذوق دے جو نور طاعت جان دے

پس زنی گفتش کہ چشم عبہری — چون ز دست رفت حسرت میخوری
ایک عورت نے کہا کہ چشم کو — تو نے کھوئی کیون کرے حسرت تو

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار — دیدہ بودی تا ہمی کردم نثار
بولی حسرت ہے مجھے کہ سو ہزار — ہوتی آنکھین اور کرتی مین نثار

روزن چشمم ز مہ ویران شدست — لیک مہ چون گنج در ویران شدست
چشم ہوئی ویران مری اس ماہ سے — پر وہ مہ جون گنج ویرانہ مین ہے

کے گذارد گنج کاین ویرانہ ہم — یاد آرد از رواق خانہ ام
گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ مرا — یاد لائے رونق خانہ مرا

حق شنید این و دو چشمش باز داد — دیدہ موسیٰ را ز نورش ساز داد
حق نے سنکر پھر دو آنکھین اسکو دین — دید موسیٰ کے موافق بس کرین

از نظر این نور زو پنہان نشد — از خزینہ خاص بد ویران نشد
نے نظر سے نور یہ اُس کے چھپا — خاص مخزن سے تھا نے ویران ہوا

نور روی یوسفی وقت عبور — در فتادی در شباک و در قصور
نور رخ یوسف کا ہنگام گذر — روزنون سے کرتا ہر گھر مین اثر

پس بگفتندی درون خانہ در — یوسف است این سو بسیران در گذر
گھر مین اپنے کہتا یہ ہر ایک تھا — سیر کرنے یوسف اس رہ سے گیا

زانکہ بر دیوار دیدندی شعاع — فہم کردندیش اصحاب بقاع
کیونکہ دکھتی تھی شعاع دیوار پے — صاحب خانہ سے اُس کو جانتے

خانہ را کش دریچہ است آن طرف — دارد از سیران یوسف این شرف
ہے دریچہ جس کے گھر کا اس طرف — سیر یوسف سے وہ رکھے تھے شرف

ہین دریچہ سوی یوسف باز کن — وز شکافش فرجہ آغاز کن
جا تب یوسف دریچہ کھول تو — سیر کر روزن سے اسکی ای نکو

عشق ورزی آن دریچہ کردن است — کز جمال دوست دیدہ روشن است
عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے — دیدہ روشن ہے جمال دوست سے

پس ہمیشہ روی معشوقہ نگر — این بدست تست بشنو ای پسر
دیکھ دائم تو رخ معشوق کو — یہ ہے تیرے ہاتھ مین سن اسکو تو

راہ کن در اندرونہا خویش را — دور کن ادراک دور اندیش را
راہ کر باطن مین اپنے ای نکو — دور کر ادراک دور اندیش کو

کیمیا داری دوای پوست کن — دشمنان را زین صناعت دوست کن
کیمیا پائے دوائے پوست کر — دشمنون کو اس ہنر سے دوست کر

چون شدی زیبا بدان زیبا رسی — کو رہاند روح را از بیکسی
جو ہوا زیبا تو زیبا سے ملے — کہ چھوڑائے روح کو وہ عجز سے

سلہ ایسے ۹ آ لخ ۶ شعر مرد مجاہد ایسے ہی نان دے جو نور طاعت ذوق دے تو جان دے ایک عورت نے کہا کہ چشم کو تو نے کھویا تو حسرت کیون کرتی ہے کہا کہ مجھے حسرت ہے کہ سو ہزار آنکھین ہوتین اور مین نثار کرتی میری چشم ویران اُس ماہ سے ولیکن وہ مانند گنج کے ویرانہ مین ہے گنج کہ چھوڑے کہ ویرانہ میرا یاد لائے رونق خانہ سے حق نے سن کر پھر اُس کو دو آنکھین دین اور دید موسیٰ کے موافق بس کرین یعنی مرد مجاہد کو جو طاعت ذوق دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵ سے نظر سے آ لخ ۷ شعر یہ نور اس کی نظارت نہ چھپا کہ خاص مخزن سے تھا ویران نہ ہوا اور ہنگام گذر کے تو رخ یوسف کا روزنون سے ہر ایک گھر مین اثر کرتا ہر ایک اپنے گھر مین یہ کہتا تھا کہ یوسف اس راہ سے سیر کرنے گیا کیونکہ دیوار پر دکھتی تھی صاحب خانہ اس کو جانتے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ جس کے گھر کا دریچہ اُس طرف ہے وہ سیر یوسف جان سے یہ شرف رکھتا ہے تو جانب یوسف کے دریچہ کھول اور سیر اُسکی روزن سے کر عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے کہ دیدہ روشن ہے جمال دوست سے یعنی روزن دل کا کھول کہ تو مثل ستارون کے مشاہدہ ہون چنانچہ سیر سلوک اول جو کشود ہوتا ہے تو انوار بطور لوائح و لوامع و ستارے و ماہ خورشید کے آسمان دل پر سالک کو مشاہدہ ہوتے ہین اور اختر ابر تیرہ مین پوشیدہ ہوتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۱۳ دیکھ دائم آ لخ ۴ شعر تو رخ معشوق کو ہمیشہ دیکھ یہ تیرے ہاتھ مین ہے تو اس کو سن اپنی راہ باطن مین کر اور ادراک دور اندیش کو دور کر کیمیا ملے تو دوا پوست کی کر اور اس ہنر سے دشمنو کو دوست کر جو زیبا ہوا تو زیبا سے ملے کہ روح کو چھڑائے عجز سے اسکا ثمر باغ جان کی پرورش ہے اور مردہ جسم کو زندہ دیکھے اُس کا دم اس ملک دنیا کا وہ دے بلکہ ملک گوناگون ورء مدارے یعنی باطن مین تو اپنی سائی کر کہ یہ ملک کیا وہ صد ہا ملک اور دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پرورش مر باغ جانہا را امش / زندہ کردہ مردۂ غم را دمش
نے ہمہ ملک جہان دون دہد / صد ہزاران ملک گوناگون دہد
بر سر ملک جمالش داد حق / ملکت تعبیر درس و سبق
ملکت حسنش سوی زندان کشید / ملکت علمش سوی کیوان کشید
شہ غلامان او شد از علم و ہنر / ملک علم از ملک حسن آسودہ تر

باغ جان کی پرورش ہی اسکا نم / زندہ رکھے مردۂ غم اسکا دم
نے جہان اس ملک دنیا کا وہ دے / بلکہ ملک گوناگون صدہا وہ دے
حق نے دی ملک جمال اسکو یہ جو[۵۱] / شاہی تعبیر پے تعلیم کو
ملک حسن اس کو بزندان لیگیا / ملک علم اُن کو بہ کیوان لیگیا
شہ غلام انکا ہے از رہ علم کے / ملک علم افضل ہے ملک حسن سے

رجوع بحکایت مرد وام دار و آمدن به تبریز و آگاہی از فوت محتسب

رجوع طرف حکایت مرد قرضدار کے اور آنا تبریز مین اور آگاہ ہونا وفات محتسب سے

آن غریب ممتحن از بیم وام / از رہ آمد سوی آن دار السلام
شد سوی تبریز و کوی گلستان / خفتہ امیدش فراز گلستان
رد ز دار الملک تبریز ستی / بر امیدش روشنی بر روشنی
جانش خندان شد از آن روضۂ رجال / از نسیم یوسف و مصر جلال
گفت یا حادی انخ لی ناقتی / جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور / ان تبریز مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض / ان تبریزا لنا نعم المفاض
ساربانا بار بگشا ز اشتران / شہر تبریز است و کوی گلستان
فر فردوسی ست این پالیز را / شعشعۂ عرشی ست مر تبریز را
ہر زمانی موج روح انگیز جان / از فراز عرش بر تبریزیان
چون وثاق محتسب جست آن غریب / خلق گفتندش کہ بگذشت آن حبیب

وہ مسافر ممتحن با خوف وام[۵۲] / راہ سے آیا سوے دار السلام
سوے تبریز و سوے گلشن گیا / سوئے امید اُس کے گل تکیہ کیا
پہونچا دار الملک مین تبریز کے / روشنی کی اُسکی بس اُمید پے
جان ہوئی خوش اسکی با روضۂ رجال / با نسیم یوسف مصری جلال
بولا یا حادی انخ لی ناقتی / جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور / انّ تبریزاً مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض / انّ تبریزاً لنا نعم المفاض
کھول بوجھا اونٹ کا اے ساربان / شہر ہے تبریز کوے گلستان
رونق جنت ہے اس پالیز کو / عرش کی ہے روشنی تبریز کو
موج روح انگیز جان کی ہر زمان / سوے تبریز عرش پر سے ہے روان
ڈھونڈھتا گھر محتسب کا جو غریب[۵۳] / خلق بولی اُس سے گذرا وہ حبیب

۵۱ حق نے دی الخ یہ شعر حق نے اسکو ملک حسن پر شاہی دی تعبیر پے تعلیم کو تو ملک حسن انکو زندان تک لیگیا اور ملک علم انکو کیوان تک لے گیا شاہ انکا غلام ہے از راہ علم کے پس ملک علم افضل ہے ملک حسن سے یعنی حسن سے علم افضل ہے آگے مرد قرضدار کا بیان ہے فافہم ۱۱ ۵۲ وہ مسافر الخ ۱۰ شعر وہ مسافر ممتحن خوف قرض سے راہ سے طرف دار السلام کے آیا جانب تبریز و جانب تبریز گلشن گیا اور سوے امید اسکے گل کو تکیہ کیا پہونچا دار الملک مین تبریز کے اسکی روشنی ہی امید پر اسکی جان خوش ہوئی روضۂ رجال اور نسیم یوسف مصر جلال سے ترجمہ کہا اے حادی بٹھا ناقہ میری کو آئی نیکبختی اور اڑی حاجت میری ترجمہ بیٹھ اے ناقہ کہ خوش ہوا ہی کام میرا تحقیق تبریز مناجات دلون کا ہی ترجمہ چر اے ناقہ میرے گرد باغون کے تحقیق تبریز ہمکو جگہ فیض کی ہے اے ساربان کھول بوجھا اونٹ کا شہر تبریز ہے اور کوے تبریز گلستان ہی رونق جنت کی ہے اس پالیز کو اور عرش کی روشنی ہے تبریز کو موج روح انگیز جان کی ہر دم سوے تبریز عرش پر سے وارد ہے یعنی تبریز دنیا کی جانب و مین ہر دم بامید بوے یوسف جناب رسول مقبول صلعم کے آسمان سے آتی ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۱ ۵۳ ڈھونڈھتا الخ یہ شعر جو وہ گھر محتسب کا ڈھونڈھتا تھا خلق نے اس سے کہا کہ وہ حبیب گذر گیا اسنے پرسون دنیا سے نقل کی ہے مرد و زن اسکی نقل سے زرد رو ہین وہ طائر عرشی سوے عرش گیا جو اُسے بسبب شوق تعلق سے آگی کیا جو اُسکا سایہ پناہ خلق تھا اشمس نے اسکو جلدی طے کر دیا اُس ساحل سے کشتی پرسون لیگیا چونکہ خواجہ بکثرت سیر تھا آہ کر کے بیہوش ہو گیا گویا وہ بھی اسکے پیچھے مر گیا پس گلاب آب منہ پر چھڑکا اور ہمراہی اُسکے جھکے پڑے رات بھر بیہوش بجا اس بیہوشی کے ادھر مری جان اسکی غیب سے لوٹ آئے اس کے حقائق مین فافہم ۱۱

او بپیر از دار دنیا نقل کرد — مرد و زن در واقعہ او روی زرد
رفت آن طاؤس عرشی سوے عرش — چون رسید از ہاتفان این بوی عرش
سایہ اش گرچہ پناہ خلق بود — در نوردید آفتابش زود زود
راند او کشتی ازین ساحل بپیر — کشتہ بود آنخواجہ زین غم تا بسر
نعرہ زد مرد و بیہوش او فتاد — گوئیا او نیز در پے جان بداد
پس گلاب و آب بر رویش زدند — ہمرہان بر حالتش گریان شدند
تا بشب بیہوش بود و بعد ازان — نیم مردہ باز گشت از غیب جان

اُسنے کی دنیا سے پرسون نقل ہے — مرد و زن ہو زرد اسکی نقل سے
وہ گیا طاؤس عرشی سوئے عرش — آئی ہاتف سے اُسے جو بوے عرش
سایہ اس کا جو پناہ خلق تھا — شمس سے نے طے اسکو جلدی کردیا
کشتی اس ساحل سے پرسون لگیا — غمکدہ سے جو کہ خواجہ سیر تھا
آہ کرکے مرد بیہوش ہوگیا — گویا وہ بھی اُسکے پیچھے مرگیا
پس گلاب اور آب چھڑکا مونھ پر — اُسپہ ہمراہی ہوئے بس نوحہ گر
رات بھر بیہوش بعد اُس ہوش کے — ادھ مری جان اسکی لوٹی غیب سے

باخبر شدن آن غریب از وفات محتسب

خبردار ہونا اُس غریب کا وفات محتسب سے

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلاً

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلاً

چون بہوش آمد بگفت اے کردگار — مجرمم بودم بخلق امیدوار
گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جود — ہیچ آن کفو عطاے تو نہ بود
او کلہ بخشید و تو سر پر خرد — او قبا بخشید تو بالا و قد
او زرم داد و تو دست زرشمار — او ستورم داد و تو عقل سوار
خواجہ شمعم داد تو چشم قریر — خواجہ نقلم داد تو طعمہ پذیر
او وظیفہ داد و تو عمر و حیات — وعدہ اش زر وعدۂ تو طیبات
او وثاقم داد و تو چرخ و زمین — در وثاقت او و صد چون او زمین

ہوش میں جب آیا بولا اے خدا — ہوں میں مجرم خلق سے طامع ہوا
گرچہ خواجہ نے سخاوت بس کی ہی — تیری بخشش کی کفو سے کچھ نہ تھی
اُسنے ٹوپی تونے سر مجکو دیا — اُس نے جامہ تو نے دی عقل سوا
اُس نے زر تو نے دیا دست شمار — اُسنے گھوڑا تو نے دی عقل سوار
اُسنے شمع چشم روشن تو نے دی — اُسنے قوت دی تو نے طعمہ اُس سے دی
دی غذا اُسنے و تو نے دی حیات — اُسکا وعدہ زر و تیرا طیبات
اُس نے گھر تو نے دیا چرخ و زمین — تیرے گھر میں ایسے گھر صدہا زمین

سلہ ہوش میں آکے شعر ہوش میں آیا کہا کہ اے خدا میں مجرم ہوں کہ خلق سے طامع ہوا اگرچہ خواجہ نے بہت سخاوت کی تیری بخشش کی وہ کچھ کفو نہ تھی اُس نے ٹوپی اور تو نے مجکو سر دیا اُس نے جامہ اور تو نے قد بخشش کیا اُس نے زر اور تو نے عقل سوار دیا اُس نے شمع اور تو نے چشم روشن دی اُس نے قوت دی اور تو نے اُس سے قوت دی اُس نے غذا اور تو نے حیات دی اُس کا وعدہ زر اور تیرا طیبات اُس نے گھر دیا تو نے چرخ و زمین دی کہ تیرے گھر میں ایسے گھر صدہا ہیں یعنی بخشش خلق کی عارضی ہو تیری بخشش کے مقابل میں دائم و قائم ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچه او داد ای ملک هم از تو داد | که دل و دست ورا کردی تو زاد
زر از آن تست او زر نافرید | نان از آن تست نانش از تو رسید
آن سخا و رحم هم تو دادیش | کز سخاوت میفزودی شادیش
من چه میگویم همه تو میدهی | بار منت بر کسی کی می نهی
من مر او را قبلهٔ خود ساختم | قبله ساز اصل را نشناختم
ما کجا بودیم کان دانای دین | عقل می کارید اندر ماء و طین
چون همی کرد از عدم گردون پدید | وین بساط خاک را می گسترید
ز اختران می ساخت او مصباحها | در طبائع قفل با مفتاحها
ای بسا بنیادهای پنهان و فاش | مضمر این سقف کرد و این فراش
آدم اصطرلاب گردون علوست | وصف آدم مظهر آیات اوست
هرچه در وی می نماید وصف اوست | همچو عکس ماه اندر آب جوست
بر اصطرلابش نقوش عنکبوت | بهر اوصاف ازل دارد ثبوت
تا ز چرخ غیب وز خورشید روح | عنکبوتش درس گوید با شروح
عنکبوت و اصطرلاب رشاد | بی منجم در کف عام اوفتاد
انبیا را داد حق تنجیم این | غیب را چشمی بباید غیب بین
در چه دنیا فتادند این قرون | عکس خود را دید هر یک چه درون
عکس در چه دید و از بیرون ندید | همچو شیر گول اندر چه دوید

[1] جو دیا اُس نے ای شہ تجھسے دیا | کہ دل و دست اُسکا تجھسے ہی سخا
زر تری ملک اُس سے نہ پیدا ہو زر | نان تری ملک اُسکو نان دی تو نے پر
وہ سخا و رحم بھی تو نے دیا | کہ سخاوت سے خوشی اسکو کیا
کیا کہوں میں تو ہی سب کچھ چیز ہی | بار منت کب کسی پر تو رکھے
میں نے قبلہ اپنا بس اسکو کیا | رب قبلہ کو نہ پہچانا ذرا
ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین | عقل کو بوتا تھا اندر ماء و طین
جو عدم سے لایا تھا چرخ برین | اور بچھاتا تھا وہ یہ فرش زمین
[2] کرتا اختر سے چراغوں کو عیان | طبع سے کرتا وہ قفل و کنجیان
ای بہت بنیاد پنہان و عیان | فرش اس چھت میں کریں اُسنے نہان
آدم اصطرلاب ہے افلاک کا | وصف آدم مظہر ذات خدا
جو کچھ اُسمیں دکھتا اُسکا وصف ہے | جیسے عکس ماہ اندر آب کے
اُس اصطرلابوں پہ نقش عنکبوت | وصف ازلی کیلئے رکھے ثبوت
شمس جان میں تا کہ چرخ غیب سے | عنکبوت اسکا بیان شرح کرے
عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا | بے منجم دست عاموں میں پڑا
[3] انبیا کو یہ نجوم میں حق نے دین | غیب کو لازم ہے چشم غیب بین
چاہ دنیا میں قرون یہ سب پڑے | عکس اپنا دیکھا اندر چاہ کے
عکس چہ میں دیکھا اور باہر سے نہ | دوڑے مثل شیر اندر چاہ کے

[1] جو دیا آگے شعر ای شاہ جو اُس نے دیا تجھسے دیا کہ دل و دست اور رنج سے سخاوت ہے نہ تیری ملک ہے ولیکن نان اُسکو تونے دی ہے وہ سخاوت و رحم بھی تونے دیا کہ سخاوت سے اسکو خوش کیا ہے میں کیا کہوں سب کچھ تو ہی ہے ای بار منت کا کب کسی پر رکھے میں نے اسکو اپنا قبلہ کیا اور رب قبلہ کو ذرا نہ پہچانا ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین عقل کو بوتا تھا پانی اور مٹی میں جو عدم سے چرخ برین پر لاتا تھا اور یہ فرش زمین بچھاتا تھا یعنی جو کچھ اُس نے دیا ہے کہ اس کا دنیا میں تیری بخشش ہے پس اسکو جانا اور نہ تجھے پہچانا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کرتا اختر سے آگے شعر چراغ عیان کرتا اختر سے اور طبع سے قفل و کنجیان کرتا ہے بہت سی بنیاد پنہان و عیان اُسنے اس چھت و فرش زمین نہان کرتی ہیں آدم اصطرلاب افلاک کا ہے اور وصف آدم مظہر ذات خدا ہے جو کچھ اسمیں دکھتا ہے اسکا وصف ہی جیسے عکس ماہ کا آب میں اس اصطرلابوں پہ نقش عنکبوت وصف ازلی کیلئے ثبوت رکھتا ہے تا کہ شمس جان میں چرخ غیب سے عنکبوت اسکا شرح بیان کرے عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا بے منجم کے دست عاموں میں پڑا ہے یعنی اصطرلاب ایک مکان منجم کا ہے کہ منجم اسمیں بیٹھکر سیر کواکب کی دیکھتے ہیں اور نقش عنکبوت اُسمیں ایک آلہ شبکہ ہے کہ جسمیں سے کواکب کو دیکھتے ہیں پس موجود انسان حقتعالی نے صورت بصورت اصطرلاب بنایا ہے اور اسمیں قلب ہم بصورت نقش عنکبوتی ہے کہ حال آسمان قلب کا اسمیں مشاہدہ ہوتا ہے پس وصف انسان مظہر ذات خدا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] انبیا کو آگے شعر حقتعالی نے یہ نجومی انبیا کو دین غیب کو چشم غیب بین لازم ہے یہ سب قرن چاہ دنیا میں پڑے کہ اپنا عکس چاہ میں دیکھا باہر نہ دیکھا شیر کے مانند چاہ میں دوڑے باہر سے جان کہ جو کچھ چاہ میں دیکھا ہے ورنہ شیر کب آیا اندر چاہ کے اُس کو خرگوش لیگیا راہ سے کہ فلان چاہ کے اندر شیر ہے اندر چاہ کے تو جا اور اُس چاہ کے اندر بدلسٹ جو تو غالب ہے اس کا سر توڑ یعنی سب عکس تو قلب کے اندر مکاشفہ سے دیکھتے ہیں اور باہر مشاہدہ میں کہ وہ باہر ہو جائے آگے معنا کا بیان ہے فافہم ۱۲

از برون دان ہرچہ درچاہت نمود ورنہ آن شیر یکہ درچہ شد فرود
برد خرگوشش ز ازرہ کای فلان در تگ چاہ است آن شیر ژیان
در رو اندر چاہ و کین از وی بکش چون ازو غالب تری سر بر کنش
آن مقلد سخرۂ خرگوش شد وز خیال خویشتن پرجوش شد
او نگفت این نقش او آب نیست این بجز تقلیب آن قلاب نیست
تو ہم از دشمن چہ کینہ می کشی ای زبون شش غلط در ہر ششی
آن عداوت اندرو عکس حق است کز صفات قہر آنجا مشتق ست
وان گنہ دروی ز عکس جرم تست باید آن خو را ز طبع خویش شست
خلق زشتت اندران روی نمود مر ترا او صفحۂ آئینہ بود
چونکہ قبح خویش دیدی ای حسن اندر آئینہ بر آئینہ مزن
میزند بر آب استارہ سنی خاک تو بر عکس اختر می زنی
کاین ستارہ نحس در آب آمدست تا کند مر سعد ما را زیر دست
خاک استیلا بریزی بر سرش چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش
عکس پنہان گشت و سوی عیب راند تو گمان بردی کہ آن اختر نماند
آن ستارہ نحس ہست اندر سما ہم بد انسو بایدش کردن دوا
بلکہ باید دل سوی بیسوی بست نحس این سو عکس آنسوست
داد داد حق شناس و بخشش عکس آن داد ست اندر پنج و شش

جان باہر چاہ مین جو کچھ دکھے ورنہ کب شیر آتا اندر چاہ کے
لیگیا خرگوشش اسکو راہ سے کہ فلانے چہ کے اندر شیر ہے
جا تو اندر چہ کے بدلا اُس سے لے جو تو غالب ہو سر اسکا توڑ دے
وہ[۱] مقلد سخرۂ خرگوش تھا اور خیال اپنے سے پُر جوش تھا
نے کہا یہ پیدا نقش آب نے یہ ہین پلٹے سب اس قلاب کے
تو بھی کیا دشمن سے کینہ چاہے ہی شش جہت مین تو غلط ہر ایک سے
وہ عداوت اسمین عکس حق ہے کہ وہ ہے مظہر صفات قہر سے
جرم اسمین تیرا عکس جرم ہے پس وہ عادت خود سے ڈھونڈھا چاہیے
خلق بد تیرا ہے اُس رخ مین دکھا صفحہ آئینہ وہ بس تھا ترا
جو برائی اپنی دیکھی اے نکو آئینہ مین توڑ آئینہ نہ تو
عکس[۲] اختر ڈالے اندر آب کے خاک بس تو ڈالے اس سے عکس پے
نحس اختر آیا اندر آب کے سعد کو تا پست میری وہ کرے
خاک بس غلبہ سے ڈالے اُس پہ تو شبہہ سے جو جانے اختر عکس کو
عکس پنہان عیب کی جانب گیا تو گمان رکھے نہ وہ اختر رہا
وہ ستارہ نحس ہے افلاک پے وان دوا بھی اسکی کرنا چاہیے
چاہیے بے سو کے سو دل باندھنا نحس یہ ہے عکس نحس اُس سمت کا
حق کی[۳] بخشش کی تو بخشش جان لے عکس اس بخشش کا ہے اس حال پے

سلہ وہ مقلد الخ ۷ شعر وہ مقلد سخرہ خرگوش کا تھا اور اپنے خیال سے پرجوش تھا یہ نہیں کہا کہ نقش پیدا کیا ہوا آب کا نہیں ہے یہ سب کچھ پلٹے اس قلاب کے ہین آگے اس کا بیان ہے تو بھی دشمن سے کیا چاہتا ہے تو غلط ہر ایک سے شش جہت مین ہے وہ اس مین عداوت جرم تھا عکس جرم ہے بس وہ عادت خود سے ڈھونڈھنا چاہیے جو اسی رخ مین دیکھا خلق بد ہے کہ وہ صفحہ آئینہ تیرا تھا جو بُرائی اپنی آئینہ مین دیکھی تو آئینہ کو نہ توڑ یعنی جو سبب تجھے دشمن مین خلق بد دیکھتا ہے وہ اس مین تیرا عکس تجھکو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ عکس اختر الخ ۶ شعر اختر عکس ڈالتا ہے آب مین پس تو خاک ڈالے اس کے عکس پر اختر آیا آب مین تا وہ میرے سعد کو پست کرے پس تو اُسپر خاک ڈالنے غلبہ سے جو تیرے عکس تو اختر جانے غیب کی جانب عکس پنہان کیا تو گمان رکھے کہ وہ اختر رہا وہ ستارہ نحس افلاک پر دوا بھی اس کی کرنا چاہیے آگے اسکے حقائق ہین بے سو کی جانب دل باندھنا چاہیے یہ نحس ہے عکس نحس اس سمت کا یعنی دل بے سو کیجانب باندھنا چاہیے کہ عکس نحس ہے نحس اس سمت کا کہ وہان سے اس کا عکس یہان دیکھتا ہے پس تو اس طرف رجوع کر یہان اسکے دفع کے واسطے کوشش مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ حق کی بخشش الخ ۶ شعر تو بخشش کو حق کی بخشش جان سے عکس بخشش اس جا یہ ہے اگر وہ اس کی افزون رنگ سے ہے تو مرتے اور میراث آخر ہے عکس کیتک نظر کے اندر ٹھہرے تو اصل سے دینے کا پیشہ کر جو بخشش حق سے اپنی نیاز سے کی اور داد کے ساتھ عمر درازی خالدین نعمت ومتعم جو ابدی ترجمہ زندہ کرنے والا مولی کا ہے جا طرف اسکے حق سے تجھے ملا سے داد کو بیان ہے مانند جیسے تو اس کی ملک اور وہ تیری ملک ہے یعنی بخشش بندہ کی عکس بخشش خدا کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر بود داد خسان افزون ز ریگ — تو بمیری وان بماند مرده ریگ
داد ناکس گر فزون ہو ریگ سے — تجھ سے میراث وہ آخر رہے

عکس آخر چند پاید در نظر — اصل بینی پیشه کن ای کژ نگر
عکس ٹھہرے کب تلک اندر نظر — دیکھنے کا اصل کے پیشہ تو کر

حق چو بخشش کرد بر اہل نیاز — با عطا بخشیدشان عمر دراز
حق نے بخشش کی جو با اہل نیاز — داد کے ساتھ اُن کو دی عمر دراز

خالدین شد نعمت و منعم علیه — یحیی الموتی است فاجتاروا الیه
خالدین ہوئی نعمت و منعم علیہ — یحیی الموتی ہے فاجتاروا الیہ

داد حق با تو درآمیزد چو جان — آن چنانکه آن تو باشی و توان
حق بلائے تجھے جون جاندار کو — جیسے تو آن اسکی تیری آن وہ

گر نماند اشتہای نان و آب — بدہدت بی این دو قوت مستطاب
سلہ گر نہ خواہش آب اور نان کی رہے — دیوے بے اُن دو کے وہ قوت تجھے

فربہی گر رفت حق در لاغری — فربہی پنہانت بخشد آن سری
گر مٹا یا جاوے دبلے پن مین دے — حق مٹا یا پنہان اُس سے تجھے

چون پری را قوت از بو میدہد — ہر ملک را قوت جان او میدہد
جیسے قوت وہ پری کو بو سے دے — ہر ملک کو قوت جان وہ روح سے دے

جان چه باشد تا تو انی زان سند — حق بعشق خویش زنده ات میکند
جان کیا ہے تو سند اسکو رکھے — عشق اپنے سے خدا زندہ کرے

زو حیات عشق خواه و جان مخواه — تو ازو آن ذوق خواه و نان مخواه
زندگی عشق چہ تو جان نہ چاہ — ذوق اُس سے چاہ تو از نان نہ چاہ

خلق را چون آب دان صاف و زلال — اندرو تابان صفات ذوالجلال
خلق کو تو جان جون آب زلال — اُسمین روشن ہین صفات ذوالجلال

علمشان و عدلشان و لطفشان — چون ستاره چرخ در آب روان
اُسکا علم و عدل و لطف اندر جہان — جون ستارہ آب جاری پر عیان

پادشاہی زیبد آن خلاق را — پادشاہی جملگان عاجز ورا
سلہ بادشاہی زیب دے خلاق کو — سبکی شاہی ہیچ اُس کے روبرو

پادشاہان مظہر شاہی حق — فاضلان مرآت آگاہی حق
بادشہ ہین مظہر شاہی حق — فاضل آئینہ ہین آگاہی حق

قرنہا بگذشت و این قرن نویست — ماه آن ماہست آب آن آب نیست
قرن گذرے یہ ہین تو قرن ای امین — مہ وہ مہ ہے پانی وہ پانی نہین

عدل آن عدلست فضل آن فضل ہا — لیک مستبدل شد آن قرن و امم
عدل وہ عدل اور وہ فضل اک فضل وہ — پر یہ بدلا قرن و مخلوق اے نکو

قرنہا بر قرنہا رفت ای ہمام — وین معانی برقرار و بر دوام
قرن پر بس قرن گذرے ای ہمام — یہ معانی یون رہین قائم دوام

آب مبدل شد درین جو چند بار — عکس آن خورشید دائم برقرار
آب اندر جو کے بدلا چند بار — عکس اُس خورشید کا ہے برقرار

پس بنایش نیست بر آب روان — بلکه بر اقطار عرض آسمان
آب جاری پر نہین اسکی بنا — بلکہ رکھتا ہے فلک پر اپنی جا

سلہ گر نہ خواہش الخ ۷ شعر اگر خواہش آب و نان کی نہ رہے وہ بغیر ان دو کے تجکو قوت دیوے گر مٹا یا جاوے تو دبلے پن مین حق مٹا یا پنہان دے تجھے آگے اس کی مثال ہے جیسے وہ پری کو قوت بو سے دے اور فرشتون کو قوت جان کی روح سے دے جان کیا ہے تو اس کو سند رکھے خدا اپنے عشق سے زندہ کرے تو زندگی عشق کی چاہ اور جان مت چاہ تو خدا اس سے چاہ اور نان مت چاہ تو خلق کو مانند آب زلال کے جان کہ اس مین صفت ذوالجلال روشن ہین اس کا علم و عدل و لطف جہان مین مانند ستارہ آب جاری پر عیان ہے یعنی تو خدا سے عشق چاہ اور جان مت چاہ کہ خلق مین صفات حق کے مانند عکس کے عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ بادشاہی الخ ۷ شعر بادشاہی خالق کو زیب دے اُسکے روبرو سب کی شاہی ہیچ ہے بادشاہ مظہر شاہی حق کے ہین اور فاضل آئینہ ہین آگاہی کے قرن گذرے اور یہ قرن ماہ وہ ماہ ہی اور پانی وہ پانی نہین ہے عدل وہ عدل اور فضل وہ فضل ہے لیکن یہ مخلوق قرن بدلا ہوا ہے قرن پر قرن گذرے یہ معانی یون ہی قائم و دائم رہین گے آگے مثال ہے آب اندر جو کے چند بار بدلا و لیکن عکس اس خورشید کا برقرار ہے آب جاری پر و لیکن اسکی بنا نہین بلکہ فلک پر اپنی جا رکھتا ہے یعنی پرتو حق قائم ہے مگر اجسام بدلتے جاتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این صفتها چون نجوم معنوی ست — دان که بر چرخ معانی مستوی ست
یہ صفت[1] رکھے نجوم معنوی — جان معنی ہے فلک پر مستوی

خوبرویان آئینہ خوبی او — عشق ایشان عکس مطلوبی او
خوبرو آئینہ اس خوبی کا ہے — عشق اُنکا عکس مطلوبی کا ہے

ہم باصل خود رود این خدّ و خال — دائما در آب کے ماند خیال
جانے اپنی اصل کو یہ خدّ و خال — کب ہمیشہ آب میں ہووے خیال

جملہ تصویرات عکس آب جو ست — چون بمالی چشم خود خود جملہ اوست
جملہ تصویریں ہیں عکس آب جو — خود وہی ہے جو ملے تو آنکھ کو

باز عقلش گفت بگذر زین حول — خل دو شاب ست و دو شاب خل
عقل بولی احولی چھوڑو جناب — ہے دو شاب اک سرکہ سرکہ ہے دو شاب

خواجہ را از چشم ابلیس لعین — منگر و نسبت مکن او را بطین
چشم شیطان سے نہ دیکھو اب شاہ کو — اور نسبت اسکو مت دے گل سے

خواجہ را جان بین مبین جسم گران — مغز بین او را مبینش استخوان
شاہ کو مت دیکھ جسم اور دیکھ جان — مغز تو دیکھ اسکو مت دیکھ استخوان

خواجہ را چون غیر گفتی از قصور — شرم دار ای احول از شاہ غیور
کہتا[2] غرہ سے ہے شہ کو غیر جو — شرم رکھ احول تو باشاہ نکو

خواجہ را کو در گذشتہ است از اثیر — جنس این موشان تاریکی مگیر
خواجہ کو جو گذرا اندر آسمان — جنس سے نے موش تاریکی کے جان

ہمرہ خورشید را شب پر مخوان — آنکہ او مسجود شد ساجد مدان
ہمرہ خورشید کو شب تو نہ مان — جو ہوا مسجود وہ ساجد نہ جان

عکسہا را ماند و این عکس نیست — در مثال عکس خود نمود نیست
عکس کے مانند اور نے عکس ہے — نیست مثل خود نہیں دیکھا اُسے

آفتابے دید و یخ جامد نماند — روغن گل روغن کنجد نماند
خور کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہاں — روغن گل روغن کنجد کہاں

چون مبدل گشتہ اند ابدال حق — نیستند از خلق برگردان ورق
جو مبدل ہو گئے ابدال حق — وہ نہیں ہیں خلق سے لوٹ اب ورق

قبلۂ وحدانیت او چون بود — خاک مسجود ملائک چون شود
قبلۂ وحدانیت وہ کیونکہ ہو — خاک مسجود ملائک کیسے ہو

چون درین جو دید عکس سیب مرد — دامنش را دید آن پر سیب کرد
جو ہیں[3] عکس سیب دیکھا ایک نے — دامن اسکا دید سے پر سیب ہے

آنچہ در جو دید کے باشد خیال — چونکہ شد از دیدنش پر صد جوال
جو ہیں جو کچھ دیکھا کب ہووے خیال — دید سے سو تھیلی اسکی مال مال

عکسہا را ماند و این نیست عکس — در مثال عکس حق معنی ست عکس
عکس کے مانند ہے اور نے ہو عکس — ہم مثال عکس حق ہیں معنی عکس

[1] یہ صفت آگے ۲ شعر نجوم معنوی یہ صفت رکھتی ہو جان کہ معنی فلک پر مستوی ہے خوبرو اس خوبی کا آئینہ ہے اس کا عشق عکس مطلوب کا ہے خدّ و خال اپنی اصل کو جانے اور کب ہمیشہ آب میں خیال رہے جملہ تصویریں عکس آب جو ہیں پس خود وہی جو تو آنکھ کو ملے عقل نے کہا کہ اے جناب احولی چھوڑ کہ دو شاب سرکہ ہے اور سرکہ دو شاب ہے تو چشم شیطان سے شاہ کو مت دیکھ جان دیکھ مغز دیکھ استخوان مت دیکھ یعنی تو دوئی کو چھوڑ اور توحید کو دیکھ کہ جسم و جان ایک ہے اور خوبرویوں کے اندر اس کا پرتو ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کہتا غرہ سے آگے ۲ شعر تو شاہ کو غرہ سے جو غیر کہتا ہے اے احول تو شرم رکھ شاہ سے کہ کون بلند ہے عرش تاریکی کی جنس سے مت جان ہمراہی خورشید کو شب نہ مان جو مسجود ہوا اُسے ساجد نہ جان عکس کے مانند عکس نہیں ہے مثل عکس اپنے کے اس نے نیست دیکھا ہے آگے اسکی مثال ہو خورشید کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہاں ہے روغن گل روغن کنجد کہاں رہے جو ابدال حق کے مبدل ہو ہو وہ مخلوقات سے نہیں ہیں تو ورق لوٹ وہ آئینۂ وحدانیت کیونکر ہوا اور خاک مسجود ملک کیسے ہوا یعنی جو کہ حق میں فنا ہو گیا وہ بشر کب رہا کیونکہ وہ عکس کے مانند ہے ولیکن عکس نہیں ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] جو ہیں آگے ۵ شعر ایک نے جو ہیں عکس سیب دیکھا اس کا دامن دیدہ سے پر سیب ہے جو کچھ جو ہیں دیکھا کب خیال ہو وے دیدہ سے سو تھیلی اس کی مالا مال ہے عکس کے مانند ہے یہ عکس نہیں ہے مثال عکس کی حق ہیں معنی عکس ہے تن مت دیکھ اور جان مت کھو پھر اگر تو نگاہ ہو ترجمہ تکذیب کی حق کی جو وہ آیا نزدیک اُنکے ترجمہ نہیں پھینکا تو نے جو وقت پھینکا تو نے وہ احمد ہو وے دید انکی دید حق ہو اسواسطے یعنی جناب رسول مقبول ؐ کا دیکھنا عین خدا کو دیکھنا ہے بموجب حدیث شریف کے من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجکو دیکھا تحقیق اُس نے حق کو دیکھا آگے حضور کا بیان ہے فافہم ۱۲

تن مبین و جان بکن کن صم بکم — کذبوا بالحق لما جاءهم
مارمیت اذ رمیت احمد بده است — دیدن او دیدن خالق شده است
حق مراورا برگزید از انس و جان — رحمة للعالمینش خواند ازان
خدمت او خدمت حق کردن است — روز دیدن دیدن این روزن است
خاصه این روزن درخشان از خود است — نے ذریعهٔ آفتاب مرقد است
هم ازان خورشید زد بر روزنے — لیک از راه و سوی معهودے
درمیان شمس و این روزن رہی — هست مر روزن را نشد زان آگهی
تا اگر ابری برآمد چرخ پوش — اندرین روزن بود نورش بجوش
غیر این راه هوا و شش جهت — درمیان روزن و خور الفتست
مدحت و تسبیح او تسبیح حق — میوه میروید زعین این طبق
سیب روید زین طبق خوش بخت — عیب نبود گر نهی نامش درخت
این سبد را تو درخت سیب خوان — که میان هر دو ره آمد نهان
آنچه روید از درخت بارور — زین سبد روید همان نوع از ثمر
بس سبد را تو درخت بخت بین — زیر سایه این سبد خوش می نشین
نان چو اطلاق آورد ای مهربان — نان چرا میخوانیش محموده خوان
خاک ره چون چشم روشن کرد جان — خاک ره را سرمه بین و سر مدان
چون ز روی این زمین تابد شرق — من چرا بالا کنم رو در عیوق

تن نہ دیکھ اور جان سنکو چپ بکم — کذبوا بالحق لما جاءہم
مارمیت اذ رمیت احمد ہوئے — دید انکی دید حق ہے اس لئے
خلق سے برتر انہیں حق نے کیا[لہ] — رحمة للعالمین انکو کہا
انکی خدمت حق کی خدمت جان لے — دید انکی دید اس روزن کی ہے
خاصہ یہ روزن منور آپ ہے — نے ذریعہ آفتاب چرخ سے
مارا اس روزن پہ بھی خورشید نے — لیک از راہ و طرف معبود کے
درمیان اس شمس اس روزن کے بھی — راہ نے روزن کو اس سے آگہی
تا اگر اک ابر آئے چرخ پوش — ہووے اس روزن سے نور اسکے کو جوش
شش جہت[سلہ] راہ ہوا کے غیر جان — روزن و خور کے ہے الفت درمیان
اسکی تسبیح و ثنا تسبیح رب — اس زمین سے میوہ اگتا ہے عجب
سیب اگتا ہے زمین سے سخت سخت — عیب نے گر رکھے نام اسکا درخت
ٹوکری کو تو درخت سیب جان — دونوں رہ کے درمیان آیا نہان
جو درخت بارور سے وہ اُگے — ٹوکری سے بھی ثمر وہ ہی ملے
ٹوکرے کو تو درخت بخت جان — زیر سایہ اس شجر کے بیٹھ یان
نان جو اسہال لائے مہربان — نان مت جانے اسے سہل تو جان
خاک[سلہ] رہ نے چشم روشن کی و جان — خاک رہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان
اس زمین سے جبکہ چمکے روشنی — کیوں سوئے اختر میں ہوں آب ملتجی

سلہ خلق سے الخ ۴ شعر انکو حق تعالی نے خلق سے برتر کیا انکو رحمة للعالمین کہا خدمت انکی حق کی خدمت جان لے انکی دید عین اس روزن کی دید ہے آپ اسکی مثال ہے خاصکر یہ روزن خود آپ منور ہے آفتاب چرخ کے ذریعہ سے بھی اس روزن پر خورشید نے مارا و لیکن از راہ طرف معبود کے تعین درمیان اس شمس اور اس روزن کے بھی راہ ہے مگر روزن کو اس سے آگہی نہیں ہے تا اگر ایک ابر آئے چرخ پوش مگر اس کے نور کو اس روزن میں جوش ہووے یعنی حق آفتاب و روزن جناب رسول مقبول صلعم ہیں کہ آفتاب و روزن میں کچھ فرق نہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شش جہت الخ ۶ شعر شش جہت از راہ ہوا کے سوا یہاں روزن و خورشید کی الفت درمیان ہے اس کی تسبیح و ثنا رب کی تسبیح ہے کہ اس زمین سے میوہ عجب اگتا ہے آگے اس کی مثال ہے سیب زمین سے سخت سخت اگتا ہے عیب نہیں ہے اگر اسکا نام درخت رکھے تو ٹوکرے کو درخت سیب جان کہ دو راہ کے درمیان پوشیدہ آیا ہے جو وہ درخت بارور سے اگے وہی ثمر ٹوکرے سے ملے تو ٹوکرے کو درخت سخت جان یعنی جس شخص سے کرامت حق ظاہر ہو اسپر تو حق جان اور اسکی صحبت اختیار کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خاک رہ الخ ۶ شعر خاک رہ نے چشم و جان روشن کی اس خاک راہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان اس زمین سے جبکہ روشنی چمکے میں سوئے اختر کیوں ملتجی ہوں نیست کو مست مت کہ اے شوخ چشم ایسے جوہن کا ورخ کب خشک رہے اور اس خورشید نے آگے کب ہلال چمکے اور آگے رستم کے کب زور زال ہووے وہ پروردگار طالب و غالب ہے کہ ہستیوں کو نیست کردے زنہار دو نعمت جان بندہ کو اپنے خواجہ میں تو جان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نیست را ہستش مخوان ای چشم شوخ ॥ در چنین جو خشک کے ماند کلوخ
پیش این خورشید کے تابد ہلال ॥ با چنین رستم چہ باشد زور زال
طالب ست و غالب ست آن کردگار ॥ تا ز ہستیہا بر آرد او دمار
دو مگوی و دو مدان و دو مخوان ॥ بندہ را در خواجۂ خود محو دان
خواجہ ہم در نور خواجہ آفرین ॥ فانی ست و مردہ و مات و دفین
چون جدا بینی ز حق این خواجہ را ॥ گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را
چشم دل را ہین گذارہ کن ز طین ॥ آن یکی قبلہ است دو قبلہ مبین
چون دو دیدی ماندی از ہر دو طرف ॥ آتشی در ضد فتاد و رفت خف

نیست کو مت ہست کہہ ای چشم شوخ ॥ ایسی جو مین خشک کب ہو کلوخ
آگے بس اس خور کے کب چمکے ہلال ॥ رو برو رستم کے کیا ہو زور زال
طالب و غالب ہے وہ پروردگار ॥ نیست کر دے ہستیون کو زینہار
دو نہ کہہ اور دو نہ جان و دو نہ مان ॥ بندہ کو خواجہ مین اپنے محو جان
خواجہ اندر نور خواجہ آفرین[۱] ॥ فانی اور مردہ ہے اور مات و دفین
جو جدا تو دیکھے حق سے خواجہ کو ॥ گم کرے بھی متن بھی دیباجہ کو
چشم دل کو پار کر اس جسم سے ॥ ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کرے
تو نے دو دیکھے دو عالم سے رہا ॥ سوختہ آتش سے ملتے ہی گما

مثال دو بین ہمچو آن غریب شہر کاشان عمر نام داشت کہ خباز بسبب این نامش بہ دکان دیگر حوالہ کرد او فہم نہ کرد کہ ہمہ دوکانہا یکی ست

مثال دو بین کی مانند اس مسافر کاشان کے ہے کہ عمر نام رکھتا تھا کہ نانبائی نے بسبب اس نام کے اسکو دوسری دکان پر بھیجا اور وہ نہ سمجھا کہ سب دکانین ایک ہین

گر عمر نامی تو اندر شہر کاش ॥ کس نیفروشد بصد دانگی نواش
چون بیک دکان بگفتی عمرم ॥ این عمر را نان فروشید از کرم
او بگوید رو بدین دیگر دکان ॥ زین یکے نان بہ گزین پنجاہ نان
گر نبودی احول او اندر نظر ॥ او بگفتی نیست دوکان دگر
پس زدی اشراق این ناحولی ॥ بر دل کاشی شدی عمر علی

شہر کاشان مین عمر نامی ہو تو[۲] ॥ نان نے بیچے کوئی سو دانگ کو
اک دکان پر جو کہے مین ہون عمر ॥ اس عمر کو نان بیچو تم مگر
وہ کہے جا دوسری دکان پے ॥ وہ پچاس حصہ ہے بہتر ایک سے
گر نہ اک احول وہ ہوتا اور دو بین ॥ وہ یہ کہتا دوسری دکان نہین
روشنی پس دیتی یہ ناحولی ॥ دل پہ کاشی کے عمر ہوتا علی

[۱] خواجہ الخ یہ شعر خواجہ نور آفرین مین فانی اور مردہ ہے اور مات و دفین ہے جو خواجہ کو تو حق سے دور دیکھے تو متن و بھی دیباچہ کو گم کرے تو چشم دل کو اس جسم سے پار کر اور ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کہہ تو نے دو دیکھے دونون عالم سے رہ گیا سوختہ آتش سے ملتے ہی گما یعنی حضرت رسول مقبول صلعم نور حق مین فنا ہین وہان دوئی نہین ہے اور جس نے خداوند تعالیٰ اور جناب رسول مقبول صلعم کو دو دیکھا اور دو جانا وہ دونون عالم سے رہ گیا بموجب حدیث شریف کے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین یعنی سلامتی وحدت مین ہے اور آفات دوئی مین ہے آگے اس دو بین کی مثال پسر عمر و علی کا قصہ بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۲] شہر کاشان الخ جو عمر نامی شہر کاشان مین ہے کوئی روٹی نہین بیچتا ہے سو دانگ کو جا ایک دوکان پر کہے کہ مین عمر ہون کہ اس عمر کو تم نان بیچو وہ کہے کہ تو دوسری دوکان پر جا کہ پچاس حصہ بہتر ہو ایک سے آگے اسکے حقائق ہین اگر وہ ایک احول و دو بین نہ ہوتا تو وہ یہ کہتا کہ دوسری دکان نہین ہے پس یہ ناحولی روشنی دیتی دل پر کاشی کے اور عمر نہ علی ہوتا اسواسطے وہ نانبائی کو کہے کہ اس عمر کو تو نان نعمت سے دے یعنی حضرت عمر پابند شریعت کے تھے اور حضرت علی پیر توحید کے پس فقہ عمر نامی بھی دو بین تھا کہ ہر دکان پر جاتا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این از ینجا گوید آن خباز را	این عمر را نان فروش ای نانوا	اس لئے وہ نان بائی کو کہے	اس عمر کو نان با قیمت تو دے
چون شنید او هم عمر از احولی	در کشید آن نان کہ ہست آن علی	جو سنا اس نے عمر با احولی	کھینچی وہ نان کہ ہے یہ ملک علی
پس فرستادش بہ دکان بعید	نان زمیش روی او اندر کشید	بھیجا اس کو دوسری دوکان پہ	اسکے پس آگے سے روٹی کھینچ لے
کہ عمر را نان دہ اے انباز من	راز یعنی فہم کن آواز من	کہ عمر کو نان دے ای میرے یار	اور سمجھ آواز سے تو راز کار
او ہمت زان سو حوالت میکند	ہین عمر آمد کہ تا بر نان زند	ایسے ہی وہ بھی حوالہ بس کرے	کہ عمر آیا ہے روٹی کے لئے
چون بیک دکان عمر بودی برو	در ہمہ کاشان ز نان محروم شو	گر عمر تو ایک دوکان پہ ہو جا	سارے کاشان مین نہ روٹی پائیگا
ور بیک دکان علی گفتی بگیر	نان از انجا بے حوالہ بے زحیر	ایک دکان پہ علی گر تو کہے	بے حوالہ نان تو اس جاسے لے
احولی دو بین چو بے برشد ز نوش	احولی صد بینی اے مادر فروش	احول دو بین جو بے توشہ ہوا	احول صد بین تو ہے ای بیحیا
اندر آن کاشان خاک از احولی	چون عمر می گرد چون نبوی علی	پھر تو اس کاشان دنیا مین اخی	احولی سے ہے عمر تو بے علی
ہست احول را درین ویرانہ دیر	قوت الواع کہ کند ابلیس ضیر	اس خراب آباد مین احول کو ہیر	قوت الواع کہ پسند ابلیس کے
در دو چشم حق شناس آمد ترا	دوست پر بین عرصۂ ہر دو سرا	گر دو چشم حق شناس آئے تجھے	دوست سے ہر دو جہان کو دیکھ لے
وا رہیدی از حوالہ جا بجا	اندرین کاشان پر خوف و رجا	تو حوالے سے چھٹا ہر جائے پے	اندر اس کاشان کے جا و خوف پے
اندرین جو غنچہ دیدی با شجر	ہمچو ہر جو تو خیالش ظن مبر	دیکھا اس جو مین جو غنچہ با شجر	مثل ہر جو تو خیال اسپر نہ کر
کہ ترا از عین این عکس نقوش	حق حقیقت گردد و بینی تو روش	کہ تجھے عین اس نقوش عکس سے	حق حقیقت ہو تو اس کا رو دکھے
چشم ازین آب از حول حر میشود	عکس می بیند سبد پر می شود	چشم احول پاک ہو اس آب سے	عکس دیکھے تو کرا تیرا بھرے
پس بمعنی باغ باشد این نہ آب	پس مشو عریان چو بلقیس از حباب	باغ ہے معنی مین یہ نے آب ہی	شہ سے عریان مت ہو جون بلقیس کے
بار گوناگون ست بر پشت خران	ہین بیک چوب این خران را تو مران	ہے خرون پر بار گوناگون لدا	ایک لاٹھی سے نہ ہانک ان گدھون

سلہ جو سنا الخ ۸ شعر جو اس نے عمر کا نام سنا احولی سے نان کھینچی کہ یہ ملک علی کی ہے اسکو دوسری دکان پر بھیجا پس اسکے آگے سے روٹی کھینچکر کہا کہ اے میرے یار کو نان دے اور آواز سے تو سمجھ راز کام کا ایسے ہی وہ بھی حوالہ کرے کہ عمر روٹی کے واسطے آیا گر تو عمر ہے ایک دکان پر یا کہ سارے کاشان مین تو روٹی نہ پائے گا اگر تو ایک دوکان پر علی ہے تو بغیر حوالہ کے اس جاسے نان لے جو احول دو بین ہے تو شہ ہوا پس تو احول صد بین ہو ای بیحیا پھر تو اس کاشان دنیا مین احولی سے عمر ہے علی نہین ہے یعنی تو دو بین ہے کیونکہ ایک دکان سے دوسری دکان پر گیا روٹی لینے اگر ایک بین ہوتا تو دو کان دو کان سب ایک تھین دوسری دوکان پر نہ جاتا اسی طرح دنیا مین ایک بین رہ اور دو بینی کو چھوڑ دے مثل علی کے یعنی اہل توحید ہو کہ افضل عبادت توحید ہے اپنی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس خراب آباد مین الخ ۔ شعر اس خراب آباد مین احول کو قوت الواع ہے اور وہ پسند ہے ابلیس کے آگے اگر چشم حق شناس آئی ہو دونون جہان کو دوست پر دیکھو سے تو حوالہ سے ہر جا پر چھٹا اندر اس کاشان کے رجا و خوف کے اس جو مین جو غنچہ با شجر دیکھا ہر جو کے مانند تو خیال اسپر نہ کر کہ تجکو عین اس نقوش و عکس سے حق حقیقت ہوئے اور اسکا نمونہ دیکھے چشم احول اگر آب سے پاک ہو عکس دیکھے اور تیرا ٹوکرا بھرے معنی مین باغ بھی ہے آب نہین ہے شہ سے یعنی وجود دنیا کے مانند ہر وجود کو خیال مت کر کہ معنی مین باغ ہے آب نہین ہے تو بلقیس کے مانند آبگینہ کو آب جان کر برہنہ مت ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ خرون الخ ۔ شعر خرون پر بار گوناگون لدا ہے ایک لاٹھی سے ہر ایک گدھے کو مت ہانک کہ ایک گدھے پر جس کو ہر کا لدا ہوا اور ایک گدھے پر سنگ مرمر کا بار تو سبکو ایک حکم پر مت ہانک اس جو مین ماہ دیکھ اسے عکس مت جان آب خضر ہے اب جانور نہین ہے جو اسمین کہتا ہے ذوق جلوہ گر ہے جو کی تہ سے ماہ کہتا ہے کہ مین ماہ ہون یہ عکس نہین ہے کہ ہمکلام تجھ سے ہون یعنی تو ہر ایک انسان ایکسان مت جان کہ خلق الانسان مین تفاوت ہے اور انسان اولیا مظہر حق کے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر یکے خر بار لعل و گوہر ست — بر یکے خر بار سنگ مرمر ست
بر ہمہ جوہا تو این حکمت مران — اندرین جو ماہ بین عکسش مخوان
آب خضر ست این نہ آب دام و دد — ہر چہ اندر وے نماید حق بود
زین تنگ جو ماہ گوید من مہم — من نہ عکسم ہم حدیث و ہمرہم
اندرین جو آنچہ بر بالاست — خواہ بالا خواہ دروی دار دست
از دگر جوہا مگیر این جوے را — ماہ دان این پرتو مہروی را
اندرین جو ہرچہ می خواہی ببین — از نعیم و تاج و تخت و ملک و دین
اندرین جو ہرچہ داری تو مراد — باز بین و شکر کن بہر زیاد
جملہ مطلوبات خلق ہر دو کون — گشت موجود اندرو بے چند و چون
این سخن پایان ندارد آن غریب — گریہ کرد از درد آن مرد لبیب

ایک خر پے لعل و گوہر کا ہے بار — ایک خر پے سنگ مرمر کا ہے بار
حکم اک سب جو پے مت کر تو روان — دیکھ مہ اس جو میں عکس اسکو نجان
آب خضر اک ہے نہ آب جانور — جو دکھے اسمیں ہے وہ حق جلوہ گر
تہ سے جو کی مہ کہے میں ماہ ہون — میں نہ عکس ہون ہمکلام ہمراہ ہون
اندر اس جو کے جو کچھ بالا پہ ہے[1] — خواہ بالا خواہ اندر اس کے ہے
دوسری جو سا نہ جان اس جو کو تو — ماہ جان اس پرتو مہرو کو تو
اندر اس جو کے جو چاہے دیکھ لے — تاج و تخت اور ملک اور دین سے
اندر اس جو کے جو تو رکھے مراد — دیکھ لے اور شکر کرتا ہو زیاد
دو جہان کے خلق کے مطلب سبھی — ہوگئے موجود بے بعد اسکی
بات ہے بے انتہا ہے وہ غریب — گریہ بس کرتا ہے باد رد حبیب

توزیع کردن پائے مرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک چیزے و رفتن آن غریب بہ تربت محتسب بہ زیارت و این قصہ را بر سر گور او بطریق نوحہ گفتن

بھیک مانگنا ساعی کا تمام شہر تبریز مین اور جمع ہونا تھوڑے روپیہ کا اور جانا اُس غریب کا زیارت کو محتسب کی تربت پر اور قصہ کہنا اُس کی گور پر رو رو کر

واقعہ آن وام او مشہور شد — پائے مرد از درد او رنجور شد
از پے توزیع گرد شہر گشت — وز طمع می گفت ہر جا سرگذشت
ہیچ ناورد از رہ گدیہ بدست — غیر صد دینار آن گدیہ پرست

حال مشہور اس کے قرضہ کا ہوا[2] — ساعی کا دل درد سے اُسکے دکھا
مانگنے کو شہر کے اندر پھرا — اور طمع سے کہتا ہر جا ماجرا
کچھ نہ از راہ گدائی سے ملا — اُس گدا کو سو روپے کے بس سوا

[1] اندر اس جو کے الخ ۶ شعر جو بالا پر ہے وہ اندر اس جو کے ہے خواہ بالا پر خواہ اس میں ہے تجے اس جو کو دوسرے جو کے مانند نہ جان وا سپر تو مہر و کو ماہ جان اس جو کے اندر جو چاہے دیکھ لے تاج و تخت اور ملک اور دین سے اس جو کے اندر جو تو مراد رکھے دیکھ لے اور شکر کر کہ تا زیادہ ہو دونوں جہان کے خلق کے مطلب سے سب موجود ہوگئے بے بعد کے بات بے انتہا ہے اور وہ غریب گریہ کرتا ہے مرد حبیب سے یعنی وجود اولیا کو دوسرے وجود کے مانند نہ جان کہ وہ پر نعمت باغنی سے ہے آگے اُس غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] حال مشہور الخ ۶ شعر اُس کے قرضہ کا حال مشہور اور اُس کے ساعی کا دل درد سے دکھا شہر کے اندر مانگنے کو پھرا اور طمع سے ماجرا کہتا از راہ گدائی کے کچھ نہ ملا اُس گدا کو سو روپیہ کے سوا ساعی اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور گور سخی پر اپنے ساتھ لے گیا کہا کہ جو بندے کو توفیق ملے کہ دو بس مہمانی مبارک کرے اپنا مال اُس کی صرف راہ کرے اور اپنی جان اُس کی صرف جاد کرے یعنی جو توفیق تجکو ملے تو مہمانی مبارک کر اور اپنا مال صرف کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پای مرد آمد بود ستش گرفت	شد بہ گور آن کریم بس تشگفت	ساعی پاس آیا پکڑا اُسکا ہاتھ	لیگیا گور سخی پر اپنے ساتھ
گفت چون توفیق یابد بندهٔ	کو کند مهمانیِ فرخندهٔ	بولا جو توفیق بندہ کو ملے	کہ وہ مہمان مبارک بس کرے
مال خود ایثار راه او کند	جان خود ایثار جاه او کند	مال اپنا اُسکے صرفِ رہ کرے	جان اپنی اسکی صرفِ جہ کرے
شکر او شکر خدا باشد یقین	چون باحسان کرد توفیقش قرین	[1] شکر اُسکا شکر حق کا ہے یقین	کی جو توفیق اُس نے احسان سے قرین
ترک شکرش ترک شکر حق بود	حق او لا شک بحق ملحق شود	ترک شکر اُسکا ہے ترک شکر حق	حق سے ملحق ہے بلاشک اسکا حق
شکر مے کن مر خدا را در نعم	نیز مے کن ذکر و شکر خواجه هم	نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ	شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ
رحمت مادر اگرچه از خداست	خدمت او هم فریضه است و سزاست	اگرچہ رحمت مان کی ہے اللہ سے	خدمت اسکی بھی تجھے بس فرض ہے
زین سبب فرمود حق صلوا علیه	که محمد بود محتاج الیه	اس لئے حق نے کہا صلوا علیه	کہ محمد بس تھے محتاج الیه
در قیامت بنده را گوید خدا	هین چه کردی آنچه من دادم ترا	حشر کو پوچھے گا بندہ سے خدا	جو دیا مین نے تھا تجکو کیا کیا
گوید ای رب شکر تو کردم عیان	چون ز تو بود اصل آن روزی و نان	[2] کہوے مین نے شکر رب تیرا کیا	جو کہ تو تھا اصل روزی نان کا
گویدش حق نکردی شکر من	چون نکردی شکر آن اکرام فن	حق کہے کہ شکر میرا نے کیا	جو کیا نے شکر اُس اکرام کا
بر کریمی کردهٔ حیف و ستم	نے ز دست او رسید این نعمتم	یہ جفا تو نے کریم اپنے پہ کی	سنے ملے ہاتھ اسکے سے نعمت مری
چون بگور آن ولی نعمت رسید	گشت گریان زار و آمد در نشید	جو ولی نعمت کی پہونچا گور پے	رویا اور آیا وہ اندر قال کے
گفت ای پشت پناهِ هر نبیل	مرتجی و غوث ابناء السبیل	بولا اے پشت پناہِ عاقلان	مرتضیٰ و غوث جملہ عاجزان
ای غم ارزاق ما بر خاطرت	ای چو رزق عام احسان و برت	تجھ پہ غم ہے جو ہمارے رزق کا	مثل رزق عام احسان ہے ترا
ای فقیران را عشیره و والدین	در خراج و خرج در ایفای دین	[3] اے فقیرون کا ہے یار اور مائی باپ	خرج و آمد قرض کے دینے مین آپ
ای چو بحر از بهر نزدیکان گهر	داده تحفه مر سوی دوران مطر	اے جو دریا پاس والون کو گہر	تحفہ بخشا اور دوران کو مطر

[1] شکر اُسکا الخ ٦ شعر اس کا شکر حق کا شکر ہے جو اس نے توفیق احسان سے قرین کی اس کا ترک شکر حق کا ترک شکر ہے اسکا حق بلاشک حق سے ملحق ہے نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ آگے اس کی مثال ہے اگرچہ رحمت مان کی اللہ سے ہے اس کی خدمت بھی تجھپر فرض ہے اس لئے حق نے کہا ترجمہ درود اوپر اس کے کہ محمد صلعم جائے احتیاج تھے حشر کو اللہ پوچھے گا بندہ سے کہ جو مین نے تجھکو دیا تھا کیا کیا آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ [2] کہوے الخ ٦ شعر وہ کہے مین نے تیرا شکر کیا کہ جو تو روزی و نان کا اصل تھا حق کہے کہ میرا شکر اس اکرام کا نہین کیا جفا تو نے کریم اپنے پر کی کہ اس کے ہاتھ سے میری نعمت نہین ملی تھی آگے رجوع بقصہ ہے جو ولی نعمت کی گور پہ پہونچا دیا اور آیا اندر قال کے کہا کہ اے پشت پناہ عاقلان و مرتضیٰ و غوث جملہ عاجزان اے تجھ پر ہمارے رزق کا غم ہے مانند رزق کے تیرا احسان ہے بخشش اس کی عین بخشش حق کی ہے یعنی منعم کا شکر حق کا ہے پس شکر کریم کا کرنا شکر حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] اے فقیرون کا الخ ٦ شعر اے فقیرون کا یار اور مان باپ ہے آمد و خرچ اور قرض کے دینے مین اے تو نے دریا کے مانند نزدیکون کو گوہر تحفہ بخشا اور دورون کو قطرے بخشے تجھ مین گرم پشت تھا اے آفتاب رونق ہر ایک محل دہر ایک گنج و خراب مین اے تجکو کبھی نہ چین ابرو دیکھا اے جو میکائیل کے مانند تو رزاقی کرے اے دل تیرا بحر عجیب ملا ہے سواے کوہ قاف کرم کا تو عنقا ہے یاد نہ کیا کہ مجھ پر گذرا اور تیری ہمت ہمیشہ شکستہ نہ ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

——•——

پشت ماگرم از تو بود ای آفتاب	رونق ہر قصر و ہر گنج خراب	تجھسے مین تھا گرم پشت ای آفتاب	رونق ہر محل و ہر گنج خراب
ای ندیدہ کس برابرویت گرہ	ای چو میکائیل راد و رزق دہ	اے کبھی دیکھا نہ جبین ابرو تجھے	اے جون میکائیل رزاقی کرے
ای دلت پیوستہ با دریای غیب	ای بقاف مکرمت عنقای غیب	اے ملا دل تیرا بحر غیب سے	اے کریم قاف کا عنقا تو ہے
یاد ناوردہ کہ از مالم چہ رفت	سقف قصر ہمتت ہرگز نکفت	یاد نے لایا کہ کیا گذرا اب مجھے	نے شکستہ ہوئی تری ہمت سے
اے من و صد ہمچو من در ماہ و سال	مر ترا چون نسل تو گشتہ عیال	ای مین اور سو مجھ سے اندر ماہ و سال	ہوگئے جون نسل تیری وہ عیال
نقد ما و جنس ما و رخت ما	نام ما و فخر ما و بخت ما	نقد میرا جنس میرا اور رخت	نام میرا فخر میرا اور بخت
تو نمردی لیک بخت ما بمرد	عیش ما و رزق مستوفی ببرد	سے مرا تو بخت میرا مر گیا	بلکہ عیش و رزق سارا مر گیا
این ہمہ از حق بد و تو واسطہ	درمیان ما و حق تو رابطہ	یہ تھا سب کچھ حق سے اور تو واسطہ	ہم مین اور حق مین تھا اک تو رابطہ
واحد کالالف در بزم کرم	صد چو حاتم گاہ ایثار نعم	تو کرم مین ایک ہے مثل ہزار	مثل سو حاتم رکھے بخشش و نثار
حاتم از مردہ بمردہ می دہد	گردگانہای شمردہ میدہد	مردہ حاتم دیتا مردہ کو ہے جو	ماہ گن گن کرکے دیے ہیں جو زکو
تو حیاتے میدہی در ہر نفس	کز نفیسی می نگنجد در نفس	تو حیات ہر دم مین دے ہے ایک تو	نے نفیسی سے سمائے دم مین دو
تو حیاتے میدہی بس پائدار	نقد زری بے کساد و بیشمار	دیتا تو ہے اک حیات پائدار	تو ہے اک زر بے کساد و بیشمار
وارثے نابودہ یک خوے ترا	اے فلک سجدہ کنان کوے ترا	تیری خو کا نے کوئی وارث ہوا	اے فلک تیرے یہان سجدہ کیان
خلق را از گرگ غم لطف شبان	چون کلیم اللہ شبان مہربان	گرگ غم سے لطف ہی تیری شبان	جون کلیم اللہ شبان مہربان

گریختن گوسفند از کلیم اللہ و شفقت و مہربانی او

بھاگنا ایک بکری کا موسیٰ عم سے اور شفقت و مہربانی کرنا موسیٰ عم کی اُسپر

گوسپندے از کلیم اللہ گریخت	پای موسیٰ آبلہ شد نعل ریخت	بھاگی اک بکری کلیم اللہ سے	موسیٰ اُتھکے آبلے پاہین پڑے

۵۱ ای مین الخ ۲ شعر ایک مین اور سو مجھسے اندر سال و ماہ مین ہوگئے مانند نسل تیری کے وہ عیال نقد میرا اور جنس میرا اور رخت میرا نام اور فخر میرا اور بخت تو ہے تو مرا بخت میرا مرگیا عیش و رزق میرا آگیا یہ سب کچھ حق سے تھا اور تو واسطہ ہم مین اور حق مین تو ایک رابطہ تھا تو ایک کرم مین بے مثل ہزار کے عدد ہو تو حاتم کے مانند بخشش و نثار رکھتا ہے حاتم مردہ مردہ کو دیتا ہے تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے اور نفیس ہونے سے وہ ہر دم مین نہین سماتا ہے یعنی حاتم وہ مردہ اہل دیتا ہے مردہ دل کو دیتا ہے اور تو دیتا ہے اور تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے پس یہ تعریف جناب رسول مقبول صلعم کی ہے باقی حال آگے سے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دیتا ہے تو الخ ۳ شعر تو ایک حیات پائدار دیتا ہے اور تو ایک زر بے کھوٹا و بیشمار ہے تیرے خو کا کوئی وارث نہوا اور تیرے یہان فلک سجدہ کنان ہے گرگ غم لطف تیرے سے چرواہے کلیم اللہ کے مانند شبان مہربان ہے آگے قصہ شبانی موسیٰ عم کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۳ بھاگی الخ ۹ شعر ایک بکری بھاگی کلیم اللہ سے اور موسیٰ عم تھکے اور آبلے پاہین پڑے اس کے پیچھے شب تک ڈھونڈھے پھرے کہ گلہ انکی آنکھ سے غائب ہوگیا بکری سست ہوئی کسل راہ سے پس موسیٰ عم اس کے گرد جھاڑتے تھے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے تھے اور مثل مادر کے اُسپر محبت کرتے نیم ذرہ کے برابر رنج و غصہ نہین اور بجز محبت و رحم کے گریہ نہین کہا کہ مانا تجھے مجھ پر رحم نہین کیون جفا خود پر کرے تیری طبع نے اسوقت حق نے فرشتون سے کہا کہ یہ جوان نبوت کے لائق ہے آگے اس کے حقائق ہین مصطفے صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے چوپانی کری خواہ وہ طفل ہو یا پیر ہو سب چوپانی سکئے دیے امتحان کیے حق نے پیشوائی جہان کی نہین دی یعنی انبیا سے حق تعالی نے اول بکریان چرائی ہین تاکہ طریقہ نگہبانی امت کا حاصل ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

در پے او تا بشب در جستجو　　وان رمہ غائب شدہ از چشم او
اُسکے پیچھے ڈھونڈھتے شب تک پھرے　　ہوگیا گلہ وہ غائب آنکھ سے

کوسپید از ماندگی شد سست و ماند　　پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند
سست ہوئی بکری جو کسل راہ سے　　پس تھے موسیٰ گرد اُس کی جھاڑتے

کف ہمی مالید بر پشت و سرش　　می نوازش کرد ہمچون مادرش
پھیرتے تھے ہاتھ اُسکی پشت پے　　مثل مادر کرتے اُسپر مہر تھے

نیم ذرہ تیرگی و خشم نے　　غیر مہر و رحم و آب چشم نے
نیم ذرہ رنج اور غصہ نہین　　جز محبت رحم کے گریہ نہین

گفت گیرم بر منت رحمی نبود　　طبع تو بر خود چرا استم نمود
بولے مانا رحم مجھ پر نے تجھے　　کیون جفا کی خود پے تیری طبع نے

با ملائک گفت یزدان آن زمان　　کہ نبوت را ہمی زیبد فلان
حق نے فرمایا فرشتون سے اُس آن　　کہ نبوت کے یہ لائق ہے جوان

مصطفےٰ فرمود کہ خود ہر نبی　　کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی
مصطفےٰ بولے کہ چوپانی کرے　　ہر نبی وہ خواہ طفل و پیر ہے

بے شبانی کردن و آن امتحان　　حق ندادش پیشوائی جہان
بے کئے چوپانی اور بے امتحان　　حق نے دی نے پیشوائی جہان

تا شود پیدا وقار و صبر شان　　کردشان پیش از نبوت حق شبان
تا[۵۱] تحمل صبر اُن کا ہو عیان　　کہ کیا پہلے نبوت سے شبان

گفت سائل کہ تو ہم اے پہلوان　　گفت من ہم بودہ ام دہری شبان
بولا سائل تم بھی اے فخر زمان　　بولے مین بھی بس رہا مدت شبان

ہر امیرے کو شبانی بشر　　آن چنان آرد کہ باشد موتمر
ہر امیر اس جا شبانی بشر　　خود کرے ایسی کہ جیسا ہو امر

حلم موسیٰ وار اندر رعی خود　　او بجا آرد بہ تدبیر و خرد
حلم جون موسیٰ شبانی مین وہ خود　　بس بجا لائے بہ تدبیر خرد

لاجرم حقش دہد چوپانیے　　بر فراز چرخ مہ روحانیے
دیوے حق چوپانی اسکو پر ضرور　　چرخ روحانی پے جو ہین اہل نور

آن چنانکہ انبیا را زین رعی　　برکشید و داد رعی اصفیا
جیسے نبیون کو شبانی سے ملا　　کر دیا حق نے شبان اصفیا

خواجہ باری تو درین چوپانیت　　کردی آنچہ کور کرد شبانیت
خواجہ[۵۲] تو نے جیسے چوپانی کری　　گو رعیتی بھی کرے اب ویسے ہی

دانم آنجا در مکافات ایزدت　　سروری جاودانہ بخشدت
جانو اللہ نے عوض مین دی تجھے　　سروری عقبیٰ کی بس دی ہے تجھے

بر امید کف چون دریای تو　　در وظیفہ دادن و ایفای تو
تیرے دست جود کی امید پے　　اور وظیفہ دینے وعدہ پر ترے

وام کردم نہ ہزار از زر گزاف　　تو کجائی تا شود این درد صاف
نو ہزار اب قرض زر مین نے لیا　　تو کہان ہے تا یہ درد ہووے صاف

تو کجائی تا بصد چندان کرم　　با من خستہ بجا آری نعم
تو کہان ہے تا یہ سو چندان کرم　　ساتھ مجھ خستہ کے تو لائے نعم

تو کجائی تا دو صد لطف و عطا　　با غریب خستہ دل آری بجا
تو کہان ہے تا دو صد لطف و عطا　　مجھ غریب خستہ پہ لائے بجا

---

۵۱ تا تحمل الخ ۲ شعر تا تحمل و صبر اُن کا عیان ہو کہ نبوت سے پہلے شبان کیا سائل نے کہا کہ تم بھی اے فخر زمان فرمایا کہ ہان مین بھی مدت تک شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبانی بشر کی خود ایسی کرے کہ جیسا امر ہو موسیٰ عم کے مانند علم شبانی کو خود بجا لائے تدبیر خرد سے حق اس کو چوپانی دیوے پر ضرور چرخ روحانی پر اہل نور ہین جیسے نبیون کو شبانی سے ملا کہ حق نے شبان اصفیا کا کر دیا یعنی سرداران دنیا کو بھی حق تعالیٰ نے شبان مخلوقات انبیا کے مانند ظاہر کیا اور اہل اللہ کو باطن کیا کہ یہ دونون انتظام ظاہر و باطن کا کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۲ خواجہ تونے الخ ۲ شعر یعنی خواجہ جیسے تو نے چوپانی کری اب کور بھی ویسی چوپانی کرے جانون کہ اے تجکو کہ ای تجکو اللہ نے عوض مین سروری عقبیٰ کی دی ہو تیرے دست جود کی اُمید پر اور تیرے وظیفہ دینے کے وعدہ پر مین نے نو ہزار روپیہ قرض کیا تو کہان ہو کہ تا یہ درد صاف کہان ہو کہ تا یہ سو چند کرم مجھ خستہ کے ساتھ نعمت لائے تو کہان ہے کہ تا دو سو لطف و عطا مجھ غریب خستہ پر بجا لائے تو کہان ہے کہ تا ہنس ہنس کر کہے کہ تو دو سو چند پا مجھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تو کجائی تا کہ خندان چون چمن
گویم بستان دو صد چندان زمن

تو کجائی تا مرا خندان کنی
لطف و احسان چون خدا فندان کنی

تو کجائی تا بری در مخزنم
تا کنی از وام و فاقہ ایمنم

من ہمی گویم بس و تو مفضلم
گفتہ کاین ہم گیر از بہر ولم

چون ہمی گنجد جہانے زیر طین
چون بگنجد آسمانے در زمین

حاش للہ تو برون زین جہان
ہم بوقت زندگی ہم این زمان

در ہوائے غیب مرغی می پرد
سایۂ او بر زمین می گسترد

جسم سایہ سایۂ سایہ دل است
جسم کے اندر خور پایہ دل است

مرد خفتہ روح او چون آفتاب
در فلک تابان و تن در جامہ خواب

جان نہان اندر یود ہمچون سجاف
تن تقلب می کند زیر لحاف

روح چون من امر ربی مختفی است
ہر مثالے کہ بگویم منتفی ست

اے عجب کو لعل شکر بار تو
وان جوابات خوش و اسرار تو

اے عجب کو آن عقیق لعل خا
آن کلید قفل مشکل ہاے ما

اے عجب کو آن دم چون ذوالفقار
آنکہ کردی عقلہا را بے قرار

چند گوئی فاختہ سان ای عمو
کو دکو دکو دکو دکو دکو

کو ہم آنجا کہ دل و اندیشہ اش
دائم آنجا بد چو شیر و بیشہ اش

کو ہم آنجا کہ صفات رحمت ست
قدرتست و نزہت ست و فطنت ست

تو کہان ہو تا کہ ہنس ہنس کر کہے
کہ تو دو صد چند زیادہ مجھ سے لے

سلہ تو کہان ہو تا کہ خوش مجھکو کرے
لطف و احسان مثل سلطان تو کرے

تو کہان مخزن مین لیجائے مجھے
تا امان دے قرض و فاقہ سے مجھے

مین کہون بس اور کہے تو اور لے
یہ بھی اب میری خوشی کیواسطے

کیسے اک عالم سمائے زیر طین
کیسے آئے آسمان اندر زمین

حاشا للہ تو ہے افزون جہان
بھی بوقت زندگی بھی اس زمان

مرغ اُڑتا ہے ہوائے غیب پے
سایہ اُسکا بس زمین پہ جائے ہی

سلہ جسم سایہ سایہ سایہ دل کا ہے
جسم کب ہم پایہ رتبہ دل کا ہے

مرد خفتہ اس کی جان جون آفتاب
چرخ پر چمکے تن اندر جامہ خواب

جان پوشیدہ خلا مین جون سجاف
کروٹین لیتا ہے تن زیر لحاف

روح جون من امر ربی کے خفی
جو مثال اب لاؤن ہے وہ منتفی

اے عجب کو لعل وہ شیرین ترا
وہ جوابات خوش و رنگین ترا

اے عجب کو وہ عقیق لعل خا
اور کلید قفل مشکل کا ترا

اے عجب کو وہ دم جون ذوالفقار
جو کہ عقلون کو کرے ہے بیقرار

سلہ کب تلک جون فاختہ کہویگا تو
کو دکو دکو دکو دکو دکو

کو وہان کہ فکر و دل اسجائے پے
ہو وسے دائم مثل بیشہ و شیر کے

کو وہان ہے کہ صفت رحمت کی ہی
قدرت و نزہت ہی اور فطنت بھی ہے

سلہ تو کہان ہے الخ ۶ شعر تو کہان ہے کہ تا مجکو خوش کرے اور لطف و احسان بادشاہ کے مانند کرے تو کہان ہے کہ مخزن مین لیجائے تا قرض فاقہ سے مجھے امن دے مین کہون بس اور تو کہے اور لے یہ بھی اب میری خوشی کے واسطے ایک عالم کیسے سمائے زیر خاک اور آسمان کیسے آئے اندر زمین کے حاشا تو جہان سے باہر ہے جبھی وقت زندگی کے اور ابھی اسوقت مین آگے مثال ہے مرغ اڑتا ہے ہوائے غیب مین اور سایہ اُس کا زمین پر جاتا ہے یعنی تو آسمان و جہان سے زیادہ ہے پھر کیسے زیر خاک سوتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جسم سایہ الخ ۷ شعر دل کے سایہ کا سایہ جسم ہی پس دل کا ہمسایہ و ہم مرتبہ کب جسم ہے مرد خفتہ اور اسکی جان مانند آفتاب کے چرخ پر چمکے اور تن اندر جامہ خواب کے جان خلا مین پوشیدہ مانند سجاف کے اور تن کروٹین لیتا ہے زیر لحاف کے روح مانند امر ربی کے پوشیدہ ہے جو مثال اب مین لاؤن وہ ناقص ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے عجب وہ لعل شیرین میرا کہان ہے اور وہ جوابات خوش و رنگین تیرا ہے اے عجب وہ عقیق لعل خا کہان اور کلید قفل مشکل کی تیری اے عجب وہ دم جون ذوالفقار کہان ہی کہ جو عقلون کو بیقرار کرتا ہے یعنی دل کے سایہ کا سایہ جسم ہے پھر دل کا جسم کب سایہ ہے کیونکہ روح حکم کے مانند پوشیدہ ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کب تلک الخ ۷ شعر تو کب تلک فاختہ کے مانند کہیگا کہان کہان کہان اس جا کہان ہے کہ فکر و دل اس جا پر ہے اور ہمیشہ ہووے مثل بیشہ و شیر کے کہان اس جا ہے کہ وصف رحمت کی ہے اور قدرت و نزہت اور فطنت بھی ہے کہان اسجا ہے کہ امید مرد و زن کیجاتی ہے ہنگام اندوہ و غم کے کہان اس جا ہے کہ جب امراض آئے چشم کو امید صحت پر رکھے کہان اُس طرف کہ دفع زشتی کیلئے اُس طرف ہے کہ دل اشارہ کرے یعنی کہان اُ ر ، گہ ہوتا ہے کہ جہان دور ہوتی ہے اور اُکائی مین کہان نہین ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

کوہم آنجا کہ امید مرد و زن ‖ میرود در وقت اندوہ و حزن
کوہم آنجا کہ بوقت علتے ‖ چشم دارد بر امید صحتے
آن طرف کہ بہر دفع زشتی ‖ باد جوئی بہر گشت و کشتے
آن طرف کہ دل اشارت میکند ‖ چون زبان یاہو عبارت میکند
او مع اللہ ست بے کو کو ہمی ‖ کاش جولاہانہ ماکو گفتمی
عقل ماکو تا بہ بیند غرب و شرق ‖ روحہا را میزند صد گونہ برق
جزر و مدش بد بہ بحرے ور زبد ‖ منتفی شد جزر و باقی ماند مد
نہ ہزارم وام و من بیدسترس ‖ ہست صد دینار ازین توزیع و بس
حق کشیدت ماندہ ام در کشمکش ‖ میر دم من بر تو باواخاک خوش
ہمتے میدار بار حسرتت ‖ ای ہمایون دست وردے ہمتت
آمدم بر چشمۂ اصل جنون ‖ یافتم در وی بجائے آب خون
چرخ آن چرخست و تاب آن تاب نیست ‖ جوی آن جویست آب آن آب نیست
محسنان ہستند کو آن مستطاب ‖ اختران ہستند کو آن آفتاب
تو شدی سوے خدا اے محترم ‖ پس بسوی حق روم من نیز ہم
مجمع و پاے علم ماوی القرون ‖ ہست حق کل لدینا محضرون
نقشہا گر بے خبر گر با خبر ‖ در کف نقاش باشد محتضر
دمبدم در صفحۂ اندیشہ جان ‖ ثبت و محوی میکند آن بے نشان

کو وہان ہے کہ امید مرد و زن ‖ جاے ہے ہنگام اندوہ و حزن
کو وہان کہ آئے جب امراض ہے ‖ چشم کو امید صحت پر رکھے
اُس طرف تو دفع زشتی کے لئے ‖ باد چاہے پھرنے کشتی کے لیے
اُس طرف کہ دل اشارت بس کرے ‖ جون زبان یاہو عبارت بس کرے
۵۱ وہ مع اللہ ہے کہ کوکو دان بے ہین ‖ کاش جولاہا نہ مان کو کہتا مین
عقل ماکو دیکھتی تا غرب شرق ‖ سوخت کرتی روح کو صد گونہ برق
کف دریا کے تھا بس یہ جزر و مد ‖ جزر نفی ہو رہا باقی دو مد
نو ہزار اب قرض دین بیدست و پا ‖ سو ملے دینار جو کی التجا
کھینچا تجکو حق نے مین اندر بلا ‖ جاتا ہون مین تجھپہ ہو رحم خدا
اپنی پر حسرت پہ ہمت رکھ غنی ‖ ای مبارک دست ورد ہمت تری
۵۲ اصل چشمون پر مین آیا پر جنون ‖ پایا مین نے آب کی جا اسمین خون
چرخ وہ چرخ اور نہ تاب آب وہ ‖ جو وہ ہے جو اور نہ آب آب وہ
ہین بہت محسن کہان وہ مستطاب ‖ ہین بسے اختر کہان وہ آفتاب
تو گیا سوے خدا اسے محترم ‖ مین بھی چلتا ہون سوے حق لیکے غم
جاے گشت و مجمع و جمع قرون ‖ پیش حق کل لدینا محضرون
نقش گر ہین سب بے خبر یا باخبر ‖ ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین غ
۵۳ ورق اندیشہ مین اُنکے دمبدم ‖ محو ثابت وہ کرے اور بیش و کم

۵۱ وہ مع اللہ آلخ ۶ شعر وہ ساتھ اللہ کے ہے کہان کہان اس جا پر نہیں کاش جولاہے کے مانند ماکو کہتا مین یعنی ماکو مالی جولاہون کو کہتے ہین کہ تاگا اس ملین رکھکر جولاہے بنتے ہین اور ماکو کے معنی نہین کے بھی آتے ہین چنانچہ اگلے شعر مین بھی معنی ہین عقل ماکو دیکھتی شرق و غرب تک کہ روح کو سوخت کرتی سو طرح کی برق دریا سے کف مین یہ جزر و مد تھا پس جزر نفی ہوا باقی مد رہا یعنی کف مراد جسم سے ہے کہ روح کا اس مین جزر و مد ہے پس جزر یعنی جسم فانی ہوا اور مد یعنی روح باقی رہی آگے رجوع بقصہ ہے نو ہزار اب قرض اور مین بیدست و پا جو التجا کی تو سو دینار ملے تجکو حق نے کھینچا اور مین اندر بلا کے جاتا ہون تجپر رحم خدا کا ہو اپنی پر حسرت پر تو رحم رکھ اے تیری ہمت و دست ورد مبارک کہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اصل چشمون پر آلخ ۶ شعر چشمون کی اصل پر مین پر جنون آیا اسمین آب کی جا مین نے خون پایا چرخ وہ چرخ ہے اور تاب وہ تاب نہین ہے جو وہ جو ہے اور آب وہ آب نہین آہ محسن بہت بستے ہین وہ مستطاب کہان ہے اور اختر بہت ہین وہ آفتاب کہان ہے اے محترم تو سوے خدا گیا مین بھی چلتا ہون سوے حق ولیکن غم لیکے آگے اس کے حقائق ہین جاے گشت و مجمع و جمع قرون آگے حق کے ترجمہ سب ہمارے ہاتھ مین حاضر ہین اگر نقش بیخبر یا باخبر ہین ولیکن ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین یعنی کل اشیا جہان کی دست قدرت حق مین موجود ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ورق اندیشہ آلخ ۸ شعر انکے ورق اندیشہ مین دمبدم وہ محو و اثبات کرے و بیش و کم خشم لاتا ہے اور رضا لیجاتا ہے اور بخل دیتا ہے و سخا لیجاتا ہے کبھی کینہ لیوے اور صفا لاوے عاجزی کاٹے اور عطا ہووے اب میرے مدرکات صبح و شام محو و اثبات سے کوئی دم خالی نہین آگے مثال ہے کوزہ گر کوزہ کا کارساز ہے ورنہ کوزہ کب چوڑا و دراز ہووے چوب ہاتھ مین نجار کے ہے ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے ہو ورنہ خود کیونکر وہ سلے یا پھٹے پاس سقا کے مشک ہے ورنہ وہ خود کب تر ہووے یا تہی یعنی خلق بغیر حق کے کم و بیش کچھ نہین کرسکتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

خشم می آرد رضا را می برد   بخل می روید سخا را می برد
کہ بر د حقد و صفا آرد ہمی   بد رود عجز و عطا کارد ہمی
نیم لحظہ مدرکاتم شام و غدو   ہیچ خالی نیست زین اثبات و محو
کوزہ گر با کوزہ باشد کارساز   کوزہ از خود کے شود پہن و دراز
چوب در دست درودگر معتکف   ورنہ چون گردد بریدہ مؤتلف
جامہ اندر دست خیاطے بود   ورنہ آن خود چون بدوزد یا درد
مشک با سقا بود اے منتہی   ورنہ آن خود کے شود پر یا تہی
ہر دمے پر می شوی فی میشوی   پس بدان کاندر کف صنع دئی
چشم بند از چشم دو را آگہ بود   صنع از صانع چسان پیدا شود
چشم داری تو بچشم خود نگر   منگر از چشم سفیہ بے خبر
گوش داری تو بگوش خود شنو   گوش کوران را چرا باشی گرو
بے ز تقلیدی نظر را پیشہ کن   ہم برای عقل خود اندیشہ کن
بشنو از من یک حکایت در نظیر   تا شوی از سر گفت من خبیر

دیدن خوارزم شاہ در سیر آن در موکب خود اسپ نادر و تعلق او بآن اسپ و سرد کردن عماد الملک آنرا از دل شاہ و گزیدن شاہ گفت او را بر دیدۂ خود چنانچہ حکیم سنائی در الٰہی نامہ گوید

خشم لاتا اور رضا لیجائے ہے   بخل دیتا اور سخا لیجائے ہے
گاہ کینہ لیوے اور لائے صفا   عاجزی کو کاٹے اور بوئے عطا
مدرکات صبح ہر شام اب مرے   کوئی دم خالی نہ محو اثبات سے
کوزہ گر کوزے کا ہی بس کارساز   کوزہ کب ہو خود ہی چوڑا اور دراز
چوب ہے بس ہاتھ مین نجار کے   ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے
ہے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے   ورنہ کیونکر خود سلے وہ یا پھٹے
پاس سقا کے ہو مشک اے منتہی   ورنہ کب خود ہووے پر وہ یا تہی
ہر گھڑی[1] تو پر و خالی ہووے   اُسکے دست صنع مین جو کر رکھے
چشم بند آگہ ہے چشم دور سے   صنع ظاہر کیسے اب صانع سے ہے
چشم تو رکھے تو دیکھ اُس چشم سے   دیکھ مت اس چشم سے بیکار ہے
گوش تو رکھے تو سن اس گوش سے   گوش بے معنیٰ کا کیون پابند ہے
دید کا کر پیشہ بے تقلید سے   اور کر اندیشہ اپنی عقل سے
اک حکایت مجھسے سن اندر نظیر   تا ہو راز قول سے میرے خبیر

دیکھنا خوارزم شاہ کا ہنگام سیر کے ایک اسپ نادر اپنے لشکر مین اور رغبت اُس کی ساتھ اُس اسپ کے اور بے رونق کر دینا اعتماد الملک کا اس کو بادشاہ کے دل سے اور پست کرنا بادشاہ کا اسکے قول کو اپنی دید پر جیسے کہ حکیم سنائی الٰہی نامہ مین فرماتا ہے

[1] ہر گھڑی الخ ۶ شعر تو ہر دم پر و خالی ہوتا ہے کہ اس کے دست صنع مین تو خود کو رکھتا ہے چشم بند آگاہ ہے چشم سینے دل سے صنع ظاہر کیسے صانع سے ہوئی ہے اگر تو چشم رکھتا ہے تو اس چشم سے دیکھ اور اس چشم سے مت دیکھ کہ بیکار ہی اگر تو گوش سے سُن اور اس گوش بامعنی کا کیون پابند ہے دید کا پیشہ کر بے تقلید کے اور اندیشہ کر اپنی عقل سے ایک حکایت مجھ سے سن نظیر مین تا میرے راز قول سے ہو خبردار یعنی چشم بند کی صنعت کے معنی چشم سینے والی آنکھ سے ہے اگر تو وہ چشم معنی رکھتا ہے تو کوشش کر کے اس چشم سے صنع صانع کو دیکھ اور ظاہر کو از راہ تقلید کے مت دیکھ چنانچہ اسی کی مثال مین قصۂ خوارزم شاہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون زبان حسد شود نخاس
بستانند یوسف از کرباس

جو حسد کی زبان ہو نخاس
لے تو یوسف گرو سے جون کرباس

از دلالی برادران یوسف حسودانہ در دل مشتریان
آن چندان حسن پوشیدہ شد کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بھائیونکی حسودانہ دلالی سے حسن یوسف کا مشتریونکے
دلمین از حد پوشیدہ ہوا کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بود امیری را یکی اسپ گزین
در گلہ سلطان نبودش ہمقرین

او سوارہ گشت در موکب بگاہ
ناگہان دید اسپ را خوارزم شاہ

چشم شہ را فر و رنگ او ربود
تا برجعت چشم شہ بر اسپ بود

بر ہر آن عضوی کہ افگندی نظر
ہر یکی خوشتر نمودی زان دگر

غیر چستی و کشی و روحنت
حق مر او را دادہ بد نادر صفت

پس تجسس کرد عقل بادشاہ
کاین چہ باشد کو زند بر عقل راہ

چشم من سیرست و پرست و غنی
از دو صد خورشید دارد روشنی

ای رخ شاہان بر من بیدقے
نیم اسپم در رباید تلحقے

جادوی کردست جادو آفرین
جذبہ باشد آن نہ خاصیات این

فاتحہ خواند و بسی لاحول کرد
فاتحہ اش در سینہ می بفزود درد

زانکہ او را فاتحہ خود می کشید
فاتحہ در جر و دفع آمد وحید

گر نماید غیر ہم تمویہ اوست
ور رود غیر از نظر تنبیہ اوست

پس یقین گفتش کہ جذب آن سریست
کار حق ہر لحظہ نادر آوریست

اسپ رنگین گاو زرگین ز ابتلا
می شود مسجود از مکر خدا

رکھتا تھا[سلہ] اک اسپ بہتر اک امیر
سے نے طویلہ شہ مین ہو اُس کا نظیر

ایک دن گھوڑے پہ لشکر مین چڑھا
ناگہان خوارزم شہ کو وہ دکھا

چشم شہ مائل کری اُس رنگ نے
چشم شہ تا واپسی تھی اسپ پے

جب نظر پڑتی تھی اُسکے عضو پے
ایک سے دکھتے تھے بہتر دوسرے

چستی او رخوبی و کھینچنے کے سوا
حق نے دین نادر صفاتین ظاہرا

فکر مین بس ڈوبی عقل بادشاہ
کہ یہ کیا ہے عقل پر کی بندراہ

چشم[سلہ] میری سیر ہے اور غنی
دو سو خورشید کی رکھے روشنی

روے شہ پیادہ ہے میرے سامنے
اسپ ادنی نے کیا مائل مجھے

خالق جادو نے جادو کر دیا
کھینچے وہ ہے نے اثر اسکا ذرا

فاتحہ پڑھکے بہت لاحول کی
فاتحہ نے درد کی بس زیادتی

کیونکہ وہ ہندو ہے اسکی فاتحہ
دافع و تسخیر آئی فاتحہ

غیر دکھلائے طمع اُس کا جان
غیر اُٹھ جائے ہدایت اسکی مان

اُسنے جانا کہ ہے جاذب وہ مرا
کام نادر لائے ہے ہر دم خدا

اسپ[سلہ] رنگین گاو زر از رہ امتحان
مکر حق سے ہووے مسجود جہان

سلہ رکھتا تھا الخ ۶ شعر ایک امیر اسپ بہتر رکھتا تھا کہ طویلہ شاہ مین وہ گھوڑے پر سوار ہوا ناگہان وہ خوارزم شاہ کو نظر پڑا چشم شاہ کو مائل کیا اس رنگ نے کہ چشم شاہ کے واپس ہونے تک جب نظر اُس کے عضو پر پڑتی تھی ایک پر بہتر دوسرے سے دکھلائی دیتے تھے چستی و خوبی و کھینچنے کے سوا حق نے نادر صفتین ظاہر کر دی تھین پس عقل شاہ کی فکر مین ڈوبی یہ کیا ہے جس نے عقل پر بند راہ کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چشم میری الخ ۷ شعر میری چشم سیر پر اور غنی ہے کہ دو سو خورشید دن کی روشنی رکھتی ہے میرے رو برو روے شاہ پیادہ ہے کہ ادنی نے مجھے مائل کیا ہے خالق جادو نے جادو کر دیا کہ وہ کھینچتا ہے اور ذرا اثر اسکا نہین ہے فاتحہ پڑھ کے لاحول کی فاتحہ نے درد کی زیادتی کری آگے حقائق ہین کیونکہ اسکی خواہندہ فاتحہ ہوا اور دافع و تسخیر فاتحہ آئی ہے آگے غیر دکھلانے اسکا طمع جان اگر غیر اُٹھ جائے اسکی ہدایت جان آگے رجوع بقصہ ہے اسنے جانا کہ دوسرا جاذب ہے کہ ہر دم خدا کام نادر لاتا ہے یعنی فاتحہ اس نے دفع درد کے واسطے پڑھی تھی مگر وہ درد فاتحہ سے اور زیادہ ہوا کیونکہ فاتحہ کشادگی زیادہ کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسپ رنگین الخ ۷ شعر اسپ گاو زرگین از راہ امتحان کے مکر حق سے مسجود جہان ہوئے آگے اسکی مثال ہے کافر کے آگے بت کی مثال نہین ہے کہ روحانیت و حال بہت مین ہے وہ جاذب نہان اندر نہان کیا ہے کہ اس جہان سے چمکتا ہے اس جہان مین عقل و جان اس خواہش سے محجوب ہے مین نہ دیکھون اگر تو سکتا ہے دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے جب بادشاہ اس سیر سے لوٹا یہ اپنے ملک مین خاصون سے کہا اُسی دم کم چو بدارون کو دیا کر جلد گھوڑا لاؤ اُس کے گھر جا کر آتش کے مانند وہ گروہ پہونچا وہ امیر مثل کدو بشم کے ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش کافر نیست بت را ثانیے — نیست بت را فر و نے روحانیے
چیست آن جاذب نہان اندر نہان — در جہان تابندہ از دیگر جہان
عقل محجوب و جان ہم زین کمین — من نمی بینم تو می تانی بہ بین
چونکہ شاہنشہ ز سیر آن باز گشت — با خواص مملکت ہمراز گشت
پس بسرہنگان بفرمود آن زمان — تا بیارند اسپ را زان خاندان
ہمچو آتش در رسیدند آن گروہ — ہمچو شمعی گشت امیری ہمچو کوہ
جانش از درد و حزن بر لب رسید — جز عماد الملک زنہاری ندید
کہ عماد الملک بد پاسے علم — بہر ہر مظلوم و ہر مقتول غم
محترم تر زد نہ بد خود سروری — پیش سلطان بود چون پیغمبری
بے طمع بود و اصیل و پارسا — رائض و شب خیز حاتم در سخا
پس ہمایون راے با تدبیر داد — آزمودہ راے او در ہر مراد
ہم بہ بذل جان سخی و ہم بمال — طالب خورشید غیب او چون ہلال
در امیری او غریب و محتبس — در صفات و فقر و خلت ملتبس
بود ہر محتاج را ہم چون پدر — پیش سلطان شافع و دفع ضرر
مر بدان را ستر چون حلم خدا — خلق او بر عکس خلقان خدا
بارہا می شد بسوے کوہ فرد — شاہ با صد لابہ او را منع کرد
ہر دم از صد جرم را شافع شدی — چشم سلطان را از و شرم آمدی
رفت او پیش عماد الملک راد — سر برہنہ کرد در پایش فتاد
کہ خرم با ہر چہ دارم گو بگیر — تا نگیرم حاصلم را ہر مغیر

آگے کافر کے نہین بت کی مثال — کہ نہین روحانیت بت مین نہ حال
ہے وہ کیا جاذب نہان اندر نہان — اُس جہان سے چمکے اندر اس جہان
عقل و جان محجوب اس خواہش سے ہے — مین نہ دیکھون تو سکے تو دیکھ لے
جبکہ لوٹا بادشہ اُس سیر سے — یہ کہا خاصون سے اپنے ملک کے
حکم اُسدم چوبدارون کو دیا — لاؤ گھوڑا جلد اُسکے گھر کو جا
آگ کے مانند پہونچا وہ گروہ — ہو گیا جون شمع اسیر مثل کوہ
درد و غم سے لب پہ آئی اسکی جان — جز عماد الملک نے دیکھی امان
کہ عماد الملک مرجع عام تھا — بھی ہر اک مظلوم و ہر مقتول کا
سب سے برتر اور بڑا سرور تھا وہ — پیش سلطان مثل پیغمبر تھا وہ
بے طمع تھا اور اصیل و پارسا — اور شب خیز و مجاہد اور سخا
اور مبارک راے با تدبیر تھا — آزمودہ کار تھا ہر کام کا
بھی کرم سے خرچ کرتا جان و مال — شمس غیبی کا تھا طالب چون ہلال
وہ امیری مین غریب و قید تھا — دوستی اور فقر مین تھا وہ چھپا
تھا ہر اک محتاج کا مثل پدر — شہ کے آگے شافع و دفع ضرر
تھا بدون کا پردہ جون حلم خدا — خُلق اُسکا خَلق سے برعکس تھا
جاتا تنہا گاہے جانب کوہ کے — منع کرتا شہ خوشامد سے اُسے
شافع ہر دم ہوتا سو جرمون کا وہ — شرم آتی اُس سے چشم شاہ کو
پاس عماد الملک کے بس وہ گیا — کھولا سر اور پاؤن پر اُسکے رکھا
کہ مین خر ہون کہ وہ سب کچھ میرا لے — تا نہ حاصل میرا کوئی لوٹ ہے

۵۱ درد و غم الخ ۶ شعر درد و غم سے اس کی جان لب پر آئی بجز عماد الملک کے جاے امن نہ دیکھی یعنی جناب رسول صلعم کے سوا اپنی امن گاہ نہ دیکھی کہ عماد الملک مرجع عام تھا ہر ایک مظلوم و مقتول وہ اسپ سے برتر وہ بڑا سردار تھا اور آگے سلطان کے مثل پیغمبر کے تھا بے طمع و اصیل و پارسا تھا اور شب خیز و مجاہد و سخی تھا اور مبارک راے با تدبیر تھا آزمودہ ہر کام کا تھا بھی کرم سے جان و مال خرچ کرتا اور شمس غیبی کا طالب تھا ہلال کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ وہ امیری مین الخ ۷ شعر وہ امیری مین غریب و قید تھا اور صفات دوستی و فقر مین پوشیدہ تھا ہر ایک محتاج کا مثل پدر تھا اور شاہ کے آگے شافع و دفع ضرر تھا بدون کا پردہ تھا مانند حلم خدا کے اور اسکا خلق خلق سے برعکس تھا تنہا کبھی جاتا جانب کوہ شاہ خوشامد سے اُسے منع کرتا ہر دم سو جرمون کا وہ شافع ہوتا کہ چشم شاہ کو اُس سے شرم آتی آگے رجوع بقصہ ہے پس وہ عماد الملک کے پاس گیا سر کھولا اور اُس کے پاؤن پر رکھا کہ مین آزاد ہون کہ وہ کہ سب کچھ میرا لے تا کہ میرا حاصل کوئی لوٹ نہ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن کی اسپ جانم رہن اوست	گر برد مردم یقین ای خیر دست	اک [سلہ] وہ گھوڑا جان مری اسکی گرو	گرو وہ لیوے مین مرون اے نیک خو
گر برد این اسپ را از دست من	من یقین دانم نخواہم زیستن	گر یہ گھوڑا لیوے میرے ہاتھ سے	ہے یقین میری نہ جان باقی رہے
چون خدا پیوستگی ام دادہ است	بر سرم مال ای مسیحا زود دست	دی ہی قربت جو خدا نے یہ مجھے	اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے
از زر و زن و عقارم صبر ہست	این تکلف نیست بے تزویر ہست	زر و زن اور ملک سے صبر مجھے	نے تکلف سے ہے نہ مکر سے
اندرین گرمی نداری یا درم	امتحان کن امتحان گفت و قرم	اسمین گر سچا نہ جانے تو مجھے	امتحان اس قول کا کر تو مرے
آن عماد الملک گریان چشم مال	پیش سلطان در دوید آشفتہ حال	وہ عماد الملک بس روتا ہوا	آگے شہ کے دوڑتا غمگین گیا
لب ببست و پیش سلطان ایستاد	از گویان با خدا رب العباد	پیش [سلہ] شہ چپکا کھڑا جا کر ہوا	اور کہتا راز تھا وہ با خدا
ایستادہ راز سلطان می شنید	واندران اندیشہ اش آن می تنید	راز وہ سنتا تھا سلطان کا کھڑا	پر اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا
کای خدا اگر آنجوان گر رفت راہ	کش نشاید ساختن جز تو پناہ	کا ے خدا اگر اس نے گم کی اپنی راہ	کہ نہ لائق اسکو جز تیرے پناہ
تو از آن خود کن و بروی مگیر	گرچہ او خواہد خلاص او رہا	دیکھ اپنی و نہ رکھ اسیر روا	گرچہ وہ قیدی سے چہتا ہی رہا
زانکہ محتاج اند این خلقان ہمہ	از گدا اے گیر تا سلطان رب	کیونکہ یہ محتاج ہے مخلوق سب	شاہ سے لیکر گدا تک میرے رب
با حضور آفتاب با کمال	رہنمائی جستن از شمع و ذبال	شمس انور کے حضور اور سامنے	رہنمائی ڈھونڈھتا اک شمع سے
در حضور مہر پر انوار و راغ	رہنمائی جستن از شمع و چراغ	اور حضوری مین ضیائے شمس کے	ڈھونڈھتا رہ کا چراغ نار سے
بیگمان ترک ادب باشد زما	کفر نعمت باشد و فعل ہوا	بیگماں [سلہ] ترک ادب ہی ہم سے یا	کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا
لیک اغلب ہوشہا در افتکار	ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار	لیک لاغر ہوتن اندر فکر کے	مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے
در شب از خفاش کرمی می خورد	کرم را خورشید ہم می پرورد	شب مین گر خفاش کھاتا کرم ہے	کرم کو پالا بھی ہے خورشید نے
در شب از خفاش از کرم مست ہست	کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است	شب مین گر خفاش مست ہوتا ہے	شمس سے پیدا ہوا بھی کرم ہے

سلہ ایک وہ گھوڑا الخ ۲ شعر ایک وہ گھوڑا کہ میری جان اس کی گرو ہے اگر وہ لیوے مین مرون اگر یہ گھوڑا لیوے ہاتھ سے یقین ہے کہ میری جان باقی نہ رہے جو مجکو حق نے قوت دی ہے اے مسیحا میرے سر پر ہاتھ رکھ زر و زن و ملک سے مجکو صبر ہے یہ نہ تکلیف سے ہے وہ نہ مکر سے اگر تو اس مین مجھے سچا نہ جانے تو میرے اس قول کا امتحان کر بس وہ عماد الملک روتا ہوا آگے شاہ کے آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پیش الخ ے شعر شاہ کے آگے خاموش جا کر کھڑا رہا اور . ا نہ کہتا تھا وہ خدا سے کہ سلطان کا راز وہ سنتا تھا کھڑا ہوا اور اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا کہ اے خدا اگر اس نے اپنی راہ گم کی ہے کہ اس کو لائق بجز تیرے پناہ نہین ہے تو اپنی طرف اسیر روا نہ رکھ اگرچہ وہ ہر ایک قیدی سے رہائی چاہتا ہے کیونکہ یہ سب مخلوق محتاج ہے شاہ سے لیکر گدا تک اے میرے رب اس کی مثال ہے شمس انور کے حضور سامنے رہنمائی ایک شمع سے ڈھونڈھتا اور حضوری مین ضیاے شمس کی راہ ڈھونڈھتا چراغ نار سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بیگمان الخ ۲ شعر ہم سے بیگمان ترک ادب ہے یا کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا ہے ولیکن اکثر ہوش فکر مین مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے اگرچہ چمگادڑ شب مین کرم کھاتا ہے ولیکن کرم کو بھی خورشید نے پالا ہے اگر شب مین خفاش کرم سے مست ہے مگر کرم بھی شمس سے پیدا ہوا ہے ایسا خور کہ اس سے ضیا نکلتی ہے اپنے دشمن کو غذا کھلاتا ہے نہ کہ ایسا چمگادڑ کہ راہ گم کیے اور آخر روزی بھی خورشید سے پائی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آفتابے کہ ضیا زد می زہد	دشمن خود را نوالہ می دہد
نے کہ خفاشے کہ او رہ گم کند	آخر ہم خورشید ہم یابد سند
لیک شہباز یکہ او خفاش نیست	چشم بازش غاہ بین در روشنی ست
گر بشب جوید چو خفاش او نمود	در ادب خورشید مالد گوش او
گویدش گیرم کہ آن خفاش لد	علتے دارد ترا باری چہ شد
مالشت بدہم بزجر و اکتیاب	تا نتابی سر تو دیگر ز آفتاب

ایسا خور کہ اُس سے نکلے ہو ضیا	دشمن اپنے کو کھلاتا ہے غذا
نے کہ خفاش ایسا کہ رہ گم کرے	پائے آخر روزی بھی خورشید سے
لیکنؔ وہ شہباز کہ خفاش نے	شاہ بین اور روشن اُسکی چشم ہے
شب مین جون خفاش ڈھونڈھے گر	اُسکے کھینچے گوش ادب مین خور سوا
کہوے مانا کہ وہ خفاش گدھا	رکھتا علت تھا تجھے پھر کیا ہوا
گوشمالی خوب سی اب دون تجھے	تا نہ پھیرے سر تو پھر خورشید سے

مواخذہ یوسف صدیقؑ بہ حبس بضع سنین بہ سبب یاری خواستن از غیر حق کہ واذکرنی عند ربک

مواخذہ یوسف صدیقؑ علیہ السلام کا قید خانہ مین چند سال بسبب مدد چاہنی غیر حق سے کہ واذکرنی عند ربک

آنچنانکہ یوسف از زندانیی	با نیازی خاضعی سعد انیی
خواست یاری گفت چون بیرون روی	پیش شہ گردد امورت مستوی
یاد من کن پیش تخت آن عزیز	تا مرا ہم وا خرو زین حبس نیز
کے دہد زندانیی در اقتناص	مرد زندانیے دیگر را خلاص
اہل دنیا جملگان زندانیند	انتظارِ مرگ دار فانی اند
جز مگر نادر یکے فردانیی	تن بہ زندان جان او کیوانیی
پس جزاے آنکہ دید او را معین	ماند یوسف حبس در بضع سنین

جسؔ طرح یوسف نے اک محبوس سے	از رہ عجز و نیاز و حلم کے
چاہی یاری ہے جبکہ تو چھٹے	پیش شہ مامور تو رہ کام پے
یاد کرنا مجکو تو پیش عزیز	تا بلائے قید سے مجکو وہ نیز
کب رہائی دیوے قیدی قید کے	دوسرے قیدی کو اندر قید کے
اہل دنیا جملہ قید و بند ہین	انتظاری مرگ دنیا کی رکھین
پر سوا اک مرد نادر عصر کے	تن ہی زندان مین و جان افلاک پے
اُس جزا مین کہ اُسے دیکھا معین	قید مین یوسف رہا بضع سنین

س۵۱ لیک وہ ماہ آنچ ہم شعر ولیکن وہ شہباز کہ وہ چمگادڑ نہین سہے اور شاہ بین ور روشن اس کی چشم ہے اگر شب مین چمگادڑ کے مانند وہ غذا ڈھونڈھے خورشید اس کے کان کھینچے ادب مین سوا اور کہوے کہ مانا وہ چمگادڑ علت رکھتا تھا پھر تجھے کیا ہوا تھا اب تجھے گوشمالی خوب سی دون تا کہ پھر تو سر نہ پھیرے خورشید سے یعنی تیرہ دلان دنیا حق سے غافل ہین وہ مراد دنیا کو حق سے پاتے ہین مگر جو آگاہ دل راغب طرف دنیا کے ہو اُس کو غذا زیادہ عذاب دے گا کہ تو آگاہ ہو کر کیون طرف غیر اللہ کے رجوع کرتا ہے اور مدد چاہتا ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو سات سال اور زندان مین رکھا آگے اُن کا قصہ مثال مین مسنر ملتے ہین فافہم ۱۲

س۵۲ جس طرح آنچ ے شعر جیسے یوسف عم نے ایک قیدی سے از راہ عجز و نیاز و حلم کے مددگاری چاہی اور کہا کہ جب تو چھٹے اور آگے شاہ اپنے کام پر مامور ہووے تو مجکو یاد کرنا آگے عزیز کے تا کہ وہ مجکو قید سے بلائے آگے حقائق ہین کب قیدی قید سے رہائی دیوے دوسرے قیدی کو جو قید مین ہے اہل دنیا جملہ قیدی و بند ہین مو انتظاری مرگ دنیا کی رکھتے ہین ولیکن سوا ایک مرد نادر عصر کے کہ تن زندان ہیچ اور جان افلاک پر اس جزا مین کہ اُسے معین دیکھا قید یوسف رہا سات برس یعنی اہل دنیا قیدی ہین اور قیدیان دنیا کو کب قید سے چھڑا سکتے ہین بجز اولیاء اللہ کے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

یاد یوسف دیو از عقلش سترد	وز دلش دیو آن سخن از یاد برد	۵۱ یاد یوسف عقل سے لی دیو نے	اور بھلائی بات وہ دل و جان سے
زان خطای کامد از نیکو خصال	اندر زندان زد او رہفت سال	اُس خطا سے کہ ہوئی اُس نیک سے	سات سال اور حق سے زندان مین رہے
گرچہ تقصیر آمد از خورشید داد	یا تو چون خفاش رفتی در سواد	کیا ہوئی تقصیر خور سے ظاہرا	تا تو چون خفاش ظلمت مین گیا
ہین چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب	تا تو یاری جوئی از ریگ و سراب	کیا ہوئی تقصیر بحر و ابر سے	تا سراب و ریگ سے یاری تو لے
عام اگر خفاش طبع اند مجاز	یوسفا آخر تو داری چشم باز	عام گر خفاش طبع ہین سب ہی	یوسفا تیری تو ہین چشمین کھلی
گر خفاشی رفت در کور و کبود	باز سلطان دیدہ را باری چہ بود	گر گیا خفاش ظلمت مین بھلا	باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا
پس ادب کردش بدین جرم اوستاد	کہ مساز از چوب پوسیدہ عماد	۵۲ دی سزا اس جرم سے اُس نیک کو	کہ نہ کر تھم چوب بوسیدہ کو تو
لیک یوسف را بخود مشغول کرد	تا نیاید در دلش زان حبس درد	لیک یوسف کو بخود شاغل کیا	تا نہ دل پر قید اُسکے ہو بلا
آنچنانش اُنس و مستی داد حق	کہ نہ زندان ماند پیشش نے غسق	ایسی حق نے اُنس مستی دی اُسے	کہ نہ ظلمت قید یاد آئی اُسے
نیست زندانی وحش تر از رحم	ناخوش و تاریک و پرخون و وخم	ظلمت و زندان رحم سے نے سوا	ناخوش و تاریک خون سے وہ بھرا
چون گشادت حق دریچہ سوی خویش	در رحم اندر فزاید تنت بیش	جو دریچہ حق نے کھولا اپنی سو	رحم مین ہر دم ہوا تن تیرا نکو
اندران زندان زشوق بیقیاس	خوش شگفت از غرس جسم تو حواس	اندر اُس زندان کے زیادہ شوق سے	مثل گل تن مین حواس آخر کھلے
زان رحم بیرون شدن آید درشت	میگریزد از زہار سوی پشت	بد نکلنا رحم سے جانے وہ ہے	فرج سے بھاگے ہے جانب پشت کے
راہ لذت از درون دان نز برون	ابلہی دان جستن از قصر و حصون	۵۳ لذت اندر سے ملے باہر سے نے	احمقی ہے ڈھونڈھنا بس قصر سے
آن یکی در کنج مسجد مست و شاد	وان دگر در باغ ترش و بیمراد	گوشہ مسجد مین اک ہے مست و شاد	دوسرا گلشن مین ترش و بیمراد
قصر چیزی نیست ویران کن بدن	گنج در ویرانہ است ای میر من	کچھ نہین ہے قصر ویران تن کو کر	گنج ویرانہ مین ہوتا ہے پسر
آن نمی بینی کہ در بزم شراب	مست آنگہ خوش شود کو شد خراب	تو نہ یہ دیکھے کہ جب پیوین شراب	اُس گھڑی ہو مست و خوش جب ہو خراب

۵۱ یاد یوسف آخر ۲ شعر یوسف کی یاد اُسکی عقل سے دیو نے لی اور وہ بات بھلائی دل و جان سے اس خطا کے سبب سے کہ اس نیک سے ہوئی کہ سات سال اور حق کی طرف سے زندان مین رہے خورشید سے کیا ظاہر تقصیر ہوئی تا کہ تو چمگادڑ کی مانند ظلمت مین گیا اور بادابر سے کیا تقصیر ہوئی تا سراب و ریگ سے تو مددگاری لیتا ہے اگر عالم سب چمگادڑ طبع ہین اے یوسف تیری تو چشم کھلی ہین اگر چمگادڑ ظلمت مین بھلا گئی باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا یعنی غافلون سے تو تقصیر خود ہوئی ہے آگے آگاہون سے کیون تقصیر ظاہر ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ دی سزا آخر ۷ شعر اُس جرم سے سزا دی اُس نیک کو کہ چوب بوسیدہ کو تو تھم نہ کر ولیکن یوسف کو ساتھ اپنے شامل کیا تا اس کے دل پر قید بلا نہ ہووے حق نے ایسی اُنسیت و محبت اسے دی کہ ظلمت و قید اُسے یاد نہ آئی آگے اس کی مثال ہے رحم مادر سے ظلمت فرزندان سوا نہین ہے کہ ناخوش و تاریک خون سے بھرا ہے جو حق نے دریچہ اپنی طرف کھولا کہ رحم مین تیرا تن ہر دم نیک ہوا اس زندان کے زیادہ ذوق سے گل کے مانند تن مین آخر حواس کھلے رحم سے نکلنا وہ بد جانتا ہے کہ فرج سے بھاگتا ہے جانب پشت کے یعنی جبکہ بچہ رحم مادر کے اندر تاریکی مین رہتا ہے اور بسبب روشنی باطنی کے خوش ہوتا ہے اسی طرح یوسفؑ کو زندان مین حق نے اپنے شغل مین خوش و خرم رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ لذت اندر سے آخر ۴ شعر لذت اندر سے ملے باہر سے نے پس قصر سے ڈھونڈھنا احمقی ہے آگے مثال ہے ایک شخص گوشہ مسجد مین مست و شاد ہے اور دوسرا گلشن مین ترش و بیمراد ہے قصر کچھ نہین ہے تو ویران تن کو کر کہ گنج ویرانہ مین ہوتا ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ شرابی اسدم خوش ہو کہ جب خراب ہو گرچہ خانہ پر نقش ہے خراب کر اور گنج ڈھونڈھ گنج سے اسکو تاب نہ دے خانہ پر نقش و تصویر و خیال ہو اور یہ صورت مانع گنج وصال کی ہو یعنی دنیا پر نقش و خیال ہے اور اہل صورت پرست کو مانع وصال یار ہے پس تو اپنے تن کو خراب کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچہ پر نقش ست خانہ در کنش ۔۔۔ گنج جو در گنج آباد آن کنش
خانۂ پر نقش و تصویر خیال ۔۔۔ وین صور چون پردہ بر گنج وصال
تابش گنج ست تابشہای زر ۔۔۔ کاندرین سینہ ہمی جوشد صور
ہم ز لطف و جوش جان باثمن ۔۔۔ پردۂ بر روی جان شد شخص تن
ہم ز لطف و عکس آب باشرف ۔۔۔ پردہ شد بر روی آب اجزای کف
پس مثل بشنو کہ در افواہ خواست ۔۔۔ کانچہ بر ماست از ماست و آن ہم ز ماست
زین حجاب این تشنگان کف پرست ۔۔۔ ز آب صافی اوفتادہ دور دست
آفتابا با چو تو قبلہ و میم ۔۔۔ شب پرستی و خفاشی می کنیم
سوی خود کن این خفاشان را مطار ۔۔۔ زین خفاشی شان بخر ای مستجار
این جوان زان جرم ضالست و مغیر ۔۔۔ کو مرا بگرفت و تو او را مگیر
در عماد الملک این اندیشہ ہا ۔۔۔ گشتہ جوشان چون اسد در بیشہ ہا
ایستادہ پیش سلطان ظاہرش ۔۔۔ در ریاض قدس جان طاہرش
چون ملائک او با قلیم الست ۔۔۔ ہر دمی می شد بشرب تازہ مست
اندرون پر شور و بیرون پر غمی ۔۔۔ در تن ہمچون لحد خوش عالمی
و اندرین حیرت بد و در انتظار ۔۔۔ تا چہ پیدا آید از غیب و سرار
اسپ را اندر کشیدند آن زمان ۔۔۔ در بر خوارزم شاہ اسپاہیان
الحق اندر زیر این چرخ کبود ۔۔۔ آنچنان اسپی بقد و تگ نبود

گرچہ ہے پر نقش خانہ کر خراب ۔۔۔ گنج ڈھونڈھو اور گنج سے دے اسکو تاب
خانۂ پر نقش و تصویر خیال ۔۔۔ اور یہ صورت مانع گنج وصال
[۵۱] گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے ۔۔۔ جوش دل مین جو خیالون کا اُٹھے
جان بے قیمت کے لطف و جوش سے ۔۔۔ تن ہوا ہی پردہ روی جان پہ
جیسے لطف و عکس آب صاف سے ۔۔۔ کف ہوا ہے پردہ روی آب پے
پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھے ۔۔۔ کہ وہ ہم سے ہی جو گذرے ہم پہ ہے
اس حجب سے تشنگان کف پرست ۔۔۔ آب صافی سے پڑے ہین دور دست
آفتابا تجھ سا یا قبلہ امام ۔۔۔ شب پرستی و خفاشی ہمکو تمام
ان خفاشون کو اُڑا تو اپنی سو ۔۔۔ اس خفاشی سے خرید لے انکو تو
[۵۲] یہ جوان گمراہ ہے اُس جرم سے ۔۔۔ مت پکڑ تو اُس نے پکڑا مجکو ہے
یہ عماد الملک مین افکار تھے ۔۔۔ جوش زن جون شیر اندر دشت کے
شہ کے آگے وہ کھڑا تھا ظاہرا ۔۔۔ جان اسکی قدس مین بھی طاہرا
وہ ملائک سا باقلیم الست ۔۔۔ شرب سے ہوتا تھا ہر دم تازہ مست
باطنًا پر شور پر غم ظاہرا ۔۔۔ جون لحد تن مین ہی خوش عالم بھرا
تھا اسی حیرت مین اسکو انتظار ۔۔۔ غیب سے کیا بھید ہووے آشکار
[۵۳] سامنے خوارزم شہ کے اسپ کو ۔۔۔ وہ سپاہی لائے اسدم تندخو
باخدا اس چرخ کے نیچے نہ تھا ۔۔۔ ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما

سـ۵۱ گنج کی تابش الخ ٭ شعر گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے جان بے قیمت کے لطف جوش سے تن پردہ ہوا ہے روے جان پر آگے مثال ہے جیسے لطف عکس آب صاف سے پردہ ہوا ہے روے آب پر پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھتی ہے کہ وہ ہم سے ہے جو ہمپر گذرتا ہے اس پردہ سے تشنگان کف پرست آب صافی سے دور پڑے ہین اے آفتاب تجھ سا با قبلہ دام ہو اور شب پرستی و خفاشی ہم کو ہو اان خفاشون کو تو اپنی جانب اُڑا لو اس خفاشی سے تو اُن کو خرید کر یعنی جان صاف کا پردہ تن ہے پس یا رسول اللہ صلعم ان غافلون کو تم اپنی جانب بلاؤ و ہیاکر و ورنہ بقول استاد ازماست کہ برماست آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ یہ جوان الخ ٭ شعر یہ جوان اُس جرم سے گمراہ ہے تو اسکو مت پکڑ اس نے مجکو پکڑا ہے یہ عماد الملک مین فکرین تھین جوش زن سے جیسے شیر بیشہ وہ ظاہرا شاہ کے آگے کھڑا تھا لیکن جان اس کی قدس مین اوڑتی تھی وہ ملایک کے مانند اقلیم الست مین شرب سے ہر دم تازہ ہوا تھا باطنًا پرشور اور ظاہرا پر غم جیسے غدرتن مین جوش عالم بھرا ہے اس کو اسی حیرت مین انتظار تھا کہ غیب سے کیا بھید ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ سامنے الخ ٭ شعر خوارزم شاہ کے روبرو اسپ کو وہ سپاہی اسدم لائے باخدا زیر چرخ ایسا گھوڑا تیز او رخوشنما نہ تھا اس کا رنگ ہر دیدہ کو محو کرتا تھا مرجیا اس برق ماہ زائیدہ کو مانند مقاور ماہ کے نیزرہ گیا اور گھاس اس کی صرصر تھی جو آگے اس کی مثال ہے ایک شب مین ماہ حصہ فلک کو طے کرتا ہے پھر چل سکے تو پھر کس لئے معراج سے منکر ہے وہ سو ماہ کے مانند عجیب در یتیم ہے کہ ایک اشارہ سے ماہ دو نیم ہوا یعنی جبکہ ماہ ایک شب مین برج فلک کو طے کرتا ہے اگر حضور نے شب معراج عالم خلا و ملا کو طے کیا کیا تعجب ہے کیونکہ وہ سو ماہ کے مانند ہین آگے معجزہ شق القمر کا بیان ہے فافہم ۱۲

مرحبا اس برق مہ زائیدہ کو	خوب کرتا اسکا رنگ ہر دیدہ کو	مرحبا ان برق مہ زائیدہ را	سیر بودی رنگ او ہر دیدہ را
گویا صرصر گھاس تھی اسکی نجو	جون عطارد اور مہ کے تیز رو	گوئیا صرصر علف بودش نجو	ہمچو راہ و چون عطارد تیز رو
طے کرے ہے سیر مین پھر چال کے دو	ایک شب مین ماہ عرصہ چرخ کو	می برد اندر مسیر و مذہبے	ماہ عرصۂ آسمان را در شبے
کس لئے منکر ہے تو معراج کا	طے کرے جو شب مین مہ برج سما	از چہ منکر می شوی معراج را	چون بیک شب مہ برد ابراج را
کہ ہوا مہ اک اشارے سے دو نیم	ہے وہ جون سو مہ عجب در یتیم	کہ بیک ایمای او مہ شد دو نیم	صد چو ماہ است آن عجب در یتیم
بھی بقدر فہم حس خلق تھا	وہ عجب[1] شق القمر مین جو دکھا	ہم بقدر فہم حس خلق بود	آن عجب کو در شگاف مہ نمود
ہے فلک انجم سے باہر اور سوا	کار و بار مرسلین و انبیا	ہست از افلاک و اختر ہا برون	کار و بار انبیا و مرسلون
اور دیکھ اسوقت تو وہ کار و بار	تو بھی سو افلاک سے باہر ہو یار	وانگہی نظارہ کن آن کار و بار	تو برون شو ہم ز افلاک و دوار
کب سنے تسبیح مرغان ہوا	مثل چوجہ تو ہے بیضہ مین چھپا	نشنوی تسبیح مرغان ہوا	در میان بیضۂ چون فرخہا
اسپ اور سلطان کا کہہ تو ماجرا	معجزون کی شرح کب ہو اس جگہ	اسپ و سلطان گوی و حال سرگذشت	معجزات اینجا نخواہد شرح گشت
اسپ و سگ سے کہف کا رتبہ ملا	جب[2] چمکا شمس لطف اللہ کا	از سگ و از اسپ فر کہف یافت	آفتاب لطف حق بر ہر چہ تافت
لعل و پتھر کو دیا اس نے نشان	تاب لطف اسکی کو تو یکسان نجان	سنگ و لعل را داد او نشان	تاب لطفش را تو یکسان ہم مدان
سنگ کو گرمی و تابانی ذرا	اس سے ہے بس لعل جاذب نور کا	سنگ را گرمی و تابانی و بس	لعل را زان ہست نور مقتبس
اسنے ہے ویسا جو رکھے ہو زیر آب	پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب	آن چنان نبود کز آبی اضطراب	آنکہ بر دیوار افتد آفتاب

رجوع بہ حکایت سلطان و اسپ و پشیمان کردن

رجوع طرف حکایت سلطان و اسپ و عماد الملک کے و پشیمان ہونا بادشاہ کا

منہ عماد الملک کی جانب کیا	شاہ[3] حیران اس سے دم بھر جو ہوا	روی خود سوی عماد الملک کرد	چون ہمی حیران شد از وی شاہ فرد
یہ بہشتی ہے نہیں اس خاک سے	کہ اخی یہ اسپ از بس پاک ہے	از بہشت ست این مگر نے از زمین	کای اخی این خوب اسپی ہست این

[1] وہ جب مع ۵ شعر شق القمر مین وعجب جو دیکھا بقدر فہم حس خلق کو تھا کار و بار انبیا اور مرسلین کا فلک دوار سے باہر سوا ہے تو بھی اے یار افلاک سے باہر ہو اور اسوقت وہ کار و بار تو دیکھ آگے اس کی مثال ہے تو چوجہ کے مانند بیضہ مرغ مین پوشیدہ کب مرغان ہوا کی تسبیح سنتا ہے اس جا معجزون کی کب تشریح ہو تو اسپ سلطان کا ماجرا کہہ یعنی اولیاء انبیاء کا کار و بار فلک سے باہر ہے پس تو اسے سالک فلک سے باہر ہو کہ تا بچھ کو دکھے کیونکہ فلک مثل بیضہ کے ہے اور تو مثل بچہ کے اس مین بند ہے باہر مرغان ہوا آواز کب سن سکتا ہے فافہم ۱۲ [2] جب چمکا الخ مع شعر مجھ آفتاب لطف اللہ کا چمکا اسپ و سگ رتبہ اصحاب کہف کا ملا اسکی تاب لطف کو یکسان مت جان کہ اس نے پتھر کو نشان دیا اس سے لعل جاذب نور کا ہے اور سنگ کو گرمی و تابانی ذرہ آگے اس کی مثال ہے جو آفتاب دیوار پر پڑتا ہے ویسا نہیں ہے کہ جو زیر آب رکھتا ہے یعنی آفتاب انوار الٰہی برابر سب پر پڑتا ہے مگر جو قابل ہے گرمی اس سے پاتا ہے مگر نشانی آفتاب کی سب مین پائی جاتی ہے آگے رجوع بقصہ سلطان و اسپ ہے فافہم ۱۲ [3] شاہ حیران الخ سو شعر شاہ اس سے حیران جو دم بھر ہوا عماد الملک کی جانب منہ کیا کہ اسے اخی یہ سب از بس پاک ہے یہ بہشتی ہے اس خاک سے نہین ہے عماد الملک نے کہا اسے شاہ دیو تیری رغبت سے فرشتہ ہو وے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس عماد الملک گفتش اے خدیو ۔۔۔ چون فرشتہ گردد از میل تو دیو
در نظر آنچه آوری گردد نیک ۔۔۔ پس گش ورعناست این کب ولیک
ہست ناقص این سر اندر پیکرش ۔۔۔ چون سر گاوست گوئی آن سرش
در دل خوارزم شہ این کار کرد ۔۔۔ اسپ را در منظر او خوار کرد
چون غرض گردد دلالہ وصفی ۔۔۔ از سہ گز کرپاس یابی یوسفی
چونکہ ہنگام فراق جان شود ۔۔۔ دیو دلالہ در ایمان شود
پس فروشد ابلہ ایمان اشتاب ۔۔۔ اندران تنگی بیک ابریق آب
وان خیالی باشد و ابریق نے ۔۔۔ قصد آن دلالہ جز تخریق نے
این زمان کہ تو صحیح و فربہی ۔۔۔ صدق را بر خیال میدہی
میفروشی ہر زمانی زر کان ۔۔۔ می ستانی ہمچو طفلان گردگان
پس دران رنجوری روز اجل ۔۔۔ نیست نادر گر بود اینت عمل
در خیالی صورتے جوشیدهٔ ۔۔۔ ہمچو جوزی وقت دق پوسیدهٔ
ہست از آغاز چون بدر این خیال ۔۔۔ لیک آخر می شود ہمچون ہلال
گر تو اول بنگری در آخرش ۔۔۔ فارغ آئی از فریب فاترش
جوز پوسیدہ ست دنیا ای امین ۔۔۔ امتحانش کم کن از دور ش بین
شاہ دید آن اسپ را با چشم حال ۔۔۔ وان عماد الملک با چشم مآل
چشم شہ دو گز ہمی دید از نغز ۔۔۔ چشم آن پایان نگر پنجاہ گز

پس عماد الملک بولا ای خدیو ۔۔۔ ہو فرشتہ تیری رغبت سے بھی دیو
جو تری مد نظر ہے وہ ہی نیک[۱] ۔۔۔ یہ ہو رعنا اسپ بہتر ہو ولیک
ہے وجود اسکے میں ناقص اسکا سر ۔۔۔ مثل بیل اسکا ہی سر ای دادگر
دل میں یہ خوارزم شہ کے جم گیا ۔۔۔ اسپ خوار اسکی نظر میں ہو گیا
جو غرض دلالہ ہو اور وصف کو ۔۔۔ تین گز کھادی سے پائے پوست تو
جبکہ ہنگام فراق جان ہو ۔۔۔ دیو دلالہ پے ایمان ہو
بیچے بس ایمان کو ابلہ شتاب ۔۔۔ جان کنی میں پھر اک ابریق آب
وہ خیال اک ہو نہیں ابریق ہو ۔۔۔ جز بلا ہو قصد سے دلال کو
اس گھڑی[۲] تو تندرست ہے اور بحال ۔۔۔ صدق کو دیتا ہے تو پھر خیال
بیچتا ہر دم ہے زر کان تو ۔۔۔ مثل کودک لے ہی تو اخروٹ کو
اس مرض کے درمیان روز اجل ۔۔۔ سے نہ ہو نادر اگر یہ ہو تیرا عمل
تو خیال زر بنائے شکل کو ۔۔۔ تو نے جب جون جوز بوسیدہ ہو وہ
بدر سا آغاز سے ہو وہ خیال ۔۔۔ لیکن آخر میں ہو وہ مثل ہلال
گر تو انجام اسکا اول دیکھ لے ۔۔۔ بس تو فارغ ہووے اسکے مکر سے
جوز[۳] بوسیدہ ہی دنیا جان لے ۔۔۔ آزما کم دیکھ اسے تو دور سے
دیکھا شہ نے اسپ چشم حال سے ۔۔۔ چشم آخر سے عماد الملک نے
چشم ظاہر شاہ کو دو گز دکھا ۔۔۔ چشم آخر بین کو بس سو گز دکھا

سلہ جو تری الخ ے شعر جو تیری مد نظر ہے وہ نیک ہے اور یہ اسپ رعنا و بہتر ہے ولیکن اس کے وجود میں سر اسکا ناقص ہے کہ بیل کے مانند سر اسکا ہی یہ دل میں خوارزم شاہ کے جم گیا اور اسپ اس کی نظر میں خوار ہو گیا آگے حقائق ہیں جو غرض دلالہ ہو اور وصف گو ہو یوسف کر تین گز کھادی میں تو پائے جبکہ ہنگام فراق جان کا ہو دیو دلالہ درپے ایمان ہو ابلہ شتاب ایمان کو بیچے جان کنی کے وقت واسطے ایک ابریق آب کے اور وہ ایک خیال ہو ابریق نہ ہو دلالہ کو بجز بلا کے قصد نہ ہو یعنی خیال انسان کو جو جم جاتا ہے وہ مشکل سے دور ہوتا ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گھڑی الخ ۶ شعر اس دن تو تندرست ہے اور بحال ہے تو صدق کو دیتا ہو واسطے خیال کے ہر دم تو زر کان کو بیچتا ہے اور کودک کے مانند اخروٹ لیتا ہی اس مرض کے درمیان اجل کے دن نادر نہیں ہے اگر یہ تیرا عمل ہے تو خیال میں شکل کو بنائے جو کہ مانند ٹوٹے جو وہ بوسیدہ ہو خیال آغاز سے بدر کے مانند ہے ولیکن آخر میں وہ مثل ہلال کے ہو اگر تو اس کا انجام دل دیکھ لے بس تو فارغ ہووے اس کے مکر سے یعنی عالم زندگی میں خیال انجام کا چاہیئے کرنا کہ یہ خیالات دنیوی ناقص و خراب ہیں پس تو انجام بین رہ آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جوز بوسیدہ الخ ے شعر جان لے کہ دنیا جوز بوسیدہ ہے کم آزما اور اسے تو دیکھ دور سے آگے رجوع بقصہ ہے شاہ نے اسپ دیکھا چشم حال سے اور عماد الملک نے چشم آخر سے شاہ کی چشم ظاہر سے دو گز دکھا اور چشم آخر بین کہ سو گز دکھا تا وہ سرمہ عجب ہے حق جسکو دے کہ پیچھے سو برس کے اسکو جان دکھی چشم سید جو کہ انجام پر تھی دنیا کو مردار کہا اس چشم سے آگے رجوع بقصہ ہے اسواسطے اسکا جو ایک عیب سنا شاہ کا دل سرد گھوڑے سے ہوا اپنی چشم چھوڑی اور اسکی چشم لی اپنا ہوش چھوڑا اور اسکی بات سنی یعنی چشم آخر بین بہتر ہے چشم حال بین سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا چه سرمه است آنکه یزدان میکشد ۔ کز پس صد پرده بینا جان رشد
چشم سید چون بآخر بود جفت ۔ پس بدان دیده جهان را جیفه گفت
زان یکی عیبش کی بشنید و خپ ۔ پس فسرد اندر دل او مهر اسپ
چشم خود بگذاشت چشم او گزید ۔ هوش خود بگذاشت قول او شنید
این بهانه بود کان دیان فرد ۔ از نیاز آن بر دل شه سرد کرد
در ببست از حسن او پیش نظر ۔ این سخن بُد در میان چون بانگ در
پرده کرد آن نکته را بر چشم شه ۔ که از آن پرده نماید مه سیه
پاک بنّائی که بر سازد حصون ۔ در جهان غیب از گفت و فسون
بانگ در دان گفت را از قصر راز ۔ تا که بانگ در ادا خدست آن بافراز [?]
بانگ در محسوس و در از حس برون ۔ یبصرن این بانگ و در لا یبصرن
چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد ۔ تا چه در از روضه جنت باز شد
بانگ گفت بد چو در وا می‌شود ۔ از سقر تا خود چه در وا می‌شود
بانگ در بشنو چو دوری از درش ۔ ای خنک او را که وا شد منظرش
چون تو می‌بینی که نیکی می‌کنی ۔ بر حیات و راحتی بر می‌زنی
چونکه تقصیر و فسادی می‌رود ۔ آن حیات و ذوق پنهان می‌شود
دید خود مگذار از دید خسان ۔ که بمردارت کشند این کرکسان
چشم چون نرگس فرو بندی که هین ۔ که عصا اَم کش که کورم ای امین
وین عصا کش که گزیدی در سفر ۔ باز بین کو هست از تو کورتر

تا عجب سرمہ ہی وہ حق دے جسے ۔ پیچھے سو پردون کے جان اسکو دکھے
چشم سید جو کہ تھی انجام پے ۔ جیفہ دنیا کو کہا اس چشم سے
اس لئے اک عیب اسکا جو سنا ۔ شاہ کا دل اسکے گھوڑے سے ہوا
چشم اپنی چھوڑی اسکی چشم سے ۔ ہوش اپنا چھوڑا بات اسکی سنی
یہ بہانا تھا[1] کہ اس خلّاق نے ۔ سرد دل شہ کا کیا اس عجز سے
باندھا اور اس حسن سے پیش نظر ۔ یہ سخن تھا درمیان جون بانگ در
چشم شہ پر وہ سخن پردہ بنا ۔ کہ دکھے پردے سے اسکو مہ سیا
ایسے بانی کہ بنائے قلعہ کو ۔ بس جہان غیب مین با گفتگو
قال بانگ در ہی قصر راز سی ۔ تا بلند اس سے ہوا آواز ہی
بانگ در محسوس و در حس سے برون ۔ یبصرون یہ بانگ و در لا یبصرون
جنگ[2] حکمت جو ہوا بس خوش نوا ۔ تا عجب در باغ جنت سے کھلا
جو جدا ہوتا ہے بانگ قول بد ۔ کھلتا ہی اک در عجیب دوزخ سے خود
بانگ در سن در جو تجھ سے دور ہے ۔ ای وہ اچھا جسکو وہ کھڑکی کھلے
جو کہ تو دیکھے کہ نیکی تو کرے ۔ بس حیات و راحتون پر تو پڑے
جو فساد اور جرم پیدا تجھ سے ہو ۔ بس حیات اور ذوق چھپا تجھ سے ہو
دیدنا کس سے بچو اپنی تو دید ۔ کھینچین تجھ کو گدھ مردار پلید
مثل نرگس کے تو آنکھین بند کر ۔ کہ عصا کھینچ اندھا مین ہون ای بشر
جو عصا[3] کش تو نے ہی ہمراہ لیا ۔ دیکھ تو تجھ سے ہی وہ اندھا سوا

[1] یہ بہانا آخر ۶ شعر یہ بہانا تھا کہ اس خلاق نے شاہ کا دل سرد کیا اس عجز سے دروازہ باندھا پیش نظر اس حسن سے یہ سخن درمیان مین تھا مانند بانگ دریا کے چشم شاہ پر سخن پردہ بنا کہ پردے سے اسکو ماہ سیاہ دکھے ایسا بنانے والا کہ قلعہ کو بنائے جہان غیب مین گفتگو سے گفتگو بانگ در ہے قصر راز سے تاکہ بلند آواز ہوا بانگ در محسوس اور در حس سے باہر ہے بانگ رکھتی ہے اور در دیکھتا نہین یعنی گفتگو انسان کی در راز کی بانگ ہے بانگ سنتی ہے اور راز کہتا نہین ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ [2] جنگ حکمت آخر ۷ شعر جنگ حکمت بس خوشنما ہوا تاکہ عجب در باغ جنت کھلا بانگ قول بری جو جدا ہوتی ہے تو ایک عجیب در دوزخ سے خود کھلتا ہے بانگ در کی سن جو در تجھ سے بند ہے اے وہ اچھا ہے کہ جسکو وہ در یچہ کھلے جو تو دیکھے کہ تو نیکی کرتا ہے بس حیات اور راحتون پر تو پڑتا ہے جو فساد اور جرم تجھ سے پیدا ہو بس حیات و ذوق تجھے ہو دید ناکس سے تو اپنی دید بچو کہ تجھکو گدھ کھینچین طرف مردار پلید کے نرگس کے مانند تو آنکھین بند کر کہ عصا کھینچو میں اندھا ہون یعنی قول نیک بانگ در جنت کی ہے اور قول بد بانگ در دوزخ کی ہے بس تو اپنی دید کو دیدنا کس سے مت بچو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو عصا کش آخر ۶ شعر اے تو نے جو عصا کش ہمراہ لیا تو دیکھ کہ وہ تجھ سے اندھا ہوا ہے تو اندھون کے مانند رسی خدا کی پکڑ اور امر و نہی کے سوا رغبت نہ کر رسی خدا کی کیا ہے ہوا کا چھوڑنا کہ عاد کو یہ ہوا صرصر ہوئی ہے مخلوق قید مین ہے از راہ ہوا کے ختم شحنہ و شعلہ نار از راہ ہوا کے شکین بندھا خوف دار آزاد ہوا کے یعنی رسی خدا کی ترک ہوا و ہوس ہے بس تو اس رسی کو امر و نہی کے موافق پکڑ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست کورانہ بہ حبل اللہ زن
جزبہ امر و نہی یزدانی متن
مثل اندھون کے پکڑ حبل خدا
کرنہ رغبت امر و نہی کے بس سوا

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا
کاین ہوا شد صرصری مر عاد را
حبل حق کیا ہے ہوا کا چھوٹنا
عاد کو صرصر ہوئی ہے یہ ہوا

خلق در زندان نشستہ از ہوا ست
مرغ را پرہا بہ بستہ از ہوا ست
قید مین مخلوق ہے از رہ ہوا
مرغ پر بستہ رہے از رہ ہوا

ماہی اندر تابہ گرم از ہوا ست
رفتہ از مستوریان شرم از ہوا ست
مچھلیان مچھنتی مین بسا زرہ ہوا
بیحیا تین عورتین از رہ ہوا

خشم و شحنہ شعلہ نار از ہوا ست
چار میخ و ہیبت دار از ہوا ست
خشم شحنہ شعلہ نار از رہ ہوا
شکنجین بندھنا خوف دار از رہ ہوا

شحنۂ اجسام دیدی بر زمین
شحنۂ احکام جان را ہم ببین
جسم[ع۱] کے شحنہ کو دیکھا خاک پے
شحنۂ احکام جان بھی دیکھ لے

روح را در غیب خود اشکنجہ ہاست
لیک تا نجہی شکنجہ در خفا ست
ہے شکنجہ غیب مین خود روح کا
تا نہ چھوٹے گے ہے وہ اشکنجہ چھپا

چون رہیدی بینی اشکنجہ دمار
زانکہ ضد از ضد بہ گردد آشکار
جبکہ تو چھوٹے گے دیکھے اشکنجہ دو
کیونکہ ضد سے ضد ہی ظاہر ہی نکو

آنکہ در چہ زاد و در آب سیاہ
او چہ داند لطف دشت و رنج چاہ
آب تیرہ چاہ مین پیدا ہی جو
لطف دشت و رنج چہ کیا جانے وہ

چون رہا کردی ہوا از بیم حق
در رسد سغراق از تسنیم حق
خوف حق سے چھوڑی تو نے جو ہوا
بادۂ تسنیم جنت ہو عطا

لا تطرق[ع۲] فی ہواک سلسبیل
من جناب اللہ نحو السلسبیل
لا تطرق فی ہواک سلسبیل
من جناب اللہ نحو السلسبیل

لا تکن[ع۳] طوع الہوی مثل الحشیش
ان[ع۴] ظل العرش اولی من عریش
لا تکن طوع الہوی مثل الحشیش
ان ظل العرش اولی من عریش

گفت سلطان اسپ[۱] داپس برید
زود تر زین مظلمہ باز م خرید
بولا[ع۵] سلطان اسپ کو واپس کرو
اور نجات اس مظلمہ سے مجھکو دو

بادل خود شہ بفرمود این قدر
شیر را مفریب زین راس البقر
اسقدر دل مین کہا اس شاہ نے
شیر کو سر بیل سے دھوکا نہ دے

پای گاو اندر میان آری زداؤ
او نہ زد حق بر اسپی شاخ گاو
درمیان لاتا ہی بیل از راہ کین
سینگ گھوڑے کے اگاتا حق نہین

بس مناسب صنعت این شہر زاد
کے نہد بر جسم اسپ او عضو گاو
بس مناسب صنعت استاد ہے
بیل کا اعضا نہ گھوڑے پر رکھے

زان ابدان و امناسب ساختست
قصرہای منتقل پرداختست
کی مناسب خلقت ان جسمونکی ہے
پھرنیوالے محل بس پیدا کیئے

درمیان قصرہا تخت تہا
از سوے جبسوے این جہر تہا
اور[ع۶] ان محلون مین کی ہین موریان
سوے جبوبی کو نہرین ہین روان

وز درون شان عالمی بے منتہا
درمیان خرگہے چندین فضا
اور ان مین ایک عالم ہو بڑا
اندران خیمونکے جنگل ہین سوا

ع۱ جسم کے شحنہ کو الخ یہ شعر کہا جسم کے شحنہ کو کہ خاک پر ہے احکام جان کے شحنہ کو بھی دیکھ لے غیب مین شحنہ روح کا ہے جب تک نہ چھوٹے گے وہ شکنجہ چھپا ہے جبکہ تو چھوٹے گے وہ شکنجہ دیکھے کیونکہ ضد سے ضد ظاہر ہے جو آب تیرہ چاہ مین پیدا ہے لطف دشت و رنج چاہ کا وہ کیا جانے جو تو نے خوف حق سے ہوا چھوڑی بادہ تسنیم جنت کی عطا ہو ترجمہ مائل مت ہو طرف خواہش کے مانند گھاس کے ہی تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے چھپر سے یعنی غیب مین روح کا شکنجہ ہے جب تک تو فنا نہ ہووے وہ شکنجہ تجھ کو معلوم نہ ہووے پس تو اپنی خواہش کو چھوڑ کہ یار ملے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ع۵ بولا سلطان الخ یہ شعر سلطان نے کہا کہ اسپ کو واپس کر اور مجھکو نجات اس مظلمہ سے دو اور شاہ نے اسقدر دل مین کہا کہ شیر کو بیل کے سر سے دھوکا نہ دے بیل کو درمیان از راہ کینہ کے لاتا ہی کہ حق گھوڑے کے سینگ اگاتا نہین ہے صنعت استاد کی مناسب ہے بیل کے اعضا گھوڑے پر نہین رکھتا ہے ان جسمونکی مناسب خلقت ہی کہ محل پھیرنے والے پیدا کئے اور ان محلون مین موریان کی ہین سوئے سے جیسے جوبی کو نہرین رواں ہین یعنی حق نے اپنی صنعتین مناسب کی ہین کہ ایک کا اعضا دوسرے پر نہین رکھا ہے اور وجود انسان کو ایک محل کہ اس مین کہ انہین موریان سوئی سے کسوٹی کو جاتی ہین آگے اسکا بیان ہی ع۶ اور ان مین الخ یہ شعر اور ان محلون مین ایک عالم بڑا ہے اور ان خیمون مین جنگل ہوا ہی کبھی دریا کو تیرہ دکھائے اور کبھی قعر چاہ کو باغ دکھلائے قبض و بسط چشم و دل کی خو بجلانا ہی جو کہ وہ مہدم سحر حلال کرتا ہے اسواسطے مصطفے صلعم نے حق سے چاہا کہ نیک و بد کی ماہیت مجکو دکھلا جو تو انہا کہ فرق لے مجکو پشیمانی سے تعلق نہووے یعنی وجود انسان مین ایک عالم بڑا ہی اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے ماہیت اشیاء کے دیکھنے کی دعا حق تعالی سے کی تھی یہ حدیث اللہم ارنا الاشیاء کما ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم
ع۴ ہم گردن مت ہو خواہش طمع مین جو چاہے اسنے جناب سے بیچ طرف چشمہ سلسبیل کے ۱۲ ع۳ مت ہو تابع خواہش الہی مانند گھاس کے ۱۲ تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے چھپر سے ۱۲

گہ چو گو بوسے نماید ماہ را ۔ گہ نماید روضہ قعر چاہ را
قبض و بسط چشم و دل ز ذو الجلال ۔ دمبدم چون می کند سحر حلال
زین سبب در خواست از حق مصطفے ۔ زشتہا را زشت و حق را حق نما
تا باخر تو بہ گردانی ورق ۔ از پشیمانی نیفتم در قلق
مکر کرد آن عماد الملک فرد ۔ مالک الملکش بدان ارشاد کرد
حیلۂ محمود این باشد ولیک ۔ تو ممیز باش مر بد را ز نیک
مکر حق سر چشمۂ این مکرہاست ۔ قلب بین الاصبعین کبریاست
آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس ۔ آتشی داند زدن اندر پلاس
بے نہایت آمد آن خوش سرگذشت ۔ چون غریب از گور خواجہ باز گشت

گہ دکھائے دیو تیرہ ماہ کو ۔ گہ دکھائے باغ قعر چاہ کو
قبض و بسط چشم و دل باذو الجلال ۔ دمبدم کرتا ہے جون سحر حلال
مصطفےٰ نے حق سے چاہا اس لیے ۔ نیک و بد کی ماہیت دکھلا مجھے
انتہا تک جو کہ تو لوٹے ورق ۔ نے پشیمانی سے مجکو ہو قلق
جو[1] عماد الملک نے حیلہ کیا ۔ حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا
حیلہ محمود یہ ہے جان لے ۔ تو تمیز اب نیک بد مین کر ہی لے
مکر حق سر چشمہ ان مکرون کا ہی ۔ قلب بین الاصبعین ایزد رکھے
تیرے دل مین مکر جو پیدا کرے ۔ ٹاٹ مین آتش لگا نا وہ سکے
بے نہایت آیا اب وہ ماجرا ۔ جو غریب اُس گور خواجہ سے پھرا

باز گشتن بحکایت غریب وامدار و خواب دیدن پا مرد

لوٹنا طرف حکایت غریب قرضدار کے اور خواب دیکھنا ساعی کا

پا مردش سوی خانۂ خویش برد ۔ وجہ صد دینار را با او سپرد
تو لش آورد و حکایتہاش گفت ۔ کز امید اندر دلش صد گل شگفت
آنچہ بعد العسر یسر او دیدہ بود ۔ با غریب از قصۂ آن لب کشود
نیم شب بگذشت افسانہ کنان ۔ خواب شان انداخت مرعای جان
دید پا مرد آن ہمایون خواجہ را ۔ اندران شب خواب در صدر سرا

پس[2] اُسے ساعی گھر اپنے لے گیا ۔ توڑا سو دینار کا اُس کو دیا
پس کھلایا کھانا اور قصے کہے ۔ سو طمع کے اُسکے دلمین گل کھلے
دیکھا بعد العسر یسر اُسنے تھا جو ۔ اُس مسافر سے کہا اس حال کو
آدھی[3] رات اسکو تکھانیمن گئی ۔ خواب اسکو دشت جان مین لیگئی
دیکھا ساعی نے ہمایون خواجہ کو ۔ خواب مین شب کے جو سویا گھر مین وہ

سلہ جو عماد الملک نے الخ ۵ شعر جو عماد الملک نے حیلہ کیا حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا یہ حیلہ محمود ہے جان لے ولیکن تو تمیز اب نیک بد مین کرے مگر حق ان مکرون کا سر چشمہ ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون کے حق رکھتا ہے جو تیرے دل مین مکر پیدا کرے وہ ٹاٹ مین آتش لا سکتا ہے اب وہ ماجرا بے نہایت آیا جو غریب اس گور خواجہ سے پھرا یعنی جس حیلہ سے مخلوق کو نفع ہو پہنچے اور حیلہ محمود ہے کہ مکر حق سر چشمہ مکرون کا ہے آگے حکایت غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پس اسے الخ ۳ شعر پس اس کو ساعی اپنے گھر لیگیا اور سو دینار کا توڑا اس کو دیا پس کھانا کھلایا اور قصے کہے کہ سو طرح کے گل اس کے دل مین کھلے جو اس نے بعد رنج کے آرام دیکھا تھا اُس مسافر سے اس حال کو کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آدھی رات الخ ۲ شعر اس کو آدھی رات قصوں مین گئی اور خواب اسکو دشت جان مین لے گئی ساعی نے خواجہ ہمایون کو دیکھا خواب شب مین جو وہ گھر مین سویا خواجہ نے ساعی سے کہا کہ اے خیر خواہ جو تو نے کہا وہ سب مین نے سنا اس کے جواب دینے کا حکم نہ تھا اور سے اشارہ تجھ سے نہ کچھ کہہ سکا آگے اس کے حقائق ہین جو مین چگونہ و چون سے واقف ہوا میرے لب پر حق مہر رکھتا ہے تا غیب کا بھید ظاہر نہ ہووے اور تا نظم عالم کا برہم نہ ہووے یعنی اہل گور سب بیان کا سنتے ہین مگر حکم جواب دینے کا نہین ہے کہ راز و بیان کا ظاہر ہونہ جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجه گفت ای پامرد با نمک | آنچه میگفتی شنیدم یک بیک
لیک پاسخ دادنم فرمان نبود | بی اشارت لب نیارستم گشود
ما چو واقف گشته‌ایم از چون و چند | مهر بر لبهای ما بنهاده اند
تا نگردد رازهای غیب فاش | تا نگردد منهدم نظم معاش
تا نگردد هیچکس واقف بران | تا نسوزد پردهٔ دعوی دران
تا ندرد پردهٔ غفلت تمام | تا نماند دیگ حکمت نیم خام
تا نیفتد از طبق سرپوش غیب | تا نه بیند دیدنی را عین ریب
ما همه گوشیم کر شد نقش گوش | ما همه نطقیم اما لب خموش
ما همه عینیم کر شد نقش عین | بل همه عینیم ما بی میغ و غین
غرق دریائیم گرچه قطره ایم | جملگی شمسیم گرچه ذره ایم
بی حجاب درد کل آییم صاف | در جهان جاودان گشته معاف
هرچه ما دادیم دیدیم این زمان | کانجهان عینست وین آنجهان
روز کشتن روز پنهان کردن ست | تخم در خاکی پریشان کردن ست
وقت بدرودن گه منجل زدن | وقت اظهار آمد و پیدا شدن

بولا خواجہ ساعی سے اے خیرخواہ | جو کہا تو نے وہ سب مین نے سنا
حکم دینے کا جواب اُسکے نہ تھا | بے اشارہ کچھ نہ تجھ سے کہہ سکا
جو چگون و چون سے مین واقف ہوا | مہر لب پر میرے رکھے ہے خدا
تا نہ ہووے بھید ظاہر غیب کا | تا نہ برہم نظم عالم ہو بھلا
تا نہووے اس سے واقف کوئی کس | تا جلے پردہ نہین دعوی کا بس
تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام | تا نہ ہووے دیگ حکمت نیم خام
نے طبق سے غیب کا سرپوش اُٹھے | مدعی تا راز کو نے دیکھ لے
ہم ہین کل گوش اور بہرا نقش گوش | ہم ہین کل نطق ولیکن لب خموش
عین کل ہم بہرا نقش عین ہے | عین کل ہم سب بے غبار ابر کے
غرق ہم دریا مین قطرہ گرچہ ہین | شمس کل ہم ہین ذرہ گرچہ ہین
بے حجاب درد آب صاف ہین | ہم ہین آزاد اس جہان پاک مین
جو دیا تھا ہم نے دیکھا اس زمان | یہ جہان بہتر و بدتر وہ جہان
روز بونے کا ہے کھیتی کے لئے | خاک اندر تخم ریزی کے لئے
کاٹنے کا یہ درانتی کا ہے وقت | اور آیا پیداواری کا ہے وقت

گفتن خواجه در جواب آن پامرد وجوه وام آن دوست را که به تبریز آمده بود و نشان دادن جائے دفن آن سیم را و پیغام به وارثان که البته ازان هیچ باز نگیرند

کہنا خواجہ کا جواب مین اُس ساعی قرضدار غریب کو کہ تبریز مین آیا تھا اور بتا دینا جائے دفن مال کو اور کہلا بھیجنا وارثون کو کہ ہرگز اس مین سے نہ لین

سلہ تا نہووے الخ ۶ شعر تا اسپر کوئی شخص واقف نہ ہووے اور تا پردہ دعوی کا نہ جلے تا پردہ غفلت کا بالکل نہ پھٹے اور تا دیگ حکمت کی نیم خام نہ ہوئے طبق سے تا ہر سرپوش نہ اُٹھے تا راز کو مدعی نہ دیکھ لیوے ہم ہین کل گوش اور نقش گوش بہرا ہے ہم ہین کل نطق ولیکن خاموش لب ہین ہم ہین کل عین اور نقش عین بہرا ہے ہم ہین عین کل مین غبار و ابر کے اگرچہ ہم قطرہ ہین ولیکن غرق دریا ہین اگرچہ ہم ذرہ ہین ولیکن کل شمس ہین یعنی ہم بالکل چشم و گوش ہین اور چشم و گوش ظاہری بیکار ہین کہ ہم دریائے ذات مین پنہان ہین پس ہم وہی ذات ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے حجاب الخ ۲ شعر ہم اب صاف بے حجاب درد کے ہین اور ہم آزاد اس جہان پاک مین ہین جو ہم نے دیا تھا اسوقت دیکھا کہ یہ جہان بہتر اور بدتر وہ جہان ہے دن بونے کا کھیتی کے واسطے ہے اور خاک مین تخم ریزی کے واسطے یہ وقت کاٹنے درانتی کا ہے اور وقت پیداوار کا آیا ہے یعنی جو کچھ دنیا مین ہم نے دیا تھا اب اس عالم مین ہم وہ دیکھتے ہین پس دنیا مین کھیتی کرنے و بونے کا وقت ہے اور اس جہان مین کاٹنے و نفع اُٹھانے کا وقت ہے آگے خواجہ کا خواب مین کہنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

بشنوا کنون راز مهمانِ جدید | من همی دیدم که او خواهد رسید
هم شنیده بودم از وی‌اش خبر | بسته بهر او دو سه پاره گهر
که وفائی وام او هست آن ویش | تا که ضیقم دا نگردد سینه ریش
وام دارد از ذهب او نه هزار | وام را از بعض او گو وا گزار
فضله ماند زان بسی گو خرج کن | در دعاگوئی مرا هم درج کن
خواستم تا آن بدست خود دهم | در فلان دفتر نوشته ست آن رقم
خود اجل مهلت ندادم تا که من | خفیه بسپارم بدو در ترعدن
لعل و یاقوت ست بهرِ اداء | در خوری و نوشته نام او
در فلان طاقیش مدفون کرده‌ام | من غم آن پاره پیشین خورده‌ام
قیمت آن می نداند جز ملوک | فاجتهد بالبیع ان لم یخدعوک
در بیوع آن کن تو از خوف خرار | که رسول او خفت سه روز اختیار
از کساد آن مترس و در صفت | که رواج آن نخواهد هیچ خفت
وارثانم را سلامی من بگوی | وین وصیت را بیان کن مو بموی
تا نه بسیاری آن زر شکنند | بی گرانی پیش آن مهمان نهند
ور بگوید او نخواهم این فره | گو بگیر و هر که او خواهی بده
زانچه دادم باز نستانم فقیر | سوی پستان باز ناید هیچ شیر
گشته باشد همچو سگ قی لا اکول | مسترد صدقه از قول رسول
بهر او بنهاده‌ام آن از دو سال | کرده‌ام من نذر با با ذوالجلال

سُن[1] تو اب مہمان نو کے راز کو | جانتا تھا میں کہ بس آویگا وہ
بھی سُنی تھی اُسکے قرضہ کی خبر | رکھے دو تین اُسکے خاطر تھے گہر
کہ وفا اس کی وہ قرضہ کو کرے | تا مرا محروم مہمان نہ پھرے
وہ قرض رکھتا ہے زر سے نو ہزار | بعض سے کرلے ادا قرضہ وہ یار
باقی لائے اپنے خرچہ میں اُسے | اور دعا میں وہ کرے شامل مجھے
چاہا میں نے دوں اپنے ہاتھ سے | اور فلان دفتر میں لکھا ہے اُسے
پر اجل نے مجھکو مہلت دی کہتا | میں وہ خفیہ گوہر اسکو سونپتا
لعل[2] و یاقوت اُسکے قرضہ کیلئے | ایک کلیا پر لکھا نام اسکا ہے
اور فلانے طاق میں گاڑا اُسے | میں نے غم کھایا ہے اسکا قبل سے
جانے قیمت اسکی نے جز شاہ کے | سعی کر بیع میں نہ نقصان ہو تجھے
خوف کھوٹے پن سے بیع میں کر تو یار | جو نبی سے تین دن ہیں اختیار
کھوٹے پن سے مت تو رکھ کر بیچنا | کہ چلن اسکا نہ کمتر ہوئے گا
وارثوں کو میرے تو کہنا سلام | اور بیان کرنا وصیت کا پیام
تا زیادہ مال سے حیران رہیں | بے تأمل آگے مہمان کے رکھیں
گر[3] کہے وہ میں نہیں لیتا سوا | کہہ دے اور جسکو چاہے کر عطا
جو دیا میں نے نہ واپس لوں ذرا | شیر پستان میں کہیں واپس گیا
قے کا کھانے والا مثل سگ ہوا | صدقہ واپس لے بقول مصطفےٰ
دو برس سے رکھا وہ اس کے لئے | وہ نذر میں نے کری اللہ سے

سلہ[1] سن تو الخ ۔ شعر تو اب مہمان نو کے راز کو سن میں جانتا ہوں کہ وہ آویگا بھی اُس کے قرضہ کی خبر سنی تھی اور تین گوہر اُس کے خاطر رکھے تھے کہ اس کے قرضہ کو وہ وفا کرے تا میرا مہمان محروم نہ پھرے وہ نو ہزار روپیہ قرض رکھتا ہے تا بعض سے وہ قرضہ ادا کرے باقی سے اپنے خرچ میں لاوے اور مجکو دعا میں شامل کرے میں نے چاہا اپنے ہاتھ سے دوں اور فلانے دفتر میں اُسی رقم کو لکھا ہے مجکو اجل نے مہلت نہیں دی کہ تا میں وہ گوہر خفیہ اُسے سونپتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[2] لعل و یاقوت الخ ۔۔ شعر لعل و یاقوت اس کے قرضہ کیواسطے ایک جگہ پر اس کا نام لکھا ہے اور فلانے طاق میں اُسے گاڑا ہے کہ میں قبل سے اسکا غم کھایا ہے اس کی قیمت بجز شاہ کے نجانے بیع میں اس کی سعی کر کہ تجھے نقصان نہ ہووے تو وہ کھوٹے پن سے بیع میں کرے جو نبی سے تین دن اختیار کے ہیں تو کھوٹے پن سے گر کر مت بیچنا کہ اس کا چلن کمتر نہ ہوویگا میرے وارثوں کو تو سلام کہنا اور میری وصیت کا پیام بیان کرنا تا کہ زیادہ مال سے حیران رہیں اور بے تأمل آگے مہمان کے رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[3] گر کہے الخ ۔ شعر اگر وہ کہے کہ میں سوا نہیں لیتا ہوں کہہ دے اور جسکو چاہے بخشدے جو میں نے دیا ذرا واپس نہ لونگا کہیں شیر پستان میں واپس گیا ہے آگے مثال اس کی ہے قے کا کھانیوالا سگ کے مانند ہوا جو صدقہ واپس لے بقول مصطفےٰ علیہ السلام کے وہ اسکے واسطے دو برس سے رکھا ہے کہ میں نے وہ نذر اللہ سے کری ہے اور اگر وہ پھینکے اُس نذر کو تو کہہ کہ وہ بخشش اسکے سر پر ڈالدو جو کوئی وہاں آئے جو کوئی وہاں آئے اُس زر کو لے کہ تحفہ پیکون کا کب واپس پھیرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

در ہند و در نیاید آن زرش — کو بریزند آن عطارا بر سرش
ہر کہ آنجا بگذرد زر می برد — نیست ہدیہ مصلحان را مسترد
در رواداراند چیزی زان ستد — بیست چندان خود زیان شان میرسد
گہ روان من پذد لانند زود — صد دریہ محنت برایشان برگشود
از خدا امید دارم من لبق — کہ رساند حق را با مستحق
دو قضیہ دیگر بود را شرح داد — لب بذکر او بجو اہم برکشاد
تا بماند دو قضیہ سر درانہ — ہم نہ گردد مثنوی چندین دراز
برجہید از خواب انگشتک زنان — گہ غزلخوان وگہ نوحہ کنان
گفت مہمان در چہ سودا ہستی — یا مُرداست و خوش برخاستی
تا چہ دیدی خواب دوش ای بوالعلا — کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
خواب دیدہ فیل تو ہندوستان — کہ رمیدستی ز حلقہ دوستان
گفت سوداناک خوابے دیدہ ام — در دل شب آفتابے دیدہ ام
خواب دیدم خواجہ بیدار را — آن سپردہ جان بے دیدار را
خواجہ را دیدم بخواب ای بوالعلا — آن سپردہ جان راہِ کبریا
خواب دیدم خواجہ معطی المنیٰ — واحد کالالف از امر خدا
مست و بیخود اینچنین بر می شمرد — تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
درمیان خانہ افتاد او دراز — خلق انبہ گرد او آمد فراز
با خود آمد گفت اے بحرِ خوشی — اے نہادہ ہوشہا در بیہشی

اور اگر پھینکے وہ اس زر کو تو لو — کہدو وہ بخشش اسکے سر پڑال لو
جو کوئی آئے وہاں اس زر کو لے — تحفہ بس نیکو نکا کب واپس پھرے
گر[سل] ذرا لینا رکھین اس سے روا — بیس حصے انکا نقصان ہو سوا
گر مری جان کو وہ کچھ تکلیف دین — انپہ سود روا زے محنت کے کھلین
مین رکھون امید حق سے ای نکو — کہ وہ بس پہونچائین حق حقدار کو
پائے مطلب اُسنے اور دو دوسرے — لب نہین کھولونمین اسکے ذکر سے
تا وہ دو مطلب ہین پوشیدہ راز — کبھی نہووے مثنوی از بس دراز
خواب سے چٹکی بجاتا وہ اٹھا — گاہ غزلین پڑھتا گہ گریہ کنان
بولا[سلہ] مہمان تجھ کو کیا سودا ہوا — ساعیا تو مست اور خوش جو اٹھا
خواب مین کیا شب کو دیکھا ای نکو — شہر و جنگل مین سماتا ہے نہ تو
دیکھی خواب ہند تیرے فیل نے — جو کہ بھاگا حلقہ احباب سے
بولا سودا کی بھری دیکھی ہے خواب — دیکھا مین نے نصف شب مین آفتاب
خواجہ بیدار دیکھا خواب مین — اُسنے جان دی دیدار نایاب مین
خواب مین خواجہ کو دیکھا ای علا — جان سونپی اُس نے بہر کبریا
خواب مین دیکھا وہ خواجہ باسخا — تھا ہزار اک وہ بحکم کبریا
مست[سلہ] و بیخود گنتا تھا وہ ایسے ہی — تا کہ مستی عقل اُس کی لے گئی
وہ دراز اب گھر کے اندر تھا پڑا — خلق انبہ گرد اُسکے تھی سوا
ہوش مین آ بولا اے بحر خوشی — اے تو رکھے ہوش اندر بیہشی

سلہ گر ذرا آگے شعر اگر اس سے ذرا لینا روا رکھین بیس حصے انکا نقصان سوا ہووے اگر میری جان کو وہ کچھ تکلیف دین انپر دروازے محنت کے کھلین مین امید حق سے رکھتا ہون کہ وہ حق حقدار کو پہونچائین اور دو مطلب دوسرے اس سے حاصل ہوتے ہین اُس کے ذکر سے لب نہ کھولون تا کہ وہ دو مطلب پوشیدہ راز ہین کہ مثنوی دراز نہ ہووے وہ خواب سے چٹکی بجاتا اُٹھا کبھی غزلین پڑھتا اور کبھی روتا یعنی دیدار جناب رسول مقبول صلعم سے خواب مین فوائد دین و دنیا کے اسے حاصل ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مہمان آگے شعر مہمان نے کہا کہ تجکو کیا سودا ہوا ہے ساعی جو تو مست و خوش اُٹھا خواب مین کیا شب کو دیکھا کہ شہر و جنگل مین تو سماتا نہین ہے تیرے فیل نے دیکھی خواب ہندی جو کہ حلقہ احباب سے بھاگتا ہے کہ سودا کی بھری خواب دیکھی ہے کہ مین نے نصف شب مین آفتاب دیکھا ہے خواجہ بیدار کو دیکھا خواب مین کہ اُس نے اس نایاب کی دید مین جان دی خواب مین خواجہ کو دیکھا اور اُس نے جان سونپی واسطے خدا کے خواب مین وہ خواجہ باسخا دیکھا کہ وہ ایک برابر ہزار کے تھا بحکم خدا یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کہ حیات النبی مین خواب مین دیکھا آگے حصہ ہر کا حال در پردہ محتسب کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ مست و بیخود آگے شعر مست و بیخود ایسے ہی گنتا تھا کہ تا مستی عقل اسکی لیگئی وہ گھر کے اندر دراز پڑا تھا انبوہ خلق کا اسکے گرد سوا تھا ہوش مین آ کر کہا کہ ای بحرِ خوشی تو ہوش رکھتا ہے بیہوشی مین تو خواب مین بیداری کو رکھتا ہے اور تو عاشقی مین معشوق کو رکھتا ہے فقر مین تو غنی کو پوشیدہ کرتا ہے اور طوق دولت فقر مین پنہان باندھتا ہے ضد کے اندر ضد پوشیدہ ہے اور آگ اندر آب سے آن بھری ہے آتش نمرود مین ایک باغ ہے کہ اب سوا ہوئی نشاط و خرچ سے یعنی ضد کے اندر ضد بھری ہے اسواسطے خواب کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہوتا ہے فافہم ۱۲

خواب در بنہادۂ بیدار بے ۔ بستۂ در بیدے دلدار بے
منعمے پنہان کنی در ظل فقیر ۔ طوق دولت بندی اندر غل فقیر
ضد اندر ضد پنہان مندرج ۔ آتش اندر آب سوزان مندمج
روضۂ در آتش نمرود درج ۔ دخلہا رویان شدہ از بذل و خرج
تا بگفتہ مصطفیٰ شاہ نجاح ۔ السماح یا اولی النعمار باح
ما نقص مال من الصدقات قط ۔ انما الخیرات نعم المرتبط
جوشش و افزونی زر در زکوٰۃ ۔ عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ
آن زکوٰتت کیسہ‌ات را پاسبان ۔ وان صلاتت ہم ز گرگانت شبان
میوۂ شیرین نہان در شاخ و برگ ۔ زندگی جاودان در زیر مرگ
زبل گشتہ قوت خاک از شیوۂ ۔ زان غذا زادہ زمین را میوۂ
در عدم پنہان شدہ موجودیے ۔ در سرشت ساجدے مسجودیے
آہن و سنگ از برونش مظلمی ۔ وز درون نوری و شمع عالمی
درج در خوفی ہزاران ایمنی ۔ در سواد چشم چندین روشنی
اندرون گاو تن شہزادۂ ۔ گنج در ویرانۂ بنہادۂ
تا خری پیری گریزد زان نفیس ۔ گاو بیند شاہ نے یعنی بلیس

خواب مین بس رکھے بیداری کو تو ۔ عاشقی مین رکھے معشوقی کو تو
فقر مین پنہان کرے تو منعمی ۔ طوق دولت فقر مین باندھے خفی
ضد اندر ضد ہے پنہان اور خفی ۔ آگ اندر آب سوزان کے بجھی
آتش نمرود مین اک باغ ہے ۔ ہوئی سو آمد عطا و خرج سے
تا کہ بولے مصطفیٰ[1] شاہ نجاح ۔ السماح یا اولی النعمار باح
اے صاحب نعمت عطا و بخشش تمہارا فائدہ ہے
ما نقص مال من الصدقات قط ۔ انما الخیرات نعم المرتبط
مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز ۔ تحقیق صدقہ و خیرات بہتر آلہ ہے تر و تازہ ۱۲
مال کی ہے زیادتی اندر زکوٰۃ ۔ پاک دے فحشا و منکر کو صلوٰۃ
پاسبان کیسہ ہے تیری زکوٰۃ ۔ اور شبان ہے گرگ سے تیری صلوٰۃ
میوہ شیرین خفیہ شاخ و برگ مین ۔ زندگی جاوید کی ہے مرگ مین
گندگی اک رہ سے قوت خاک ہے ۔ اس غذا سے میوہ تازہ خاک دے
اور عدم[2] مین اخفا اک موجود ہے ۔ خلقت ساجد مین اک مسجود ہے
سنگ آہن گرچہ باہر سے سیا ۔ لیک اندر سے رکھے شمع و ضیا
اور ہزارون خوف مین ہے ایمنی ۔ چشم کی سیاہی مین ہے بس روشنی
گاو تن مین ایک شہزادہ ہے تو ۔ گنج ویرانہ مین اک رکھتا ہے تو
تا گدھا بوڑھا نہ لیوے وہ نفیس ۔ گاو دیکھے شہ نہین یعنی بلیس

حکایت آن بادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خود را کہ درین سفر در ممالک من فلان جا چنین ترتیب بنہید و فلان جا چنین نواب نصب کنید و اما اللہ اللہ بہ فلان قلعہ

حکایت بادشاہ کی اور وصیت کرنا اپنے تینون لڑکون کو کہ اس ہمارے ملک کے سفر مین فلانی جا ایسی تدبیر کرو تم اور فلانی جگہ ایسا نائب قائم کرو تم اور فلانے قلعہ کی

[1] تا کہ بولے الخ ۲ شعر تا مصطفیٰ صلعم شاہ نجاح نے کہا ہے ترجمہ کہ عطا و بخشش اے صاحب نعمت کے فائدہ تمہارا ہے ترجمہ مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز تحقیق صدقہ و خیرات بہتر آلہ ہے تر و تازہ مال کی زیادتی زکوٰۃ مین ہے وحش و منکر کو پاکی دیتی ہے اور صلوٰۃ تیری شبان ہے گرگ سے میوہ شیرین شاخ و برگ مین پوشیدہ ہے زندگی جاویدکی مرگ مین ایک راہ سے گندگی غذا خاک کی ہے کہ اس غذا سے خاک میوہ تازہ دیتی ہے یعنی زکوٰۃ مال کی زیادتی کرتی ہے اور نماز فحش و انکار کو پاک کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] اور عدم مین الخ ۵ شعر اور عدم مین ایک موجود نہان ہے اور خلقت ساجد مین ایک مسجود ہے اگرچہ سنگ و آہن باہر سے سیاہ ہے ولیکن اندر سے شمع و ضیا رکھتا ہے اور ہزارون خوف ایمنی ہے اور چشم کی سیاہی مین روشنی ہے تو گاو تن مین ایک شہزادہ ہے اور ایک گنج ویرانہ مین رکھتا ہے تا وہ خر پیر نفیس کو نہ لیوے گاو دیکھے اور شاہ کو نہین یعنی ابلیس یعنی دنیا کہ عدم ہے اس مین حق موجود ہے اور آنکھ کی سیاہی مین روشنی ہے مگر غافل سمجھتے ہین چنانچہ اس راز انسانی مین آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

مرو یہ وگرد آن مگردید اے آخرہ　　طرف نہ جاؤ اور گرد اُس کے مت پھرو

بادشاہی بود او را سہ پسر　　ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ہر یکے از دیگرے استودہ تر　　در سخا و در وغا و کر و فر
پیش شہ شہزادگان استادہ جمع　　قرۃ العینان شہ ہمچون سہ شمع
از رہِ پنہان زعینین پسر　　می کشید آب نخیل آن پدر
تا ز فرزند آب این چشمہ شتاب　　میرود سوے ریاض ام واب
تازہ می باشد ریاض والدین　　گشتہ جاری عین شان زین ہر دو عین
چون شود چشمہ زبیماری علیل　　خشک گردد برگ و شاخ آن نخیل
خشکی نخلش ہمی گوید پدید　　کز فرزندان شجر نم می کشید
ای بسا کاریز پنہان ہمچنین　　متصل با جان تان یا غافلین
ای کشیدہ ز آسمانہا و زمین　　مایہ ہا تا گشتہ جسم تو سمین
تن ز اجزای زمین وز دیدۂ　　پایہ پایہ زیر آن ببریدۂ
از زمین و آفتاب آسمان　　پارہا بردوختی بر جسم و جان
تا تو پنداری کہ بردی رائگان　　باز نستانند از تو این و آن
نالہ دزدیدہ نبودی پایدار　　لیک آرد دزد را تا پایدار
عاریہ ست این ہمی باید فشارد　　کانچہ بگرفتی ہمی باید گزارد

ایک شہ تھا تین اُسکے تھے پسر　　تینون صاحب عقل اور صاحب نظر
تھا وہ ہر اک دوسرے سے باہنر　　بس شجاعت اور سخاوت مین بسر
آگے شہ کے شاہزادے تھے کھڑے　　نور دیدہ شاہ مثل شمع کے
از رہِ پوشیدہ یا چشمہ پسر　　کھینچتا تھا آب وہ نخل پدر
آب اُس چشمہ کا تا فرزند سے　　جاوے سوے باغ مان اور باپ کے
ہوتا تازہ باغ ہے مان باپ کا　　ان کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا
جو کہ بیماری سے چشمہ ہو علیل　　برگ و شاخ اُس نخل کو ہوین ذلیل
نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہرا　　کہ شجر فرزند سے نمیاب تھا
ای بہت کاریز پنہان ایسی ہے　　متصل تم غافلون کی جان کے
اے زمین و آسمان سے بس لیا　　مایہ تا کہ تن ترا فربہ ہوا
تن چرایا ہے زمین کے جزو سے　　پارہ پارہ کاٹا اُسکے زیر سے
اور زمین و آفتاب چرخ سے　　پارہ دوزی کی ہے جسم و جان پے
تا تو جانے ہے کہ مفت اسکو لیا　　تجھ سے یہ وہ پھر نہ کوئی لے بھلا
سان چوری کا نہووے پایدار　　پر وہ لاوے چور کو تا پایدار
عاریت یہ سب ہے نہ کہ بیہودہ تو　　جو لیا ہے چھوڑ دے سب چیز کو

۵۱ حکایت نہم ہمہ اوست مین ۵۱ ایک شہ تھا الخ ۵ شعر ایک بادشاہ تھا اور تین اُس کے لڑکے تھے اور تینون صاحب عقل و صاحب نظر تھے وہ ہر ایک دوسرے سے باہنر تھا بس سخاوت و شجاعت مین وہ شاہزادے آگے شاہ کے کھڑے تھے نور دیدہ شاہ کے مثل شمع کے ازراہ پوشیدگی کے چشمۂ پسر سے آب کھینچتا تھا وہ نخل پدر کا آب اس چشمہ کا تا فرزند سے سوے باغ مان باپ کے جاوے یعنی اولاد سے مان باپ کو ایک طور کی تازگی پہونچی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہوتا تازہ الخ ۶ شعر باغ تازہ ہوتا ہے مان باپ کا کہ اُن کا چشمہ جاری ان دونون سے تھا آگے مثال ہے جو چشمہ کہ بیماری سے علیل ہو اُس نخل کے برگ خشک ہو ذلیل ہون نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہر اکہ وہ شجر فرزند سے نمیاب تھا اے بہت کاریز ایسی ہے پنہان متصل تم غافلون کی جان سے اے زمین و آسمان سے بس لیا مایہ تاکہ تیرا تن فربہ ہوا تن چرایا زمین کے جزو سے اور اُس کے ریزہ پارہ پارہ کاٹا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اور زمین الخ ۶ شعر اور زمین و آفتاب چرخ سے پارہ دوزی کرے ہے جسم و جان پر تا تو جانے کہ اسکو مفت لیا ہے یہ پھر تجھ سے وہ نہ لیوے کوئی سامان چوری کا پایدار نہ ہووے ولیکن وہ لاوے چور کو زیر دار تک یہ عاریت ہے تو بیہودہ نہ کہ جو لیا ہے تو چھوڑ دے سب چیز کو سواے نفخہ کے کہ وہ آیا حق سے ہے سب بیہودہ ہے تو تابع روح کے بیہودہ نسبت جان کے کہتا ہون کہ نہ نسبت صنعت کے کہ وہ بیہودہ ہے یعنی وجود عاریت ہے بہ نسبت جان کے نہ بہ نسبت صنعت کے کہ وہ صنعت وجود مین موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

جز نفخت کان ز وہاب آمده است | روح را باشد آن دگرہا بیہده است
بیہده نسبت بجان میگویمش | نے بہ نسبت با صنیع محکمش

جز نفخت کہ وہ آیا حق سے ہے | بیہدہ تو ہو نہ تابع روح کے
(پھو کا مین نے) بیہدہ کہتا ہون نسبت جان کے | نسبت صنعت نہ بیہودہ وہ ہے

بیان استمداد عارف از چشمۂ حیات ابدی و مستغنی شدن از استمداد انجذاب چشمہای بے وفا کہ علامۃ ذلک التجافی عن دار الغرور کہ آدمی چون بر مددہای این چشمہا اعتماد کند در طلب چشمۂ دائم سست شود چنانچہ حکیم راست رباعی

مدد چاہنا عارف کا سرچشمۂ حیات ابدی سے اور مستغنی ہونا مدد و جذبہ چشمون بیوفا سے کہ علامت ذالک التجافی عن دار الغرور کہ جو آدمی ان چشمون کی مدد پر اعتماد کرے طلب چشمۂ ابدی مین سست رہے جیسے کہ حکیم نے کہا ہے رباعی

کاریز درون جان تو می باید | کز عاریہ با ترا در سے نکشاید
یک چشمۂ آب از درون خانہ | بہ زان جوئیکہ از برون می آید
حبذا کاریز اصل چیزہا | فارغت آرد ازین کاریزہا
تو ز صد ینبوع شربت می کشی | ہر چہ زان صد کم شود کاہد خوشی
چون بجوشد از درون چشمہ سنی | ز استراق چشمہا گردی غنی
چشمۂ آب درون خانہ | بہ ز رودی کان نہ در کاشانہ
قرۃ العینت چو ز آب و گل بود | راتبہ این قرہ در دل بود
قلعہ را چون آب آید از برون | در زمان امن باشد بر فزون
چونکہ دشمن گرد آن حلقہ کند | تا کہ اندر خون شان غرقہ کند

کاریز تیری جان مین اب چاہئے | کہ نفع نہ عاریہ سے بس تو پائے
چشمہ اک آب کا گھر کے اندر | بہتر اس جو سے کہ باہر سے اندر
حبذا کاریز جڑ ہر شے کی ہے | تجکو فارغ کردے اس کاریز سے
پس تو شربت کھائے سو چشمون سے | کم جو اس سے ہو تو تو ناخوش رہے
چشمہ روشن جوش جو دل سے کرے | تو غنی چشمہ چرانے سے رہے
ایک چشمہ آب کا گھر مین ہو جو | بہتر اس جو سے کہ جو گھر مین نہو
قرۃ العین آب و گل سے ہو ترا | ہووے اس قرہ کی در دل غذا
آب آئے قلعہ مین باہر سے جو | ہووے کثرت سے بوقت امن وہ
جبکہ دشمن گھیرے اس قلعہ کو | اور انکے خون کے اندر غرق ہو

سلہ حبذا الخ ۵ شعر حبذا کاریز ہر شے کی جڑ ہے کہ تجکو فارغ کردے اُس کاریز سے پس تو سو چشمون سے کھاتا ہے اس سو سے جو کہ تو ناخوش رہتا ہے جو چشمہ روشن دل سے جوش کرے تو چشمہ چرانے سے غنی ہے جو ایک چشمہ آب کا گھر مین ہے اس جو سے بہتر ہے کہ جو گھر مین نہو ترا قرۃ العین آب و گل سے ہوا ور در دل اس قرہ کی غذا ہو یعنی مشاہدہ تنزیہ کہ خود دین ہو بہتر ہے مشاہدہ تشبیہ سے کہ باہر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آب آئے الخ ۲ شعر جو آب قلعہ مین باہر سے آوے اور وہ کثرت سے ہووے وقت امن کے جب کہ دشمن اس قلعہ کو گھیر لیوے اور اُن کے خون اندر غرق ہووے وہ سپاہ باہر کا پانی روک دے تاکہ قلعہ کو ان سے پناہ نہووے اُس دم ایک کھاری چاہ جو اندر ہووے بہتر ہے سو جیحون سے کہ باہر ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

آب بیرون را ببندند آن سپاه	تا نباشد قلعه را زآنها پناه	روک دے باہر کا پانی وہ سپاہ	تا نہ ہووے قلعہ کو اُن سے پناہ
آن زمان یکچاه شوری اندرون	به ز صد جیحون شیرین از برون	اُسدم اک کھاری کنوان اندر جو ہے	بہتر اس جیحون سے باہر ہو دین سو
قاطع الاسباب لشکرهای مرگ	همچو دی آمد به قطع شاخ و برگ	کاٹتی[1] اسباب کو ہے فوج مرگ	جون خزان آتی ہے دافع شاخ و برگ
در جهان نبود مددشان از بهار	جز مگر در جان بهار روی یار	نے جہان مین دے مدد انکو بہار	جان کے اندر جز بہار روے یار
زان لقب شد خاک را دار الغرور	کو کشد پا را سپس یوم العبور	نام خاک اسواسطے دار الغرور	کہ ہٹے پیچھے ہے وہ یوم العبور
پیش از آن از راست و از جیب دید	که بچینم درد تو چیزی بچید	پہلے اُس سے سیدھا اُلٹا دوڑتا	کہ مین تیرا درد لون نے کچھ لیا
او بگفتی مر ترا وقت غمان	دور از تو رنج و وه که در میان	اور کہے کہ وقت رنجون کے بیان	رنج دس کہ دور تجھ سے ہو میان
چون سپاه رنج آمد بست دم	خود همی گوید ترا من دیده ام	جب سپاہ رنج روکے دم ترا	خود کہین کہ تو ہین تھا کب دکھا
حق پی شیطان بدین سان زد مثل	کو ترا در رزم آرد با حیل	اسطرح شیطان کی حق نے دی مثال[2]	کہ تجھے حیلہ سے لاوے با قتال
گر ترا گوید که من پشتم ترا	در بلا و در جفا و در عنا	گر کہے کہ تجھ کو حامی ہون ترا	اندر آفاتون کے اور اندر بلا
مر ترا یاری دهم من با توام	در خطرها پیش تو من سیدم	مین مدد دون تجکو تیرے ساتھ ہون	اور خطر مین تیرے آگے مین بڑھون
گاه سپرت باشم و گاهی خدنگ	مخلص تو باشم اندر وقت جنگ	گر سپر ہوون ترا مین گر خدنگ	اور رہون مخلص ترا مین وقت جنگ
جان فدای تو کنم در انتعاش	رستمی شیری بلا مردانه باش	جان فدا تجھپر کرون اندر تنکو	تو ہے رستم شیر مردانہ رہو
سوی کفرش آورد زین عشوه‌ها	آن جوال خدعه و مکر و دغا	کفر کے سو لائے اسکو مکر سے	کون وہ مکر و دغا کی جو کہ ہے
چون قدم بنهاد و در خندق فتاد	او بقهقه خنده لب‌ها برگشاد	جو قدم رکھا کہ خندق مین گرا	اُس نے قہقہہ مار کر ہنسکر کہا
هین بیا من طمعها دارم ز تو	گویدش رو رو که بیزارم ز تو	آئے[3] تو کہ طمع تجھ سے مین رکھون	وہ کہے جا تجھ سے مین بیزار ہون
تو نترسیدی ز عدل کردگار	من همی ترسم تو دست از من بدار	نے ڈرا تو عدل سے اللہ کے	مین ڈرون تو طمع مجھ سے مت رکھے
گفت حق که او جدا گشت از نبی	تو بدین تزویرها هم کی رهی	بولا حق وہ دور نیکی سے ہوا	تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا
فاعل و مفعول در روز شمار	روسیاهند و حریف و سنگسار	فاعل و مفعول روز حشر کو	روسیہ اور سنگسار آخر کو ہو

[1] کاٹتی الخ ۔ شعر فوج مرگ اسباب کو کاٹتی ہے جیسے خزان دافع شاخ و برگ آتی ہے ان کو بہار جہان مین مدد نہ دے جان کے اندر بجز بہار روے یار کے اسواسطے نام خاک کا دار الغرور ہے کہ وہ پیچھے ہٹتی ہے یوم عبور کے اول اُس سے یگانہ سیدھا اُلٹا دوڑتا کہ مین تیرا درد لون اور کچھ نہ لیا اور کہے کہ وقت رنجون کے بیان کے دس کہ دور تجھ سے ہو جب سپاہ رنج دم تیرا روکے خود کہ تو ہین کب دکھاتا تھا اس طرح شیطان کی حق نے مثال دی کہ کبھی ۔ تجھے حیلہ سے لائے ساتھ قتل کے یعنی اجل حالت زندگی مین نہین دکھتی ہے مگر وقت مرگ کے جیسے شیطان کے آگے قول شیطان کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] گر کہے الخ ۶ شعر کبھی کہے کہ مین تیرا حامی ہون آفتون مین اور بلا مین مین تجکو مدد دون اور تیرے ساتھ ہون اور خطرے مین تیرے آگے مین بڑھون کبھی مین تیرا سپر ہون اور کبھی خدنگ اور تیرا مخلص ہون وقت جنگ کے تجھپر جان فدا کر دون اندر تنگی کے تو رستم شیر ہے مردانہ راہ کفر کی جانب اس کو مکر سے لائے جو کہ وہ کون مکر و دغا ہے جو قدم رکھا و خندق مین گرا اپنے قہقہہ مار کر ہنسکر کہا یعنی جنگ بدر مین شیطان نے کفار عرب کو یہی دھوکا دیا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] آئے تو الخ ۴ شعر تو آئے کہ تجھ سے مین طمع رکھون وہ کہے کہ جا مین تجھ سے بیزار ہون تو نہ ڈرا عدل سے اللہ کے مین ڈرتا ہون تو مجھ سے طمع مت رکھ حق نے کہا کہ وہ نیکی سے دور ہوا اور تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا آگے خلائق ہین فاعل و مفعول روز حشر کو روسیاہ اور سنگسار آخر کو ہو رہزن و گمراہ خدا کے حکم سے چاہ مین ہجر و آفت کے پڑے احمق و مکار کہ باہم ملے انھین صبر فرقت سے چارہ نہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر دو ره زن یقین در حکم داد ‌ ‌ در چه بعدند و در بئس المهاد
گول را و غول را کو را فریفت ‌ ‌ از خلاص و فوز می باید شگفت
هم خرد خر گیر اینجا در گلند ‌ ‌ غافلند اینجا و آنجا آفلند
جز کسانے را که وا گردند از آن ‌ ‌ در بهار فصل آیند از خزان
توبه آرند و خدا توبه پذیر ‌ ‌ امر او گیرند او نعم الامیر
چون بر آرند از پشیمانی چنین ‌ ‌ عرش لرزان از انین المذنبین
آن چنان لرزد که مادر بر ولد ‌ ‌ دستشان گیرد به بالا میکشد
کای خدا تان وا خریده از غرور ‌ ‌ نک ریاض فضل ونک رب غفور
بعد ازین تان برگ و رزق جاودان ‌ ‌ از هواے خود بود ترنا دوان
چونکه دریا بر و ساغر رشک کرد ‌ ‌ تشنه چون ماهی بتر کِ مشک کرد
قصهٔ شهزادگان آر در پیش ‌ ‌ کاین حدیث از حد امکان بیش ست

رہزن اور گمرہ خدا کے حکم سے ‌ ‌ ہجر کے چہ مین و آفت مین پڑے
احمق و مکار کے باہم ملے ‌ ‌ صبر و رقت سے انھین بس جانیئے
بھی خرد خرد الایان پر بین پھنسے ‌ ‌ یان پے غافل اور وہان آفل رہے
بس سوا انکے کہ چھوٹے اس سے ہین ‌ ‌ وہ خزان سے ہین بہار فصل مین
وہ کرین توبہ خدا توبہ پذیر ‌ ‌ حکم اسکا لیوین وہ نعم الامیر
جو پشیمانی سے رونا اپنی ہے ‌ ‌ عرش لرزان انکی آہ جرم سے
ایسا کانپے جیسے مان اولاد پے ‌ ‌ ہاتھ پکڑے آسمان پر کھینچ لے
کای تکبر سے تمہین حق نے لیا ‌ ‌ اب ہے باغ فضل و ربّ کبریا
بعد اسکے تم کو رزق ہو دائمی ‌ ‌ خواہش اپنی سے ہوے ہو عارضی
رشک دریانے و سیلون پر کیا ‌ ‌ تشنہ کو بے مشک جون ماہی رکھا
قصہ شہزادون کا لا تو سامنے ‌ ‌ کہ یہ باہر بات ہے امکان کے

روان شدن شهزادگان در ممالک پدر بعد از وداع و اعادت کردن شاه وقت وداع وصیّت خود را

روانہ ہونا شہزادون کا اپنے باپ کے ملک مین بعد رخصت کے اور مکرر کہنا بادشاہ کا وصیّت اپنی کو وقت رخصت کے

عزم ره کردند آن هر سه پسر ‌ ‌ سوے املاک پدر رسم سفر
در طواف شهرها و قلعهاش ‌ ‌ از ره تدبیر دیوان و معاش
خواستند از شه اجازت گاه عزم ‌ ‌ داد اجازتشان چو نیت دید جزم

تینون لڑکون نے کیا عزم سفر ‌ ‌ سیر کرنے کو سوے ملک پدر
دورہ شہرون کا قلعون کا کیا ‌ ‌ از رہ تدبیر ملک بادشا
وقت جانے کے اجازت شہ سے لی ‌ ‌ دیکھا عازم جو اجازت انکو دی

سلہ بھی خرد الخ ۹ شعر بھی خرد خرد الایان پر پھنسے ہین یہان پر غافل اور وہان آفل رہے بس سوا انکے کہ چھوٹے ہین اس سے وہ خزان سے ہین بہار فصل مین وہ توبہ کرین اور خدا توبہ پذیر ہے اور اُسکا حکم لیوین وہ نعم الامیر ہے جو اپنی پشیمانی پر روتا ہے عرش ان کی آہ جرم سے لرزان ہے ایسا کانپے جیسے مان اولاد پر ہاتھ پکڑے اور آسمان پر کھینچ لے کہ اے تکبر سے ہمکو کیا حق نے اب باغ فضل و رب کبریا ہے بعد اسکے تمکو رزق دائمی ہو اپنی خواہش سے ہو اور عارضی نہو دریا نے رشک سیلون پر کیا تشنہ کو بغیر مشک کے پابند رکھا تو قصہ شاہزادون کا سامنے لا کہ یہ بات باہر ہے امکان سے یعنی جو شخص مکر دیو سے چھوٹ کر جانب حق کے راجع ہو حق اسکو اپنی جانب کھینچے اور آسمان پر لیجاوے اور رزق دائمی عطا کرے آگے قصہ شاہزادون کا ہے فافہم ۱۲ سلہ تینون الخ ۹ شعر تینون لڑکون نے عزم سفر کیا طرف ملک پدر کے سیر کرنیکو شہرون اور قلعون کا دورہ کیا اور راہ تدبیر ملک بادشاہ کے وقت جانیکے شاہ سے اجازت لی جو عازم دیکھا اجازت انکو دی وقت رخصت کے شاہ نے ہاتھ چوما پس شاہ نے انکو ایسا کیا جس جاتمہارا ارادہ ہو جاوے بچر و اور بنی امان اللہ تم سیر کرو سوا قلعہ کے کہ نام جسکا ہوش ربا ہو اور تاجدارون پر تنگ کرتا ہے قبا کو مہر وار کر اُس قلعہ پر تصویرے سے دور رہنا اور آفت سے ڈرنا آگے پیچھے اور اوپر تلے جملہ تصویر و نقش و نگار ہے آگے اسکی مثال ہو جیسے وہ حجرہ زلیخا کا پر تصویر کرتا ہمیشہ تاکہ یوسف گذر کرے یعنی وہ قلعہ ہوش ربا دنیا جو کہ تصویر انسانون سے پر ہے اور مثل حجرہ زلیخا کے ہے کہ اسمین جملہ تصویرین زلیخا و یوسف کی تھین اسی طرح دنیا مین سب تصویرین انسانون کی عاشق و معشوق خدا اور رسول کے ہین کہ جو جسکو دیکھے خدا اور رسول کو دیکھے اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن بقول استاد سلہ
غیرتش غیر در جہان گمذاشت ✦ لازم جملہ عین اشیا شد ✦ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست بوس شاه کردند و وداع　　پس بدیشان گفت آن شاه مطاع
هر کجا دلتان کشد عازم شوید　　فی امان الله دست افشان روید
غیر آن قلعه که نامش هُش‌رُبا　　تنگ آرد بر کله داران قبا
الله الله زان دژ ذات الصور　　دور باشید و بترسید از خطر
روی و پشت برجهاش و سقف و پست　　جمله تمثال و نگار و صورت ست
همچو آن حجره زلیخا پر صور　　تا کند یوسف بناکاهش نظر
چونکه یوسف سوی او می‌ننگرید　　خانه را پر نقش خود کرد آن مکید
تا بهر سو بنگرد آن خوش عیار　　روی او را بیند او بی اختیار
بهر دیده روشنان یزدان فرد　　شش جهت را مظهر آیات کرد
تا بهر حیوان و نامی کانگرند　　از ریاض حسن ربانی چرند
بهر آن فرمود با آن اسپه او　　حیث ولیتم فثم وجهه
از قدح گر در عطش آبی خورند　　در درون آب حق را ناظرند
آنکه عاشق نیست او در آب در　　صورت خود بیند ای صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد درو　　پس در آب اکنون کرا بیند بگو
حسن حق بیند اندر روی حور　　همچو مه در آب از صنع غیور
غیرتش بر عاشق و بر صادق ست　　غیرتش بر دیو و بر استور نیست
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد　　جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد
اسلم الشیطان درینجا شد پدید　　کز یزیدی شد ز فضلش بایزید
این سخن پایان ندارد ای گروه　　هین نگه دارید زان قلعه وجوه

وقت رخصت ہاتھ چوما شاہ کا　　پس انھیں اُس شاہ نے ایسا کہا
دل تمھارا چاہے جس جا تم پھرو　　فی امان اللہ تم سیرین کرو
غیر قلعہ نام جس کا ہُش‌رُبا　　تنگ رکھے تاجداروں پر قبا
زینہار اُس قلعہ پر تصویر سے　　دور رہنا ڈرنا آفت سے وے
آگے پیچھے اُس میں اور اوپر تلے　　جملہ تصویر اور نگار و نقش ہے
جیسے وہ حجرہ زلیخا پر صور　　اُس پہ ناگہ تاکرے یوسف نظر
جو کہ یوسف اسکی سو تھا دیکھتا[1]　　اپنی تصویروں سے وہ گھر بھر گیا
تاکہ دیکھے ہر طرف وہ خوش عیار　　اُسکے مُنھ کو دیکھے وہ بے اختیار
چشم بینا کے لئے حق نے کیا　　شش جہت کو مظہر ذات خدا
دیکھیں تا وہ ہر نمو حیوان میں　　باغ حسن کبریائی سے چرین
اس لئے فرمایا اُس نے شاہ کو　　حیث ولیتم فثم وجہہ
گر پئے پانی پیاسا جام سے　　اندر اس پانی کے اسکو حق دکھے
جو نہ عاشق ہو وہ پانی میں مگر　　صورت اپنی دیکھے ای صاحب نظر
صورت[2] عاشق کی جو فانی ہیں　　کس کو دیکھے آب میں اب تم کہو
حسن حق دیکھیں ہیں اندر روے حور　　جیسے مہ پانی میں با صنع غیور
غیرت اسکی عاشق اور صادق پہ ہے　　غیرت اسکی جانور و دیو پہ ہے
دیو گر عاشق ہو جیت اسکو ملے　　جبرئیلی پائے وہ دیوی مرے
اسلم الشیطان ہوا یاں پر پدید　　کہ یزید آیا کرم سے بایزید
بات یہ بے انتہا ہے اے گروہ　　تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہ

[1] جو کہ یوسف الخ ۷ شعر جو کہ یوسف اس کی طرف دیکھتا تھا اس واسطے اپنی تصویر سے وہ گھر بھر گیا تاکہ ہر طرف وہ خوش عیار دیکھے اُس کے مُنھ کو بے اختیار آگے اس کے حقائق ہیں چشم بینا کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے تاکہ وہ دیکھیں ہر ایک نباتات و حیوانات میں اور باغ حسن کبریائی سے چریں اس واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا جناب رسول مقبول صلعم کو ترجمہ جس طرف تم منھ پھیرو پس اُس طرف منھ اللہ کا ہے آگے پیاسا پانی پیے جام سے اُس پانی میں اس کو حق دیکھے اور جو عاشق نہیں ہے وہ پانی میں اپنی صورت دیکھے اے صاحب نظر یعنی اہل نظر کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے کہ وہ جس طرف دیکھیں پس دنیا ہمہ اوست ہے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] صورت عاشق کی الخ ۶ شعر صورت عاشق کی جو اس میں فانی ہو وہ آب میں کس کو دیکھے اب تم کہو حسن حق اُکا دیکھتے ہیں روے حور میں جیسے ماہ پانی میں صنع غیور سے دکھتا ہے اس کی غیرت عاشق صادق پر ہے اور اس کی غیرت جانور و دیو پر نہیں ہے اگر دیو عاشق ہو اُس کو جنت ملے جبرئیلی پائے اور وہ دیوی مرے ترجمہ میرا دیو مسلمان ہے بیان ظاہر ہوا کہ یزید کرم سے آیا بایزید اے گروہ یہ بات بے انتہا ہے تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہات کے یعنی جو ذات حق میں فنا ہوا اسکو اپنی صورت میں صورت حق کی دکھتی ہے اور حسن حق کا عورتوں میں اس طرح دکھتا ہے جیسے ماہ پانی میں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

هین مبادا که هوستان ره زند ۔ که فتید اندر شقاوت تا ابد
از خطر پرهیز آمد مفترض ۔ بشنوید از من حدیث بی‌غرض
در فرح جوئی همه ستر نیز به ۔ از کمینگاه و بلا پرهیز به
گر نمی گفت این سخن را آن پدر ۔ ور نمی فرمود ازان قلعه حذر
خود بدان قلعه نمی شد خیلشان ۔ خود نمی افتاد آن سو میلشان
کان نبد معروف بس مهجور بود ۔ در قلاع و از مناهج دور بود
چونکه کرد او منع دردل اشتغال ۔ در هوس افتاد و در کوی خیال
رغبتی زان منع دردلشان برست ۔ که بباید سر آن را باز جست
کیست کز ممنوع گردد ممتنع ۔ چونکه الانسان حریص ما منع
نهی بر اهل تقی تبغیض شد ۔ لیک بر اهل هوا تحریض شد
پس ازین تقوی بود قوم کثیر ۔ هم ازین یهدی به قلب خبیر
کی رمد از نی حمام آشنا ۔ بل رمد زان نی حمامات هوا
پس بشه گفتند خدمتها کنیم ۔ بر سمعنا و اطعنا ها تنیم
رو نه گردانیم از فرمان تو ۔ کفر باشد غفلت از احسان تو
لیک استثنا و تسبیح خدا ۔ ز اعتماد خود از ایشان شد جدا
ذکر استثنا و حزم ملتوی ۔ گفته شد در ابتدای مثنوی
صد کتاب ار هست جز یک باب نیست ۔ صد جهت را قصد جز محراب نیست

کہ ہوس[۵۱] دھوکا مبادا تم کو دے ۔ اور شقاوت مین سدا تم کو رکھے
فرض پرہیز آیا بار راہ خطر ۔ سُن تو مجھ سے یہ حدیث اک معتبر
عقل میری ڈھونڈھنے مین تیز خوب ۔ اور بلا آفت سے ہی پرہیز خوب
گر نہ کہتا وہ پدر اس بات کو ۔ ورنہ کہتا بھاگ اس قلعہ سے تو
خود نہ سوی قلعہ جاتا انکا خیل ۔ خود نہ ہوتا اسکی جانب انکا میل
کہ نہ تھا مشہور وہ مہجور تھا ۔ اور قلعون سے وہ رہ سے دور تھا
جو کیا[۵۲] منع دل اُنکا پھنس گیا ۔ اس ہوس مین صورتون کے بس ہوا
رغبت انکے دلمین ہوئی اس منع سے ۔ بھید اسکا ڈھونڈھنا پھر چاہیے
ہے وہ کیا ممنوع سے ہو ممتنع ۔ جو کہ الانسان حریص ما منع
اہل تقوی پر ہوئی تھی دشمنی ۔ اہل خواہش پر وہ تحریص اک ہوئی
قوم اس تقوی سے ہے کثیر ۔ بھی ہے اس یہدی بہ دل خبیر
کب کبوتر بھاگے نَی سے پلا ۔ بل کبوتر بھاگے جو ہی ماسوا
پس کہا شہ سے اطاعت ہم کرین ۔ اور سمعنا و اطعنا پر چلین
مُنہ نہ پھیرین ہم ترے فرمان سے ۔ کفر ہو غفلت ترے احسان سے
انشاء اللہ[۵۳] اور تسبیح خدا ۔ اعتماد اپنے پہ اُنسے تھا جدا
ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا ۔ مثنوی کی ابتدا مین ہے کہا
سو کتب ہین لیک جز اک باب نے ۔ سو جہت کا قصد جز محراب نے

۵۱ کہ ہوس الخ ۲ شعر کہ مبادا ہوس تم کو دھوکا دے اور شقاوت مین ہمیشہ تم کو رکھے پرہیز فرض آیا از راہ خطر کے تو مجھ سے سُن یہ حدیث معتبر عقل تو انگری ڈھونڈھنے مین تیز و خوب ہے اور بلا و آفت سے پرہیز خوب ہے اگر وہ اس بات کو کہتا اور نہ کہتا کہ تو اس قلعہ سے بھاگ جانب اس قلعہ کے ان کا لشکر نہ جاتا اور خود اس کی جانب ان کا میل نہ ہوتا تاکہ وہ مشہور نہ تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو کیا الخ ۸ شعر جو منع کیا اُن کا دل پھنس گیا اس ہوس مین صورتون کے سو اس منع سے ان کی رغبت دل مین ہوئی پھر اس کا بھید ڈھونڈھنا چاہیئے وہ کیا ہے کہ ممنوع سے ممتنع ہو جو کہ ترجمہ ضرور کہ انسان حریص ہے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے نہی اہل تقوی پر دشمنی ہوئی اور اہل خواہش پر وہ ایک حرص ہوئی قوم اس نہی سے بہکے بہت اور بھی اس ہدایت کے ساتھ دل خبیر ہے آگے اس کی مثال ہے کبوتر پلا ہوا نَی سے کب بھاگے بلکہ وہ کبوتر بھاگے جو ماسوا ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس شاہ سے کہا کہ ہم اطاعت کرین اور سمعنا و اطعنا پر ہم چلین ہم تیرے فرمان سے منہ نہ پھیرین اور تیرے احسان سے غفلت کفر ہے یعنی منع کرنے سے انسان اور اس شے پر حریص ہوتا ہو پس منع اہل تقوی کو دشمن ہے اور اہل حرص کو حرص دوست ہے کہ زیادہ کرتا ہے ۱۲ ۵۳ انشاء اللہ الخ ۶ شعر انشاء اللہ اور تسبیح خدا اپنے اعتماد پر ان سے جدا تھا ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا مثنوی کی ابتدا مین کیا ہے آگے حقائق ہین سو کتابین ہین ولیکن ایک باب کے سوا نہین ہے ان رستون کی انتہا خانہ ایک ہے اور جڑ سیکڑون خوشون کی دانہ ایک ہے ہزارون کھانے گوناگون ہوتے ہین ولیکن اعتبار مین جملہ ایک شے ہین ایک طعام سے جو تو سیر ہو دل تیرا اُٹھ چکا اس طعام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

این طرق را منتهی یک خانه است ۔ وین هزاران سنبله یکدانه است
گونه گونه خوردنیها صد هزار ۔ جمله یک چیزست اندر اعتبار
از یکی چون سیر گشتی تو تمام ۔ سرد شد اندر دلت پنجه طعام
در مجاعت بس تو احول دیدهٔ ۔ که یکے را صد هزاران دیدهٔ
گفته بودیم از سقام آن کنیز ۔ در طبیبان کژ می تدبیر نیز
کان طبیبان همچو اسپ بی فساد ۔ غافل و بے بهره بودند از سوار
کام شان پر زهر از قرع لگام ۔ سم شان مجروح از تحویل گام
ناشده واقف که نک بر پشت ما ۔ رائضی چست ست اُستادی نما
نیست سرگردانی ما زین لجام ۔ جز ز تصریف سوار دوست کام
ما پی گل سوے بستان ناشده ۔ گل نموده لیک آن خارے بده
هیچ شان این نے که گویند از خرد ۔ بر گلوے ما که می کوبد لگد
آن طبیبان آنچنان بنده سبب ۔ گشته اند از مکر یزدان محتجب
گر به بندی بر صطبلی گاو نر ۔ باز یابی در مقام گاو خر
از خری باشد تغافل خفته وار ۔ که نه جوئی کیست این خفیه کار
خود نه گفته کاین مبدل تا کیست ۔ نیست پیدا او مگر افلاکی است
تیر سوے راست پرانیدهٔ ۔ سوے چپ رفته است تیرت دیدهٔ
سوی آهوی بصیدی تاختی ۔ خویش را تو صید خوکے ساختی

انتہا ان راستونکا خانہ ایک ۔ سیکڑون خوشونکی جڑ ہے دانا ایک
گونہ گونہ کھانے ہوتے ہین ہزار ۔ ایک سے ہین جملہ اندر اعتبار
ایک سے جو تو ہوا سیراب تمام ۔ سرد ہو دل مین ترے پنجہ طعام
چشم احول[سلہ] بھوک مین بس تو بیمار ۔ ایک کو دیکھا ہے تو نے سو ہزار
مین نے بیماری سے لونڈی کے کہا ۔ اور کج فہمی اطبا سے کہا
کہ اطبا مثل اسپ بے لگام ۔ غافل اس اسوار سے تھے بس تمام
اُنکا مُنھ پر زہر بار خم لگام ۔ انکا سم مجروح باتحویل کام
نے ہوئے واقف ہماری پشت پے ۔ ایک سوار استاد اور ہشیار ہے
ہمکو سرگردان نہ رکھے یہ لگام ۔ ہمکو پھیرے ہے سوار دوست کام
سوئے[سلہ] بستان واسطے گل کے گئے ۔ گل دیکھا لیکن وہ تھا اک خار سے
نے کوئی ایسا کہ کہوے عقل سے ۔ کون مارے لات میرے حلق پے
وہ طبیب ایسے ہوئے بند سبب ۔ کہ ہوئے مکر خدا مین محتجب
باندھے گر تو اصطبل مین گاو نر ۔ پھر مقام گاو مین تو پائے خر
ہو گدھے پن سے تغافل خفتہ وار ۔ کہ نہ ڈھونڈھے کیا ہی یہ پوشیدہ کار
نے کہا یہ خود مبدل کون ہی ۔ نے وہ پیدا آسمانی ہے وے
پھینکا[سلہ] تو نے تیر تو سیدھی طرف ۔ تیر کو دیکھا گیا اُلٹی طرف
صید کرنے کو تو آہو کے گیا ۔ صید تو نے خوک کا خود کو کیا

سلہ چشم احول الخ ۔ شعر تو بھوک مین چشم احول ہے کہ ایک کو تو نے سو ہزار دیکھا ہے مین نے لونڈی کی بیماری مین کہا اور اطبا کی کج فہمی سے کہا کہ اطبا مثل اسپ بے لگام کے اس سوار سے غافل تھے انکا منھ زخم لگام سے پر زہر اور انکا سم تحویل کام سے مجروح واقف نہین ہوئے کہ ہماری پشت پر ایک سوار اُستاد وہوشیار ہے یہ لگام ہمکو سرگردان نہ رکھے اور ہمکو پھیرتا ہے سوار دوست کام یعنی یہ کوئی نہ سمجھا کہ ہم پر کون سوار ہے اور ہم کو کدھر لیجاتا ہے پس انسان بدست دگر ہے کہ جدھر وہ چاہتا ہے لیجاتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ سوے بستان الخ ۔ شعر بوستان کی طرف واسطے گل کے گئے گل دیکھا لیکن وہ ایک خار سے تھا ایسا کوئی نہین ہی کہ کہے عقل سے لات کون مارتا ہے میرے حلق پر وہ طبیب ایسے بند سبب ہوئے کہ مکر خدا سے محتجب نہ ہوئے آگے مثال ہے اگر تو اصطبل مین باندھے گاو نر اور پھر مقام گاو مین پائے خر گدھے پن سے تغافل ہو خفتہ کے مانند کہ نہ ڈھونڈھے یہ کیا ہی پوشیدہ نہ کہا خود کہ یہ مبدل کون ہے اور نہ وہ پیدا آسمانی ہے یعنی گدھے پن سے مبدل کام کو نہ جانا کہ ہم کیا کام کرتے تھے اور کیا ہو گیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پھینکا الخ ۔ شعر تو نے تیر کو سیدھی طرف پھینکا دیکھا تیر کو کہ اُلٹی طرف گیا تو آہو کے صید کرنے کو گیا اور تو نے خود کو صید کیا تو واسطے سود و نفع کے گیا سود نہ ملا اور زندان مین پڑا دو عزان کے واسطے کنوان کھودا اور خود کو اس کنوین مین پھنسا دیکھا تجکو سبب مین نے مراد کیا تو سبب سے بدگمان کیون ہوا آگے مثال ہی ایک کسب کرنے سے سلطان ہوا دوسرا اُس کسب سے عریان ہوا ایک نکاح کرنے سے مالدار ہوا دوسرا اس سے قرضدار ہوا یعنی جب کہ تو سبب مین بے مراد ہوا پس سبب سے تو بدگمان کیون نہین ہوا کہ وہی سبب کسی کو نافع ہوا اور کسی کو مضر آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

در پے سودی دویدہ بر کسیں	تا رسیدہ سود و افتادہ بحبس	واسطے تو سود و نفع کے گیا	نے ملا سود اور زندان مین پڑا
چاہ ہا کندہ برائے دیگران	خویش را دیدہ فتادہ اندران	دوسرون کے واسطے کھودا کنوان	خود کو دیکھا اُس کنوین مین پس پھنسا
در سبب چون بے مرادت کرد رب	پس چرا بدظن نگردی در سبب	بے مراد اندر سبب تجکو کیا	بدگمان تو کیون سبب سے نے ہوا
بس کسی از مکسبی خاقان شدہ	دیگران زان مکسبہ عریان شدہ	ایک کرکے کسب سے سلطان ہوا	دوسرا اس کسب سے عریان ہوا
بس کس از عقد زنان قارون شدہ	دیگری از عقد زن مدیون شدہ	ایک ہوا کرکے نکاح سے مالدار	دوسرا اس سے ہوا بس قرضدار
پس سبب گردان چو دم خر بود	تکیہ بر دی کم کنی بہتر بود	پس[1] سبب کو جان تو جون دم خر	یہ سے ہے بہتر اسپہ تو تکیہ نہ کر
در سبب گیری نگردی ہم دلیر	کہ بس آفتہاش پنہان ست زیر	گر سبب پکڑے نہ تو اب ہو دلیر	کہ بہت آفت نہان اسمین ہو زیر
بہر استثنا ست این حزم و حذر	زانکہ خر را بز نماید این قدر	انشاء اللہ کے لئے یہ حزم و ڈر	کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر
مشرکان را در دو چشم اہل بدر	کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر	مشرکون کو چشم اہل بدر مین	کم دکھایا تا نہ قدر انکی رکھین
آنکہ چشمش بست گرچہ گربز ست	زاحولی اندر دو چشمش خر بزست	آنکھ باندھی گرچہ وہ گربز ہے	احولی سے اسکو خر اک بز دکھے
چون مقلب حق بود ابصار را	او بگرداند دل و افکار را	حق بصارت کا مقلب جبکہ ہو	پھیر دے وہ دل کو اور افکار کو
چاہ را تو خانۂ بینی شریف	دام را تو دانۂ بینی لطیف	چاہ کو دیکھے ہے تو خانہ شریف	دام کو دیکھے ہے تو خانہ لطیف
این تفسط نیست تقلیب خدا ست	می نماید کہ حقیقت تا کجا ست	نے تفسط[2] یہ ہی تقلیب خدا	کہ بتاتا ہے حقیقت ہے کجا
آنکہ انکار حقائق مے کند	جملگی او بر خیالے می تند	جو حقائق کا کرے انکار ہے	وہ خیالون پر ہے چلتا جان لے
او ہمی گوید کہ حسبان خیال	ہم خیالے باشد ت چشمی بمال	وہ کہے کہ خیال پر چلتا ہے تو	بھی خیال اک ہی ترا مل آنکھ کو
این سخن پایان ندارد آن فریق	بر گرفتید از پے آن دز طریق	بات یہ بے انتہا ہے وہ فریق	جا سے ہی قلعہ کی جانب اے شفیق
بر درخت گندم منہی زدند	از طویلہ مخلصان بیرون شدند	سوئے نخل گندم منہی سے گئے	حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے

رفتن شہزادگان بجانب قلعہ ممنوعہ عنہا بحکم الانسان حریص علی ما منع و وصیتہا

جانا شہزادون کا جانب قلعہ ممنوعہ کے بحکم اسکے الانسان حریص علی ما منع اور

مضمون کہ انسان حریص کرنیوالا ہوا اوپر اس چیز کے جو منع کیا گیا ہے ۱۲

[1] پس سبب کو آخر ۷ شعر پس تو سبب کو جان مانند دم خر کے یہ بہتر ہے کہ اُس پر تکیہ نہ کر اگر تو سبب پکڑے دلیر نہ ہو کہ اس مین بہت آفت پوشیدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوشیاری و خوف ہے کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر اہل بدر کی چشم مین مشرکون کو کم دکھایا کہ تا انکی قدر نہ رکھین چشم باندھے اگرچہ وہ شے خر بوز ہے اُس کو احولی سے خر ایک بز دکھے وہ پھیر دے دل کو اور فکرون کو جبکہ حق بصارت کا مقلب ہو تو چاہ کو خانہ شریف دیکھتا ہے اور تو دام کو دانہ لطیف دیکھتا ہے باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲ [2] نے تسفسط آخر ۵ شعر تسفسط نہین ہے یہ تقلیب خدا ہے کہ حقیقت بتاتا ہے کہان ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے جان لے کہ وہ خیالون پر چلتا ہے یہ بھی ایک تیرا خیال ہے تو آنکھ مل یہ بات بے انتہا ہے اور وہ فریق قلعہ کی جانب جاتا ہے طرف نخل گندم منہیات کے گئے اور حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے یعنی تو سبب کو ایک واہیات جان اور خدا پہ شاکر رہ کہ وہ مقلب ہے دل و فکر پھیر دیتا ہے یہ سوفسطائی پن نہین ہے تقلیب خدا ہے کہ حقیقت کو بدل دیتا ہے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

پدر را فراموش کردن و در بلا افتادن و نفس لوّامہ با ایشان بزبان حال گفتن کہ الم یاتکم نذیر و گفتن ایشان در جواب لو کنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر ٥ مابندگی خویش ننمودیم ولیکن خوی بد تو بندہ نیارست خریدن

بھول جانا وصیت کو اور بلا مین پڑنا اور کہنا نفس لوّامہ کا انکو زبان حال سے کہ الم یاتکم نذیر (آیا نہین آیا تھا تم کو ڈرانیوالا) اور جواب دینا اُنکا لو کنا نسمع (اگر ہوتے ہم سننے والے) او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر (یا عقل رکھنے والے نہین ہوتے ہم اصحاب دوزخ کے ۱۲) کی بندگی اپنی کو عیان ہم نے ولیکن بدخوئی نے تیری نہین بندے کو خریدا

چون شدند از منع و نہیش گرم تر ‏ سوی آن قلعہ برآوردند سر

برستیز قول شاہ مجتبیٰ ‏ تا بقلعہ صبر سوز ہش ربا

آمدند از رغم عقل پند توز ‏ در شب تاریک برگشتہ ز روز

اندر آن قلعہ خوش ذات الصور ‏ پنج در در بحر و پنج از سوے بر

پنج از ان چون حس ظاہر رنگ و بو ‏ پنج از ان چون حس باطن راز جو

زان ہزاران صورت و نقش و نگار ‏ می شدند از سو بسو خوش بے قرار

زین قدحہای صور کم باش مست ‏ تا نگردی بت تراش و بت پرست

از قدحہای صور بگذر مایست ‏ بادہ در جام است لیک از جام نیست

سوی بادہ بخش بکشا پہن گوش ‏ تا ازان سو بشنوی بانگ و خروش

گوش در آوازت آید دمبدم ‏ چون رسد بادہ نیاید جام کم

منع سے جو کہ ہوے وہ گرم تر ‏ بس نکالا جانب اُس قلعہ کے سر

برخلاف قول شاہ مجتبیٰ ‏ قلعہ تک کہ صبر سوز ہش ربا

آئے وہ برعکس عقل پند جو ‏ تیرہ شب مین کہ تھے دن سے گشتہ رو

درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے ‏ پانچ بحری پانچ بری در کھلے

پانچ وہ جون حس ظاہر رنگ و بو ‏ پانچ وہ جون حس باطن راز جو

اس سے صدہا صورت اور نقش و نگار ‏ ہوتے تھے بس ہر طرف سے بیقرار

صورتون کے جام سے تو کم ہو مست ‏ تا نہو تو بت تراش و بت پرست

جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے ‏ جام مین بادہ ہے پر نے جام سے

کھول تو ساقی کی جانب اپنا گوش ‏ تا ادھر سے تو سُنے بانگ و خروش

سن تو آواز آئے تجکو دمبدم ‏ جبکہ پہونچے بادہ نے ہو جام کم

سلہ منع سے الخ ۱۰ شعر جو کہ منع سے گرم تر ہوے اور اُس قلعہ کی جانب سر نکالا برخلاف قول شاہ مجتبیٰ کے قلعہ تک کہ صبر سوز و ہوش ربا تھا وہ آئے برعکس عقل و پند جو کہ شب تیرہ مین کہ دن سے روگردان تھے آگے حقائق ہین درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے پانچ در بحری و پانچ در بری کھلے وہ پانچ مانند حس ظاہر رنگ و بو کے اور وہ پانچ مانند حس باطن راز جو کہ اُس سے صدہا صورت و نقش و نگار ہر طرف سے ہوتے تھے بیقرار پس تو صورتون کے جام سے کم مست ہو تا کہ تو بت تراش و بت پرست نہو جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے کہ جام مین بادہ پر نہے وہ جام سے نہین ہے تو ساقی کی جانب اپنا گوش کھول کہ تا ادھر سے تو سُنے بانگ و خروش جبکہ بادہ پہونچے جام کم نہووے آواز تو سُن کہ تجکو دمبدم آئے یعنی قلعہ پر تصویر دنیا مین پانچ ہو اس ظاہری جانب اس عالم کے ہین پس تو صورتون ظاہری سے مست نہو کہ بت پرست نہووے کہ وہ حسن صورت مین عارضی ہے پس تو جانب حق کے متوجہ ہو کہ اصل حسن کو پاوے اور معنی کو پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آدمؑا معنیِ دلبندم بجوے ‌ ترک قشر و صورتِ گندم بگو۲
چونکہ ریگی آرد شد بہرِ خلیل ‌ از آنکہ معزولست گندم اے نبیل
صورت از بے صورت آمد در وجود ‌ ہمچنان کز آتشی زادست دود
کمترین غیبی مصور در خیال ‌ چون بپیشش پے بپے آرد ملال
حیرتے محض آردت بے صورتی ‌ زادہ صد گون آلت از بے آلتی
بے زدستی دستہا بافد ہمی ‌ جان جان سازد مصور آدمی
آنچنان کاندر دل از ہجر و وصال ‌ میشود بافیدہ گوناگون خیال
ہیچ ماند این مؤثر با اثر ‌ ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر
نوحہ از صورت ضرر بے صورت است ‌ دست خانید از ضرر کش نیست دست
این مثل نالائق ست اے مستدل ‌ حیلۂ تفہیم را جہد المقل
صنع بے صورت نماید صورتی ‌ تن نگارد با حواس و آلتی
تا چہ صورت باشد آن بر وفق خود ‌ اندر آرد جسم را در نیک و بد
صورت نعمت بود شاکر شود ‌ صورت مہلت بود صابر شود
صورت زخمی بود نالان شود ‌ صورتِ رحمی بود بالان شود
صورت شہرے بود گیرد سفر ‌ صورت تیرے بود گیرد سپر
صورتِ خوبان بود عشرت کند ‌ صورت غیبی بود خلوت کند

آدمؑا معنی کو میرے دیکھ تو ‌ صورت گندم کو چھوڑ اور پوست کا
ریگ جب آٹا ہوئی بہرِ خلیل ‌ جان تو گیہوں ہے بیکار اے نبیل
صورت اب بے صورتی سے آتی ہے ‌ جیسے آتش سے دھواں صورت دکھے
غیب کی ادنیٰ ہے تصویرِ خیال ‌ دیکھ پے در پے اُسے لائے ملال
محض حیرت دے تجھے بے صورتی ‌ پیدا سو آلے کرے بے آلتی
ہاتھ بس بے ہاتھ ہونے سے بنے ‌ جان جان تصویر انسان کی کرے
جیسےؑ دل میں از رہِ ہجر و وصال ‌ پیدا بس ہوتے ہیں گوناگون خیال
مثل کب ہے یہ مؤثر با اثر ‌ مثل کب ہے بانگ نوحہ با ضرر
نوحہ صورت رکھے بے صورت ضرر ‌ دست کلکے بے ضرر کا دست پر
یہ مثل ناقص ہے اے اہلِ دلیل ‌ حیلہ فہمی کو یہ کوشش ہے دلیل
صنع بے صورت دکھائے صورتیں ‌ نقش اُس آلہ سے کرتا جسم میں
جیسے صورت ہو موافق اپنے دو ‌ نیک و بد میں لائے ہے تا جسم کو
صورتؑ نعمت ہو گر شاکر بنے ‌ صورت مہلت ہو گر صابر بنے
زخم کی صورت ہو گر نالا کرے ‌ رحم کی صورت ہو گر بالا کرے
شہر کی صورت ہو گر پکڑے سفر ‌ تیر کی صورت ہو گر پکڑے سپر
صورت خوبان ہو گر عشرت کرے ‌ صورت غیبی ہو گر خلوت کرے

سلہ آدما الی آخرہ ۶ شعر اے آدم تو میرے معنی کو دیکھ صورت گندم و پوست کو چھوڑ دے جب ریگ آٹا ہوئی واسطے خلیل کے تو جان لے کہ گیہوں بیکار و ذلیل ہے یعنی جب کہ تنزیہ سے حصول مطلب ہو تو تشبیہ کے درپے ہونا کیا ضرور ہے صورت اب بے صورتی سے آتی ہے جیسے آتش سے دھواں صورت رکھتا ہے تصویر خیال غیب کی ادنیٰ ہے کہ ایسے پے در پے دیکھے اور ملال لائے تجھ کو بے صورتی محض حیرت ڈالے اور سو آلے پیدا کرے بے آلتی سے ہاتھ بے ہاتھ ہونے سے بنے اور جان جان تصویر انسانی کی کرے یعنی صورت بے صورتی سے پیدا ہوتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جیسے دل میں الخ ۶ شعر جیسے دل میں از راہ ہجر و وصال کے گوناگون خیال پیدا ہوئے ہیں یہ موثر کب مثل ہے ساتھ اثر کے اور یہ بانگ نوحہ کب مثل ہے ساتھ ضرر کے نوحہ صورت رکھے اور بے صورت ضرر ہے ہاتھ چلائے اور ضرر کا ہاتھ نہیں ہوتا اے اہل دلیل مثل ناقص ہے حیلہ فہمی کو یہ کوشش ذلیل ہے صنع بے صورت صورتیں دکھائے جو اس نقش آلہ سے کرتے ہیں جسم میں جیسی صورت ہے تو اپنے موافق نیک و بد میں لاتی ہے جسم کو یعنی صنعت بے صورت دکھاتی ہے اسی طرح بے صورتی صورتوں کو پیدا کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ صورت نعمت الخ ۸ شعر اگر صورت نعمت کی ہو شاکر بنے اور اگر صورت مہلت کی ہو صابر بنے اگر رحم صورت ہو نالا کرے اور اگر زخم کی صورت ہو بالا کرے اگر شہر کی صورت ہو سفر پکڑے اور اگر تیر کی صورت ہو سپر پکڑے اگر خوبان کی صورت ہو عشرت کرے اگر صورت غیبی ہو خلوت کرے اگر صورت جوئی ہو نازش کرے اگر صورت جنگی ہو سازش کرے صورت افلاس یعنی جیسے صورت زور آوری کی لاوے جانب غضب کے بے حد و اندازہ سوا ہے کہ فعل کا داعی خیالوں سے بھرا ہے بے نہایت جیشی اور مذہب باطل میں صورت شکار کے یعنی جیسی صورت ہے ویسا ہی اثر پیدا کرتی ہے کہ سب مذہب جیسے صورت فکر کے ظل میں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

صورتِ خوبی بود نازآورد | صورت چنگی بود سازآورد
صورت محتاجی آرد سوی کسب | صورت بازدوری آرد بغصب
این زحد و اندازہا شد برون | داعی فعل از خیال گوناگون
بے نہایت کیشہا و پیشہا | جملہ ظل صورتِ اندیشہا
برلب بام ایستادہ قوم خوش | ہر یکے را بر زمین بین سایہ اش
صورت فکرست بر بام مشید | وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
فعل بر ارکان و فکرت مکتتم | لیک در تاثیر و صلت دو بہم
آن صور در بزم کز جام خوشی ست | فائدہ آن بیخودی و بیہشی ست
صورتِ مرد و زن و لعب و جماع | فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
صورتِ نان و نمک کان نعمت ست | فائدہ آن صورت بیصورت ست
در مصاف آن صورت تیغ و سپر | فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
مدرسہ و تعلیم و صورتہاے وی | چون بدانش متصل شد گشت طے
این صور چون صورتی بیصورت اند | پس چرا در نفی صاحب نعمت اند
پس صورہا بندۂ بیصورت اند | پیش او روید و در نفی او فتند
این صور دارد ز بیصورت وجود | چیست پس بر موجد خویشش جحود
خود ازو یابد ظہور انکار او | نیست غیر عکس خود این کار او
صورت دیوار و سقف ہر مکان | سایۂ اندیشۂ معمار دان

صورت خوبی ہو گر نازش کرے | صورت چنگی ہو گر سازش کرے
صورت افلاسی کی لائے سوئے کسب | صورت اجباری کی لائے سوئے غصب
یہ حد و اندازے سے ہے بس سوا | فعل کا داعی خیالون سے بھرا
بے نہایت پیشے اور مذہب ہے | جملہ ظل ہین صورت افکار کے
سلہ بام کے لب پر کھڑی اک قوم ہر | اور پڑا سایہ ہر اک کا خاک ہی
فکر کی صورت ہے بام غیب پے | اور عمل جون سایہ ارکان پر دکھے
فعل ارکان پر نہان فکر اب تری | وصل کی تاثیر مین باہم ملی
بزم مین صورت رکھے جام خوشی | فائدہ اسکا ہے یارو بیہشی
مرد و زن صورت ہین اور شہوت خوشی | ہے جماع مین نفع اس کا بیہشی
سلہ صورت نان و نمک نعمت جو ہی | نفع اُس صورت کا بیصورت رکھے
جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر | نفع بے صورت رکھے یعنی ظفر
مدرسہ تعلیم و اس کی صورتین | جو ملین دانش سے نے باقی رہین
جو یہ ہین بیصورتی کی صورتین | صاحب نعمت کی کیون نفی ہین مین
بندہ بیصورت کی ہین سب صورتین | آگے اُس کے پیدا ہون نفی کرین
صورتین بیصورتی سے سب بنین | اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین
خود ظہور اس سے کرے منکر بنے | گویا انکار اسکا اپنے عکس سے
سلہ ہر مکان کی صورت دیوار و در | فکر معمارون کا سایہ ہے مگر

سلہ ۵۱ بام کے آخ ۵ شعر ایک قوم کہ لب پر کھڑی ہے اور ہر ایک کا سایہ خاک پر پڑا ہے فکر کی صورت بام غیب پر ہے اور عمل سایہ کے مانند ارکان پر دکھتا ہے ارکان پر فعل ہے اور تیری فکر نہان ہے اور تاثیر وصل مین باہم ملے ہوئے ہین آگے مثال ہے محفل صورت جام خوشی رکھتی ہے اور اس کا فائدہ بیہوشی ہے مرد و زن کی صورت اور شہوت خوشی ہے اور جماع مین اس کا فائدہ بیہوشی ہے یعنی فکر کی صورت غیب مین ہے اور اس کا عمل جوارح پر عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ صورت نان آخ ۷ شعر صورت نان و نمک کی جو نعمت ہے نفع اُس صورت مین بے صورت رکھتی ہے جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر کی نفع بے صورت رکھتی ہے یعنی ظفر مدرسہ و تعلیم اور اس کی صورتین جو دانش سے ملین باقی نہ رہین جو بے صورتی کی صورتین ہین پھر صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین آگے اس کے پیدا ہون اور نفی کرین بندہ بے صورت کی سب صورتین ہین سب صورتین بے صورتی سے بنین پھر اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین اس سے خود ظہور کرے وہ منکر بنے گویا اسکا انکار اپنے عکس سے ہے یعنی سب صورتین بیصورتی سے بنی ہین پھر اپنے خالق سے کیون منکر ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ ہر مکان کی آخ ۶ شعر ہر ایک مکان کی صورت دیوار و در معمارون کی فکر کا سایہ ہے اگرچہ اندر مکان فکر کے اینٹ و پتھر و چوب ظاہر نہین دیکھے ہین ولیکن بے صورت فاعل مطلق ہے اس کے ہاتھ مین صورت مانند آلہ کے ہے کبھی غیب کے پردے سے بے صورت اپنا منھ دکھاتی ہے صورت کو بھی تا ہر ایک صورت اس سے مدد لے بس جمال و کمال اوصاف سے جو پھر بے صورت اپنا منھ چھپائے سوئے محبت و ننگ و بو کے آئے یعنی کبھی پردۂ غیب سے بیصورت اپنا مشاہدہ صورت کو بتاتی ہے تا ہر ایک صورت جمال و کمال سے مدد لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه خود اندر محل افتکار ‌ نیست سنگ و چوب و خشتی آشکار
فاعل مطلق یقین بیصورتست ‌ صورت اندر دست او چون آلتست
گه گه آن بیصورت از کتم عدم ‌ مر صور را رو نماید از کرم
تا مدد گیرد ازو هر صورتی ‌ از جمال و از کمال و قدرتی
باز بیصورت چو پنهان کرد رو ‌ آمد او از بهر کد در رنگ و بو
صورتی از صورت دیگر کمال ‌ گر بجوید باشد آن عین ضلال
جز مگر آن صورتی کان میر زاد ‌ بابت ارشاد کردش از وداد
پس چه عرضه میکنی ای بی‌هنر ‌ احتیاج خود به محتاج دگر
چون صور بندست بر یزدان مگو ‌ ظن مبر صورت به تشبیهش مجو
در تضرع جو و در افنای خویش ‌ کز تفکر جز صور ناید به پیش
ور ز غیرت صورتت نبود فره ‌ صورتی کان بی تو ناید در تو به
صورتی شهری که آنجا میروی ‌ ذوق بیصورت کشیدستی مهی
پس بمعنی میروی تا لامکان ‌ که خوشی غیر مکانست و زمان
صورت یاری که نزد او شوی ‌ از برای مونس آن میروی
پس بمعنی سوی بیصورت شدی ‌ گرچه زان مقصود غافل آمدی
در حقیقت حق بود معبود کل ‌ کز پی ذوق است سیران سبل
لیک وی خود سوی دم کرده نم ‌ گرچه سر اصل است پی گم کرده اند
لیک آن سر پیش این ضالان گم ‌ میدهد داد سری از راه دم

گرچہ خود اندر مکان فکر کے ‌ اینٹ و پتھر چوب سے ظاہر کبھی
فاعل مطلق ہے بیصورت و لے ‌ ہاتھ میں صورت جون آلہ اسکی ہی
غیب کے پردہ سے بیصورت کبھی ‌ منھ دکھاتی اپنا ہر صورت کو بھی
تا مدد ہر ایک صورت اس سے لے ‌ بس جمال اور بس کمال و صافی
پھر جو بیصورت چھپائے اپنا رو ‌ سوئے محنت آئے سو رنگ و بو
سلہ دوسری صورت سے اک صورت کمال ‌ ڈھونڈھے گر بس ہووے وہ عین ضلال
لیک اُس صورت سوا کہ میر سے ‌ پیدا ہوئی ہے واسطے ارشاد کے
کس لئے ظاہر کرے اے بے ہنر ‌ احتیاج اپنی بہ محتاج دگر
قید صورت حق کی نسبت مت کہو ‌ اور گمان صورت کا تشبیہ نہ دو
ڈھونڈھ اپنے اور فنا اپنی میں تو ‌ جز صور نے پائے با فکر تو
غیر صورت گر نہ چارہ تجکو ہے ‌ خوش وہ صورت تجھ میں آئے بے تیرے
سلہ شہر کی صورت کہ تو وان جائے ہے ‌ ذوق بیصورت تجھے لیجائے ہے
جائے ہے معنی میں تو تا لامکان ‌ کہ خوشی ہے بے مکان اور بے زمان
یار کی صورت کو جو چہتا ہے تو ‌ انسیت کے واسطے جاتا ہی تو
جائے ہی معنی میں بیصورت کی رو ‌ گرچہ اُس مقصود سے غافل ہی تو
کل حقیقت میں خدا معبود ہے ‌ کہ چلیں وہ ذوق و لذت کیلئے
پر کیا ہے بعض نے منھ سوے دم ‌ گرچہ سر ہے اصل پر کی راہ گم
لیک وہ سر آگئے ان گمراہ کے ‌ داد سر کی دم کی رہ سے دے رہے

سلہ دوسری الخ ۶ شعر ایک صورت دوسری صورت سے اگر کمال ڈھونڈھے وہ عین گمراہی ہووے ولیکن اس صورت کے سوا کہ وہ امیر سے پیدا ہوئی ہے ارشاد کے واسطے کس واسطے ظاہر کرتا ہے اے بے ہنر اپنی احتیاج کو دوسرے محتاج سے حق کی نسبت صورت کی قید نہ رکھو اور گمان صورت کا تشبیہ سے مت دو تو خود زاری و فنا کو ڈھونڈھ بجز صورت کے نہ پائے فکر سے ماسوا صورت اگر تجکو چارہ نہیں ہو وہ صورت خوش تجھ میں آئے بے تیرے یعنی بجز انبیا و اولیا کے دوسری صورت سے مدد نہ چاہ کہ وہ ارشاد کو حق سے آئے ہیں اور خدا کو قید صورت کی مت لگا دُ اگر صورت کے ساتھ خدا کو چاہتا ہے تو صورت تشبیہ اور تنزیہ تجھے آئے وہ بہتر ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ہے ۱۲ سلہ شہر کی صورت الخ ۷ شعر شہر کی صورت کہ تو وہاں جاتا ہے ذوق بے صورتی کا تجھے لیجاتا ہے لا مکان تک کہ یہ مکان و بے زمان ہے خوشی ہے یار کی صورت کہ جو تو چاہتا ہے اُنسیت کے واسطے تو جاتا ہو تو معنی میں جاتا ہے بے صورت کی طرف اگرچہ اس مقصد سے تو غافل ہے حقیقت میں کل خدا معبود ہے کہ راہ چلتے ہیں ذوق و لذت کے لئے ولیکن بعض نے منھ دم کی طرف کیا ہے اگرچہ سر اصل ہے ولیکن راہ گم کی ہے ولیکن وہ سر آگاہ ان گمراہ کے داد سر کی دیتا ہے دم کی راہ سے یعنی سب معنی میں بے صورتی کی طرف واسطے ذوق کے مگر بعضے دم صورت کی طرف جاتے ہیں اور حق اس کو جانتے ہیں اور حق ان کو اس صورت سے نفع دیتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زسر میباید آن واد این زُم — قوم دیگر پا و سر کردند گم
سرؓ سے وہ پاتے ہین یا ز راہ دُم — دوسری قوم اک سر و پا رکھے گم

چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند — از گم آمد سوے کل بشتافتند
جو ہوے گم جملہ جملہ پالیا — گم سے آئے کُل کو حاصل کرلیا

این سخن پایان ندارد آن گروہ — صورتے دیدند با فر و شکوہ
بات یہ بیحد ہے بس ای نیک خو — اس گروہ نے دیکھی اک صورت نکو

دیدن آن سہ پسر شاہ در قصر قلعہ ذات الصور نقش روی دختر شاہ چین را و بیہوش شدن ہر سہ برادر و در فتنہ افتادن و تفحص کردن کہ این صورت کیست

دیکھنا اُن تینون پسر شاہ کا قلعہ پر تصویر کے قصر مین تصویر دختر شاہ چین کو اور بیہوش ہونا تینون بھائیون کا اور آفت مین پڑنا اور تلاش کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟

خوبتر زان دیدہ بودند آن فریق — لیک زین رفتند در بحر عمیق
اُسؓ گروہ نے خوب تر دیکھا اُسے — لیک اس سے ڈوبی اندر بحر کے

زانکہ افیون شان ازین کاسہ رسید — کاسہا محسوس و افیون ناپدید
کہ انھین افیون ملے اس جام سے — جام محسوس اور نہین افیون دکھے

کرد کار خویش قلعہ ہوشربا — ہر سہ را انداخت در چاہ بلا
ہوشربا قلعہ نے کام اپنا کیا — ڈالا ان تینون کو با چاہ بلا

تیر غمزہ دوخت دل را بیگمان — الامان یا ذاالامان زین بطمان
تیر غمزہ مارا دل پر بیگمان — الامان صاحب امان اس سے امان

قرنہا را صورت سنگین بسوخت — آتشی در دین و دل شان بر فروخت
چھونکا عالم صورت سنگین نے — انکے دین و دل کو پھونکا آگ سے

چونکہ روحانی بود خود چون بود — فتنہ اش ہر لحظہ دیگرگون بود
جبکہ روحانی ہو خود کیا کچھ ہو وہ — فتنہ اسکا ہر دم اور ہی رنگ ہے

عشق صورت در دل شہزادگان — چون خلش میکرد مانند سنان
عشق صورت دلمین شہزادونکے بس — جو سنان کھٹکے تھا ای فریادرس

اشک می بارید ہر یک ہمچو میغ — دست می خائید و میگفت ای دریغ
اشکؓ برسائے ہر اک جون ابر کے — ہاتھ چابے اور کہے افسوس ہے

ما کنون دیدیم شہ زآغاز دید — چند ما سوگند داد آن بے ندید
ہمنے اب دیکھا وشہ نے قبل سے — دی قسم بس ہمکو اس بیمثل نے

سلہ قولہ سر سے وہ پاتے ہین آخر ۳ شعر وہ سر سے پاتے ہین یا بہ از راہ دم کے اور ایک دوسری قوم ہو کہ سر و پا گم رکھتی ہو بس جو جملہ گم ہوے جملہ پالیا اور گم سے آئے کُل کو حاصل کر لیا یہ بات بیحد ہے ای نیک خو کہ اس گروہ نے ایک صورت نیک دیکھی یعنی پاکیزہ صورتی کیطرف جاتی ہے اور ایک قوم اہل حیرت ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے وہ بالکل گم ہو کر اُسنے کل کو حاصل کر لیا آگے شاہزادونکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گروہ نے آخر ۷ شعر اس گروہ نے خوب تر اُسے دیکھا و لیکن اس سے بحر مین ڈوبے کہ انکو افیون اس جام سے ملی جام محسوس اور افیون انھین دکھتی تھی آگے رجوع بقصہ ہے قلعہ ہوشربا نے اپنا کام کیا کہ ان تینونکو چاہ بلا مین ڈالا تیر غمزہ دل پر مارا الامان صاحب امان اس سے امان صورت سنگین نے عالم کو پھونکا اور انکے دل و دین کو پھونکا اس سے آگے اسکے حقائق ہین جبکہ روحانی ہو خود وہ کیا کچھ ہوا اسکا فتنہ ہر دم اور ہی رنگ ہو عشق صورت کا شہزادونکے دل مین مانند سنان کے کھٹکتا تھا یعنی صورت ظاہری ایک عالم کو لبھاتی ہے جبکہ روحانی ہو تو کیا کچھ اسکا ہر دم رنگ ڈھنگ ہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اشک برسائے آخر ۸ شعر ہر ایک اشک برسائے ابر کے مانند اور ہاتھ خالی دیکھے افسوس ہے ہم نے اب دیکھا اور شاہ نے قبل سے اور ہمکو قسم دی اس بیمثل نے آگے حقائق ہین اسواسطے انبیا کا حق بہت ہے کہ انھون نے خبر انجام سے دی جو تو بوتا ہے سو کاٹے گا آگے جو تو اُڑتا ہے اس طرف نہ اُڑ سے بچو سے تخم سے کہ تا حاصل ملے اور مجھ سے پرے تا اس طرف اُڑے اسکا واجب ہونا تجھ پر کھلا بھی تو آخر کو کہے کہ وہ واجب ہوا تو وہ ہے لیکن تو یہ نہین ہے وہ توئی ہے و لیکن تن سے پرتر ہے یہ توئی ظاہر کہ تو جانے توئی تو سوئی ہین بے اندیسے سوئی کے یعنی تو وہ ہی ہے و لیکن وہ توئی تجھ پر کھلی نہین ہے اور یہ توئی کہ تو جانتا ہے بس تو سوئی ہے یہ اندر بے سوئی کے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

انبیا را حق بسیارست ازان که خبر کردند آن پایان بیان
انبیا کا حق بہت ہی اس لئے کہ اُنھون نے دی خبر انجام سے

کانکہ میکاری نہ روید غیر خار وین طرف پری نیابی زد مطار
جو تو بوتا ہی اُگے سے زغیر خار نے اُڑے اس سمت جو اُڑتا ہی یار

تخم از من بر کہ تا ریعے دہد با پر من پر کہ تیر آن سو جہد
تخم لے مجھسے کہ تا حاصل ملے پر لے مجھ سے تیر تا اس سمت اُڑے

تو ندانی واجبے آن و ہست ہم تو گوئی آخر آن واجب بُدست
اسکا واجب ہونا نے تجھپر کھُلا بھی تو آخر کہوے وہ واجب ہوا

او تو است اما نہ این تو کہ تن است آن توئی کہ برتر از ما و من است
وہ ہی تو لیکن نہ یہ تو جسم ہے وہ توئی مین تو سے برتر ہے ورے

این توئی ظاہر کہ پنداری توئی ہست اندر ... دور بے سوئی
یہ توئی ظاہر کہ جانے تو توئی ہے سوئی مین تو ہی اندر بے سوئی

برصدف لرزان چرائی ای گہر توئی خود را نی بدان میدان شکر
کیون صدف سے[1] ڈرتا ہی تو ای گہر نے نہین تو جان تو ہے نیشکر

توئی بیگانہ است با تو این توئی توئی خود را باب بگذار از دوئی
توئی بیگانہ ہے تجھ مین یہ توئی توئی خود کو یاد چھوڑ اب تو دوئی

توئی آخر سوئے توئی اولت آمدہ است از بہر تنبیہ و صلت
توئی آخر کی بس اول توئی کے آئی ہے تنبیہ کرنے کے لئے

توئی تو در دیگرے آمد قین من غلام مرد خود بین چنین
توئی تیری دوسرے مین ہی تمام مین ہون ایسے مرد خود بین کا غلام

آنچہ اندر آئینہ بیند جوان پیر اندر خشت بیند پیش ازان
آئینہ مین دیکھتا ہے جو جوان خشت مین وہ پیر دیکھے بس عیان

زامر شاہ خویش بیرون آمدیم با عنایات پدر باغی شدیم
حکم شہ سے[2] اپنے ہم باہر ہوئے باپ کے ہم لطف سے باغی ہوئے

سہل دانستیم قول شاہ را وان عنایتہاے بے اشباہ را
سہل جانا ہم نے قول شاہ کو اور عنایتہاے اُس درگاہ کو

تک در افتادیم در خندق ہمہ خستہ و کشتہ بلاے ملحمہ
جملہ ہم خندق کے اندر اب گرے اور بلا سے کشتہ اور خستہ ہوئے

تکیہ بر عقل و خود و فرہنگ خویش بودمان تا این بلا آمد بپیش
تھا بھروسا اپنی عقل و راے پے تا ہم اس آفت بلا مین بس پڑے

بے مرض دیدیم خود را بے زرق آنچنان کہ خویش را بیمار دق
بے مرض کے ہمنے دیکھا خود کو خوار جس طرح بیمار دق ہوتا ہی زار

علت پنہان کنون شد آشکار بعد از ان کہ بند گشتیم و شکار
ہوئی بیماری نہان اب آشکار بعد اسکے کہ ہوئے ہین ہم شکار

سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق یک قناعت بہ ز صد لوت و طبق
ذکر حق سے[3] صحبت مرشد ہی خوب اک قناعت سو غذا کھانے سے خوب

[1] کیون الخ ۵ شعر تو کیون صدف سے ڈرتا ہے اے گوہر تو نے نہین ہے جان تو نیشکر ہے تو نے بیگانہ ہے اور تجھ مین یہ توئی ہے توئی خود کو یاد چھوڑ اب تو دوئی کہ آخر کی توئی اول کی توئی کی تنبیہ کرنے کے واسطے آتی ہے توئی تیری دوسری مین ہے تمام مین ایسے مرد خود بین کا غلام ہون آگے اس کے حقائق ہین جو جوان آئینہ مین دیکھتا ہے پیر وہ خشت مین عیان دیکھتا ہے یعنی تو بیگانہ ہے یہ توئی تجھ مین موجود ہے پس تو اپنی توئی کو یاد اور دوئی کو چھوڑ آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[2] حکم شہ سے الخ ۶ شعر ہم اپنے شاہ کے حکم سے باہر ہوئے اور باپ کے لطف سے ہم باغی ہوئے ہم نے قول شاہ کو سہل جانا اور عنایتہاے اس درگاہ کو اب ہم جملہ خندق مین گرے اور بلا سے کشتہ و خستہ ہوئے اپنی عقل و راے پر بھروسا تھا تا کہ ہم اس آفت و بلا مین پڑے ہین بے مرض کے ہم نے خود کو خوار دیکھا جس طرح بیمار دق نزار ہوتا ہے اب بیماری پوشیدہ آشکار ہوئی ہے بعد اس کے کہ ہم شکار ہوئے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

[3] ذکر حق سے الخ ۷ شعر ذکر حق سے صحبت مرشد کی خوب ہے اور ایک قناعت سو غذا کھانے سے خوب ہے یہ کتاب قناعت مین تو نے پڑھا ہو ابے حسن ذکر حق و ذکر بو الحسن کو سو عصا سے چشم بینا خوب ہے کہ چشم پہچانتی ہے گوہر کو سنگ سے یعنی صحبت مرشد ذکر حق سے خوب ہے جیسے ایک قناعت سو غذا کھانے سے بہتر ہے کیونکہ صحبت مرشد سے نفس شکنی ہوتی ہے برخلاف ذکر کے کہ ذکر بے ذکر نفس کو شکستہ نہین کرتا ہے جیسے قناعت نفس کی اصلاح دیتی ہے بخلاف غذا کے کہ قوت نفس کو دیتی ہی آگے رجوع بقصہ ہی یعنی سدم تلاش کرنے لگے ایسی صورت کہ عالم مین عجب تھی پس بہت تلاش کے بعد اس جگہ کا کھولا ایک آگاہ نے گوشہ سے نہین بلکہ حق ہوش سے کہ دانا اسکے روبرو یہ سر پوش کے تھا کہا کہ پریون کو یہ صورت رشک دے کہ یہ تصویر دختر شاہ چین کی ہی ملی تا آگے ہی فافہم ۱۲

ور قناعت خوانده باشی ای حسن / ذکر ذکر حق و ذکر بو الحسن
چشم بینا بهتر از سه صد عصا / چشم بشناسد گهر را از حصا
در تفحص آمدند اندر زمان / صورتی که بود عجب اندر زمان
بعد بسیاری تفحص در مسیر / کشف کرد آن راز را شیخ بصیر
نز طریق گوش بل از وحی هوش / رازها بد پیش او بی روی پوش
گفت نقش رشک پرویست این / صورت شهزادی چین ست این
دختری دارد شه چین بی‌مثال / در بها و در جمال و در کمال
همچو جان و چون پری پنهان ست او / در مکتم پردهٔ ایوان است او
سوی او نی مرد ره دارد نه زن / شاه پنهان کرد او را از فتن
غیرتی دارد ملک بر نام او / که نه پرد مرغ هم بر بام او
وای آن دل کش چنین سودا فتاد / هیچکس را این چنین سودا مباد
این سزای آنکه تخم جهل کاشت / وان نصیحت را کساد و سهل داشت
اعتمادی کرد بر تدبیر خویش / که برم من کار خود با عقل پیش
نیم ذره زان عنایت به بود / که ز تدبیر خرد پانصد رسد
ترک مکر خویشتن گیر ای امیر / پا بکش پیش عنایت خوش بمیر
این بقدر حیله معدود نیست / زین حیل تا تو نمیری سود نیست
تا نمیری سود کی خواهی ربود / رو بمیر و بهره بردار از وجود

یہ قناعت مین پڑھا ہو ای حسن / ذکر ذکر حق و ذکر بو الحسن
سو عطا سے چشم بینا خوب ہے / چشم پہچانے گہر کو سنگ سے
بس لگے تالاش کرنے اسگھڑی / ایسی صورت کہ عجب عالم مین تھی
بس بہت تالاش کے بعد اس مکھے / راز کھولا یعنی اک آگاہ نے
گوش سے نے بلکہ وحی ہوش سے / راز پیش اُس کے تھا بے سرپوش کے
بولا پریون کو یہ صورت رشک ہے / دختر شہ چین کی یہ تصویر ہے
دختر اک رکھتا ہو شہ چین بیمثال / بے بہا اندر جمال اندر کمال
مثل جان و چون پری پنہان ہو / محل مین پردہ نشین ہو وہ نکو
نے زن و مرد اسکی جانب جاسکے / شاہ فتنہ سے نہان رکھے اُسے
شاہ غیرت رکھے اُسکے نام پر / مرغ بھی اُسکے اُڑے نے بام پر
وای وہ دل سودا رکھے اسکا جو / ایسا سودا نے کسیکو ہو جیو
یہ سزا اُسکی جو رکھتا جہل ہے / اور نصیحت کو وہ جانے سہل ہے
اعتماد اپنی رکھے تدبیر پہ / کہ کرون مین کام اپنی عقل سے
ذرہ بھر اس کی عنایت خوب ہے / کہ کرے تدبیر صد ہا عقل سے
مکر و حیلہ اپنا تو اب چھوڑ دے / اُس عنایت کے تو مر اب سامنے
یہ عنایت لائق حیلہ نہ اب / نے مرے حیلہ سے جبتک نفع کب
نے مرے جبتک نہ نفع ہو تجھے / جا تو مر اور نفع لے تو جسم سے

حکایت صدر جہان در بخارا و کرم او و آنکہ اگر کسی بزبان از و سوال کردی ہیچ ندادی

حکایت صدر جہان بخاری کی کہ جو سائل زبان سے مانگتا صدقہ عام اُسکے سے محروم ہوتا

سلہ دختر اک الخ ۰ شعر شاہ چین اک دختر رکھتا ہے بے مثال اور بے بہا ہے جمال و کمال مین مثل جان و پری کے وہ پوشیدہ ہے اور محل مین وہ پردہ نشین ہے نہ زن و مرد اُس کی جانب جاسکے شاہ اُس کو فتنہ سے پوشیدہ رکھے اور مرغ بھی اُس کے بام پر نہ اُڑے وائے وہ دل کہ اُس کا سودا رکھے ایسا سودا کسی کو نہ ہو جیو آگے حقائق ہین یہ اُس کی سزا ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اعتماد الخ ۰ شعر اپنی تدبیر پر اعتماد رکھتا ہے کہ مین کام اپنی عقل سے کرون اس کی عنایت ذرہ بھر خوب ہے کہ صد ہا تدبیر کرے عقل سے اب تو اپنا مکر و حیلہ چھوڑ دے اور اس قناعت کے روبرو مر عنایت اب لائق حیلہ کے نہین ہے جب تک حیلہ سے نہ مرے نفع کب ہے جب تک نہ مرے تجھے نفع نہ ہوگا تو مر اور نفع لے جسم سے یعنی افسوس ہے اُس دل پر کہ وہ اس صورت کا سودا رکھے پس سزا اس کی ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے بس تو مکر و حیلہ چھوڑ اور آگے یار کے مر کہ وہ عنایت تجھ پر کرے کہ بغیر عنایت کے نفع نہین ملتا ہے آگے صدر جہان کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

در بخارا خوی آن صدر اجل	بود با خواہندگان حسن عمل	تھی بخارا مین جو صدر جہان اجل	ساتھ خواہندون سکےتھی حسن عمل
داد بسیار و عطاے بیشمار	تا بشب بودی ز جودش زر نثار	اُس کی بخشش اور عطا تھی بیشمار	رات تک زر اسکی بخشش سے نثار
زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بود	تا وجودش بود می افشاند جود	زر کو کاغذ مین لپیٹا اُس نے تھا	بخششین کرتا رہا جب تک جیا
ہمچو خورشید و چو ماہ پاکباز	آنچہ گیرند از ضیا بدہند باز	مثل مہر و مہ وہ رکھتا کچھ نہ تھا	جو ضیا سے لیتا پھر کرتا عطا
خاک را زر بخش کہ بود آفتاب	زر از و در کان و گنج اندر خراب	خاک کو زر کون بخشے آفتاب	کان مین زر دے و گنج اندر خراب
ہر صباحے فرقہ را راتبہ	تا نماند اُمتے ز و خائبہ	ہر سحر روزینہ اُس سے قوم کو	تا اُمید اس سے ندامت تا کہ ہو
مبتلاان را بُدے روزے عطا	روز دیگر بیوگان را آن سخا	ایک دن تھی مبتلاؤن پر عطا	دوسرے دن اسکی بیوون پر سخا
روز دیگر بر علویان مقل	با فقیہان روز دیگر مشتغل	دوسرے دن تھا فقیرون پر کرم	دوسرے دن تھا فقیہون پر کرم
روز دیگر بر تہیدستان عام	روز دیگر بر گرفتاران دام	دوسرے دن مفلسان عام پے	دوسرے دن قیدیان دام پر
روز دیگر با یتیمان صغیر	روز دیگر بر ضعیفان اسیر	دوسرے دن با یتیمان صغیر	دوسرے دن با ضعیفان اسیر
روز دیگر بہر ابنا السبیل	روز دیگر مر مراتب را کفیل	دوسرے دن راہگیرون کیلئے	دوسرے دن بس غلامونکے لئے
شرط آن بُد کہ کسی رو با زبان	زو نخواہد ہیچ و نکشاید دہان	شرط وہ تھی کہ زبان سے کوئی	اس سے نہ مانگے نہووے ملتجی
لیک خامش بر حوالی رہش	ایستادہ مفلسان دیوار وش	لیک خامش گرد اسکی راہ کے	مفلسان دیوار کی صورت کھڑے
ہر کہ کردی ناگہان سہواً سوال	زو نبردی زین گنہ یک حبہ مال	گر دے نا گر کوئی بھولے سے سوال	اس گنہ سے پائے اک حبہ مال
من صمت منکم نجا بد مایہ اش	بر ہمہ اہل بخارا سایہ اش	اسکا ما من صمت منکم نجا (جو کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پاوے ۱۲)	اسکا ظل اہل بخارا پر سدا
بر خموشی داشت عشق تا سہ اش	خامشان را بود کیسہ و کاسہ اش	عشق خاموشی پے بس رکھتا تھا وُہ	دیتا جام و کیسہ وہ خاموش کو
نادرًا روزے یکے پیرے بگفت	دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت	تا درًا اک پیر نے اکدن کہا	دے زکوٰۃ اب بھوک مین ہون مبتلا

سلہ تھی بخارا مین الخ ۶ شعر بخارا مین جو صدر جہان کی تھی چاہنے والون کے ساتھ حسن عمل کے اسکی بخشش و عطا بیشمار تھی رات تک اسکی بخشش سے زر نثار تھا اسی زر کو کاغذ مین لپیٹا تھا بخشش کرتا تھا جب تک جیا آگے اس کی مثال ہے وہ مثل مہر و ماہ کچھ نہین کرتا تھا جو ضیا لیتا پھر عطا کرتا خاک کو زر بخشے آفتاب کہ زر کان مین دے اور گنج خراب مین ہر ایک سحر اُس سے روزینہ قوم کو ملتا کہ تا نا امید اس سے امت نہ ہو یعنی اس حکایت مین صدر جہان سے مراد جناب رسول مقبول صلعم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک دن الخ ۸ شعر ایک دن تھی مبتلاؤن پر عطا اور دوسرے دن اسکی بیوون پر تھی عطا دوسرے دن فقیرون پر گرم تھا دوسرے دن فقیہون پر کرم تھا دوسرے دن مفلسان عام پر دوسرے دن قیدیان دام پر دوسرے دن یتیمان صغیر پر دوسرے دن ضعیفان اسیر پر دوسرے دن راہگیرون کے واسطے دوسرے دن غلامون کے واسطے شرط وہ تھی کہ نہ کوئی زبان سے اس سے مانگے اور نہ ملتجی ہووے ولیکن خاموش اس کے گرد راہ کے مفلسان دیوار کی صورت کھڑے ہین اگر کوئی ناگاہ بھولے سے سوال کردے تو اس گناہ سے ایک حبہ مال نہ پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکا ما من الخ ۸ شعر اسکا ما من ترجمہ جو کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پائے اور اسکا ظل اہل بخارا پر ہمیشہ رہے وہ عشق خاموشی پر رکھتا تھا اور جام و کیسہ خاموش کو دیتا تھا ایک دن ایک پیر نے نادرًا کہا زکوٰۃ اب دے کہ بھوک مین مبتلا ہون پیر کو روکا اور پیر کے جد کے خلق حد سے حیران ہو گئی کہا کہ بس پیر بےشرم ہے پیر نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ بےشرم ہے کہ یہ جہان کھایا و طمع سے چاہتا ہے کہ وہ جہان اس جہان کی طمع سے لے وہ ہنس پڑا اور اس پیر کو نہ دیا پیر تنہا لیگیا اس نقد کو بس سوا پیر کے کوئی نہ لیگیا نیم حبہ اس سے زر نہ لے اسکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت ماند خلق از جد پیر اندر شگفت
گفت بس بی شرم پیری ای پدر پیر گفت از من توئی بی شرم تر
کاین جهان خوردی و میخواهی بطمع کان جهان با این جهان گیری بجمع
خنده اش آمد مال داد آن پیر را پیر تنها برد آن توفیر را
غیر این پیر هیچ خواهنده زو نیم حبه زر ندید و یک تسو
نوبت روز فقیهان ناگهان یک فقیه از حرص آمد در فغان
کرد زاریها بسے چاره نبود گفت هر نوعی نبودش هیچ سود
روز دیگر بار کو پیچیده پا پاکش اندر صف قوم مبتلا
تختها بر ساق بست از چپ و راست تا برد آن شه گمان کاشکسته پاست
دیدش و بشناختش چیزے نداد روز دیگر رو بپوشید از لباد
تا گمان آید که نابیناست او در میان اعمیان برخاست او
پس بدیدستش ندادش هیچ چیز از گناه و جرم گفتن آن عزیز
چونکه عاجز شد ز صد گونه کمید چون زنان او چادری بر سر کشید
در میان بیوگان رفت و نشست سر فرو افگند و پنهان کرد دست
هم شناسید و ندادش صدقهٔ در دلش آمد ز حرمان حرقهٔ
رفت او پیش کفن خواهی پگاه که به پیچم در نمدنه پیش راه
هیچ مکشا لب نشین و می نگر تا کند صدر جهان اینجا گذر
بو که بیند مرده پندارد بظن زر دراندازد پے وجه کفن

پیر کو روکا وجد کے پیر نے خلق ہوئی حیران جد سے پیر کے
بولا بس بے شرم ہے پیر اے پدر پیر بولا تجھ سے تو بے شرم تر
یہ جہان کھایا وہ چاہے طمع سے وہ جہان بے اس جہان کی جمع سے
ہنس پڑا اور زر دیا اس پیر کو پیر تنہا لے گیا بس نقد کو
بس سوا اُس پیر کے کوئی گدا نیم حبہ زر نہ اُس سے لے سکا
سلہ دن فقیہون کی جو باری کا ہوا اک فقیہ نے حرص سے کی التجا
کی بہت زاری نہین کچھ بن پڑا بولا ہووے نے کسی نوع فائدا
دوسرے دن پامین پٹی باندھکر قوم بیمارون مین بیٹھا وہ بشر
دائمین بائمین تختے باندھے پاؤن سے تا کہ شہ جانے کہ ٹوٹا پاؤن ہے
دیکھا پہچانا اُسے نے کچھ دیا دوسرے دن مُنھ پہ نمدے کو رکھا
سلہ تا گمان آئے کہ نابینا ہے وہ درمیان اندھون کے رکھا آپکو
بس اُسے دیکھا نہ کچھ اُسکو دیا اُس گنہ سے کہ سوال اُسنے کیا
سو گئے مکر اُسنے جب عاجز ہوا اوڑھی چادر جون زنان با حیا
بیٹھا بیوؤن کے وہ جا کر درمیان سر جھکایا رکھے ہاتھ اپنے نہان
بھی اُسے پہچانا صدقہ نے دیا اسکا مایوسی سے از بس دل جلا
بس کفن والیکے پاس آیا وہ خود رہ پے رکھ مجکو لپیٹ اندر نمد
کچھ نہ منھ سے کہنا اور رکھنا نظر تا کرے صدر جہان اس جا گذر
سلہ ہے توقع کہ وہ مردہ جان کے زر رکھے از بس کفن کیواسطے

سلہ فقیہون کے الخ ۵ شعر جو فقیہون کی باری کا دن ہوا ایک فقیہ نے عرض التجا کی بہت زاری کی کچھ نہین بن پڑا کہا کہ کسی نوع فائدہ نہ ہوئے دوسرے پاؤن مین پٹی باندھکر بیمارون کے گروہ مین بیٹھا پاؤن پر دائین بائین تختے باندھے تا کہ شاہ جانے کہ پاؤن ٹوٹا ہے دیکھا پہچانا اور اُسے کچھ نہین دیا دوسرے دن نمدے کو مُنھ پر رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تا گمان الخ ۷ شعر تا گمان آئے کہ وہ نابینا ہے درمیان اندھون کے خود کو رکھا پس اسکو دیکھا اور کچھ اس کو نہ دیا اس گناہ کے سبب سے کہ اس سے سوال کیا تھا اس نے مکر کئے اور جب عاجز ہوا چادر اوڑھی مانند زنان باحیا کے وہ درمیان بیوؤن کے جاکر بیٹھا سر جھکایا اور اپنے ہاتھ پوشیدہ رکھے بھی اس کو پہچانا اور صدقہ نہ دیا اسکا مایوسی سے دل جلا پس وہ کفن والے کے پاس خود آیا کہ نمدے مین لپیٹ کر مجکو راہ پر رکھ منھ سے کچھ نہ کہنا اور نظر نہ رکھنا تا کہ صدر جہان اس جا گذر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے توقع الخ ۸ شعر امید ہے کہ وہ مردہ جانکر از بس زر رکھے کفن کے واسطے جو کچھ ملے مین تمکو آدھا دون اُن گدایون نے ایسا ہی کیا اس کو نمدے مین لپیٹا اور رکھا راہ پر صدر جہان کے ظاہر جو کہ نمدے پر زر تھوڑا رکھا جلدی سے اپنا ہاتھ باہر رکھا تا کہ کفن والا وہ صلہ نہ لیوے اور تا وہ مکار چھپا نہ رکھے مردے کفن سے ہاتھ باہر کرکے ہاتھ کی خاطر اپنا سر نکالا اور صدر جہان سے کہا کیسے لیا کہ اے تو نے دروازہ بخشش کا مجھ پر بند کیا صدر جہان نے کہا کہ اے بے حیا جب تک تو نہ مرا فائدہ تجھ کو مجھ سے نہ ملا آگے اس کے حقائق ہین ۱۲

ہر چہ بد ہدتیم آن بدہم بہ تو ہمچنان کرد آن فقیر کدیہ جو
در نمد پیچید و در راہش نہاد معبر صدر جہان آنجا فتاد
چند زر انداخت بر روی نمد دست بیرون کرد از تعجیل خود
تا نگیرد آن کفن خواہ از میان تا نہان نکند ازو آن دہ ولہ
مرد از زیر کفن بر کرد دست سر برون کرد از پی دست او ز پست
گفت با صدر جہان چون بدم ای ببستہ بر من ابواب کرم
گفت لیکن تا نمردی ای عنود از جناب ما نبردی ہیچ سود
سر موتوا قبل موت این بود کز پس مردن غنیمت ہا رسد
غیر مردن ہیچ فرہنگ دگر در نگیرد با خدا اے حیلہ گر
یک عنایت بہ ز صد گون جہاد جہد را خوف است از صد گون فساد
وان عنایت ہست موقوف ممات تجربہ کردند این رہ را ثقات
بلکہ مرگش بے عنایت نیز نیست بے عنایت ہان و ہان جائے مایست
آن زمرد باشد این افعی پیر بے زمرد کے شود افعی ضریر

جو ملے آدھا مین وون تمکو بنا ایسے ہی اس اُن گدا نے کیا
اُسکو نمدے میں لپیٹا اور رکھا راہ پر صدر جہان کے بر ملا
چند زر نمدے کے اوپر جو رکھا ہاتھ جلدی باہر اپنا کیا
تا کفن والا نہ لیوے وہ دلا تا نہ وہ منکر زر کھ لیوے چھپا
مردنے باہر کفن سے ہاتھ کر ہاتھ کی خاطر نکالا اپنا سر
بولا با صدر جہان کیسے لیا بند در بخشش کا اے مجھ پر کیا
بولا جبتک نے مر تو بیحیا فائدہ تجکو نہین مجھ سے ملا
[1] بھید موتوا قبل موتوا کا یہ ہے کہ غنیمت پائی ہے بس مر گئے سے
بس سوا مرنے کے دانش دوسری نے ملاقی ہے خدا سے ای غبی
اک عنایت خوب ہے سو جہد سے جہد کو سو آفتون کا خوف ہے
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے تجربہ اس کا کیا عشاق نے
بلکہ مرنا بے عنایت بھی نہین بے عنایت کے نہ ٹھہر ہرگز کہین
وہ زمرد ہووے یہ افعی پیر بے زمرد کب ہووے یہ افعی ضریر

حکایت امرد وکوسہ در خانقاہ بالوطی وتدبیر امرد

حکایت امرد وکوسہ کی خانقاہ مین ساتھ لوطی کے اور تدبیر امرد کی

امردی و کوسۂ در انجمن آمدند و مجمعی بُد در وطن
مشتغل ماندند قوم منتجب روز رفت و شد زمان ثلث شب
زان غریب خانہ نرفتند آن دوکس ہم بخفتند آن شب از بیم عسس
کوسہ را بد بر زنخدان چار مو لیک ہمچون ماہ بدر ش بود رو

[2] امرد اک اور کوسہ اندر بزم کے خانقہ مین آئے جمع مرد تھے
قوم وہ مشغول تھی اندر خوشی دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی
وہ نہ اس خانہ تجرد سے گئے خوف شحنہ سے وہ دونون سو رہے
تھوڑی پر کوسہ کے تھے بس چار بال لیک منھ اسکا تھا روشن جون ہلال

[1] بھید آلخ ۶ شعر راز موتوا قبل ان تموتوا کا یہ ہے کہ مرگ سے غنیمت پاتا ہے بس سوا مرنے کے دوسری دانش خدا سے نہین ملتی ہے ایک عنایت سو کوشش سے بہتر ہے کہ جہد کو سو آفتون کا خوف ہے بس وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے کہ عشاق نے اس کا تجربہ کیا ہے بلکہ مرنا بغیر عنایت کے بھی نہین ہے پس بے عنایت کے ہرگز کہین نہ ٹھہر وہ مرگ مرد ہے اور یہ نفس مار بوڑھا ہے کہ بغیر زمرد کے مار اندھا نہین ہوتا ہے یعنی مرنے سے غنیمت حاصل ہوتی ہے پس پہلے مرنے سے خود کو فنا کر کہ مقصد جلد حاصل ہو کہ بغیر فنا ہونے کے یار نہین ملتا ہے اور یہ سب موقوف ہے عنایت پر کہ کار بے عنایت کے نہین ہے آگے اس کی مثال مین حکایت امرد وکوسہ کی فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] امرد آلخ ۵ شعر ایک امرد اور ایک کوسہ محفل مین اندر خانقاہ کے آئے کہ مرد جمع تھے وہ قوم مشغول تھی اندر خوشی کے دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی وہ اس خانہ خالی سے نہ گئے بسبب خوف شحنہ کے اور وہ دونون سو رہے کوسہ کی تھوڑی پر چار بال تھے ولیکن اسکا منھ روشن تھا مانند ہلال کے طفل امرد کی صورت زشت تھی کہ اپنے پیچھے وہ کھتا تھا ایسی خشت کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کودکی امرد بصورت بود زشت — هم نهاد اندر پس خود بیست خشت
لوطیی در برد شب از مکر بد — خشتها را نقل کرد آن مشتهی
دست بر کودک زد او از جا بجست — گفت هی تو کیستی ای سگ پرست
گفت این سی خشت چون بردشتی — گفت تو سی خشت چون انباشتی
گفت ای فی النار خرس مرده ریگ — ابلهٔ بی خاصیت مانند ریگ
کودکی بیمارم و از ضعف خود — زده‌ام اینجا احتیاط و منتقد
گفت داری گر ز رنجوری تقی — چون نه رفتی جانب دار الشفا
یا بخانه یک طبیبی مشفقی — کو کشادی از سقامت مغلقی
گفت آخر من کجا یارم شدن — که بهر جا می روم من ممتحن
چون تو زندیقی پلیدی ملحدی — می بر آرد سر به پیشم چون ددی
خانقاهی کو بود بهتر مکان — من ندیدم یکزمان در وی امان
رو بمن آرند مستی خمر خوار — چشمها بر نطفه کف خایه فشار
وانکه ناموسیست خود را زیر زیر — غمزه و زد و میدهد مالش بکیر
یار مر ناموس را غیر نظر — نیست لیکن زین نظر دین پر خطر
خانقه چون این بود بازار عام — چون بود خر گلهٔ و دیوان خام
خر کجا ناموس و تقوی از کجا — خر چه داند خشیت خوف و رجا
عقل باشد ایمنی و عقل جو — بر زن و بر مرد اما عقل کو
ور گریزم من ز روم سوی زنان — همچو یوسف افتم اندر افتتان
یوسف از زن یافت زندان و فشار — من شوم تو زیع بر پنجاه دار

طفل امرد کی تھی صورت بسکہ زشت — اور رکھے تھا اپنے پیچھے بیس خشت
۵۱ قصد اک لوطی نے جب شب میں کیا — خشت اسکی پشت سے سب لیں اٹھا
ہاتھ ڈالا اُس سے چونکا طفل وو — بولا ہیں تو کون ہے اے زشت خو
بولا کیوں یہ تیس اینٹیں لیں اٹھا — بولا تیس اینٹوں کو تو نے کیوں رکھا
۵۲ بولا اے فی النار خرس اے بیحیا — احمق و بے خاصیت اک ریگ سا
طفل ہوں بیمار اپنے ضعف سے — احتیاط اس جا کرے اپنے لئے
بولا گر رکھتا ہے بیماری گیا — کیوں نہیں تو جانب دار الشفا
یا طبیب مہربان کی گھر کی سو — کہ وہ کرتا دفع تیرے رنج کو
۵۲ بولا آخر تاب کیونکر لاؤں میں — کہ ہر اک جا آزمایا جاؤں میں
تجھ سا ملحد اور زندیق و پلید — جوں درندہ بس کرے جور شدید
خانقہ کہ وہ ہے بہتر اک مکان — دیکھی اکدم میں نے اسمیں نہ امان
مجھ سے رغبت کھیں تھوڑے بادہ خوار — چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار
جو کہ ہے ناموس اسکو زیر زیر — غمزہ کر دیتا ہے مالش بکیر
۵۳ یار با ناموس کو غیر نظر — نے ہے پر دین اس نظر سے پر خطر
خانقہ جب ایسی ہو بازار عام — کیسا ہو جز گلۂ دیوان خام
خر کہاں ناموس اور تقوی کہاں — جانے کیا جز خوف و امید جہان
عقل ڈھونڈھے عقل کو اور امن کو — مرد و زن پر ہے کہاں اب عقل وو
بھاگوں گر جاؤں زنوں کی سمت میں — مثل یوسف آؤں میں آفات میں
زن سے یوسف قید و آفت میں پڑا — ٹکڑے ٹکڑے ہوؤں میں اندر بلا

۵۱ قصد اک الخ ۲ شعر ایک لوطی نے جو شب میں قصد کیا سب خشتیں اُسکی پشت سے اٹھالیں جو اُسپر ہاتھ ڈالا وہ طفل چونکا کہا کہ ہیں تو کون ہے اے زشت خو کہا کہ یہ تیس اینٹیں کیوں اٹھالیں کہا کہ تیس اینٹوں کو تو نے کیوں رکھا کہا کہ اے خرس فی النار و اے بیحیا و اے احمق و بے خاصیت ایک ایک کے مانند میں ایک طفل بیمار ہوں اپنے ضعف سے اس جا احتیاط کرے اپنے واسطے کہا کہ اگر بیماری رکھتا ہے تو کیوں نہیں گیا جانب دار الشفا کے یا طبیب مہربان کے گھر کی طرف کہ وہ میرے رنج کو دفع کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا الخ ۵ شعر کہا میں آخر کسکا ہوؤں کہ ہر ایک جا آزمایا جاؤں میں تجھ سا ملحد و زندیق و پلید مانند درندوں کے کرتا ہے ظلم بڑا خانقاہ کہ وہ ایک بہتر مکان ہے میں نے ایکدم اسمیں امن نہیں دیکھی مجھ سے رغبت تھوڑے بادہ خوار رکھتے ہیں کہ چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار رکھتے ہیں جو کہ اس کی ناموس ہے زیر زیر غمزہ کرتا ہے اور کیر کو مالش دیتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۵۳ یار با ناموس کو الخ ۶ شعر یار با ناموس کو سوا نظر کے نہیں ہے ولیکن پر دین اس نظر سے پر خطر ہے جب کہ خانقاہ ایسی بازار عام ہو تو جز گلۂ دیوان خام کا کیسا ہوگا خر کہاں اور ناموس و تقوی کہاں جانے کیا جز خوف و امید جہان کی عقل ڈھونڈھے عدل کو اور امن کو مرد و زن پر اب وہ عقل کہاں ہے یعنی اہل اللہ کو سوا دید نظر کے نہیں ہے ولیکن اس نظر سے دین پر خطر ہے آگے رجوع بقصہ ہے اگر بھاگوں اور زنوں کی سمت میں جاؤں یوسف کے مانند آفتوں میں آؤں زن سے یوسف قید و آفت میں پڑا میں ٹکڑے ٹکڑے ہوؤں بلا میں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن زنان از جاہلی بر من تنند	او بیاشان قصد جان من کنند	جاہلی سے عورتین مجھ پر گرین	اور شوہر اُن کے میری جان لین
من ز مردان چارہ دارم نز زنان	چون کنم چون نے از نیم نے از آن	مرد سے نے زن سے مین چارہ رکھون	کیا کرون مین نہ اُس سے ہون نہ اُس سے ہون
بعد از ان کودک بکوسہ بنگریست	گفت او با این دو مو از غم بریست	بعدہ کودک نے دیکھا کوسہ کو	بولا اس دو مو سے چھوٹا غم سے تو
فارغست از خشت و از بیگار خشت	ورز چو تو ماد در فنش و کنگ و زشت	خشت سے تو چھوٹا اور بیگار خشت	تجھسا بیغیرت و بے شرم اور زشت
بر زنخدان چار مو بہر نمون	بہتر از سی خشت بہر امون کون	چار مو رو پر بنانے کے لئے	خوب ہین تیس اینٹ گرد کون سے
ذرہ سایہ عنایت بہتر است	از ہزاران کوشش طاعت پرست	ذرہ سایہ عنایت خوب ہے	سیکڑون کوشش سے اور طاعت سے
زانکہ شیطان خشت طاعت بر کشد	گر دو صد خشتست بود ابتر کند	کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے	گر ہون دو سو اینٹ خود ابتر کرے
با عنایت او ندارد زہرہ	تا بسازد خویشتن را بہرہ	وہ عنایت کی نہین طاقت رکھے	بہرہ مند اپنے کو تاکہ وہ کرے
خشت اگر بسیار بنہادہ تو است	آن دو سہ مو از عطائے آن سو است	گر بہت اینٹین رکھین اب تجھ نے ہین	بال وہ دو تین جو د حق سے ہین
در حقیقت ہر یکی مو زان	خرد مت گر ہمچو کوہی وان کلان	گو حقیقت مین وہ ہر اک بال ہے	چھوٹا مت گن ہے وہ مثل کوہ کے
کان امان نامہ صلہ شاہنشہی است	خلعت خانی قطب آگہی است	کہ امان نامہ صلہ ہے شاہ سے	خلعت خانی ہے قطب آگاہ سے
تو اگر صد قفل بنہی بر دری	بر کند آن جملہ را خیرہ سری	قفل دروازے پہ گر تو سو رکھے	سکو دم مین بیحیا وہ توڑ دے
شحنۂ از موم گر مہرے کند	پہلوانان را ازان دل بشکند	مہر کردے کو توال اک موم سے	اس سے دل سب پہلوانونکا ڈرے
آن دو سہ تار عنایت ہمچو کوہ	سد شدہ چون فرسیما در وجوہ	چند وہ تار عنایت مثل کوہ	سد ہوا جون فرسیما در وجوہ
خشت را بگذار ای نیکو سرشت	لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت	اینٹ کو تو توڑ دے اے نیک پے	لیک ایمن تو نہ ہو اس دیو سے
رو دو تا موزان کرم در دست آر	وانگہان ایمن بخسپ و غم مدار	جا کے وہ دو تار بس حاصل تو کر	اسدم ایمن سو نکر غم ای پسر
نوم عالم از عبادت بہ بود	آن چنان علمیکہ مستنبہ بود	خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے	اس طرح کا علم کہ واقف کرے

سلہ جاہلی ست آخر شعر بھو کہ عورتین جاہلی سے گرین اور اُن کے شوہر میری جان لین نہ مین مردسے و نہ زن سے چارہ رکھون مین کیا کرون کہ اُن سے ہون بعدہ طفل نے کوسہ کو دیکھا کہا کہ اس دو بال سے تو غم سے چھوٹا تو خشت سے چھوٹا اور بیگار خشت سے اور تجھ سا بیغیرت و بے شرم و زشت کون ہے تیس اینٹ گرد کون سے چار بال منہ پر بنانے کیواسطے خوب ہے آگے خالق ہین ذرہ سایۂ عنایت کا خوب ہے سیکڑون کوشش و طاعت سے کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی لے اگرچہ دو سو اینٹ ہون ابتر کرے یعنی عنایت بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ عنایت آخر شعر وہ عنایت کی طاقت نہ رکھے تاکہ وہ اپنے کو بہرہ مند کرے اگرچہ تو نے بہت اینٹین رکھین وہ بال دو تین بخشش سے ہین وہ ہر ایک بال حقیقت مین کوہ ہے کہ امان نامہ شاہ سے صلہ ہے اگر تو سو قفل دروازے پر رکھے وہ بے حیا دم بھر مین توڑ دے آگے اسکی مثال ہے کوتوال ایک مہر کردے موم سے اُس سے دل پہلوانون کا ڈرے وہ چند بال عنایت کے سد ہوے مانند فرپیشانی کے منو پر اے نیک پے تو اینٹ کو چھوڑ دے ولیکن اُس دیو سے تو ایمن یعنی بال عنایت کے بہتر ہین مکر دیو مکار سے ایمن نہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ جاکے وہ آخر شعر تو جاکے وہ دو تار حاصل کر اس دم ایمن ہو اور غم نکر خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے اس طرح کا علم کہ واقف کرے یعنی خواب عالم عارف کا عبادت سے گو وہ علم اسکو حاصل ہو کہ واقف کرے آگے مثال ہے تیراک کا سکون تیرنے مین بہتر ہے کہ دست و پا ہلائے بے تیرنے والا کہ پیرنے مین دست و پا ساکن رکھین بے تیرنے والے سے تب بھی وہ بہتر چلین تیراک تخم کی مانند کھڑا رہتا ہوا اور بے تیرنیوالا دست و پا مارتا ہو وہ ڈوبتا ہے علم ایک دریا بیحد و کنار ہے اور طالب علم ایک غواص بحر ہے اگر ہزارون برس اسکی عمر ہو وہ ہرگز جستجو نہین چھوڑیگا یعنی طالب علم دریاے علم مین گوہر مقصود پاتا ہے اور بوالہوس ڈوبتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن سکون سابح اندر آشنا	بہ ز جہد اعجمی با دست و پا
دست و پا ساکن آب اندر سلاح	بہ رود از اعجمی تا انقطاع
میرود سلاح ساکن چون عمد	اعجمی زد دست و پا و غرق شد
علم دریائی ست بیحد و کنار	طالب علم ست غواص بحار
گر ہزاران سال باشد عمر او	می نگردد سیر او از جستجو

تیرنے مین خوش سکون تیراک کا	کہ ہلائے دست و پا نا آشنا
تیرنے مین دست و پا ساکن رکھین	نا آشنا سے تب بہے وہ بہتر بلین
مثل تھم تیراک رہتا ہی کھڑا	دست و پا مارے وڈوبے نا آشنا
علم اک دریا ہے بیحد و کنار	طالب العلم اک ہی غواص بحار
گر ہزارون سال اسکی عمر ہو	وہ نہین چھوڑیگا ہرگز جستجو

در بیان حدیث کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است منہومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

تفسیر اس حدیث کی کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے منہومان لا یشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

کان رسول حق بگفت اندر بیان	اینکہ منہومان ہما لا یشبعان
طالب الدنیا و توفیراتہا	طالب العلم و تدبیراتہا
پس درین قسمت چو بکشادی نظر	غیر این دنیا بود علم ای پدر
غیر دنیا پس چہ باشد آخرت	کت کند زین جا و گردد رہبرت
غیر دنیا آخرت باشد یقین	کان برد زینجات انجا ای امین

[1] کہ کیا ہے مصطفے نے یہ بیان	یہ کہ منہومان ہما لا یشبعان
طالب دنیا و غیرہ لازمے	طالب العلم اور تدبیرات سے
کھولی اس قسمت پہ تونے جو نظر	غیر اس دنیا کے ہی علم ای پدر
غیر دنیا آخرت ہے اور ہی کیا	کہ سب تجھے یان مار کر ہو پیشوا
غیر دنیا آخرت ہے ای جوان	کہ یہان سے تجکو لیجائے وہان

بحث شاہزادگان باہمدیگر دران قضیہ و مقابلہ برادر بزرگ تر

بحث کرنا شاہزادونکی باہم اس ماجرے مین اور مقابلہ کرنا بڑے بھائی سے

رو بہم کردند ہر سہ مفتتن	ہر سہ ایک رنج و یک درد و حزن
ہر سہ در یک فکر و یک سودا ندیم	ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم

[2] تینون متوجہ بہم عاشق ہوئے	تھے وہ تینون مبتلا اک رنج سے
تینون وہ اک فکر اک سودا مین تھے	تینون تھے وہ اندر ایک ہی رنج کے

[1] کہ کیا ہے الخ ۵ شعر کہ مصطفے صلعم نے فرمایا ہے یہ کہ ترجمہ دو حریص ہین کہ ہرگز سیر نہین ہوتے ہین طالب دنیا اور طالب علم اور تدبیرات سے تو نے اس قسمت پر نظر جو کھولی سوا اس دنیا کے آخرت ہے اور کیا ہے کہ تجھے مار کر پیشوا ہوا دنیا کے آخرت ہے کہ تجکو یہان سے لیجائے وہان پر یعنی دنیا کے سوا آخرت ہے کہ تجکو یہان سے وہان لیجائے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] تینون الخ ۵ شعر تینون عاشق باہم متوجہ ہوئے کہ وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے وہ تینون ایک فکر دشوار مین تھے اور وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے تینون کو خاموشی مین ایک خطرہ اور ان کو ہمگوئی مین محبت وہ تینون ایک دم آنسو بہاتے اور جوان مصیبت مین خون روتے وہ تینون کس آتش دل سے دم بھر مجمر کے مانند آہ با سوز مارتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درخموشی ہر سہ را خطرت یکے — در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
یک زمانی اشک ریزان ہر سہ شان — بر سر خوان مصیبت خونفشان
یک زمان از آتش دل ہر سہ کس — بر زدہ با سوز چون مجمر نفس
آن بزرگین گفت کای خوان خیر — ما نہ زہ بودیم اندر نصح غیر
از حشم ہر کہ بما کردی گلہ — از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
ما ہمی گفتیم کم نال از حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
آن کلید صبر ما اکنون چہ شد — ای عجب منسوخ شد قانون چہ شد
ما ہمی گفتیم کاندر کشمکش — آتش اندر رہ چو زر خندیم خوش
ہر سپہ را وقت تنگا تنگ جنگ — گفتہ ما کہ ہین مگردانید رنگ
آن زمان کہ بود اسپان را وطا — جملہ سرہا بُد بریدہ زیر پا
ما سپاہ خویش را ہی ہی کنان — کہ بپیش آئید قاہر چون سنان
جملہ عالم را نشان دادہ بصبر — زانکہ صبر آمد چراغ و نور صدر
نوبت ما شد چہ خیرہ سر شدیم — چون زنان زشت در چادر شدیم
ای دلی کہ جملہ را کردی تو گرم — گرم کن خود را و از خود دار شرم
ای زبان کہ جملہ را ناصح بُدست — نوبت تو گشت از چہ تن زدے
ای خرد کو پند شکرخائے تو — دور تست این دم چہ شد ہیہات تو
ای زدلہا بردہ صد تشویش را — نوبت تو شد بجنبان ریش را
از غزی ریش از کنون دزدیدہٴ — پیش ازین بر ریش خود خندیدہٴ

خطرے بس تینون کو خاموشی میں ایک — اُن کو اور حجت سخنگوئی میں ایک
ایکدم آنسو بہاتے دونون وہ — روتے خون خوان مصیبت پر نکو
آتش دل سے وہ دم بھر تینون کس — مارتے باسوز چون مجمر نفس
وہ بڑے کو بولے کا ای بھائی مرے [۵۱] — ہم نصیحت مین نہ تھے غیر کے
ہم سے جو لشکر کا کرتا تھا گلہ — باعث خوف و بلا و زلزلہ
ہم نہین کہتے کہ رو کم با خرج — صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
صبر کی کنجی ہماری کیا ہوئی — کیون ہوا قانون منسوخ ای اخی
ہم نہین کہتے کہ اندر کشمکش — جون زر خندان ہین ہم آتش مین خوش
ہر سپہ کو وقت تنگا تنگ جنگ — کہتے ہم کہ پھیر نامت اپنا رنگ
اُس زمان کہ اسپ کا یلغار تھا — اور بریدہ جملہ سر تھے زیر پا
ہم سپہ اپنی کو کہتے ہوشیار [۵۲] — کہ بڑھو تم آگے مثل ذوالفقار
جملہ اس عالم کو سکھلایا ہے صبر — کیونکہ صبر آیا چراغ نور صدر
نوبت اپنی آئی جب حیران ہوے — چون زنان چادر کے اندر ہم چھپے
اے دلا کرتا تھا جو تو سبکو گرم — گرم کر خود کو و رکھ اپنے سے شرم
اے زبان کہ سبکی جو ناصح تو تھی — آئی نوبت تیری کیون خامش ہوئی
اے خرد کان ہے نصیحت خوش تری [۵۳] — عقل تیری کیا ہوئی ہیہات ری
اے دلون سے لی ہے سو تشویش کو — تیری نوبت ہے ہلا تو ریش کو
اب چرا اتا ریش ہے تو شرم سے — پہلے اس سے تو ہنسا ہے ریش پے

۵۱ وہ بڑ۔ کو الخ ۴ شعر وہ بڑے بھائی سے بولے کہ اے بھائی میرے ہم نصیحت میں غیر کے نہ تھے جو کوئی ہمسے لشکر کا گلہ کرتا تھا باعث خوف و بلا و زلزلہ کے ہم نہیں کہتے تھے کہ کم نالہ کر خرج سے اور صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے ہماری صبر کی کنجی کیا ہوئی اور کیون قانون منسوخ ہوا ہم نہیں کہتے تھے کہ کشمکش میں زر خندان کی مانند آتش میں خوش ہیں ہر سپاہ کو وقت تنگی جنگ کے ہم کہتے تھے کہ اپنا رنگ مت پھیر اُسوقت اسپون کا یلغار تھا اور جملہ سر بریدہ زیر پا تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہم سپہ اپنی کو الخ ۵ شعر ہم اپنی سپاہ کو کہتے تھے ہوشیار ہو کہ آگے بڑھے تم مانند ذوالفقار کے جملہ اس عالم کو صبر سکھلایا ہے کیونکہ صبر چراغ و نور صدر کا آیا ہے جب اپنی نوبت آئی حیران ہوئے اور عورتون کے مانند چادر میں چھپے اے دل جو تو سب کو گرم کرتا تھا اب خود کو گرم کر اور اپنے سے شرم رکھ اے زبان کہ تو جو سب کو ناصح تھی اب تیری نوبت آئی تو کیون خاموش ہوئی یعنی اسے دل و زبان تو دوسرون کو نفع دیتی تھی اب خود آراستہ کر کہ نصیحت غیر سے خود کی نصیحت کرنا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے خرد الخ ۶ شعر اے خرد اپنے کی نصیحت کہان ہے اب تیرا دور ہے چپ کیون ہوئی اسے تو نے دلون سے سو تشویش لے لیا ہے اب تیری نوبت ہے تو ریش کو ہلا اب تو چرا اپنے ریش کو شرم سے ہے اس سے تو پہلے ہنسا ریش پر ہے تو دوسرون کے درد کا درمان تھا اب درد تیرا مہمان ہوا کیون چپ ہے دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے اور عورتون کے مانند اپنے غم مین واسے واسے تیرا کام تھا سپاہ پر چیختا تھا پس تو چیخ آواز کیون تیری بند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون مدد رو دیگران درمان بدی — درد مہمان تو شد چون تن زدی
وقت پند دیگرانی ہائے ہائے — در غم خود چون زنانی وائے وائے
بانگ لشکر زدن بد ساز تو — بانگ بر زن چہ گرفت آواز تو
انچہ پنجہ سال بافیدی بہوش — زان نسیج خود بغلطاقی بپوش
از نوایت بانگ باران بود خوش — دست بیرون آر و گوش خود بکش
سر بدے پیوستہ خود را دم مکن — پا و دست و ریش و سبلت گم مکن
بازی آن تست بر روی بساط — خویش را در طبع آر و بر نشاط
این حکایت گوش کن ای باخرد — تا بدانی اندرین معنی سند

تو تھا درمان دوسرون کے درد کو — درد ہوا مہمان کیون ہی چپ ست تو
دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے — مثل زن کے اپنے غم میں وائے وائے
کام تیرا تھا سپہ پر چیخنا — چیخ بند آواز کیون ہے اب ترا
ہوش سے پنجہ برس جو کچھ بنا[سلہ] — اس نے اپنے سے تو پہن اب قبا
بانگ باران خوش نوا تیری سی تھی — کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا۔ خبر
تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر — ہاتھ پاؤن مونچھ داڑھی گم نہ کر
ہے بساط اور پہ یہ بازی اب تری — خود کو خوش کر اور دے خود کو خوشی
یہ حکایت سن تو اے صاحب خرد — تاکہ اس معنی مین تو جانے سند

بہ مجلس کشیدن بادشاہی فقیہی را بہ زخم مشت بطبع آوردن

ذکر اُس بادشاہ کا کہ ایک دانشمند کو کراہت سے مجلس مین بٹھایا

بادشاہی مست اندر بزم خوش — میگذشت آن یک فقیہی بر درش
کرد اشارت کش درین مجلس کشید — وز شراب لعل در خودش دہید
چون کشیدندش بشہ بے اختیار — نشست در مجلس ترش چون زہر مار
عرضہ کردش می نہ پذرفت او زخشم — از شہ و ساقی بہ گردانید چشم
کہ بعمر خود نخوردہ ستم شراب — خوشتر آید زین شرابم زہر ناب
ہین بجائے مے مرا زہرے دہید — تا من از خویش و شما زین وا رہید
مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد — گشت در مجلس گران چون مرگ و درد

ایک شہ تھا مست اندر بزم کے[سلہ] — اک فقیہہ در پہ سے گذرا اس جگہ
کی اشارت کہ اسے مجلس میں لا — اور شراب لعل بس اس کو پلا
جو بلایا اس کو پیش شہریار — بیٹھا مجلس میں ترش جون زہر مار
جو کہا اُس نے نہ مانا خشم سے — پھیرا منھ اس ساقی و شہ سے و ہ
کہ نہ کھائی عمر بھر میں نے شراب — خوشتر اس مے سے مجھے ہے زہر ناب
مجکو اب اس مے کی جا تم زہر دو — تا میں اپنے سے و تم مجھ سے چھوٹو
مے نہ کھائی اور شروع تکرار کی — بزم میں جون مرگ و رنج آفت بنی

سلہ ہوش سے الخ ۵ شعر پچاس برس ہوش سے جو کچھ بنا تو اس سینے سے اپنے پہن قبا بانگ باران کی خوش نوا تیری سی تھی کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر ہاتھ پاؤن اور مونچھ داڑھی گم نہ کر بساط پر اب بازی تیری ہے خود خوشی کر اور خود کو خوشی دے یہ حکایت تو سن اے صاحب خرد تاکہ اس معنی مین تو جانے سند یعنی اول تو دوسرون کو نفع پہونچاتا تھا اب تو خود عاجز و ناچار ہے بس تو نے جو کچھ تمام عمر کیا سب اس کا ثمرہ پایا اب وقت تیرا اور خود کو خوش کر آگے حکایت فقیہہ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ ایک شہ تھا الخ ۷ شعر ایک شاہ بزم مین مست تھا اُس جا ایک فقیہہ در پر سے گذرا اشارہ کیا کہ اسے مجلس مین لا اور شراب لعل اس کو پلا جو اس کو آگے شہریار کے بلایا مجلس مین ترش بیٹھا مانند زہر مار کے جو اُس نے کہا خشم سے مارا اور منھ پھیرا اُس ساقی و شاہ سے مین نے عمر بھر شراب نہین کھائی مجھے اس شراب سے زہر ناب خوشتر ہے تم اس شراب کی جا مجکو زہر دو تاکہ مین خود سے اور تم مجھ سے چھٹو شراب نہ کھائی اور تکرار شروع کی بزم مین مرگ و رنج کے مانند آفت ہوئی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

ہمچو اہل نفس و اہل آب و گل	در جہان بنشست با اصحاب دل
حق ندارد ناصحگان را در کمون	از مے ابرار جز در یشربون
عرضہ میدارند بر محجوب جام	حس نمی یابد ازو غیر از کلام
رو ہمی گردانند از ارشادشان	کہ نمی بیند بدیدہ دادشان
گر بگوشش تا بحلقش رہ بدی	سر نصح اندر درونش در شدی
چون ہمہ نارست جانش نیست نور	کافگنند در نار رنوان چون قشور
مغز بیرون ماند و قشر گشت رفت	کے شود از قشر معدہ گرم و تفت
نار دوزخ جز کہ قشر افشان نیست	نار را با ہیچ مغزی کار نیست
ور بود بر مغز ناری شعلہ زن	بہر پختن زان و بہر سوختن
تا کہ باشد حق حکیم این قاعدہ	مستمر آن در گذشتہ و آمدہ
مغز نغز و قشر با مغفور ازو	مغز را پس چون نسوزد دور ازو
از عنایت گر بکوبد بر سرش	اشتہا آرد شراب احمرش
ور بکوبد ماند او بستہ دہان	چون فقیہ از شرب و بزم این شہان
شاہ با ساقی بگفت ای نیک پے	چہ خموشی دہ بطبعش آر ہی
ہست پنہان حاکمی بر ہر خرد	ہر کرا خواہد بہ فن از خود برد
آفتاب مشرق و تنویر او	چون اسیران بستہ در زنجیر او
چرخ را چرخ اندر آرد در زمن	چون بخواند در دماغش نیم فن

مثل[۵۱] اہل نفس و اہل آب و گل	وہ جہان مین بیٹھا با اصحاب دل
حق نے خاصونکو رکھے پنہان زبون	بادۂ ابرار سے جز بیشر بون
کرتے ہین محجوب پر ظاہر وہ جام	حس نہین باقی ہے اُنسے کچھ کلام
پھیرتے ارشاد اُنکے سے ہین رو	کہ نہ دیکھین اُنکے جود و داد کو
کان سے تا حلق ہوتی رہ اگر	پس نصیحت دل مین باقی وہ مگر
جو ہین بالکل نار جان انکے نہ نور	مثل چھلکا نار مین ڈالین ضرور
مغز باہر رہ گیا چھلکا گیا	معدہ کب چھلکے سے ہو گرم و صفا
[۵۲] نار دوزخ پوست سے سلگے ہے جو	مغز سے نے کام ہے کچھ نار کو
شعلہ زن گر نار ہووے مغز پے	واسطے پخنے کے ہے نے سوختن کے
حق حکیم اس قاعدہ کا جبکہ ہے	اسکو جاری تو ہمیشہ جان لے
اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے	مغز کو کیونکر جلائے جرم سے
گر عنایت سے وہ سر پر ڈالدے	بادہ احمر اشتہا پیدا کرے
گر نہ ڈالے وہ رہے بستہ دہان	جون فقیہ پینے سے محفل مین شہان
[۵۳] شہ نے ساقی سے کہا ای نیک پے	کیون ہے چپ کر تو مطیع اور اسکو دے
ہر خرد پر ایک ہے حاکم نہان	چاہے جسکو دفن کر دے اسکو این
آفتاب مشرق اور اُس کی ضیا	اسکی زنجیرون کا جون قیدی بندھا
چرخ کو چکر مین لائے اس جگہ	کان مین گر اسکے کچھ دم پھونکدے

۵۱ مثل اہل اللہ آخر ے شعر اہل نفس اہل آب و گل کے مانند وہ جہان مین بیٹھا ساتھ اصحاب دل کے حق تعالی خاصون کو پنہان و زبون نہین رکھتا ہے بادہ ابرار سے سوا پینے والے کے محجوب کرتے ہین ولیکن ظاہر و خام حس نہین باقی ہے اُن سے بجز کلام کے ان کے ارشاد سے منہ پھیرتے ہین کہ انکے جود و داد کو دیکھین کان سے حلق تک اگر راہ ہوتی تو وہ نصیحت دل مین سماتی جو بالکل نار ہین انکی جان نور نہین ہے چھلکے کے مانند نار مین ضرور ڈالین مغز باہر رہگیا چھلکا گیا معدہ کب چھلکے سے گرم و صاف ہے یعنی نا اہل صحبت اہل اللہ سے فائدہ یاب نہین ہوتے کیونکہ وہ نار ہین انکی جان نور نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نار دوزخ الخ ے شعر جو نار دوزخ پوست سے سلگتی ہے مغز سے نار کو کچھ کام نہین ہے اگر مغز پر شعلہ زن نار ہووے واسطے پختن کے ہے نہ اُس وقت جب کہ حق حکیم اس قاعدہ کا ہے تو اس کو ہمیشہ جاری جان لے اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے مغز کو کیونکر جلائے جرم سے اگر وہ عنایت سے سر پر ڈالدے شراب سرخ اشتہا پیدا کرے اگر نہ ڈالے وہ بستہ رہے مانند فقیہ کے یہان محفل مین پینے سے یعنی شراب ابرار حق اپنے خاصون کو دیتا ہے اور یہ شراب ظاہری اگر کسی کو دے تو نفع پیدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شہ نے الخ ے شعر شاہ نے ساقی سے کہا کہ تو کیون چپ ہے مطیع کر اور اس کو شراب دے آگے حقائق ہین ہر ایک خرد پر ایک حاکم پوشیدہ ہے وہ چاہے فن سے بیخود کرے اُس کے یہان آفتاب مشرق اور اس کی ضیا اسکی زنجیرونکا مانند قیدی کے بندھا ہے چرخ کو چکر مین ڈالے اس جگہ اگر اسکے کان مین کچھ دم پھونکدے عقل نے کہ اور ایک عقل کو چہا نسا ترو کا وہ آشنا ہو جیسے آگے رجوع بقصہ ہے تھپڑ مار کر کہا اس سے کہ لے شراب پی لے اس نے تھپڑ کے خوف سے سُست و خوش و خندان وہ مانند گلشن کے ہوا مسخرا پن اور ہنسی کرنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل کو عقل دگر را سخرہ کرد	مہرہ زود آرد و بست استاد نرد	عقل نے کہ بہانسا اور اک عقل کو	مہرہ جیسے نرد کا استاد دو
چند سیلے بر سرش زد گفت گیر	در کشید از بیم سیلے آن زحیر	مار کر تھپڑ کہا اس سے کہ لے	پی لی مے تھپڑ کے اس نے خوف سے
مست گشت و شاد و خندان ہمچو باغ	در ندیمی و مضاحکے فت و لاغ	مست و خوش خندان چون گلشن ہوا	مسخرا پن اور ہنسی کرنے لگا
شیر گیر و خوش شد انگشتک بزد	سوے مبرز رفت تا میزے کند	اور بجایا تا[۱] چٹکیاں خوش ہو کے وہ	پائخانہ مین گیا پیشاب کو
یک کنیزک دید در مبرز چو ماہ	سخت زیبا رخ ز قرناقان شاہ	دیکھی لونڈی پائخانہ مین جو ماہ	کہ حسین اور تھی خواص بادشاہ
چون بدید او را دہانش باز ماند	عقل رفت و تن ستم پرداز ماند	اسکو جو دیکھا پھٹا منہ رہ گیا	عقل زائل جسم آفت مین پڑا
عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست	بر کنیزک در زمان بر زود دست	تھا مجرد عمر سے مشتاق و مست	ڈالا اس لونڈی پہ اسدم اپنے دست
بس طپید آن دختر و نعرہ فراشت	بر نیاید با وی و سودی نداشت	تڑپی اور چیخی وہ لونڈی پر مرا	نے بچی اس سے نہ اور کچھ بن پڑا
زن بدست مرد در وقت لقا	چون خمیر آمد بدست نانوا	مرد کے زن ہاتھ مین وقت لقا	جیسے آٹا گوندھے دست نانوا
بسر شد گاہیش نرم و گہ درشت	زد بر آید چاق چاقی زیر مشت	گاہ سخت اور گاہ نرم آٹا گندھے	اور فچا فچ نکلے نیچے مشت کے
گاہ بہنش وا کشد بر تختہ	درہمش آرد گہے ہر لحظہ	گاہ[۲] تختے پر اسے چوڑا کرے	اور سمیٹے گہ اسے ہر سمت سے
گاہ در وے ریزد آب و گہ نمک	از تنور آتشش سازد محک	گاہ ڈالے اسمین پانی گہ نمک	اور کرے تنور آتش سے محک
اینچنین پیچید مطلوب و طلوب	اندرین لعبند مغلوب و غلوب	یون لپیٹے طالب و مطلوب ہین	کھیلتے یون غالب و مغلوب ہین
این لعب تنہا نہ شو را باز نست	ہر عشیق و عاشقی را این فن است	زن سے شو تنہا نہین اس کھیل مین	عاشق و معشوق سب یہ فن رکھین
از قدیم و حادث و عین و عرض	پیچشے چون ویس و رامین مفترض	پس قدیم و حادث و عین و عرض	ویس رامین سا لپٹنا ہے فرض
لیک لعب ہر یکے رنگے دگر	پیچش ہر یک ز فرہنگے دگر	کھیل ہر اک کا ہے اور ہی رنگ پے	وصل ہر اک کا ہے اور ہی عقل سے
شوی و زن را گفتہ شد بہر مثیل	کہ مکن ای شوی زن را بد گسیل	شوہر[۳] و زن کو مثالاً ہے کہا	کہ نہ کر عورت کو اے شوہر خفا

سلہ ۵۱ اور بجایا تا آخرہ شعر چٹکی بجانے لگا وہ خوش ہو کر اور پائخانے مین پیشاب کو گیا ایک لونڈی ماہ کے مانند پائخانے مین دیکھی کہ حسین اور خواص بادشاہ تھی جو اس کو دیکھا منہ پھٹا رہ گیا عقل زائل ہوئی اور جسم آفت مین پڑا ایک عمر سے مجرد و مشتاق و مست تھا اس دم اس نے لونڈی پر ہاتھ ڈالا وہ لونڈی تڑپی و چیخی بس مرا مگر اس سے نہ بچی اور کچھ نہ بن پڑا امثال ہو زن و مرد کی ہاتھ مین وقت لقا کے جیسے آٹا گوندھے دست نانبائی کبھی سخت و کبھی نرم آٹا گوندھے اور چقاچق زیر مشت سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ گاہ تختہ بر آخرہ ۶ شعر کبھی تختہ پر اسے چوڑا کرے اور کبھی سمیٹے اسے ہر سمت سے کبھی اس مین پانی ڈالے اور کبھی نمک اور تنور آتش سے کسوٹی کرے طالب و مطلوب یون لپیٹے ہین اور یون غالب و مغلوب کھیلنے مین زن سے شوہر اس کھیل مین تنہا نہین ہے سب عاشق و معشوق یہ فن رکھتے ہین پس قدیم و حادث و عین و عرض کو ویس و رامین کے مانند لپٹنا فرض ہے ہر ایک کا کھیل اور ہی رنگ پہ ہے اور وصل ہر ایک کا اور ہی عقل سے ہے یعنی زن و شوہر بھی اس مین نہین ہین بلکہ سب عاشق و معشوق یہی فن رکھتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ شوہر و زن کو آخرہ شعر شوہر و زن کو مثالاً کہا ہے کہ جو شوہر عورت کو خفا نہ کر رات پہلی ہاتھ دلہن کو دیا ایک خوش امانت تیرے ہاتھ مین جو تو اے نیک بخت اس سے کرے ساتھ نیک و بد کے وہ خدا تجھے کرے آگے حقائق ہین یہ زن دنیا کہ اس کا تو مست ہے وہ امانت تیرے ہاتھ مین حق نے دی ہے یعنی حق نے زن دنیا کو مثل عورت کے تجھے امانت دی ہے پس تو اس امانت کو موجب حکم کے رکھ آگے رجوع بقصہ ہے پس فقیہ کی وہان از راہ بیخودی نہ پاکیزگی رہی اور نہ زاہدی وہ فقیہ اگر چہ روش پر گر پڑا اسکی آتش سے وہ جبہ جلا جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے جیسے مرغ بسمل تڑپے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن شب گردک زنگادست او   خوش امانت دادش اندر دست تو
کانچہ تو با او کنی ای معتمد   از بد و نیکی خدا با تو کند
این زن دنیا کہ ہست او مست تو   حق امانت دادش اندر دست تو
حاصل آنجا آن فقیہ از بیخودی   نی عفیفی ماندش و نی زاہدی
آن فقیہ افتاد بر آن حورزاد   آتش او اندر آن پنبہ فتاد
جان بجان پیوست و قالبہا چخید   چون دو مرغ سر بریدہ می طپید
چہ سقایہ و چہ ملک چہ ارسلان   چہ حیا چہ دین چہ خوف و بیم جان
چشم شان افتاد اندر عین عین   نی حسن پیدا شد آنجا نی حسین
یافت ہر یک شان از آن دیگر مراد   طبع ہر یک خرم و دل گشت شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت   انتظار شاہ ہم از حد گذشت
شاہ آمد تا ببیند واقعہ   یافت آنجا زلزلہ و القارعہ
آن فقیہ از جای بر جست و برفت   سوی مجلس جام مے بربود تفت
شہ چو دوزخ پر شرار و پر نکال   تشنۂ خون دو جفت بدفعال
چون فقیہش دید پر از خشم و قہر   تلخ و خونی گشتہ ہمچون جام زہر
بانگ زد بر ساقیش کای گرم کار   چہ نشستی خیرہ ہین در طبعش آر
خندہ آمد شاہ را گفت ای کیا   آمدم با طبع آن دختر ترا
پادشاہم کار من عدلست و داد   زان خورم کہ یار را چو دم بداد
آنچہ آن را می خورم از نوش و خوش   میدہم در خورد یار از پیچ و شش
آنچہ آن را می نتوانم ہمچو نوش   کے دہم آنرا بخورد یار و نوش

رات پہلی ہاتھ دلہن کا دیا   خوش امانت ہاتھ مین تیرے بھلا
جو کہ تو اے نیک بخت اس سے کرے   نیک و بد سے وہ خدا تجھ سے کرے
یہ زن دنیا کہ اسکا تو ہے مست   وہ امانت حق نے دی تیرے ید
پس فقیہ کی وان پہ از رہ بیخودی   نے رہی پاکیزگی نے زاہدی
وہ فقیہ اُس حوروش پر گر پڑا   اسکی آتش سے وہ بس پنبہ جلا
جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے   مرغ بسمل تڑپتے ہین جس طور سے
[1] کیا سقایہ کیا ملک کیا ارسلان   کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان
اور پڑی آنکھ انکی اندر عین عین   نے حسن پیدا ہوا وان نے حسین
پائی ہر اک نے بہم اور ہی مراد   طبع خوش اور دل ہوا ہر اک کا شاد
لوٹ آنے مین بہت عرصہ ہوا   انتظار اُس شاہ کا حد سے گیا
شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ   پایا وان یہ ماجرا یہ مخمصہ
وہ فقیہ اس جا سے بھاگا اور گیا   سوے مجلس جام مے جلدی پیا
[2] مثل دوزخ شاہ آتش سے بھرا   خون کا پیاسا دونون بدفعال کا
جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر   تلخ اور خونی ہوا جون جام زہر
بولا بس ساقی سے وہ ای نیک خو   بیٹھا کیون حیران مطیع کر شاہ کو
شہ ہنسا اور بولا خود ای نیک پے   مین مطیع ہون اور وہ دختر تجھے
مین ہون شہ اور کام میرا عدل ہے   جو مین کھاؤن یار کو دون جو دے
جسکو مین کھاتا ہون شیرین و ترش   یار کو دیتا ہون کھانے کو اسے
جسکو مین کھاتا نہین ہون جون غذا   یار کو کب دون مین کھانیکو بھلا

[1] کیا سقایہ الخ ۲ شعر کیا سقایہ اور کیا ملک اور کیا ارسلان کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان انکی آنکھ پڑی اندر عین عین کے اور نہ حسن وہان پیدا ہوا نہ حسین ہر ایک سے اور ہی مراد پائی ہر ایک کا دل شاد اور طبع خوش ہوئی لوٹ کر آنے بہت عرصہ ہوا اور اس شاہ کا انتظار حد سے گیا شاہ آیا تا کہ واقعہ دیکھے وہان یہ ماجرا یہ مخمصہ پایا وہ فقیہ اُس جا سے بھاگا اور گیا طرف مجلس کے جلدی جام مے کا پیا یعنی ہنگام مجامعت کے مشاہدہ کامل ہوتا ہے کہ بے خودی اس کی علامت مشاہدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] مثل دوزخ الخ ۲ شعر دوزخ کے مانند شاہ آتش سے بھرا اور خون کا پیاسا اُن دونون بدافعال کا ہوا جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر تلخ اور خونی ہوا مانند جام زہر کے بولا وہ ساقی سے اے نیک خو کیون بیٹھا ہے حیران شاہ کو مطیع کر شاہ ہنسا اور خود کہا ای نیک پے مین مطیع ہون اور وہ دختر تجھے دی مین شاہ ہون اور میرا کام عدل ہے جو مین کھاؤن جو دسے یار کو دون مین جو کھاتا ہون شیرین و ترش پس یار کو دیتا ہون اُسے کھانے کو جس کو مین نہین کھاتا ہون غذا کے مانند وہ یار کو کب دون کھانے کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زان خورانم من غذامان را کہ من — برخورم بر خوان خاص خویشتن
زان خورانم بندگان را از طعام — کہ خورم من خود ز پختہ یا کہ خام
من چہ پوشم از خز و اطلس لباس — زان بہ پوشانم حشم را نے پلاس
شرم دارم از نبی ذو فنون — البسوا ہم گفت مما تلبسون
مصطفیٰ کرد این وصیت با بنون — اطعموا الاذناب مما تاکلون
شد فقیہ و برد با خود جفت خوب — از عطاے خاص کشاف الکرب
دیگران را بس بطبیع آوردۂ — در صبوری چست و راغب کردۂ
ہم بطبیع آور بمردی خویش را — پیشوا کن عقل دور اندیش را
چون قلاوز ی صبرت پر شود — جان باوج عرش و کرسی پر شود
مصطفیٰ بین چونکہ صبرش شد براق — برکشاندش ببالاے طباق
چون صبوری پیشہ کرد ایوب رو — از بلا او را در رفعت کشاد
صبر صدر آمد بہر حالت نہ ہست — صبر وا مگذار تا بتوان ز دست
صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ — کاندرین تعجیل در پیچیدۂ
صبر آرد عاشقان را کام دل — بیدلان را صبر شد آرام دل
حد ندارد این سخن کوتاہ کن — بر حدیث عاشقان بر گو سخن

مین[1] غلامون کو کھلاتا ہون وہ شے — جو کہ مین کھاتا ہون خوان خاص سے
اُس سے بندون کو کھلاتا ہون طعام — جو کہ مین کھاتا ہون پختہ یا کہ خام
پہنتا ہون جو مین اطلس کا لباس — وہ مین پہناؤن سپہ کو نے پلاس
شرم رکھون با نبی ذو فنون — البسوا[2] ہم بولے مما تلبسون
مصطفیٰ نے یہ وصیت کی فزون — اطعموا[3] الاذناب مما تاکلون
وہ فقیہ ہمراہ لے عورت چلا — جو کری مشکل کشا نے وہ عطا
دو[4] سرون کو بس مطیع تو نے رکھا — اور خوش راغب صبوری کا کیا
ہم مطیع مردی کا کر تو خویش کو — پیشوا کر عقل دور اندیش کو
رہبری جو صبر کی تجھ مین بھری — جان اوج عرش پر تیری اُڑی
صبر احمد کا براق اک جو ہوا — دیکھ تو افلاک پر کیسے اُڑا
صبر کی ایوب جو کہ رہ چلا — وہ بلا سے جانب رفعت گیا
صبر غالب آیا ہر حالت مین ہے — صبر مت چھوڑے جہان تک ہو سکے
صبر مفتاح الفرج کو نے سنا — کہ تو اس جلدی کی اندر رہی پڑا
صبر لائے عاشقون کو کام دل — بیدلون کو صبر ہے آرام دل
بات یہ بے حد ہے کوتہ کر میان — اور باتین عاشقون کی کر بیان

رفتن شہزادگان بعد از اتمام ماجرہ بجانب ولایت چین تا بقدر امکان بہ مقصود نزدیک تر

جانا شاہزادونکا بعد اختتام اس ماجرے کے جانب ولایت چین کے اور نزدیک ہونا

سلہ[1] مین غلامون کو آخر ۶ شعر مین غلامون کو وہ شے کھلاتا ہون جو کہ مین خوان خاص سے کھاتا ہون جو کہ پختہ یا خام کھاتا ہون جو مین اطلس کا لباس پہنتا ہون وہ مین سپاہ کو پہناتا ہون نہ ٹاٹ شرم رکھتا ہون نبی ذو فنون سے ترجمہ پہناؤ تم غلام کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو مصطفیٰ صلعم نے نصیحت سوا کی ترجمہ کھلاؤ تم غلام اپنے کو اُس چیز سے کہ کھاتے ہو تم آگے رجوع بہ قصہ ہے وہ فقیہ عورت کو لیکر ہمراہ چلا جو وہ عطا مشکل کشائی کرے یعنی کریم جو خود کھاتے و پہنتے ہین وہ ہی اپنے غلامون کو کھلاتے و پہناتے ہین پس خدا بھی اپنے بندونکو وہ دیتا ہے جو بہتر جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ[4] دو سرون کو آخر ۹ شعر پس تو نے مطیع دوسرون کو رکھا اور خوش و راغب صبوری کا کیا بھی تو اپنے کو مطیع مردی کا کر اور پیشوا کر عقل دور اندیش کو جو رہبری صبر کی تجھ مین بھرے تیری جان اوج عرش پر اڑے جو صبر احمد صلعم کا ایک براق ہوا تو دیکھ کہ افلاک پر کیسے اُڑا جو ایوب عم صبر کی راہ چلے وہ بلا سے جانب رفعت کے گئے صبر ہر حالت مین غالب آیا ہے تو صبر مت چھوڑے جہانتک سکتا ہے نہین سنا کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے کہ تو اس جلدی کے اندر پڑا ہی صبر عاشقون کے مقصد دل کا لائے کہ بیدلون کو صبر آرام دل کا ہے یہ بات بیحد ہے کوتاہ کر بیان اور باتین عاشقون کی بیان کر یعنی صبر کرنا ہر حال مین بہتر ہے کہ صبر کشادگی ہے اور عاشقون کو با مقصد کرتا ہے آگے شاہزادون کے جانے کا سوے چین بیان ہے فافہم سلہ[2] پہناؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ تم پہنتے ہو ۱۲ سلہ[3] کھلاؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ کھاؤ تم ۱۲

باشند اگرچہ راہ وصل مسدود است لقدر امکان نزدیک شدن محمود است

تابمقدور ساتھ مقصد کے اگرچہ راہ وصل کی بند ہی حتی المقدور نزدیک ہونا محمود ہے

باز گرای عاشق و زوتر بران | کانتظار تست آن شہزادگان
ہر سہ شہزادہ چو کار افتادشان | عشق درخور گوشمالی دلوشان
این بگفتند و روان گشتند زود | ہرچہ بود اے یار من آن لحظہ بود
صبر بگزیدند و صدیقین شدند | بعد ازان سوے بلاد چین شدند
والدین و ملک را بگذاشتند | راہ معشوق نہان برداشتند
ہمچو ابراہیم ادہم از سریر | عشق شان بے پا و سر کرد و حقیر
یا چو ابراہیم مرسل کز خوشی | خویش را افگندند اندر آتشی
یا چو اسمٰعیل صابر مجید | پیش عشق و خنجرش حلقی کشید

لوٹ[1] اے عاشق وجلدی ہو روان | کہ ترے ہین منتظر شہزادگان
تینون شہزادے کہ جو عاجز ہوے | گوشمالی دی مناسب عشق نے
یہ کہا اور بس روانہ وہ ہوے | جو کہ تھا اسوقت تھا جانی مرے
صبر[2] کرکے بس وہ صدیق اک ہوے | بعد اسکے سوے ملک چین گئے
مان و باپ اور ملک کو سب چھوڑ کے | ڈھونڈھنے معشوق باطن کو چلے
مثل ابراہیم ادہم تخت سے | کردیا آوارہ ان کو عشق نے
یا جو ابراہیم مرسل عیش سے | ڈالا بس اپنے کو اندر آگ کے
یا جون ابراہیم صابر باوفا | حلق آگے عشق و خنجر کے رکھا

حکایت امرء القیس کہ پادشاہ عرب بود باجمال و کمال زنان عرب چون زلیخا شیفتہ بودند مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثال صورتی اند باید طالب معنی شد واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حکایت امرء القیس کی کہ بادشاہ عرب تھا اور بسبب جمال کے عورتین عرب کی زلیخا کے مانند اُسپر مرتی تھین اُس نے جانا کہ سب صورتین تصور ہین طالب معنی کا ہونا چاہیئے واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
(اور اللہ خاص کرتا ہے رحمت اپنی سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے)

[1] لوٹ اے عاشق الخ ۳ شعر اے عاشق لوٹ جلدی روان ہو کہ شاہزادے تیرے منتظر ہین تینون شاہزادے کہ جو عاجز ہوئے عشق نے گوشمالی مناسب دی یہ کہا اور وہ بس روانہ ہوے جو کہ اس وقت تھا اے جانی میرے باقی حال آگے ہے ۱۱
[2] صبر کرکے الخ ۵ شعر صبر کرکے وہ ایک صدیق ہوئے اور اس کے بعد سوے ملک چین گئے مان اور باپ اور ملک کو چھوڑ کر معشوق باطن کو ڈھونڈھنے چلے آگے مثال ہے مثل ابراہیم ادہم کے تخت سے اُن کو آزاد کردیا عشق نے یا مانند ابراہیم مرسل کے عیش سے خود کو اندر آگ کے ڈالا یا مانند اسمٰعیل صابر باوفا کے حلق آگے عشق و خنجر کے رکھا یعنی معشوق باطن کے ڈھونڈھنے کو چلے جیسے بادشاہ امرء القیس ترک سلطنت کرکے تلاش خدا مین نکلا آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

امرء القیس از ممالک خشک لب / هم کشیدش عشق از خطهٔ عرب
بود نازک طبع وهم صاحب جمال / شاعر و صاحب اصول اندر کمال
چونکه زد عشق حقیقی بر دلش / سرد شد ملک و عیال و منزلش
نیم شب دلقی بپوشید و برفت / از میان مملکت بگریخت تفت
تا بیامد خشت میزد در تبوک / با ملک گفتند شاهی از ملوک
امرء القیس آمدست اینجا بگذرد / شد شکار عشق و خشتی می زند
آن ملک برخاست آمد پیش او / گفت با او ای ملیک نیک خو
یوسفی وقتی و ملکت شد کمال / مر ترا رام از بلاد و از جمال
کشته مردان بندگان از تیغ تو / و ان زمان ملک مه بی میغ تو
پیش ما باشی تو بخت ما بود / جان ما از وصل تو صد جان بود
هم من و هم ملک من مملوک تو / ای بهمت ملکها متروک تو
فلسفه گفتش بسی و او خموش / ناگهان وا کرد از سر روی پوش
تا چه گفتش او بگوش از عشق و درد / همچو خود در حال سرگردانش کرد
دست او بگرفت با او یار شد / او هم از تاج و کمر بیزار شد
تا بلاد دور رفتند آن دو شه / عشق یک کرت نکرد است این گنه
بر بزرگان شهد بر طفلان ست شیر / او بهر کشتی بود من الاخیر

امرء القیس[1] اپنے دار الملک سے / اور عرب سے نکلا از رہ عشق کے
تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال / شاعر و صاحب اصول اندر کمال
جو حقیقی عشق اس کو آ گیا / سرد عیال و ملک سے دل ہو گیا
نیم شب کو دلق پہنی اور گیا / مملکت اپنی سے باہر چل دیا
خشت[2] زن آکر ہوا اندر تبوک / شاہ سے جا کر کہا کہ اک ملوک
امرء القیس آیا یان کوشش کنان / صید عشق ہو کر ہے اینٹیں بناتا
وہ ملک نزدیک اس کے آن کر / بولا اس سے کہ اے شاہ نامور
تو ہے یوسف ملک تیرا ہی کمال / اور تری تابع ہے اقلیم جمال
کشتہ تیری تیغ سے بندے ہوئے / ملک مہ تیرا تھا جب بے ابر کے
پاس میرے رہ تو میرا بخت ہی / جان مری سو جان ہو تیرے وصل سے
مین[3] و میر الملک تیری ملک ہے / تو نے چھوڑا املاک ہمت آپ سے
عقل کی باتین کہین اور وہ خموش / راز سے ناگہ اٹھایا روے پوش
کان مین اس کے کہا کیا عشق سے / مثل اپنے کر دیا اسدم اسے
ہاتھ پکڑا اسکا یار اس کا ہوا / اس کا تاج و تخت سے بھی دل اٹھا
دور شہرون تک گئے دونون شاہ / عشق سے ایکی ہوا نے یہ گناہ
ہے[4] بڑون پر شہد اور بچون پہ شیر / وہ ہر اک کشتی پہ ہے من الاخیر

۱ہ امرء القیس الخ ہم شعر امرء القیس اپنے دار الملک سے اور عرب سے نکلا از راہ عشق کے وہ نازک طبع اور صاحب جمال تھا اور شاعر و صاحب اصول اندر کمال کے جو اس کو عشق حقیقی آ گیا ملک و عیال سے دل سرد ہو گیا نصف شب کو دلق پہنی گیا اور اپنی مملکت سے باہر چلدیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ہ خشت زن الخ ۶ شعر شہر تبوک مین آکر اینٹین بنانے لگا شاہ سے جا کر کہا کہ ایک شاہ امرء القیس یہان آیا ہے کوشش کرنے والا صید عشق ہو کر اور اینٹین بناتا ہے وہ بادشاہ اس کے نزدیک آکر بولا کہ اے شاہ نامور تو یوسف ہے اور تیرا ملک کمال ہے اور تیری تابع اقلیم جمال ہے بندے تیرے تیغ سے کشتہ ہوئے کہ جب ملک ماہ تیرا بے ابر تھا تو میرے پاس رہ کہ تو میرا بخت ہے میری جان سو جان ہو تیرے وصل سے باقی حال آگے ہے فافہم ۳ہ مین و میر الملک الخ ۵ شعر مین و ملک میرا تیری ملک ہے کہ تو نے ملک ہمت کو چھوڑا آپ سے عقل کی باتین کہین اور وہ خاموش تھا کہ ناگاہ روپوش راز سے اٹھایا اس کے کان مین کیا عشق سے کہا کہ اپنے مثل اسکو کر دیا اسدم اس کا ہاتھ پکڑا اور یار اس کا ہوا اور تاج و تخت سے اس کا بھی دل اٹھا دور شہرون تک وہ دونون شاہ گئے عشق سے ایکی ہی بار یہ گناہ نہین ہوا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۴ہ ہے بڑون پر الخ ۴ شعر عشق بڑون پر شہد اور بچون پر شیر ہے کہ وہ ہر ایک کشتی پر من الاخیر ہے اگر کشتی مین کبھی جائے غرق کر دیوے اور قعر مین لیجائے سر سے پا تک قصہ مختصر اور اس شاہ کا افسانون اور جنون مین شہرت رکھتا ہے ظاہر سوانح دکے بہت سے بادشاہ کو عشق نے آزاد کر دیا یعنی عشق سے کوئی خالی نہین ہے کہ کسی کو یہ عشق ڈبو دیتا ہے اور کسی کو منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

گرچہ در کشتی شود غرقش کند تا بقعر از پای تا فرقش کند
قصۂ کیخسرو آن شاہ زمان ہست شہرہ در میان انس و جان
غیر این دو بس ملوک بے شمار عشق شان بربود از ملک و تبار
جان این سہ شہ بچہ ہم گردچین ہمچو مرغان گشتہ ہر سو دانہ چین
زہرہ نے تا لب کشایند از ضمیر زانکہ رازی با خطر بود و خطیر
صد ہزاران سر بیک جو آن زمان عشق خشم آلود زہ کردہ کمان
عشق خود بے خشم در وقت خوشی خوی دارد دم بدم خیرہ کشی
این بود آن لحظۂ خوشنود شد من چہ گویم چونکہ خشم آلود شد
لیک مرحے جان فدائے شیر او کش کشد این عشق و آن شمشیر او
کشتنش بہ از ہزاران زندگی سلطنتہا مردۂ آن بندگی
باکنایت رازہا بایک دگر پست گفتندی بصد خوف و خطر
راز را غیر از خدا محرم نبود آہ را جز آسمان ہمدم نبود
اصطلاحاتے میان ہمدگر داشتند از بہر ایراد خبر
زین لسان الطیر عام آموختند طمطراق و سروری اندوختند
صورت آواز مرغ است این کلام غافل ست از جان مرغان مرد عام
کو سلیمانی کہ داند لحن طیر دیو گرچہ ملک گیرد ہست غیر
دیو بر شبہہ سلیمان کردہ ایست علم مکرش ہست علمناش نیست

جائے اگر کشتی میں گہ کر دیوے غرق قعر میں لیجائے پاسے تا بفرق
قصۂ کیخسرو اور اس شاہ کا رکھے شہرت انس و جان میں ظاہرا
غیر ان دو کے بہت سے بادشاہ عشق نے آوارہ انکو کر دیا
تینون شہزادون کی جان بھی گردچین ہوئی مثال مرغ ہر سو دانہ چین
کسکو طاقت راز عشق اپنا کہے کیونکہ راز انکا خطر ازبس رکھے
سیکڑون ہر ایک جو کے واسطے عشق پر غصہ سے بس ٹکڑے کئے
عشق بے غصہ رکھے وقت خوشی اپنی عادت دمبدم خیرہ کشی
یہ ہوا اسدم کہ وہ ازبس خوش ہوا کیا کہوں پھر جبکہ غصہ سے بھرا
عقا ہمیشہ جان قربان ہو اسکے شیر کی کہ اسے مارے یہ عشق و تیغ بھی
زندگی سے بہتر اس کا مارنا بندگی پر حاکمی ہے مبتلا
پس کنایاتوں سے باہم راز کو رکھتے پوشیدہ تھے باصد خوف و
راز کا حق کے سوا محرم نہ تھا آہ کا جز آسمان ہمدم نہ تھا
اصطلاحین رکھتے آپسمین تھے وہ واسطے آنے خبر کے وہ انکو
یہ زبان مرغون کی سیکھی عام نے کر و فر جاہ و حشم جمع کئے
صورت آواز مرغان یہ کلام جان سے مرغونکی ہین غافل مرد خام
تھے کان سلیمان جانتے جو بانگ طیور دیو گرچہ ملک سے آخر ہے دور
دیو ہم شکل سلیمان ہے عیان علم مکر اس کا ہے علمنا کہان

سلہ تینون الخ ۵ شعر تینون شاہزادون کی جان بھی گردچین سے مانند مرغ کے ہر سو دانہ چین ہوئی کس کو طاقت ہے کہ راز عشق اپنا کہے کیونکہ راز ان شاہزادون کا ازبس خطر رکھتا ہے آگے اس عشق کے حقائق ہین ایک جو کے واسطے سیکڑون سر عشق پر غصہ نے ٹکڑے کئے عشق بے غصہ وقت خوشی کے اپنی عادت رکھتا ہے دمبدم خیرہ کشی کی یہ اسدم ہو کہ وہ ازبس خوش ہوا پھر مین کیا کہون کہ جب غصہ سے بھرا یعنی عشق حالت خوشی مین سیکڑون کو ہلاک کرتا ہے پس غصہ کی حالت مین کیا کچھ کرے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ ہمیشہ جان الخ ۷ شعر ہمیشہ جان قربان اس شیر کے کہ اسے مارے یہ عشق و تیغ بھی اس کا مارنا زندگی سے بہتر ہے اور اس کی بندگی حاکمی پر مبتلا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے پس باہم کنایاتون سے راز کو پوشیدہ رکھتے تھے وہ بصد خوف حق کے سوا راز کا محرم تھا اور آہ کا بجز آسمان کے کوئی ہمدم۔ تھا وہ آپس مین اصطلاحین رکھتے تھے واسطے آنے خبر کے آگے حقائق ہین یہ زبان مرغان اولیا کی سیکھی عام نے اور کر و فر جاہ و حشم جمع کئے یہ کلام صوت آواز مرغان ہے اور جان مرغون کی غافل ہین مرد خام یعنی ریاکارون نے باتین اولیاء اللہ کی سیکھی ہین اور کر و فر کرتے ہین مگر اس کے معنی کو نہین جانتے ہین باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ سلہ کان سلیمان الخ ۵ شعر سلیمان کہان ہو جو بانگ طیور کی جانتے اگرچہ دیو ملک مگر آخر دور ہو دیو ہمشکل سلیمان ہے ظاہرا اور علم اسکا مکر ہے علمنا کہان ہو جو سلیمان شاہ و خوش ساتھ خدا کے منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا تو مرغ ہوائی کا کلام سمجھ کر تو نے مرغ من لدن نہین دیکھا ہو بلکہ سیر غون کی وہ سرا کوہ قاف کا ہو ہر ایک خیال کا اس جا کب ہاتھ پہونچا یعنی ریاکار اگرچہ باتین اولیا کی کرتے ہین مگر معنی اسکے نہین جانتے ہین کہ دیو اگرچہ ظاہر سلیمان ہوتا ہے مگر کلام مرغون کا کب جانتا ہے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

چون سلیمان از خدا بشاش بود	منطق الطیرے زعلمناش بود	جو سلیمان شاد و خوش تھا با خدا	منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا
تو از آن مرغ ہوائی فہم کن	کہ ندیدستی طیور من لدن	تو سمجھ مرغ ہوائی کا سخن	کہ نہ دیکھا تو نے مرغ من لدن
جای سیمرغان بود آن سوے قاف	ہر خیالی را نباشد دست باف	جائے سیمرغون کی وہ سوقاف کا	ہر خیال اُس جا پہ کب دسترس تھا
ہر خیالی راکہ دید آن اتفاق	انگہش بعد العیان افتد فراق	اتفاقاً وہ دکھا جس خیال کو	ہجر اک بعد العیان کا اسکو ہو
نے فراق قطع بہر مصلحت	کامن است از ہر فراق آن منقبت	نے فراق قطعی بلکہ واسطے	مصلحت کے امن ہر فرقت سے ہے
بہر استبقای آن جسم چو جان	لحظۂ در ابر خور گردد نہان	باقی رہتے جسم جون جان کیلئے	ابر مین پنہان ہوا یہ شمس ہے
بہر استبقای آن رومی جسد	آفتاب از برف یکدم درکشد	جسم رومی کی بقا کے واسطے	شمس پنہان اکدم ہو برف سے
بہر جان خویش جو ز ایشان صلاح	ہین مدزد از حرف ایشان اصطلاح	جان کی خاطر اپنی لی اُنسے صلاح	مت چُرا اُن کے حروف اصطلاح
آن زلیخا از سپندان تا بعود	نام جملہ چیز یوسف کردہ بود	اُس زلیخا نے سپند و عود تا	نام جملہ چیز کا یوسف رکھا
نام او در نامہا مکتوم کرد	محرمان را سر آن معلوم کرد	رکھا اُسکا نام نامون مین چھپا	محرمون کو راز وہ بتلا دیا
چون بگفتی موم ز آتش نرم شد	این بدی کان یار با ما گرم شد	کہتی جو موم آگ سے نرم اب ہوا	ہوتا یہ کہ یار بس گرم اب ہوا
ور بگفتی مہ بر آمد بنگرید	ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید	کہتی گر وہ ماہ نکلا دیکھ لو	کہتی گر اب شاخ ہوئی ہے سبز رو
ور بگفتی آبہا خوش می طپند	ور بگفتی خوش ہمی سوزد سپند	کہتی گر تڑپے ہے خوش آب روان	کہتی گر جلتا ہے خوش اسپند یان
ور بگفتی برگہا خوش می تنند	دست بر ہم رقص و مستی میکنند	کہتی گر پتے ہین بہتر کودتے	ہین بجاتے تالیان او ناچتے
ور بگفتی گل بہ بلبل راز گفت	ور بگفتی شہ سر شہباز گفت	کہتی گر بلبل نے گل سے سر کہا	کہتی گر شہباز بولا سر شاہ
ور بگفتی چہ ہمایون ست بخت	ور بگفتی کہ بر افشانید رخت	کہتی گر کہ کیا ہمایون بخت ہے	کہتی گر کہ اُس نے چھینکا جسے
ور بگفتی کہ سقا آورد آب	ور بگفتی ہین بر آمد آفتاب	کہتی گر لایا پاسے کو ہے آب	کہتی گر کہ جا تو نکلا آفتاب

سلہ اتفاقاً الخ ۵ شعر اتفاقاً وہ سیمرغ جس خیال کو دیکھا ایک فراق بعد العیان اس کو ہوا نہ فراق قطعی بلکہ واسطے مصلحت کے کہ امن ہر وقت سے ہے جسم جون جان سے کے باقی رہنے کے واسطے شمس ابر مین پنہان ہوا ہے جسم رومی کی بقا کے واسطے شمس پنہان ایک دم برف سے ہوا اپنی جان کی خاطر ان سے صلاح لی اور ان کے حروف اصطلاح کو مت چھوڑ یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر کہ جان اس سے ہمیشہ باقی رہے اور ان کے حروف اصطلاح مت چھوڑ کہ اس مین ضرر ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اس زلیخانے الخ ۹ شعر اس زلیخانے سپند و عود تک تام جملہ چیز کا یوسف رکھا اس کا نام نامون مین چرا رکھا اور محرمون کو وہ راز بتلا دیا جو کہتے کہ اب موم آتش سے نرم ہوا یہ اشارہ ہوتا کہ اب یار گرم ہوا اور کہتی کہ وہ ماہ نکلا دیکھ لو اور اگر کہتی کہ اب وہ شاخ سبز ہوئی ہے اگر کہتی ہے کہ آب روان خوش تڑپتا ہے اور اگر کہتی کہ اسپند یہان خوش جلتا رہے اگر کہتی کہ پتے سبز کودتے ہین اور تالیان بجاتے و ناچتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ کہتی گر الخ ۱۰ شعر اگر کہتی کہ بلبل سے گل نے بھید کہا اگر کہتی کہ شہباز نے بھید شاہ کا کہا اگر کہتی کہ کیا ہمایون بخت ہے اگر کہتی کہ اس نے بھینکا رخت ہے اگر کہتی کہ سقے پلانے کو لایا ہے اگر کہتی کہ جا تو آفتاب نکلا ہے اگر کہتی کہ کل شب کو ہانڈی پک گئی یا کہ اس سے کل حاجت پوری ہوئی اگر کہتی کہ نان و نمک موجود ہے اگر کہتی کہ فلک پر عکس ہوتا ہے اگر کہتی کہ درد میرے سر مین ہے اگر کہتی کہ درد سر مجھے خوش ہے پس اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا کہ موافق سے مخالفت مل گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ور بگفتی دوش دیگے پختہ اند	یا حوایج از پزش یک لختہ اند	کہتی گر کل شب کو ہانڈی پک گئی	یا کہ حاجت اسکی کل پوری ہوئی
ور بگفتی ہست نانہا بی نمک	ور بگفتی عکس مے گردد فلک	کہتی گر موجود ہے نان و نمک	کہتی گر بر عکس ہوتا ہے فلک
ور بگفتی کہ بدرد آمد سرم	ور بگفتی درد سر شد خوشترم	کہتی گر کہ درد میرے سر میں ہے	کہتی گر کہ درد سر ہی خوش مجھے
محرمان را زان خبر بد کہ چہ گفت	کہ مخالف با موافق گشت جفت	اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا	کہ موافق سے مخالف مل گیا
گر ستودی اعتناق او بدی	ور نکوہیدی فراق او بدی	اچھا[1] گر کہتی تو ہوتا اسکا وصل	گر برا کہتی تو ہوتا اس کا فصل
صد ہزاران نام اگر بر ہم زدی	قصد او و خواہ یوسف در بدی	لیتی گر وہ نام صد ہا چیز کے	ہوتی یوسف سے مراد اسکی وے
گرسنہ بودی چو گفتی نام او	میشدی شرست و سیر از جام او	بھوکی ہوتی لیتی اُس کا نام جو	سیر و بدمست ہوتی جام اسکے سے وہ
تشنگی از نام او ساکن شدی	نام یوسف شربت باطن شدی	تشنگی نام اُس کے سے ہوتی فنا	نام یوسف ہوتا شربت جان کا
ور بدی دردیش زان نام بلند	درد او در حال گشتی سودمند	درد اگر ہوتا اُسے اس نام سے	فائدہ دیتا بس اسدم درد سے
وقت سرما بودی او را پوستین	این کند در عشق نام دوست این	پوستین جاڑے میں بس ہوتا اسے	یار کا نام عشق میں کرتا یہ ہے
عام میخوانند ہر دم نام پاک	این عمل نبود چو نبود عشق ناک	عام[2] پڑھتے ہر گھڑی ہیں نام پاک	کب عمل یہ ہو نہ ہو جو عشق ناک
آنچہ عیسی کردہ بود از نام ہو	می شدی پیدا ورا از نام او	نام ہو سے جو کہ عیسی نے کیا	اسکو نام لینے سے وہ ظاہر ہوا
چونکہ با حق متصل گردید جان	ذکر آن اینست ذکر اینست آن	جو ہوئی جان متصل اللہ سے	ذکر وہ اُس کا یا اسکا ذکر ہے
خالی از خود بود و پر از عشق دوست	پس ز کوزہ آن تراود کاندر وست	خالی خود سے پُر تھا عشق دوست سے	وہ ہی ٹپکے جو کہ پر کوزہ میں ہے
خندہ بودی زعفران وصل داد	گریہ بوہاے پیاز اندر بعاد	ہنسنا ہوئے زعفران وصل ہے	رونا بوئے بد پیاز فصل ہے
ہر سرے را ہست در دل صد مراد	این نباشد مذہب عشق و وداد	سو مرادیں دل میں ہر اک سر رکھے	عشق کا مذہب نہیں ہوتا یہ ہی
یار آمد عشق را روز آفتاب	آفتاب آن روے را ہمچون نقاب	عشق[3] کو روے یار ہے یا آفتاب	آفتاب اس رو کا ہی مثل نقاب
آنکہ نشناسد نقاب از روے یار	عابد الشمس است دست از وے بدار	جو نجانے یار کی روے نقاب	بھاگ اس سے کہ وہ پوجے آفتاب

سے[1] اچھا گر کہتی آخ ۶ شعر اگر اچھا کہتی تو اسکا وصل ہوتا اور اگر برا کہتی تو اسکا فصل ہوتا اگر وہ صد ہا چیز کے نام لیتی گر سبکی مراد یوسف سے ہوتی بھوکی ہوتی اور جو اس کا نام لیتی سیر و بدمست ہوتی اس کے جام سے اس کے نام سے تشنگی فنا ہوتی کہ نام یوسف ہوتا شربت جان کا اگر اسے درد ہوتا اس نام سے فائدہ دیتا اس دم درد اسے بس اس کو جاڑے میں پوستین یار کا نام عشق میں یہ کرتا ہے یعنی یار کے نام سے عاشق کو تسکین ہوتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سے[2] عام پڑھتے آخ ۷ شعر نام پاک عام پر ہر گھڑی پڑھتے ہیں یہ عمل کب ہو جو عشق ناک نہ ہو جو کہ عیسی نے نام سے کیا وہ اس کے نام سے ظاہر ہوا جو جان متصل اللہ سے ہوئی وہ ذکر اسکا ہے اور یہ ذکر اسکا ہے خود سے خالی و عشق دوست سے پر تھا جو کوزہ میں پر ہے وہ ہی ٹپکتا ہے یعنی یوسف ع کے نام سے بی بی زلیخا کو وہ اثر ہوتا تھا جو ذکر حق سے عاشق کو وصل ہوتا ہے کہ ذکر دونوں ایک ہو جاتا ہے بقول اسکے کہ من کان للہ کان اللہ لہ آگے مثال ہے بوے زعفران وصل ہنسنا ہے اور بوے بد پیاز فصل رونا ہے سو مرادیں دل میں ہر ایک سر رکھتا ہے عشق کا مذہب یہ نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے[3] عشق کو آخ ۲ شعر وہ عشق یار ہے آفتاب سے اور آفتاب اس رو کا مثل نقاب کے ہے جو نقاب کو یار کی روے سے نجانے تو اس سے بھاگ کہ وہ آفتاب پرست ہے ور وہ اور روشنی عاشق کی بھی ہو دل بھی وہ اور دلسوزی عاشق بھی وہ ہے آگے مثال ہے ماہیوں کو نقد میں آب ہے نام آب وجامہ دار و خواب ہے وہ شیر پستان سے مانند کودک کے پیٹے دونوں عالم میں بجز شیر کے نجانے طفل جانتا ہے اور جانتا ہے شیر کو کہ اسراف راہ نہ ہو وسے تدبیر کو گر نامیہ وح کو احمق کردے کہ تا نیائے فتح مفتوح کو یعنی عشق کو بار ہے روے آفتاب ہے اور آفتاب اس رو کا نقاب ہے جو نقاب میں یار میں فرق نجانے وہ صورت پرست ہے اسکو مشاہدہ رو کا حاصل نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روزہ او و روزی عاشق ہم او	دل ہم او دلسوزی عاشق ہم او	روزہ اور روزی عاشق کی بھی وہ	دل بھی وہ دلسوزی عاشق کی بھی وہ
ماہیان را نقد شد از عین آب	نان و آب و جامہ و دارو و خواب	ماہیون کو نقد عین آب ہے	نان و آب و جامہ دارو خواب ہی
ہمچو طفل ست او ز پستان شیر گیر	می نداند در دو عالم غیر شیر	شیر پستان سے وہ جون کودک لیے	جانے دو عالم مین سے غیر خوار کے
طفل داند ہم نداند شیر را	راہ نبود این طرف تدبیر را	طفل جانے اور نہ جانے شیر کو	رہ نہ ہووے اس طرف تدبیر کو
گیج کرد این گیج نامہ روح را	تا بیابد فاتح و مفتوح را	گرد نامہ کردے احمق روح کو	تا نہ پاسکے فاتح و مفتوح کو
گیج نبود در روش بلکہ اندر رہ	حاملش دریا بود نے سیل وجو	[1] نے روش مین ہو حمق بل درمیان	بحر حامل اس کا ہے جوے روان
چون بیاید او کہ یابد گم شود	ہمچو سیلے غرقہ قلزم شود	جبکہ وہ آوے کہ پاوے گم ہو دو	سیل کے مانند غرقہ بحر ہو
دانہ چون گم کرد و آنگہ طین شود	تا نہ مردے زر ندارم این بدو	خاک ہووے جبکہ دانہ گم ہوا	تو مرا جب تک نہ مین نے زر دیا

بیطاقت شدن کہادر بزرگ تر بعد از مدتی و متواتر شدن در بلاد چین در شہر تخت گاہ و گفت کہ من رفتم الوداع تا خود را بر شاہ چین عرضہ کنم

س ۵ یا بپای رسانم مقصود مرا
یا سر بنہم ہمچو دل از دست اینجا

بیطاقت ہونا بڑے بھائی کا بعد مدت کے اور پے در پے جانا ملک چین مین شہر تختگاہ اور کہا کہ مین رخصت ہو کر جاتا ہون تاکہ اپنے کو شاہ چین پر ظاہر کرون

س ۵ یا مطلب و مقصود کو پہونچاؤن بانجام
یا سر مین رکھون ہاتھ سے دل اس جا

آن بزرگین گفت کای اخوان من	ز انتظار آمدم بلب این جان من	[2] وہ بڑا بولا کہ اے بھائی مرے	انتظاری سے مری جان لب پہ ہے
لاابالی گشتہ ام صبرم نماند	مر مرا این صبر بر آتش نشاند	لاابالی ہون نہ صبر اب ہو مجھے	مجھکو آتش پر رکھا اس صبر نے
طاقت من زین صبوری طاق شد	واقعہ من عبرت عشاق شد	میری طاقت اس صبوری سے گئی	مجھسے عبرت عشقبازون کو ہوئی
من ز جان سیر آمدم اندر فراق	زندہ بودن در فراق آمد نفاق	سیر مین جان سے ہوا اندر فراق	اور بس فرقت مین جینا ہی نفاق

[1] نے روش مین تا آخر ۳ شعر روش مین احمق نہیں ہے بلکہ درمیان مین ہے کہ بحر اس کا حامل ہے نہ جوے روان جب کہ وہ آوے کہ پاوے وہ گم ہو سیل کی مانند غرق بحر ہو جب کہ دانہ گم ہوا خاک ہووے تو مرا نہیں جب تک مین نے زر نہیں دیا یعنی جب تک تو فنا یار زمین نہ ہووے یار تجھ کو نہ ملے آگے بڑے بھائی کا ملک چین کو جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] وہ بڑا آخر ۲ شعر وہ بڑا بولا کہ اے بھائی میرے انتظاری سے میری جان لب پر ہے مین لاابالی ہون مجھ کو صبر نہین سبب کہ مجھ کو آتش پر اس صبر نے رکھا ہے میری طاقت اس صبوری سے گئی اور مجھ سے عبرت عاشقون کو ہوئی مین فراق مین جان سے سیر ہوا اور فرقت مین جینا نفاق ہے مجھ کو درد فرقت کب تک مارے میرا سر کاٹ کہ تا عشق مجھے سر بخشے زندہ عشق سے میرا دین ہے جان و سر سے زندہ رہنا ننگ تیغ عاشق کی جان سے گرد روب ہے کیونکہ تلوار محو کرنے والی گناہون کی آئی ہے یعنی عاشق قتل کو اپنا گرد روب جانتا ہے کہ وجود کا دور ہونا گویا درج کا صاف ہونا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چند درد فرقتش بکشد مرا	سر ببر تا عشق بخشد سر مرا	درد فرقت کب تلک مارے مجھے	کاٹ سر تا عشق سر بخشے مجھے
دین من از عشق زنده بودن است	زندگی زین جان و سر ننگ من است	دین مرا ہے زندہ ہونا عشق سے	زندہ رہنا جان و سر سے ننگ ہے
تیغ هست از جان عاشق گرد روب	زانکه سیف افتاد محاء الذنوب	تیغ ہے عاشق کی جان کی گرد روب	کیونکہ آئی سیف محاء الذنوب
چون غبار تن بشد ماهم بتافت	ماه جان من هوای صاف یافت	ماہ چمکا جو غبار تن گیا	مہ ہوا جان کا ہوا سے بس صفا
عمرها بر چنگ عشقت ای صنم	ان فی موتی حیاتی میزنم	تیرے چنگ عشق پر گایا سدا	ان فی موتی حیاتی یا صدا
دعوی مرغابی کرده است جان	کی ز طوفان بلا دارد امان	دعوی مرغابی کا جو جان نے کیا	امن کب پائے بطوفان بلا
بط را ز اشکستن کشتی چه غم	کشتیش بر آب بس باشد چه غم	ٹوٹنے کشتی سے کیا غم بط کو ہی	اسکی کشتی پاؤن ہی بس آب پے
زنده زین دعوی بود جان و تنم	من ازین دعوی چگونه تن زنم	زندہ اس دعوی سے ہی تن جان مری	کب وہ اس دعوی سے ہی تن جان مری
خواب می بینم ولیکن خواب نے	مدعی هستم ولے کذاب نے	دیکھتا ہوں خواب میں پر خواب نے	مدعی ہوں میں و لے کذاب نے
گر مرا صد بار تو گردن زنی	همچو شمع برفروزم روشنی	مارے گر سو بار گردن میری تو	میں بڑھاؤں مثل شمع نور کو
آتش از خرمن بگیرد پیش و پس	شب روان را خرمن آن ماه بس	آگ گر خرمن کو پکڑے پیش و پس	شب روان کو خرمن اس مہ کا ہی بس
کرده یوسف را نهان و مختفی	حیلت اخوان ز یعقوب نبی	کر دیا یوسف کو پنہاں مکر نے	بھائیوں کے حضرت یعقوب سے
خفیه کردندش ز حیلت سازیے	کرد آخر پیرهن غمازیے	حیلہ سازی سے کیا ان کو خفی	عاقبت غمازی پیراہن نے کی
آن دو گفتندش نصیحت در سمر	که مکن ز اخطار خود را بیخبر	پند کے قصہ میں دونوں بھائی نے	بیخطر خطروں سے خود کو مت رکھے
هین منه بر ریشهای ما نمک	هین مخور این زهر از جای بی شکی	مت ہمارے زخم پر تو رکھ نمک	اور نہ کھا اس زہر کو از راہ شک
جز بتدبیر یکی شیخی خبیر	چون روی چون نبودت قلب بصیر	شیخ آگہ کی بجز تدبیر کے	دل نہ ہو بینا کو کیسے جا سکے
وای آن مرغی که ناروئیده پر	بر پرد بر اوج افتد در خطر	مرغ ایسا کہ نہ پر اس کے اُگے	گر اڑے بالا خطر میں وہ گرے
عقل باشد مرد را بال و پری	چون ندارد عقل باشد ابتری	عقل ہوتی مرد کی ہے بال و پر	جو نہ رکھے عقل وہ ہووے بتر

سلہ ماہ چمکا آگے ۷ شعر جو غبار تن کا گیا تو ماہ چمکا اور ماہ جان کا ہوا سے صاف ہوا تیرے چنگ پر صدا لگایا او دوست ترجمہ تحقیق موت حیات ہے میری جو جان نے دعوی مرغابی کا کیا امن کب پائے طوفان بلا سے آگے اس کی مثال ہے بط کو کشتی ٹوٹنے سے کیا غم ہے اسکے پاؤں کشتی ہیں آب پر زندہ اس دعوی سے تن و جان میری ہے کب وہ اس دعوی سے خاموش ہو میں خواب دیکھتا و لیکن خواب نہیں مدعی ہوں و لیکن کذاب نہیں اگر تو سو بار میری گردن مارے میں شمع کے مانند نور کو بڑھاؤں یعنی عاشق کو موت میں زندگی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آگ کر آگے ۶ شعر اگر آتش خرمن کو پیش و پس پکڑے اس ماہ کا خرمن شب روں کو بس کرتا ہے یوسف کو پنہاں کر دیا اس مکر نے بھائیوں کے حضرت یعقوب سے حیلہ سازی سے آپکو پوشیدہ کیا آخرکار پیراہن غمازی کی آگے رجوع بقصہ ہے دونوں بھائی نے قصہ میں پند کی کہ خود کو خطروں سے بے خبر مت رکھے ہمارے زخم پر نمک مت رکھو اور اس زہر کو از راہ شک کے مت کھا بجز شیخ آگاہ کے تدبیر کے دل بینا نہ ہو تو کیسے جا سکے آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ سلہ مرغ ایسا آگے ۲ شعر ایسا مرغ کہ اس کے پر نہ اُگے اگر اوپر اُڑے وہ خطرہ میں گرے مرد کی عقل بال و پر ہوتی ہے جو عقل نہ رکھے وہ بدتر ہووے یا مظفر یا منظر تلاش کرتا رہ یا منظر در تلاش کرتا رہ بغیر کلید عقل کے یہ دروازہ کو شناخواہش سے صواب نہیں ہے ایک عالم دیکھ کہ دام میں از راہ ہوا کے ہے اور جلد زخم ہر تنگ دوا کے ہے یعنی بے رہبری عقل کے راہ سلوک چلنا از راہ ہوا کے ضلالت میں پڑتا ہے آگے مثال ہو ایک سینہ تنگ کھڑا ہے مرگ کے مانند اور اس کے منہ میں شکار کے واسطے اک برگ ہو گھاس کے اندر گھاس کی مانند کھڑا ہو کہ مرغ جانے وہ شاخ گھاس کی ہو باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲

یا مظفر یا مظفر جوی باش	یا نظر در یا نظر در جوی باش	یا مظفر یا مظفر کر تلاش	یا نظر در یا نظر در کر تلاش
بے ز مفتاح خرد این قرع باب	از ہوا باشد نہ از روی صواب	بے کلید عقل یہ در کو شتا	ہی ہوا سے نے صواب اے دلا
عالمے در دام می بین از ہوا	وز جراحتہائے ہمرنگ دوا	دیکھ عالم دام میں ہے با ہوا	اور جراحت زخم ہمرنگ دوا
ایستادہ مار بر سینہ چو مرگ	در دہانش بہر صید اشگرف برگ	سانپ سینہ تک کھڑا ہے مثل مرگ	منہ میں اسکے صید کے خاطر ہے برگ
در حشایش چون حشیشی او بپاست	مرغ پندارد کہ آن شاخ گیاست	[1] گھاس میں وہ گھاس کی صورت کھڑا	مرغ جانے کہ وہ ہے شاخ گیا
چون نشیند بہر خور بر روی برگ	پس فتد اندر دہانِ مار مرگ	بیٹھے جو کھانے کو وہ پر برگ کے	گر پڑے منہ میں وہ مار مرگ کے
کردہ تمساحی دہان خویش باز	گرد دندانہاش کرمان دراز	کھولا منہ کو اک مگر نے آب کے	اور کیا کیڑوں کو ظاہر دانت پے
از بقیہ خور کہ در دندانش ماند	کرمہا روئیدہ بر دندان فشاند	باقی کھانا جو تھا اندر دانت کے	کیڑے پیدا اس سے دانتوں میں ہوئے
مرغ کان بینند کرم و قوت را	مرغ پندارند آن تابوت را	مرغ دیکھیں کرم کو اور قوت کو	اور چراگاہ جانیں تابوت کو
چون دہان پر شد ز مرغ او ناگہان	در کشد شان و فرو بندد دہان	جب وہ ہوں پر مرغ سے ہو ناگہان	انکو نگلے بند کر لے وہ دہان
این جہانِ پر ز نقل و پر ز نان	چون دہانِ باز آن تمساح دان	اس جہان پر نقل اور پر نان کو	جون کھلے منہ کا مگر اک جان تو
بہر کرم طعمہ اے روزی تراش	از فن تمساح دہر ایمن مباش	کیڑے طعمہ کے لئے ایمن نہ ہو	مکر دنیا کے مگر سے نان جو
روبہ افتد پہن اندر زیر خاک	بر سرِ خاکش حبوب دردناک	[2] لیٹتی روبہ ہے نیچے خاک کے	اور دانے ڈالتی ہے خاک پے
تا بیاید زاغ غافل سوی آن	پای او گیرد بمکر آن مکر دان	تا کہ آئے زاغ غافل اسکی سو	مکر سے وہ پکڑے اسکے پاؤں کو
صد ہزاران مکر در حیوان چو ہست	چون بود مکر بشر کو مہتر است	مکر حیوان سیکڑوں رکھتے ہیں جو	پس بشر غالب کا کیسا مکر ہو
مصحفے برکف چو زین العابدین	خنجرے پر زہر اندر آستین	ہاتھ پر قرآن جو زین العابدین	خنجر پر زہر اندر آستین
گویدت خندان کہ ای مولای من	در دل او بابلی پر سحر و فن	تجھکو کہوے ہنس کے اے مولا مرے	اک وہ بابل پر سحر دل میں رکھے
زہر قاتل صورتش شہد ست و شیر	ہین مرو بے صحبت پیر خبیر	زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر	جائے مت بے صحبت پیر خبیر
جملہ لذات ہوا مکر ست و زرق	سوز تاریکی ست گرد نور برق	[3] سب ہوا کی لذتیں مکر و دغا	گرد نور برق ظلمت اور جفا

[1] بیٹھے الخ یعنی شعر جو کھانے کو برگ پر بیٹھے وہ گر پڑے منہ میں مار مرگ کے ایک مگر نے آب کے منہ کھولا اور کیڑوں کو دانت پر ظاہر کیا جو کھانا باقی ہاندر دانت کے تھا تو کیڑے اسکے دانتوں میں پیدا ہوئے مرغ دیکھیں کرم کو قوت کو اور چراگاہ اس تابوت کو جانے جب ہیں مرغوں سے پر ہوتا ناگاہ انکو نگلے اور بند کرے وہ دہان ہوگئے اس کے حقائق ہیں اس جہان پر نقل اور پر نان کو مانند ایک مگر کھلے منہ کے جان کیڑے طعمہ کے واسطے ایمن مت ہو مکر دنیا کے مگر سے اے نان جو یعنی یہ دنیا ایک نہنگ ہے مکر ہی اس سے ایمن نہ ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] لیٹتی الخ یعنی شعر روبہ لیٹتی ہے نیچے خاک کے اور دانہ خاک پر ڈالتی ہے تاکہ زاغ غافل اسکے سو آئے اور مکر سے اسکے پاؤن کو پکڑے جو حیوان مکر سیکڑوں رکھتے ہیں پس بشر غالب کا مکر کیسا ہوگا ہاتھ پر قرآن مانند زین العابدین کے اور خنجر پر زہر اندر آستین کے ہے تجھکو ہنس کر کہے کہ اے مولی میرے وہ ایک بابل پر سحر دل میں رکھتا ہے وہ زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر ہے پس تو مت جا بغیر صحبت پیر خبیر کے یعنی مکر انسانوں کا بڑا ہے تو کب جان سکے پس تو بجز مرشد کے راہ سلوک مت چل آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] سب ہوا کی الخ یعنی شعر سب ہوا کی لذتیں مکر و دغا ہیں جیسے گرد نور برق کے ظلمت و حجاب ہے نور برق کوند اور کرب و حجاب ظلمت اس کی گرد اور سیاہ تیری دراز اس کے نور میں نہ تو خط پڑھ سکے اور نہ منزل میں تیرا گھوڑا بڑھ سکے ولیکن وہ گناہ ہے کہ تو نہیں برق رہا ہے تجھ سے منہ چھپائے انوار شرق نے وہ آفتاب تیرے دل پر غصہ ہو کہ عطا ہے کیوں نور دتا بلیا تجھکو مگر برق بے دلیل کھینچے کر ظلمت شب میل دشت میں ہے یعنی ہوا کی روشنی مثل نور برق کے قلیل ہے تو اس کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کے گرد اگرد ظلمت ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

برق نور کوتہ و کذب و مجاز	گرد او ظلمات و راہ تو دراز	کوتہ نور برق اور کذب و مجاز	ظلمت اُسکی گرد رہ تیری دراز
نے بہ نورش نامہ تانی خواندن	نے بمنزل اسپ تانی راندن	نور مین اُس کے نخط تو پڑھ سکے	نے ترا منزل مین گھوڑا بڑھ سکے
لیک جرم آنکہ باشی رہن برق	از تو رو اندر کشد انوار شرق	پر گنہ وہ ہو رہا تو رہن و برق	اور چھپائے تجھ سے منھ انوار شرق
ختم گیرد بر دلت آن آفتاب	کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب	تیرے دل پر ختم ہو وہ آفتاب	کہ عطارد سے لیا کیون نور و تاب
می کشاند مکر برقت بے دلیل	در مفازہ مظلمی شب میل میل	تجھکو مکر برق کھینچے بے دلیل	ظلمت شب دشت مین ہو میل میل
برگہ اُفتی گاہ بر جا و فتی	گہ بدان سو گہ بدین سو اوفتی	گہ گرے کہ پر گہ جو پر گرے	گاہ اُس سو گاہ اِس پر گرے
خود نہ بینی تو دلیل ای راہ جو	ور بہ بینی رو بگردانی ازو	خود نہ دیکھے تو دلیل اے راہ جو	گر تو دیکھے مُنھ کو پھیرے اپنے تو
من سفر کردم درین رہ شصت میل	مر مرا گمراہ گوید آن دلیل	مین چلا اس راہ مین ہون ساٹھ میل	مجھکو گمراہ کہتی ہے یہ دلیل
گر نہم من گوش سوی آن شگفت	زام رادرا ہم ز سر باید گرفت	کان رکھون گر مین اس نایاب پے	اس کو لائق ہے پکڑنا حکم سے
من درین رہ عمر خود کردم گرو	ہرچہ بادا باد اے خواجہ برو	عمر اس رہ مین کری مین نے گرو	جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو
راہ کردی لیک در ظنی چو برق	عشر آن رہ کن پی وحی چو شرق	رہ چلا از رہ گمان وہ مثل برق	عشر رہ چل بہر وحی مثل برق
ظن لایغنی من الحق خواندہٗ	در چنان برقی ز شرقی ماندہٗ	ظن لایغنی من الحق کو پڑھا	ایسے تو برقی و شرقی سے رہا
ہین در آ در کشتی ما اے نژند	یا کہ آن کشتی بدین کشتی ببند	آ تو کشتی مین مری اے زشت خو	یا وہ کشتی باندھ اس کشتی سے تو
گوید او چون ترک گیرم گیر و دار	چون روم من در طفیلت طفل وار	وہ کہے کیونکر مین چھوڑون گیر و دار	کیون چلون تیرے طفیل اب طفل وار
کور با رہبر بہ از تنہا یقین	زان یکے ننگ ست و صد ننگ ست ازین	کور با رہبر ہے تنہا سے نکو	ایک ننگ اس سے ہی اس سے ننگ سو
می گریزی از پشہ در کژدمی	می گریزی از نمی در یمی	بھاگتا مچھر سے تو بچھو کی سو	بھاگتا نم سے سوے دریا ہی تو
می گریزی از جفا ہای پدر	در میان لوطیان شور و شر	بھاگتا ہے تو جفا سے باپ کے	لوطیون کے درمیان جاتا تو ہے
می گریزی ہمچو یوسف زاندہی	تا ز نرتع نلعب افتی در چہی	بھاگتا ہے مثل یوسف غم سے تو	نرتع و نلعب سے چہ مین جائے تو

سلہ گہ گرے الخ ۔ شعر کبھی گرے کوہ پر و کبھی جو پر گرے کبھی اُس سو و کبھی اس سو گرے اے راہ جو تو خود دلیل نہ دیکھے اور اگر تو دیکھے اپنے مُنھ کو پھیرے یعنی مین اس راہ سے ساٹھ میل چلا ہون مجکو پس وہ دلیل گمراہ کہتی ہے اگر مین اس نایاب پر کان رکھون اس کو حکم سے پکڑنا لائق ہے مین نے عمر اس راہ مین گرو کری ہے جو کچھ ہوتا ہو سو ہو خواجہ چلو از راہ گمان کے راہ چلا مثل برق کے عشر راہ چل واسطے وحی کے مشرق کے مانند ظن لایغنی من الحق کو پڑھا تو برقی و مشرقی سے رہا یعنی تو راہ سلوک گمان پر چلا اور رہبر مرشد سے محروم رہا باقی حال آگے ہے فافہم ؛؛ سلہ آ تو کشتی مین الخ ۶ شعر میری کشتی مین آ تو یا وہ کشتی باندھ تو اس کشتی سے وہ کہے کہ مین کیونکر چھوڑون گیر و دار اور تیرے طفیل کیون چلون طفل کے مانند کور با رہبر تنہا سے بہتر ہے اس سے ایک ننگ اور اس سے سو ننگ ہے آگے مثال ہے تو بھاگتا مچھر سے ہے بچھو کی طرف اور بھاگتا نم سے ہے دریا کی طرف تو باپ کی جفا سے بھاگتا ہے اور لوطیون کے درمیان جاتا ہے تو غم سے مثل یوسف کے بھاگتا ہے اور کھیل کود سے چاہ مین جاتا ہے یعنی انحصار رہبر بہتر ہے تنہا روے کہ اپنی دلیل پر جاسکے باقی حال آگے ہے فافہم ؛؛

زین تفرج در چه افتی همچو او | مر ترا لیک آن عنایت یار کو
[٥١] اس ساچه مین تو گرے اس پیر سے | یار کی پر وہ عنایت کب تجھے

گر نبودی آن بدستوری پدر | بر نیاوردی ز چه تا حشر سر
گر نہ ہوتی اذن سے وہ باپ کے | سے نہ نکلتا حشر تک وہ چاہ سے

آن پدر رہبر دل او اذن داد | گفت چون دیدست مصلحت خیر باد
دی اجازت اسکی خاطر باپ نے | بولا جو رغبت ہی خیر اب ہو تجھے

ہر ضریرے کز مسیحی سر کشد | او جهودانه بماند از رشد
جو کوئی اندھا مسیح سے پھیرے سر | وہ جہودانہ رہے بے بہرہ تر

قابل ضو بود گرچہ کور بود | شد ازین اعراض او کور و کبود
نور کے قابل تھا اندھا گرچہ تھا | اپنے روگردان سے وہ اندھا ہوا

گویدش عیسی بزن بر من تو دست | ای عمی کحل ضریری با من ست
کہوے عیسی مجھ سے اے اندھے تو ہے | سرمہ اندھے پن کا میرے پاس ہے

از من ار کوری بیابی روشنی | بر قمیص یوسف جان بر زنی
گر ہے اندھا روشنی مجھ سے ملے | پیرہن سے یوسف جان کے ملے

کار و باری کت رسد بعد شکست | اندران اقبال و منهاج رہ است
[٥٢] کام کہ بعد شکست آئے سب تجھے | اسمین اقبال اور چراغ راہ ہے

کار و باری کہ ندارد پا و سر | ترک گیر اے پیر خر اے پیر خر
کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤ سر | چھوڑ اسے اے پیر خر اے پیر خر

کار و باری کہ ندارد پا و دست | ترک گیر اے بوالفضول کج ست
کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤ دست | چھوڑ اسے ای بوالفضول زشت نشست

غیر پیر استا و سر لشکر مباد | پیر گردون نے و لے پیر رشاد
غیر پیر استاد رہ مت ہو جیو | پیر گردون نے و ہادی پیر ہو

در زمان گر پیر را شد زیردست | روشنائی دید و از ظلمت برست
زیر سایہ پیر اگر اک دم ہوا | روشنائی دیکھی ظلمت سے چھٹا

شرط تسلیم ست نے کار دراز | سود نبود در ضلالت ترکتاز
شرط ہے تسلیم نے کام اب بڑا | نفع نے دے گمرہی مین دوڑنا

من نجویم زین سپس راہ اثیر | پیر جویم پیر جویم پیر پیر
بعد سے نے ڈھونڈھون راہ چرخ پیر | پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پیر

پیر باشد نردبان آسمان | تیر پران از کہ گردد از کمان
[٥٣] پیر ہووے نردبان آسمان | تیر بھاگے کس سے بازو کمان

نے ز ابراہیم نمرود گران | کرد با کرگس سفر بر آسمان
بے خلیل اللہ نمرود دغا | کرگسون پر آسمان کی سو گیا

از ہوا شد سوی بالا او بسی | لیک بر گردون نپرد کرگسے
وہ ہوا سے جانب بالا گیا | لیک کرگس آسمان پر کب چڑھا

٥١ اس ساچه الخ ۷ شعر یوسف کے مانند تو چاہ مین گرے اس پیر سے ولیکن یار کی وہ عنایت تجھے کہان ہے اگر وہ حشر تک نہین نکلتا ہے چاہ سے اس کی خاطر اجازت دے باپ نے کہا جو رغبت ہے اب تجکو خیر ہو آگے مثل ہے جو کوئی اندھا مسیح سے سر پھیرے وہ جہودانہ بے بہرہ رہے نور کے قابل تھا اگرچہ اندھا تھا اپنے روگردان سے وہ اندھا رہا عیسی کہے مجھ سے کہ اے اندھے تو لے سرمہ اندھے پن کا میرے پاس سے اگر اندھا ہو تو روشنی مجھ سے ملے پیرہن سے یوسف جان کے ملے یعنی تو یوسف کے مانند غم سے بھاگتا ہے مگر عنایت یار کی وہ کہان ہے کہ تو چاہ سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
٥٢ کام کہ الخ ۷ شعر کام ہے کہ بعد شکست سب تجھے آئے اسمین اقبال و چراغ راہ ہے کام دنیا کا کہ پاؤ سر نہ رکھے اسکو چھوڑ اے پیر خر پیر خر کام دنیا کا کہ پاؤ دست نہ رکھے اسکو چھوڑ اے او بوالفضول زشت مت غیر پیر استاد راست ہو جیو پیر گردون نہین بلکہ پیر ہادی ہو اگر زیر سایہ پیر اکدم ہوا روشنائی دیکھی اور ظلمت سے چھٹا شرط تسلیم ہے نہ کام بڑا کہ گمراہی مین دوڑنا نفع دے بعد سے نہ ڈھونڈھون راہ چرخ پیر پیر ڈھونڈھون پیر ڈھونڈھون پیر پیر یعنی کام دنیا کا چھوڑ اور پیر رہبر اختیار کر کہ روشنی دیکھے و ظلمت سے چھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٥٣ پیر ہوئے الخ ٥ شعر پیر نردبان آسمان ہووے کہ تیر کش سے بھاگے زور کمان سے بغیر خلیل اللہ کے نمرود دغا باز کرگسون پر آسمان کی جانب گیا وہ ہوا سے جانب بلندی کے گیا ولیکن کرگس آسمان پر کب چڑھا حضرت ابراہیم عم نے کہا کہ اے مرد مغرور تیرا کرگس ہون اسدم بہتر جو مجھ سے طرف بلندی کے نزدیک کرے تو بغیر اڑنے کے تو جائے جانب آسمان کے یعنی مرشد اس کو آسمان پر پہونچا دیتا ہے از راہ دل کے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

گفتش ابراہیم کای مرد سفر	کرگست من باشم اینک خوبتر	بولے ابراہیم کاے مرد سفر	مین ترا کرگس ہون اے ہمدم خوبتر
چون زمین سازی ببالا نردبان	بے پریدن بردوی بر آسمان	جو کرے مجھ سے ببالا نردبان	بے اُڑے تو جائے سوئے آسمان
آنچنان کہ میرود تا غرب و شرق	بے ز زاد و راحلہ این دل چو برق	سلہ جس طرح کہ جائے ہے تا غرب و شرق	بے سر و سامان یہ دل مثل برق
آن چنانکہ رہروان در شب روند	حس مردم شہرہا را می برند	جس طرح شب مین مسافر جاتے ہین	حس مردم شہر کی سو خواب مین
آنچنانکہ عارف از راہ نہان	خوش نشستہ میرود در صد جہان	جس طرح سے عارف از راہ نہان	بیٹھے بیٹھے پھرتا بس ہے سو جہان
گر نداد ستش چنین رفتار دست	این خبرہا زان ولایت از کہ ہست	گر نہ ایسی سیر اُسے حاصل ہوئی	اُس ولایت کی خبر کس سے ملی
این خبرہا وان روایات محق	صد ہزاران پیر بروے متفق	یہ روایت اور خبر تحقیق ہے	پیر صدہا متفق اس بات پے
یک خلافی نے میان این قرون	آنچنانکہ ہست در علم ظنون	اک خلاف انمین نہ قرنون سے ہوا	علم ظنی جس طرح سے مشتبا
آن تحری آمد اندر لیل تار	وین حضور کعبہ و وسط نہار	وہ تحری ظلمت شب مین رکھے	یہ حضور کعبہ اندر روز کے
خیز ای نمرود پر جوی از کسان	نردبانی نایدت زین کرگسان	سلہ۲ ڈھونڈھ اے نمرود جا سوے کسان	کرگسون سے نے تو پائے نردبان
عقل جزوی کرگس آمد ای مقل	پر او با جیفہ خواری متصل	عقل جزوی کرگس آئی ہو وے	اسکو پر مردار کھانے سے ملے
عقل ابدالان چو پر جبرئیل	می پرد تا ظل سدرہ میل میل	عقل ابدالون کی پر جبرئیل	ظل سدرہ تک اُڑے ہے میل میل
باز سلطانم گشم نیکو پیم	فارغ از مردارم و کرگس نیم	باز سلطان ہون مین نادر نیک پے	نے ہون کرگس دور ہون مردار سے
ترک کرگس کن کہ من باشم کست	یک پر من بہتر از صد کرگس ست	چھوڑ کرگس مین ہون خادم ترا	میرا پر سو کرگسون سے ہے بڑا
چند بر عمیا دوانی اسپ را	باید استا پیشہ را و کسب را	اندھے پن سے کب تلک جولان رہے	کسب اور پیشہ کو استا چاہیے
خویش را رسوا مکن در شہر چین	عاقلی جو خویش از وے در مچین	سلہ۳ شہر چین مین خود کو تو رسوا نہ کر	ڈھونڈھ عاقل کو نہ چھوڑ اسکا تو در
آنچہ گوید آن فلاطون زمان	ہین ہوا بگذار و رو بر وفق آن	وہ فلاطون وقت جو کچھ کہ کہے	چھوڑ حرص اور جا تو اُسکے قول پے

سلہ جس طرح الخ یعنی شعر جس طرح کہ جاتا ہے شرق و غرب تک بے سر و سامان یہ دل برق کے مانند جس طرح شب مین حس مردم جاتی ہین شہر کی جانب خواب مین جس طرح سے عارف از راہ پوشیدہ کے بیٹھے بیٹھے سو جہان پھرتا ہے اگر ایسی سیر اسے حاصل نہ ہوئی اسی ولایت کی خبر و تحقیق ہو کہ یہ صدہا متفق اس بات پر ہین اُن مین ایک خلاف قرنون سے نہ ہو جس طرح سے علم ظنی شبہ ہے وہ ظلمت شب مین تحری رکھے اور یہ حضور کعبہ اندر روز کے رکھے یعنی پیران ریاکار مثل کرگسون کے غافلان دنیا کو کب آسمان پر پہونچا سکتے ہین بجز اولیا راشد آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ۲ ڈھونڈھ الخ ۶ شعر اے نمرود ڈھونڈھ اور جا سوے کسان تو کرگسون سے نردبان نہ پائے عقل جزوی کرگس آئی ہو ولیکن اس کو پر مردار کھانے سے ملے ہین عقل ابدالون کی پر جبرئیل ہے کہ ظل سدرہ تک اُڑتی ہے میل میل مین باز سلطان کا ہون نادر و نیک پے کرگس نہین ہون اور مردار سے دور ہون کرگس کو چھوڑ کر مین خادم تیرا ہون اور میرا پر سو کرگسون سے بڑا ہے اندھے پن سے کب تلک جولان رہے گا کسب و پیشہ کو استا چاہیے یعنی عقل جزوی مثل کرگس کے مردارخوار ہے تو عقل ابدالون کی حاصل کر کہ سدرہ تک کبھی پہونچا دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ۳ شہر چین مین الخ ۲ شعر شہر مین یعنی شہر چین مین تو خود کو رسوا کر نہین اور عاقل کو ڈھونڈھ اس کا دروازہ نہ چھوڑ وہ افلاطون وقت جو کچھ کہ کہے حرص کو چھوڑ اور تو جا اس کے قول پر سب لوگ چین مین کہتے ہین از راہ حسد کے اپنے شاہ کی نسبت کہ بے اولاد ہے کہ ہمارے شاہ خود بچہ نہین جنتا ہے بلکہ زن کو اپنی طرف آنے نہین دیتا ہے جس نے شاہون سے اُسے ایسا کہا اس کی گردن تیغ سے جدا ہوئی ہے شاہ اُسے کہے کہ جو تو نے یہ کہا ہے جلد ثابت کر کہ مین خیال رکھتا ہون کہ میری دختر کو تو ثابت کرے تجھ کو من بعد میری تلوار سے یعنی دنیا چینی اور شاہ اسکا خدا ہے پس خدا کی اولاد نہین ہے پس تو دختر شاہ چین کا تصور کرتا آگے قول ہے شاہ کا فافہم ۱۲

جملہ می گویند اندر چین بجد ۔ بہر شاہ خویشتن کہ لم یلد
کہتے ہین سب چین کے اندر بجا ۔ نسبت اپنے شاہ کے کہ لم یلد

شاہ ما خود ہیچ نسر زن نزاد ۔ بلکہ سوی خویش زن را رہ نداد
شہ ہمارے نے نہ خود بچہ جنا ۔ بل نہ زن کو اپنے سو آنے دیا

ہر کہ از شاہان بدین نوعش بگفت ۔ گردنش با تیغ بران گشت جفت
جس نے شاہون سے اُسے ایسا کہا ۔ اُسکی گردن تیغ سے ہوئی ہو جدا

شاہ گوید چونکہ گفتی این مقال ۔ زود ثابت کن کہ من دارم عیال
شہ کہے جو کہ کہا تونے یہ قال ۔ جلد ثابت کر کہ مین رکھون عیال

مر مرا دختر اگر ثابت کنے ۔ یافتی از تیغ تیزم ایمنی
گر مری دختر کو تو ثابت کرے ۔ امن تجھکو ہووے میری تیغ سے

ورنہ بیشک من ببرم حلق تو ۔ بر کشم از صوفی جان دلق تو
ورنہ بیشک کاٹون تیرے حلق کو ۔ صوفی جان سے مین چھینون دلق کو

سر نخواہی برد ہیچ از تیغ تو ۔ ای بگفتہ لاف کذب آمیغ تو
تیغ سے تیرا کبھی نے سر بچا ۔ دعوی کذب آمیز اے تونے کہا

بنگر ای از جہل گفتہ ناحقی ۔ پر ز سرہای بریدہ خندقی
اے تو اپنی جہل سے باتین کہے ۔ سرکٹون سے پر تو خندق دیکھ لے

خندقی از قعر خندق تا گلو ۔ پر ز سرہا برندہ از غلو
ایک خندق جڑ سے لیکر تا گلو ۔ پر کٹے سر سے ہوا از راہ غلو

جملہ اندر کار این دعوی شدند ۔ گردن خود را بدین دعوی زدند
جملہ اس دعوی کے اندر بس گئے ۔ سر کٹایا اپنا اس دعوی سے بے

ہین بہ بین آخر بچشم اعتبار ۔ اینچنین دعوی میندیش و میار
چشم عبرت سے تو آخر دیکھ لے ۔ ایسا پھر تو دعوی ہرگز مت کرے

تلخ خواہی کرد بر ما عمر ما ۔ کہ برین میدارد ای داور ترا
تو کریگا تلخ ہماری عمر کو ۔ کہ رکھے اس شے پہ حق کو تیرے جو

گر رود صد سال آنکہ آگاہ نیست ۔ بر عمی آن از حساب راہ نیست
بیخبر گر سو برس تک وہ چلے ۔ اندھے پن سے نے حساب راہ ہی

بی سلاحی در مرو در معرکہ ۔ ہمچو بیباکان مرو در تہلکہ
جنگ مین مت جا تو بے ہتھیار کے ۔ مثل بے ڈر تہلکہ مین مت پڑے

این ہمہ گفتند و گفت آن ناصبور ۔ کہ مرا زین گفتہا آید نفور
یہ کہا سب کچھ وہ بولا ناصبور ۔ کہ مجھے اس بات سے آئے نفور

سینہ پر آتش مرا چون منقلست ۔ کامل آمد کشت وقت منجلست
سینہ مجمر سا مرا پر آگ سے ہے ۔ کھیتی پکی وقت اب کٹنے کا ہی

صدر را صبری بد اکنون آن نماند ۔ بر مقام صبر عشق آتش فشاند
صبر سینہ کو تھا اب وہ نے رہا ۔ عشق نے دی جائے صبر آتش لگا

صبر من مرد آن شبی کہ عشق زاد ۔ درگذشت او حاضران را عمر باد
مر گیا صبر عشق جب پیدا ہوا ۔ وہ گیا حاضر رہین زندہ سدا

ای محدث از خطاب و از خطوب ۔ درگذشتم آہن سردی مکوب
ناصحا گذرا نصیحت پند سے ۔ مین تری مبت کوٹ آہن سرد سے

سلہ ورنہ بیشک آگے شعر ورنہ تیرے حلق کو بیشک کاٹون اور صوفی جان سے مین دلق کو چھینون تیرا سر تیغ سے کبھی نہ بچا اے تونے دعوی کذب آمیز کیا اے تو اپنی جہل سے باتین کرے سرکٹون سے تو خندق پر دیکھ لے ایک خندق جڑ سے لیکر گلو تک سرکٹون سے پر ہے از راہ غلو کے جملہ اس دعوے کے اندر گئے اور اپنا سر کٹایا اس دعوے سے تو چشم عبرت سے آخر دیکھ لے اب پھر تو دعوی ہرگز مت کرے تو ہماری عمر کو تلخ کریگا حق کس شے پر جو تجکو رکھے گا باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲ سلہ بے خبر آگے ۶ شعر اگر بے خبر سو برس تک راہ چلے اندھے پن سے حساب راہ نہین ہے آگے مثال ہے تو جنگ مین نہ جا بے ہتھیار کے اور بے ڈر کے مانند تہلکہ مین مت پڑے آگے جواب برادر کلان کا ہے یہ سب کچھ کہا مگر اُس ناصبور نے کہا کہ مجھے اس بات سے نفرت آئے میرا سینہ مجمر کے مانند پر آتش ہے کھیتی پکی اب وقت کٹنے کا صبر سینہ کو تھا اب وہ نہین رہا عشق نے بجائے صبر آتش لگا دی ہے صبر مر گیا جب کہ عشق پیدا ہوا وہ گیا اب وہ حاضر ہمیشہ زندہ رہین آگے سوزش عشق کا بیان ہے ۱۲ سلہ ناصحا آگے ۷ شعر اے ناصح مین تیری نصیحت و پند سے تیری گذرا مت کوٹ آہن سرد سے مین سرنگون ہون تو میرا پانون کھول میرے جملہ جزو کو سمجھ کہان ہے مین اپنے اونٹ کو کھینچون جب تلک سکون جو وہ گر پڑے قتل سے اس کے مین خوش ہون سو خندقین سرکٹون سے بھری ہین میرے درد کے آگے ایک ہنسی ہی پھر مین خوف سے طبل خواہش کا پوشیدہ نہ بجاونگا مین دشت مین بجاؤن بر ملا یا سر گیا یا صنم مجھسے ملا آگے مثال ہے جو حلق اس بادہ کے لائق نہین ہے وہ شمشیر سے کٹا بہتر ہے باقی حال آگے سب ہے فافہم ۱۲

سر نگونم هین رها کن پای من — فهم کن در جذبها اجزای من

اشترم من تا توانم می کشم — چون فتادم زاره با کشتن خوشم

بر سر مقطوع اگر صد خندق است — پیش درد من مزاح مطلق است

من نخواهم زد گر از خوف سیم — اینچنین طبل هوا زیر گلیم

من علم اکنون بصحرا می زنم — یا سر اندازی و یا روی صنم

حلق کان نبود سزای آن شراب — آن بریده به ز شمشیر و ضراب

دیده کان نبود ز وصلش در فره — آنچنان دیده سفید و کور به

گوش کان نبود سزای راز او — بر کنش که نبود آن بر سر نکو

اندر آن دستی که نبود آن قصاب — آن شکسته به بساطور قصاب

آنچنان پایی که از رفتار او — جان نپیوندد به نرگس زار او

آنچنان پا در حدید اولیتر است — آنچنان پا عاقبت در دسر است

سرنگون ہوں کھول میرا پاؤں تو — کان سمجھ بے میرے جملہ جزو کو

کھینچوں اونٹ اپنے کو میں جبتک کہ ہون — جو کرے وہ قتل سے خوش ہو سکے ہون

سرکٹوں سے خندقین ہین بھری — میرے آگے درد کے اک ہے ہنسی

مین بجاؤن گا نہ چھپ اب خوف سے — طبل خواہش کو نہان تو جان لے

مین بجاؤن دشت مین اب یہ ملا — پا گیا سر یا صنم مجھ سے ملا

حلق جو لائق نہ اُس بادہ کے ہی[۵] — وہ کٹا بہتر ہے بس شمشیر سے

آنکھ کو نے وصل سے اُسکی خوشی — ایسی آنکھ اندھی ہے بہتر اور بھلی

کان کہ نہ لائق اُسکے راز کے — سر پہ وہ بہتر نہین تو کاٹ دے

ہاتھ کہ مال قصاب اب نہ رکھے — وہ کٹا بہتر ہے بس ساطور سے

پاؤن ایسا کہ بس اُسکی چال سے — جان ملے اسکی نہ نرگس زار سے

ایسا پا زنجیر مین ہے خوب تر — ایسا پا انجام مین ہے دردسر

بیان مجاہد کہ دست مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بسطت عطاے حق کہ آن مقصودست

از طرف دیگر و بسبب عمل دیگر بدو برساند که در وهم او نبوده باشد و او درین طریق معین امید بسته همین درمی زند شاید که حق تعالیٰ آن روزی را از در دیگر به ساند که او آن تدبیر نه کرده باشد

ویرزقه من حیث لایحتسب العبد یدبر والله یقدر

بیان ایسے مجاہد کا کہ ہاتھ مجاہدہ سے باز نہ رکھے اگرچہ جانتا ہی کہ عطاے حق بڑی ہی وہ مقصد

دوسری طرف سے بسبب عمل دوسرے کے اُسکو پہونچاتا ہی کہ اُسکے وہم مین نہو اور وہ اُمید سے بموجب قاعدہ کے دروازہ بجاتا ہی شاید کہ حق تعالیٰ وہ آرزو اُسکی دوسرے سے پوری کرا دے کہ اُس نے وہ تدبیر نہ کری ہو

ویرزقه من حیث لایحتسب العبد یدبر والله یقدر

اور رزق دیتا ہی وہ اس طرح سے کہ نہیں حساب کیا جاتا ہی بندہ تدبیر کرتا ہی اور اللہ تقدیر

سلہ آنکھ آخر ۵ شعر جو آنکھ کہ اسکے وصل سے خوش نہیں ہے ایسی آنکھ اندھی بہتر ہے جو کان کہ لائق اس راز کے نہیں ہے وہ سر پہ بہتر نہیں ہے تو اسے کاٹے جو ہاتھ کہ مال قصاب نہیں رکھتا ہے وہ چھری سے کٹا ہوا بہتر ہے ایسا پاؤں کہ اس کی چال سے جان اس کی نرگس زار سے نہ جانے پس ایسا پاؤں انجام مین دردسر ہے یعنی اب مین عشق سے ناچار ہوں بجز یار کے ملے مجکو چارہ نہیں ہے آگے مجاہد کا بیان مثال مین میت کے ہے کہ خدا ہر حال مین بندے کے شریک ہو فافہم ۱۲

ور بود که بنده را او هم بندگی بود که مرا از	اور ہوتا ہی کہ بندہ کو وہ ہم بندگی کا ہو کہ مجھے اُسکے
غیر این در برساند اگرچه حلقهٔ	در کے سوا اور در سے پہونچا سے اگرچہ
این در مے زنم حق سبحانه وتعالیٰ	حلقہ اس در کا بجاتا ہون ہمین حق تعالیٰ اسکو
اورا هم ازین در روزی رساند	اسی در سے روزی پہونچاوے حاصل کلام
این همه درهاے یک سرا ایست	یہ سب دروازے ایک ہی در کے ہین

یا درین ره می بیایم کام من
گو که موقوفست کامم بر سفر
یار را چندان بجویم جد و جست
این معیت کے رود از گوش من
کے کنم من از معیت فہم راز
حق معیت گفت و دل را مهر کرد
چون سفرها کرد دل را راه داد
چون خطا با آن صفات یا صفا
بعد ازان گوید اگر دانستمی
دانش آن بود موقوف سفر
آنچنان کر وجه دام شیخ بود
کودک حلوائی بگریست زار

یا چو باز آیم ز ره سوئے وطن
چون سفر کردم بیایم در حضر
تا بدانم که نمی بایست جست
تا نگردم گرد دوران زمن
جز که بعد از سفرهاے دراز
تا که عکس آن بگوش آید نه طرد
بعد ازان مهر از دل او بر گشاد
گردش روشن ز بعد دو خطا
این معیت را کی او را جستمی
ناید آن دانش به تیزی فکر
بسته و موقوف گریه آن عنود
تو ختہ شد دام آن شیخ کبار

یا اُسی ره مین مجھے مقصد ملے[سلہ]
میرے مقصد کا سفر پر ہے حصر
یار کو کوشش سے ڈھونڈھون خوب سا
یہ معیت دور ہو کب کان سے
کب معیت کا سمجھ مین آئے راز
حق معیت بول دل پر مہر کی
جو کیے از بس سفر رہ دل کو دی
وہ [سلہ] صفات اب جو خطا مین آ گئی
بعد اُسکے کہوے گر مین جانتا
وہ سمجھ اسکی تھی موقوف سفر
جس طرح سے قرض و دام اس شیخ کا
طفل نے حلوائی کے گریہ کیا

یا وطن کو لوٹ آؤن راہ سے
جو سفر ہو یا وُن مین اندر حضر
تب مین جانون چاہیئے نے ڈھونڈھنا
تا زمانہ مین نہ گردش ہو مجھے
پر سوا بعد سفرہاے دراز
تا کہ عکس اُسکے سنے سے وہ جیبی
بعد ہ مہر اس کے دل سے دور کی
وہ خطا کے بعد روشن ہوا سے
یہ معیت اُس کی کب مین جانتا
نے سمجھ آئے نہ تیزی فکر
گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا
پس ادا قرضہ ہوا اس شیخ کا

سلہ یا اُسی مین الخ ۷ شعر یا اُسی رہ مین مقصد مجکو ملے یا وطن کو راہ سے لوٹ آؤن میرے مقصد کا حصر سفر پر ہے جو سفر ہو مین حضر مین پاؤن یار کو خواب مین کوشش سے ڈھونڈھون تب مین جانون کہ ڈھونڈھنا نہین چاہیئے یہ معیت گوش سے کب دور ہو کہ تا زمانے مین مجھے گردش تھو معیت کا راز کب سمجھ مین آئے لیکن بعد سفرہاے دراز حق نے معیت کہی اور دل مین مہر کی تا کہ بر عکس اس کے سنے نہ وہ اجنبی جو سفر از بس کئے دل کو راہ دی اور بعدہ مہر اُسکے دل سے دور کی یعنی ایک زمانہ تک کوشش کرے اور جہان مین یار کو ڈھونڈھے تب راز معیت حق کا اُسپر کھلے کہ حق تعالیٰ اپنے ساتھ ہے مین کہان اسکو ڈھونڈھتا ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ وہ صفات الخ ۶ شعر وہ صفات معیت کی اچھے خطا مین آ گئین یس وہ خطا کے ساتھ اُسے روشن ہو بعد اسکے کہے کہ اگر مین جانتا اسکی معیت کو کب مین ڈھونڈھتا وہ سمجھ اسکی موقوف سفر پر تھی نہ سمجھ آئے تیزی فکر سے یعنی خطا مین قاعدہ علم حساب سے ہے پس اُن دو خطا سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح سفر سے معیت حق کی سمجھ مین آتی ہے آگے اسکی مثال ہو جس طرح سے اُس شیخ کا قرض و دام گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا حلوائی کے طفل نے گریہ کیا پس اس شیخ کا قرض ادا ہوا وہ داستان معنوی مین بیان ہوئی اس سے پیشتر متن مثنوی دفتر دوم مین وہ حکایت لکھی ہے اگر تو نے نہین دیکھی ہے تو پھر اسطرف لوٹ جا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفتہ شد آن داستان معنوی	پیش ازین اندر خلال مثنوی	وہ بیان ہوئی داستان معنوی	پیشتر اس سے بہ متن مثنوی
این سخن در دفتر دوم گذشت	گر نمی دانی کن آنجا باز گشت	دفتر دوم مین ہے یہ سب لکھا	گر نہین تو جانتا پھر لوٹ جا
در دلت خوف افگند از موضعی	تا نباشد غیر آنت مطمعی	[۱] خوف اک جا سے ترے دل مین پڑے	جائے طمع اُس سوائے ہو تجھے
در طمع خود فائدہ دیگر نہد	وان مرادت از کسی دیگر دہد	خود طمع مین اور کا نفع رکھے	وہ مراد اک دیوے تجھکو اور سے
ای طمع بر بستہ یک جای سخت	کایدم میوہ ازین عالی درخت	اے طمع اک جا پہ باندھی تونے ہے	کہ ملے اس نخل سے میوہ مجھے
آن طمع زینجا نخواہد شد وفا	بل ز جائے دیگر آید آن عطا	وہ طمع اس جا سے نہ ہووے وفا	دوسری جا سے وہ بل آئے عطا
آن طمع را پس چرا در تو نہاد	چون نبودش نیت اکرام و داد	وہ طمع تجھ مین رکھی کس واسطے	جو نہ تھی اکرام کی نیت اُسے
از برائے حکمتی و صنعتی	نیز تا باشد دلش در حیرتے	ایک حکمت اور صنعت کیلئے	تاکہ اسکے دل کو بھی حیرت رہے
تا دلت حیران بود ای مستفید	کاین مرادم از کجا خواہد رسید	[۲] تاکہ دل حیران ہووے بس ترا	کہ مراد اب مین کہان سے پاؤنگا
تا بدانی عجز خویش و جہل خویش	تا شود ایقان تو در غیب بیش	تا تو جانے اپنے عجز و جہل کو	غیب مین زیادہ یقین تا تجکو ہو
ہم دلت حیران شود در منتجع	کہ چہ رویاند مصرف زین طمع	دل چراگہ مین ہو حیران بس ترا	اس طمع سے اُسنے کیون پیدا کیا
طمع داری روزئی در درزئی	تا ز خیاطی بری زر تا زیے	طمع خیاطی مین روزی کی رکھے	تاکہ خیاطی سے اب روٹی ملے
رزق تو در زرگری آید پدید	کہ ز وہمت بود آن مکسب بعید	زرگری سے رزق تیرا پیدا ہو	وہم سے تھا دور تیرے کسب وہ
پس طمع در روزئے بہر چہ بود	چون ترا در جائے دیگر در کشود	طمع خیاطی کی کیون تھی ظاہرا	دوسری جا پر تجھے جو در کھلا
بہر نادر حکمتے در علم حق	کہ نوشت آن حکم را در ماسبق	[۳] علم حق مین اعلیٰ حکمت کیلئے	اس نے لکھا حکم بس پہلے سے ہے
نیز تا حیران شود اندیشہ ات	تا کہ حیرانی بود کل پیشہ ات	تاکہ حیران ہووے اندیشہ ترا	تاکہ حیران ہووے کل پیشہ ترا
یا وصال یار زین سعیم رسد	یا ز راہ خارج از سعی جہد	یا وصال یار اس سعی سے ملے	یا کوئی رہ اور حاصل ہو مجھے

سلہ خوف الخ ۶ شعر ایکجا سے خوف تیرے دل مین پڑے اس کے سوا جائے طمع تجھے نہ ہو خود طمع مین اور کا نفع رکھے اور وہ تجھکو مراد اور سے دیوے آگے مثال ہے اے شخص تونے طمع ایک جا سے باندھی ہے کہ اس نخل سے مجھے میوہ ملے وہ طمع اس جا سے وفا نہ ہووے بلکہ دوسری جا سے وہ عطا آئے وہ طمع تجھ مین کس واسطے رکھی جو اسے اکرام کی نیت نہ تھی طمع ایک حکمت و صنعت کیواسطے ہے تاکہ اُس کے دل کو حیرت رہے یعنی طمع ایک شے کی ایک سے رکھے اور وہ شے دوسری جا سے ملے اور جس سے یہ طمع رکھتا ہے اس سے وہ دوسرے کو نفع پہونچے آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ تاکہ دل الخ ۶ شعر تاکہ تیرا دل بس حیران ہووے کہ اب مین مراد کہان سے پاؤنگا تاکہ تو جانے اپنے عجز و جہل کو تاکہ تجکو غیب مین یقین زیادہ ہووے تیرا دل چراگاہ مین حیران ہو کہ اس طمع سے اس نے کیون پیدا کیا طمع روزی کی خیاطی مین رکھی تاکہ اب روٹی خیاطی مین ملے و یا رزق زرگری سے پیدا ہو کہ تیرے وہم سے وہ کسب دور تھا طمع خیاطی کی کیون ظاہر اتھی کہ جو دوسری جا پر تجھے در کھلا یعنی تجکو طمع ایک کسب سے روزی کی ہو اور وہ روزی تجکو دوسرے سبب سے ملے پس تیرا دل حیران ہو کہ یہ طمع مجھ مین کیون پیدا کی آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سلہ علم حق مین الخ ۶ شعر علم حق مین اعلیٰ حکمت کے واسطے اس نے پہلے سے حکم لکھا ہے تاکہ اندیشہ تیرا حیران ہووے تاکہ کل پیشہ تیرا حیران ہووے یا وصال یار کا اس سعی سے ملے یا کوئی اور راہ حاصل ہو مجھے نہ کیون کہ اس راہ سے مراد آئے تڑپتا ہون کہ تا جس جگہ سے ملے مرغ بسمل ہر طرف پڑا تڑپتا ہے کہ تا جان تن کی کس طرف رہا ہووے اس سفر سے یا مراد اپنی ملے یا کہ ذات البرج کی ایک برج سے یعنی علم حق مین ایک بڑی حکمت کے واسطے اس نے اول سے حکم لکھا ہے کہ مراد تکو سفر سے حاصل ہو اور کوئی جگہ سے جیسے مرد میراثی کو سفر مین کو توال کے خواب سے گھر مین مراد ملی آگے اس کی حکایت ہے فافہم ۱۲

من نگویم زین طریق آید مراد — می طپم تا از کجا خواہد کشاد
سر بریدہ مرغ ہر سوی فتد — تا کدامی سو رہد جان از جسد
یا مراد من برآید زین خروج — یا ز برجی دیگر از ذات البروج
قسم ہے برجون کی ۱۲

مین نے کہون آئی مراد اس راہ سے — ہون تڑپتا کس جگہ سے تا ملے
مرغ بسمل ہر طرف تڑپے پڑا — جان تن کی کس طرف سے ہو رہا
اس سفر سے یا مراد پہنچی ملے — یا کہ ذات البروج کے اک برج سے

حکایت مرد میراث یافتہ کہ در خروج واسراف کرد و مفلس شد

حکایت مرد میراث پائے ہوئے کی کہ اُس مین اسراف کیا اور مفلس ہوا

بود زر میراث ایشے را بے شمار — جملہ را خورد و بماند او زار زار
مال میراثی ندارد خود وفا — چون بناکام از گذشتہ شد جدا
او نداند قدر ہم کلزران بیافت — کو بکد و کسب و رنجش کم شتافت
قدر جان زان می ندانی ای فلان — کہ بداد حق بہ بخشش رایگان
نقد رفت و جنس رفت و خانہا — ماند چون چغدان درین ویرانہا
گفت یارب برگ دادی رفت برگ — یا بدہ برگی و یا بفرست مرگ
چون تہی شد یاد حق آغاز کرد — یارب و یارب اجرنی ساز کرد
چون پیمبر گفت مومن مزہرست — در زمان خالیش نالہ گرست
چون شود پر مطربش بنہد ز دست — پر مشو کاسیب دست او خوش ست
تی شود خوش باش بین الاصبعین — کز می لا این سرمست ست این
رخت طغیان آب از چشمش کشاد — ابر چشمش زرع دین را آب داد
در دعا او لابہ ورزد ہر دو دست — زر طلب شد بے تعب آن زرپرست

پاس میراثی کے زر تھا بیشمار — سب کو کھایا اور رہا مفلس و خوار
مال میراثی نہین رکھے وفا — جو ہوا ناکام موتی سے جدا
قدر نے جانی کہ پایا مفت تھا — کسب و محنت مین وہ کم تھا دوڑتا
قدر جان نے جانے تو ہو سطے — کہ خدا نے مفت دی اب تجکو ہے
گھر و بار اور نقد و جنس آخر گیا — پس وہ ویرانے مین اُلو سا رہا
بولا یارب جو دیا سامان گیا — یا تو دے سامان و یا موت و فنا
جو ہوا مفلس شروع کی یاد رب — دے پناہ یارب وہ کہتا روز و شب
بولے پیغمبر ہے مومن مزمار اک — وقت خالی بطن کے نالان ہو نیک
جو ہو پر رکھدیوے مطرب ہاتھ — پر نہ ہو آسیب دست اب خوب ہے
خالی ہو کر رہ تو بین الاصبعین — کہ می لا این سے ہو سرمست این
آب طغیان چشم سے اُس کی لکھے — کشت دین سبز اسکی ابر چشم سے
ہاتھ اُٹھائے دونون بس اندر دعا — اور طلب بے رنج و زر اُسنے کیا

در بیان سبب تاخیر اجابت دعاے مومن از حضرت عزت

مومن کی دعا دیر مین قبول ہونے کا سبب

سلہ اس میراثی کے آخر ۷ شعر میراثی کے پاس زر بیشمار تھا سب کو کھایا مفلس و خوار ہوا کہ مال میراثی وفا نہین رکھتا ہے کیونکہ ناکام موتی سے جدا ہوا ہے قدر نہ جانے کہ مفت مین پایا تھا کسب و محنت مین وہ کم پھرا دوڑا تھا آگے اسکا حال ہو قدر جان کی تو اسواسطے نہین جانتا ہے کہ خدا نے تجکو مفت دی ہے گھر و بار و نقد و جنس آخر گیا پس وہ ویرانہ مین اُلو کے مانند رہا آگے رجوع بقصہ ہے کہا کہ یارب جو سامان دیا وہ سب گیا یا سامان دے یا موت و فنا دے جو مفلس ہوا درس کی ... کہ یارب پناہ دے وہ روز و شب کہتا یعنی حق تعالی نے جان انسان کو مفت دی ہے اسواسطے وہ قدر اس کی نہین جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

سلہ بولے پیغمبر آخر ۵ شعر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ مومن ایک نے ہے وقت خالی بطن کے بہت نالان سو جو پر ہو مطرب ہاتھ سے رکھدے ... خوب ہاتھ کا خوب ہے تو خالی ہو کر درمیان دو انگلیون کے رہ کہ شراب لامکان سے مست یہ مکان ہے اس کی چشم سے آب طغیانی رکھے اور کشت دین سبز ہو اسکا ابر چشم سے دونون ہاتھ اُٹھائے اندر دعا اور زر بے رنج اس نے طلب کیا یعنی مومن مثل نے کے خالی پیٹ ہوتا ہے آواز خوب دیتا ہے اور یہ کہ ... کہ افلاس اس کو نیک ہے آگے اس کا بیان سبب ہے فافہم ۱۲

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا — تا شود دود خلوصش بر سما
تا شود بالای این سقف برین — بوی مجمر از انین المذنبین
پس ملائک باخدا نالند زار — کای مجیب ہر دعای مستجار
بندۂ مومن تضرع می کند — او نمی داند بجز تو مستند
تو عطا بیگانگان را می دہی — از تو دارد آرزو ہر مشتہی
حق بفرماید نہ از خواری اوست — عین تاخیر عطا یاری اوست
نالۂ مومن ہمی داریم دوست — گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من — آن کشیدش موکشان در کوی من
گر برآرم حاجتش او وارود — ہم دران بازیچہ مستغرق شود
گرچہ می نالد بجان او سوگوار — دل شکستہ سینہ خستہ زار زار
خوش ہمی آید مرا آواز او — وان خدایا گفتن و وان راز او
وانکہ اندر لابہ و در ماجرا — می فریباند بہر نوعے مرا
طوطیان و بلبلان را از پسند — از خوش آوازی قفس در میکنند
زاغ را و جغد را اندر قفس — کو کنند این خود نیاید در قصص
پیش شاہد باز چون آید دو تن — آن یکی کم پیر وان یک خوش ذقن
ہر دو نان خواہند او زود فطیر — آرد و کم پیر را گوید کہ گیر
وان دگر را خو ستش قد و خد — کے دہد نان بل بتاخیر افگند

اے[۵۱] بہت مخلص دعا مین روئے گر — جائے تا دود خلوص افلاک پر
جائے تا کہ سقف پر افلاک کے — بوئے مجمر گر ہو یہ عصیان کے
روکے کہتے ہین ملک اللہ سے — کہ اے مجیب ہر دعائے راہ کے
بندہ مومن کرتا زاری تجھسے ہے — تجھ سوا جائے پنہ نے وہ رکھے
جب عطا بیگانون کو تجھ سے ملے — آرزو تجھسے ہر اک طالب رکھے
حق یہ فرمائے کہ نے خواری سے ہے — عین تاخیر عطا یاری سے ہے
نالۂ مومن کو رکھتا دوست ہون — کہدو زاری کر کہ اعزاز اسکو دون
لایا[۵۲] حاجت میری سو غفلت سے وہ — میرے کوچے مین اسے کھینچے ہے وہ
پوری حاجت گر کرون مین جائے وہ — اور وہ اس کھیل مین بس غرق ہو
گرچہ روتا جان سے ہے وہ سوگوار — دل شکستہ سینہ خستہ اور نزار
مجکو خوش آتا ہے اس کا چیخنا — اور خدایا کہنا راز اک کھولنا
اور خوشامد مین وہ اندر کام کے — ہر طرح پر کرتا مائل ہے مجھے
طوطی اور بلبل کو خوش آواز سے — کرتے ہین اندر قفس کے قید ہے
زاغ و الو نے رکھیں اندر قفس — جو نہین سنتے حکایت اور قصص
آگے[۵۳] رنڈی باز کے جو آئین دو — ایک بڑھیا دوسری خوش شکل ہو
دونون روٹی مانگین اس سے آن کر — روٹی اس بڑھیا کو دیوے جلد تر
دوسری کو کہ وہ بس خوش شکل ہے — روٹی کب دے بلکہ دیر اس مین کرے

سلہ اے بہت الخ ے شعر اے مخلص اگر دعا مین بہت روئے تا جائے دود خلوص افلاک پر تا کہ سقف پر افلاک پر جائے تو مجمر گریہ عصیان سے فرشتے روکر کہتے ہین اللہ سے کہ اے مجیب ہر دعا اے رازکے بندۂ مومن تجھ سے زاری کرتا ہے کہ تجھ سوا وہ جائے پناہ رکھتا ہے جو تجھسے عطا بیگانے کو ملتا ہی تو ہر ایک طالب تجھ سے آرزو رکھتا ہے حق یہ فرمائے کہ خواری سے نہین ہے بلکہ تاخیر عطا یاری سے ہے مین نالۂ مومن کو دوست رکھتا ہون کہدو زاری کر کہ اس کو اعزاز دون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ لایا حاجت الخ ے شعر وہ میری طرف حاجت غفلت سے لایا ہے اور وہ حاجت اُسے میرے کوچے مین کھینچتی ہے اگر مین پوری حاجت کردون وہ جائے اور وہ اس کھیل مین غرق ہو اگرچہ وہ سوگوار جان سے روتا ہو اور دل شکستہ و سینہ خستہ و نزار ہے مجکو اسکا چیخنا خوش آتا ہے اور خدایا کہنا راز کھولنا جو خوشامد مین وہ اندر کام کے ہر طرح پر مجکو مائل کرتا ہے آگے مثال ہے بلبل وطوطی کو خوش آتا ہے اندر قفس کے قید کرتے ہین اور زاغ والو کو قفس مین نہین رکھتے ہین جو وہ حکایت ہے قصے وغیرہ نہین کہتے یعنی مومن کی دعا اور گر مانگنا حق تعالی کو خوش آتی ہے اسواسطے وہ دعا اس کی جلد اور پوری نہین کرتا کیونکہ پھر زاری نہ کریگا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
سلہ ۵۳ آگے رنڈی باز کے الخ ۵ شعر آگے رنڈی باز کے دو جو آئین عورتین ایک بڑھی دوسری خوب صورت ہو اور وہ دونون روٹی مانگین اس سے اگر تو بوڑھی کو روٹی جلد دیوے دوسری کو کہ وہ خوبصورت ہے روٹی نہ دے بلکہ اس کے دینے مین دیر کرے کہ تو تھوڑی دیر بیٹھ کہ روٹی تازی پکاتے ہین روٹی گرم لا کر اس کو دے اور رکھوے بیٹھ اس کو حلوا آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گویدش بنشین زمانی بے گزند — که بخانه نان تازه می پزند
چون رسد آن نان گرمش بعد که — گویدش بنشین که حلوا میرسد
هم بدین فن دارد ارش می کند — وزره پنهان شکارش می کند
که مرا کاریست با تو یک زمان — منتظر می باش ای خوب جهان
تا بدین حیلت فریباند ورا — تا مطیع و رام گرداند ورا
مثل آن کمپیر و آن بیگانگان — شاهد خوشروی مثل مومنان
بے مرادی مومنان از نیک و بد — تو یقین میدان که بهر این بود
اینچنان زندان مومن زین بود — کافران را جنت عالی بود

اس سے کہوے بیٹھ تھوڑی دیر تو — روٹی تازی ہین پکاتے ابھی تکو
جو کہ روٹی گرم اسکو لاکے دے — کہوے اسکو بیٹھ حلوا آئے ہے
پس[ف۱] مدارات اسکی اس فن سے کرے — اور پھانسے دام مین پنہان اُسے
کہ مجھے اک کام دم بھر تجھ سے ہے — منتظر رہ اے حسینہ نیک پے
تا اسے مائل اس حیلہ سے کرے — تا مطیع تابع کرے اپنا اُسے
مثل اس بڑھیا کے ہین بیگانگان — شاہد خوشرو کی صورت مومنان
بے مرادی مومنونکی اس لئے — نیک و بد سے بالیقین تو جان لے
یہ جہان مومن کو زندان اس لیے — کافرون کو اک بہشت نقد ہے

دیدن میراثی بخواب که در مصر بفلان موضع گنج است و رفتن به شهر مصر به طلب آن

دیکھنا میراثی کا خواب مین کہ مصر کی فلانی جا گنج ہے اور جانا شہر مصر کو اُس کی طلب مین

خواجه چون میراث خورد و شد فقیر — آمد اندر یا رب و گریه نفیر
خود که گوید این در رحمت نثار — که نیابد در اجابت صد بهار
خواب دید و هاتفی گفت و شنید — که غنای تو به مصر آید پدید
رو به مصر آنجا شود کار تو راست — کرد گریه ات را قبول او مرتجاست
در فلان موضع یکی گنجست زفت — در پی آن بایدت تا مصر رفت
در فلان کوی و فلان موضع دفین — هست گنجی سخت نادر بس ثمین
بیدرنگی هین ز بغداد ای پسر — رو بسوی مصر و منبت گاه زر
چون ز بغداد آمد او تا سوی مصر — گرم شد پشتش چو دید او روی مصر

خواجہ جو[ف۲] میراث کھا مفلس ہوا — آیا اندر یا رب و گریہ بکا
کون کوٹے یہ در رحمت نثار — کہ اجابت مین نہ پائے سو بہار
خواب دیکھا بولا ہاتف اور سنا — کہ عیان ہو مصر مین تیری غنا
مصر کو جا کام تیرا ہو روا — گریہ اس حامی نے اب تیرا سنا
کہ فلانی جا ہے گنج اک ہی بڑا — مصر تک اس کے لئے جا تو بھلا
کہ فلان کوچہ و جا مین دفن ہے — ہے بڑا اک گنج نادر جا کے لے
بیدرنگ اب اے پسر بغداد سے — مصر کو جا کہ وہ زر کی کان ہے
آیا جو[ف۳] بغداد سے تا سوے مصر — پائی طاقت جو کہ دیکھا روی مصر

ف۱ پس مدارات آخر ۶ شعر مرا اس فن سے مدارات کرے اور پوشیدہ دام مین اُسے پھانسے کہ مجھے ایک دم بھر تجھ سے کام ہے منتظر رہ اے حسینہ تا کہ اُسکو مائل اس حیلہ سے کرے اور تا مطیع و تابع اپنا اُسے کرے پس مثل اس بڑھیا کے بیگانگان ہین اور شاہد خسرو کے مانند مومنان ہین اسواسطے بیمرادی مومنون کی ہے پس نیک و بد سے بالیقین جان لے اسواسطے یہ جہان مومن کو زندان ہے اور کافر کو ایک بہشت نقد ہے یعنی حق تعالی دعا بیگانون کی جلدی پوری کردیتا ہے کہ انکی دعا سے خوش نہین ہوتا ہے اور مومن کی دعا مین دیر کرتا ہے کہ اُسکی التجا اسکو بہتر معلوم ہوتی ہے آگے مرد میراثی کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف۲ خواجہ جو آخر ۶ شعر خواجہ جو میراث کھا کر مفلس ہوا آیا اندر یا رب گریہ و بکا مین آگے حقائق ہین اس در رحمت نثار کو کون کوٹے کہ اجابت مین سو بہار نہ پائے خواب دیکھے و ہاتف نے کہا اور سنا کہ تیری غنا مصر مین عیان ہے مصر کو جا تیرا کام روا ہو کہ گریہ تیرا اس حامی نے سنا ہے کہ فلانی جا ایک بڑا گنج ہے کہ مصر تک اسکے واسطے جا کہ فلانے کوچہ و جا مین دفن ہے ایک بڑا نادر گنج ہے تو جا کے لے اے پسر بیدرنگ بغداد سے مصر کو جا کہ وہ کان زر کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ آیا جو آخر ۶ شعر جو وہ آیا بغداد سے جانب مصر کے طاقت پائی جو کہ روے مصر دیکھا ہاتف کے وعدہ کے توقع پر کہ گنج مصر مین تو پاوے واسطے دفع رنج کے ولیکن اس کو کچھ کھانے کو نہ رہا پس مخلوقات سے کچھ مانگنا چاہا ولیکن اس کو شرم دامنگیر ہوئی پس اُس نے خود کو صبر پر رکھا پر نفس اس کا بھوک سے اے بس تڑپا کہ اُس کو گدائی سے چارہ نہ ہوا کہ شب کو مین پوشیدہ باہر جاؤن تا کہ شرم مانگنے سے وہان نہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج — یابد اندر مصر بہر دفع رنج
لیک از نفقہ وا ز چیزے نماند — خواست گریہ بر عوام الناس اند
لیک شرم و ہمتش دامن گرفت — خویش را بر صبر افشردن گرفت
باز نفسش از مجاعت بر طپید — از گدائی کردن او چارہ ندید
گفت شب بیرون روم من نرم نرم — تا ز ظلمت نایدم از گدیہ شرم
ہمچو شب کوبی کنم من ذکر بانگ — تا رسد از بامہایم نیم دانگ
اندرین اندیشہ بیرون شد بکو — واندرین فکرت ہمین شد سوبسو
یکزمان مانع ہمی شد شرم و جاہ — یکزمانی جوع می گفتش بخواہ
پاے پیش و پاے پس تا ثلث شب — کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب

وعدہ ہاتف کے توقع پر کہ گنج — مصر مین تو پائے بہر دفع رنج
لیک کچھ کھانے کو نے اسکو رہا — چاہا مخلوقات سے کچھ مانگنا
شرم دامنگیر ہوئی اُس کی و لے — اُس نے رکھا آپ کو بس صبر سے
نفس تڑپا اُس کا بس پھر بھوک سے — نے گدائی سے ہوا چارہ اُسے
بولا شب کو جاؤن مین پر نہان — مانگنے سے شرم تا نے ہو وہان
مثل[1] شب کوبی کرون مین فریاد — تا کہ پاؤن بام سے مین نیم دانگ
نکلا بس اس فکر سے وہ کو بکو — پھرتا بس اس فکر سے وہ سو بسو
ایکدم ہوتی تھی مانع عز و جاہ — ایکدم کہتی تھی بھوک اسکو کہ جاہ
پاؤن پیش اور پاؤن پس تا ثلث شب — کہ مین مانگون یا کہ سوؤن خشک لب

رسیدن آن شخص مصر و بیرون آمدن بکوے در شب بجہت سر کوبی و گدائی و گرفتن عسس او را و مراد پس از رنج حاصل آمدن وعسیٰ ان تکرہوا شیئًا وہو خیر لکم انّ مع العسر یسرًا

پہونچنا اُس شخص کا مصر مین اور نکلنا اُس کا کوچہ مین شب کوبی و گدائی کے لئے اور پکڑنا کوتوال کا اُس کو اور مراد پانا اسکا بعد رنج کے وعسیٰ ان تکرہوا شیئًا وہو خیر لکم ان مع العسر یسرًا

اور قریب ہو یہ کہ کراہت کرنے تم ایک شے اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اتحقیق ساتھ تکلیف کے فراخی ہے ۱۲

ناگہانی خود عسس او را گرفت — مشت و چوبش زد ز صفرا ناگہان
اتفاقًا اندران شبہاے تار — دیدہ بد مردم ز شب بے زدان ضرار
بود شبہاے مخوف منتحس — پس بجد میجست دزدان را عسس

ناگہان[2] شحنہ نے پکڑا اسے — مارے گھونسے لاٹھی اسکو خشم سے
اتفاقًا ان شبون تاریک مین — خلق کو چورون سے ہوئی تھی اذیتین
تھی پڑا تین خوفناک اور پروبال — دزد کی تالاش مین تھا کوتوال

[1] مثل شب کوبی الخ یہ شعر مثل شب کوبی مین فریاد کرون تا کہ نیم دانگ بام سے پاؤن مین نکلا اس فکرت کو بکو اور وہ اس فکرت پھرتا سو بسو ایک دم شرم و جاہ مانع ہوتی تھی اور ایک دم بھوک اس کو کہتی تھی کہ مانگ پاؤن آگے و پاؤن پیچھے ثلث شب تک آتا جاتا کہ مین مانگون یا کہ سو دُون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ناگہان الخ یہ شعر ناگہان کوتوال نے اس کو پکڑا اور گھونسے و لاٹھی اس کو خشم سے ماری اتفاقًا ان شبون تاریک مین خلق کو چورون سے دقتین ہوئی تھیں کہ دزد کی تلاش مین کوتوال تھا تا خلیفہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹو اگر شب کو میرا عزیز بھی نکلے شاہ نے کوتوال پر تاکید کی کہ چورون پر تو کیون رحیم ہوتا ہے تو اُن کے مکر کیون یقین کرتا ہے تا کہ چورون سے تو کیون زر لیتا ہے جو چورون اچکون پر رحم ہے وہ ظلم و زحمت ضعیفون پر آگے اس کے حقائق ہین فافہم

تا خلیفہ گفتہ کہ ببریدہ دست
ہر کہ شب گردد وگر خویش من است

بر عسس کردہ ملک تہدید و بیم
کہ چرا باشید بر دزدان رحیم

عشوہ ہاشان از چہ باور کنید
یا چرا زیشان قبول زر کنید

رحم بر دزدان و ہر منحوس دست
بر ضعیفان زحمت و بے رحمی است

ہین ز رنج خاص مگسل ز انتقام
رنج او کم بین مگر در رنج عام

اصبع ملدوغ ببر و ز دفع شر
در تعدی و ہلاک تن نگر

اتفاقاً اندران ایام دزد
گشتہ بود اندوہ پختہ و خام دزد

در چنین وقتش بدید و سخت زد
چوبہا و زخمہاے بے عدد

نعرہ و فریاد از ان درویش خاست
کہ مزن تا من بگویم حال راست

گفت اینک دادمت مہلت بگو
تا بشب چون آمدی بیرون بگو

تو نہ زینجا غریب و منکری
راست گو تا بچہ مکر اندری

اہل دیوان بر عسس طعنہ زدند
کہ چرا دزدان کنون انبہ شدند

انبہی از تست و از یاران تست
دائماً یاران زشتت را بخست

ورنہ کین جملہ را از تو کشم
تا شود ایمن ز شر ہر محتشم

گفت او از بعد سوگندان بر
کہ نیم من خانہ سوز و کیسہ بر

من نہ مرد دزدی و بیدادیم
من غریب مصرم و بغدادیم

ہاتھ کاٹو تا خلیفہ نے کہا
شب کو نکلے گر ہو میرا اقربا

شہ نے شحنہ پر کری تاکید و بیم
کہ تو کیون چورون پہ ہوتا ہی رحیم

مکر اُنکے کیون یقین کرتا ہی تو
یا کہ زر چورون سے کیون لیتا ہی تو

رحم چورون اور اچکون پر جو ہے
ظلم اور زحمت ضعیفون پر وہ ہے

رنج خاصون سے نہ چھوڑ انتقام
رنج کم دیکھ اُنکا دیکھ اب رنج عام

کاٹ اُنگلی سانپ کاٹے تا بچے
دیکھ تو تن کی سوکھ تا صحت رہے

اتفاقاً ان دنون چورونکا زور
بس جمع تھے پختہ بھی اور خام چور

دیکھا ایسے وقت مین مارا اُسے
لاٹھیون سے اور زخم از حد دیے

بس کری فریاد اُس درویش نے
کہ نہ مارو کہتا سچ ہون حال سے

بولا مہلت مین نے دی تجکو کہو
کس لیئے باہر تو نکلا رات کو

تو نہین یان کا مسافر اجنبی
سچ کہو کس مکر مین اے مفتری

اہل دیوان شحنہ پر طعنہ کرین
کس لیئے اب چوریان پر جمع ہین

مجمع تجھ سے ہے و یارون سے ترے
اپنے یارون کو بتا تو قبل سے

ورنہ بدلا تجھ سے سب کا لیونگا
عافیت شر سے ہر اک کو دیونگا

بعد قسمین کھا کے اُس نے یہ کہا
کہ نہین ہون مین اُچکا چوٹا

مین نہین ہون چور نے بیداد ہون
مین مسافر ساکن بغداد ہون

در بیان حدیث الکذب ریبۃ والصدق طمانینۃ

بیان مین اس حدیث کے کہ الکذب ریبۃ والصدق طمانینۃ

قصہ آن خواب و گنج زر بگفت
پس ز صدق او دل آن کس شگفت

قصہ اُس خواب اور خزانہ کا کہا
صدق سے اسکے دل اسکا بس کھلا

۵۱ رنج خاصون سے الخ یعنی شعر رنج خاصون کے سبب سے مت چھوڑ انتقام انکا رنج کم دیکھ اور اب دیکھ رنج عام کا کاٹ انگلی سانپ کی تا بچے اور تن کی سود دیکھ تاکہ صحت رہے آگے رجوع بقصہ ہے اتفاقاً ان دنون چورون کا زور ہوا پختہ و خام چور جمع تھے ایسے وقت مین دیکھا اور اُسے مارا لاٹھیون سے اور از حد زخم دیئے اُس درویش نے بہت فریاد کی کہ مت مارو سچ حال کہتا ہون کہ مین نے تجکو مہلت دی کہو کہ کس واسطے باہر نکلا رات کو تو یہان کا نہین ہے مسافر اجنبی ہے سچ کہو کہ کس مکر مین تو مفتری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ اہل دیوان الخ ۵ شعر اہل دیوان کوتوال پر طعنہ کرتے تھے کہ اب چوریان پر کسواسطے جمع ہین تجھ سے اور تیرے یارون سے مجمع ہے تو اپنے یارون کو دل سے بتا ورنہ تجھ سے سب کا بدلہ لیونگا اور عافیت شر سے ہر ایک کو دیونگا بعد اُس نے قسمین کھا کر کہا کہ مین اُچکا چوٹا نہین ہون مین چور نہ بیداد ہون مین ایک مسافر ساکن بغداد ہون۔ یعنی خاص چورون کے رنج کے سبب سے انتقام مت چھوڑ انکا رنج مت دیکھ تو رنج عام کو دیکھ کہ وہ مظلوم ہین آگے صدق و کذب کا بیان ہے فافہم ۱۲

۵۳ قصہ اُس خواب الخ ۶ شعر قصہ اس خواب خزانہ کا کہا اُسکے صدق سے دل اسکا کھلا اسکو بے صدق آئی سوگند سے اور اسکا سوز پیدا ہوا جسکے سے آگے حقائق ہین دل کو آرام آیا قول صواب سے جس طرح تشنہ کو تسکین ہوتی آب سے لیکن سوا محجوب کے کہ علت رکھے اور اپنی بے غبی تک آ سے تیز ہو ورنہ وہ پیغام صدق سے ہو اگر پاہ پڑا اے وہ شق ہوئے اور وہ دل محجوب ہو کیونکہ وہ مردود ہے محجوب نہین ہی یعنی دل بیدار کلام صدق کی بو سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ صادق ہے اور وہ کاذب ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

بوی صدقش آمد از سوگند او — سوز او پیدا شد انا سپند او
دل بیارآمد ز گفتار صواب — آنچنان کہ تشنہ آرامد ز آب
جز مگر محجوب کو را علتی ست — از نبی اش تا غبی تمیز نیست
ورنہ آن پیغام کز موضع بود — بر مہ از بر زد شگافیدہ شود
مہ شگافد دان دل محجوب نے — زانکہ مردود است او محبوب نے
چشمہ شد چشم عسس ز اشک مُبِل — نے ز گفت خشک بل از بوی دل
یک سخن از دوزخ آید سوی لب — یک سخن از شہر جان در کوی لب
بحر جان افزا و بحر پرحرج — در میان ہر دو بحر این لب مرج
بحر جان افزا و بحر عمر کاہ — ہر دو آن بر لب گذر دارند و راہ
چون نیلو درمیان شہرہا — از نواحی آید آنجا بہرہا
کالۂ معیوب و قلب کیسہ بر — کالۂ پر سود مستشرف چو در
زان نیلو بہرہ بازرگان برست — بر سرہ بر قلبہا دیدہ درست
شد نیلو مرورا دار الرباح — وان دگر را از عمی دار الجناح
ہر یکی ز اجزای عالم یک بیک — بر غبی بندست و بر استاد فک
بر یکی قندست و بر دیگر چو زہر — بر یکی لطف است و بر دیگر چو قہر
بر یکی دیوست و بر دیگر چو حور — بر یکی نارست و بر دیگر چو نور
بر یکی گنج ست و بر دیگر چو مار — بر یکی در دست و بر دیگر چو غار
بر یکی شیرین و بر دیگر ترش — بر یکی مبہوت و بر دیگر چو ہش
بر یکی پنہان و بر دیگر عیان — بر یکی سود ست و بر دیگر زیان

بوے صدق آئی اُسے سوگند سے — پیدا سوز اسکا ہوا اسپند سے
دل کو آرام آیا با قول صواب — جس طرح تشنہ کو تسکین ہو ز آب
پر ہوا محجوب کہ علت رکھے — نے نبی سے تا غبی تمیز اُسے
ورنہ وہ پیغام کہ ہو صدق سے — ماہ پر گر ڈالے شق ہوا در پھٹے
مہ پھٹے اور وہ دل محجوب سے — کیونکہ ہے مردود وہ محبوب نے
[1] چشم شحنہ اشک سے چشمہ ہوئی — بوے دل سے خشک باتون سے نہ تھی
بات اک دوزخ سے آئی سوے لب — شہر جان سے بات اک با کوی لب
بحر جان افزا د بحر عمر کاہ — دونون اُس لب پر گذر رکھین و راہ
جو تجارت درمیان شہرونکے ہی — نفع کو آتے ہین سب اطراف
سان بدتر اور کھوٹا اور بڑا — سان بہتر بیش قیمت اور کھرا
[2] اُس تجارت سے میسر جو ہی تر — اور کھرے کھوٹے پہ رکھتا ہو نظر
بحر جان افزا د بحر پر تعب — درمیان دو بحر کے برزخ ہی لب
وہ تجارت اسکو ہوئی ہی نفع کا — دوسرے کو اندھے پن سے ضائع کا
ایک اک اجزاے عالم سے جدا — ہے غبی پر بند استا پر کھلا
ایک پر ہے قند دیگر پر ہے زہر — ایک پر ہے لطف دیگر پر ہی قہر
ایک پر ہے دیو دیگر پر ہے حور — ایک پر ہی نار دیگر پر ہے نور
ایک پر ہے گنج دیگر پر ہے مار — ایک پر ہے حل دیگر پر ہی خار
ایک پر شیرین ہی دیگر پر ترش — ایک پر بیہوشی دیگر پر ہی ہش
[3] ایک پر پنہان ہی دیگر پر عیان — ایک پر ہے سود دیگر پر زیان

سلہ چشم شحنہ آنخ ۷ شعر چشم کوتوال کی اشک سے چشمہ ہوئی ہے دل سے تھی اور خشک باتون سے نہ تھی آگے حقائق ہین ایک بات دوزخ سے آئی سوے لب اور ایک بات شہر جان سے آئی با کوے لب یہ بحر بیان افزا اور وہ بحر پر تعب ہیں درمیان دو بحر کے لب برزخ ہے بحر بیان افزا بحر عمر گھٹانے والا دونون اس لب پر گذر رکھیں اور آگے مثال ہی جو تجارت درمیان شہرون کے ہے اور واسطے نفع کے اطراف سے آتے ہین سامان برکھرا اور کھوٹا اور برا سامان بڑا اور بیش قیمت اور کھرا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس تجارت سے آنخ ۲ شعر اس تجارت سے جو میسر ہوا ہو اور کھرے کھوٹے پر نظر رکھتا ہو وہ تجارت اسکو نفع کا ہوئی ایک ایک اجزاے عالم سے جدا جدا غبی پر بند اور استاد پر کھلا ہے ایک پر قند اور دوسرے پر زہر ہے ایک پر لطف دوسرے پر قہر ہے ایک پر دیو دوسرے پر حور ہے ایک پر نار دوسرے پر نور ہے ایک پر گنج دوسرے پر مار ہے ایک پر شیرین دوسرے پر ترش ہے ایک پر بیہوشی دوسرے پر ہوش ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک پر آنخ ۶ شعر ایک پر پنہان دوسرے پر عیان ہے ایک پر سود دوسرے پر زیان ہے ایک پر غصہ دوسرے پر کشادگی ہے ایک پر قید دوسرے پر مراد ہے ایک پر نوش دوسرے پر نیش ہے ایک پر بیگانہ دوسرے پر خویش ہے ایک پر روز دوسرے پر شب ہے ایک پر عیش دوسرے پر تعب ہے ایک پر محبوب دوسرے پر عدو ہے ایک پر بادہ دوسرے پر کدو ہے ایک پر پانی دوسرے پر خون ہے ایک پر اعجاز دوسرے پر فسون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بریکی بندست و بر دیگر گشاد — بریکی قیدست و بر دیگر مراد
ایک پر ہے بند دیگر پر گشاد — ایک پر ہے قید دیگر پر مراد

بریکی نوش ست و بر دیگر چو نیش — بریکی بیگانہ بر دیگر چو خویش
ایک پر ہے نوش دیگر پر ہے نیش — ایک پر بیگانہ دیگر پر ہے خویش

بریکی روزست و بر دیگر چو شب — بریکی عیش ست و بر دیگر تعب
ایک پر ہے روز دیگر پر ہے شب — ایک پر ہے عیش دیگر پر تعب

بریکی محبوب و بر دیگر عدو — بریکی راح ست و بر دیگر کدو
ایک پر محبوب دیگر پر عدو — ایک پر بادہ و دیگر پر کدو

بریکی آب ست و بر دیگر چو خون — بریکی اعجاز و بر دیگر فسون
ایک پر پانی ہے دیگر پر ہے خون — ایک پر اعجاز دیگر پر فسون

بریکی حلوا و بر دیگر چو سم — بریکی سنگ ست و بر دیگر صنم
ایک ۵۱ پر حلوا و دیگر پر ہے سم — ایک پر ہے سنگ دیگر پر صنم

بریکی جسم ست و بر دیگر چو روح — بریکی حبس ست و بر دیگر فتوح
ایک پر ہے جسم دیگر پر ہے روح — ایک پر ہے قید و دیگر پر فتوح

بریکی تیرست و بر دیگر کمان — بریکی نان ست و بر دیگر سنان
ایک پر ہے تیر دیگر پر کمان — ایک پر ہے نان دیگر پر سنان

بریکی نقص ست و بر دیگر کمال — بریکی ہجرست و بر دیگر وصال
ایک پر ہے نقص دیگر پر کمال — ایک پر ہے ہجر دیگر پر وصال

ہر جمادے با نبی افسانہ گو — کعبہ را حاجی گواہ و نطق جو
ہر جماد ہے نبی سے قصہ گو — کعبہ حاجی کا گواہ و نطق جو

بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ — کو ہمی آمد بمن از دور راہ
مسجد آئی بھی مصلی پر گواہ — کہ وہ آیا مجھ تلک با دور راہ

بر خلیل آتش گل و ریحان بود — باز بر نمرود آتش دان بود
آگ ابراہیم پر ریحان تھی — پھر وہ با نمرود آتشدان تھی

بارہا گفتیم این را اے حسن — می نگردم از بیانش سیر من
بارہا میں نے کہا اس راز میں — نے ہوا اس کے بیان سے سیر میں

بارہا خوردی تو نان دفع ذبول — این ہمان نان ست چون گشتی ملول
بارہا ۵۲ نان کھائی دفع بھوک کو — یہ وہی نان ہے جو ہوا بیمار تو

در تو جوعی میرسد نوز اعتدال — کہ ہمی سوزد ازو تخمہ و ملال
اعتدالی سے تجھے اک بھوک ہو — کہ جلائے تخم بیماری کو وہ

ہر کرا درد مجاعت نقد شد — نو شدن با جزو جزوش عقد شد
درد جسکو بھوک کا نقد اک ہوا — اسکا جز جز بس نیا ہوئے گا

لذت از جوعست نے از نقل نو — با مجاعت از شکر بہ نان جو
بھوک سے لذت ہے نے با نقل نو — بھوک میں شکر سے بہتر نان جو

پس ز بیجوعی ست و از تخمہ تمام — این ملالت نے ز تکرار کلام
تخمہ اور بے بھوک سے ہے بس تمام — یہ مرض اور نے یہ تکرار کلام

چون ز دکان و مکین و قیل و قال — وز فریب مردمت نامد ملال
کیون ۵۳ دکان و کسب اور یا قیل و قال — اور مردم سے نہ ہو تجھکو ملال

۵۱ ایک پر حلوا الخ ۸ شعر ایک پر حلوا اور دوسرے پر سم ہے ایک پر سنگ دوسرے پر صنم ہے ایک پر جسم اور دوسرے پر روح ہے ایک پر قید دوسرے پر فتوح ہے ایک پر تیر دوسرے پر کمان ہے ایک پر نان دوسرے پر سنان ہے ایک پر نقص دوسرے پر کمال ہے ایک پر ہجر دوسرے پر وصال ہے آگے حقائق ہیں ہر ایک جمادی نبی سے قصہ گو ہے کعبہ حاجی کا گواہ و نطق جو ہے مسجد مصلی پر گواہ ہے کہ وہ مجھ تک راہ دور سے آیا ہے آگ ابراہیم پر ریحان تھی اور پھر نمرود پر آتشدان تھی میں نے بارہا کہا اس راہ میں مگر اس کے بیان سے سیر نہ ہوا یعنی اجزاء عالم کے ایک پر نیک وہ دوسرے پر بد ہیں ایک کو نافع دوسرے پر مضر ہیں آگے مثال ہے فافہم ۱۲

۵۲ بارہا الخ ۵ شعر بارہا نان کھائی دفع بھوک کے واسطے پس یہ وہی نان ہے کہ تو بیمار ہوا ہے آگے حقائق ہیں تجھے اعتدال سے ایک بھوک ہو کہ جلاوے تخم بیماری کو وہ جس کو درد بھوک کا ایک نقد ہوا اسکا جز جز نیا ہوئے گا لذت بھوک سے ہے طعام نو سے نہیں ہے یعنی کھانا مزہ دیتا ہے بھوک سے نہ طعام لذیذ سے اور بے بھوک و تخمہ سے مرض ہوتا ہے تکرار کلام سے نہیں ہوتا ہے آگے اس کی مثال فرماتے ہیں فافہم ۱۲

۵۳ کیون دکان الخ ۶ شعر کیون دکان و کسب و قیل و قال اور مکر مردم سے تجکو ملال نہیں ہوتا ہے غیبت انسان کی کھانے کو شست سے تجھے ساٹھ برس سیری نہیں آئی تو نے عشق و محبت میں خوب اشعار کہے بادۂ ادرشل گل سے کھل گیا امید فریب میں تو نے مس کرے مشل ہا ہے تجکو بے رنج ہنسی آخر بار از راہ سوز کے کہ گرم تر سوار پہلے بار سے ہے آگے حقائق ہیں درد وارد ہے نہیں بکوہ اور درد وشاخ رنج کو قطع کرنے کیمیا کرنے والا درد ہے رنج کب ہو جس جا پردہ آسخت یعنی درد عشق اوداہ رنج کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون بغیبت واکل لحم مردمان شصت سالت سیری نامد ازان
شعرها در عشق قحبه گفته تو بے ملالت بارها بشگفته تو
مدحها در صید شله گفته تو بے ملالت همچو گل بشگفته تو
باز آخر گوئیش سوزان وچست گرم تر صد بار از بار نخست
درد داروے کهن را نو کند درد هر شاخ ملولے خو کند
کیمیائے نو کننده دردهاست کو ملولی آن طرف که درد خاست
هین مزن تو از ملولے آه سرد درد جو و درد جو و درد درد
خادع دردند درمانهای ژاژ رهزنند و زر ستانان رسم باژ
آب شوری نیست درمان عطش وقت خوردن گر نماید سرد و خوش
لیک خادع گشت و مانع شد ز جست زاب شیرینی کزو صد سبزه رست
همچنین هر زر قلبی مانع است از شناس نقدکان هر جا که هست
بال و پرت را بتزویرے برید که مراد تو منم گیر اے مرید
گفت دردت چینم و خود درد بود خار بود ار چه بصورت ورد بود
زو ز درمان دروغین می گریز تا شود دردت مصیب مشک بیز
گفت نے دزدی تو و نی فاسقی مرد نیکی لیک گول و احمقی
بر خیال و خواب چندین ره کنی نیست عقلت را تسوئی روشنی
بر خیالے این چنین راه دراز پیش گیری از سر جهل و از آز

غیبت انسان واکل لحم سے ساٹھ سال آئی نہیں سیری تجھے
عشق قحبہ میں کہے اشعار تو مثل گل کھلجائے ہی ہر بار تو
مدح صید فرج میں تو نے کری مثل گل بے رنج ہی تجھکو ہنسی
یار کو آخر کہوے از رہ سوز کے گرم تر سو بار پہلے بار سے
درد داروے کہن کو نو کرے درد شاخ رنج کو قطع کرے
کیمیا نو کرنے والا درد ہے رنج کب ہو درد جس جا پڑھے
پس[1] ملولی سے نہ کر تو آہ سرد ڈھونڈھ تن میں درد کو اور درد درد
درد کے درمان سب مکار ہیں راہزن اور زر برسم باج لیں
تشنگی کا چارہ آب شور نے وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے
پر ہے مکار اور مانع جستجو آب شیرین کا کہ سبزہ اس سے ہو
اس طرح مانع ہے ہر اک قلب زر جاننے سے زر کھرے کے بیشتر
مکر سے کاٹے ترے پر اے سعید کہ مراد اب ہوں تری نے ای مرید
کہوے دافع درد ہوں خود درد تھا خار تھا گرچہ بصورت ورد تھا
جھوٹے[2] درمان سے تو بھاگ اے نکو تا کہ بہتر پاک تیرا درد ہو
بولا نے تو چور نے فاسق ہی تو مرد نیک اک ہی ولے احمق ہی تو
تو نے خواب و خیال پر کوشش کری عقل تیری نے رکھے کچھ روشنی
ایسے تو نے خیال پر اک رہ بڑی اختیار از راہ طمع و جہل کی

گفتن عس خواب خود را با غریب و نشان گنج دادن در خانه او

کہنا کوتوال کا خواب اپنے کو مسافر سے اور پتا گنج کا دینا اس کے گھر میں

[1] پس ملولی سے الخ یہ شعر پس ملولی سے تو آہ سرد نہ کر تن میں ڈھونڈھ درد تو اور درد درد کو سب مکار درد کے درمان ہیں راہزن اور زر کو برسم باج لیتے ہیں آگے مثال ہے تشنگی کا علاج آب شور نہیں ہے وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے لیکن مکار ہے و مانع جستجو کرنے آب شیرین کا ہے کہ سبزہ اس سے ہو اس طرح ہر ایک قلب زر مانع ہے مکر سے زر کے جاننے سے بیشتر کرے تیرے پر شوق کاٹے اے سعید میں تیری مراد ہوں اے مرید کہے کہ دافع درد ہوں او خود درد تھا او رخار تھا اگرچہ بصورت گل کے تھا یعنی ریاکار در عشق مانع ہیں کہ جستجو سے طالب ان مکر کے باعث محروم عشق سے رہتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جھوٹے الخ یہ شعر تو جھوٹے درمان سے بھاگ تا کہ تیرا درد بہتر پاک ہو آگے رجوع بقصہ ہے کہا کہ نہ تو چور نہ فاسق ہے ایک مرد نیک تو ہے ولیکن احمق ہے تو نے خواب خیال پر کوشش کری تیری عقل کچھ روشنی نہیں رکھتی ہے تو نے ایک راہ بڑی ایسی خیال پر اختیار کی از راہ طمع کے آگے بیان خواب کوتوال کا ہے فافہم ۱۲

بارہا من خواب دیدم مستمر — کہ بہ بغداد ست گنجے مستتر
در فلان کو در فلان موضع دفین — بود آن خود نام کوی آن حزین
ہست در خانہ فلانے رہ بجو — نام خانہ گفت و نام کوے او
دیدہ ام این خواب را من بارہا — کہ برو آنجا کہ یابے گنج را
ہیچ من از جا نرفتم زین خیال — تو بیک خوابی بیائی بے ملال
خواب احمق لائق عقل وی است — ہمچو او بے قیمت است و لاشی است
خواب زن کمتر ز خواب مردان — از پے نقصان عقل و ضعف جان
خواب ناقص عقل گول آمد کسان — پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد
گفت با خود گنج در خانہ من ست — پس مرا آنجا چہ فقر و شیون ست
بر سر گنج از گدائے مردہ ام — زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام
زین بشارت مست شد دردش نماند — صد ہزار الحمد بے لب او بخواند
گفت بد موقوف این لت لوت من — آبحیوان بود در حانوت من
رو کہ بر لوت شگرفے بر زدم — کوری آن وہم کہ مفلس بدم
خواہ احمق گو و خواہی عاقلم — یافتم من انچہ می خواہد دلم
من مراد خویش دیدم بیگمان — ہر چہ خواہی گو مرا اے بدزبان
تو مرا پر درد گو اے محتشم — پیش تو پر درد و پیش خود خوشم
وائے گر بر عکس بودی این مطار — پیش تو گلزار و پیش خویش خار

خواب[۵۱] دیکھے بارہا مینے سدا — گنج ہے بغداد کے اندر چھپا
کہ فلان کوچہ و جامین دفن ہے — وہ ہی نام اس کے تھا کوچہ کا ورے
ہے فلانے گھر مین جاکر ڈھونڈھنا — اُس کے گھر کا نام و کوچہ کا بیا
بارہا مینے یہ دیکھا خواب ہے — کہ وہان جا گنج تا تجھکو ملے
مین نہین جا سے ہلا اس خیال پے — بے ملال آتا ہے تو اک خواب پے
خواب احمق اسکی لائق عقل کے — جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے
خواب زن کمتر ہے خواب مرد سے — باعث نقصان عقل و جان کے
عقل ناقص گول کی ہوئی ہے خواب — کیون نہ بیہودہ ہو بے عقلی سے خواب
سوچا[۵۲] یہ خود گنج میرے گھر مین ہے — اب مجھے تکلیف وان کیا فقر ہے
مین گدائی سے خزانہ پہ مرا — کیون مین غفلت اور پردے مین رہا
درد اسکا اس خوشی سے سب گیا — سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا
یہ غذا موقوف تھی نقصان پہ — آب حیوان تھا مری دکان پر
چل کہ اب نادر غذا سے مین ملا — تھا وہ اندھا وہم کہ مفلس مین تھا
خواہ احمق کہہ مجھے خواہ ہوشیار — مین نے پایا جو مین چہتا تھا ای یار
پس مراد اپنی ہے پائی بیگمان — مجھکو جو کچھ چاہے کہہ اے بدزبان
تو[۵۳] مجھے پر درد کہہ اے ماہ وش — تیرے پر درد آگے آگے اپنے خوش
ہاے گر برعکس ہوتا یہ شعار — تیرے آگے گلشن آگے اپنے خار

[۵۱] خواب دیکھے آگے ۸ شعر ترجمہ خواب ہمیشہ بارہا دیکھے کہ گنج اندر بغداد کے چھپا ہے کہ فلانے کوچہ و جامین دفن ہے پر وہ ہی نام اس کے کوچہ کا تھا کہ فلانے گھر مین ڈھونڈھنا پس اُس کے گھر کا و کوچہ کا نام لیا مین نے بار یہ خواب دیکھے ہین کہ وہان جا گنج ملے تجکو مین اس خیال پہ جاسے نہین ہلا اور تو بے ملال آتا ہے ایک خواب پے خواب احمق کی اسکی عقل کے لائق ہے جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے آگے اسکے حقائق مین خواب زن کا کمتر ہے مرد سے باعث نقصان عقل کے و جان عقل ناقص احمق کا خواب کھوٹا ہے بے عقلی سے کیون نہ بیہودہ خواب ہو یعنی بے عقل کے خواب بھی ناقص ہوا کرتے ہین کیونکہ خواب مرد سے خواب زن کی کمتر ہوتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۲] سوچا یہ آگے ۷ شعر سوچا کہ خود گنج میرے گھر مین ہے اسید مجھے وہان تکلیف فقر سے ہے مین گدائی سے خزانہ پر مرا کیون مین غفلت و پردہ مین رہا اُسکا درد اس خوشی سے سب گیا اور سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا یہ غذا موقوف نقصان پر تھی اور آبحیوان میری دکان پہ تھا کہ مین مفلس تھا چل کہ اب مین نادر غذا سے ملا وہم باندھا تھا کہ مین مفلس تھا خواہ احمق کہہ مجکو خواہ ہوشیار جو مین چاہتا تھا وہ مین نے پایا ای یار پس مین نے مراد اب پائی بیگمان مجکو جو کچھ چاہے کہہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] تو مجھے آگے ۲ شعر اے ماہ وش تو مجھے پر درد کہہ کہ تیرے آگے پر درد ہون اگر اپنے آگے خوش ہون ای اگر یہ شعار برعکس ہوتا ترے آگے گلشن اور اپنے آگے خار ہوتا آگے مثال ہے ایک درویش سے ایک مرد خس نے کہا کہ تجکو یہان پر کوئی نہین جانتا ہے مرد اہل اُس نے کہا کہ اگر عام مجکو نہین جانتے ہین مین خود کو خوب جانتا ہون کہ مین کیا شے ہون افسوس اگر در در برعکس طور پر ہوتا کہ وہ تو سے بینا ہوتا اور مین خود سے اندھا ہوتا تو مجکو احمق جان کہ مین احمق ہون لیکن بخت بہتر ہے عجز دو سے سخت سے یہ بات تیرے گمان کے لائق ہے ورنہ میرا بخت داد عقل کی دینا ہے یعنی مین خود کو بہتر جانون اور لوگ مجکو برا جانین اور مین خود کو برا جانون پس عجز بہتر ہے دوئی سے آگے مسافر کا بیان ہے فافہم ۱۲

فقیرے گفت روزی یک خسی ! — کہ ترا اینجا نمے داند کسے
گفت او گر می ندانند عامیم — خویش را من نیک میدانم کیم
وای اگر بر عکس بودی رود ریش — او بدی بینای من من کور خویش
احمقم گیر احمقم من نیک بخت — بخت بہتر از لجاج و روی سخت
این سخن بر وفق ظنت می جہد — ور نہ بختم داد عقلم می دہد

بولا اک درویش سے اک مرد خس — کہ نجانے تجکو یان پر کوئی کس
بولا وہ گر عام نے جانے مجھے — خوب جانون خود کو مین کیا ہون نہیں سے
ہاے ہوتا درد گر بر عکس طور — مجھسے بینا ہوتا وہ مین خود سے کور
مجکو احمق جان احمق ہون ولے — بخت بہتر عجز دردی سخت ہے
بات یہ لائق گمان تیرے کے ہی — ورنہ میرا بخت داد عقل دے

بازگشتن غریب مصر بہ بغداد و یافتن گنج را در خانہ خود

لوٹنا مسافر مصر کا بغداد کو اور پانا اپنے گھر مین گنج کو

باز گشت از مصر تا بغداد او — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو
جملہ رہ حیران و مست او زین عجب — ز انعکاس روزی و راہ طلب
کز کجا امیدوارم کردہ بود — وز کجا افشاندہ بر من سیم جود
این چہ حکمت بود کان قبلۂ مراد — کردم از خانہ برون گمراہ و شاد
تا شتابان در ضلالت می شدم — ہر دم از مطلب جدا تر می بدم
باز عین آن ضلالت را بجود — حق وسیلت کرد اندر رشد و سود
گمرہی را منہج ایمان کند — کژروی را مقصد عرفان کند
تا نباشد ہیچ محسن بے جفا — تا نماند ہیچ خائن بے رجا
اندرون زہر تریاق آن حفی — کہ ہمی گویند ذو اللطف الخفی
نیست مخفی در نماز آن مکرمت — در گنہ خلعت نہاد از مکرمت
منکران را قصد اضلال ثقات — ذل شدہ عز و ظہور معجزات

مصر سے[۵۱] پلٹا سوے بغداد وہ — سجدہ کرتا اور رکوع و شکر گو
سارے رستہ مست و حیران وہ رہا — عکس روزی اور طلب سے ظاہرا
کہ کہان مجھکو کیا امیدوار — اور کہان مجھکو دیا زر بے شمار
کیا یہ حکمت تھی کہ اُس داورنے — جو نکالا گھر سے گمرہ خوش مجھے
تا مین گمراہی مین جلدی دوڑتا — ہر گھڑی مطلب سے ہوتا تھا رہا
عین گمراہی کو اب پھر جود سے — باعث نیکی کیا اللہ نے
گمراہی[۵۲] کو از رہ ایمان کرے — کجروی کو مقصد عرفان کرے
تا نہ ہووے کوئی محسن بے جفا — تا نہ ہووے کوئی خائن بے رجا
اسکا ہے تریاق پنہان زہر مین — صاحب لطف الخفی اسکو کہین
نے نماز اندر ہے پنہان مکرمت — دیوے خلعت جرم مین یا مغفرت
منکرون کا قصد اضلال ثقات — ذل ہوا عزت ظہور معجزات

سلہ[۵۱] مصر سے پلٹا الخ ۶ شعر وہ مصر سے لوٹا طرف بغداد کے سجدہ کرتا اور رکوع و شکر کہتا وہ تمام رستہ مست و حیران رہا یہ عکس روزی و طلب سے ظاہر ہین کہ مجکو کہان امیدوار کیا اور کہان مجھکو زر بیشمار دیا یہ کیا حکمت تھی کہ اس داور نے جو مجھکو گھر سے نکالا گمراہ و خوش تاکہ مین گمراہی مین جلدی دوڑتا تھا اور ہر گھڑی مطلب سے جدا ہوتا تھا پھر عین گمراہی کو جود سے باعث نیکی اللہ نے کیا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ[۵۲] گمراہی الخ ۵ شعر گمراہی کو راہ ایمان کرے اور کجروی کو مقصد عرفان کرے تاکہ کوئی محسن بے جفا نہ ہووے اور کوئی خائن بے رجا نہ ہووے اس کا تریاق زہر مین پوشیدہ ہے اس کو صاحب لطف الخفی کہتے ہین نماز مین مکرمت پوشیدہ نہین ہے جرم مین خلعت دیوے ساتھ مغفرت کے منکرون کو قصد گمراہی نیکون کی ذلت دینے کا ظہور معجزے کیواسطے عزت ہوئی یعنی جو کچھ نماز مین ہے وہ مکرمت پوشیدہ نہین ہے بلکہ جرم مین خلعت مغفرت دیتا ہے کیونکہ منکرون کا قصد ذلت باعث عزت معجزات کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

قصدشان زانکار ذل دین بده ❊ عین ذل عز رسولان آمده
گرنہ انکار آمدی از ہر بدی ❊ معجزہ و برہان چرا نازل شدی
خصم منکر تا نشد مصداق خواہ ❊ کے کند قاضی تقاضاے گواہ
معجزہ ہمچون گواہ آمد زکے ❊ بہر صدق مدعی در پیش کے
طعنہ چون می آمد از ہر ناشناخت ❊ معجزہ میداد حق و می نواخت
مکر آن فرعون سی صد توشدہ ❊ جملہ ذل او و قمع او شدہ
ساحران آوردہ حاضر نیک و بد ❊ تا کہ جرح معجزہ موسیٰ کند
تا عصا را باطل و رسوا کند ❊ اعتبار او ز دلہا برکند
عین آن مکر آیت موسیٰ شدہ ❊ اعتبار آن عصا بالا شدہ
لشکر آرد بے عدد تا حد نیل ❊ تا زند بر موسی و قومش سبیل
ایمنی امت موسیٰ شود ❊ کو بتحت الارض ہم روز رود
گر بمصر اندر بدی او نامدی ❊ وہم از سبطی کجا زائل شدی
آمد و در سبط افگند او کران ❊ تا بداند کامن در خوف ست راز
ہست بود لطف خفی کور اصمد ❊ نار بنماید و خود نورے بود
نیست مخفی مزد دادن در تقا ❊ ساحران را اجر بین بعد از خطا
نیست پنہان وصل اندر پرورش ❊ ساحران را وصل داد اندر کشش
نیست مخفی سیر با پاے روا ❊ ساحران را سیر بین در قطع پا
عارفان زانند دائم آمنون ❊ کہ گذر کردند از دریاے خون

قصد[1] انکار انکا ذل دین تھی ❊ عین ذل عزت رسولون کی ہوئی
ہوتا گر انکار نے کفار سے ❊ معجزہ ہوتا یہ نازل کس لیئے
تا ہوا منکر نہ دشمن صدق کو ❊ قاضی کب چہتا گواہاے تو
معجزہ مثل گواہ ہے کس لیئے ❊ مدعی کے صدق کے ہیں واسطے
طعنہ جو ناآشنا سے آئے تھا ❊ حق نوازش کرتا دیتا معجزا
مکر فرعون تیس سو درجہ ہوا ❊ اس کی بالکل ذلت و خواری بنا
لائے ساحر سحر سب اچھا برا ❊ تا کرین موسیٰ کا رد وہ معجزا
تا عصا[2] کو باطل اور رسوا کرین ❊ دور دل سے اعتبار اسکا کرین
عین وہ مکر آیت موسیٰ ہوا ❊ اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا
لایا لشکر تا لب دریاے نیل ❊ روکے تا موسی و سبطی کی سبیل
ایمنی موسیٰ کی امت کو ملے ❊ وہ زمین دہشت کے اندر گھسے
گر در رہتا مصر مین آتا نہین ❊ سبطیون کا وہم جاتا پھر کہین
سبطیون مین آکے حیرانی رکھی ❊ تا تو جانے خوف مین ہی ایمنی
یہ[3] نہان ہی لطف کہ اسکو خدا ❊ نار دکھلائے ولے وہ نور تھا
اجر دیتا اتقا مین سے خفا ❊ دیکھ اجر ساحران بعد الخطا
پرورش مین وصل دنیا کے خفا ❊ ساحرون کو وصل کھنچنے مین دیا
سیر کرنا پاسے چل کرنے خفا ❊ سیر ساحر دیکھ اندر قطع پا
آمنون عارف ہین اس باعث سدا ❊ کہ گذر دریاے خون سے خود کیا

[1] قصد انکار الخ ۔ شعر انکے انکار کا قصد ذلت دین تھی یہ عین ذلت عزت رسولونکی ہوئی اگر کفار سے انکار نہ ہوتا تو معجزہ کسواسطے نازل ہوتا صدق کا جبتک منکر دشمن نہ ہوا قاضی کب گواہون کو چاہتا معجزہ گواہ کے مانند کسواسطے ہے مدعی کے صدق کے واسطے ہی جو طعنہ ناآشنا سے آتا ہے حق نوازش کرتا اور معجزہ دیتا ہے یعنی اگرچہ انکار ذلت دین کی ہے ولیکن انبیا کے واسطے عزت ہے کہ معجزات حق تعالیٰ نے انہی انکار کیواسطے بھیجے ہین آگے اسکی مثال ہے مکر فرعون کا تیس سو درجہ تھا مگر اسکی بالکل ذلت و خواری بنا ساحر سب اچھا برا سحر لائے تاکہ موسی عم کا معجزہ رد کرین یعنی انکار کفار باعث رونق معجزات انبیا کا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] تا عصا کو الخ ۶ شعر تا عصا کو باطل اور رسوا کرین اور اسکا اعتبار دل سے دور کردین وہ مکر عین آیت موسی عم کا ہوا اور اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا لشکر لب دریاے نیل تک لایا کہ تا موسی عم و سبطی کا راستہ روکے موسی عم کی امت کو ایمنی ملے اور زمین دہشت کے اندر گھسے اگر وہ مصر مین رہتا اور آتا نہین پھر سبطیون کا وہم کہین جاتا سبطیون مین اگر حیرانی رکھے تاکہ تو جانے کہ خوف مین ایمنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] یہ نہان الخ ۷ شعر یہ لطف نہان ہی کہ اسکو خدا نار دکھلائے ولیکن وہ نور تھا اجر دنیا کا اتقا مین پوشیدہ نہین اجر ساحرون کا بعد الخطا دیکھ پرورش مین وصل دنیا کا پوشیدہ نہین سحر کو ساحر وصل کہتے ہین وپا سیر کرنا چاہیئے چلکر پوشیدہ نہین سیر ساحر کی دیکھ قطع پا مین یعنی ایمان لائے عارف ہین اس باعث ہمیشہ کہ دریاے خون سے خود گذر گیا ہے عین ڈر سے انکا امن ظاہر ہے اسواسطے ہر گھڑی اندر مزید کے ہین اندر خوف کے امن مخفی دیکھا اب پوشیدہ دیکھ رجامین خوف ہے یعنی امن خوف مین ہے اور خوف رجامین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

امن شان از امن خوف آمد پدید	لاجرم باشند ہر دم در مزید	عین ڈر سے امن اُنکا ہے پدید	اس لیے ہین ہر گھڑی اندر مزید
امن دیدی گشتہ در خوف خفی	خوف بین ہم در امیدی ای صفی	دیکھا مخفی امن اندر خوف کے	دیکھ پوشیدہ رجا مین خوف ہے
آن امیر از مکر بر عیسی تند	عیسی اندر خانہ رو پنہان کند	پیش عیسی میر آیا مکر سے	عیسی اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے
اندر آمد تا شود او تاجدار	خود ز شبہ عیسی آمد تاجدار	اندر آیا تا کہ ہو وہ تاجدار	شبہ عیسی سے ہوا خود تاجدار
ہین میاویزید من عیسی نیم	من امیرم بر جہودان خوش نیم	مجکو مت لٹکاؤ مین عیسی نہین	مین ہون میران جہودان بالیقین
زو ترش بر دار آویزند کو	عیسی ست از دست ما تخلیص جو	جلد لٹکایا اُسے بس دار پے	یہ ہے عیسی چھپتا چہتا ہمسے ہی
چند لشکر می رود تا بر خورد	برگ او بر گردد و بر سر خورد	چند لشکر جائین تا کھائین ثمر	نفع نے اُنکو ملے ہو درد سر
چند بازرگان روند بر بوی سود	عید پندارند و سوزند ہمچو عود	چند تاجر جائین بہر نفع سود	عید جانین اور جلین وہ مثل عود
چند در عالم بود بر عکس این	زہر پندارد بود آن انگبین	چند برعکس اسکے عالم مین ہین کسیا	زہر جانین اور وہ ہووے شہد بس
بس سپہ بنہاد دل بر مرگ خویش	روشنی ہا و ظفر آمد بہ پیش	بس سپہ دل اپنا رکھے موت پے	بس ظفر اور روشنی اُسکو ملے
ابرہہ با پیل بہر ذل بیت	آمدہ تا افگند حی را چہ میت	ابرہہ با فیل کعبہ کے لئے	آیا تا کہ وہ شہید اُس کو کرے
تا حریم کعبہ را ویران کند	جملہ را ز انجای سرگردان کند	تا حریم کعبہ کو ویران کرے	اور سب کو وان سے سرگردان کرے
تا ہمہ زوار گرد او تنند	کعبہ او را ہمہ قبلہ کنند	تا کہ سب زوار گرد اُس کے پھرین	اُس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کہین
وز عرب کینہ کشد اندر گزند	کہ چرا در کعبہ ام آتش زنند	اور لے بدلا عرب سے با جفا	کیون مرے کعبہ کو آتش دی لگا
عین سعیش عزت کعبہ شدہ	موجب اعزاز آن بیت آمدہ	اس کی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی	موجب اعزاز ہوئی اس بیت کی
مکیان را عز یکے بد صد شدہ	تا قیامت عز و شان ممتد شدہ	مکیون کی عزت اک سے سو ہوئی	تا قیامت انکی عزت اور بڑھی
او و کعبہ اش می شود منسوف تر	از چہ است این از عنایات قدیر	اور وہ اور کعبہ اُس کا گم گیا	کس سبب سے با عنایات خدا

سلہ پیش عیسی الخ ۴ شعر پیش عیسی امیر آیا مکر سے اور عیسی عم اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے اور وہ امیر ہمشکل عیسی عم سے خود تاجدار کا ہوا مجکو مت لٹکاؤ مین عیسی عم نہین ہون مین ایک امیران جہودان سے بالیقین ہون پس اس کو جلد لٹکایا دار پر کہ یہ عیسی عم ہی ہمسے چھپنا چہتا ہے چند لشکر جائین تا ثمر کھائین نفع نہ ملے اور درد سر ہو چند تاجر واسطے نفع و سود کے جائین عید جانتی او مثل عود کے جلین یعنی واسطے نفع کے جائین او درد لائین پڑین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چند بر عکس الخ ۷ شعر چند کس عالم مین اس کے برعکس ہین کہ زہر جانین اور وہ شہد ہووے بہت سی سیاہ دل اپنا موت پر رکھے پس ظفر و روشنی اس کو ملے بادشاہ ابرہہ اہل قبلہ کعبہ کے واسطے آیا تا وہ شہید اسکو کرے تا حریم کعبہ کی ویران کرے اور اسکو وہان سے سرگردان کرے تا کہ سب زوار اس کے گرد پھرین اور اس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کرین او عرب سے بدلا لے ساتھ جتانے کے کہ میرے کعبہ کو کیون آتش سے جلایا اسکی سعی کعبہ کی عزت ہو گئی اور موجب اعزاز اس بیت کی ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکی الخ ۸ شعر مکیون کی عزت ایک سے سو درجہ ہوئی در تاقیامت ان کی اور عزت بڑھی وہ کعبہ اس کا گم گیا کس سبب سے عنایات خدا سے درندگی مانند ابرہہ کے مال سے وہ فقیران عرب منعم ہو گئے وہ گمان رکھتا تھا کہ لشکر سے چلا اور وہ خود اہل بیت کو ذلیلا یعنی اور کبھی معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ ایک شے کو چاہا لیکن اور وہ اُن کے واسطے خوبی و عمدگی ہو آئے او جو بقصہ اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ مسافر تماشاگیر راہ پر تھا ہر قدم پر گھر مین آیا زر و گنج اس کو ملا اور اس کا کام لطف حق سے بن گیا تا کہ حکمت رب کی جانے کہ وہ ایمنی دنیا ہے خوف و بیم سے اب قصہ شاہزادون کا مجھے یاد آیا تم گوش ہوش سے سنو کہ کہتا ہون یعنی اس ارادہ ٹوٹنے سے وہ تماشاگیر ہوا بموجب اس قول کے عرفت ربی بفسخ العزائم آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

ازجهان ابرهه همچون دده / آن فقیران عرب منعم شده
او گمان برده که لشکر می کشد / هر اهل بیت خود زر می کشد
اندرین فسخ عزائم وان همم / در تماشا بود بر ره هر قدم
خانه آمد گنج زر را باز یافت / کارش از لطف خدائی ساز یافت
تا بدانی حکمت فسخ قدیم / ایمنی ها نهد در خوف و بیم
یادم آمد قصه شهزادگان / گوش هوش آور زین مثنوی بیان

جون درند اس ابرہہ کے بال سے / وہ فقیران عرب منعم ہوئے
وہ گمان رکھے کہ لشکر لیچلا / خود وہ اہل بیت کو زر لیچلا
اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ ہمم / تھا تماشا گیر رہ پر ہر قدم
گھر مین آیا گنج و زر اس کو ملا / کام اُسکا لطف حق سے بنگیا
تاکہ جانے حکمت رب کریم / ایمنی دیتا ہے وہ با خوف و بیم
قصہ شہزادونکا یاد آیا مجھے / تم سنو کہتا ہون گوش ہوش سے

ذکر کردن برادران پند برادر بزرگ را و قبول نکردن او و بیطاقتی او و خود را بے دستوری به دربار بادشاه چین رسانیدن

ذکر بھائیون کی نصیحت کرنا بڑے بھائی کو اُسکا قبول نکرنا اسکا اور بیطاقت ہونا اس کا اور بے اجازت آپکو دربار شاہ چین مین پہونچانا

آن دو گفتندش که اندر جان ما / هست پاسخها چو انجم در سما
گرنه گوئیم آن نیاید راست نرد / ور بگوئیم آن دلت آید بدرد
همچو چغزیم اندر آب از کف الم / ور ز خموشی اختناق ست و سقم
گرنگوئیم آتشی را نور نیست / ور بگوئیم این سخن دستور نیست
در زمان برجست کالی یاران وداع / انما الدنیا و ما فیها متاع
پس برون جست او چو تیر از کمان / که مجال گفت کم بود آن زمان
اندر آمد مست پیش شاه چین / زود مستانه ببوسید او زمین
شاه را مکشوف یک یک حال شان / اول و آخر غم و زلزال شان
میش مشغول است در مرعای خویش / لیک چوپان واقف است از حال میش

[1] دونون بولے کہ ہماری جان مین / مثل انجم کے جواب انسکے ہین
گر نہ کہوین ہم نہ سیدھا کام ہو / گر کہین ہم رنج ہو تجکو نکو
مثل مینڈک آب مین کف سے الم / اور خموشی سے ہے ہم کو درد و غم
گر نہ ہم کہوین تو بے نور آگ ہے / اور اگر کہوین اجازت ہمکو نے
پس اُٹھا اُسدم کہ ای یارو وداع / انما الدنیا و ما فیها متاع
[2] جون کمان سے تیر وہ باہر چلا / نے مجال اسدم کہ کہوین کچھ ذرا
آیا اندر مست پیش شاہ چین / اُس نے چومی جلد مستانہ زمین
شاہ کو ظاہر تھا اک اک انکا حال / اول آخر اُن کی ذلت اور ملال
بھیڑ تو چرنے مین بس مشغول ہے / لیک چوپان جانے اسکے حال سے

سلہ دونون الخ ۵ شعر دونون بھائی بولے کہ ہماری جان مین مثل ستارون کے ازبس جواب ہین اگر ہم نہ کہین کام سیدھا ہو اور اگر ہم کہین تجکو رنج سوا ہو آگے مثال ہے مینڈک کے مانند آب مین بسبب کف کے الم ہے اور خاموشی سے ہم کو درد و غم ہے اگر ہم نہ کہین تو بے نور آگ ہے اور اگر کہین تو ہم کو اجازت نہین پس اُسدم اُٹھا کہ اے یارو رخصت سوا اس کے نہین ہے کہ دنیا اور جو اس مین ہو پونجی ہے یعنی اسدم ترک دنیا کرے اور جانب چین کے چلدیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جون کمان الخ ۶ شعر وہ مانند تیر کے کمان سے باہر چلا اسدم کیا مجال کہ کچھ راز کہین مست آگے آیا بادشاہ چین کے اور اس نے زمین جلد چومی مستون کے مانند بادشاہ کو ایک ایک اس کا حال ظاہر تھا اول و آخران کی ذلت و ملال کا آگے حقائق ہین بھیڑ چرنے مین مشغول ہے ولیکن چوپان اس کا حال جانتا ہے شعر گلہ گرس اع گلہ سے خبردار گاہ گھانس کھائے گاہ سست و زحیر ہے اگرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے دور تھا ولیکن مثل دف کے وہ خوشی مین تھا یعنی خداوند عالم بظاہر انسانون سے دور ہے ولیکن وہ اُن سے باطن خبردار ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کلکم راع بداند زان رمہ — کز علف خوارست وگہ در نجمہ
گرچہ در صورت ازان صف دور بود — لیک چون وقت درمیان سور بود
واقف از سوز و لہیب آن وفود — مصلحت آن بد کہ خشک آوردہ بود
در میان جان شان بد آن سمی — لیک خود را کرد قاصد اعجمی
صورت آتش بود پایان دیگ — معنی آتش بود در جان دیگ
صورتش بیرون و معنی اندرون — معنی معشوق جان در رگ چو خون
شاہزادہ پیش شہ زانو زدہ — دہ معرف شاہد حالش شدہ
گرچہ شہ عارف بد از کل پیش پیش — لیک میکردی معرف کار خویش
در درون یک ذرہ نور عارفی — بہ بود از صد معرف ای صفی
گوش را رہن معرف داشتن — آیت محجوبی ست حزر و ظن
آنکہ نور از چشم دل شد دیدبان — دیدہ خواہد چشم او عین العیان
با تواتر نیست قانع جان او — بل ز چشم دل رسد ایقان او
پس معرف پیش شاہ منتجب — در بیان حال او بکشود لب
گفت شاہا صید احسان تو است — پادشاہی کن کہ آن ارزان تو است
دست در فتراک این دولت زدست — بر سر سرمست او در مال دست
گفت شہ ہر منصبی و ملکتی — کالتماسش ست یابد آن فتی
بیست چندان ملک کو شد زان بری — بخشمش اینہا و باخود بر سری

کلکم راع ہے گلہ سے خبیر — گاہ کھائے گھاس و گہ سرو وزیر
گرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے تھا دور — لیک مثل دف تھا وہ اندر سرور
اُس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ — مصلحت وہ تھی کہ انجان ایک ہو
اُنکی اندر جان کے تھا وہ بادشاہ — لیک انجان آپ کو قصداً لیا
صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے — معنی آتش کا بجان دیگ ہے
صورت اسکی باہر اور معنی درون — معنی معشوق جان جون رگ مین خون
بیٹھا جا شہزادہ شہ کے سامنے — دس معرف بس گواہ اسکے ہوئے
گرچہ شہ پہلے سے عارف اسکا تھا — پر معرف کام کرتا اپنا تھا
ایک ذرہ دل مین نور عرفان کا — سو معرف سے ہے بہتر مشفقا
کان جو قول معرف پر رکھے — وہ نشانی اسکی محجوبی کی ہے
جس کی چشم دل ہوئی ہو دیدہ بان — دید چاہے چشم اس کی بس عیان
وہ تواتر سے نہ قانع جان رکھے — چشم دل سے بس وہ ایقان سے ملے
پس معرف سامنے اس شاہ کے — کرتا تھا اظہار اس کے حال سے
بولا ای شہ یہ ہے صید احسان کا — بادشاہی کر کہ ملک ہے یہ ترا
دامن دولت کو پکڑا ہے ترے — ہاتھ رکھ سر پر تو اُس سرمست کے
بولا شہ ہر منصب اور ہر ملک کو — جو کرے وہ عرض مجھ سے پائے وہ
بیس حصہ ملک اُس کے ملک سے — سرپرست اسکا رہوں اور دون اُسے

سلہ اُس گروہ الخ ۲ شعر بادشاہ چین اس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ مصلحت تھی کہ ایک انجان ہوا اور بادشاہ انکی جان کے اندر تھا ولیکن خود کو قصداً انجان کیا آگے مثال اس کی ہے صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے اور معنی آتش کا جان مین دیگ کے ہے اسکی صورت باہر اور معنی اندرون اور معشوق جان کے معنی جون خون رگ مین ہے شاہزادہ شاہ کے سامنے جاکر بیٹھا اور دس معرف گواہ اس کے ہوئے اگرچہ شاہ اول سے اس کا عارف تھا ولیکن معرف اپنا کام کرتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم سلہ ایک ذرہ الخ ۷ شعر دل مین نور عرفان ایک ذرہ سو معرف سے بہتر ہے جو کان قول معرف پر رکھے وہ نشانی اس کی محجوبی کی ہے جسکی چشم دل دیدہ بان ہوتی ہے اس کی چشم دید چاہتی ہے عیان وہ تواتر سے قانع جان نہ رکھے اور چشم دل سے اس کو ایقان حاصل ہووے آگے رجوع بقصہ ہے پس اس شاہ کے سامنے معرف اسکے حال سے اظہار کرتا تھا کہا کہ ای شاہ صید احسان کا ہے تو بادشاہی کر کہ یہ ملک تیرا ہے دامن دولت کو تیرے پکڑا ہے تو ہاتھ رکھ سر پر اس سرمست کے یعنی نور عرفان ایک ذرہ سو معرف یعنی پہچوانے والے سے بہتر ہے اور جو معرف کے قول پر کان رکھے وہ اس کی نشانی محجوبی کی ہے پس جس کی چشم بینا ہوگئی ہے اس کی تواتر سے جان قانع نہین ہوتی ہے کیونکہ اس کو چشم دل سے ایقان ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا شہ الخ ۵ شعر شاہ نے کہا کہ ہر منصب و ہر ملک کہ جو مجھ سے وہ عرض کرے وہ پائے بیس حصے ملک اس کے ملک سے اس کا سرپرست رہون اور اُسے دون معرف نے کہا کہ جیسے تیری شاہی نے اس مین محبت بولی کسی خواہش کو نہ چھوڑے وہ تیری بندگی اس کو خوش آئی ہے کہ شاہی سے اس کا دل نفرت رکھتا ہے شاہی شہزادگی اس نے ترک کی اور تیری خاطر اس نے غریبی لی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفت تا شاہی بہشتم وی مہر کاشت	جز ہوای تو ہوای کی گذشت	بولا جب کہ اس میں شاہی نے تری	جز ترے چھوڑی نہیں خواہش کوئی
بندگی آتش چنان درخورد شد	کہ تہی اندر دل او سرد شد	بندگی وہ تیری خوش آئی اسے	کہ شہی سے اسکا دل نفرت رکھے
شاہی و شہزادگی در باختہ ست	از پی تو در غریبی تاختہ ست	شاہی و شہزادگی ترک اسنے کی	تیری خاطر بس غریبی اسنے لی
صوفی کانداخت خرقہ وجد در	کی رود او بر سر خرقہ دگر	ایسا صوفی پھینکا خرقہ وجد میں	کب روا رکھے کہ خرقہ پھیر لے
میل سوی خرقہ دادہ ندم	آنچنان باشد کہ من مغبون شدم	اُس دیے خرقہ کی خواہش اُسے	وہ ندامت ہو کہ مجھسے جرم ہے
بازدہ آن خرقہ این سوای قرین	کہ نمی ارزید آن یعنی برین	پھیر دے خرقہ مرا ای نیک پے	کہ نہیں لائق ہے وہ یعنی ترے
دور از عاشق کہ این فکر آیدش	در بیاید خاک بر سر بایدش	دور عاشق سے یہ فکر آئی اُسے	اور جو آئی خاک اُسکے سر پہ ہے
عشق ورزد صد چو خرقہ کالبد	کہ حیاتی دارد و حسن خرد	عشق کو سو خرقہ لائق مثل تن	کہ حیات و عقل رکھے وہ حسن
خاصہ خرقہ ملک دنیا کابتر ست	پنج دانگ ہستیش درد سر ست	خاص خرقہ ملک دنیا کا بتر	پانچ دانگ ہستی ہے اُسکے دردسر
ملک دنیا تن پرستان را حلال	ما غلام ملک عشق بیزوال	ملک دنیا تن پرستوں کو حلال	ہم ہیں بندے ملک عشق بیزوال
عامل عشق است معزولش مکن	جز بعشق خویش مشغولش مکن	عشق کا عامل نکر معزول اسے	کر نہ جز عشق تو مشغول اسے
منصبے کانم زرویش محجب ست	عین معزولیست نامش منصب ست	جو کہ منصب تجھسے دور اسکو کرے	عین معزولی ہے منصب نام ہے
موجب تاخیر اینجا آمدن	فقد استعداد بود و ضعف تن	باعث تاخیر آنے کا بیان	مفلسی و ضعف تن تھا بیگمان
بی ز استعداد بر کانے روی	بر یکے حبہ نگردی محتوی	بے تو استعداد جائے کان پے	ایک حبہ سے نہ ملے ہرگز تجھے
ہمچو عنینی کہ بکرے را خرد	گرچہ سیمین بر بود کے برخورد	جیسے عنین باکرہ لیوے بزر	گرچہ سیمین تن ہو کب کھائے ثمر
چون چراغ بی زیت و بی فتیل	نے کثیرستش ز نور و نے قلیل	جون چراغ بے فتیلہ و تیل کے	نے زیادہ ہے نہ کثیرہ نور سے
در گلستان آید اندر اخشمی	کے شود مغزش ز ریحان خرمی	گلستان میں بھند آئی سیر کو	مغز خوش ریحان سے کب اسکا ہو
ہمچو چینی دلبرے مہمان غر	بانگ چنگ و بربطی در پیش کر	جیسے چینی دلبر ایک مہمان خر	آگے اک بہرے کے بانگ چنگ تر

سلہ ایسا صوفی الخ یعنی شعر ایسا صوفی کہ خرقہ وجد میں پھینکا بس وہ کب روا رکھے خرقہ واپس لے اور دیے خرقہ کی خواہش سے اُسے وہ ندامت ہو کہ مجھے جرم ہوا ہے خرقہ پھیرا دے اے نیک پے کہ وہ نہیں لائق ہے یعنی تیری یہ فکر عاشق دور ہو جو کہ اُسے آئی اور جو تو اُس کے سر پر خاک ہے آگے حقائق میں عشق کو سوختہ لائق ہے مثل تن کے کہ حیات عقل رکھے وہ نیک خاصکر خرقہ ملک دنیا کا بہ تر ہے کہ پانچ دانگ ہستی اسکی درد سر ہے ملک دنیا تن پرستوں کے لئے حلال ہے اور ہم بندے ملک عشق کے بے زوال کے ہیں یعنی عشق کے مانند جسم کے سو خرقہ لائق ہیں کہ وہ حیات و عقل رکھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ عشق کا عامل الخ یعنی شعر وہ عشق کا عامل ہے اُسے معزول مت کر اور سوا عشق اپنے کے تو اُسے مشغول مت کر جو منصب کہ تجکو اُس سے دور کرے وہ عین معزولی ہے نام کا منصب ہے بیان آنے کا باعث تاخیر مفلسی و ضعف تن تو بے استعداد کان پر جا ہے تجھے ایک حبہ ہرگز نہ ملے آگے مثال ہے جیسے عنین باکرہ لیوے زر سے اگرچہ سیمین تن ہو کب ثمر کھائے مانند چراغ بے فتیلہ و تیل کے نہ زیادہ نہ کم ہے وہ نور سے یعنی تعلقات دنیا عشق مولیٰ سے عاشق کو دور کرتا ہے مگر استعداد کا ہونا شرط ہے کہ محجوب نہ ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ گلستان الخ یعنی شعر اگر بھند گلستان سیر کو آئے بے مکان سے کیا اُسکا مغز خوش ہو جیسے ایک دلربا چینی مہمان خر کا ہوا آگے بہرے بانگ چنگ بیہودہ جیسے آبی دریا میں پڑے بجز بتا کے ۔۔ اسکو کچھ نہ ملے جو کہ آسیا پر بغیر گندم کے گیا بجز سفید ریش ہونے کے عطا کچھ نہ ہوا آگے حقائق میں آسیاے چرخ بے گندم معنی کو بالوں کی سفیدی اور تن کی ضعیفی دی ولیکن آسیاے چرخ پاک گندم ہوں اہل معنی مالک کو ایک ملک بخشے و دانش عطا کرے اور استعداد جنت سے تجھے زندگانی ہو یعنی چرخ بے معنی کو ضعیف کرے اور اہل معنی کو دانش نصیحت کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲

یا چو مرغ خاک کاید در بحار | زان چه یابد جز هلاک جز خسار
یا جو مرغ خاکی دریا مین پڑے | سے ہلاکی کے سوا اور ہی کو ملے

یا چو بے گندم شده در آسیا | جز سفیدی ریش و مو نبود عطا
آسیا پر جو کہ بے گندم گیا | جز سفید ریش کے سے ہو عطا

آسیاے چرخ بر بے گندمان | مو سپیدی بخشد و ضعف جنان
آسیاے چرخ بے گندم کو دے | مو سفیدی اور ضعیفی جسم سے

لیک با با گندم این آسیا | ملک بخش آمد و بد کاروکیا
آور وے باگندم ہون کو آسیا | ملک بخشے اور کرے دانش عطا

اول استعداد جنت بایدت | تا ز جنت زندگانی زایدت
اول استعداد جنت چاہیئے | زندگی ہو تا کہ جنت سے تجھے

طفل نو را از شراب و ز کباب | چه حلاوت و ز قصور و از قباب
طفل کو نے شراب و نے کباب | ذوق و لذت دے نہ قصر و نے قباب

حد ندارد این مثل کم گو سخن | تو برو تحصیل استعداد کن
حد نہ رکھے یہ مثل کم بات کر | جا تو استعداد حاصل کر بشر

بهر استعداد تا اکنون نشست | شوق از حد رفت آن نامد بدست
اب تک استعداد کو بیٹھا رہا | شوق حد سے گذرا نہ آئی ذرا

گفت استعداد هم از شه رسد | بے ز جان کے مستعد گردد جسد
بولا استعداد بھی شہ سے ملے | مستعد کب جسم ہو بے جان کے

لطفهای شه غمش را در نوشت | شد که صید شه کند خود صید گشت
لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا | صید شہ کرنے گیا خود پھنس گیا

هر که در اشکار چون تو صید شد | صید را ناکرده قید او قید شد
صید تجھ جیسے کو کرنے جو گیا | صید کو نے پھانسا وہ خود پھنس گیا

هر که جویای امیرے شد یقین | پیش از آن اندر اسیرے شد رهین
جو امیری ڈھونڈھنے والا ہوا | اُس سے اول وہ اسیری مین پھنسا

عکس میدان نقش دیباچه جهان | نام هر بنده جهان خواجه جهان
جان اُلٹا نقش دیباچہ جہان | نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان

اے تن کژ فکرت معکوس رو | صد هزار آزاد را کرده گرو
اے تن کج فکر تیری عکس رو | سیکڑون آزاد کو رکھے گرو

مدتے بگذار این حیلت پزی | چند دم پیش از اجل آزاد زی
مدت اک حیلہ گری سے در گذر | جی تو آزاد ایک دو دم بیشتر

ور در آزادیت چون خر راه نیست | همچو دلو سیر جز در چاه نیست
مجکو آزادی مین جز خر رہ نہین | سیر تجکو ڈول سان جز چہ نہین

مدتے رو ترک جان من بگو | رو حریف دیگرے جز من بجو
ایک مدت جل میری جان کو چھوڑ | ڈھونڈھ یار اور دوسرا مُنہ مجھ سے موڑ

نوبت من شد مرا آزاد کن | دیگرے را غیر من داماد کن
پوری ہوئی نوبت مری آزاد کر | دوسرے کو مجھ سوا داماد کر

اے تن صد کاره ترک من بگو | عمر من بردی کسے دیگر بجو
اے تن صد کارہ مجھکو چھوڑ تو | عمر میری لیگیا ڈھونڈھ اور کو

قصہ زن جوحی و عشوه دادن او | قصہ زن جوحی کا اور فریب دنیا اُسکا

سلہ طفل نو کو آخر ۲ شعر طفل کو نہ شراب نہ کباب ذوق و لذت دے نہ قصر و نہ قباب یہ مثل حد نہین رکھتی ہی بات کم کر اور جا تو استعداد حاصل کر یعنی ماده اول حاصل کرنا چاہیئے ہے آگے بموجب بعضہ استعداد کے واسطے تب تک بیٹھا رہا اور شوق حد سے گذرا وہ نہ پائی بولا استعداد بھی شاہ سے ملے کہ جسم کب مستعد ہو بغیر جان کے لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا ہے شاہ صید کرنے گیا اور خود پھنس گیا جیسے جو صید کرنے گیا صید کو نہ پھانسا اور خود پھنس گیا آگے اسکے حقائق ہین سلہ جو امیری الخ ۸ شعر جو کوئی امیری ڈھونڈھنے والا ہو وہ اس سے اول اسیری مین پھنسا مثل دیباچہ جہان کو الٹا جان کہ نام ہر بندہ جہان کا خواجہ جہان ہے آگے جواب جان کا تن سے تن کج تیری فکر عکس رو سیکڑون آزاد کو گرو رکھتی ہے ایک مدت تو حیلہ گری سے گذر اور ایک دو دم آزادی جی تجکو خر کے مانند آزادی مین راہ نہین ہے اور تجکو ڈول کے مانند سوا چاہ کے سیر نہین ہے تو ایک مدت جل میری جان کو چھوڑ اور دوسرا یار ڈھونڈھ اور مجھسے منھ کو موڑ میری نوبت پوری ہوئی آزاد کر اور دوسرے کو مجھ سوا داماد کر اے تن صد کارہ تو مجکو چھوڑ میری عمر لیگیا اور کو ڈھونڈھ یعنی جان اس جسم سے کہتی ہے کہ اے جسم تو کج ہے اور تیری فکر بر عکس جاتی ہے تو اب مجکو چھوڑ اور دوسرا اپنا داماد تلاش کر لیکن جان ایک اس سے دق ہو آزادی ڈھونڈھتی ہے آگے قصہ زن جوحی کا ہے فافہم ۱۲

قاضی را به مکر و حیله در صندوق کردن و شرح آن

هر زمان جوحی ز درویشی بفن / رو بزن کردی که ای دلخواه من
چون سلاحت هست رو صیدی بگیر / تا بدوشانیم از صید تو شیر
قوس و ابرو تیر غمزه دام کید / بهر چه دادت خدا از بهر صید
رو پی مرغ شگرفی دام نه / دانه بنما لیک در خوردش مده
کام بنما و کن او را تلخ کام / کی خورد دانه چو شد محبوس دام
شد زن او نزد قاضی با گله / که مرا افغان ز شوی ده دله
قصه کوته کن که شد قاضی شکار / از جمال و از مقال آن نگار
گفت اندر محکمه ست و غلغله / من ندانم فهم کردن این گله
گر بخلوت آیی ای سرو سهی / وز ستمکاری شوهر تم وهی
فهم آن بهتر کنم بد هم سزاش / آنچه حق باشد تو زین غمگین مباش
مر مرا معلوم گردد حال تو / شوهرت را زنم سازم بی عتو
گفت خانه تو ز هر نیک و بدی / باشد از بهر گله آمد شدی
خانه سر جمله پر سودا بود / صدر پر وسواس و پر غوغا بود
باقی اعضا ز فکر آسوده اند / وان صدور از صادران فرسوده اند
همچو شاخ از برگ و از میوه کن / کرد خالی تا رسد از امر کن

قاضی کو اور مکر و حیلہ سے صندوق مین بند کرنا اور شرح اسکی

ہر گھڑی جوحی سبب افلاس کے / اپنی زن سے کہتا کہ ای نیک پے
صید گر رکھتی اگر ہتھیار ہے / تا مین دو دہون تیر تیرے صید سے
قوس و ابرو تیر غمزہ دام کید / کیون دیا تجھکو خدا نے بہر صید
مرغ نادر کے لئے رکھ دام کو / دانہ دکھلا پر نہ دے کھانے کو تو
تو بتا مقصد اُسے رکھ تلخ کام / دانہ کب کھائے ہوا جو قید دام
زن نے جا قاضی سے بس شکوہ کیا / خصم ہر جائی نے کی مجھ پر جفا
قصہ کوتہ کر ہوا قاضی شکار / اُسکے حسن اور قال سے بس ایکبار
بولا یان سب ہے محکمہ اور غلغلہ / مین سمجھ سکتا نہین ہون یہ گلہ
گر تو تنہائی مین آئے اس مکان / ظلم شوہر کا کرے اپنے بیان
خوب مین سمجھون دون اسکو سزا / جو کہ حق ہو تب نہ غمگین ہو ذرا
حال بس معلوم ہو مجھکو ترا / تابع شوہر تیرا کردون بے سزا
بولی ہر نیک اور بد سے گھر ترا / واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا
خانہ سر جملہ پر سودا سے ہے / صدر پر وسواس اور غوغا سے ہے
باقی اعضا فکر سے آسودہ ہے / سینہ مہمانون سے بس عاجز رہے
مثل شاخ اب کہنہ میوہ و برگ سے / خالی کر تو امر کن سے تا ملے

---

۵ ہر گھڑی الخ ۵ شعر جوحی ہر دم سبب افلاس کے اپنی عورت سے کہتا ہے کہ اے نیک پے اگر تو ہتھیار رکھتی ہے شکار کرتا کہ مین تیر دوہون تیرے شکار سے قوس و ابرو و تیر و غیرہ و دام مکر خدا نے تجھکو کیون دیا یعنی واسطے شکار کے مرغ نادر کے واسطے دانہ دکھلا ولیکن تو کھانے کو نہ دے تو اُس کو مقصد بتلا دے تلخ کام رکھ دے دانہ کب کھائے جو قید دام ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵ زن نے جا الخ ۵ شعر زن نے جا کر قاضی سے شکوہ کیا کہ خصم ہر جائی نے مجھ پر جفا کی قصہ کوتاہ قاضی شکار ہوا اُسکے حسن و قال سے ایکبارگی کہلا کہ یہان محکمہ و غلغلہ ہے مین نہین سمجھ سکتا ہون یہ گلہ اگر تو تنہائی مین آئے اور اُسوقت ظلم شوہر اپنے کا بیان کرے مین خوب سمجھون اور اُس کو سزا دون جو حق ہو تو ذرا غمگین نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۶ حال بس الخ ۶ شعر بس حال تیرا مجھکو معلوم ہوا اور شوہر تیرا تابع تیرے کردون بغیر سزا کے کہا کہ ہر ایک نیک و بد سے تیرا گھر واسطے شکوہ کے آمد و شد ہوا ہے آگے حقائق ہین خانہ سر بالکل سودا سے پر اور صدر پر وسواس و پر غوغا ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین اور سینہ مہمانون سے عاجز رہتا ہے آگے اس کی مثال ہے شاخ کے مانند تو میوہ کہنہ برگ سے خالی کر تاکہ امر کن سے ملے پس برگ و میوہ نے غیب سے ملے واسطے اس کہنہ پن کے بے کہے یعنی خانہ پر سودا اور صدر پر وسواس و سودا ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگہا و میوہ ہای نو زغیب
از پی آن کہنگی بی ہیچ ریب

برگ اور میوے نئے بن غیب سے
واسطے اُس کہنہ پن کے بے کہے

ور خزان و باد خوف حق گریز
آن شقایقہای پارین گو بریز

[سلہ] تو خزان و باد خوف حق مین جا
وہ شقائق کہنہ ہووے بس جدا

کین شقائق صد ہزاخگوفہاست
کہ درخت دل برای آن نماست

یہ شقائق صد شگوفہ کے ہین جو
کہ درخت دل ہے اُسکی نشو کو

خویش را در خواب کن زین افتکار
سر ز زیر خواب در یقظہ برآر

خود کو لیجا خواب مین اس فکر سے
خواب سے یقظہ مین اٹھ پھر آن کے

ہمچو اصحاب کہف ای خواجہ زود
رو یایقاظا کہ تحسبہم رقود

مثل اُس اصحاب کہف ای خواجہ زود
جا یایقاظا کہ تحسبہم رقود
(اندر بیداری کے جانتے ہین انکو سوئے ہوئے)

گفت قاضی کای صنم معہود چیست
گفت خانہ این کنیزک بس تہیست

بولا قاضی اے صنم اقرار دے
بولی خانہ خالی اس لونڈی کا ہے

خصم در رہ رفت و حارس نیز نیست
بہر خلوت سخت زیبا مسکنی است

نے نگہبان اور بھی شوہر گیا
واسطے خلوت کے وہ ہے خوشنما

امشب ار امکان بود آنجا بیا
کار شب بی سمع است و بی ریا

[سلہ] گر ہے ممکن آج شب کو وان پہ آ
کام شب کا سنے کو ئی ذرا

جملہ جاسوسان زخمر خواب مست
زنگی شب جملہ را گردن زدست

مست ہین نشہ خواب سے جاسوس شب
زنگی شب نے انھین مارا ہے اب

خواند بر قاضی فسونہای عجب
آن شکر لب و انگہانی زان چہ لب

پھونکا دم قاضی کے اوپر اک عجب
اُس شکر لب نے مگر کس سے لب

چند با آدم بلیس افسانہ کرد
چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد

پھونکا دم آدم پہ چند ابلیس نے
جبکہ حوا نے کہا کھایا اُسے

اولین خون در جہان ظلم و داد
از کف قابیل بہر زن فتاد

قتل پہلے اس جہان مین واقع ہو
ہاتھ سے قابیل کے زن کیلئے

نوح تا بہ خانہ مے پرداختی
و اہلہ بر تابہ سنگ انداختی

نوح گھر مین روٹی کرتا جب کبھی
و اہلہ پتھر توے پر ڈالتی

مکر زن بر فن او چیرہ شدی
آب صافی وعظ او تیرہ شدی

[سلہ] اُس کے فن پر مکر زن ہوتا تھا در
آب صافی وعظ ہوتا تیرہ تر

قوم را پیغام کردی از نہان
کہ نگہ دارید دین از گمرہان

قوم کو پیغام دیتی وہ نہان
کہ بچانا دین کو با گمرہان

لوط را زن ہمچنین بد کافرہ
خواندہ باشی قصہ آن فاجرہ

لوط کی بھی زن تھی ایسی کافرہ
وہ پڑھا ہو تو نے قصہ فاجرہ

یوسف از کید زلیخا ہجان
ماند در زندان برای امتحان

یوسف اس مکر زلیخا سے رہا
امتحان کو قید خانے مین بھلا

ہر بلا کاندر جہان بینی عیان
باشد از شومی زن اندر جہان

جو بلا دیکھے ہے تو اندر جہان
شومی زن سے رکھے ہے ہر مکان

سلہ تو خزان آلخ ۵ شعر تو خزان و باد خوف حق مین جا کو وہ شقائق (کہنہ جدا) ہووے جو یہ شقائق صد شگوفے کے ہین کہ درخت دل اُس کے نشو کو ہے خود کو خواب مین لے جا اُس فکر سے اور پھر آن کر خواب سے یقظہ مین آ مثل اُس اصحاب کہف کے مانند اے خواجہ جلد جا اندر بیداری کے جانتے ہین اُس کو سوئے ہوئے یعنی دل کو خیالات دنیوی سے خالی کر کہ امر کن اس مین نازل ہوا آگے رجوع بقصہ ہے قاضی نے کہا کہ اے صنم تو اقرار دے کہا کہ خانہ خالی اس لونڈی کا ہے نگہبان اور بھی شوہر گیا ہے کہ واسطے خلوت کے راہ خوشنما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہے ممکن الخ ۲ شعر اگر ممکن ہے آج شب کو وہان پر آ کہ کام شب کا کوئی نہین سنتا ہے سب جاسوس نشہ خواب سے مست ہین اور زنگی شب نے اُنھین اب مارا ہے قاضی پر عجب ایک دم پھونکا اُس شکر لب نے مگر کس سے یعنی لب سے آگے حقائق ہین چند دم آدم عم پر ابلیس نے پھو سنکے جبکہ حوا نے کہا سے کھایا اول قتل اس جہان مین واقع ہو قابیل کے ہاتھ سے عورت کیلئے جب کبھی نوح عم گھر مین روٹی کرتا و اہلہ توے پر پتھر ڈالتی یعنی عورت کے مکر سے انسان خراب ہوتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکے فن پر آلخ ۵ شعر اسکے فن پر عورت کا مکر غالب ہوتا تھا اور وعظ کا حال تیرہ تر ہوتا تھا وہ قوم کو پیغام نہان دیتی کہ دین کو بچانا گمراہون سے عورت لوط کی ایسی کافرہ تھی وہ تو نے قصہ فاجرہ کا پڑھا ہو یوسف عم اُس مکر زلیخا سے امتحان قید خانہ مین رہا بس جو بلا کہ تو جہان مین دیکھے شومی زن ظاہر ایک مکان رکھتا ہے یعنی جو بلا کہ جہان مین آتی ہے اکثر شومی زن سے آتی ہے فافہم ۱۲

رفتن قاضی بخانہ زن جوحی و حلقہ زدن جوحی بہ تندی و خشم بر در و گریختن قاضی در صندوق

مکر زن پایان ندارد رفت شب
قاضی زیرک سوی زن بہر ادب

زن ز شمع و نقل مجلس ساز کرد
زن نوازش شاد شد قاضی مرد

چونکہ بنشستند با ہم ساعتے
تا بر آسایند اندر خلوتے

چون نشست او پہلوی زن بامراد
گشت جان پر غمش زان وصل شاد

اندر آندم جوحی آمد در بزد
جست قاضی مہربے نادر خرد

غیر صندوق ندید او خلوتے
رفت در صندوق از خوف آن فتی

اندر آمد جوحی و گفت ای حریف
ای وبالم در ربیع و در خریف

من چہ دارم کہ فدایت نیست آن
تا ز من فریاد داری ہر زمان

گفت شخصے نزد قاضی رفتۂ
در حقم ناگفتنیہا گفتۂ

بر لب خشکم گشادستی زبان
گاہ مفلس خوانیم گہ قلتبان

این دو علت گر بود ای جان مرا
آن یکے از تست و آن یک از خدا

من چہ دارم غیر این صندوق آن
ہست مایہ تہمت و پایہ گمان

خلق پندارند زر دارم درون
داد وا گیرند از من زین ظنون

صورت صندوق بس عالیست لیک
از رخوت سیم و زر خالیست نیک

جانا قاضی کا گھر مین زن جوحی کے اور حلقہ بجانا جوحی کا زور سے اور غصہ سے دروازے پر اور بھاگنا قاضی کا صندوق مین

[١] مکر زن بے حد ہے وہ قاضی گیا
رات کو بہر جمع سوے نسا

زن نے شمع و نقل سے مجلس کری
اس نوازش سے ہوا قاضی خوشی

جو کہ بیٹھے دونون باہم اک گھڑی
تا ملے خلوت مین راحت اور خوشی

پاس زن کے بیٹھا جو وہ بامراد
وصل سے ہوئی جان پر غم سکی شاد

زور بجایا اس گھڑی جوحی نے آ
تا ہو پنہان ڈھونڈھی قاضی نے جا

دیکھی خلوت نے سوا صندوق کے
پس گھسا صندوق مین وہ خوف سے

[٢] جوحی اندر آ کے بولا ای حریف
ای وبال اندر ربیع اندر خریف

کیا رکھون مین کہ نہین تجکو دیا
تو مری فریاد جو کرتی ہے جا

ایک نے مجھسے کہا قاضی سے جا
تو نے نالش کی مری ای ناسزا

تو نے میرے فقر پر کھولی زبان
گہ کہا مفلس مجھے گہ قلتبان

یہ دو علت جو کہ ہین ای جان مجھے
ایک وہ تجھسے ہے اک اللہ سے

اس سوا صندوق کے کیا ہے یہان
مایۂ تہمت ہے اور جاے گمان

خلق جانے زر ہے اسکے درمیان
روکتا خیرات کو ہے یہ گمان

صورت صندوق عالی ہے وے
سیم و زر اسباب سے خالی ہے یہ

---

[١] مکر زن الخ ٦ شعر مکر عورت کا بیحد ہے پس وہ قاضی گیا رات کو واسطے جماع کے جانب عورت کے زن نے شمع و نقل سے مجلس کری اسی نوازش سے قاضی خوش ہوا جو کہ دونون ایک گھڑی باہم بیٹھے تاکہ خلوت مین راحت و خوشی ملے جو وہ زن کے پاس بامراد اس کی جان پر غم وصل سے شاد ہوئی اُس دم جوحی سے در بجایا آکر قاضی نے جگہ ڈھونڈھی تاکہ پنہان ہووے خلوت بجز صندوق کے نہ دیکھی پس خوف سے صندوق مین گھسا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [٢] جوحی الخ ٨ شعر جوحی نے گھر مین آکر کہا کہ اسے حریف واے وبال اندر ربیع و خریف بس مین کیا رکھتا ہون کہ تجکو نہین دیا تو میری فریاد جو کرتی ہے جا کر ایک نے مجھ سے کہا کہ تو نے جا کر قاضی سے میری نالش کی ہے تو نے میرے فقر پر زبان کھولی ہے کبھی مجکو مفلس کہا کبھی قلتبان کہا یہ دو علت جو کہ مجکو ہے ایک وہ تجھ سے و ایک خدا سے ہے اس صندوق کے سوا کیا میرے یہان ہے کہ مایہ تہمت و جاے گمان ہے خلق جانتی ہے کہ اس کے درمیان زر ہے کہ یہ گمان خیرات کو روکتا ہے صورت صندوق عالی ہے ولیکن ہم سیم و زر و اسباب سے خالی ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ١٢

چون تن زراق خوب باوقار	واندران حیلہ سناب خیر بار	تن ہی مکارون کا خوب و با وقار	سنے ملے اُس توکرے مین غیر بار
من برم صندوق فردا را بکو	پس بسوزم درمیان چارسو	جاؤن لے صندوق کل کو تو کہے	اور جلاؤن درمیان بازار کے
تا ببیند مومن و گبر و یہود	کاندرین صندوق جز لعنت نبود	دیکھین مومن اور یہود و گبر تا	کہ نہ تھا صندوق لعنت کے سوا
گفت زن ہی درگذر ای مرد دین	خورد سوگند او کہ نکنم جز چنین	بولی زن مین چھوڑ یہ کیا ہی جنون	کھائی سوگند اُسنے اب یون ہی کرون
یا رسن صندوق را در دم ببست	خویشتن را کردہ بد مانند مست	باندھا اسدم رسن سے صندق کو	اور کیا تھا آپ کو جون مست خو
از پگہ حمال آورد او چو باد	زود آن صندوق بر پشتش نہاد	صبح کو حمال لایا جون ہوا	جلد صندوق اسکی پشت اوپر رکھا
اندرونش قاضی از بیم و نکال	بانگ میزد کای حمال ای حمال	قاضی ڈر سے اُس مین کرتا یہ قال	دیتا آواز ای حمال وای حمال
گرد آن حمال از ہر سو نظر	کز چہ سو در میرسد بانگ و خبر	ہر سو اُس حمال نے کی پس نظر	کہ کدھر سے آئے ہی بانگ و خبر
ہاتفست این داعی من ای عجب	یا پری ام میکند پنہان طلب	تجکو ہاتف ہی بلاتا ای عجب	یا پری کرتی ہے پوشیدہ طلب
چون پیاپی گشت آن آواز بیش	گفت ہاتف جمع دل فرمود پیش	وہ ہوئی آواز پے در پے سو	بولا ہاتف نہ ہی جمع دل کیا
عاقبت دانست کان بانگ و فغان	بد ز صندوق و کسی در وی نہان	جانا آخر جو کرے بانگ فغان	ہے اسی صندوق مین کوئی نہان
عاشقی کو در پی معشوق رفت	گرچہ بیرونست در صندوق رفت	پیچھے معشوقہ کے جو عاشق پھرتا	گرچہ باہر ہین گئے صندوق مین
عمر در صندوق برد از اندہان	جز کہ صندوقی نبیند از جہان	عمر کی صندوق مین اس نے بسر	نے سوا صندوق کے رکھے نظر
آن سری کہ نیست فوق آسمان	از ہوس او را در آن صندوق دان	ایسی جان کرتی ہے فوق ...	حرص سے صندوق مین تو اسکو جان
چون ز صندوق بدن بیرون شود	او ز گوری سوی گوری میرود	جبکہ وہ صندوق تن سے جائے	گور سے جاتی ہے جانب گور کے
این سخن پایان ندارد قاضیش	گفت ای حمال وای صندوق کش	بات یہ بیحد ہے قاضی نے کہا	اسکو ای حمال صندوق جفا
از من آگہ کن درون محکمہ	تا نُیم را زود تر یابد ای ہمہ	محکمہ مین جا کے میرے حال سے	میرے نائب کو خبر تو جلد دے
تا خرد این را بزر زین بیخرد	ہمچنین بستہ بخانہ ما برد	تا خریدے اسکو اس بے عقل سے	گھر کو یونہین بند لیجائے

سا۵ تن ہے الخ ۶ شعر ان مکارون کا تن خوب با وقار ہے کہ اس توکری مین بجز بار کے نہ ملے تو کل مین صندوق لیکر کل جاؤن اور بازار کے درمیان جلا دون تا کہ مومن یہود و گبر دیکھین کہ صندوق مین لعنت کے سوا نہ تھا عورت نے کہا کہ ہین چھوڑ یہ کیا جنون ہے قسم کھائی اُس نے کہ اب یون ہی کرون اُسی دم رسی سے صندوق کو باندھا اور خود کو مست کے مانند کیا صبح کو حمال کو لایا مثل ہوا کے جا کر اور جلد صندوق اُس کی پشت پر رکھا دیعنی تن مکارون کا مثل صندوق کے ہے اور اُس مین بجز بار نفس کے اور کچھ نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سا۵۲ قاضی ڈر سے الخ ۶ شعر قاضی توفت سے اُس مین یہ مقال کرتا اور دیتا آواز کہ اے حمال واے حمال اس حمال نے ہر سو نظر کی کہ کدھر سے آئی یہ بانگ و خبر تجھ کو ہاتف بلاتا ہے یا پری پوشیدہ طلب کرتی ہے وہ آواز پے در پے سوا ہوئی دل جمع کیا کہ ہاتف نہیں ہے آخر جانا کہ جو بانگ و فغان کرتا ہے اس صندوق مین نہان ہے آگے حقائق ہین جو کہ عاشق پیچھے معشوقہ کے پھرتے ہین اگرچہ باہر ہین ولیکن صندوق مین ہین یعنی عاشق کشش سے صندوق مین معشوقہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سا۵۳ عمر کی الخ ۶ شعر اس نے صندوق مین عمر بسر کی کہ سوا صندوق کے نظر نہین رکھتا ہے ایسی جان کہ فوق آسمان نہین ہے تو اسکو حرص سے صندوق مین جان جبکہ وہ صندوق تن سے جاتی ہے پس بانگ گور سے جانب گور کے جاتی ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے بات بیحد ہے قاضی نے کہا اسکو کہ اے حمال صندوق طرفضا مین جا کر میرے حال سے نائب کو تو جلد ہی خبر دے تا کہ اس کو خریدے اس بے عقل سے اور یون ہی بند لیجائے میرے گھر کو آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

اے خدا بگمار قوم رحم مند　　تا ز صندوق بدن ما را خرند
خلق را از بند صندوق فسون　　که خرد جز انبیائے مرسلون
از ہزاران کس یکے خوش منظر است　　که بداند کو بہ صندوق اندر است
آنکه داند تو شناسد آن شناس　　کو ز روح این جہان دارد ہراس
آن جہان را دیده باشد پیش ازان　　تا بدان ضد این ضدش گردد عیان
زین سبب که علم ضالہ مومن است　　عارف ضالہ خود است و موقن است
آنکه ہرگز روز نیکو را ندید　　او درین ادبار کے خواہد طپید
یا بطفلے در اسیرے اوفتاد　　یا اول او تما در بنده زاد
ذوق آزادی ندیده جان او　　ہست صندوق صور میدان او
دائما محبوس عقلش در صور　　از قفس اندر قفس دارد گذر
منفذش نے از قفس سوی علا　　در قفس ہا میرود او جابجا
در نبی ان استطعتم فانفذوا　　این سخن انس و جن آمد ز ہو
گفت منفذ نیست از گردون شان　　جز بسلطان و بوحی آسمان
گر ز صندوقے بصندوقے رود　　او سمائی نیست صندوقی بود
فرجہ صندوق نو نو مسکر است　　در نیابد کو بصندوق اندر است
گر نشد غره بدین صندوقہا　　ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
آنکه داند این نشانش آن نشان　　کو نباشد بے ہراس و بے فغان

اے خدا[۵۱] قوم رحیم اک بھیجدے　　تا ہمیں صندوق تن سے مول لے
قید صندوق فسون سے خلق کو　　کون لے جز انبیائے نیک خو
سیکڑون مین ایک ہی صاحب نظر　　جانے تا صندوق مین وہ ہے بشر
جانے جو پہچان تو اسکا نشان　　کہ ہراس ہو اُسکو با عیش جہان
اس جہان کو پہلے دیکھا اسنے ہو　　جانے تا اس ضد سے یہ ضد کو وہ
اسلئے کہ علم ضالہ مومنین　　جانے اپنی شے گمی کو بالیقین
جس نے روز نیک کو دیکھا نہین　　وہ کب اس ادبار مین تڑپے حزین
یا کہ[۵۲] بچپن مین وہ قیدی رہا　　یا کہ خانہ زاد وہ پیدا ہوا
ذوق آزادی نہ رکھے اسکی روان　　ہے وہ صندوق صور تو اسکو جان
قید عقل اُسکی سدا اندر صور　　وہ قفس سے نے قفس مین گذر
نے قفس سے اسکو رہ سوی علا　　پھرتی ہے اندر قفس جا بجا
قول حق ان استطعتم فانفذوا　　انس و جن کو آیا ہے از راہ ہو
بولا نے رستہ انھین سوے سما　　بس سوائے شاہ اور وحی خدا
جائین گر صندوق سے صندوق مین　　آسمانی نے ہین صندوقی وہ ہین
سیر[۵۳] تو صندوق کی ہے بامزا　　گر نہ ہو صندوق مین ہے وہ پھنسا
گر نہ صندوقون سے غرہ اسکو ہو　　ڈھونڈے جیسے قاضی رہائی اپنی وہ
ان نشانون سے جانے جو پہچان کو　　بے ہراس اور بے فغان کیونکہ ہو

۵۱ اے خدا الخ ۔ شعر اے خدا ایک قوم رحیم بھیجدے تاکہ ہمکو صندوق تن سے مول لے قید صندوق و ترا ہے خلق کو کون لے بجز انبیاء نیک خو کے سیکڑون مین ایک صاحب نظر ہے تاکہ وہ جانے صندوق مین بشر ہے جو جانے تو اس کا نشان پہچان کہ اس کو ہراس ہو عیش جہان سے کہ اس جہان کو اول اُس نے دیکھا ہو تا اس ضد سے اس ضد کو وہ جانتا ہے اسواسطے کہ علم گمی چیز مومن کی ہے تاکہ اپنی شے گمی کو بالیقین جانے جس نے روز نیک کو نہین دیکھا وہ کب اس ادبار مین غمگین تڑپے اہل خلق کی یہ پہچان ہے اُسکو عیش جہان سے ہراس ہو کیونکہ اس نے اول اس جہان کو دیکھا ہے اسواسطے اہل دنیا سے خوش نہین ہوتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یا کہ بچپن مین الخ ۔ شعر یا کہ بچپن مین وہ قیدی رہا یا خانہ زاد وہ پیدا ہوا اُس کی جان ذوق آزادی نہ رکھے کہ وہ صندوق صورت ہے تو اسکو جان قید عقل اُسکی ہمیشہ صورت مین ہے کہ وہ قفس سے قفس مین راہ گذار دیتا ہے اُس کو قفس سے سوے علا نہ نہین ہے اندر قفس کے ہوتی رہتی ہے جا بجا قول خدا ہے کہ اگر استطاعت تم رکھتے ہو کہ نکلو تمھاری اے انسان و جنات کو از راہ ہو کے کہا کہ رستہ نہین ہے ساتھ گروہ بتون کے سوا سلطان دخل آسمان کے اگر صندوق سے صندوق مین جائین وہ آسمانی نہین ہین صندوق مین یعنی وہ مقید صورت کے ہین آزاد نہین ہین کہ انکا آسمان پر گذر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ سیر تو الخ ۔ شعر سیر تو صندوق کی بامزہ ہے اگرچہ صندوق مین نہو وہ پھنسا ہو اگر صندوقون سے اسکو غرہ نہو تو وہ مثل قاضی کے رہائی اپنی ڈھونڈھے جو ان نشانون سے پہچان کو جانے وہ بے ہراس و بے فغان کیونکہ اُسکو مثل قاضی کے خوف ہو اور اسکی جان کو کب خوشی ایکدم ہو یعنی جو ان نشانون کی پہچان کو جانے وہ بے ہراس کیونکر نہووے آگے رجوع بقصہ ہے اس مثال نے ایک انگیر کو کہا کہ تکیہ قاضی مین مثل ہو کے تو جانتا ہے کہدے کہ یہ واقعہ ہوا اور قاضی کو بس آئی ہے قیامت باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

همچو قاضی با شد او را ارتعاد   کے بر آید یکدمے از بانش شاد
رہروی را گفت آن حمال شاد   کہ برد در محکمہ قاضی چو باد
تا بگش را گوے کین شد وقعہ   بر سر قاضی بسیامد قارعہ
شغل را بگذار زود اینجا بیا   زو بجز سر بستہ این صندوق را
چونکہ رہرو شد رسالت را رساند   ہر کہ زد بشنید این خیرہ بماند
برد القصہ خبر صندوق کش   نائب قاضی حسن را از عمش
آتشی بر کردہ جوجی از ملا   کہ بجز اہم سوخت این صندوق را
بر سر بازار چہ شرش عامہ   چیست جوجی می نہد ہنگامہ
نائب آمد گفت صندوقت بچند   گفت نہ صد بیشتر زر مید ہند
من نمی آنم فرو تر از ہزار   گر خریداری کشا کیسہ شمار
گفت شرمے دار ای کوتہ نمد   قیمت صندوق خود پیدا بود
گفت شرمی دار از اہل خرد   کس بدین مقدار این را کی خرد
گفت بے رویت شری خود فاسد است   بیع ما زیر گلیم این فاسد است
بر کشایم گر نمی ارزد مخر   تا نباشد بر تو حیفے اے پدر
گفت اے ستار بر مکشا ے راز   سر بستہ می خرم با من بساز
ستر کن تا با تو ستاری کنند   تا نہ بینی ایمنی بر کس مخند
بس درین صندوق چون تو ماندہ اند   خویش را اندر بلا بنشاندہ اند
انچہ بر خود خواہدت بود پسند   بر کسے کش آن کن از رنج و گزند

مثل قاضی کے اسے بس خوف ہو   اک خوشی اکدم ہو اسکی جان کو
بولا وہ حمال اک رہ گیر کو   محکمہ قاضی میں جا جون باد تو
کہدے نائب کو ہوا یہ واقعہ   آئی ہے قاضی کے سر پر قارعہ
۵۱ کام چھوڑ اور جلد آ اسجا پہ تو   مول لے بند اس سے اس صندوق کو
جو گیا رہگیر پہونچایا پیام   یہ سنا جس نے ہوا حیران تمام
الغرض حمال نے جا دی خبر   نائب قاضی حسن کو دوڑ کر
آگ سلگا کر یہ جوجی نے کہا   پھونکدون صندوق کو اب برملا
شور و غل بازار میں تھا چار سو   دیکھیں کیا کرتا ہے جوجی نیک خو
آیا نائب بولا قیمت اسکی کر   بولا نو سو سے زیادہ ہو لیکن زر
مین نہین ہوتا ہون کمتر یا ہزار   گر خریدے کھول تھیلی کر شمار
بولا اے کم حوصلہ شرما ذرا   قیمت صندوق خود ہی ظاہر ہے
بولا شرما عقلمندون سے ذرا   کون لیگا اتنی قیمت پر بھلا
۵۲ بولا بے دکھلائے فاسد بیع ہے   بیع صحیح پوشیدہ بس ہوتی ہے
کھولون میں گر نہ پسند آئے نہ لے   تا نہ تجھپر ظلم ہو اے نیک پے
بولا اے ستار مت کھول اب اسے   بند لیتا مول ہون تو دے مجھے
ستر کر تا تجھسے ستاری کرے   تا بے دیکھے اسکو مت ہنس اور پے
ہین بہت تیرے مثل صندوق میں   آپ کو اندر بلا رکھتے وہ ہین
جو کہ اپنے پر تو کرتا ہے پسند   غیر پر وہ رنج بس کر بے پسند

۵۱ کام چھوڑ الخ ۶ شعر کام چھوڑ اور جلد آ تو اس جا پر اور اس صندوق کو بند اس سے مول لے جو راہگیر گیا اور پیام پہونچایا یہ جس نے سنا حیران تمام ہوا الغرض حمال نے جا کر خبر دی نائب قاضی حسن کو یہان جوجی نے آگ سلگا کر کہا کہ مین اس صندوق کو پھونک دونگا بازار مین شور غل تھا کہ یہ نیا ہنگامہ ہے کہ جوجی اپنا صندوق آگ مین جلا رہا ہے اتنے مین دوڑ کر نائب آیا اور کہا کہ قیمت اسکی کہہ کہا کہ نو سو سے زیادہ روپیہ ہو مین کمتر ہزار نہین ہوتا ہون اگر تو خریدتا ہے تو تھیلی کھول دو شمار کرکے کہا کہ اے کم حوصلہ ذرا شرما کہ قیمت صندوق کی خود ظاہر ہے تجکو عقلمندون سے شرم نہین آتی کہ اس صندوق کی اتنی قیمت کہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بولا الخ ۸ شعر کہا کہ بے دکھلائے بیع فاسد ہے کہ بیع صحیح پوشیدہ نہین ہوتی ہے اگر مین کھولون و پسند نہ آئے مت لے تاکہ تجھپر ظلم نہ ہووے کہا کہ اے ستار مت کھول اب اسے بند مول لیتا ہون تو مجھے دے ستر کر کہ تجھسے ستاری کرے تاکہ تو امن دیکھے اور دوسرے پر مت ہنسے آگے حقائق ہین تیرے مانند بہت صندوق مین ہین اور خود کو بلا مین وہ رکھتے ہین جو تو خود پسند کرتا ہے وہ رنج غیر پسند کرے جو تو خود پر روا رکھتا ہے نیک و بد سے وہ غیر پر تو روا رکھ جو خود پر روا نہ رکھے نفع و ضرر وغیرہ روا نہ رکھے اسے بے ہنر یعنی جو خود پر پسند کرتا ہے وہ غیر پر پسند کر آگے قصہ آتا نائب کا حقائق مین بیان ہے فافہم ۱۲

انچه تو بر خود روا داری همان ‌‌ ‌ می بکن از نیک و بد آن با کسان
انچه نه پسندی بخود از نفع و ضر ‌ ‌ بر کسے مپسند هم اے بے هنر

جو روا تو اپنے اوپر بس رکھے ‌ ‌ نیک و بد سے وہ روا رکھ غیر پے
جو نہ اپنے پر تو رکھے نفع و ضر ‌ ‌ مت روا رکھ غیر پر اے بے ہنر

آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن صندوق را

آنا نائب قاضی کا بازار مین اور خریدنا صندوق کا

آنکه بر مرصاد حق اندر کمین ‌ ‌ مید هد پاداش پیش از یوم دین
آن عظیم العرش عرش او محیط ‌ ‌ تخت دادش بر همه جانها بسیط
گوشهٔ عرشش بتو پیوسته است ‌ ‌ هین مجنبان جز بدین و داد دست
تو مراقب باش بر احوال خویش ‌ ‌ نوش بین در داد و بعد از ظلم نیش
پس همین جا خود جزا ے نیک و بد ‌ ‌ میرسد با هر کسے چون بنگرد
وان جزا کان بجا رسد در یوم دین ‌ ‌ هیچ آنها این نماند نیک بین
گفت آری انچه کردم استم است ‌ ‌ لیک هم مبدا که بادی ظلم است
گفت نائب یک بیک ما ده بیم ‌ ‌ با سواد او چه اندر شاد ییم
همچو آن زنگی که بد شادان و خوش ‌ ‌ او نه بیند غیر او بیند رخش
ماجرا بسیار شد در من یزید ‌ ‌ داد صد دینار و آن از وی خرید
هر زمان صندوقی اے ناپسند ‌ ‌ با تقاضی غیبیانت می خرند
این یقین میدان که اسیر و بندهٔ ‌ ‌ زانکه در صندوق غمها ماندهٔ
بنده هرچه گشتهٔ از نیک و بد ‌ ‌ هر یکی بر تو چو صندوقست صد
تا نگردی زین همه آزاد تو ‌ ‌ کے شوی ایجان زغم دل شاد تو

سلہ کیونکہ حق مرصاد پر رکھے نظر ‌ ‌ حشر سے دیتا ہے بدلا پیشتر
وہ عظیم العرش عرش اسکا محیط ‌ ‌ تخت بخشش اسکا جانون پر بسیط
اسکا گوشہ عرش تجھسے ہے ملا ‌ ‌ ہاتھ جز دین و کرم کے مت ہلا
جا مراقب ہو تو اپنے حال سے ‌ ‌ دیکھے نوش و نیش داد و ظلم سے
پس جزا پہونچے یہان پر بد و نیک ‌ ‌ ہر کسی کو جو تو دیکھے ایک ایک
وہ جزا کہ وان ملیگی حشر کو ‌ ‌ وہ نہ اسکے مثل ہے اب دیکھ تو
سلہ بولا سچ مین نے کیا وہ ہے ستم ‌ ‌ پر وہ مبدا ہے ستم مین اور نہ کم
بولا نائب مبدا ہم اک کے ہین ‌ ‌ کیا سیہ روئی مین اسکی خوش رہین
جیسے زنگی کہ رکھے خوش آپ کو ‌ ‌ وہ نہ دیکھے غیر دیکھین اسکا رو
قیمت زیادہ مین بس جھگڑا ہوا ‌ ‌ دیکے سو دینار مول اسکو لیا
اے تو صندوقی ہے بد ہر وقت مین ‌ ‌ تجھکو ہاتف اور غیبی مول لین
ہے یقین یہ تو اسیر و بندہ ہے ‌ ‌ اس لئے صندوق مین تو رہ ماندہ ہے
نیک و بد کی قید مین ہے تو گھرا ‌ ‌ سیکڑون صندوق مین ہے تو پھنسا
جب تلک ان سب سے نے آزاد ہو ‌ ‌ دل کے غم سے کس طرح تو شاد ہو

سلہ کیونکہ حق الخ ۶ شعر کیونکہ مین گذرگاہ پر نظر رکھتا ہون حشر سے بدلا پیشتر دیتا ہے وہ عظیم العرش اور عرش اُس کا محیط ہے تخت بخشش اُس کا جانون پر بسیط ہے اُس کا گوشہ عرش تجھ سے ملا ہے پس ہاتھ کو سوا دین و کرم کے مت ہلا تو جا اپنے حال پر مراقب ہو اور خوشی و نیش داد و ظلم ست دیکھ پس یہان پر نیک و بد کی خبر پہونچے ہر کسی کو جو تو ایک دیکھے وہ جزا کہ وہان حشر کو ملے گی وہ اس کے مثل نہین ہے تو اب خوب دیکھ یعنی تو کام اپنے نیک کر کہ جزا اس کی جو سے یہان وہ وہان بہتر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ ۸ شعر جو جی سے کہا کہ سچ وہ مین نے ستم کیا ہے ولیکن قاضی ابتدا کرنے والا ستم مین ہے کم نہین ہے نائب نے کہا کہ ہم مبدا ہر ایک مین سیاہ روئی مین کیا اس سے خوش رہین گے مثال ہے جیسے زنگی کہ آپ کو خوش رکھے وہ نہ دیکھے اور غیر اُس کا رو دیکھے پس قیمت زیادہ مین جھگڑا ہوا اور سو دینار دیکر اُس کو مول لیا آگے حقائق ہین اے تو صندوق بد ہے ہر ایک وقت مین تجکو ہاتف غیبی مول لے تو اسیر اور قیدی ہے اور اس صندوق تن مین رہ ماندہ ہے تمام دنیا کے بکھیڑون مین گرفتار ہے اور سیکڑون صندوقون مین تیری جان تو ہے جب تو اس تعلقات دنیا سے منھ نہ موڑیگا اور نیک و بد کی تمیز نہ چھوڑیگا کبھی تیری جان دل شاد و فرحان نہ ہوگی یعنی تو صندوق نیک و بد سے وقت مین ہے تجکو ہاتف غیبی مول لین جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبول کیا آگے اس کا حال بیان ہے فافہم ۱۲

در بیان حدیث نبوی که من کنت مولاه فعلی مولاه

زین سبب پیغمبر با اجتهاد — نام خود وآن علی مولا نهاد
گفت هر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولای اوست
کیست مولا آنکه آزادی کند — بند رقیت ز پایت بر کند
چون بآزادی نبوت هادی ست — مومنان را ز انبیا آزادی ست
اے گروه مومنان شادی کنید — همچو سرو و سوسن آزادی کنید
لیک میگوئید هر دم شکر آب — بیزبان چون گلستان خوش خضاب
بیزبان گویند سرو و سبزه زار — شکر آب و شکر عدل نوبهار
حلها پوشیده و دامنکشان — مست و رقاص و خوش و عنبر فشان
جزو جزو آبستن از شاه بهار — جسم شان چون درج پر در شمار
مریم آن بے شوی آبست از مسیح — خامشان بے لاف گفتار فصیح
ماه ما بے نطق خوش برتافته است — هر زبان نطق از فر او یافته است
نطق عیسیٰ از فر مریم بود — نطق آدم پرتو آن دم بود
تا زیادت گردد ای شکر ای ثقات — پس نبات دیگرست اندر نبات
عکس آن اینجاست ذل من قنع — اندرین طورست عز من طمع

حدیث نبوی کے بیان مین من کنت مولاه فعلی مولاه

(سلہ) مصطفےٰ نے اس سبب سے ظاہرا — نام علی کا خود کا بھی مولا رکھا
(اس کا کہ مین مولا ہون ہے علی مولا اس کا ہے)
بولے مین مولا ہون جسکا او رہا — اُس کا مولا ہے علی باوقار
کون مولا دے جو آزادی تجھے — تجھکو قید بندگی سے چھوڑ دے
جو نبوت ہادی آزادی کا ہے — انبیا سے مومن آزادی کا ہی
اے گروہ مومنان شادی کرو — مثل سرو و سوسن آزادی کرو
لیک کرتے ہر گھڑی ہین شکر آب — بیزبان جون گلشن باآب و تاب
(سلہ) بیزبان کرتے ہین سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار
پہنے حلّے اور ہین دامن کشان — ناچتے اور مست اور عنبر فشان
حاملہ جز جزو ہے باشاہ بہار — انکا تن جون درج پر در شمار
حاملہ مریم ہے بے شو با مسیح — خامشان بے بات کہتے ہین فصیح
مہ ہمارا چمکا خوش بے نطق کے — ہر زبان نے نطق پایا اس سے ہے
نطق عیسیٰ پہ تو مریم سے ہے — نطق آدم پرتو اُسکے دم سے ہی
(سلہ) شکر سے تا ہو زیادہ اے اخی — ہی نبات اندر نبات اک اور بھی
یہان پہ ہے برعکس ذل من قنع — اس طریقہ مین ہے عز من طمع

سلہ مصطفےٰ سے تا آنکہ ۶ شعر اس سبب سے حضرت مصطفےٰ صلعم نے ظاہرا نام اپنا اور حضرت علی کا مولا رکھا فرمایا کہ مین جسکا مولا ہون اُس کا علی مولا ہے مولا کون ہے وہ جو تجھکو آزادی دے اور قید بندی سے تجھکو چھوڑائے جو نبوت آزادی کو ہادی ہے ابتدا سے مومن آزادی رکھتے ہین اسے گروہ مومنان شادی کرو اور سرو سوسن کے مانند آزادی کرو ولیکن ہر گھڑی آپ کا شکر کرتے ہین بے زبان مانند گلشن باآب وتاب کے یعنی مولیٰ وہ شخص ہے کہ جو تجھکو قید دنیا سے آزادی دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ بے زبان تا آنکہ ۶ شعر بے زبان سرو و سبزہ زار شکر آب وشکر عدل نوبہار کرتے ہین حلے پہنے اور دامن کشان ہین ناچتے ہین اور عنبر فشان ہین جزو جزو حاملہ ہے شاہ بہار سے اور اُن کا تن مانند درج گوہر سرشت ہے مریم حاملہ ہے بے شوہر کے مسیح سے خاموشان بے بات فصیح کہتے ہین ہمارا ماہ چمکا خوش بے نطق کے اور ہر ایک زبان نے نطق پایا اس سے ہے نطق عیسیٰ پر مریم سے ہے اور نطق آدم پرتو اسدم سے ہے ہم کو گویائی اس بے زبانی کے سبب سے حاصل ہے کہ وہ بے زبانی مین کہ پائی حق سے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ شکر سے تا آنکہ ۴ شعر تا شکر سے زیادہ ہو کہ نبات اندر نبات کے اور ہی ہے اُس کے یہان پہ برعکس ہے کہ ذلت قناعت مین ہے اور اس طریقہ مین عزت طمع ہے تو آپ کو نفس کے پھندے مین مت ڈال اور اپنے خریداروں سے غافل مت ہو تا کہ اس سے پریشان حال نہ ہو خوب فرمایا ہے صاحب دل نے یعنی مقام طلب عشق مین قناعت ذلت ہے اور طمع عزت ہے آگے زن جوحی کا بیان ہے فافہم ۱۲

در جوال نفس خود چندین مرو | از خریداران خود غافل مشو
تا نمانی تو پریشان حال از آن | آنچنان فرمود ای صاحبدلان

نفس کے پھندے مین مت ڈال آپکو | غافل اپنے نے خریدارون سے ہو
تا نہ اُس سے تو پریشان حال ہو | ایسا فرمایا ہے صاحبدل نے جو

باز آمدن زن جوجی سال دیگر نزد قاضی و شناختن او

پھر آنا زن جوجی کا دوسرے سال پاس قاضی کے اور پہچان لینا اُس کا

باز بعد سالے آن جوجی ز فن | رو بزن کردہ بگفت ای چست زن
آن وظیفہ پار را تجدید کن | پیش قاضی از گلہ من گو سخن
زن بر قاضی در آمد با زنان | مرزنے را کرد آن زن ترجمان
تا نہ بشناسد ز گفتن قاضیش | یاد ناید از بلاے ماضیش
ہست فتنہ غمزۂ غماز زن | لیک آن صد تو شود ز آواز زن
چون نمی تانست کآواز بر فراشت | غمزۂ پنہان زن سودے نداشت
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار | تا دہم کار ترا با او قرار
جوجی آمد قاضیش نشناخت زود | کہ بوقت لقیہ در صندوق بود
ز و شنیدہ بود آواز برون | در شری و بیع و در نقص و فزون
گفت نفقہ زن چرا ندہی تمام | گفت از جان شرع را ہستم غلام
لیک گر میرم ندارم من کفن | در قمارم مفلس و ششپنج زن
زین سخن قاضی مگر بشناختش | یاد آورد آن دغل وان باختش
گفت آن شش پنج با من باختی | پار اندر ششدرم انداختی

۵۱ دوسرے پھر سال جوجی نے یہ فن | پس کہا عورت سے ای چالاک زن
وہ وظیفہ پار سالہ کر بنا | آگے قاضی کے تو کر میرا گلا
پیش قاضی زن گئی ہمرہ زنان | اک کیا اُس زن نے زن کو ترجمان
تا نہ قاضی بات سے پہچان لے | وہ بلا گذری نہ یاد آئے اُسے
۵۲ فتنہ اک ہے غمزۂ غماز زن | ایک سو درجہ ہوا آواز زن
جو بلند آواز نے وہ کر سکی | سود کیا غمزہ نہان سے ہوا تھی
بولا قاضی جا تو خصم اپنے کو لا | تا تری نالش کا کر دون فیصلہ
قاضی نے جوجی کو پہچانا نہیں | کیونکہ تھا صندوق مین وقت قرین
اسکا باہر سے سنا آواز تھا | لینے دینے بیش و کم مین ظاہرا
۵۳ بولا کیون نفقہ نہ زن کو دے تمام | بولا جان سے شرع کا ہون مین غلام
گر مرون مین نے کفن کو کچھ رکھون | مین جوے مین مفلس ششپنج ہون
جانا قاضی نے بس اُسکے قول سے | دھوکا دینا یاد وہ آیا اُسے
بولا وہ ششپنج کھیلا پار سال | ڈالا ششدر مین مجھے بس پر ملال

۵۱ دوسرے آخ ۴ شعر پھر دوسرے سال جوجی نے از راہ فن کے عورت سے کہا کہ اے چالاک زن وہ وظیفہ پار سالہ بنا کر لے کے قاضی کے میرا تو گلا کر قاضی کے آگے زن گئی ہمراہ زنون کے اور ایک زن کو اُس زن نے مترجم کیا تا کہ قاضی بات سے پہچان لے اور گذری بلا اُسے یاد نہ آئے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ فتنہ آخ ۵ شعر ایک فتنہ ہے غمزۂ غماز زن کو لیکن سو درجہ ہوا آواز زن سے جو وہ بلند آواز نہ کر سکے غمزہ نہان سے پھر سود کیا ہو پھر قاضی نے کہا کہ تو جا اور اپنے خصم کو لا تا کہ تیری نالش کا فیصلہ کر دون پس جوجی کو قاضی نے نہین پہچانا کہ وقت نزدیکی کے صندوق مین بند تھا اُس کا آواز باہر سے سنا تھا لینے دینے و بیش و کم مین ظاہرا یعنی اگرچہ وہ غمزہ و صورت کا فتنہ ہے ولیکن آواز عورت کا سو درجہ بڑا ہے بس غمزہ کیا کرے جو آواز تا نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا کیون آخ ۷ شعر کہا کہ نفقہ عورت کو کیون نہین دیتا ہے کہا کہ مین جان سے شریعت کا غلام ہون اگر مین مرون کچھ کفن کو نہ رکھون مین قمار بازی مین مفلس و شش و پنج ہون اُس قاضی نے جانا اس قول سے اور وہ دھوکا دینا اُسے یاد آیا کہا کہ تو نے وہ شش و پنج پار سال کھیلا کہ مجھے ششدر مین پر ملال ڈالا اب میری نوبت گئی دوسرے سال سے امسال نرد کھیل اور مجھکو چھوڑ کہ شش و پنج سے عارف ہوا وہ خود شش کہ پنج سے چھوٹا وہ شش جہت و پنج حس سے چھوٹا اور ان سب کے سوا آگاہ کیا یعنی جو تعلقات دنیوی سے چھوٹا اور آگاہ ہوا اُس کو عالم سے کچھ سروکار نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نوبت من رفت امسال آن قمار — یاد گر کس باز دست از من ببار
از ششش وا از پنج عارف گشت فرد — محترز گشتست زین شش پنج نرد
رست او زین پنج حس و شش جہت — از ورای آن ہمہ کرد آگہت
شد اشاراتش اشارات ازل — جاوز الاوہام طرا و اعتزل
زین چہ شش گوشہ گر نبود برون — چون بر آید یوسفی را از درون
وارد بالای چرخ بی ستن — جسم او چون دلو در چہ چارہ کن
یوسفا چنگال در دلوش زدہ — رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ
دلوہای دیگر از چہ آب جو — دلو او فارغ ز آب اصحاب جو
دلوہا غواص آب از بہر قوت — دلو او قوت و حیات جان حوت
دلوہا وابستۂ چرخ بلند — دلوہا در **اصبعین** زورمند
دلو چہ و حبل چہ یا چرخ چی — این مثال بس رکیکست ای اخی
از کجا آرم مثال بی شکست — کفو او نہ آمد و نہ آمدست
صد ہزاران مرد پنہان در یکی — صد کمان و تیر درج ناوکی
مارمیت اذ رمیت فتنۂ — صد ہزاران خرمن اندر حفنۂ
آفتابی در یکی ذرہ نہان — ناگہان آن ذرہ بگشاید دہان
ذرہ ذرہ گردد افلاک و زمین — پیش آن خورشید چون جست از کمین
اینچنین جانی چہ درخورد تن است — ہین بشو ای جان از این تن ہر دو دست
ای تن گشتہ وثاق جان بس است — چند تاند بحر در مشکی نشست

میری نوبت اب گئی امسال نرد — دوسرے سے کھیل اور کر تجکو فرد
جو کہ شش اور پنج سے عارف ہوا — نرد کے شش پنج سے بس وہ چھٹا
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا — اور کیا آگاہ ان سب کے سوا
ہوئی[سلہ] اشارت وہ اشارات ازل — جاوز الاوہام طرا و اعتزل
چاہ شش پہلو سے نکلا تو اگر — کیسے یوسف کو نکالے تو پسر
آسمان بے ستون پر وہ چڑھے — جسم اسکا ڈول سا چہ مین رہے
پکڑا اُسکے ڈول کو یوسف نے تا — چہ سے نکلا اور شہ مصری ہوا
ڈول دیگر چہ سے ڈھونڈھین آبکو — اہل جو کے چہ سے فارغ ڈول وہ
ڈول[سلہ] دو دین ابین وہ بہر قوت — ڈول اسکا ہے وہ قوت جان حوت
چرخ مین لٹکے ہوئے جو ڈول ہین — ڈول اسکا اصبعین یار ہین
ڈول کیا اور رسن کیا اور چرخ کیا — یہ مثال اک پوچ ہے ای مشفقا
خوش مثال اب لائین ہم کس جا سے — اسکا کفو نہ آیا ہے نہ آئے ہے
مرد پنہان سیکڑون مین ایک ہین — سو کمان و تیر اک ناوک مین ہین
مارمیت اذ رمیت آفات ہین — لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے
ایک ہی خورشید ذرہ مین نہان — بس یکایک کھولے وہ ذرہ دہان
ذرہ[سلہ] ذرہ ہووے افلاک و زمین — آگے اُس خورشید کے ای مہ جبین
جان ایسی ہے کہ لائق جسم کے — ہاتھ دھو ای جان ایسے جسم سے
اے تن کشتہ یہ جان ہی بس تجھے — بحر کب تک مشک مین بیٹھا رہے

سلہ ہوئی اشارت الخ ۵ شعر۔ اشارات ہوئی اشارات ازل سے ترجمہ عارف گذرا عامل وہم پندار سے اور گوشہ گیر ہوا اگر چاہ شش پہلو سے نہ نکلا تو یوسف کو کیسے نکالے گا اور آسمان بے ستون پر چڑھو در جسم اوسکا ڈول کے مانند چاہ مین رہے یوسف نے اُس کے ڈول کو پکڑا تھا چاہ سے نکلا اور شاہ مصری ہوا دوسرے ڈول چاہ سے آپ کو ڈھونڈھین اور ڈول کہ اہل جو کی چاہ سے فارغ ہین یعنی عارف محتاج کسی کے نہین ہین اور جو انکو پکڑے حق تک پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ڈول الخ ۲ شعر اول آب مین ڈوبین واسطے قوت کے اور اُس کا ڈول حیات مچھلی کی ہے اور ڈول آسمان مین لٹکے ہوئے ہین اُس کا ڈول یار کی دو انگلیون مین ہے ڈول کیا اور رسی کیا اور چرخ کیا یہ مثال ایک پوچ ہے اے مشفق مین خوش مثال اب کس سے لاؤن اس کا کفو نہ آیا اور نہین آتا ہے سیکڑون مرد پنہان ہین ایک مین اور سو کمان اُس ناوک مین ہے **مارمیت اذ رمیت** آفات ہین اور لاکھ خرمن مشت گندم مین بھرے ہین ایک خورشید ذرہ مین پنہان ہے پس یکایک وہ ذرہ کھولے دہان یعنی جناب رسول مقبول صلعم ایک ہین اور تمام مخلوق اُن مین مرکب ہے یعنی وجود یا۔ جو حضور جمع الجمع ذات و صفات الٰہی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ذرہ ذرہ الخ ۶ شعر افلاک و زمین مین ذرہ ذرہ ہووے آگے اُس خورشید کے ایسی جان کہ جان ہاتھ دھو ایسے جسم سے ہے ای جان ہاتھ دھو ایسے جسم سے ای تن کشتہ یہ جان تجکو بس ہے کب تک بحر مشک مین بیٹھا رہے ای ہیبت جبرئیل بشر مین مخفی ہین ای ہیبت عیسیٰ گدھے کے بطن مین پوشیدہ ہین ای کلیم اللہ گدڑون مین پوشیدہ رہے تا توخوف سے امن لے اے حبیب اللہ غار تن مین سے ہے اور گنج ربانی تار تن مین ہے یعنی وجود بشری کا حضور ذات حق مین پوشیدہ ہے فافہم ۱۲

اے ہزاران جبرئیل اندر بشر	اے مسیحای نہان در جوف خر
اے کلیم اللہ نہان اندر نمد	واقف است از خوف و رست از نیک و بد
اے حبیب اللہ نہان و بنار تن	گنج ربانی نہان در مار تن
اے ہزاران کعبہ پنہان در کنیس	اے غلط انداز عفریت و بلیس
سجدہ گاہ لامکانی در مکان	مر بلیسان را ز تو ویران دکان
کہ چرا من سجدۂ این طین کنم	صورت دون را چرا تحسین کنم
نیست صورت چشم را نیکو بمال	تا ببینی شعشعۂ نور جلال

اے بہت ہین جبرئیل اندر بشر	اے نہان عیسیٰ ہے اندر بطن خر
اے کلیم اللہ ہے نمدے مین نہان	خوف سمجھا نیک و بد سے بے امان
اے حبیب اللہ ہے اندر خار تن	گنج ربانی ہے اندر مار تن
اے ہزارون کعبہ پنہان در کنشت	اے فریبی دیو اور ابلیس ہے تن
لامکانی کا ہے سجدہ گہ مکان	تجھ سے ابلیسون کی ہے ویران دکان
کہ مین اس مٹی کو کیون سجدہ کرون	صورت دون کا لقب کیون دین رکھون
نے ہے صورت آنکھ کو مل کر خیال	تا تو دیکھے جلوۂ نور جلال

باز آمدن بہ قصہ شاہزادہ و ملازمت او بخدمت شاہ

پھر آنا طرف قصہ شاہزادہ کے اور ملازمت اُس کی خدمت مین بادشاہ کے

شاہزادہ پیش شہ حیران این	ہفت گردون دیدہ در یک مشت طین
ہیچ ممکن نے بحثی لب کشود	لیک جان جان دمے خامش نبود
آمدہ در خاطرش کین بس خفیست	این ہمہ معنیست پس صورت ز چیست
صورت از بے صورتے آباد کن	خفتۂ مر خفتہ را انتقاد کن
آن کلامت میرہاند از کلام	وان مقامت می جہاند از مقام
پس مقام عشق جان صحت است	رنجہایش حسرت ہر راحت است
ای تن اکنون دست خود زین جان بشو	در نمی شوئی جز این جانے بجو

شاہزادہ حیران پیش شاہ چین	سات گردون دیکھے اندر مشت طین
کچھ نہین طاقت تھی کرنی بحث کی	لیک دم بھر جان سے جان خاموش تھی
آیا دل مین اُسکے سب پنہان ہے یہ	یہ ہے کل معنی وہ صورت کس لیے
صورت اب بے صورتی سے تو سنوار	تو ہی خفتہ کر تو اب خفتہ کو یاد
قال وہ تجھکو چھڑائے قال سے	وہ مرض صحت مرض سے دے تجھے
عشق کی بیماری جان صحت کی ہے	رنج اسکا حسرت ہر راحت کی ہے
اے تن اب اس جان سے اپنا ہاتھ دھو	گر نہ دھوئے ڈھونڈھ لے او جان کو

دربیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ غریب را

بیان مین نوازش و احترام کرنا شاہ چین کا شاہزادہ غریب پر

سلہ اے ہزارون الخ ۴ شعر اے ہزارون کعبے دیر مین پوشیدہ ہین اے فریبی دیو ابلیس ہین مکان سجدہ گاہ لامکانی کا ہے اور تجھ سے ابلیسون کی دوکان ویران ہے بلکہ مین اس مٹی کو سجدہ کیونکر کرون اور صورت نہین ہے آنکھ کھول اور خیال کر تو جلوہ نور جلال دیکھے یعنی بہ صورت بشری حضور کو تو صورت مت دیکھ تو آنکھ مل کر دیکھ کہ جلوہ نور جلال ملے آگے قصہ شاہزادہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ شاہزادہ الخ ۷ شعر شاہزادہ حیران ہوا آگے شاہ چین کے کہ سات گردون کے اندر مٹھی خاک کی دیکھے کچھ طاقت نہ تھی بحث کرنے کی و لیکن جان شاہزادہ کی دم بھر جان خاموش نہ تھی اُس کے دل مین پوشیدہ یہ ہے آیا کہ یہ کل معنی ہین پس وہ صورت کس لئے ہے آگے اس کا جواب ہے تو صورت کو بے صورتی سے سنوار تو خفتہ ہے خفتہ کو یاد کر وہ قال تجھ کو قال سے چھڑائے اور مرض صحت مرض سے تجکو دے عشق کی بیماری صحت کی جان ہے اور اُس کا رنج وحسرت ہر راحت کی ہے اے تن اس جان سے اب اپنا ہاتھ دھو اور اگر دھوے اور جان کو ڈھونڈھ یعنی تو صورت تو عشق سے سنوار کہ بیماری عشق صحت جان کی ہے فافہم ۱۲

حاصل آن شه نیک او را مینواخت	او ازان خورشید چون مه میگداخت	الغرض کرتا نوازش شاہ تھا	گھٹتا وہ اس شمع سے جون ماہ تھا
آن گداز عاشقان باشد نمو	همچو ماه اندر گدازش تازه رو	گھٹنا وہ عشاق کا ہووے نمو	جیسے مہ گھٹنے کے اندر تازہ رو
جمله رنجوران دوا دارند امید	نالد این رنجور کم افزون کنید	رکھین سب بیمار امید دوا	چاہے یہ درد والم ہو اور سوا
جمله رنجوران شفا جویند این	رنج افزون جوید و درد و حنین	چہتے ہین بیمار جملہ بس شفا	رنج یہ چہتے ہین اور درد و بکا
خوشتر زین سم ندیدم شربتی	زین مرض خوشتر نباشد صحتی	بہتر اس سے سم نہ دیکھا شربت ایک	اس مرض سے نے ہو بہتر صحت ایک
زین گنه بهتر نباشد طاعتی	سالها نسبت بدین دم ساعتی	اس گنہ سے نے ہو بہتر طاعت ایک	برسون اس دم کے مقابل ساعت ایک
مدتی بد پیش آن شه زین نسق	دل کباب و جان نهاده بر طبق	پیش شہ مدت رہا اس طور سے	دل کباب و رجان کو رکھا آگ پے
گفت شاه از هر کسی یک سر برید	من ز شه هر لحظه قربانم جدید	سر کیا ہر ایک کا شہ نے جدا	اس سے مین ہر لحظہ قربان ہون نیا
من فقیرم از زر و از سر غنی	صد هزاران سر خلف دارد سنی	مین فقیر اب زر و سر سے ہون غنی	اس نے سر واپس دئے صدہا اخی
با دو پا در عشق نتوان تاختن	با یکی سر عشق نتوان باختن	دونون پانے عشق مین نبجا سکے	اور نہین عشق ایک سر سے پا سکے
هر یکی را خود دو پا و یک سر است	با هزاران پا و سر تن نادر است	ہر کوئی دو پاؤن اور اک سر رکھے	لاکھ پانون سر کا نادر جسم ہے
زین سبب هنگامها شد کل هدر	هست این هنگامه هر دم گرم تر	اس سے یہ ہنگامہ کل باطل دکھے	اور یہ ہنگام ہر دم گرم ہے
معدن گرمیست اندر لامکان	هفت دوزخ از شرارش یک دخان	گرم اک معدن ہے اندر لامکان	دوزخین اُسکے شرر کی اک دھوان
ز آتش دوزخ گریزان شد جحیم	زانکه ایشان را برازد نار و نعیم	بھاگتی ہے نار دوزخ سے جحیم	کیونکہ وہ بس پر ہے با ناز و نعیم

در بیان حدیث جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

حدیث کے بیان مین جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

ز آتش مومن ازین رو ای صفی	میشود دوزخ ضعیف و منطفی	اس لئے آتش سے مومن کی تجھے	دوزخون کی نار اور عاجز رہے

سلہ الغرض الخ ۵ شعر الغرض شاہ نوازش کرتا تھا اور اس شمس سے وہ مانند ماہ کے گھٹتا تھا آگے حقائق ہے وہ گھٹنا عشاق کا نمو ہے جیسے ماہ گھٹنے کے اندر تازہ رو ہووے جملہ رنجوران دوا کی امید رکھتے ہین اور اسکے بیمار یہی دعا کیا کرتے ہین کہ درد والم اور سوا ہو جملہ بیمار چاہتے ہین شفا اور یہ رنج چاہتے ہین ایک شربت اس سم سے بہتر نہین دیکھا اور ایک صحت اس مرض سے بہتر نہین ہے اس گناہ سے بہتر نہین ہے ایک طاعت اور برسون اس دم کے مقابل سے ایک ساعت یعنی عاشق کا گھٹنا مین ترقی ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سٹ پیش شہ الخ ۸ شعر آگے شاہ کے اس طور کے مدت طول کیا ب اور جان کو آتش پر رکھا ہر ایک کا سر شاہ نے جدا کیا اس مین سے ہر لحظہ نیا قربان ہون مین فقیر اب زر و سر سے غنی ہون اُس نے صد ہا سر واپس دیے آگے حقائق ہین عشق مین دونون پانون نہ بجا سکے اور نہ عشق ایک سر سے پا سکے ہر کوئی دو پانون اور ایک سر رکھتا ہے لاکھ پانون اور سر کا جسم نادر ہے اس سے یہ ہنگامہ ہر دم کا باطل رکھتا ہے اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے ایک معدن گرم ہے لامکان مین دوزخین اُسکے شرر کی ایک دھوان ہے نار دوزخ عشق سے جہنم بھاگتی ہے کیونکہ وہ ناز و نعم سے پُر ہے یعنی ہنگامہ عشق کا ہر دم گرم ہے اور یہ ہنگامہ دنیا کا باطل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سٹ اس لئے الخ ۱ شعر مومن کی آتش عشق سے اسواسطے نار دوزخ کی بجھے اور عاجز رہے اس کہ جلد تو جا ورنہ میری آتش اب میری آتش کبریت دوزخ کا ہے دیکھو لستہ لکیا تشند حاکیا اسدم کو جلد کبریت سیاہ پر سونپے ہے تا نار دوزخ جسم پر نہ پہنچے اسکو اللہ جنت کہ بہ شان ہوئے گورنکر اور جو کچھ پرایا کہ تو صاحب خبر الخ مین جو شہر مین ایک بہشت اور توکل صبر ہے اُس سے دوزخ کا نفی ہے اور بھی جنت نہ اسکو اور اسکو اس سے بھی امن ہے یعنی آتش عشق سے نار دوزخ کی بھاگتی ہے کہ جو عاشق کو دل مین بھری ہوئی ہے بلکہ جنت بھی اُس سے پناہ مانگتی ہے آگے شاہزادہ کی وفات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گویدش بگذر سبک اے محتشم　　ورنہ آتشہاے تو مرد آتشم
کفر کہ کبریت دوزخ اوست بس　　بین کہ می چسپاند او را این نفس
زود کبریت بدین سودا سپار　　تا نہ دوزخ بر تو نازد نی شرار
گویدش جنت گذر کن ہمچو باد　　ورنہ گردد ہرچہ من دارم کساد
کہ تو صاحب خرمن من خوشہ چین　　من بتے ام تو ولایتہاے چین
ہست لرزان زو جحیم و ہم جنان　　نے مرایشان را مراد و زین امان

اُس سے کہوے جلد جا تو اب تری　　ورنہ آتش سے مری آتش مری
کفر کہ کبریت دوزخ کا وہ ہے　　دیکھ کیا ٹھنڈا کیا اس دم اُسے
جلد تو کبریت بان پر سونپ دے　　تا نہ چمکے نار دوزخ جسم پے
کہوے جنت اسکو جا مثل ہوا　　ورنہ کھوٹا ہووے جو کچھ ہے مرا
کہ تو صاحب خرمن اور مین خوشہ چین　　ایک مین بت ہون تو ہی ملک چین
کانپتی ہے اُس سے دوزخ بھی جنان　　نے مراد اُسے اور نے اُس پاس سے امان

وفات یافتن برادر بزرگ آن شاہزادگان و ملازمت کردن برادر میانہ بادشاہ چین را

وفات پانا اُن شاہزادون کے بڑے بھائی کا اور ملازمت شاہ چین کی کرنا منجھلے بھائی کی

رفت عمرش چارۂ فرصت نیافت　　صبر بس سوزان بد و جان برنتافت
مدتے دندان کنان این میکشید　　نارسیدہ عمر او آخر رسید
صورت معشوق ازو شد در نہفت　　رفت و شد با معنی معشوق جفت
گفت لبسش گر ز شعر ششترست　　اعتناق بے حجابش خوشترست
من شدم عریان ز تن او از خیال　　می خرامم در نہایات الوصال
این مباحث تا بدینجا گفتنی ست　　ہرچہ آید زین سپس بنہفتنی ست
گر بکوشی ور بگوید صد ہزار　　ہست بیکار و نگردد آشکار
تا بدریا سیر اسپ و زین بود　　بعد ازانت مرکب چوبین بود
مرکب چوبین بخشکی ابتر ست　　خاص مر دریائیان را رہبر ست

[1] عمر گئی چارہ نہ فرصت کو ملا　　صبر تھا سوزان و نے جانبر ہوا
کھینچا مدت تک از رو عاجزی　　ہو نچا نے مطلب کو عمر آخر ہوئی
صورت معشوق نے پردہ لیا　　معنی معشوق سے وہ جا ملا
بولا گر باریک پردہ بال سے　　اُسکا ہے پر ملنا بے پردہ خوش ہے
تن سے مین عریان ہوا وہ خیال سے　　انتہا کے وصل مین سیر اب مجھے
[2] ہے یہان تک بحث لائق قال کے　　لائق اخفا ہے جو آگے سے کہے
گر چھپائے یا کہے تو سو ہزار　　ہے وہ بیکار اور نہ ہووے آشکار
سیر دریا تک ہی اسپ و زین کی　　بعدہ کشتی ہے تجھ کو اے اخی
کشتی خشکی مین ہے بیکار و بتر　　خاص ہے دریائیون کو راہبر

سلہ عمر گئی الخ ۵ شعر عمر گئی اور فرصت کا چارہ نہ ملا صبر سوزان تھا جانبر نہوا مدت تک کھینچا یہ اندازہ عاجزی کے مطلب کو نہ پہونچا اور عمر آخر ہوئی صورت معشوق نے پردہ کیا اور معنی معشوق سے جا کر ملا کہا کہ اگرچہ پردہ باریک بال سے اُسکا ہے ولیکن بے پردہ ملنا خوش ہے مین تن سے عریان ہوا اور وہ خیال سے اب مجھکو سیر انتہا کے وصل مین ہے یعنی سلوک مین سیرین تین قسم کی ہین ایک سیر باللہ دوسری فی اللہ تیسری من اللہ پس شاہزادہ کو سیر باللہ سے اب سیر فی اللہ حاصل ہوئی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے یہان الخ ۶ شعر یہان تک بحث لائق قال کے ہے جو آگے کہے لائق دھندا یا اخفا کے ہے اگر چھپاوے یا کہے تو سو ہزار ہے بیکار در ظاہر نہ ہووے دریا ایک سیر اسپ و زین کی ہے اور بعدہ تجکو کشتی پر ہے کشتی خشکی مین بیکار و بدتر ہے خاص کر دریاؤن کی راہ پر ہے تو خاموشی کو ایک کشتی جان کہ خاموشی بحر ہو نکو لمعین ہے جو خاموشی کہ تجکو ملال دے عشق کا نعرہ اُدھر سے آتا ہے یعنی سیر باللہ مین بحث خالی ہو سکتی ہے مگر سیر فی اللہ لائق اخفا ہے کہ تنزیہ مین خاموشی باعث ترقی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

این خموشی مرکب چوبین بود — بحریان را خامشی تلقین بود
هر خموشی کان ملولت می کند — نعرہ ہای عشق زان سومی زنند
تو ہمی گوئی عجب خامش چراست — او ہمی گوید عجب گوشش کجاست
من زنعرہ کر شدم او بے خبر — تیز گوشان زین ہمہ ہستند کر
آن یکی در خواب نعرہ می زند — صد ہزاران بحث و تلقین میکند
این نشستہ پہلوا و بے خبر — خفتہ خود آنست کز ان شور و شر
آن کسے کش مرکب چوبین شکست — غرقہ شد در آب و خود ماہی است
نے خموش ست و نہ گویا نادریست — حال او را در عبارت نام نیست
نے ازین دو ہر دو ہست او بوالعجب — شرح آن گفتن برونست از ادب
این مثال آمد رکیک و بے ورود — لیک در محسوس ازین بہتر نبود
حاصل آن شہزادہ از دنیا برفت — جانش پر درد و جگر پر سوز تفت

کشتی خاموشی کو تو اک جان بے — بحریون کو خامشی تلقین ہے
جو خموشی کہ ملامت دین تجھے — عشق کا نعرہ اُدھر سے آئے ہے
توکہے[1] خامش عجب یہ کس لئے — یہ کہے گوشش عجب یہ کس لئے
مین ہوا نعرے کر وہ بے خبر — تیز گوش اس سے ہین بہرا ور کر
ایک مارے نعرہ اندر خواب کے — سیکڑون تلقین اور بحثین کرے
اُس کے پہلو مین جو بیٹھا بے خبر — خود یہ خفتہ ہے سنے نے شور و شر
ٹوٹی کشتی جس کسی کی اسے تُو — خود وہ ڈوبا آب مین ماہی ہے وہ
نے خموش[2] اور نے ہو گویا ہے عجب — آئے حال اُسکا عبارت مین ہی کب
نے وہ اُنسے دو ہے دونون سے عجب — ہے ادب سے باہر اس کی شرح اب
یہ مثال آئی ہے ناقص ناروا — پر نہ تھی محسوس مین اس سے سوا
الغرض شہزادہ دنیا سے گیا — جان پر غم اور جگر سوزش بھرا

آمدن برادر میانہ بجنازہ برادر کلان و برادر کوچک کہ بر فراش رنجوری بود و نواختن بادشاہ او را تا ملازم شود و صد ہزاران غنائم غیبی و عینی بدو رسید

آنا منجھلے بھائی کا جنازے پر بڑے بھائی کے اور چھوٹے بھائی کا بیمار پڑا رہنا اور نوازش کرنا بادشاہ کا اُس پر تا نوکر ہو اور ہزارون غنیمت ظاہر و باطن کی اُسکو ملنا

کوچک مین بجور بود و آن وسط — بر جنازہ آن بزرگ آمد فقط
خرد تھا بیمار[3] وہ منجھلا گیا — بس جنازے پر بڑے کے ظاہرا

[1] تو کہے آخر ۵ شعر تو کہے کہ یہ خاموشی عجب کس واسطے ہے مین نعرہ سے بہرا ہوا ہون اور وہ بے خبر اور بے بہرے اس سے تیز گوش ہین آمگے اس کی مثال ہے ایک شخص نعرہ مارے اندر خواب کے اور سیکڑون تلقین کرے اسکے پہلو مین بیخبر بیٹھا ہے پس یہ خود خفتہ ہے کہ شور و شر نہین سنتا ہے جس کسی کی کشتی ٹوٹے وہ خود آب مین ڈوبا پس وہ ماہی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] نے خموش آخر ۴ شعر نہ خموش نہ گویا ہے عجب ہے کہ اُسکا حال عبارت مین کب آسکے وہ نشان دونون سے ہے اور دونون اب شرح اس کی ادب سے باہر ہے یہ مثال ناقص ناروا آئی ہے ولیکن محسوس مین اس سے سوا نہ تھی الغرض شاہزادہ دنیا سے گیا کہ جان پر آتش و جگر سوزش سے بھرا تھا یعنی مولانا اب مقام فناء الفنا کا تحریر فرماتے ہین کہ اب کشتی اُس کی ٹوٹی اور وہ غرق ہو کر ماہی ہوا یعنی اس مقام پر نہ گویائی ہے و نہ خاموشی اور دونون ہین پس شرح کرنا اسکی ادب سے باہر ہے کہ وہ شاہزادہ مقام فناء الفنا کو پہونچے آگے منجھلے بھائی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] خرد تھا آخر ۷ شعر برادر خورد بیمار تھا منجھلا بھائی گیا جنازے پر بڑے بھائی کے شاہ نے قصداً اُسکو پوچھا کہا وہی دریا سے یہ بھی ماہی ہے پس معرفت نے کہا کہ اس شاہ کا پسر ہے اور یہ بھائی اُس بھائی سے چھوٹا ہے شاہ نے نوازش کی تو یادگار ہے اور اسکو دس پرسش سے اپنا شکار کیا پس اس شاہ کی نوازشون سے پوشیدہ اپنے تن مین سو جان کے جان نہ دیکھی اپنے دل مین ایک علم پایا کہ کوئی سو خلوت سے نہ پایا اسکا دل مین اپنے از بس غلغلہ پایا کہ صوفی نہ پائے وہ بات سو چلہ سے یعنی بادشاہ نے پرسش اپنی بت اسکے دل پر قائم کردی کہ اُس سے اُسکے دل مین حالت ایک مشاہدہ کی پیدا ہوئی کہ صوفی سو چلے سے وہ حالت نہ پائے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

شاہ دیدش گفت قاصد کاین کیست — که ازان بحرست و این هم ماهی است
پس معرف گفت پور آن پدر — این برادر زان برادر خرد تر
شہ نوازیدش که هستی یادگار — کرد او را هم بدین پرسش شکار
از نوازشهاے آن شاه وحید — در تن خود غیر جان جانے ندید
در دلِ خود یافت عالی عالمے — کان نیاید کس بصد خلوت همی
در دلِ خود یافت عالی غلغلہ — که نیابد صوفی آن در صد چلہ
در دل خود یافت بالا عالمے — کان نیاید کس بصد خلوت همی
عرصهٔ دیوار و سنگ و کوه تافت — پیش او چون نار خندان می شگافت
ذره ذره پیش او چون آفتاب — دمبدم میکرد صدگون فتحباب
باب گه روزن شدی گاهی شعاع — خاک گه گندم شدی و گاه صاع
در نظرها چرخ بس کهنه و قدید — پیش چشمش هر دمی خلقے جدید
روح زیبا چونکه وارست از جسد — از قضا بیشک چنان چشمش رسد
صد هزاران غیب پیشش شد پدید — آنچه چشم محرمان بیند بدید
آنچه او اندر کتب برخوانده بود — چشم را از صورت آن بر گشود
از غبار موکب آن شاه تر — یافت او کحل عزیزے در بصر
بر چنین گلزار دامن می کشید — جزو جزوش نعره زن هل من مزید
گلشنے کز نقل روید یکدم است — گلشنے کز عقل روید خرم است
گلشنے کز گل دمد گردد تباه — گلشنے کز دل دمد وافرحتاه
علمهاے بامزه دانسته مان — زان گلستان یک دو سه گلدسته دان

شہ نے قصدًا پوچھا اُسکو دیکھ کے — کہ اُسی دریا سے ماہی یہ بھی ہے
پس معرف بولا اُس شہ کا پسر — بھائی یہ اُس بھائی سے ہے خرد تر
کی نوازش شہ نے ہے تو یادگار — اُسکو پرسش سے کیا اپنا شکار
پس نوازشہاے اُس شہ سے نہان — اپنے تن مین غیر جان دیکھے نہ جان
دل مین اپنے پایا اک عالم بڑا — کہ نہ سو خلوت سے کوئی پا سکا
دل مین اپنے پایا از بس غلغلہ — کہ نہ پاے صوفی وہ با صد چلہ
اپنے دل مین پایا اک عالم نیا — جو نہ آسے وہم مین بھی اک ذرا
[1] چمکا دشت و کوہ اور دیوار و در — اُسکے آگے جیسے آتش جلوہ گر
ذرہ ذرہ آگے اُسکے شمس وار — دمبدم کھولے تھا دو سو نور بار
ہوتا در وہ گاہ روزن گہ شعاع — خاک ہوتی گاہ گندم گاہ صاع
چرخ دکھتا خشک و کہنہ خلق کو — آگے چشم اُسکے کے ہر دم خلق نو
روح زیبا جو کہ چھوٹے جسم سے — اُسکو آنکھ ایسی قضا سے بس ملے
عیب اُسکے سیکڑوں ظاہر ہوے — جیسے دیکھے چشم محرم دید سے
جیسا اُس نے تھا کتابوں مین پڑھا — چشم کو اُس کی وہ صورت پر کھلا
[2] لشکر شہ کے غبار راہ سے — اک ملا سرمہ بصر مین خوش اُسے
ایسے گلشن پر تھا مائل وہ مرید — اُسکا جز جز کہتا تھا ہل من مزید
نقل سے گلشن اُگے اکدم ہے وہ — عقل سے گلشن اُگے خرم ہے وہ
گل سے جو گلشن اُگے ہووے تباہ — دل سے جو گلشن اُگے وافرحتا
علم یا خط جو کہ ہین ہم جانتے — ایک دو گلدستہ ہین گلزار کے

سلہ۱ چمکا دشت الخ ۔ شعر دشت و کوہ و دیوار و در اُس کے آگے چمکا جیسے آتش جلوہ گر ہو اُس کے شمس کے مانند ذرہ ذرہ دمبدم سو دو کھولتا تھا نور بار جب کبھی روزن ہو تا دیکھے شعاع اور خاک اور کبھی گندم ہوئی و کبھی پیمانہ آسمان خشک و کہنہ دکھتا خلق اور اُس کی چشم کے آگے ہر دم خلق نو آگے اس کے حقائق ہین روح زیبا جو جسم چھوڑے اسکو ایسی آنکھ از راہ قضا کے ملے اُسکے سو عیب ظاہر ہووے جیسے چشم محرم دید سے دیکھے اُس نے جیسا کتابون مین پڑھا تھا وہ اسکی چشم کو صورت پر کھلا یعنی پر تو مرشد سے ایک نظر مین اسکو مشاہدہ حاصل ہوا ذرہ ذرہ اسکو مقام دید کا کھلا صورتون اور کشود باطن اسکو ہونے لگا یعنی طالب کو اول کشود باطن مین ستارہ و قمر و شمس ایسے طور سے نمودار ہوتے ہین آگے رجوع بہ قصہ ہی فافہم ۱۲ سلہ۲ لشکر شہ الخ ۔ لشکر شاہ کے غبار راہ سے ایک ایک سرمہ بصر مین اُسے ملا وہ مرید ایسے گلشن پر مائل تھا کہ اُسکا جز جز ہل من مزید کہتا تھا نقل سے گلشن اُگے وہ ایک دم ہے اور جو عقل سے اُگے وہ ہمیشہ شاد و خرم ہے گل سے جو گلشن اُگے وہ گلشن تباہ ہووے اور جو گلشن دل سے اُگے وا فرحتاہ ہووے جو کہ علم یا خط ہم جانتے ہین وہ ایک گلدستہ ہین اس گلزار کے ہم اسواسطے گلدستہ سے خار ہین کہ دروازہ در گلزار کا خود پر باندھا ہے یعنی جو غذاے گلشن فرحت کا پیدا ہوتا ہے وہ ایک دم کا ہے اور جو عقل سے پیدا ہوتا ہے وہ خرم سدا ہے اور یہ علم یہ خط ایک گلدستہ ہے گلشن معنی سے پس اُسکا مزہ کیسا کچھ ہو گا کہ ہم اس علم پر قناعت کر کے علم باطن سے محروم رہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نان زبون این دو سہ گلدستہ ام | کاین در گلزار بر خود بستہ ایم
آنچنان مفتاحہا ہر دم بنان | می فتد ایجان دریغا از بنان
در دمی خود فارغ آیی ز نان | گرد چادر گردے و عشوہ زنان
باز استسقات چون شد موجزن | ملک شہرے بایدت پرنان و زن
مار بودی اژدہا گشتی مگر | یکسرت بود این زمانی ہفت سر
اژدہای ہفت سر دوزخ بود | حرص تو دانہ است دوزخ فخ بود
دام را بدران بسوزان دانہ را | باز کن درہاے تو این خانہ را
چون تو عاشق نیستی ای نرگدا | ہمچو کوہے بیخبر داری صدا
کوہ را گفتار کے باشد ز خود | عکس غیر است آن صدا ای معتمد
گفت تو زان رو کہ عکس دیگرست | جملہ احوالت بغیر عکس نیست
خشم و ذوقت ہست عکس دیگران | شادی قوادہ و خشم عوان
آن عوان را آن ضعیف آخر چہ کرد | کہ دہد او را بہ کینہ زجر و درد
تا بکے عکس خیال لامعہ | جہد کن تا گرددت این واقعہ
تا کہ گفتارت ز حال تو بود | سیر تو با پر و بال تو بود
صید گیرد تیر ہم با پر غیر | لاجرم بے بہرہ گشت از لحم طیر
باز صید آرد بخود از کوہسار | لاجرم شاہش خوراند کبک و سار
بار یا پر خود آرد صید شبک | لاجرم شاہیش خوراند لحم کبک
منطقے کز وحی نبود از ہواست | ہمچو خاکے در ہوا و در ہباست

خوار گلدستون سے ہم ہیں اس لئے | کہ در گلزار باندھا خود پے ہی
کنجیان ایسی بباعث نان کے | انگلیون سے گرتی ہیں افسوس ہے
گر تو فارغ ایکدم ہو نان سے | گرد چادر عشوۂ زن کے پھرے
تشنگی جو پھر سو تیری موجزن | ملک تجھکو چاہیئے پرنان و زن
مار تھا تو اژدہا اک تو ہوا | ایک سر تھا سات سر کا اب بنا
سات سر کا اژدہا دوزخ ہے تمام | حرص دانہ ہے تری دوزخ ہے دام
دام کو تو توڑ دانے کو جلا | کھول پھر دروازہ تو عرفان کا
تجھسا عاشق نے کوئی ای نرگدا | بیخبر جون کوہ اور رکھے صدا
٥٢ کوہ کو گویائی کب ہے آپ سے | وہ صدا بس غیر کے پرتو سے ہی
قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے | حال کل تیرا نہیں جز عکس کے
تیرا خشم و ذوق عکس ہے اور کا | شادی و دلال و خشم و شحنا
مجرم شحنہ نے آخر کیا کیا | کہ اُسے کینہ سے دیتا ہی سزا
کب تلک چمکے گا یا عکس خیال | کر تو کوشش تا ہو تیرا سب یہ حال
تا کہ تیرے قال ہووے حال سے | تجھکو ہو بس سیر پر و بال سے
٥٣ صید پکڑے تیر پر سے غیر کے | اس لئے محروم کھانے صید سے
باز لائے صید خود کہسار سے | شہ کھلائے کبک اسکو اس لئے
باز اپنے پر سے پکڑے صید کو | اس لئے شہ کبک دے اسکو کھلا دے
ہے جو وہ قال نے وحی سے ہو | جون ہوا پر خاک اڑے بیکار ہو

٥١ کنجیان آنخ ٢ شعر ایسی کنجیاں بباعث غذاء دنیا کے انگلیوں سے گرتی ہے افسوس ہے اگر تو ایک دم نان سے فارغ ہو عشوہ زن کے گرد چادہ کے پھر جو تیری تشنگی پھر موجزن ہو تجکو ملک چاہیئے پرنان و زن کا تو مار تھا ایک اژدہا ہوا اور ایک سر کا تھا اب سات سر کا بنا سات سر کا اژدہا دوزخ دام ہے حرص تیری دانہ ہے دوزخ تمام دام کو توڑ اور دانہ کو جلا پھر تو دروازہ کھول عرفان کا تجھ سا عاشق کوئی نہیں آپ کوہ کے سبب اور صدا رکھتا ہو یعنی کشود باطن کا سبب نعمتہائے دنیا کے ہاتھ سے جاتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢ ٥٢ کوہ کو آنخ ٦ شعر کوہ کو گویائی کب ہے آپ ہے کہ وہ صدا غیر کے پرتو سے ہے قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے تیرا احوال کل بجز عکس کے نہیں ہے تیرا خشم و ذوق اور کا عکس ہے شادی دلال و خشم شحنہ ہے مجرم شحنہ آخر کیا کیا کہ اُسے کینہ سے سزا دیتا ہے کب تک چمکے گا عکس خیال سے تو کوشش کر تا کہ یہ سب تیرا قال حال سے ہووے اور تجھکو سیر پر و بال سے یعنی کوشش کر کہ یہ قال تیرا حال ہو وے کیونکہ تیرا قال پر عکس غیر کا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢ ٥٣ صید پکڑے آنخ ٨ شعر تیر شکار پکڑتا ہے غیر کے پر سے اسواسطے شکار کے کھانے سے محروم ہے باز کوہسار سے خود شکار لاتا ہے اسواسطے شاہ اُس کو ایک کھلاتا ہے باز اپنے پر سے شکار کو پکڑتا ہے اسواسطے شاہ کبک دے اور وہ کھائے آگے حقائق ہیں جو ہوا سے قال ہو اور وحی سے نہ ہو جیسے ہوا پر خاک اور بیکار ہو اگر اس میں تجھے دکھائی دے غلط تو اول و النجم سے چند خط پڑھ ترجمہ کہ محمد صلعم نہیں فرماتے ہیں خواہش نفس سے مگر وہ جو فرماتے ہیں سا نہ وحی کے کہ اُنپر الہام ہوتا ہے اے احمد صلعم جو تجھے وحی سے پاس نہیں ہے اہل حق کو تحری و قیاس سے تا تو جانے کہ وہ اسے کہا ہے یعنی جو قال کہ خواہش نفس سے ہوتا ہو بیکار ہے اور جو وحی حق سے ہوتا ہو اثر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢

گر نماید خواجہ را اندر غلط ز اول والنجم برخوان چند خط
تاکہ ما ینطق محمد عن ہوا ان ہو الا بوحی احتوی
احمدا چون نیستت از وحی یاس جسمیان را دہ تحری و قیاس
تا بدانی کہ محمد از ہوا وا نگفت و گفت از وحی خدا
بید را گر میوہ نے باشد ضلال کز ضرورت ہست مرداری حلال
گر تحری نیست در کعبۂ وصال لیک ہست اندر بیابانی ضلال
بے تحری و اجتہادات ہدا ہر کہ بدعت پیش گیرد از ہوا
ہمچو عادش برپرد باد و کشد نے سلیمانست تا تختش کشد
عاد را باد ست حمال خذول ہمچو برہ در کف مرد اکول
ہمچو فرزندش نہادہ در کنار می برد تا کشدش قصاب وار
عادیان را باد ز استکبار ربود یار می پنداشتند اغیار بود
چون بگردانید ناگہ پوستین خرد شان بشکست آن بئس القرین
باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد پیش از آن کش بشکند او ہمچو باد
ہود دادی پند کای پر کبر خیل برکند از دست تان این باد ذیل
لشکر حق است باد و از نفاق چندروزے با شما کرد اعتناق
او بسر با خالق خود راست است چون اجل آید برآید باد دست
این ہمان باد ست کامن میگذشت بود ہمچون جان و ہمچو مرگ گشت
دست آنکس کو بکردت تو بہ بیں وقت خشم آن دست میگیرد دو بیں

گر دکھائی دے تجھے اسدم غلط پہلے پڑھ والنجم سے تو چند خط
تاکہ ما ینطق محمد عن ہوا ان ہو الا یوحی اختوی
احمدا جو نے تجھے وحی سے ہو یاس اہل تن کو دی تحری اور قیاس
تا تو جانے کہ ہوا سے نے کہا مصطفٰے نے وحی حق سے ہی کہا
بید کے میوہ نہو تو ہے ضلال کہ ضرورت سے ہو مردار حلال
گر تحری نے ہو با کعبۂ وصال ہے مگر اندر بیابان ضلال
بے تحری اور بے جہد ہدا جو کوئی بدعت کرے از رہ ہوا
مثل عاد اسکے وہ بس تکڑے کرے نے سلیمان ہے کہ تخت اسکا اڑے
عاد کی حمال و دافع ہے ہوا جیسے بزغالہ کو لے اہل غذا
اس کو جون فرزند لے اندر کنار مارے لیجا کر اسے قصاب وار
بس تھے متکبر ہوا سے اہل عاد جانتے تھے یار : تھے اغیار باد
جب کہ ناگہ اسکے ٹوٹا پوستین ریزہ ریزہ ٹوٹے در بئس القرین
باد کو تو توڑ گر فتنہ ہے باد پہلے اس سے کہ وہ توڑے مثل باد
ہود نے کی پند اے قوم دغا پھاڑے دامن کو تمہارے یہ ہوا
لشکر حق باد ہے از رہ نفاق چند دن رکھتی ہی تم سے اتفاق
باطناً وہ ہی مطیع خالق کیساتھ جب اجل آئے بڑھائے باد ہاتھ
یہ وہی ہے باد دیتی امن تھی مثل جان تھی مثل مرگ اب ہوگئی
چومتا تھا جو تو اسکے ہاتھ کو گذر ہوتا ہے بوقت خشم دو

۵۱ بید کے الخ ۶ شعر کہ مردار اب ضرورت سے حلال ہے کہ ساتھ کعبۂ وصال کے تحری اور بے جہد ہدا جو کوئی بدعت کرے گر اندر بیابان ضلال ہے از راہ ہوا کے مانند ہوا اسکے ٹکڑے کرے سلیمان نہیں ہے کہ تخت اسکا اڑائے عاد کی حمال اور دافع ہوا ہی جیسے بزغالہ کو اہل غذا مانند اسکو فرزند کے مانند کنار میں لے اور قصاب کے مانند اسے لیجا کر مارے یعنی جو پابند ہوا ہے پس ہوا اس کو عاد کے مانند خراب کرے اور سلیمان وقت کے تابع وخدمتگزار ہو وے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بس تھے الخ ۷ شعر پس اہل عاد ہوا سے متکبر تھے یاد اس کو جانتے تھے اور اغیار باد کے تھے جبکہ اس سے ناگاہ پوستین ٹوٹا ریزہ ریزہ ٹوٹے وہ بد مصاحب پس تو باد کو توڑ باد فتنہ ہے اس سے پہلے کہ وہ خوب توڑے تجھ کو مثل باد کے ہود علیہ السلام نے پند کی کہ اے قوم دغا تمہارے دامن کو پھاڑے یہ ہوا یا د لشکر حق سے از راہ نفاق رکھتی ہے باطنی ساتھ خالق کے مطیع ہے کہ جب اجل آئے ہاتھ بڑھائے یہ وہی باد ہے کہ امن دیتی تھی اور مثل جان کے تھی کہ اب مثل مرگ ہے یعنی تو ہوا و حرص کو چھوڑ کہ وہ ہوا لشکر حق کی ہے اور چند روز تیرے موافق ہے کہ آخر کار موجب ہلاکت ہووے کی آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چومتا تھا الخ ۶ شعر جو اسکے ہاتھ کو چومتا تھا وہ وقت خشم کے گذر ہوتا ہے تو یاد کو دیکھ کر منہ میں پھرتی ہے اور آتی جاتی ہے ہردم شوق سے دانت یا حلق اس سے ایمن ہیں جو حق کی وہ دانت میں درد دے ایک ذرہ باد کا بھاری کوہ ہووے کہ وہ درد و بیماری دانتوں میں کرے وہ یارب یارب پکارے جان سے کہ اے سبحان تو اس بات کو کاٹ اے دہن غافل تھا یاد کر چلنے سے تو استغفار کر از راہ غمخواری کے یعنی ہر نفس اور ہردم ہی یار اور بجگہ خدا ہی ہمہ دانت کو ہوتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بادرا اندر دہان بین رہ گذر بر نفس آیان روان باکر و فر
باد کو تو دیکھ پھرتی منھ مین ہے آتی اور جاتی ہے ہر دم شوق سے

حلق و دندانہا ازان ایمن بود حق چو فرماید بدندان در فتد
اس سے ایمن دانت ہیں اور حلق ہے جو کہے حق دانت مین وہ درد ہے

کوہ گردد ذرۂ باد و ثقیل درد دندان داردش زار و علیل
باد کا اک ذرہ بھاری کوہ ہو درد و بیماری کرے دانتون مین دو

یارب و یارب بر آرد او زجان کہ برابن بادرا اے مستعان
یا رب و یارب پکارے وہ بجان کہ تو کاٹ اُس باد کو اے مستعان

اے دہان غافل بدی زین بادرو ازین دندان در استغفار شو
اے دہان غافل تھا چلتے باد سے کر تو استغفار از رہ عجز سے

چشم سختش اشکہا باران کند منکران را درد اللہ خوان کند
[۵۱] چشم اسکی اشکباری بس رکھے منکرون کو درد اللہ خوان کرے

چون دم مردان نپذرفتی زمرد وحی حق رابین پذیرا شو ز درد
قول حق کو تو سنے نے مرد سے وحی حق کو کر قبول اب درد سے

باد گوید پیکم از شاہ بشر گہ خبر خیر آورم گاہے بشر
باد کہوے مین ہون قاصد شاہ کی کہ خبر دون خیر کی شر کی کبھی

زانکہ مامورم امیر خود نیم من چو تو غافل ز شاہ خود کیم
کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین تجھسا غافل شاہ سے ہون مین کہین

گر سلیمان وار بودی حال تو چون سلیمان گشتمی حمال تو
گر سلیمان وار ہوتا تیرا حال جون سلیمان ہوتی مین تیرا حمال

عاریستم گشتمی ملک کفت کردمی بر راز خود من واقفت
عاریت ہون ملک ہوتی تیری مین کرتی واقف تجکو اپنے راز مین

لیک چون تو یاغیی و من مستعار می کنم خدمت ترا روزے سہ چار
لیک جو تو یاغی اور مین مستعار کرتی ہون خدمت تری مین روز چار

پس چو عادت سرنگونہا و ہم زاسپۂ تو یاغیانہ بر جہم
سرنگون تجکو کرون جن عاد کے باغیانہ بھاگون لشکر سے ترے

تا بغیب ایمان تو محکم شود آنزمان کایمانت مایہ غم شود
[۵۲] تا بغیب ایمان ہو محکم ترا اُس زمان ایمان ہو بار غم ترا

آنزمان خود جملگان مومن شوند آنزمان خود سرکشان بر سر زنند
اُس زمان خود جملگان مومن نہین اُس زمان سب سرکشان خود سر کہین

آنزمان زاری کنند و افتقار ہمچو دزد و راہزن در زیر دار
اُس زمان زاری کرین اور انکسار جسطرح سے چور رہزن زیر دار

لیک گر در غیب گردی مستوی مالک دارین و شحنہ خود توئی
بر برابر غیب مین گر تو پھرے مالک کونین و شحنہ خود تو ہے

شحنگی و بادشاہی مقیم نے دو روزہ مستعارست و سقیم
شحنگی و بادشاہی ہو سدا نے دو روزہ عاریت ہے نے جفا

رست از بیگار و کار خود کنی ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنی
[۵۳] چھوٹا بیگارون سے کام اپنا کرے بھی تو شہ بھی ڈھول اپنے آپ سے

---

۵۱ چشم اسکی الخ ۸ شعر اسکی چشم اشکباری رکھے اور منکرین کو درد اللہ خوان کرے تو قول حق کو قبول کر اب درد سے باد کہے قاصد شاہ کی ہون کہ کبھی خبر دون خیر کی اور کبھی شر کی کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین ہون اور کہین تیرے قاصد شاہ سے مین غافل ہون اگر تیرا احوال سلیمان کے مانند تیری حمال ہوتی مین تجکو اپنے راز سے واقف کرتی لیکن جو تو باغی اور مین مستعار ہون مین تیری خدمت کرتا ہون جان کے مانند تجکو سرنگون کرون اور باغیانہ بھاگون تیرے لشکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تا بغیب الخ ۵ شعر تا بغیب مین تیرا ایمان محکم ہو پس اسوقت ایمان تیرا مایہ غم ہوا اسوقت سب سرکش خود سر کہین اسوقت زاری کرین اور ایک جیسے چور رہزن زیر دار کے اگر تو برابر غیب مین پھرے مالک کونین تا در شحنہ اپنا تو ہے شحنگی و بادشاہی ہمیشگی ہے نہ دو روزہ عاریت یہ جفا کی ہے یعنی ایمان تیرا اگر غیب مین محکم ہو جائے تو خود شحنہ و بادشاہ ہمیشگی کا ہے نہ دو روزہ مستعار کا اور وقت معاینہ کے سب کافر مسلمان ہون گے اسوقت کا ایمان احکام ایمان یاس کے لائق قبولیت نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چھوٹا بیگارون سے الخ ۶ شعر بیگارون سے اور اپنا کام کرے بھی تو شاہ ہے وہی تو آپ سے ڈھول کوٹے جو مجھے جہان بروزی تنگ کرے کہ حلق و دہان خاک کھاتا ہے وہان خاک کھانے والا آیا ہے ولیکن خاک جو یہان نگمین ہوئی ہے یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر خاک رنگین و نفیس ہے جو تو نے کھایا وہ کم پوست ہوئی تھی وہ خاک رنگ لحم اسکا رکھتی ہے خاک پیوند کاری اور سبب بہ سیر نہی خاک کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون گلو تنگ آورد بر ما جہان / کاش خوردی خاک این حلق و دہان
رنگ روزی جو کرے مجھپر جہان / کاش کھاتا خاک یہ حلق و دہان

این دہان خود خاک خواری آمدست / لیک خاکی را کہ آن رنگین شدست
خاک کھانے والا آیا یہ دہان / خاک جو رنگین ہوئی لیکن یہان

این کباب و این شراب و این شکر / خاک رنگین است و نقشین ای پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر / خاک ہے رنگین و نقشین ای پسر

چونکہ خوردی شد آنہا لحم و پوست / رنگ لحمش داد این ہم خاک کوست
تو نے کھایا ہوئی وہ لحم و پوست جب / رنگ لحم اک رکھتی ہے بس خاک وہ

ہم ز خاکی بخیہ بر گل می زنند / جملہ را ہم باز خاکے می کنند
خاک سے پیوندگاری رکھتے ہین / اور سب کو خاک پھر بھی کرتے ہین

ہندو و قبچاق و رومی و حبش / جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش
ہندی[1] و ترکی و رومی و حبش / سب ہین اندر گور کے اک رنگ خوش

تا بدانی کان ہمہ نقش و نگار / جملہ روپوش ست و ملک مستعار
تا تو جانے کہ وہ سب نقش و نگار / جملہ ہین روپوش ملک مستعار

رنگ باقی صبغۃ اللہ ہست و بس / غیر آن بربستہ دان ہمچون جرس
رنگ باقی صبغۃ اللہ ہے و بس / عارضی جان اس سوا مثل جرس

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین / تا ابد باقی بود بر صادقین
رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا / صادقیون پر رہے باقی سدا

رنگ کفران و شک و شرک و نفاق / تا ابد باقی بود بر جان عاق
رنگ کفر اور رنگ نفاق و شرک کا / جان مردودون پہ باقی ہو سدا

چون سیہ روی فرعون دغا / رنگ او باقی و جسم او فنا
جون سیہ روئی پہ فرعون دغا / رنگ اسکا باقی جسم اسکا فنا

برق و فر خوب روے عابدین / تن فنا شد وان بقا تا یوم دین
روشنی روے خوب عابدین / تن فنا اور باقی وہ تا یوم دین

زشت آن زشت است و خوب آن خوب و بس / دائم آن ضحاک و آن اندر عبس
نیک[2] اسکا نیک ہے بد اسکا ہے بد / یہ ترش رو اور وہ خندان ابد

خاک را رنگے و فرہنگے دہد / ہمچو کودک مان بران جنگے دہد
خاک کو اک رنگ اور فرہنگ دے / مثل کودک ہمکو اسپر جنگ دے

از خمیری اشتر و شیرے پزند / کودکان از حرص آن کف می زنند
شیر آٹے کے پکائین اور شتر / حرص سے لین ہاتھ مین اسکو

شیر و اشتر نان شود اندر دہان / در نگیرد این سخن با کودکان
شیر و اشتر منہ کے اندر نان بنے / بے اثر یہ بات بچون مین کرے

دامن پر خاک ما چون کودکان / رفتہ از سر جہد اسباب دکان
دامن پر خاک اپنا طفل سا / کوشش اسباب دکان سے گیا

کودک اندر جہل و پندار و شکست / شکر باری قوت او اندک ست
جہل و نخوت اور شک کودک رکھے / شکر یہ ہے کہ نہ وہ قوت رکھے

واے آن طفلان کہ میری میکنند / لنگ و رانند و میری می کنند
واے وہ لڑکے کہ میری کرتے ہین / جو نٹی لنگڑی ہین دہ میری کرتے ہین

---

[1] ہندی آگے شعر ہندی و ترکی و رومی و حبشی سب اندر گور کے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے کہ وہ سب اندر گور کے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے تاکہ وہ سب نقش و نگار جملہ روپوش ملک مستعار کے ہین رنگ باقی رنگ اللہ کا ہے و بس اور اسکے سوا عارضی مثل جرس کے ہے رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا کا وصادقیون پر ہمیشہ باقی ہے رنگ کفر و شک نفاق شرک کا مردودون پر ہمیشہ باقی رہے آگے مثال ہے جیسے سیاہ روئی فرعون دغاباز کہ رنگ اسکا باقی اور جسم اسکا فنا اور وہ باقی یوم دین تک یعنی نقش و نگار دنیا کے روپوش جہان کے ہین اور رنگ اللہ کا ہمیشہ باقی ہے کہ مقبولون پر رنگ صدق و مردودون پر رنگ کفر ہمیشہ باقی رہیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] نیک اسکا آگے شعر نیک اسکا نیک اور بد اس کا بد ہے یہ ترش رو اور وہ خندان ابد خاک کی ایک رنگ اور ایک فرہنگ دی اور مثل کودک کے اسپر ہمکو جنگ دی آگے مثال ہے شیر و شتر آٹے کے پکائین اور کودک اسکو ہاتھ مین لین شیر و شتر منھ مین روٹی بنے اور یہ بات بچون پر کیا اثر کرے آگے حقائق ہین دامن پر خاک چھوٹا طفل کے مانند کوشش مع اسباب دکان سے گیا جہل و نخوت و شک کودک رکھے شکر حق کا کرے کہ اسکی طاقت کی تھوڑی قوت ہے افسوس وہ لڑکے کہ میری کرتے ہین وہ جو نٹی لنگڑی ہوکہ امیری کرتے ہین یعنی افسوس ہے اُن پیران ریاکار کا جو اپنی خودی کہ چیونٹی لنگڑی ہین کہ امیری کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

طفل را استیزه و صد آفت است شکر آن کو بی فن و بی آلت است
وای زان پیران طفل نا ادیب گشته از قوت بلای هر لبیب
چون سلاح و جهل و جمع آید بهم گشت فرعونی جهان سوز از ستم
شکر کن ای مرد درویش از قصور که ز فرعونی رهیدی وز کفور
شکر که مظلومی و ظالم نهٔ ایمن از فرعونی و هر فتنهٔ
خالی اشکم لاف اللهی نزد کاتشش را نیست از هیزم مدد
اشکم خالی بود زندان دیو کش غم نان مانع است از مکر و ریو
اشکم پر لوت دان بازار دیو تاجران دیو را در وی غریو
تاجران ساحران لاشی فروش عقلها را تیره کرده از خروش
خم روان گردد ز سحری چون فرس کرد کرباسی ز مهتاب غلس
چون بریشم خاک را بر می تنند خاک بر چشم تمیز می زنند
چندلی را رنگ عودی میدهند بر کلوخی مان حسودی میدهند
پاک آن کو خاک را رنگی دهد همچو کودک مان بران جنگی دهد
دامن پر خاک ما چون کودکان در نظر ما خاک همچون زر کان
طفل را با کودکان نبود جدال طفل را حق کی [illegible] با رجال
میوه گر کهنه بود تا هست خام پخته نبود غوره خوانندش بنام
گر شود صد ساله این خام ترش طفل غوره است او بر هر سپرش

[1] طفل کو جھگڑا و سو آفات سے شکر یہ ہے کہ نہ فن آلہ رکھے
وائے پیر طفل ناہموار سے صدمے قوت سے سوا اُسنے سہے
جہل و اسلح جو اُنھیں باہم ملے ظالم اک فرعون ہووے ظلم سے
شکر کر درویش اس نقصان سے کہ چھٹا فرعونی اور کفران سے
شکر کر مظلوم ہے ظالم تو نے امن ہے فرعونی فتنہ سے تجھے
لاف اللہی نہ بھوکے نے کہا آگ کو اُس کی نہ ہیزم سے غذا
[2] پیٹ خالی دیو کا زندان ہے کہ غم نان اُسکو مانع مکر سے
پر شکم کو جان تو بازار دیو تاجران دیو کو اُس مین غریو
بیچین لاشے تاجران ساحران تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان
خم رواں ہو سحر سے جون اسپ کے اور بنایا پارچہ مہتاب سے
بنتے ہین مانند ریشم خاک کو خاک ڈالین چشم بینا پر ہین وہ
رنگ عودی سنگ خارا کو وہ دین دشمنی ڈھیلے ہماری سے رکھین
[3] پاک وہ کہ خاک کو اک رنگ دے مثل کودک ہمکو اسپر جنگ دے
دامن پر خاک اپنا طفل وار خاک مثل زر نظر مین اپنی بار
کودکان سے طفل کرنے جنگ ہو پیش مرد حق نہ لائین طفل کو
میوہ گرچہ کہنہ ہو جبتک ہے خام نے ہو پختہ اسکو رکھین غورہ نام
خام وہ گر سو برس تک ترش ہو طفل و غورہ جانے اسکو ہر نکو

[1] طفل کو آلخ ٦ شعر طفل کو جھگڑا و سو آفتین ہین مگر یہ کہ شکر ہے کہ فن آلہ نہین رکھتے ہین افسوس پیر عقل ہموار سے کہ ہر ایک دست کی بلا آفت ہووے جو انھین جہل و ہتھیار باہم ملے ایک فرعون ظالم ہووے ظلم سے آئے درویش شکر کر اس نقصان سے کہ تو چھوٹا فرعون و کفران سے شکر کر تو مظلوم ہے ظالم نہین ہے تجکو فرعونی و فتنہ سے امن ہے لاف اللہی بھوکے نے نہ کہا کہ اس کی آگ کو ہیزم سے غذا نہین ہے یعنی دعوئ فرعونی بھوکے نہین پیٹ بھرے کرتے ہین پس تو شکر کر کہ مظلوم ہے ظالم نہین باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [2] پیٹ خالی آلخ ٦ شعر خالی پیٹ کا دیو کا زندان ہے کہ غم نان اس کو مانع مکر سے ہے پر شکم کو تو بازار دیو کا جان تاجران دیو اسی مین غریو ہے تاجران ساحران لاشے کو بیچین اور تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان کے سحر سے خم رواں مانند اسپ کے ہوا و پارچہ بنایا مہتاب سے ریشم کے مانند کہ بنتے ہین خاک اور چشم بینا پر خاک ڈالتے ہین وہ رنگ عودی و سنگ خارا کو دین اور ڈھیلے دشمنی ہمارے سے رکھین یعنی پیٹ بھرے دام مین نفس کے گرفتار ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ١٢ [3] پاک آلخ ٧ شعر وہ پاک کہ خاک کو رنگ دے کودک کے مانند ہم کو دسترس دے ہمارا دامن پر خاک طفل کے مانند زر کے مانند ہے یار کودکون سے کودک کو جنگ نہ ہو مرد حق کے آگے نہ لائین طفل کو اگرچہ میوہ کہنہ ہے جب تک کہ خام ہے پختہ نہ ہو اس کا غورہ نام رکھین وہ خام ہے سو برس تک ترش ہو اُس کو ہر ایک طفل و غورہ جانے اگرچہ اُس کے بال داڑھی کے سفید ہون بھی اُسکو طفلی مین خوف ہو مین نارسا ہونگا یا کہ رسا اور حق مجھ پر غضب کرے یا کہ عطا یعنی پیران غافل کو خدا پر ایقان کلی نہین مثل کودکان کے ایمان مذبذب رکھتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

گرچه باشد ریش و موے او سفید　　همدران طفلیش خوفست و امید
ماند خواهم تارسیده یا رسم　　حق کند با من غضب یا خود کرم
گر رسم یا نارسیده مانده‌ام　　ای عجب با من کند کرم آن کرم
با چنین ناقابلے و دورپے　　بخشد این غوره مرا انگورپے
نیستم امیدوار از هیچ سو　　وان کرم میگویدم لاتیاسوا
دائما خاقان ما کرده است طو　　گوش ما را می کشد لاتقنطوا
گرچه ما زین ناامیدی در گویم　　چون صلا زد دست اندازان شویم
دست اندازیم چون اسپان سیس　　در دویدن سوی مرعای انس
گام اندازیم و آنجا گام نے　　جام پردازیم و آنجا جام نے
زانکه آنجا جمله اشیا جانی است　　معنی اندر معنی و ربانی است
هست صورت سایه معنی آفتاب　　نور بے سایه بود اندر خراب
چونکه آنجا خشت بر خشتے نماند　　نور مه را سایه زشتے نماند
خشت اگر زرین بود بر کندنیست　　چون بجاے خشت حی روشنی است
کوه بهر دفع سایه مندکیست　　پاره گشتن بهر این نور اندکی است
بر برون که چو زد نور صمد　　پاره شد تا در درونش هم زند
گرسنه چون بر کفش زد قرص نان　　واشگافد از هوس چشم و دهان
صد هزاران پاره گشتن از دیــ　　از میان چرخ برخیز ای زمین

گرچہ اُسکے بال داڑھی ہون سفید　　بھی اُسی طفلی مین خوف و امید
مین رہونگا نارسا یا کہ رسا　　حق کرے مجپر غضب یا کہ عطا
سلہ گر رسا ہون یا رہون مین نارسا　　اے کرے انگو مجکو وہ عطا
ایسی بس ناقابلی و جہل سے　　بخشے اس غورہ سے انگوری مجھے
مجکو نے امید ہی ہر سمت سے　　وہ کرم لاتیاسوا کہوے مجھے
دائما دعوت کری شہ نے نکو　　گوشمالی دی مجھے لاتقنطوا
ناامیدی سے گڑھے مین گرچہ ہون　　جو بلایا ناز کرتا مین چلون
مین چلون چون اسپ کے پیچھے رہے　　دوڑ مین سوے چراگاہ انس سے
سلہ مین قدم رکھون قدم اسجا پہ نے　　اور پیون مین جام ان کے بجام
کیونکہ اسجا جاہے اشیا ہی تمام　　معنی معنی مین ہے ربانی مدام
سایہ صورت ہو و معنی آفتاب　　ہوتا بے سایہ ہی نور اندر خراب
کیونکہ اسجا اینٹ پر نے اینٹ ہی　　نور مہ کا زشت سایہ نے دکھے
گر ہے زرین اینٹ ہی لائق نفی　　اینٹ جو جا ہے دحی ور روشنی
پارہ پارہ کہ ہے دفع سایے کو　　پارہ ہوتا ہیر نور اندک ہی جو
نور حق جو کہ کے ظاہر پہ پڑا　　پھٹ پڑا تا اُس کے اندر ہو سما
سلہ ہاتھ پر بھوکھا جو رکھے قرص نان　　پس کھلے از رہ ہوس چشم و دہان
پارہ ہونا تجکو لائق بالیقین　　چرخ سے باہر نکل تو ای زمین

سلہ گر رسا ہون یا نارسا ہون ۶ شعر اگر مین رسا ہون یا نارسا ہون اسے وہ انگور مجکو عطا کرے بس ایسی ناقابلی و جہل سے اس غورہ سے مجھے انگوری بخشے مجکو امید ہر سمت سے نہین ہے وہ کرم مجھکو کہے کہ ناامید مت ہو شاہ نے ہمیشہ دعوت نیک کری اور مجکو گوشمالی دی کہ ناامید مت ہو اگر ناامیدی سے گڑھے مین ہون جو کہ بلایا مین ناز کرتا ہوا چلون مین اسپ کے مانند چلون کہ پیچھے رہے دوڑ مین جانب چراگاہ اُنس کے یعنے مجکو ناقابلی سے وہ پختگی بخشے کہ ناامید مت ہو رحمت اللہ سے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مین قدم رکھون آگے شعر مین قدم رکھون اُس جا قدم نہین ہے اور مین جام پیون وہان جام نہین ہے کیونکہ اُس جا سب اشیا جانی ہے معنی اندر معنی کے اور یاد حق ہے سایہ صورت یعنی آفتاب ہے اور بے سایہ اندر خراب کے ہوتا ہے کیونکہ اینٹ پر اینٹ اس جا نہین ہے نور ماہ کا زشت سایہ کھتا ہے اگر زرین اینٹ ہے تو لائق نفی کے جو کہ اینٹ کی جا دحی روشنی ہے کوہ پارہ پارہ دفع سایہ کو ہے پارہ ہونا واسطے نور کے اندک ہے جو کوہ کے ظاہر پر نور حق پڑا پھٹ گیا کہ تا اُسکے اندر رسا ہو یعنی مجکو اس جا رسائی ہو کہ وہان اشیا جانی ہے کہ صورت سایہ و معنی آفتاب ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ہاتھ پر آگے ۵ شعر جو بھوکا ہاتھ پر قرص نان رکھے پس راہ ہوس سے چشم دہان کھلے تجکو پارہ ہونا لائق ہے بالیقین پس تو چرخ سے باہر نکل تو اے زمین تا کہ نور آسمان سایہ ساز ہو تیری شب سایہ ہے باغی رو زیہ مکان گہوارہ کو دکان کے مانند ہے اور بالغون پر تنگ مکان رکھتا ہے زمین کو حق نے مہد طفلون کا کہا اور مہر اندر صدر کے طفلون کو دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تاکہ نور چرخ گردد سایہ سوز   شب ز سایہ تست ای باغی روز
این مکان چون گاہوارہ کودکان   بالغانرا تنگ میدارد مکان
بہر طفلان حق زمین را مہد خواند   شیر در گہوارہ بر طفلان فشاند
ہان مکن ای گاہوارہ خانہ تنگ   تا تواند رفت بالغ بیدرنگ
خانہ[۱] گہوارہ را ضیق مدار   تا تواند کرد بالغ انتشار
خانہ تنگ آمد ازین گہوارہا   طفلگان را زود بالغ کن شہا

تاکہ نور آسمان سایہ سوز   شب تری سایہ ہے او باغی روز
یہ مکان جون گاہوارہ کودکان   بالغون پر تنگ کرتا ہے مکان
عہد طفلون کو زمین حق نے کہا   شیر اندر جلد طفلون کو دیا
ہان نکر ای گاہوار خانہ تنگ   جا سکے تاکہ یہ بالغ بیدرنگ
خانہ[۱] کر گہوارہ کو مت تنگ و تار   تاکہ بالغ کر سکے بس انتشار
خانہ[۱] تنگ آیا ہے اب اس مہد کا   جلد ان طفلون کو بالغ کر شہا

در بیان استغنا و عجب شاہزادہ و زخم خوردن از باطن شاہ

بیان مین استغنا و غرور شاہزادہ کے اور زخم کھانا باطن شاہ سے

چون مسلم گشت بے بیع و شری   از درون شاہ در جانش جری
قوت میخوردی ز نور جان شاہ   ماہ جانش ہمچو آن خورشید ماہ
راتبہ جانے ز شاہ بے ندید   دمبدم در جان مستش میرسید
آن نہ کش ترسا و مشرک میخورند   زان غذائی کش ملائک میچرند
اندرون خویش استغنا بدید   گشت طغیانی ز استغنا پدید
کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام   چون عنان خود بدین شہ دادہ ام
چون مرا ماہی بر آمد بالمع   پس چرا باشم غباری را تبع

ہوئی[۲] مقرر جو کہ بے بیع و شرا   اسکی جان مین شہ کے باطن سے غذا
قوت کھاتا تھا بنور جان شاہ   ماہ جان اسکا مثال شمس و ماہ
شاہ بے مانند سے روحی غذا   پہونچتی تھی روح کو اسکی سدا
وہ غذا نے جو کہ مشرک کھائے ہین   اس غذا سے جو ملائک پائے ہین
دیکھی[۳] استغنائی خود مین باطنا   غرہ استغنائی سے پیدا ہوا
کہ نہین شہزادہ مین اب شاہ ہون   کیونکر اس شہ کی اطاعت مین کرون
جو کہ نکلا ماہ میرا نوردار   پس رہون مین کس لئے تابع غبار

---

[۱] خانہ تنگ الخ ۴ شعر اس مہد کا خانہ تنگ آیا ہے ان طفلون کو جلد بالغ کر اے شاہ مت کر اے گہوارہ خانہ کو تنگ تار بالغ جو اس کو بیدرنگ آگے گہوارہ خانہ تنگ و تاریک مت کیا کہ بالغ انتشار کر سکے پس اس مہد کا خانہ تنگ آیا شاہا جلد ان طفلون کو بالغ کر یعنی دنیا مثل گہوارہ کودکان مردان خدا پر تنگ و تار ہے تو جلد اس سے نکل کہ انتشار تجھ کو نہ ہووے پس شاہ سے نعمت باطن شاہزادہ کو دفعۃً حاصل ہوئی نخوت و غرور پیدا ہوا آگے یہی قصہ ہے فافہم ۱۲ [۲] ہوئی مقرر الخ ۴ شعر جو کہ مقرر ہوئی ہر بیع و شری شاہ سے اسکے اندر بادشاہ بے مانند وہ غذا کھاتا تھا وہ نوجان تھے اور اس کا ماہ جان مثل شمس ماہ کے تھا شاہ بے مانند سے غذائے روحی اس کی روح کو سدا پہونچتی تھی غذا نہین ہے جو کہ مشرک کھاتے ہین بلکہ اس غذا سے کہ جو ملائک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] دیکھی الخ ۸ شعر استغنائی باطنا خود مین دیکھا کہ غرہ استغنا سے پیدا ہوا کہ مین اب شاہزادہ نہین ہون کیونکر اس شاہ کی اب اطاعت کرون جو کہ میرا ماہ نوردار نکلا پس مین تابع غبار کا کسواسطے رہون اب میری جراتی ہے اور وقت ناز کا ہے مین بے نیاز غیر کا ناز کیون سہون آگے اس کی مثال ہے کیون سر کو باندھنا درد سر اچھا ہے اور وقت روی زرد و غم کا نہ رہا جو مین شکر لب و ماہ رو ہون پھر دوکان ... جدا کرنا چاہیے مین سرو قد ماہ رو جہان مین ہون میرے مانند شاہزادہ اب کہان ہے جو نفس اس غرہ سے خودی پیدا کرنے لگا وہ سیکڑہ دن ... بکنے لگا یعنی جو شاہزادہ کہ جو نظر عنایت شاہ چینی دخود نعمت باطنا کہ جسکو ولایت روحی کہتے ہین حاصل ہوئی اور کم ظرفی اس کی سمائی نہ ہوئی جو بسبب غرور استغنا کے مرشد سے گمراہ ہوگیا آگے اس گمراہی کا بیان ہے فافہم ۱۲

آب در جوی منست و وقت ناز — ناز غیر از چه کشم من بے نیاز
سر چرا بندم چو درد سر نماند — وقت روی زرد و چشم تر نماند
چون شکر لب گشته ام عارض قمر — باز باید کرد دکان دگر
سرو قد و ماه رخساری مراست — همچو من شهزاده اکنون کجاست
زین منی چون نفس زائیدن گرفت — صد هزاران ژاژ خائیدن گرفت

آب میری جو مین اور ہے وقت ناز — غیر کا کیون ناز لون مین بے نیاز
باندھون سر کیون درد سر اچھا ہوا — وقت روی زرد و غم کا نے رہا
جو شکر لب اور مہ رو مین ہوا — پھر دوکان اور چاہیے کرنا جدا
سرو قد مہ رو ہون مین اندر جہان — مثل میرے شاہزادہ اب کہان
نفس اس غمزہ سے جو جننے لگا — سیکڑون بیہودہ وہ بکنے لگا

وسوسه که شاهزاده را پیدا شد از سبب استغنائی

وسوسہ کہ شاہزادہ کو پیدا ہوا بسبب استغناء کے

صد بیابان زان سوی حرص و حسد — تا بد انجا چشم بد همی رسد
بحر شه که مرجع هر آب اوست — چون نداند آنچه اندر سیل جوست
شاه را دل درد کرد از فکر او — ناسپاسی عطای بکر او
گفت آخر ای خس واهی ادب — این سزای داد من بود ای عجب
من چه کردم با تو زین گنج نفیس — تو چه کردی با من از خوی خسیس
من ترا ماهی نهادم در کنار — که غروبش نیست تا روز شمار
در جزای آن عطای نور پاک — تو زدی در دیده من خار و خاک
من ترا بر چرخ گشته نردبان — تو شده در حرب من تیر و کمان
درد غیرت آمد اندر شه پدید — عکس درد شاه اندر وی رسید
مرغ دولت در عتابش بر طپید — پرده آن گوشه گشته بر درید
چون درون خود بدید آن خوش پسر — از سیه کاری خود گرده اثر
آن وظیفه لطف و نعمت کم شده — خانه شادی او پر غم شده

پار ہو سو دشت کے حرص و حسد[1] — تب بھی پہونچے اس جگہ چشم بد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب ہے — کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو رہے
دل دکھا شہ کا بس اسکی فکر سے — کی جو ناشکری عطاے بکر سے
بولا آخر اے خس واہی ادب — یہ سزا بھی بخششون کی میری اب
مینے[2] تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے — تو نے مجھسے کیا کیا بدخوئی سے
مین نے مہ رکھا بغل مین اک تری — کہ غروب اسکو قیامت تک ہے نے
بس عوض مین تو نے بخشش نور کی — خاک و کانٹے ڈالے آنکھون مین مری
مین ہوا تیرا فلک مین نردبان — تو ہوا میرے لئے تیر و کمان
درد غیرت شاہ مین پیدا ہوا — پہونچا اندر اسکے عکس درد شاہ
مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا — پردہ اس گوشہ نشین کا پھٹ گیا
جبکہ دل مین اپنے کی اُسنے نظر — دیکھا بدکاری کا اپنے مین اثر
وہ[3] وظیفہ نعمتون کا کم ہوا — اُسکا گھر شادی کا بس پر غم ہوا

---

[1] پار ہو الخ ۴ شعر حرص سو دشت کے پار تب اس جگہ چشم بد پہونچے کہ بحر شاہ کا مرجع ہر آب ہے کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو رکھے شاہ کا دل دکھا اُس کی فکر سے جو ناشکری کرے عطاے بکر سے دل مین کہا کہ اے خس واہی ادب کیا ہے یہ سزا تیری بخششون کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] مین نے تجھسے الخ ۷ شعر مین نے تجھسے کیا کیا یہ گنج دے کر اور تو نے مجھسے کیا کیا بدخوئی سے مین ایک ملیحہ تیری بغل مین رکھا کہ اس کو غروب قیامت تک نہین ہے پس تو نے بخشش نور کے عوض مین خاک و کانٹے میری آنکھون مین ڈالے مین تیرا افلاک پر نردبان ہوا تو میرے واسطے تیر و کمان ہوا شاہ مین درد غیرت پیدا ہوا اس کے اندر درد شاہ پہونچا مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا کہ اس گوشہ نشین کا پردہ پھٹ گیا جس کو اپنے دل مین اُس نے نظر کی تو خود مین بدکاری کا اثر دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] وہ وظیفہ الخ ۲ شعر وہ نعمتون کا وظیفہ کم ہوا اور اسکا گھر شادی کا پُر غم ہوا مستی سے وہ ہوشیار ہوا آگے اس کے حقائق ہین جس نے خودبینی راہ دوست مین کری صفر چھوڑا اور جنہون نے بیت کیا مینر دشمن خودبین مت ہو جیو کیونکہ خودبین سے بجز فتنہ کے نہین ہوتا اسواسطے حرام جہان مین ہے کہ خودبین اُسے پی کر تیار مین تو خود سے بہتر سمجھ کر نفس خود بین سے یہ سب پیدا ہو یعنی جہان مین خودبینی بہتر نہین ہے اسواسطے شراب بھی حرام ہوئی ہے کہ اسکے پینے سے خود بینی پیدا ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

باخود آمد او ز مستی و عقار — زان گنہ گشتہ ترش خانہ خمار
هر کہ خود بینی کند در راہ دوست — مغز را بگذاشت کلی دید پوست
دشمن من در جہان خود بین مباد — زانکہ از خود بین نشاید جز فساد
می از آن آمد حرام اندر جہان — کہ خوری خود بین شوی اندر زمان
بہتر از خود در تصور نایدت — این ہمہ از نفس خود بین زایدت
آنکہ باخود می خورد می باخودست — اینچنین میخوار خوار و مرتد است
و آنکہ با او میخورد بادش حلال — و آنکہ بی او دم زند بادش وبال
چونکہ با او می خورد از جام ہو — چشم بگشایم بہ بینم روی او
بعد از آن از خود بری گیکلم — ہم ز می خوردن شود این حالم
ایکہ میخواہی کہ از خود بگسلی — تا کہ اندر بند این جان و دلی
جان بجانان واگذار ای جان من — تا بہ بینی یار دل رنجان من
دل بدلداری دہ و آزاد شو — غم خور او باش و از وی شاد شو
نفس خود بر خود بگردان چیر تو — زود او را باز گیر از شیر تو
ہر چہ ہست آن مستی دارد یقین — خواہ شیر و خواہ خمر و انگبین
مستی گندم بدان ای آدمی — کہ بکرد آن آدمی را اعجمی
خورد گندم حلہ زو بیرون شدہ — خلد بروی بادیہ و ہامون شدہ
دید کان شربت ورا بیمار کرد — زہر آن ما و منی ہا کار کرد
جان چون طاؤس در گلزار ناز — ہمچو جغدی شد بویرانہ مجاز
ہمچو آدم دور ماند او از بہشت — در زمین می راند گاوی بہر کشت

مستی مے سے ہوا وہ ہوشیار — اُس گنہ سے پھر گیا خانہ خمار
جس نے کی خود بینی اندر راہ دوست — مغز چھوڑا اور دیکھا جملہ پوست
میرا بس دشمن نہ خود بین ہو جیو — کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ نہو
مے حرام اسواسطے اندر جہان — کہ تو خود بین پیکے ہو اندر زمان
خود سے بہتر تصور تو کرے — نفس خود بین سے یہ پیدا ہو تجھے
جو کہ باخود مے پیئے اپنے لئے — ایسا میکش بس ذلیل و خوار ہے
مے پیئے اُس کے لئے جو ہو حلال — مارے دم بے اسکے جو ہو وبال
جو پیئے اُس کے لئے باجام ہو — کھول کر میں آنکھ دیکھوں اسکا رو
بعدہ میں چھوٹوں اپنے آپ سے — مے کے پینے سے یہ ہو حاصل مجھے
ایکہ جو تو چاہے چھوٹے آپ سے — بند جان و دل میں تو کبتک ہے
جان تو جانان کو اپنے سونپ دے — تا تو دیکھے یار دل رنجان مرے
دے تو دل دلدار کو آزاد ہو — اسکا جو غمخوار اُس سے شاد ہو
نفس اپنا خود پہ غالب کر نہ تو — چھین لے تو جلد اُسکے شیر کو
ہے وہ جو کچھ مست اسکو وہ رکھے — خواہ شہد و شیر سے خواہ سرکے سے
مستی گندم تو جان اے آدمی — کہ کیا آدم کو اُس نے اجنبی
کھایا گندم حلہ اُس سے چھن گیا — باغ جنت اس لیے صحرا ہوا
دیکھا بیمار اُس کو شربت نے کیا — کام نخوت کا زہر سے ہی سوا
جان تھی جوں طاؤس اندر باغ ناز — دوڑے جوں اُلّو بویرانہ مجاز
وہ جو آدم دور جنت سے ہوئے — بیل کھیتی کو زمین پر ہانکتے

سلہ جو کہ الخ ۶ شعر جو کوئی باخود شراب مے اپنے واسطے پیئے میکش ذلیل و خوار ہے اور جو یار کے واسطے مے پیئے حلال ہو اور جو بے اس کے دم مارے وبال ہو جو کہ اسنے خود مے پیئے جام توڑے میں کھول کر اس کا منہ دیکھوں بعدہ میں اپنے آپ سے چھٹوں تو قید جان کب تک ہے گا تو اپنی جان جانان کو سونپ دے تا تو دیکھے یار دل رنجان میرے کو تو دلدار کو دے اور آزاد ہو اور اُس کا غمخوار ہو اور اس سے شاد ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نفس اپنا الخ ۷ شعر تو نفس اپنے کو خود پر غالب نہ کر اور جلد چھین لے اس کی شیر کو جو کچھ ہے وہ اُسکو مست رکھتی ہے خواہ شہد و شیر سے اور خواہ سرکہ سے اے آدمی مستی گندم تو جان کہ آدم کو اُس نے اجنبی کیا اور گندم کھایا اور اُس سے حلہ چھن گیا اور جنت ذسپر ایک صحرا ہو گیا دیکھا کہ اُس کو بیمار شربت نے کیا اور اس نخوت کے سم نے کام کیا یعنی خود بین کو شراب حرام ہوا اور جو اسکے واسطے پیتا ہے اُس کو حلال ہے پس تو اپنے نفس کو مغلوب کر اور خودی کو چھوڑ پھر جو چاہے وہ کر نقصان پذیر نہیں ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو جان شاہزادہ کے اندر طاؤس کے باغ ناز تھی وہ مانند اُلو کے ویرانہ مجازی کی جانب دوڑے وہ آدم کے مانند دور جنت سے ہوئے اور کھیتی کے واسطے بیل زمین پر ہانکتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اشک میراند کہ اے استاد زاؤ	شیر را کردی اسیر دم گاؤ	نالہ[1] وہ کرتا کہ اے مرشد مرے	شیر باندھا تو نے دم سے گاؤ کے
کردہ اے نفس بد یار و نفس	بے حفاظی با شہ فریاد رس	تو نے آگر اے نفس بد مردہ نفس	شہ سے بے ادبی کی اے فریاد رس
دام بگزیدی ز حرص از گندمی	بر تو شد ہر گندم او کژدمی	گندمی سے دام حرص میں پھنسا	تجھ پہ بچھو اُس کا ہر گندم ہوا
در سرت آمد ہوائے ما و من	قید بین بر پائے خود پنجاہ من	تیرے سر میں آئی نخوت کی ہوا	دیکھ تو زنجیر سو من کی بپا
نوحہ میکرد این نمط بر جان خویش	کہ چرا گشتم ضد سلطان خویش	اسطرح تو روتا اپنی جان پے	کہ ہوا ضد شہ کا اپنے کس لئے
آمد او با خویش و استغفار کرد	یا انابت چیزے دیگر یار کرد	ہوش میں آیا و استغفار کی	اور دعا سے التجا کی یار کی
درد کان از وحشت ایمان بود	رحم کن کان درد بے درمان بود	درد[2] جو کہ وحشت ایمان سے تھا	رحم کر دہ درد بے درمان سے تھا
مر بشر را خود مبا جامہ درست	چون رہید از صبر حین صدر جست	نے بشر کا جامہ زیبا ہو جیو	صبر سے جو چھوٹ ڈھونڈا صدر کو
مر بشر را پنجہ و ناخن مباد	کو نہ دین اندیشد آنگہ نے سداد	نے بشر کا پنجہ ناخن ہو جیو	کہ نہ دین اور راستی کو پہونچیو
آدمی اندر بلا کشتہ بہ است	نفس کافر نعمت ست و گمرہ است	آدمی اندر بلا بہتر رہے	نفس کافر نعمت و گمراہ ہے
نفس کافر خود ہمی ندہد امان	گشت طاغی چونکہ فارغ شد نہان	نفس کا فرمن خود ہرگز نہ دے	ہووے باغی جو کہ چھوٹے آفتے
آدمی خود مبتلا بہتر بود	زانکہ زار و عاجز و مضطر بود	آدمی بہتر ہے جو ہو مبتلا	کیونکہ عاجز اور مضطر ہو سدا

خطاب حق تعالیٰ بہ عزرائیل کہ ترا رحم برکہ بیشتر آمد ازین خلائق کہ قبض کردی جان ایشان را و جواب دادن او

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجھ کو رحم زیادہ کس پر آیا خلائق سے کہ تو نے اُنکی جان کو قبض کیا اور جواب دینا اُس کا

حق بعزرائیل میگفت اے نقیب	برکہ رحم آمد ترا از ہر کئیب	حق[3] نے بس فرمایا عزرائیل سے	رحم کس غمگین پر آیا ہے تجھے

سلہ نالہ وہ کرتا الخ ۲ شعر وہ نالہ کرتا کہ اے مرشد میرے کہ تو نے شیر کو باندھا بیل کی دم سے اے نفس بد مردود تو نے نفس شاہ سے بے ادبی کی کہ فریاد رس ہے بسبب گندم کے حرصوں کے دام میں پھنسا اور اسکا ہر گندم تجھپر بچھو ہوا تیرے سر میں نخوت کی ہوا آئی تو زنجیر سو من کی پاؤں میں دیکھ اس طرح تو اپنی جان پر روتا کہ ضد اپنے شاہ کا کس واسطے ہوا پس ہوش میں آیا و استغفار کی دعا اور التجا یار کی کرے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ درد جو کہ الخ ۲ شعر جو کہ وحشت ایمان سے درد تھا رحم کر کہ وہ درد بے درمان سے تھا بشر کا جامہ زیبا مت ہوجیو کہ نہ دین و نہ راستی پر پہونچے آدمی بلا میں بہتر ہے کہ ہرگز امن نہ دے باغی ہووے کہ جو نان سے مستغنی ہووے وہ آدمی بہتر ہے کہ جو مبتلا ہو کیونکہ عارض و مضطر سدا ہو یعنی فقر و افلاس انسان کے واسطے بہتر ہے کہ نفس فاقہ کشی سے راستی پر رہتا ہے اور شکم سیری سے گمراہی پر جاتا ہے اسواسطے اپنا عم فقر کو فنا کرتا جاتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ حق نے الخ ۲ شعر پس حقتعالیٰ نے عزرائیل عم سے فرمایا کہ تجھے رحم کس غمگین پر آیا کہ سب پر درد سے دل جلتا ہے ولیکن حکم میں تامل نہیں ہو سکتا ہے تاکہ میں کہوں کہ کاش کہ یزدان مجکو نیکیوں کے عوض قربان کرے فرمایا کہ تجھے رحم کس پر سوا آیا اور کس سے تیرا دل پر سوز ہوا عرض کی ایک دن کہ کشتی موج پر تیز تھی حکم سے توڑا کہ ریزہ ریزہ ہوئی سب کی جان تیرے حکم سے قبض کی سوا ایک زن اور اسکے طفل کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت بر جہاد دلم سوزد بدرد | لیک نتوان امر را اہمال کرد
تا بگویم کاشکے یزدان مرا | در عوض قربان کند بہر فنا
گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت | از کہ دل پرسوز و بریان شدت
گفت روزے کشتی بر موج تیز | در شکستم زامر تا شد ریز ریز
پس بگفتی قبض کن جان ہمہ | جز زنے با طفلکے اندر رمہ
ہر دو آن بر تختۂ دریا بدند | موجہا آن تختہ را میراندند
چون بساحل اوفگند آن تختہ باد | از خلاص ہر دو ام دل گشت شاد
باز گفتی جان مادر قبض کن | طفل را بگذار تنہا زامر کن
چون ز مادر بگسلیدم طفل را | خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
پس بدیدم درد ماتمہاے زفت | تلخی آن طفل از یادم نرفت
گفت حق آن طفل را از فضل خویش | موج را گفتم فگن در بیشہ ایش
بیشۂ پر سوسن و ریحان و گل | پر درخت میوہ دار خوش اکل
چشمہاے آب شیرین زلال | پروریدم طفل را با صد دلال
صد ہزاران مرغ مطرب خوش صدا | اندران روضہ فگندہ صد نوا
بسترش کردم ز برگ نسترن | کردہ او را ایمن از صد مفتتن
گفتہ‌ام خورشید را کو را مگز | باد را گفتم برو آہستہ وز
ابر را گفتم برو باران مریز | برق را گفتم برو مگرا ے تیز
زین چمن ای دی مبرآن اعتدال | پنجہاے بہمن برین روضہ مال

بولا سب پر دل جلے ہے درد سے | پر تامل حکم مین سنے ہو سکے
تا کہون مین کاشکے یزدان مجھے | نیکیون سکے بس عوض قربان کرے
بولا رحم آیا تجھے کس پر سوا | کس سے دل پر سوز تر تیرا ہوا
بولا اکدن موج پر کشتی تھی تیز | حکم سے توڑا ہوئی تا ریزہ ریز
قبض کی جان سب کی تیرے حکم سے | بس سوا اک زن اور اسکے طفل کے
دونون اک تختہ پہ تنہا رہ گئے[1] | موج اُس تختہ کو پھرتی تھی لیے
لیگئی ساحل پہ تختہ کو جو باد | مین رہائی سے ہوا دونونکی شاد
پھر کہا کہ جان مادر قبض کر | چھوڑ تنہا طفل کو جا حکم قدر
جو چھوڑایا مان سے مین نے طفل کو | جو کہ رنج آیا مجھے جانے ہی تو
دیکھا مین نے درد ماتم کا بڑا | رنج اُس لڑکے کا نے بھولا ذرا
بولا حق[2] کہ فضل سے اپنے کہا | موج کو بچہ یہ بیشہ مین کھرا
بیشہ پر ریحان و سوسن گل سے تھا | اور درختون پر ثمر سے تھا بھرا
اور پہ چشمے آب شیرین کے بہم | پالا مین نے طفل کو با صد نعم
سیکڑون تھے مرغ گویا خوش صدا | اندر اُس گلشن کے کرتے تھے نوا
بستر اُس کا برگ و نسرین ہی کیا | آفتون سے امن مین اسکو رکھا
اور کہا خورشید کو مت کر خلل | اور ہوا کو بس کہا آہستہ چل
ابر کو فرمایا اُس پر مت برس | برق کو فرمایا مت کر میل بس
اعتدال اس باغ سے مت لے خزان | اے بہار اور کر فضاے گلستان

سـ۱ـہ دونون الخ ۵ شعر دونون ایک تختہ پر تنہا رہ گئے اور موج اُس کو لئے پھرتی تھی جو باد تختہ کے ساحل پر لے گئی مین دونون کی رہائی سے شاد ہوا پھر حکم ہوا اسے مادر کی جان قبض کر اور طفل کو تنہا چھوڑ حکم قدر ہے پھر مین نے طفل کو چھوڑایا مان سے جو کہ مجھ کو رنج آیا تو جانتا ہے مین نے دیکھا کہ درد و ماتم کا بڑا ہے کہ رنج اس طفل کا ذرا بھولا جواب حق تعالی کا ہے فافہم ۱۲ سـ۲ـہ بولا حق الخ ۸ شعر حق نے فرمایا ہے کہ اپنے فضل سے کہا موج کو بچہ بیشہ مین رکھو گل و ریحان و سوسن سے پر تھا اور درختون پر ثمر سے بھرا تھا اور چشمہ آب شیرین کے باہم تھے مین نے اس طفل کو پالا تھا ساتھ سو نعمتون کے سیکڑون مرغ گویا خوش صدا تھے اور اس گلشن مین نوا کرتے تھے اُس کا بستر برگ نسرین سے کیا اور آفتون سے اُس کو امن مین رکھا خورشید کو کہا خلل مت کر اور ہوا کو کہا آہستہ چل اور ابر کو کہا کہ اُس پر مت برس برق کو کہا کہ اس طرف میل نہ کر اسے خزان اس باغ سے اعتدال مت لے اور اسے بہار فضاے گلستان کر یعنی جس کو خدا چاہے ہر ایک شے سے پرورش کرتا ہے سب شے اُس کے دست قدرت مین ہے جیسے ہولنے بحکم خدا پرورش نمرود کی ہے چنانچہ مثال اس کی آگے ہے فافہم ۱۲

ذکر کرامات شیبان راعی و بیان معجزه هود علیه السلام

همچو آن شیبان که از گرگ عنید
وقت جمعه بر رعا خط میکشید
تا برون نآید ازان خط گوسپند
نے درآید دزد و گرگ با گزند
بر مثال دائره تعویذ هود
کاندران صرصر امان آل بود
هشت روزی اندرین خط تن زنید
وز برون مثله تماشا می کنید
بر هوا بردی فگندے بر حجر
تا دریدی لحم و عظم از همدگر
آن گره را بر هوا بر هم زدی
تا چو خشخاش استخوان ریزه شدی
آن سیاست را که لرزید آسمان
مثنوی اندر نگنجد شرح آن
گر بطبع این میکنی اے باد سرد
گرد خط دائره آ ای هود گرد
ور بجرص این میکند گرگ نژند
گو بیا در خط راعی کن گزند
اے طبیعی فوق طبع این ملک بین
یا بیا محو کن از مصحف این
مقریان را منع کن بندے بنه
یا معلم را بمال و خوف ده
عاجزی و خیره کاین عجز از کجاست
عجز تو تا نے ازان روز جزاست
عجزها داری تو در پیش ای لجوج
وقت شد پنهانیان را نک خروج
خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست
در دو عالم خفته اندر ظل دوست

ذکر کرامات شیبان راعی کا اور بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا

جیسے[1] وہ شیبان راعی گرگ سے
کھینچتا گلہ پہ خط دن جمعہ کے
تا نہ باہر جاے خط سے بُز بزور
اور نہ اندر آئے کوئی گرگ چور
دائرہ ہوتا تھا جیسے نگہبان
قوم کو صرصر سے تھی امن امان
خط تن میں آٹھ دن آرام لو
اور تن سے سیر تم باہر کرو
اور[2] اڑا کر مارتی تھی سنگ پے
تا کہ پھٹتا گوشت اعضا ٹوٹتے
بس ہوا اُس قوم کو تھی مارتی
ریزہ ہوتی استخوان خشخاش سی
اُس سیاست سے کہ کانپا آسمان
مثنوی میں آئے کب اسکا بیان
گرتی اڑتی طبع سے یہ اے ہوا
ہود کے تو دائرے کے گرد جا
گر یہ کرتا گرگ ہے بس حرص سے
خط میں راعی کے کہو آ رنج دے
اے طبیعی ملک یہ طبع پہ در
یا تو تو قرآن سے یہ دور کر
قاریوں کو منع کر اور روک دے
یا معلم کو سزا اور خوف دے
تو ہے عاجز یہ کہاں سے عجز ہے
عجز تجھ کو بے قیامت کس لئے
عجز رکھتا ہے ای عاجز سامنے
حشر کا کیا وقت آیا ہے تجھے
وہ[3] ہے خوش کہ عجز اسکی ہے غذا
زیر ظل یار یان اور روان ہا

سلہ جیسے آیۂ ۴ شعر جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے گرد گلہ کے کھینچتا تھا ایک خط جمعہ کے دن تا کوئی خط سے بز بزور باہر نہ جائے اور نہ آدکوئی گرگ وچور آئے دائرہ مانند نگہبان کے ہوا تھا قوم کو صرصر کو اس میں امن تھی آگے حقائق ہیں اُس خط تن میں آٹھ دن آرام لے اور تن سے تم باہر کرو سیر یعنی جیسے دائرہ شیبان راعی کے اندر گاو بز کا محفوظ رہتا تھا اسی طرح اللہ تعالے نے دائرہ جسم کا جو واسطے حفاظت روح کے سبب پیدا کیا کہ آٹھ روز یہ روح اور جسم میں آرام پکڑے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اور اُڑا کر آیۂ ۹ شعر اور سنگ پر اُڑا کر مارتی ہے تا کہ گوشت پھٹتا اور اعضا ٹوٹتے بس ہوا اُس قوم کو مارتی تھی تا ذرا استخوان خشخاش کے مانند ریزہ ہوتی اس سیاست سے کہ آسمان کانپا مثنوی میں کب اس کا بیان آئے اے ہوا اگر تو یہ کام اپنی طبع سے کرتی ہے تو ہود علم کے دائرے کے گرد جا اگر یہ کام گرگ حرص سے کرتا ہے تو کہدو راعی کے آکر رنج دے اس طبیعی پر ملک طبع پر غالب ہے یا تو یہ بات قرآن سے دور کر قاریوں کو منع کر اور روک دے یا معلم کو ڈرا اور سزا دے تو عاجز ہے اور یہ عجز بغیر قیامت کے کس واسطے ہو اے عاجز عجز روبرو رکھتا ہے کیا حشر کا وقت تجھے یاد آیا ہے یعنی طبیعی جو تو کہتا ہے کہ شر سے اپنے اقتدار پر حرکت طبعی کرتی ہے اور یہ نہیں جانتا ہے کہ سب حرکت حشری رکھتے ہیں جیسے ہوا و گرگ بے حکم خدا کوئی حرکت نہیں کرتے ہیں کیونکہ تو خود علم ہی آگئے اسکے حقائق کے بیان میں ہیں فافہم ۱۲ سلہ وہ ہے خوش آیۂ ۵ شعر وہ خوش ہو باغ کہ اسکی غذا عجز ہے اور زیر ظل یار کے یہاں رہ و ہاں ہا اُس باد نے اپنا عجز اول دیکھا تھا کہ مردہ ہو کر دین پیر زنان کا لیا زلیخا کے مانند جو یوسف اُس سے ملا زال پن سے جوانی کو لیا یعنی زندگی و محنت مرنے میں ہے تو کیا ظلمت میں ہے جو حق نے قوم انبیا و اولیا کے ملادی بس اسکے اندر صد ہا فائدہ رکھتے ہیں یعنی عاجز ہونا دنیا میں نزدیک حق تعالی بہتر ہے کہ محنت مرنے میں عوض ہاتھ جیسے مردہ کو آب حیات پایا اور زندہ رکھا آگے قصہ مردود کا ہے فافہم ۱۲

ہلد را اول عجز خود را او پدید — مردہ شد دین عجائز برگزید
چون زلیخا یوسفش بروے بتافت — از عجوزی در جوانی راہ یافت
زندگی در مردن و در محنت است — آب حیوان در درون ظلمت است
ہر بلا کاین قوم را حق دادہ است — زیر او صد فائدہ بنہادہ است

دیکھا اُسنے عجز اپنا قبل تھا — مردہ ہو دین عجایز کو لیا
چون زلیخا یوسف اس سے جو ملا — زال پن سے پس جوانی کو ملا
زندگی مرنے مین اور محنت مین ہے — آب حیوان دیکھ تو ظلمت مین ہے
جو بلا اُس قوم کو دی حق نے ہی — اُس کے اندر فائدہ صد ہا رکھے

رجوع بہ قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود بہ شیر پلنگ

حاصل آن روضہ چو جان عارفان — از سموم و صرصر آمد در امان
یک پلنگے بچگان نو زادہ بود — گفتم او را شیر دہ طاعت نمود
پس بداوش شیر و خدمتہاش کرد — تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر زد
چون فطامش شد بگفتم با پرے — تا در آموزید نطق و داوری
پرورش دادم مر او را زین چمن — کہ نگنجد اندر گفت فن من
دادہ ام ایوب را مہر پدر — بہر مہمانے کرمان بے ضرر
دادہ کرمان را ابر و مہر ولد — بر ید من ہست قدرت نیست ید
مادران را مہر من آموختم — چون بود شمعے کہ من افروختم
صد عنایت کردم و صد رابطہ — تا بہ بیند لطف من بے واسطہ
تا نباشد از سبب در کشمکش — تا بود ہر استعانت از منش

رجوع طرف قصہ حق تعالےٰ کے نمرود کو بگھرہ کے شیر سے پالا

الغرض[1] مانند جان عارفان — باغ وہ صرصر سے تھا اندر امان
ایک بگھرہ نے کئی بچے دیئے — اُس نے طاعت کی کہا شیر اسکو دے
اُس نے خدمت کی وہ شیر اسکو دیا — تا کہ بالغ اور بڑا بس وہ ہوا
دودھ چھوٹا مین نے پریون سے کہا — باتین کرنا اس کو تم سکھلاؤ جا
مین[2] نے پالا اسکو بس اس باغ سے — کہ بیان کب ہو سکین وہ فن مرے
مین نے دی ایوب کو بھی مہر پدر — تا غذا کیڑون کو دیوے بے ضرر
اُس پہ بس کیڑون کو مہر پسر — یہ مری ہے دست قدرت باپ پر
مہر مادر کو سکھائی مین نے ہی — شمع کیسی ہو جو روشن مجھسے ہی
سو عنایت مین نے کی سو رابطہ — دیکھین میرا لطف تا بیواسطہ
کشمکش مین تا سبب سے نے پڑے — تا مدد مجھسے ہر اک اس کو ملے

خطاب اللہ تعالیٰ با عزرائیل علیہ السلام و کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو اور کرامات شیخ شیبان راعی کی اور قصہ

[1] الغرض الخ سہ شعر الغرض مانند جان عارفون کے وہ باغ صرصر سے امن مین تھا ایک بگھرے نے کئی بچے دیے تھے کہا ہم نے کہ اس کو شیر دے اُس نے اطاعت کی اُس نے خدمت کی اُس کو شیر دہان دیا کہ وہ بالغ بڑا ہوا جب کہ دودھ چھوٹا مین نے پریون کو کہا کہ تم اس کو باتین سکھلاؤ جا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] مین نے پالا الخ ۶ شعر مین نے اسکو پالا اسس باغ سے کہ وہ فن میرے کب بیان ہو سکین مین نے ایوب کو محبت باپ کی دی تا کہ غذا کیڑون کو بے ضرر دیوے اور اُس پر کیڑون کو محبت پسر کی دی کہ یہ میرے دست قدرت باپ پر ہے مان کو محبت مین نے سکھائی ہے وہ کیسی شمع ہو کر مجھ سے روشن ہے مین نے سو عنایت و سو ربط کیے کہ میرا لطف بے واسطہ دیکھین تا کہ سبب سے کشمکش مین نہ پڑے تا ہر ایک مدد مجھ سے اُس کو ملے یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین بے سبب ہر ایک کو پالتا ہون کہ تا سبب سے کشمکش مین نہ پڑے اور ہر کام مین مجھ سے مدد ملے آگے اس کی مثال مین حضرت عمر کا بیان ہے فافہم ۱۲

وقصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود را بے واسطہ مادر و دایہ

پالنے حق تعالیٰ کا نمرود کو بے واسطہ مادر و دایہ کے

تا خود از ما ہیچ عذرے نبود شد — شکوۂ نبود ز ہر یار بدش
این حضانت دید با صد رابطہ — کہ بپروردم ورا بے واسطہ
شکر او آن بوہ اے بندۂ جلیل — کہ شد او نمرود سوزندہ خلیل
ہمچنین کاین شاہزادہ شکر شاہ — کرد استکبار و استکثار جاہ
کہ چرا من تابع غیرے شوم — چونکہ صاحب ملک و اقبالی بوم
لطفہاے شہ کہ ذکر آن گذشت — از تجبر بر دلش پوشیدہ گشت
ہمچنان نمرود آن الطاف را — زیر پا بنہاد از جہل و عمیٰ
این زمان کافر شد و رہ میزند — کبر و دعوی خدائی می کند
رفت سوی آسمان با جلال — با سہ کرگس تا کند بر من قتال
صد ہزاران طفل بے تلویم را — کشت او تا یابد ابراہیم را
کہ منجم گفت اندر حکم سال — زاد خواہد دشمنی بہر قتال
ہین بکن در دفع آن خصم احتیاط — ہر کہ می زائید می گشت از خباط
کوری او رست طفل وحی کش — ماندہ خونہاے وگر در گردنش

[1] تا نہ اُس کو عذر کچھ میرے سے ہو — اور نہ شکوہ یار بد کا لائے وہ
یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ — پالا اسکو مین سنے جو بے واسطہ
شکر اُس کا وہ تھا اے بندہ جلیل — کہ ہوا نمرود سوزندہ خلیل
جیسے شہزادہ نے شکر شہ کیا — از رہ نخوت و جاہ و ناسزا
کہ اطاعت غیر کی مین کیون کرون — جو مین صاحب ملک و اقبال ہون
لطف شہ کے ذکر اُسکا ہو چکا — اُس کے دل پر خودنمائی سے چھپا
[2] ایسے ہی اُس لطف کو نمرود نے — کردیا پامال از رہ جہل کے
بس ہوا کافر و رہزن آپ سے — نخوت و دعوی خدائی کا کرے
چرخ کی سو تین کرگس سے گیا — تا کرے مجھ سے لڑائی ظاہرا
بے گنہ مارا ہزارون طفل کو — تا کہ ابراہیم کو ایک پائے وہ
کہ نجومی نے کہا با حکم سال — پیدا دشمن ہو ترا بہر قتال
احتیاط اب دفع دشمن مین تو کر — مار تو اس کو جو پیدا ہو پسر
[3] طفل بادی اُسکے کور سے بچا — دو سرون کا خون گردن پر رہا

[1] تا نہ اُس کو الخ ۲ شعر تا کہ اُس کو عذر میرے سے کچھ نہ ہو اور نہ شکوہ یار بد کا وہ لائے یہ حفاظت با صد رابطہ دیکھے جو کہ اُس کو پالا مین نے بے واسطہ اس کا وہ شکر تھا اے بندہ جلیل کہ نمرود ہوا جلانے والا خلیل کا آگے رجوع یہ قصہ ہے جیسے شاہزادہ نے شکر شاہ کا کیا از راہ نخوت و جاہ ناسزا کے کہ مین اطاعت غیر کی کیون کرون کہ مین جو صاحب ملک و با اقبال ہون لطف شاہ کا کیا اُس کا ذکر ہو چکا اُسکے دل پر خودنمائی سے پوشیدہ ہوا یعنی لطف شاہ کا شاہزادہ کے دل پر خودنمائی کے پوشیدہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ایسے ہی الخ ۲ شعر ایسے اُس لطف کو نمرود کے پامال کرد از راہ جہل کے بس کا فرو رہزن ہوا آپ سے نخوت و دعوے خدائی کا کرے آسمان کی طرف تین کرگس سے گیا تا کہ مجھ سے لڑائی کرے ظاہر بے گناہ ہزارون طفل کو مارا تا کہ ایک ابراہیم کو پاسے کہ نجومی نے حکم سال سے کہا کہ تیرا دشمن پیدا ہوگا اسلئے قتل کے تو احتیاط دفع دشمن مین کر اور تو مار اُس کو جو پیدا پسر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] طفل بادی الخ ۲ شعر طفل بادی یعنی ابراہیم علم اُس کی کوری سے بچے دو سرون کا خون گردن پر رہا کیا بابا سے ملک پایا تھا کہ اُس کا نخوت مین ظلمات نسب دیا اور دونکو مان باپ پردہ ہوگئے اور اُس نے گوہر پایا بیرے ہاتھ سے آگے اسکے حقائق ہین تیرا نفس گرگ درندہ ہے کیون تو بہانہ رکھتا ہے ہر بار سے اور کہتا ہے سیکڑون کا گمراہی مین ہے نفس کا فرست ایک بلا سے وہ دیے مین اس واسطے کہتا ہون اسے بندہ خدا کے طوق کتے کی گردن سے اٹھا یعنی نفس تیرا اگر گرگ بد و درندہ ہے تو اس کو مطلق العنان نہ مت رکھ اپنا مطیع رکھ کر راستی پر رہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

از پدر یابید آن ملک ای عجب	تا غرورش داد ظلمات نسب	باپ سے پایا تھا کیا ملک عجیب	اُس کی دی نخوت نے ظلمات نسب
دیگر انرا گر اب و ام شد حجیب	او ز ما یابد گوہر ما بجیب	ماں و باپ ورونکو پردہ ہوگئے	اُسنے گوہر پایا میرے ہاتھ سے
گرگ درنده است نفس بد یقین	چه بہانه می نہی بر ہر قرین	نفس بد تیرا درندہ گرگ ہے	کیوں بہانہ تو رکھے ہر یار سے
در ضلالت ہست صد کل را گله	نفس زشت کفرناک پر سفه	گمرہی میں سیکڑوں کو ہے گلا	نفس کافر ہے کہ ہے اک بدبلا
زین سبب میگویم ای بنده فقیر	سلسله از گردن سگ بر مگیر	اس لئے کہتا ہوں میں بندہ خدا	طوق گردن سے نہ کتے کے اٹھا
گر معلم گشت این سگ ہم سگ است	باش ذلت نفس کو بدرگ است	گر معلم سگ ہوا سگ ہے تو لے	دے تو ذلت نفس کو بدذات ہے
فرض می آری بجا گر طایفی	بر سہیلے چون ادیم طایفی	کہ یا وا تو فرض کرلے طایفی	با سہیل اب جون ادیم طایفی
تا سہیلت واخرد از تنگ پوست	تا شوی چون موزه بر پای دوست	تا سہیل آخر لے تجھے تنگ پوست	تو ہو مثل موزہ اندر پائے دوست
جمله قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست	سارا قرآن پر ہے خبث نفس سے	دیکھے قرآن میں کہاں وہ چشم ہے
ذکر نفس عادیان کالت بیافت	در قتال انبیا موی شگافت	ذکر نفس عادیان کو تیغ لے	انبیا کے قتل میں حیلے کیے
قرن قرن از نفس شوم بے ادب	ناگہان اندر جہان میزد لہب	برسوں نفس شوم اور گستاخ سے	ناگہان اندر جہان آتش لگے

رجوع بقصه شاہزاده که زخم خورده از خاطر شاه پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت

رجوع طرف قصہ شاہزادہ کے کہ قبل کمال فضائل کے دل شاہ سے زخم کھایا اور دنیا سے گیا

قصه کوته کن که رای نفس کور	برد او را بعد سالی سوی گور	قصہ کوتہ کر کہ رائے نفس کور	لے گئی اک سال بعد اسکو بگور

سلہ گر معلم الخ ۶ شعر اگر گرگ معلم ہوا لیکن سگ ہے تو نفس کو ذلت دے کہ بدذات ہے تو فرض اداکر اگر طواف کرنے والا ہے مانند ادیم طائف کے سہیل یمن سے تاکہ سہیل آخر کو تجھ سے تنگ پوست اے کہ تو مانند موزے کے پاے دوست میں ہو تمام قرآن خبث نفس سے پر ہے کہ قرآن میں دیکھے وہ چشم کہاں ہے ذکر نفس عادیوں کا کہ تیغ لیکر انبیا کے قتل میں حیلے کیے برسوں نفس شوم وگستاخ سے اندر جہان کے ناگہان آتش لگے یعنی نفس کی شامت اعمال سے تمام جہان میں ایک آفت برپا ہے پس اس سے بچنا چاہیئے آگے رجوع بقصہ شاہزادہ ہے فافہم ۱۲ سلہ قولہ قصہ کوتہ کر ۸ شعر قصہ کوتاہ کر کہ رائے نفس کور کی ایک سال کے بعد اُس کو گور میں لیگئی جو شاہزادہ حیرت سے ہوش میں آیا اس کے خشم ہمرہی نے خون کیا جو شاہ نے اپنے ترکش میں دیکھا ایک تیر ترکش میں اُس نے کم دیکھا کہا کہ تیر کہاں [illegible] ڈھونڈھا کہا حق نے کہ وہ تیر اس کے دل میں ہے شاہ دریادل نے اُس کو عفو کیا ولیکن تیر نے اُس کا کام [illegible] خون ہوا اور اُس کے [illegible] نوحہ گر [illegible] وہی قاتل ہے وہ ہی قاتل ہے وہ ہی اگرچہ [illegible] توکل نہیں [illegible] قاتل خلق کا ہے وہ [illegible] وہ شہید زرد [illegible] شکر کرتا تھا کہ جہان کو نہ مارا جسم کو مارا ہے یعنی نخوت سے شاہزادہ نے تیر باطن شاہ [illegible] ہلاک ہوا مگر بسبب عفو حضرت شاہ کے جان اُس کی [illegible] جسم سے وہ ہلاک ہوا اسیس مولانا [illegible] تعلیم فرمائی ہے کہ جو مرید اپنے پیر سے بداعتقاد ہوا اس طور سے ہر وہ نعمت بخشش چھین لیتا ہے کہ [illegible] فافہم ۱۲

شاہ چون از محو شد سوے وجود ختم مریخیش آن خو کردہ بود
چون بترکش بنگریدآن بے نظیر دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر
گفت کو آن تیر واز حق بازجست گفت اندر حلق او آن تیر تست
عفو کرد آن شاہ دریا دل و لے آمدہ بد تیر او بر مقتلے
کشتہ شد او نوحہ او می گریست ادست جملہ ہم کشندہ ہم ولی
گر نباشد ہر دو او پس جملہ نیست ہم کشندہ خلق ہم ماتم کن ست
شکر میکرد آن شہید زرد خد کان بزد بر جسم بر معنی نزد
جسم ظاہر عاقبت خود رفتنی ست تا ابد معنی بخواہد شاد زیست
آن عتاب او رفت ہم بر پوست رفت دوست بے آزار سوے دوست رفت
گرچہ او فتراک شاہنشہ گرفت آخر از عین الکمال او رہ گرفت
آن سوم کاہل ترین ہر سہ بود صورت و معنی بہ کلی او ربود
دختر و ملک و خلافت او گرفت می سزد گر زین بمانے در شگفت
من ز طول قصہ گشتستم ملول من غریق بحر معنی تو عجول
آنگہے از ذلت و عجز و نیاز یافت مقصود از کریم کارساز

محویت سے ہوش میں آیا جو شاہ ختم مریخی نے اُسکے خون کیا
دیکھا جو ترکش میں اپنے شاہ نے کم دکھا اک تیر ترکش میں اُسے
بولا کان تیر ڈھونڈا حق سے جو بولا اسکے حلق میں ہے تیر دوا
شاہ دریا دل نے اسکو عفو کیا تیر سے پر کام اُس کا کر دیا
وہ مرا کی اُس نے کی نوحہ گری وہ ہی کل ہے بھی وہ قاتل ولی
گر نہووے دونون وہ پس کل نہین بھی وہ قاتل خلق کا بھی غمسم کرین
شکر کرتا وہ شہید زرد رو کہ نہ مارا جان کو مارا جسم کو
جسم[1] یہ ظاہر تو آخر جائے گا تا ابد ہے جان تو خوش جی سدا
گر گیا غصہ کیا وہ پوست پے اور گیا وہ دست جانب دوست کے
گرچہ پکڑا اُس نے دامن شاہ کا پر وہ آخر چشم بد سے مر گیا
تیسرا تینون سے تھا کاہل سوا صورت اور معنی کو بالکل پالیا
دختر و ملک و خلافت اُسنے لی ہے یہ زیبا تو نہ حیران ہو کبھی
ہوئی ملالت طول قصہ سے مجھے مین ہون غرق معنی تو جلدی کرے
اُس گھڑی ذلت و عجز و آہ سے پایا مقصد اُس نے نیز اللہ سے

مثل وصیت کردن آن شخص کہ سہ پسر داشت و وصیت کرد کہ میراث او را بہ کاہل ترین اولاد او دہند .

مثال اُس شخص کی کہ تین پسر رکھتا تھا اور وصیت کی کہ میراث میری اُس پسر کو دینا کہ جو کاہل زیادہ ہو

آن یکے شخصے بوقت مرگ خویش گفتہ بد اندر وصیت پیش پیش

وقت اپنی مرگ کے اک شخص نے[2] بس وصیت مین کہا تھا قبل سے

[1] جسم الخ یہ شعر یہ جسم ظاہری آخر تو جائیگا جان ہر ایک خوش جی سے اگر غصہ ہوا و دست جانب دوست کے گیا اگرچہ اسے دامن شاہ کا پکڑا ولیکن آخر وہ چشم بد سے مر گیا میرا بھائی تینون سے کاہل تر تھا اُس نے صورت و معنی بالکل پالیا پس دختر و ملک و خلافت اُس نے لی یہ زیبا ہے کہ کبھی تو اسمین حیران نہوئے مجھے ملالت ہوئی طول قصہ سے غرق معنی ہون اور تو جلدی کرتا ہے اُسدم عجز و آہ و سے اُس نے مقصد پایا اللہ سے یعنی بڑا بھائی سیر فنا مین غرق ہوا منجھلا بھائی بداعتقادی سے ہلاک ہوا اگر تیسرے بھائی نے نعمت تشبیہ و تنزیہ کی شاہ چین سے کہ جناب رسول مقبول صلعم مین پائی اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے چنانچہ انھون نے حضرت رسول مقبول صلعم سے دختر و خلافت ظاہر و باطن کی پائی بسبب عجز و آہ و زاری کے کہ امورات دنیوی مین وہ کاہل تر تھے پس یہان مثنوی تمام ہوئی آگے مثال کاہل کی ہے فافہم ۱۲

[2] وقت الخ یہ شعر وقت اپنی مرگ کے وقت اول سے وصیت مین کہا تھا تین پسر اسکے تھے سر رواں تھے کہ اسنے اپنی جان کے وقت اور کہا کہ جو کچھ سیم و زر ہے تینون سے وہ لیوے کہ جو کاہل تر ہے وصیت اُسنے قاضی سے کری بعدہ اُسنے شراب اجل کی پی قاضی سے کہا اُن لڑکون نے کہ اے کریم کہ تیرے حکم سے ہم تینون یتیم باہر نہین ہین اور اطاعت کرین اُس حکم سے جو اُسنے فرمایا ہمپر جاری ہے اسمعیل عم کے مانند ابراہیم عم کے سر رکھتے ہین جو وہ قربان کرے قاضی نے کہا کہ ہر ایک اپنی عقل سے کاہلی کا اپنے اپنے قصے کہے تا کہ مین ہر ایک کی کاہلی دیکھون و تا مین ہر ایک حال واجبی جانون آگے اُس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

سه پسر بودش چو سه سرو روان — وقت ایشان کرد او جان از روان
گفت هر چه کاله و سیم و زرست — آن برد زان هر سه کو کاهل ترست
گشت با قاضی و پس اندرز کرد — بعد ازان جام شراب مرگ خورد
گفت فرزندان به قاضی کای کریم — نگذریم از حکم او ما سه یتیم
سمع و طاعت میکنیم او راست دست — آنچه او فرمود بر ما نافذست
یا چو اسمعیل ز ابراهیم خود — سر نه پیچیم ارچه قربان میکند
گفت قاضی هر یکے با عاقلیش — تا بگوید قصهٔ از کاهلیش
تا ببینم کاهلی هر یکے — تا بدانم حال هر یک بیشکی
عارفان[۱] از دو جهان کاهل ترند — زانکه بے شد یار خرمن می برند
کاهلی را کرده اند ایشان سند — کار ایشان حق یزدان میکند
کار یزدان را نمی بینند عام — می نیاسایند از کد صبح و شام
کار دنیا را ز کل کاهل ترند — در ره عقبیٰ ز مه گوے برند
این گرهند هر که او باشد رشید — هین که دنیا رفت عقبیٰ در رسید
مهترین را گفت قاضی باز گو — قصهٔ از کاهلی اے مال جو
هین ز حد کاهلی گوئید باز — تا بدانم حد آن از کشف راز
بیگمان خود هر زبان پرده دلست — چون بجنبد پرده روے حاصلست
پردهٔ کوچک چو یک شرحه کباب — می بپوشد صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب نیز هست — لیک بوے صدق و کذبش مخبرست
آن نسیمے که بیاید از چمن — هست پیدا از سموم گولخن

تھے پسر تین اسکے جون سرو روان — اُسنے کی تھی وقت اپنی جان بن
بولا ہے جو کچھ کہ میرا سیم و زر — لیوے تینوں میں جو کاہل ہو تر
یہ وصیت اُس نے قاضی سے کری — بعدہ اُس نے شراب مرگ پی
بولے قاضی سے پسر کہ اے کریم — حکم سے باہر نہ ہم تینوں یتیم
ہم سنیں طاعت کریں اس حکم سے — اُس نے جو فرمایا جاری ہم پہ ہے
ہم جو اسمعیل وا ابراہیم سے — خود نہ سر پھیریں جو وہ قربان کرے
بولا قاضی اپنی ہر اک عقل سے — کاہلی کا اپنی تا قصہ کہے
تا میں دیکھوں کاہلی ہر ایک کی — تا میں جانوں حال ہر اک یہی
عارفان[۱] کو تین سے کاہل ہوا — کیونکہ خرمن لے ہیں بے بوئے سدا
کی سند اپنی اُنھوں نے کاہلی — کام انکا حق سنوارے ہے بھی
کام حق کا دیکھتے کب ہیں عوام — جہد سے نے باز ہوں صبح و شام
کار دنیا میں ہیں کاہل گل سے تر — اور رہ عقبیٰ میں سب سے فوق تر
اسکو وہ لیوے کہ جو ہووے ولی — کہ گئی دنیا و عقبیٰ آ گئی
بولا قاضی اس بڑے سے قصہ تو — کاہلی کی راہ سے کہہ اے نکو
کاہلی کی انتہا کہہ تو کہ تا — راز کھلنے سے میں جانوں انتہا
دل[۲] کا پردہ ہر زبان ہے بیگمان — جب ہلے تو پردہ روئیت ہو عیان
چھوٹا پردہ اک ہے پارہ کباب — ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
نطق کاذب کا بھی گرچہ ہے بیان — لیک بوے صدق کذب اس سے عیان
وہ نسیم اک کہ وہ گلشن سے چلے — پیدا اگرم باد گلخن سے وہ ہے

[۱] عارفان آگے شعر عارف کو تین سے کاہل سوا ہیں کیونکہ خرمن بغیر بوے سدا لیتے ہیں انھون نے کاہلی اپنی سند کی جو حق اُن کا کام سنوارتا ہے بالکل کب عوام کام حق کا دیکھے اور جہد سے صبح و شام باز نہیں رہتی ہیں دنیا کے کام میں کاہل سے کاہل سوا ہیں اور عقبیٰ میں ماہ سے فوق بڑھا ہیں اسکو وہ لیوے جو ولی ہو دوست کہ دنیا گئی اور عقبیٰ آگئی آپ کے رجوع یہ قصہ سے ہے قاضی نے کہا اُس بڑے بھائی سے کہ تو قصہ کاہلی کی راہ سے کہہ تو کہ کاہلی کی انتہا کہ تا راز کھلنے سے میں انتہا جانوں یعنی عارفان اُنکی امورات دنیوی میں سب کاہل تر ہیں کہ حق اُن کے کام سنوارتا ہے آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [۲] دل کا پردہ الخ ۵ شعر ہر زبان کا دل پردہ ہے بے گمان کہ جب ہلے ہے تو پردہ روئیت ہے عیان چھوٹا پردہ مثل ایک پردہ کباب کے کہ صورت صد آفتاب آفتاب کو چھپاتا ہے اگرچہ نطق کاذب کا بھی بیان ہے ولیکن بوے صدق و کذب اس سے عیان ہے آگے مثال ہے وہ ایک نسیم کہ گلشن سے چلے پس وہ گرم باد گلخن سے پیدا ہے بوے صدق و بوے کذب پر مثال دم میں پیدا مشک و لہسن کے مانند ہے یعنی زبان پردہ دل کا ہے مانند اس کے ہلنے سے روئیت عیان ہے ورنہ اسی پردہ حقیقت زبان میں صورت صد آفتاب کی پوشیدہ رہتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بوے صدق و بوے کذب گول گیر ۔ ہست پیدا در دم چون مشک و سیر
بوے صدق و بوے کذب کی مثال ۔ دم مین پیدا جیسے مشک لسن کی مثال

بوے اخلاص و نفاق بے مزہ ۔ ہست ظاہر ہمچو عود و انگزہ
بوے اخلاص و نفاق بے مزہ ۔ مثل عود و ہینگ ظاہر ہے دلا

گر ندانی یار را از دہ ولہ ۔ از مشام فاسد خود کن گلہ
گر نہ جانے یار اور ہرجائی کو ۔ شاکی اپنی بد دماغی سے تو ہو

ور ندانی تو عجوز از شاہدے ۔ بےگمان گشتست چشمت فاسدے
گر نہ جانے تو جوان و زال سے ۔ چشم فاسد ہے تری دیکھے اُسے

ور تو نشناسی شکر را از صبر ۔ بےگمان شد حس ذوق تو حذر
گر نہ جانے تو شکر اور ایلوا ۔ ہو گئی سن تیری حس ذائقہ

ور یکے شد صوت بلبل با غراب ۔ ہست بیشک حال سمع تو خراب
گر ہوئی اک بانگ بلبل زاغ کی ۔ حس سمع ہو گئی ابتر تری

ور یکے گشتہ سمور و خارپشت ۔ حس لمس تو بہ تو خود بہشت
گر سنی اور لیس سمور اک ہو گیا ۔ تیری حس لمس تجھسے ہوئی جدا

بانگ ہیزان و شجاعان دلیر ۔ ہست پیدا چون فن روباہ و شیر
بانگ نامرد اور شجاعان دلیر ۔ بس ہوئی ظاہر جون فن روباہ و شیر

چارہ کار حواس خویش کن ۔ وانگہے راہ طلب در پیش کن
کر حواسون کا علاج اپنے تو اب ۔ اور پھر اُس دم تو چل راہ طلب

یا زبان ہمچو سر دیگست راست ۔ چون بجنبد تو بدانی چہ اباست
یا زبان جون دیگ کی سرپوش ہے ۔ جو ہلے کھانا تو اُس مین جان لے

از بخار آن بداند تیز ہش ۔ دیگ شیرین را ز سکباج ترش
تیز ہش وہ ابخرون سے جان لے ۔ دیگ شیرین کو طعام ترش سے

دست بر دیگ نوی چون زد فتی ۔ وقت بخریدن بدید اشکستہ
وقت لینے کے بجائے دیگ کو ۔ مرد دانا تاکہ جانے نقص کو

آن یکے پرسید صاحب درد را ۔ گفت در چندے شناسی مرد را
ایک نے بس پوچھا صاحب درد سے ۔ کتنے دن مین مرد کو پہچان لے

گفت دانم مرد را حین زپوز ۔ ور نگوید دانمش اندر سہ روز
بولا جانون مرد کو منہ دیکھکر ۔ تین دن مین جانون نہ بولے اگر

وان دگر گفت ار بگوید دانمش ۔ ور نگوید در سخن در پیچانمش
دوسرا بولا کہ جانون قول مین ۔ گر نہ کہوے باتیں مین لپٹاؤن مین

گفت اگر آن مکر بشنیدہ بود ۔ لب بہ بندد در خموشی در رود
بولا وہ اس مکر کو وہ جان لے ۔ اور خموشی کو وہ دل مین جان لے

گفت میز گوی تا ہفتم زمین ۔ تا ابد پوشیدہ باد م حال این
بولا کہدو وہ زمین مین بس گھسے ۔ تا ابد پوشیدہ حال اسکا رہے

حال یک تن گر ندانم چہ شود ۔ واندران نقصان بینم چہ بود
حال یک تن گر نہ جانون کیا بلا ۔ اسمین کیا نقصان دین کا ہو بھلا

سلہ بوے اخلاص الخ ۶ شعر بوے اخلاص و نفاق بے مثل عود و ہینگ کے ظاہر ہے اگر یار و ہرجائی کو نہ جانے تو اپنی بد دماغی سے شاکی ہو اگر نوجوان و زال سے نہ جانے تیری چشم فاسد ہے جان لے اگر تو شکر و ایلوا سے نہ جانے تیری حس ذائقہ سن ہو گئی ہے اگر بلبل و زاغ کی بانگ ایک ہوئی تیری حس سمع ابتر ہو گئی اگر سی و سمور ایک ہو گیا تیری حس لمس جدا ہوئی ہے یعنی اگر تجھے بہتر و بدتر مین فرق نہین ہے تو جان کہ تیرے حواسون مین فرق آگیا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بانگ نامرد الخ ۲ شعر بانگ نامرد و شجاعان دلیر کا مانند فن روباہ و شیر کے ظاہر ہے اب تو اپنے حواسون کا علاج کر اور اس دم پھر راہ طلب کی چل یا زبان دیگ کے مانند سرپوش ہے جو ہلے تو کھانا اس مین جان لے تیز ہوش ابخرون سے جان لے دیگ شیرین طعام کو ترش سے آگے مثال ہے وقت خرید لینے کے برتن مٹی کو بجا تاکہ مرد دانا نقصان جانے ایک صاحب درد سے پوچھا کہ تو کتنے دن مین مرد کو پہچان لے کہا کہ مرد کو منہ دیکھ کر جانون اور اگر وہ نہ بولے تو تین دن مین جانون یعنی زبان سرپوش ہے کہ اُس کی حرکت سے حال باطن معلوم ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ دوسرا بولا الخ ۴ شعر دوسرے نے کہا کہ باتون مین جانون اور اگر تو نہ کہے تو مین باتون مین لپٹاؤن کہا کہ اگر وہ اس مکر کو جان لے اور خاموشی کو دل مین ٹھان لے کہا کہ کہدو کہ وہ زمین مین گھسے اور ابد تک حال اُس کا پوشیدہ رہے اگر ایک تن کا حال نہ جانے کیا ہوا اور اُس مین میرے دین کا نقصان ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

تمثیل

آنچنان کہ گفت مادر بچہ را — گر خیالے آیدت در شب فرا
یا بگورستان وجاے سہمگین — تو خیالے زشت بینی در کمین
دل قوی دار و بکن حملہ برو — او بگرداند ز تو در حال رو
زانکہ بے ترسی بسویش ہر کہ رفت — آن خیال دیو دش بگریخت تفت
گفت کودک با خیال دیووش — اینچنین گر گفتہ باشد مادرش
حملہ آردش افتد اندر گردنم — زامر مادر پس من آنگہ چون کنم
تو ہمی آموزیم کہ چست ایست — آن خیال زشت را ہم مادر یست
دیو مردم را ملقن آن خداست — غالب آید بر شہان زان گرگداست
تا کدامین سوے باشد آن ابرش — اللہ اللہ رو تو ہم آن سو باش
گفت اگر از مکر ناید در کلام — حیلہ را دانستہ باشد آن ہمام
سر او چون شناسی راست گو — گفت من خامش نشینم پیش او
صبر را سلم کنم پیش درج — تا بر آیم بر سر بام فرج
ہست مر ہر صبر را آخر ظفر — ہست روزی بعد ہر تلخی شکر
چون بجوشد در حضورش از دلم — منطقے بیرون ازین شادی و غم
من بدانم کو فرستادہ بہ من — از ضمیر چون سہیل اندر یمن
در دل من زین سخن زان میمنہ ایست — زانکہ از دل جانب دل روزنہ ایست
من بزرگے ور اگر دن نہم — منتی ہم بر دل و بر تن نہم
چون فتاد از روزن دل آفتاب — ختم شد واللہ اعلم بالصواب

مثال

جیسے[1] اک مادر نے بچہ سے کہا — گر خیال آئے تجھے شب مین مرا
یا کہ گورستان وجاے ڈر مین تو — اک خیال بد کو دیکھے روبرو
دل قوی رکھ حملہ کر کے اسپے تو — وہ اسی دم پھیر لیوے تجھسے رو
کیونکہ بے خوف اسکی جانب جو گیا — وہ خیال دیو صورت چل دیا
بولا لڑکا اس خیال زشت سے — یہ ہی مادر نے کہا ہو بس اُسے
حملہ کرکے وہ اگر مجھپر گرا — حکم مادر سے کرون اُسدم مین کیا
تو سکھا کرتی ہے قائم اب مجھے — اُس خیال زشت کی مادر بھی ہے
دیو مردم کا ہے ہادی وہ خدا — غالب آئے شاہ پر گرہے گدا
اسکا حملہ کون سی جانب کو ہو — اللہ اللہ تو بھی جا اس سمت کو
بولا گر[2] نے مکر سے باتین کرے — اُسنے جانا ہووے حیلہ کو ترے
راز اسکا کیسے جانے سچ کہو — بولا مین چپ بیٹھون اسکے روبرو
آگے در کے صبر کو سیڑھی کرون — بام پر فرصت کے تا اسدم چڑھون
بعد ہے ہر صبر کے نصرت ظفر — اور مجھے ہے بعد تلخی کے شکر
آئے دل مین میرے اُسکے سامنے — بات جو شادی وغم سے دور ہے
جانون مین یہ آئی اُسکے دل سے ہی — جون سہیل اندر یمن ای نیکپے
یہ مرے دل مین ہے بات اُس سے کے — کیونکہ دل سے سوے دل سوراخ ہے
پس بزرگی کو مین اسکی جان لون — جان و تن پر اسکا احسان مان لون
دل کے روزن سے گیا جو آفتاب — ختم ہوئی واللہ اعلم بالصواب

[1] جیسے ایک مادر آلخ ۹ شعر جیسے ایک ماں نے بچہ سے کہا کہ اگر تجکو شب مین ایک بُرا خیال آئے یا کہ گورستان یا جگہ خیال بد کو دیکھے روبرو دل قوی رکھ اور اسپر حملہ تو کر اُسی دم وہ تجھ سے منہ پھیر لیوے کیونکہ اسکی طرف وہ بیخوف گیا وہ خیال دیو صورت چلدیا لڑکے نے کہا اس خیال زشت سے کہ یہ ہی اسکی مادر نے اُسے کہا ہو اگر وہ مجھپر حکم مادر سے گرا اُسدم تو مین کیا کرون تو مجھے سکھا کر قائم کرتی ہے اُس خیال سے زشت کی بھی مادر ہے آگے اسکی مثال ہے وہ خدا دیو مردم کا ہادی ہے اگر گدا ہے شاہ پر غالب آئے اسکا حملہ کونسی جانب کو ہو اللہ اللہ تو بھی اس سمت کو جا یعنی خیال زشت ایک صورت پکڑتے ہین لاکھون کو کوئی تعلیم کرے مگر بے مادہ کب اُس سے نجات پا سکے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] بولا آلخ ۹ شعر کہا کہ اگر مکر سے وہ خاموش باتین نہ کرے کہ اُسنے تیرے حیلے کو جانا ہو تو اُس کا راز کیسے جانے سچ کہو کہا کہ مین اسکے روبرو خاموش بیٹھون دروازہ کے آگے صبر کو سیڑھی کرون تاکہ بام پر فرصت کے چڑھون بعد ہر صبر کے نصرت ظفر ہے اور بعد تلخ کے شکر ملتی ہے میرے دل مین آئے اسکے روبرو جبات شادی وغم دنیا سے دور ہے پس مین جانون کہ یہ اسکے دل سے آئی ہے جیسے سہیل اندر یمن کے یہ بات میرے دل مین اُس طرف سے ہے کیونکہ دل سے دل کی طرف سوراخ ہے پس مین اسکی بزرگی کو جان لون اور جان و تن پر اسکے احسان کو مان لون جو آفتاب دل کی روزن سے گیا ختم ہوئی مثنوی اللہ خوب جانتا ہے یعنی اسکو کشف قلوب کہتے ہین کہ بیدار دل اپنی ہمت کو نافی کرکے روبرو جبکہ بیٹھے ہین جو ہوقت اُنکے مین خیال دل بیدا ہوتا ہے وہ اس مقابل کا حال باطنی ہے پس رویش و جسے کے دل کا حال اس قاعدہ سے دریافت کرتے ہین فافہم ۱۲

خاتمۂ تصنیف پیراہن یوسفی از طرف جناب مصنف مدظلہ

شکر ہین[51] اس کے جسکا تو ہے قلم ... کر ہوا عالم مین نے سے تو علم
وہ قلم ہے نے وجود باطنی ... کہ لکھی جس نے یہ سب مثنوی
جون قلم تو ہے بدست معنوی ... ظاہر و باطن کر اسکی پیروی
معنوی ہے نام نورِ احمدی ... اس لیے کل نعت ہی یہ مثنوی
کیون نہ رکھتا اسے زمان نور اسکا ... کہ وہ واحد ہے زمانہ مین نکو
نام آیا یاد واحد[52] نور کا ... کہ مرا ہر حال مین حامی رہا
گر نگینہ ہووے بد رنگ اور برا ... ڈانک کے وہ رنگ سے ہو خوشنما
اس لئے الفاظ بے ربط ہر جگہے ... ترجمہ لفظی[53] کے باعث سے لکھے
گرچہ ہے تعقید لفظی جا بجا ... ہر ضرورت سے مین بس عاجز رہا
تا عروس زیبا ہووے مثنوی ... آگے مشتاقون کے ہو مثل پری
تب مین جانون کہ شکر ارزان[54] ہوئی ... قافلہ مصری جو لایا یوسفی
کر زیادہ میرا علم معنوی ... ماہیت پہلی سے دی ہر اک گئی
کر مری اولاد صالح با وفا ... اور مرے یارون کو دے گنج ولا
پیرہن کے یوسفی کو معنوی ... کر قبول اندر لباس مثنوی
شکر کر یوسف کہ تیرا پیرہن ... معنوی کے ہو گیا مقبول تن
بولا ہاتف کیا کہون تجھسے حبیب ... اس[55] کی تاریخ ہے عجیب اور غریب
جو پڑھے اسکو کوئی اور ہووے شاد ... بس کرے اُسدم دعا سے مجھکو یاد
ختم کر تو اس کو با نام رسولؐ ... پیرہن تیرا ہو سب کے تا قبول

ظاہرا لکھتا ہے تو ای یوسفی ... باطنا لکھتا ہے شاہ معنوی
جان و تن سے تونے خدمت جو کری ... تجھسے راضی ہوئی جان معنوی
نور واحد نے مدد کی بس بری ... ہے وہ واحد نور ظاہر مین اخی
دو زبان دین تجھکو حق نے ظاہرا ... کہ کہے تو حال ظاہر باطنا
نور واحد اور نور معنوی ... تیرا حامی ظاہری و باطنی
پیرہن مین یوسفی کے مثنوی ... جون احد پنہان ہی جسم احمدیؐ
ترجمہ لفظی کا جو پیرو ہوا ... ضیق مین ہر وقت دل میرا رہا
گرچہ ہین بے ضابطہ اہل زبان ... پر ضرورت سے تجھے دیوین امان
ترجمہ کا پیرہن پہنا چکا ... اب مین پہناتا ہون زیور شرح کا
جیسے مین چہتا ہون حق پورا کرے ... معنوی کا راز عامون پر کھلے
کر کرم اور فضل مجھپر معنوی ... ہون تری درگاہ مین اب ملتجی
حسن یوسف کو دکھا دے بیحجاب ... عشق سے دل کا اٹھا دے اب نقاب
کھول تو یہ راز نیز بھی سدا ... تا رہین پیرو مرے بھی باخدا
گرچہ ہے ہر یہ محقر مثل پوست ... مغز کا ہے پر حفاظت مین یہ دوست
لکھ تو اب تاریخ اس کی یوسفی ... یادگاری تا رہے دائم تری
جسکی تاریخ ہو عجیب اور بھی غریب ... کیونکہ وہ شے ہو غرائب بس عجیب
یہ صلہ چہتا ہون تجھسے مثنوی ... عاقبت باخیر ہووے یوسفی
پڑھ درود اب مصطفےٰ پر تو مدام ... الصلوٰۃ والسلام والسلام

اللّٰھم صل علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

تمت

۵۱ شکر ہین الخ قلم سے مراد بیان جو در راہ حق ہے کہ اسکا شکر گزار ہے اس نعمت عظمیٰ کے واسطے تعلیم ہو ۱۲ ۵۲ واحد نور الخ واحد نور خان میرے اخی کا نام ہے کہ انہون نے اس مثنوی کے ترجمہ مین از ابتدا تا انتہا میری دستگیری کی ہے اگر وہ مدد نہ دیتے تو مجھکو اسکے انجام مین مشکل ہوتی ۱۲ ۵۳ ترجمہ لفظی کا الخ اس مثنوی کا مین نے ترجمہ لفظی کیا ہے از ابتدا تا انتہا اس رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے چنانچہ ناظرین پر یہ امر بخوبی ظاہر ہو گا کہ کسقدر جگہ اسکی پابندی ضرور ہوئی ہے ۱۲ ۵۴ شکر ارزان ہوئی الخ یہ اشارہ ہے مولانا کے غیب گوئی کی طرف جو مین نے دیباچہ مین چند اشعار غیب گوئی مولانا کے لکھے ہین ۱۲ ۵۵ اسکی تاریخ الخ اختتام ترجمہ مثنوی کی تاریخ عجیب و غریب ہے کہ ۱۲۹۵ھ ہجری از رہ ابجد کے ہوتے ہین اور ۱۳۰۰ھ ہجری مین ختم اس کی تمام ہوئی میرنے چار سال مین شرح اسکی اختتام کو پہنچائی پیراہن ترجمہ مثنوی ہے امید رکھتا ہون کہ بدعاے خیر مجکو بھی یاد کرین کہ صلہ اسکا یہی ہے آمین یارب العالمین اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم و صل علیہ

تمت

تقریظ پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی مطبوعہ مطبع سابقہ از جلال صاحب اندرابی مصحح مطبع

کو زلیخا کہ نقد دل آرد
یوسفی جلوہ کردہ در بازار

کدھر ہین وحدت کے رنگ کی رنگی ہوئی شوخ رنگ تنگ تنگ قبائین پہننے کے مشتاق ایسے چالاک دامن عاشق مزاج جنکی آستینون کے جامہ کی شوق کے ہاتھون دھجیان اُڑی ہوئی ہون - کہان ہین حقیقت کے ناپیدا کنار دریاؤن مین گوہر مقصود کے واسطے غوطہ لگائے ہوئے ایسے چابک فن تیراک جن کے وجود کی کشتی پر موجون کے شمار سے زیادہ مصیبتین گزر گئی ہون - ہوشیار ہو جائین شاہد تمنا کی دید کی آرزو کے شوق مین بیخودی کی گہری نیندون کی مست آنکھین ادھر آئین نعل در آتش شوق کے پاؤن سے منزل طلب کی وسیع سنگلاخ زمینون مین جادۂ مستقیم ڈھونڈھتے ہوئے شب و روز سرگردان ہین ہم انکو سیدھی راہ کا سچا راہنما بتائین - زلیخا کے مانند جن کے جسم و جان کا خزانہ بکے اور سچے عشق کی دولت سے مالامال ہے نقد دل بکف اس بازار مین آئین حضرت زلیخا کی طرح کسی رشک یوسف کے غم فراق نے جن کی منتظر آنکھون مین دن و رات کو ایک ہی سا جلوہ دے رکھا ہے اس پیراہن یوسفی کو آنکھون سے لگائین پاک محبوب کے پاک وصل کی پاک شراب کے شوق مین جنھون نے آنسوؤن کے روان دریا مین اپنے دل کے جام کو دھو دھو کے آئینہ کی صورت چمکیلا بنا لیا ہے جلدی اس میکدے مین تشریف لائین - غنچون کی شکل جن کے دل آگاہی کی نسیم فیض کے ایک جھونکے کی راہ دیکھ رہے ہین اس باغ کی بہار کی ہوا کھائین - یہ اُسی باغ کی بہار کے حسن کا جادہ عکس ہے جس کے ناشگفتہ غنچون نے ہزارون بلبلون کی طرح اپنی شگفتگی کے حسن صفا کے ذوق دید کا آئینہ بنا دیا ہے - یہ اسی گنجینہ کا خزانہ ہے جس کی ادنی نقد کے سے پرکھے ہاتھ آجانے کی امید پر لاکھون نے اپنی دونون جہان کی راحت کی دولت کو لٹا دیا - ہمارے ازخود رفتہ ہمارے بیقرار شوق ہمارے گریز پا ہمارے گسستہ عنان شوق سخن سنجی نے ہماری مرتبہ شناس سخن سنج ادا فہم زبان کو ایسا مست ذوق گفتار نہین کر رکھا ہے کہ اس کے ایک ایک ورق کو ہم القوہ علی وجہہ فارتد بصیرًا[۱] کا پورا پورا مصداق کہنے مین کچھ بھی تامل کرتے لیکن ہم اپنے بادۂ ادب کے مست سرشار دن کی کمال مستی کے حد سے زیادہ ممنون ہین جس نے اُس ذوق کی تیز تلوار کا شہید خود ہماری زبان ہی کو بنایا اس کی تیزی نے اسی کی تمنا کا خون کیا اب ہم کہین تو کیا کہین اور کیونکر اور کس زبان سے کہین لکا تبہ ؎

مپرس از ذوق گفتارم کہ از لب چون چکید اینجا   زبان خود می کشد شمشیر و خود گردد شہید اینجا

جب دنیوی علائق مین اُلجھے ہوئے شوق کے آغوش کو اس خلعت گران بہا کے صرف ایک نظر دیکھ لینے کے یہ عزت بخشی

---

[۱] یہ آیہ کریمہ سورہ یوسف مین واقع ہے حاصل یہ کہ پدر بزرگ حضرت یوسف کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے تھے جب حضرت یوسف نے اپنا پیراہن ملبوس مستعمل بھیجا اور حضرت یعقوب کی آنکھون پر ڈالا تو حضرت یعقوب بینا ہو گئے ترجمہ اس آیہ کریمہ کا یہ ہے پس ڈالا اُس پیراہن یوسفؑ کو اوپر منہ یعقوبؑ کے پس ہو گئے بینا ۱۲

ہماری زبان جان سپاس رشک یعقوب کے سراسر جلوہ سے یہ کچھ بینائی افزا اثر ڈالا دیکھین اب اُن نظرون کی دلی آنکھون پر اس حقیقی شاہد کے حسن کی جلوہ گری کا اثر کیا پڑتا ہے جنھون نے اپنی ذات کے آئینون کو ماسوا کے رنگ کی آلودگی سے پاک وصاف کر رکھا ہے ایسے شراب ذوق کی عقلی زبانین کیا کہتی ہین کیا کیا لذتین اُٹھاتی ہین جنھون نے اپنی جان کے مذاق کو بُری آلودگیون سے بچانے کے واسطے ترک لذت کر دیا ہے اُن دونون مین اس شاہد کے حسن کا جلوہ کہان تک پانؤن پھیلاتا ہے جن مین سوا اُس کی جلوہ گری کے دوسرے کے گزرنے کا خیال کرنا بھی محال ہے خیر اگلے حضرات کے حق مین تو جہان تک مفید ہو سکتا ہے ہوگا اور ایسے ذوق و شوق والے طالب تو جس درجہ مفید ہون گے ۔ اب ہم اس دلربا سے اُس دلدادہ عاشق کی تعریف کرتے ہین جس نے اس کے دلنواز حسن سے پورا پورا حسن مذاق حاصل کیا جس نے اُس محبوب کا ایرانی اور شیرازی لباس اُتار کے سواد اعظم ہندوستان کے اس خوشنما لباس سے آراستہ کیا جس سے اُس کے اصلی حسن کا فروغ اتنا بھی کم نہین ہوا اور اس قدر بھی نہین گھٹا جتنا کسی ایرانی شوخ وشنگ دلربا کی دلربائی کا شکوہ حسن ہندی سے عام یا خاص پوشاک سے متغیر یا اثر پذیر ہو جاتا ہے جس نے ایک ولایتی باغ کے حسن بہار کے پورا عکس اپنی طبیعت کے فوٹو گراف کے ذریعہ سے ہندوستانی انھین حدود کے ایک خود آراستہ باغ مین اس جوش بہار کے ساتھ چمن در چمن شاخ در شاخ گل تماشائیون کو دکھا دیا مین نے عارف معارف حقیقت جناب مولوی محمد یوسف علی شاہ صاحب گلشن آبادی سے جن کی طبیعت کے باغ بہار نشو ونما کے جنگلی بلبلون کی ہی نغمہ پرور زبان کے لحاظ سے ان کے متوطن کو جس کی خاص ان کی ذات کی وجہ سے زینت آلودہ اور اسم بامسمیٰ کر سکتے ہین مقتدا سے عارفان کاملین مین جناب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کا شعر بشعر ترجمہ وشرح آٹھ برس کی عرق ریزی مین نظم ونثر کو انجام ہو گیا یا اور باوصف اس التزام کے کہ ایک شعر کا ترجمہ حتی الامکان لفظ بلفظ ایک ہی شعر مین کیا ہے دلچسپی اور دلآویزی نظم مین کوئی نقصان نہین آنے دیا سچ ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واقع مین یہ شریعت کا دستور طریقت ہادی کا فخر معرفت کا آئینہ عجب خوش طالع ادا غریب شاہد ہے جس کا جلوۂ حسن پر رنگ کی رنگ آمیزی سے دوبالا ہی ہوتا ہی چلا آتا ہے بغیر لباس ہوا تو ایسا دلکش ایسے ہی نازک خیالی سخن شناس کے اہتمام سے اب اُس پوشاک پر زیور طبع سے آراستہ کیا تو ویسے ہی کامل فن نازک مزاجون کے مرتبہ شناسی نے جس مطبع کا حسن طبع اسوقت روے زمین کی کتابون کے عنوان مین چاند کا دعوی کر رہا ہے جس کے کارخانہ مین عام کارپردازان کا حسن انتظام سوقت نظم پروین کو شرما رہا ہے جس کے مطبع کے ادنی ادنی کاتبون کے سامنے بڑے بڑے اُن کتابون کے ورق مکتوب ہین جس کا ہر ہر یاسمین اوراق فلک پر اپنا چھاپہ چھاپنے کا ارادہ کر رہا ہے یعنی ہنرمندان کے قدردان فطرتی اولوالعزم جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے بصرف کثیر پانچ سال کی مدت مین کمال صحت وزیبائی سے طبع کرایا اور بہ نظر برین کہ سالکان سالک تصوف حضرت مصنف مدظلہ کی جانکاہی کی پوری پوری داد دیوین زیادتی مصارف حجم سے قطع نظر کر کے اس ترجمہ کو حاشیۂ متن

چھپوایا الحمد للہ علی ذلک

مولد شریف یوسفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	عشق دل کو مرے لگا دیجئے	حسن اپنا مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	اے خدا کے حبیب اک جلوہ	اپنی صورت کو پھر دکھا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	میں ہوں بیمار عشق کا صاحب	شربت وصل کی دوا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	جس پہ اللہ کو رجھایا ہے	وہی صورت مجھے دکھا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تا کہ لکھوں میں آپ کا مولد	علم باطن مجھے سکھا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	ہووے شیریں کلام تا میرا	چاشنی اپنی کچھ چکھا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	تا معطر جہان ہو مجھ سے	اپنی بو سے مجھے بسا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	یہ تمنا ہے دل کو اب میرے	واصل حق مجھے کرا دیجئے
الف صلوا علیٰ اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	لکھا ہے آپ کا جو یہ مولد	اپنے یوسف کو کچھ صلا دیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب صل علیٰ امام المرسلین	الف الف مرة فی کل حین	حمد خالق ہے و نعت مصطفےٰ	ذکر باہم کرنا حسن و عشق کا
کر تو حسن و عشق کا اب کچھ بیان	تاکہ حمد و نعت سب پر ہو عیان	عشق کیا شے ہے کسے کہتے ہیں عشق	کون رکھے عشق اور ہے کس میں عشق
حسن کسکا نام اور کیا چیز ہے	کون رکھتا ہے تمیز اس حسن سے	جانتے ہیں اور نہیں کچھ جانتے	یہ عجب اک بھید ہے اللہ سے
لیکن اُسپر بھید اُسکا کھل گیا	جس کو ہے حب خدا و مصطفےٰ	جو کہ پہچانے اس حسن و عشق کو	وہ خدا و مصطفےٰ کا دوست ہو
حسن جو کہ عشق سے پیدا ہوا	ہے یہ مولود نبی کی ابتدا	گرچہ ہے مولود کا اکثر بیان	وہ ہی جسم اور کہتا ہیں ہو مغز جان
جان اب تو یہ مولود میں	راز حسن و عشق کا لکھتا ہوں میں	عشق ہے اک نام ذات کبریا	حسن ہے اک نام نور مصطفےٰ

عشق ہے دراصل ذات کبریا	حسن ہے دراصل نور مصطفےٰ
عشق کے پرجوش سے عالم ہوا	حسن کے پرجوش سے آدم ہوا
عشق کا عالم مین ہو سارا ظہور	حسن کا آدم مین ہی اظہار نور
عشق کا اور حسن کا ہے سب ظہور	عشق کا اور حسن کا ہی نام نور
کرتو اب تفصیل اس اجمال کی	تاکہ ظاہر سب پہ ہو نور نبی
عشق ہے دریائے ذات سرمدی	حسن ہے دُر صفات احمدی
عشق سے پیدا ہوا عرش برین	حسن سے پیدا ہوا فرش زمین
عشق سے اور حسن سے روحانیان	عشق سے اور حسن سے جسمانیان
نور نام اللہ محمد کا ہوا	اسلئے کہ حسن عشق ہی ایک سا
اس غزل سے جان تو کچھ راز کو	ورنہ کیا جانے نیاز و ناز کو

غزل

شاہ کون و مکان بنا ہی عشق	جلوہ فرمائے کن ہوا ہی عشق
نور عرش برین و مہر زمین	ظاہر و باطنا بنا ہے عشق
حق جمیل و جمال کا محبوب	حسن کا جو کہ مبتلا ہے عشق
مثل احمد نہین ہی کوئی حسین	جس پہ اللہ کو آگیا ہے عشق
عشق ہادی و عشق مرشد ہے	عشق طالب و مدعا ہے عشق
عشق عاشق ہی عشق معشوق	خود کے اوپر ہی خود فدا ہی عشق
حسن یوسف کا جو ہوا بھوکا	جون زلیخا اُسے بلا ہی عشق
ہادی راہ و پیشوا ہے عشق	طالبون کا خدا نما ہے عشق
اُسپہ ظاہر ہوا ہے حسن ازل	جسکی آنکھون مین بس گیا ہی عشق
کیون نہ چاہے خدا محمدؐ کو	پردہ دار اُنکا ہو گیا ہے عشق
اول آخر و ظاہر و باطن	عشق اللہ و مصطفےٰ ہی عشق
عاشقون کے لئے ہدایت ہے	جس جگر کے لیے دکھا ہے عشق
کیون نہ عاشق کو عشق سے ہو شفا	خود مرض عشق خود دوا ہے عشق
حسن یوسف کا جو ہوا خواہان	اُسکا عاشق خود ہو گیا ہے عشق
الف صلوا علی النبی العربی	سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر مدام

یہ روایت کرتے ہین سلطان جی	یعنی محبوب الٰہی دہلوی
آئینہ اک عالم لاہوت کا	پیدا کر کے خود ہوا جلوہ نما
عشقبازی سے تھا جو کہ مدعا	وان نہ کامل عشق کو آیا مزا
پھر سے کرو عالم ملکوت کو	لایا صورت مین کہ تا تسکین ہو
آخر اس پردہ مین جلوہ حسن کا	جس طرح چاہا تھا ظاہر ہو گیا
حسن کی خاطر جہان پیدا ہوا	عالم ناسوت کو مظہر کیا
ہے یہ سب تفصیل اس اجمال کی	جو مین لکھتا ہون یہ میلاد نبی
جو کہ ذات پاک شاہ عشق نے	عشق بازی کرنا چاہی آپ سے
حسن کی صورت اُسے آئی نظر	دیکھ اُس کو ہو گیا مشتاق تر
عالم جبروت پھر ظاہر کیا	تاکہ تسکین ہو نہ پایا مدعا
جو نہ لذت پائی اُس صورت سے بھی	عالم ناسوت کی تخلیق کی
عشق کو تب حسن سے تسکین ملی	عشق بازی کی ہی یہ جلوہ گری
اسلئے لولاک اللہ نے کہا	مصطفٰے کو تا ہوئے وہ مبتدا
اس غزل سے جان حسن عشق کو	تا نیاز و ناز ظاہر تجھ پہ ہو

غزل

دل مرا عشق سے پُر نور رہا خوب ہوا	خانہ ویران مرا معمور رہا خوب ہوا
منظر حسن کو عشاق ہر اک دیکھے گا	عشق کو حسن جو منظور رہا خوب ہوا

آتش عشق نے دل کو کیا روشن میرے | زنگ دل کا مرے کافور ہوا خوب ہوا
پردۂ حسن مین ملتا ہی ہر اک جا جو صنم | اُس کے ملنے کا یہ دستور ہوا خوب ہوا
درد فرقت سے نہین تھمتا ہے آنسو اکدم | چشم گریان مین جو ناسور ہوا خوب ہوا
سرمگین آنکھ مین پتلی کو دکھا نور کلیم | ڈھیلا آنکھون کا اگر طور ہوا خوب ہوا
چشم غم دیدے تیرے مئے وحدت پیکی | دیدے سے دیدہ جو انگور ہوا خوب ہوا
کیفیت ڈالک کی اب خوب نظر آئے گی | یہ نگین رخ کا جو بنور ہوا خوب ہوا
کفر و اسلام چھٹا عشق مین یوسف تجھے | رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

نہ کھٹکا دلسے یہ تیرے

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء ذوالعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینے کے چاند پر تو مدام
ہے حدیثون مین یہ قول مصطفےٰؐ	کنت کنزاً مخفیاً حق نے کہا	یعنی اک نور اُس نے با جملہ صفات	ظاہر اپنے سے کیا مانند ذات
سب شیونات اسمین تو موجود تھے	ورنہ ظاہر خوب وہ اس سے ہوے	دوسرے اُس نے تجلی پھر کری	صبح کاذب کی طرح بس وہ دکھی
گرچہ اعیان اُسمین بھی موجود تھے	حسب دلخواہ یہ نہین ظاہر ہوے	تیسرے اُس نے تجلی کی وہان	مثل دن کے ہوگیا سب کچھ عیان
یعنی اعیان اور شیونات عیان	روح بن کر ہوگئے بالکل عیان	پہلا جلوہ عالم لاہوت تھا	دوسرا وہ عالم جبروت تھا
تیسرے ملکوت مین جلوہ کیا	دیکھا تب ارواح کو بس خوشنما	چشم نورانی مین اُن سب کو کہا	اور الست ربکم سب کو کہا
یعنی اس رہ سے بنایا آپ کو	کہ مین رب ہون تمھارا جان لو	سب نے اُس دم تب کہا قالو بلیٰ	یعنی تو رب ہے ہمارا اے خدا
صف بصف ہو کر اُسے سجدہ کیا	کھل گیا سجدہ سے سب اچھا بُرا	جس نے سجدہ اول و آخر کیا	وہ مسلمان اور مسلم ہوگیا
جس نے سجدہ ایک اول کو کیا	پہلے مسلم بعدہ کافر گیا	جس نے سجدہ ایک آخر کو کیا	پہلے کافر بعدہ مسلم گیا
دونون سجدون سے کہ جو حاصل ہوا	اول و آخر مین وہ کافر گیا	نور سے پھر نار کو پیدا کیا	نار سے پھر باد کو افشا کیا
بادسے پھر آب کو ظاہر کیا	آب سے پھر خاک کو ظاہر کیا	جسم آدم اُن سے پھر پیدا کیا	اور اس مین روح کو لا کر رکھا
اُس کو مسجود ملائک خود کیا	اور نفخت فیہ من روحی کہا	روح پیدا نور احمدؐ سے ہوئی	حق نے روح اپنی اُسے کیسے کہی
سجدہ پہلے روح نے کس کو کیا	کون مسجود ملائک پھر ہوا	پس ہوا ثابت کہ نور احمدیؐ	با صفات ذات روح آدم کی تھی
نور احمدؐ جبکہ نور حق سے ہے	روح آدم ہوگئی اللہ سے	نحن اقرب کہتا ہے وہ اسلئے	جسم آدمؑ گو کہ روح حق کی لگی
نور اللہ کا ہے نور احمدیؐ	نور احمد روح آدم کی ہوئی	حسن آدم زاد مین اُجلا ہی	جلوہ کرتا ہے بجانے پر کوئی
حسن کے جو رمز سے ہین آشنا	وہ ہین بیشک عاشقان مصطفےٰؐ	بھید اسکا اس غزل سے جان تو	تا صفائی ہووے تیری جان کو

غزل

محمد کی حقیقت کو ذرا جانا نہ پہچانا | خدا سے اُنکو باطن مین جدا جانا نہ پہچانا

سراپا جلوۂ حق ہیں وہ نور ذات مطلق ہیں — بشر کی شکل صورت میں گویا جانا نہ پہچانا
خدا کا نور احمدؐ میں بنا کر جسم کا پردہ — ترسٹھ سال دنیا میں رہا جانا نہ پہچانا
فرشتوں نے اُنھیں سجدہ کیا تو شکل آدم میں — مگر کچھ حسن کو اُن کے ذرا جانا نہ پہچانا
سنا حوروں نے پردہ سے اُس آواز اُسی کو — کہ کہتا کون ہے اس کو خدا جانا نہ پہچانا
احد کا بیخودی سے دیکھ تو تشکیل احمد کو — محمدؐ کو خودی سے گر جدا جانا نہ پہچانا
نظر کر حسن احمدؐ کو اے یوسف چشم معنی سے — زلیخا کی طرح گر ظاہرا جانا نہ پہچانا

الف صلوا علی اولی العزم | سید الانبیا و العجمی | بھیج لاکھوں درود اور سلام | اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

راوی لکھتا ہے کہ حسن عشق کا
جب کہ حسن و عشق کو ظاہر کیا
اس امانت کو اُٹھائیں ہم اگر
پر نہ جانا پہلے حسن و عشق کو
پیدا اُن کے دل سے حوا کو کیا
جیسے پہلے عشق کو تسکین ملی
مرد کی صورت اگرچہ خاص ہے
گویا آدم عشق و حوا حسن ہے
جبکہ حوا سے ہوئے آدم جدا
آدم عشق و حسن سے بالا ہوا
پیدا آدم عشق بازی کو ہوا
مصطفےؐ کو ظاہر اللہ نے کیا

نور اُس خالق نے جب پیدا کیا
اور ہر عالم سے کہیں اُسنے لیا
ٹکڑے ٹکڑے ہو ہمارا جسم و سر
کہ یہ کیا ہے چیز اور کیا اسے کہو
آنکا تب جنت میں آخر دل لگا
ویسے ہی اس شکل سے تسکین ہوئی
لیک عورت بھی اخص الخاص ہے
حسن سے عشق اسلئے رغبت رکھے
تب یہ بھید آخر کو آدم پہ کھلا
آدم حسن و عشق کا پتلا ہوا
ورنہ طاعت کو ملائک کم تھے کیا
اب کرے ظاہر خدا کو مصطفےؐ
اس غزل سے جان تو اس بھید کو

تب امانتدار اُس کے واسطے
آسمان و کوہ نے حق سے کہا
بوجھ بھاری تب وہ آدمؑ نے لیا
گرچہ جنت میں تھیں ساری نعمتیں
گویا اُن سے حق نے صورت حسن کی
اس لئے ہوتا ہے عورت کو حجاب
حسن جو کہ عشق کو مرغوب ہے
سارا عالم پیدا حسن و عشق سے
کہ جہان اس حسن کی خاطر بنا
عشق سے انسان ہوا ہی بس شریف
ہے وہ عشق و حسن نور احمدی
بھید حسن و عشق کا اُس پہ کھلا
تا سمجھے انسان کی کچھ قدر ہو

آک ہوا درکار تا کہ اُسکو دے
کہ یہ ہم سے بوجھ بھاری کب اُٹھا
آگے حق کے ظالم و جاہل ہوا
پر نہ تھیں آدم کو اس سے فرحتیں
پیدا کر کے عشق کو تسکین دی
مرد سے کہ حسن سے لاتا ہے تاب
مرد کو زن اس لئے محبوب ہے
جو نہ جانے وہ نہیں انسان ہے
اور کیا مجکو بھی جنت سے جدا
حسن سے انسان ہوا ہی بس لطیف
جسم میں کرتا ہے وہ جلوہ گری
جس کے رہبر انبیا و اولیا

غزل

شکل انسان میں چھپا ہے تن و جانان یا ہو — جلوۂ ذات خدا ہے تن و جانان یا ہو
اس لئے مظہر نیرنگ ہوا ہے عالم — رنگ میں رنگ ملا ہے تن و جانان یا ہو
مظہر نور خدا ہے جو محمدؐ کا ظہور — نور احمد سے بنا ہے تن و جانان یا ہو
چاند سورج کی ضیا سے ہے جہان سب روشن — کوئی کیا جانے کہ کیا ہے تن و جانان یا ہو

اب مجھے شک نہین اثبات ونفی پر اپنی
شمع فانوس مین روشن ہے بدن کے اندر
یوسفؔ اب چشم حقیقت کو ذرا کھول کے دیکھ

کلمہ گو یون سے بنا ہے تن وجانان یا ہو
نورمین نور بھرا ہے تن وجانان یا ہو
ذات حق جلوہ نما ہے تن وجانان یا ہو

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیا والعجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

راویون نے ہی روایت مین لکھا
شیث کو جبکہ وہ آدم سے ملا
نوحؑ کو ادریسؑ سے جبکہ ملا
جب کہ اسمعیلؑ نے پایا وہ نور
پاک پیٹ اور پاک پیٹھ انکی ہوئی
کیونکہ ظاہر پیٹ پیٹھ حضرت کہین

نور احمد منتقل ایسے ہوا
جانشین آدم کا اس کو کر دیا
اُس سے بیڑا پار نوحؑ کا ہوگیا
تب رہا آخر وہ قربانی سے دور
اور اُنھین کعبہ کی سرداری ملی
اپنے اجدادون کو جانو پاک ہین

یعنی جب کہ پہونچا وہ آدم تلک
شیثؑ سے جب وہ ملا ادریسؑ کو
نوحؑ سے جب پایا ابراہیمؑ نے
مطلب ہاشم وعبد اللہ تک
گرچہ دکھتے تھے وہ ظاہر کفر سے
حقیقت انکی جانے وہ کوئی

کر دیا آدم کو مسجود ملک
داخل جنت کیا ادریس کو
ہوگئی گلزار نار اُس نور سے
منتقل ہو کر وہ آیا ایک ایک
بر بقول مصطفےٰ وہ پاک تھے
کھل گیا ہے جب یہ سرِّ احمدی

غزل

نور احمدؐ کو جا بجا دیکھا
کہین تھا نوح اور اسمٰعیل
کہین تھا آمنہ وعبد اللہ

کہین شامل کہین جدا دیکھا
کہین جلوہ خلیلؑ کا دیکھا
اور کہین شکل مصطفےٰؐ دیکھا
کیون نہ ہو امن اسکی ای یوسفؔ

کہین آدمؑ تھا اور کہین تھا شیثؑ
کہین عبد مناف اور ہاشم
جبکہ عبد اللہ سے ہوا پیدا
آمنہ جا بلب مجتبےٰ دیکھا

کہین ادریسؑ باحیا دیکھا
اور کہین مطلب بنا دیکھا
خاص بندون کا پیشوا دیکھا

تا بعبد اللہ اجداد نبیؐ
گویا سب خاکے تھے اس تصویر کے

خوبصورت اور حسین آئے سبھی
اور محمدؐ رنگ اُن خاکون کے تھے

حسن احمد کا تھا یہ سارا ظہور
اس لئے مجمع نبی احمدؐ ہوے

کہ چمکتا تھا ہر اک سے آب نور
اس لئے مرجع نبی احمدؐ ہوئے

غزل

ظہور خدا ہے جو شکل محمدؐ
سمائی ہے اس شکل مین سب کی صورت

ہے ہمشکل سب کے تو وہ شکل محمدؐ
ہے مجمع نبی دیکھو شکل محمدؐ
کھلے حسن کا راز اسپر ای یوسفؔ

بنائین بہت صورتین انبیا کی
صفات انبیا اُنکی اسمین ہی ظاہر
کہ آنکھون مین جسکی ہو شکل محمدؐ

نبی تب وہ آخر کو شکل محمدؐ
کہ منبع ہے سب کی وہ شکل محمدؐ

ایک صوفی معترض سنکر ہوا
جزو مین کل ہرگز آسکتا نہین
گر رہا باہر تو نور احمدیؐ

نور احمدؐ منتقل کیون کر ہوا
بحر قطرہ مین سما سکتا نہین
آیا آدم مین وہ تھوڑا نہ بھی

نور احمدؐ سے تو سب عالم بنا
نور وہ گر جملہ آدم مین گیا
جسم احمدؐ مین وہ نور احمدیؐ

نور احمد کیسے آدم مین گیا
باہر عالم کیسے آدم سے گیا
ناقص اس عالم مین آئے کیا ابھی

جان تو اس بات کو اے مدعی
نور کی تقسیم سے نے ہوتی کبھی

جو بسیط ہو وہ نہیں قسمت پذیر
تیری کج فہمی ہے اے نادان فقیر

نور احمد کا تھا با جملہ صفات
تھے شیونات اور اعیان اسکے سات

ہر شیونات اس سے باہر ہو گیا
نور احمد اُس کے اندر ہو گیا

جیسے اندر نور ہے خورشید کے
اور نکلا نور ہے خورشید سے

قرص خور کی کچھ نہیں قسمت ہوئی
پہ حقیقت مصطفےٰ کے نور کی

یا کہ خط نقطہ کے اندر ہو نہان
نقطہ پنہان ہو جو خط ہوئے عیان

تاکہ ہمراہی ہے روغن شیر کے
اور نہیں کچھ شیر سے روغن جدے

لیکن آدم سے وہ نور احمدی
مصطفےٰ کے جسم تک آیا سبھی

ہاں شیونات اُس سے ظاہر ہو گئے
جو کہ اندر تھے وہ باہر ہو گئے

بھید اسکا آنکھ کی تل اٹھی
یہ وہ جانے چشم باطن جب کھلے

اس غزل سے جان تو اس راز کو
تاکہ راز حق سے واقف کچھ تو ہو

غزل

گلاب ریز تھا پہلے گلاب کے اندر
گلاب پیش ہے اب تو گلاب کے اندر

حباب سب کی نظر میں ہے آب کے اندر
ہے آب دیدہ میں اپنی حباب کے اندر

یہ قال حال فقیروں کا حال قال نہیں
کہ حال قال نہیں ہے کتاب کے اندر

خدائی کیوں نہیں حاصل ہو خاکسار و نہیں
بھرا ہے گنج خدا بو تراب کے اندر

خدا کی باتیں وہ کرتا ہے ہم سے در پردہ
ہمیں کچھ اور ہی شک ہے حجاب کے اندر

عذاب ہو گئی دنیا ہوا ہے جنت میں
پڑے ہیں شیخ جی اچھے ثواب کے اندر

جفائے دوست سے یوسف عزیز مصر ہو
خطاب ملتا ہے آخر عتاب کے اندر

یہ روایت فاطمہ زہرا سے ہے
تھی میں خدمت میں رسول اللہ کے

آپ نے از راہ شفقت کے اٹھا
اپنا عمامہ میرے سر پر رکھا

چشم باطن اُس سے میری کھل گئی
کشف عالم ہو گیا مجھ پر سبھی

دیکھا میرا جسم کل عالم میں ہے
ناری اور ساری نہ خاکی کوئی ہے

جبکہ آل مصطفےٰ کا ہو یہ حال
پھر رسول اللہ میں کیا قیل و قال

غزل

جب آنکھ کھل گئی مجھے وحدت نظر پڑی
باطن میں احد و احمدی صورت نظر پڑی

کہتا ہے اب حباب یہ دریا سے دمبدم
کھلتے ہی آنکھ کے تری عظمت نظر پڑی

مرنے کے بعد زندگی جاوید کی ملی
جاتا تھا زندگی جسے غفلت نظر پڑی

ڈوبا پڑا ہے بحر میں وحدت کے سے جہان
گرچہ مثال موجوں کی کثرت نظر پڑی

خود کو فنا کیا تو دکھا نور مصطفےٰ
یوسف جہان کی یہ نہایت نظر پڑی

الف صلوا علی الاولی العربی
سید الانبیاء و العجمی

بھیج لاکھوں درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ عبد اللہ کو ہو چکا شباب — نور احمد سے ہوا ایا آب و تاب
یوسف ثانی تھا گویا حسن مین — مصر کی سب تھین خریدار عورتین
وہب نے تب چاہا عبد اللہ کو دون — چاند کو سورج سے مین باہم کرون
شادی عبد اللہ کی کرنا ہے ضرور — مفسدہ تا عورتون کا ہووے دور
ہو گئین سو جان سے عاشق اپنی وہ — دیکھا اُنہین جو ظہور حسن کو
جس کے مان اور باپ ایسے ہون حسین — کیون نہو محبوب رب العالمین

عورتین کرتی تھین اکثر خواہشین — کہ نکلے اُس ماہ انور سے کرین
آمنہ تھین جو کہ بیٹی وہب کی — حسن مین لاثانی دولت سے غنی
جبکہ عبد المطلب نے یہ سنا — اپنی بی بی فاطمہ سے بس کہا
وہب کے یان فاطمہ جبکہ گئین — آمنہ کو دیکھا از بسکہ حسین
مانگی لڑکی وہب بھی راضی ہوا — دونون نے سامان شادی کا کیا
کیونکہ حسن و عشق کی وہ اصل مین — نور اللہ مین بباطن وصل مین

غزل

محمد سا کوئی نہین خوبرو ہے — کہ یوسف کو جسکی بہت جستجو ہے
محمد کے یان پر ہین سارے تماشے — خدا کے یہان ہمنے دیکھا ہو بہو ہے
حقیقت سے جو دل ہے آگاہ یوسف

کوئی ہمکلام اُنسے کیا منہ کہ ہووے — کلام خدا اُنکی سب گفتگو ہے
لبھاتی ہے دل کو یہ آواز کس کی — خوش آواز ثانی ہے نے خوش گلو ہے
وہ ہر گل مین پاتا محمد کی بو ہے

الف صلوا علی ادنی العربی — سید الانبیاء و عجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض کہ شادی عبد اللہ کی — آمنہ خاتون سے جبکہ ہوئی
جبکہ باہم مل گئے وہ نیرین — جوش حسن و عشق آیا جانبین
جب کمال آتا ہے حسن و عشق کو — راز کھلتا ہے نہین چھپتا ہے وہ
یعنی وہ نور محمد مصطفےٰ — جو کہ مطلق تھا مقید ہو گیا
چاند مین سورج سے جو آتا ہے نور — انکی ظلمت کو وہ کر دیتا ہے دور
سارے بت روے زمین کے گر گئے — خود ہی منہ خجلت سے انکے پھر گئے
آمد آمد جب ہوئی اس شاہ کی

مر گئین اکثر عرب کی عورتین — رشک سے جنکو کہ تھین یہ خواہشین
عشق نے چاہا کہ ہو پردہ دری — حسن نے چاہا کہ ہو پوشیدگی
بس نتیجہ ہو گیا اُسکا عیان — عشق کیہرے حسن صغری تھا نہان
بس نکلکر پشت عبد اللہ سے — آمنہ خاتون مین آیا جسم لے
کفر کی ظلمت کو بس اس ماہ نے — دور زائل کر دیا آفاق سے
نور سے معمور عالم ہو گیا — اور ہر اک جنت کا دروازہ کھلا
اک بہار عالم نو پیدا ہو گئی

غزل

عشق احمد کیون نہووے دل پہ طاری اندنون — باغ حق مین چل رہی باد بہاری اندنون
تنگ ہی ہے آنکھ اُس کو نرگس بیمار کی — چشم حیران سے ہے ظاہر انتظاری اندنون
آئینہ رویون مین دکھتا ہے جو عکس روے یار — کیا لگا تیر نگہ اب دل پہ کاری اندنون
یاد ہم تمکو کرین اور تم نہ پوچھو کچھ ہمین — رہ گئی کیا یہ ہی صاحب وستداری اندنون
پوچھتا کوئی نہین حال زلیخا مردہ دل — حسن یوسف کا ہے چرچا یا نہ جاری اندنون

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
حاملہ جب آمنہ خاتون ہوئی	پانی برسا اور گرانی سب گئی	اُس برس ہر ایک کے لڑکا ہوا	اور درخت خشک میں میوہ لگا
پر سفر دنیا سے عبداللہ نے	آپ سے پہلے کیا افسوس ہے	رنج تھا سب کو ہوئے حضرت یتیم	گرچہ رکھتا قدر ہے دُرِّ یتیم
پر خدا کی اسمین حکمت تھی نہان	کہ نہ رکھتا باپ کو اندر جہان	ظاہر الحکمت یہ تھی کہ زندگی	بس تھی عبداللہ کی نور احمدی
رحم مادر مین جب آئے وہ رحیم	مرگئے مرحوم باپ اور خود یتیم	گویا نور احمدی سے جیتے تھے	جان کی جا نور احمد رکھتے تھے
راز گر میلاد احمد کا لکھون	سامعین کو ہوئے حیرت اور جنون	خوب کہتا ہے یہ راز معنوی	پردہ میلاد مین تو یوسفی

غزل

میلاد محمد کا بیان ہو نہیں سکتا	اک راز نہان ہے کہ عیان ہو نہیں سکتا
دل چہتا ہی محفل مین بیان کچھ تو کرون راز	پر کیا کرون ہمرازِ جہان ہو نہیں سکتا
پروانہ کے مانند جلا عشق نبی مین	پر شمع صفت راز نہان ہو نہیں سکتا
جون اہل عرب کرتا مین میلاد کی محفل	پر کیا کرون افسوس نہان ہو نہیں سکتا
میلاد نبی مین کہا کل راز حقیقت	اب اس سے سوا ذکر زبان ہو نہیں سکتا
دل زندہ کیا کرتی ہے تذکیر محمد	پر تجھ سے ہمیشہ مرِ جان ہو نہیں سکتا
میلاد کے پردہ مین وہ لکھتا ہو حقیقت	یوسف کی طرح ہمسے بیان ہو نہیں سکتا

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
آمنہ کہتی ہین مجکو حمل کے	چھ مہینے تک نہ کچھ آثار تھے	خواب مین دیکھا کہ کہتا ہی کوئی	حاملہ تو فخر عالم سے ہوئی
جبکہ پیدا ہو تیرے طفل نکو	بس محمد نام رکھنا اس کا تو	حمد بس ثابت محمد پر ہوئی	کہ یہ کل تعریف ہین اللہ کی
آگہی ہوتی ہے جو تعریف سے	مصطفے پہچان حق کی ہو گئی	اس لئے اللہ نے از خود رکھا	نام اُنکا بس محمد مصطفے
صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا	کون کرتا ہے یہ تعلیم و ہدا	کیونکہ یہدی اللہ کہتا ہی خدا	مت ہدایت جانو تم حق کے سوا
مہ ربیع الاول آیا اور ہوا	بارھوین تاریخ جو دن پیر کا	عالم افلاک مین ہل چل پڑی	عالم جنات مین کھل بل پڑی
جنتوں کے سارے دروازے کھلے	دوزخون مین قفل بھاری پڑگئے	بس منادی اور ندا کرنے لگا	کہ خبر دار آگئے ہین خیر الورا
اور فرشتون کے لگے سب جانور	دینے آپسمین ہر اک کو خوش خبر	آسمان ٹھہرا ہوا بس رک گئی	تھم گیا پانی و آتش بجھ گئی
آسمان پر سب ستارے تھم گئے	اور نحوست سے وہ بالکل چھٹ گئے	با ہزاران شوکت و جاہ و جلال	اور لاکھون تمکنت و عز و کمال
احمد مرسل محمد مصطفے	سید عالم مین ہوئے صل علی	اُٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

غزل

طلوع مہر نبوت سے خوش جہان ہے آج — شعاع نور سے اُس کے پر آسمان ہے آج
فضائے عرش برین کیون نہووے عرش برین — کہ لامکان کا مکین صاحب مکان ہے آج
جہان کیون نہین گھر کو خدا کے اب پوجے — خدا کے گھر مین جو میلاد شہ جہان ہے آج
سنا ہے جبسے کہ پیدا ہوے رسول خدا — خوشی سے پھولا سماتا نہ انس و جان ہے آج
سیاہی کفر و ضلالت کی کب رہے باقی — نبیؐ کے نور سے معمور دو جہان ہے آج
جہان مین جو کہ دکھاتی ہے صورت رحمت — خدا تمام خلائق پہ مہربان ہے آج
درود بیٹھ کے اب پڑھ تو اس جگہ یوسفؔ — ظہور نور محمدؐ کا جو بیان ہے آج

صل یا رب علی خیر الانام — الف مرة ثم مثلها السلام
بھیج تو یا رب درود ہم سلام — مصطفےٰ پر آل پر اُنکی مدام

مبارکباد

جلوۂ مصطفےٰ مبارک ہو — رحمتِ کبریا مبارک ہو
تیرہ واللیل سے ہوا پیدا — نور شمس الضحیٰ مبارک ہو
ہاجرہ آمنہ سے کہتی تھین — تجھ کو بچہ ترا مبارک ہو
مطلب سے ہر ایک کہتا تھا — احمد مجتبیٰ مبارک ہو
گھر مین اللہ کے ہوا پیدا — مالک دوسرا مبارک ہو
دوست خوشحال دشمنان پامال — ہے یہ میری دعا مبارک ہو

آئے عالم مین جو شہِ والا — جشن میلاد کا مبارک ہو
نخل امید مین ثمر آیا — مرحبا مرحبا مبارک ہو
زچہ گیری ہر ایک گاتی تھی — پھولو پھیلو سدا مبارک ہو
نام ہاشم کا اس سے چمکے گا — یہ دُر بے بہا مبارک ہو
باغ دنیا کا ہو تر و تازہ — ہے یہ بادِ صبا مبارک ہو
مانگ اسوقت یہ دعا یوسفؔ — تیرا میلاد تا مبارک ہو

سلام

السلام اے بادشاہ دوجہان — السلام اے سرورِ کون و مکان
السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے مقتدائے مرسلین
السلام اے نور اللہ السلام — السلام اے عرش کے مہ السلام
عشق دنیا مین میرا حامی بنے — عشق عقبیٰ مین میرا حامی بنے
عشق کے ہمراہ دنیا سے چلون — عشق کے ہمراہ مین تُسے ملون
عشق سے ہون یار میرے باصفا — عشق سے ہو آل میری باوفا
الف صلوا علی اولی العربی — لو سلام اب یا محمد لو سلام
سید الانبیاء و العجمی

السلام اے انبیا کے پیشوا — السلام اے اولیا کے رہنما
السلام اے شافع روز جزا — السلام اے حامی اہل سزا
عرض اس بندے کی اب ہووے قبول — حسن کی ہووے دیدار رسول
عشق دنیا مین مجھے رکھے عزیز — عشق عقبیٰ مین مجھے دیوے تمیز
عشق دنیا مین مراد لدار ہو — عشق عقبیٰ مین مراد یدار ہو
عشق یوسف کو کرے اُنکا عزیز — حسن یوسف کو کرے یا انکا عزیز
آپ پر یوسفؔ کا ہو ہر دم سلام
بھیج لاکھون درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ دنیا مین محمد مصطفےٰ
دین کے نقارے عالم مین بجے
دور ظلمت کی خزان ہوئی اکبار
تین شخص آئے وہان پر غیب سے
جامہ پہنا کر کے حضرت سے کہا
صاف آلایش سے دنیا کی اُسے
جسم نورانی ہے شعلہ شمع کا
اس طرح تھا جسم احمدؐ کا حلیم

جلوہ فرما آئے با عز و علا
احمدی جھنڈے سے کفر بیجا ہوئے
مہ ربیع کا آیا اور چمکی بہار
طشت جامہ اور صراحی کو لئے
علم اول آخر اب تم کو ملا
ظاہر و باطن کیا اللہ نے
شعلہ کٹ سکتا نہین ہے ظاہرا
علم دیتا تھا خدا کا وہ کلیم
یہ غزل پڑھتا تھا ہر اک شوق سے

نور سے معمور عالم ہو گیا
آگ فارس کی قدیمی بجھ گئی
یہ روایت آمنہ خاتون سے ہے
پس محمدؐ کو بٹھا کر طشت مین
یعنی آب نور سے اُس نور کا
جسم اطہر شمع کی مانند تھا
خانۂ تاریک کو روشن کرے
ورنہ پاک آیا تھا تن اُنکا یہان
جو محمدؐ پیدا عالم مین ہوئے

کفر کی ظلمت کو زائل کر دیا
بحر ساوا کی گئی بالکل تری
کہ محمدؐ جس گھڑی پیدا ہوئے
سات بار اُن سے نہلایا غسل
غسل دیکر جسم نورانی کیا
اس لئے نکلا تھا پتلا آپ کا
علم ہر اک شے پہ ہر اک کو دے
غسل کی حاجت نتھی اندر جہان

غزل

غسل گل آج ہے گلشن مین خبر آئی ہے
شادیانون کے بجانے کی یہ نوبت پہونچی
گل کھلا ہے یہ عجب آج خدا کے گھر مین
انگلیان چٹکیں جو کلیون کی بلائین لیتے
سرو قد باغ مین شمشاد کھڑے ہوتے ہین
گلشن آباد ہوا اس سے کہین مرغ چمن
مانگ یوسف تو دعا گل کے سدا کھلنے کی

گل مین شبنم کو بسا کر کے صبا لائی ہے
کہ چمن مین گل شبو کی بھی شہنائی ہے
گویا گلشن مین نئے سر سے بہار آئی ہے
زال دنیا نے کہا عمر کی افزائی ہے
قمریون نے یہ غزل شوق سے جب گائی ہے
کہ سدا ہم نے جو گلشن مین ہوا کھائی ہے
آجکل تیری خدا کے وہان شنوائی ہے

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء دا العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ کی پھوپھی صفیہ کہتی ہین
دوسرے پھر آپ نے کلمہ پڑھا
چوتھے نہلانا جو چاہا تو سنا
اور چھٹے مہر نبوت پشت پر
امر رب فرمان تن مین ہے جڑا
تاکہ اس فرمان تن کو دیکھکر

کچھ عجب چیزین دکھین اُس انجمن
اشہدان لا الہ کو کہا
کہوے کوئی پاک آیا مصطفےٰ
صبح کے تارہ کی مانند جلوہ گر
قول حضرت تب کلام اللہ ہوا
لائین سب ایمان رسول اللہ پر
راز اس مولود کا اس پر کھلا

ایک یہ کہ سجدہ حضرت نے کیا
تیسرے اک نور نے جلوہ کیا
پانچوین ختنہ کئے تھے مصطفےٰ
گویا یہ فرمان حق پر مہر تھی
جسم اک فرمان نبوت کا ہوا
کھل گیا یہ جسکے اوپر حسن نور
مصطفےٰ کا جو کہ عاشق ہو گیا

اُمتی یا اُمتی اول کہا
آمنہ کا گھر اُس سے روشن ہوا
اور نال اُنکا تھا قدرت سے کٹا
روح تن مین امر رب جو ہوئی
اس سند پہ مہر کرتا ہے خدا
وہ ہی مومن اور منافق اس سے دور

غزل

ہے مولود احمدؐ سنانے کے قابل — یہ دولت نہین ہے چھپانے کے قابل
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو ہمارے — دکھا دو مین گر ہون دکھانے کے قابل
نہ دیکھی کبھی ایسی صورت پیاری — یہ صورت ہے یارو لبھانے کے قابل
چلو آج محفل مین جھانکین نبیؐ کو — یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل
شفا اپنے یوسف کو دو یا محمدؐ — مرض اب نہین ہے بڑھانے کے قابل

والصلوٰۃ علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راوی لکھتا ہے جب آئے مصطفےؐ	غیب سے آتی تھی ہر دم یہ ندا	دودھ اپنا جو پلائے اب انھین	دیر مج دنیا کی وہ پائے نعمتین
تب لگے آپس مین لڑنے سب چرند	اور لگے تکرار کرنے سب پرند	غیب سے آواز آئی مت لڑو	یہ ملی دولت حلیمہ سعد کو
ہے یہ ثابت دودھ حضرت نے پیا	سات دن تک آمنہ خاتون کا	بعدہٗ بی بی حلیمہ کا پیا	اور وطن سے بھی ہوے وہ خود جدا
تاکہ غربت اور یتیمی سے بڑھے	مرتبے اُس گوہر شہوار کے	اور حلیمہ کا پیا دودھ اس لئے	تا حلیم الطبع وہ سلطان بنے
کیونکہ ہوتا ہے اثر بس دودھ کا	تن کو جو ہو دودھ سے نشو و نما	دودھ سیدھی چھاتی کا خود ہی پیا	اور اُلٹی کا رضاعی کو دیا
سیدھی چھاتی سے پیا دودھ اسلئے	تاکہ قوت روح کو اُس سے ملے	کہ اثر ہے روح کا سیدھی طرف	اور اثر ہے نفس کا اُلٹی طرف
روح کو جو پرورش منظور تھی	نفس سے اُسوقت مین تھی دشمنی	دو مہینے کے محمدؐ جب ہوے	گھٹنون گھٹنون آپ بس چلنے لگے
تین مہ کے خود کھڑے ہونے لگے	چار مہ کے پانٔون سے پھرنے لگے	چھ مہینے کے لگے بس دوڑنے	دس مہینے کے لگے بس کھیلنے
تھا عناصر کی یہ کوشش سے عیان	کہ انھین اکدن مین کر دیجیے جوان	بشریت پیش نظر تھی اس لیے	ایک دن مین ایک برس کی رہ چلے
بات کرنے کا ارادہ جب کیا	کلمۂ توحید کو پہلے کہا	جب کہ قوت نطق کی پیدا ہوئی	نام پر حق کے زبان گویا کھلی
کیون کلام حق نہو انکا کلام	کہ نکلتا اُنسے حق ہے لاکلام	بس اثر ہے نام مین اُنکے بھرا	کہ کرے بیتاب ہر اک کو سدا

غزل

زبان سے نام احمدؐ کا مرے جسدم نکلتا ہی — ہوا سے شوق سے سنکر ہر اک کا دم نکلتا ہی
نہ جانا عیب اُسکا یہ کسی نے جسم انسان مین — احد احمدؐ سے دم مین کس طرح باہم نکلتا ہی
جون کو راستی پر کھینچکر اسلام لاتا ہے — کہ جیسے زلف کا شانہ مین بل او خم نکلتا ہی
کلام حق سب جو کلمہ کہ انکے منھ سے نکلا ہی — تو اُس کلمہ کا معنی ہر کسی سے کم نکلتا ہی
زلیخا کیطرح دیکھو نہیں جو بز عشق احمدؐ مین — نگلی کوچہ مین جو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
تیسرا جب کہ برس پورا ہوا	بی حلیمہ سے یہ حضرتؐ نے کہا	بھائی میرے دنکو جاتے ہین کہان	بولی جاتے ہین چرانے بکریان
بولے مین کمتر ہو نہین اب ؐ نے کیا	کہ نہ مجھسے کام یہ تم نے لیا	عذر وحیلے آپ نے از بسکہ کیے	نے اُنھون نے مانا ساتھ اُنکے گئے
پس چرائین ایک مدت بکریان	بھید اسکا کب کسی پر ہی عیان	فعل اکثر انبیا نے یہ کیا	بھید اللہ کا ہے امین بس بھرا
ظاہرا تعلیم ہے کہ سیکھ لے	اس طرح اُمت کی چوپانی کرے	شرع کی لاٹھی سے تابز دل گرین	اور چراگاہ جنان کی راہ لین
کیونکہ انسان بھی رکھے ہی بہتر حال	ایک کو دیکھ ایک کرتا ہے خیال	ایک دن آیا حلیمہ کا پسر	رویا اور بولا کہ جلدی بے خبر
لے گئے دو شخص آکر کوہ پر	اور کیا احمدؐ کا بس شق صدر	جب حلیمہ پہونچی اور دیکھا اُنھین	رنگ زرد اور دیدۂ حیران کھین
پوچھا کیا ہی حال ای بچہ تیرا	مصطفٰےؐ بولے ای مادر مشفقہ	آسمان سے آنکر دو شخص نے	شق کیا سینہ مرا اس کوہ پے
دل کو دھویا آب رحمت سے میرے	اور کیا بس پاک دنیا سے مجھے	یعنی دل سے کی سیاہی کو جدا	اور دل مین نور کو میرے بھرا
اور کہا حصہ یہ تھا شیطان کا	وسوسہ شیطان کا تم سے گیا	ہاتھ پھیرا جبکہ سینہ پر مرے	چاک سینہ مل گیا چھوڑا مجھے
پس خدا نے صاف دل انکا کیا	تا بخوبی ہووے جلوہ حسن کا	کیونکہ برقعہ خاک کا گر ہو کثیف	نور باہر کیسے ہو شمع لطیف
اس لئے فانوس تن کو بس ملا	تاکہ اُس مین حسن کی ہو جے جلا	عشق کو اُس سے فزون لذت ملے	اور جہان اُس نور سے روشن ہے
اس لیے حسن ملیح مصطفٰےؐ	کرتا تھا بے چین سب کو ظاہرا	اور حس کی چشم باطن بھی عیان	غیب نے دیکھی تھی انکو بس نہان
اس لیے حضرتؐ نے بھی ظاہر کیا	کہ انا احمدؐ بلا میم اس جگہ	بھید اسکا اس غزل سے جان لو	کہ وہ فرماتے ہین راز عشق کو

غزل

مردم چشم خدا ہون متنا ہا یا ہو	دیدہ حق جلوہ نما ہون متنا ہا یا ہو
تار تنبور ہون دم سے مین بدن مین گویا	دست قدرت سے بجا ہون متنا ہا یا ہو
مین خود آمین ہون خدا مجھ مین ہی ظاہر باطن	ذات مطلق مین بنا ہون متنا ہا یا ہو
عکس آئینہ ہون اور صورت آئینہ ہون	کہ فنا اور بقا ہون متنا ہا یا ہو
فرق نقطہ کا مین رکھتا ہون ای یوسف لیکن	نہ خدا ہون نہ جدا ہون متنا ہا یا ہو

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
جب برس پچیس کے حضرتؐ ہوئے	حسن کا آیا شباب اُس ماہ پے	خط کا ہالہ چہرہ پر پڑنے لگا	بدر کامل وہ قمر ہونے لگا
پس ابو طالب نے کی اک دن صلاح	عاتکہ سے مین کرون انکا نکاح	بولے بوطالب محمد مصطفٰے	گر رکھین تکلیف اپنے پر روا
کہ خدیجہ کا تجارت کے لئے	مال جاتا ہے جو جانب شام کے	مصطفٰےؐ راضی ہوا امر بات پے	اور خدیجہ پاس بلوائے گئے

پس خدیجہ نے جو دیکھا آپ کو میسرہ کے ساتھ بھیجا شام کو	سب علامات نبی پہچانی وہ تا امیدون کی میسر صبح ہو	ہوگئی سو جان سے عاشق آپکی ہوگئین بیتاب دیکھ اُس حسن کو	لیک حکمت کیلئے خدمت یہی یہ غزل پڑھتی تھین صبح و شام وو

غزل

مجھ کو جلوہ دکھادیا کس نے مثل بجلی کے خاک کا پتلا	آئینہ سا بنا دیا کس نے تار دم سے بجادیا کس نے جون زلیخا کے مین تڑپتی ہون	جام وحدت پلا دیا کس نے اُس کے ابرو نے کردیا گھائل حسن یوسف دکھادیا کس نے	مجھ کو بیخود بنا دیا کس نے غنچہ اُس کو لادیا کس نے
الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
شام سے واپس جب آئے مصطفےٰ دیکھے از بسکہ خوارق آپ سے عشق کو اُس حسن سے غلبہ ہوا اُس جگہ پر عکس ہے یہ ماجرا جان تو اس بات سے کہ مصطفےٰ نور احمدؐ جو کہ حسن و عشق ہین پس محمد مین یہ دونون صفت ہین	میسرہ نے حال سب آکر کہا اور ہوے ظاہر عجائب ماجرے وصل کا پیغام تب بھیجنے لگا کہ ہوا مطلوب طالب ظاہرا ہین حبیب اللہ محبوب خدا اسلیے حبیب اللہ اُنکو کہے گاہ معشوق اور گہے عاشق ہین اس لیئے عاشق خدیجہ ہوگئی	کہ تجارت مین ہوا بس فائدا پس خدیجہ میسرہ سے خوش ہوئین گرچہ صورت حسن کی ہین عجب ترین بھید اسکا کیا لکھون ای سامعین عاشق و معشوق ہوتا ہے حبیب اور رکھتے ہین حبیب اُس دوست کو بلکہ اُمت کے سب اُنکے اولیا آخر اُنکی شادی احمدؐ سے ہوئی	برکت اُنکی سے کہون کیا ماجرا کردیا آزاد بس اُسکے تئین اور شکل عشق رکھتے مرد ہین کہ مقابل مین ہے رب العالمین مصطفےٰ رکھتے ہین یہ صفت عجیب کہ وہ اک جان ایک قالب رکھتا ہے عاشق و معشوق ہوتے ہین سدا

غزل

احد احمد مین ملا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا	بس خدائی مین خدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
دل شکستہ مین فقیرون کی خدا کو پایا	لعل گدڑی مین چھپا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
فرق نقطہ کو کہا کرتے ہین تل اوٹ پہاڑ	یون خدا سے مین جدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
کھل گیا راز محمدؐ مین خدا کا سب کچھ	کہ حبیب ان کو کہا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
حسن یوسف سے کھلی آج حقیقت ہمکو	مظہر حسن خدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
عمر ہوئی جبکہ برس چالیس کی	تب اُنھین خواب صحیح آنے لگی	کیونکہ ہین چالیس دن انسان کے	پرورش مین جسم کے ہر جائے پہ

یعنی مضغہ اور علقہ اور جنین
ہوتے ہر چالیس دن مین کانین

اس لئے چالیسوین سال آپ کو
مرتبہ پہونچا نبوت کا سنو

ایک دن غار حرا مین جبرئیل
آپ کے پاس آئے لے وحی جلیل

تب دبو چالے بغل مین آپ کو
تین بار اور یہ کہا اقرا پڑھو

اس کو کہتے ہین توجہ صوفیان
کہ اثر روحی ہو جان کے درمیان

کی توجہ تین دن جبرئیل نے
تھی وہ پہلے اسکا سی آپ پے

بوجہ سے وحی کے بدن لرزان ہوا
اور ترسان گھر کو آئے مصطفےٰ

نعمت باطن کو ایسے اولیا
دیتے ہین اپنی توجہ سے سدا

اس غزل سے جان تو اس راز کو

اور رہا تب عمر کے چالیس سال
ہین ہر اک درجہ مین تا پائے کمال

آپ جو غار حرا مین پیشتر
کرتے تھے جا کر عبادت رات بھر

اور کہا کہ تم پڑھو یا مصطفےٰ
آپ بولے مین ہون امی بے پڑھا

آپ نے اسوقت اقرا کو پڑھا
پر تمام اندام مین لرزہ پڑا

اسکو یون لکھتے ہین شہ عبد العزیز
اُن کی جو تفسیر ہے فتح العزیز

اور اتفاقی تھی پس وہ دوسری
اور وہ تھی اتحادی تیسری

بس ملا تاج نبوت آپ کو
اور رسالت کا بھی خلعت آپکو

اُسکو کہتے ہین نظر اور دم عوام
یہ تصرف روح کا ہوا ہو غلام

کون سمجھے ہے نیاز و راز کو

غزل

دم سے بسا ہے ملک خدا کا تو دم سمجھ
آدم اسے نہ سمجھے تو جا تو ہے کم سمجھ

کرتا ہے کون تجھسے یہ در پردہ گفتگو
بجتے ہین کان تیرے نہ باز یر بم سمجھ

آنکھین دکھاتی ہین جو تماشا خدائی کا
گر دیدہ تجھ کو ہے تو اسے جام جم سمجھ

بت کو شریک حق کا سمجھتے ہین کلمہ گو
پر یہ کلام حق ہے کہ حق کو صنم سمجھ

آرام گر تو چاہے ہمیشہ عدم مین ہے
یوسف وجود ہستی کو اپنی عدم سمجھ

الف صلوٰۃ علی اولی العربی
سید الانبیاء والعجمی

بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہین جو راویان باخبر
ظاہر ہین معراج کے اکثر اثر

مرتبہ اُن کو بڑھانے کے لئے
حق نے بلوایا انھین اسواسطے

اصل مین یہ عشق کی معراج ہی
تم سنو کہتا ہون راز عشق سے

اور ہر اک عالم مین ہر اک رنگ سے
بس اٹھائے عشقبازی کے مزے

جیسے معشوقون کو عاشق اپنے گھر
لاتے ہین با عز و جاہ و کر و فر

ایک نقطہ یاد آیا اس سبب سے
لکھتا ہون مین عاشقون کے واسطے

بحر کوزے مین سما سکتا نہین
جزو پے کل ہرگز آسکتا نہین

کہتا عالم ہے کہ معراج نبیؐ
آسمان پر جسم سے ظاہر ہوئی

قول دونونکا صحیح اور ایک ہے
ہے تنازع لفظی یہ طرفین سے

پر حقیقت مین ہے یہ اس طور سے
کہ محمدؐ جب نبوت پا چکے

کہ نبیؐ کو آگہی ہو وے تمام
اور پہچانین انھین سب خاص و عام

یعنی شاہ عشق نے حسن نبیؐ
پیدا کر کے اسکو دی جلوہ گری

عشق کو بے وصل کب تسکین ہو
بس بلایا اپنے گھر محبوب کو

عظمت اپنی ہین بتاتے اسلیے
تا کہ ہو محبوب اغنب جان سے

صوفی کہتا ہے کہ جسم احمدی
کیسے آیا آسمان پر اے اخی

سیر باطن مین یہ احمدؐ کو ہوئی
ظاہر اک بے یہ معراج نبی

کیونکہ جز ہے جسم جز پر جز گیا
نور کل تو جسم کے اندر رہا

نور احمدؐ کل ہے ایک جسم جہان
جسم احمد اُس مین ہے مانند جان

اسلئے سایہ نہین احمد کا تھا	کہ نہین ہوتا ہی سایہ جان کا	سیر جان نے جسم عالم مین کری	اس طرح تو جان معراج نبیؐ
جیسے اک مہتاب دیکھے تاب مین	ایک دیکھے تاب کو مہتاب مین	دیکھے اک مہتاب کو نایاب مین	دیکھے پھر بی تاب اک مہتاب مین
بس بھرے ہے کون کہکے درمیان	جان تو یہ بھید تا ہوئے عیان	کیونکہ کل مہتاب جز ہی اسکی تاب	تاب مین دکھتا ہی ظاہر ماہتاب
ورنہ ہی مہتاب کے اندر یہ تاب	ظاہر و باطن کا ہی یہ پیچ و تاب	اس طرح جسم نبیؐ عالم مین ہی	ورنہ سب عالم ہے اندر جسم کے
جوکہ صوفی دیکھتا ہے باطنا	اور عالم دیکھتا ہے ظاہرا	بس یہ جانے باطناً معراج کو	اور وہ جانے ظاہرا معراج کو
	ظاہر و باطن کو جو کہ جان لے	اُس کو معراج محمدؐ ایک ہے	

غزل

اے نور تیری عرش پر ہے ذات کی جلوہ گری	اور صفاتین فرش پر تیری کرین پیغمبری
تو آفتاب اولین اور ماہتاب آخرین	روشن ہوئی تجھ سے زمین تو عرش کا ہی مشتری
ہے نور سے تیرے جہان سارا زمین و آسمان	تو مبدہ کون و مکان تجھکو ہی سب سے برتری
دیکھا ہے مین نے سب کہین اکثر حسینون کے تئین	تجھسا کوئی انسان نہین تو حور ہی یا ہے پری
اے آفتاب اولین اے ماہتاب آخرین	یوسفؔ غلام کمترین سب پر ہے تیری سروری

الغرض صلوا علی اولی العربی	**سید الانبیاء و العجمی**	**بھیج لاکھون درود اور سلام**	**اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام**
لکھتے ہین بس راویان رازگو	ہر قسم پر قصۂ معراج کو	مغز اُس قصہ کا یان لکھتا ہون مین	تا کہ خاص و عام اسکو جان لین
ایک شب ماہ رجب مین مصطفےٰ	ام ہانی کے یہان بعد از عشا	لیگئے تشریف تھے آرام کو	خواب مین تھے با دل بیدار وہ
حکم پہونچا دفعۃً جبرئیلؑ کو	احدیت سے کہ تو اب تیار ہو	آجکی شب چھوڑ طاعت اپنی تو	اور باندھ اپنی کمر خدمت کی تو
حکم آرائش کا دے ہر ایک کو	کہ ہر ایک آراستہ ہر جائے ہو	آسمان کو کر تو اب آراستہ	اور ہر اک جنت کو کر پیراستہ
پہنے طاؤسی پرون کو ہر ملک	شمع نورانی سے روشن ہون فلک	اور در جنت کو رضوان کھولدے	زیب و زینت حور و غلمان کی کرے
خازن دوزخ عذاب چھوڑ کر	قفل تسکین کے لگائے در پر وہ	یاد چلنے آپ بلنے سے رہے	ہر فرشتہ کام اپنا چھوڑ دے
اور میکائیل و اسرافیل کو	حکم دے تو اور عزرائیل کو	کہ وہ ہر ایک کام اپنا چھوڑدے	آجکی شب تیری ہمراہی کرے
اور ارواح نبی و مرسلین	بس کرین آراستہ اپنے تئین	اور ہر ایک پیشوائی کے لئے	اپنی اپنی جا پہ آمادہ رہے
اور تو جنت مین جا کر لاک براق	اپنے ہمراہ لیکے با صد اشتیاق	احمد مرسل کی خدمت مین تو جا	اور بڑے اعزاز سے یان انکو لا
کہ عوض اس کام کے تجکو عطا	اجر طاعت ہوگا لاکھون سال کا	جبرئیل اس حکم کے سنتے اُٹھے	شوق سے اشعار یہ پڑھنے لگے

غزل

بھری ہے شکل محمدؐ کی ساری آنکھون مین	سمائی جب سے وہ صورت پیاری آنکھون مین
بٹھا کے لاؤن مین چشم روان مین اب اُن کو	بجائے پتلی جو آئین ہماری آنکھون مین
تمھاری آنکھ نے بے چین کر دیا مجھ کو	خدا کی دید بھری ہے تمھاری آنکھون مین
تمھاری شکل ہے پتلی تم آن کر دیکھو	تمھارا نقشہ جما ہے ہماری آنکھون مین
نظر سے کیون نہین ہو مست یوسف اب نکے	رکھے ہے بادۂ وحدت خماری آنکھون مین

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
الغرض جبریل جنت مین گئے	تا براق اک لائین حضرت کیلئے	ایک دیکھا اُن براقون مین براق	اور کھڑا روتا ہے با صد اشتیاق
پوچھا اُس سے حال کیسا ہے ترا	بولا جب سے نام احمدؐ کا سُنا	کھانا پینا کچھ پسند آتا نہین	عشق مین روتا ہون اُنکے ای امین
اُس کو عاشق جانکر جبریل لے	مصطفیؐ کے در پہ پس حاضر ہوے	عشق سے بس مرتبہ حاصل ہوا	اپنے وہ معشوق سے واصل ہوا
بس یہ جانو عاشقان احمدی	کہ اسے معراج مین معراج تھی	مصطفیؐ کا عشق جو کوئی رکھے	اُس کو معراج نبی آخر سے ملے

غزل

روے احمد کا تصور چشم مین آنے تو دو	ظاہرا دیگا دکھائی دھیان جمجانے تو دو
نور احمدؐ چشم ظاہر مین عیان ہو جائیگا	خاکپائے بوتراب آنکھون مین بھرجانے تو دو
ساقیا باقی نہ چھوڑون شربتِ دیدار کو	منھ تلک جام نبیؐ میرے ذرا لانے تو دو
میکشو بزم نبی مین بادۂ توحید کو	آج بھر بھر کے پئین گے انکو ملوانے تو دو
یوسف اب عشق نبیؐ مین لے نذیذ مشرب ہوا	کیا وہ سمجھاتے ہین ہمکو آنے سمجھانے تو دو

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
خواب سے بیدار حضرت کو کیا	اور پیغام خدا اُن کو دیا	کہ خدا نے یاد اب تمکو کیا	تا تقرب کا تمھین دے مرتبا
بعدہٗ بیت الحرم مین لیگئے	آب زمزم سے کیا غسل آپنے	اور پہنا کر لباس جنتی	ظاہر و باطن کی زیبائش کری
جب براق اوپر ہو حضرت سوار	دہنے بائین تھے فرشتے بیشمار	نور کی قندیل کو روشن وہ لے	آسمان تک روشنی کرتے چلے
آسمان پر جب ہوے حضرت روان	بن گئی بس دیکھو راہ کہکشان	الغرض اس دھوم سے حضرت گئے	آسمانون پر بڑے اعزاز سے
ہر نبی سے آسمانون پر ملے	انکی تعظیمون سے از حد خوش ہوے	اُس گھڑی ہر اک نبی کہنے لگا	اور غزل یہ شوق سے پڑھنے لگا

غزل

محمد پہ جان کو فدا کیجے گا تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمھارے	درود انپہ ہر دم پڑھا کیجے گا کرم ہاں کبھی تو کیا کیجے گا فدا جان و دل سے ہی یوسف تمھارا	دکھا دو ہمین خاص تم اپنی صورت جھرو کو نسے جھانکے ہی چھپ چھپ کبھی نہ تم دل سے اُسکو جدا کیجے گا	بھلا اب تو وعدہ وفا کیجے گا نہ نظرون سے اب تم چھپا کیجے گا
الف صلو علی اولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
سیر کی جنت کی سب درجات کی	سیر کی دوزخ کے پھر درکات کی	ہر جگہ دکھانے ڈھنگ کا ثواب	ہر جگہ دکھانے رنگ کا عذاب
مصطفےٰ جسوقت سدرہ سے بڑھے	بڑھکے جبریل عرض یون کرنے لگے	کہ نہین بڑھنے کی اب مجکو مجال	گر بڑھون آگے جلا دیوے جلال
بعدہٗ رفرف پہ حضرت ہو سوار	عرش کے اوپر گئے انجام کار	نور کا اک ابر پیدا پھر ہوا	قرب حق تک لیکیا حضرت کو گیا
جبرئیل اب رکھئیے کان کے کہان	اور کوئی خدمت میں اُسدم تھا کہان	قاب قوسین او ادنیٰ تک گئے	یعنی دو گوشہ کمان کے مل گئے
اک عروجی اک نزولی دو کمان	ایک نقطہ پر ملین دونون ہان	دائرہ پورا ہوا بس وصل کا	کہ ہوالاول ہوا لآخر ہوا
اُٹھگیا پردہ دوئی کا جب یہان	شکل عمرو دیکھی اک اپنی عیان	یعنی پردہ آئینہ کا اُٹھ گیا	عکس بس صورت سے باہم ملگیا
پایا حسن و عشق کا وہان اصل کام	عشقبازی کی ہوئی منزل تمام	خود کو خود مین دیکھکر حیران ہوئے	یہ غزل اُسوقت تب پڑھنے لگے

غزل

وصال یار سے جس دم ہوا ہمین نکلے مثال آئینہ صورت نما ہمین نکلے
تلاش یار مین سون ہی ہم رہے مدہوش جو آیا ہوش کہ جانان ملا ہمین نکلے
ہمیشہ ماو شما مین رہے نہ یار ملا جو پایا یار کو ماو شما ہمین نکلے
نہین ہی فرق یہان اب سوائے نقطہ کے سمجھو سے اپنی خدا او جدا ہمین نکلے
لحاظ چاہیئے اس بات کا تجھے یوسف خدا کے نور سے نکلا تو کیا ہمین نکلے

ترجیع بند

جب سے آدم مین ہوا خانہ نشین نور حرم دم کشاکش مین ہی مابین وجود اور عدم
جبکہ دم مین ہو اظاہر کہ یہی ہی ہمدم مضطرب ہو کے لگا پڑھنے یہ مضمون حرم

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر ایک سا جلوہ دکھائے ہی وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا راز دل اس کا باہر بیقراری سے کہا دیکھو تماشا آخر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

یار کو دیکھتی پھرتی تھی نظر ہم ہر جا — پر نہین اس کا ذرا بھی نہین باقی تھی پتا
آئینہ اُس کے مقابل مین کہین آجو گیا — عکس کے ہوتے ہی دو چار لگی کہنے ہوا

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پھرے ہے مضطر — ڈھونڈھتی پانی کو دریا نی مکے خود ہو اندر
بوند لیتی ہے وہ جب پانی کو اوپر آکر — ڈوب جاتی ہے بس اس غم مین یہ مصرع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اڑے جاتے ہین — پھر نظر مین وہ کسی کے بھی نہین آتے ہین
روزن خانہ سے جس وقت عیاں پاتے ہین — خود چمکتے ہین زبان پر یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال — تو خدا خود ہے خود آواد کے پردہ کو نکال
جب خود آیا تو خدا سے ہوا بے پردہ وصال — اس لیئے اپنی زبان پر ہے ای یوسف یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

اس فنائیت نے جب پائی بقا — یا ب راز و نیاز کا باہم کھلا — یعنی تین اقسام پر بٹتی کہین — اُس دم اللہ نے محمد کے تئین
ایک وہ کہ کہنا ہت کے تئین — وہ شریعت جان اب تو بالیقین — دوسری مین اختیار ان کو دیا — اس کو کہتے ہین طریقت پیشوا
تیسرے کہ کہنا مت ہر گز ذرا — اُس کو کہتے ہین حقیقت اولیا — پس کلام احمدی ہین کل یہ بات — ہوتی ہو ظاہر ہر اک کلمہ کے ساتھ
لائق اپنے فہم کے ہر اک کوئی — کرتا حاصل پاس سے راز معنوی — بعدہ علم اول آخر کا دیا — اور بڑے اعزاز سے رخصت کیا
آستانہ پر قدم جب کہ رکھا — ہلتی تھی زنجیر بستر گرم تھا — صبح کو حضرت نے جب یہ ماجرا — بالمشافہ سب صحابہ سے کہا
ہوئے بوبکر اُس گھڑی صدقت کا — اور بولا بوالحکم کذبت کا — یہ ہوئے صدیق اس اقرار سے — وہ ہوا بوجہل اس انکار سے
الغرض ہر ایک اصحاب نبی — اس بشارت سے ہوا از بس خوشی — فرط شادی سے ہر اک پڑھنے لگا — اس غزل کو خود بالحان و صدا

غزل

جب سے ای حسن ازل عالم کو روشن کر دیا — گل کھلایا عشق نے سینہ کو گلشن کر دیا
جھانکنے کو دل نے اُس مہمان جانان کیلیے — دیدہ منظر کر دیا مژگان کو چلمن کر دیا
شعلہ ہو کار انکو پیش نظر تھا جو خیال — خرمن ہستی جان ہوئی اور دل کو ایمن کر دیا
جھانکتا منظور ہے پردہ نشین کو اس لیئے — خانۂ تن مین ہر اک جا دیکھو روزن کر دیا
حسن یوسف کا یہان ہر گز نہ ہوتا آشکار — عشق نے بن کر زلیخا چاک دامن کر دیا

الف صلو اعلی النبی العربی — سید الانبیاء و العجمی — بھیجو لاکھون درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر مدام

جبھی سنا کفار نے یہ ماجرا
ہر طرح کا ڈر انھین پیدا ہوا

پھر مدینے سے بہت انصار نے
پائی دولت آن کر اسلام سے

حسب خواہش آپ نے انصار کے
حکم ہجرت کا دیا اس واسطے
تب غزل ہر ایک یہ پڑھنے لگا

آپ سے پرخاش وہ کرنے لگے
ہر طرح کا رنج پہونچانے لگے

جب بہت غلبہ کیا کفار نے
اور مسلمان رنج میں پانے لگے

تا مسلمان سب مدینے کو چلین
اور مکہ مین نہین ہرگز رہین
اور فرقت سے ہر اک کہنے لگا

غزل

گر مدینہ کو نکالا سر ٹپکتا جائے گا
طائر قبلہ نما سا دل پھڑکتا جائے گا

جوش حُبّ احمدی مین ہو گیا ہون مین شہید
حشر تک خون کا مرے قطرہ ٹپکتا جائے گا

خاک پائے احمدی ملنا مری روز وصال
نو عروسانہ مرا لاشہ مہکتا جائے گا

حسرت دیدار حضرت مین اگر مین مر گیا
قرب حق تک روے احمد دیدہ تکتا جائے گا

گر ہوائے احمدی باغ جنان تک لیگئی
دمبدم غنچہ مرے دل کا چٹکتا جائے گا

جس کو پینا ہو پئے اب بادۂ عشق نبی
جام دل اپنا قیامت تک چھلکتا جائے گا

گر نہ یوسف غنچۂ دل وصل احمد سے کھلا
خار حسرت قبر تک دل مین کھٹکتا جائے گا

الف صلوا علیٰ اولی العربی
سید الانبیاء والعجمی

بھیج لاکھون درود او سلام
اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ تنہا جبکہ مکہ مین رہے
اور بوبکر و علی ہمراہ تھے

اپنے بستر پہ علی کو بس سلا
ثور مین آئے وہ باحکم خدا

تین دن اُس غار کے اندر رہے
بعدہٗ وان سے مدینہ کو گئے

یعنے کفارون پہ کی از بس غزا
اُنکے اعمالون کی دی انکو جزا
ہو گیا ہر ایک مالا مال تب

خالی میدان بس وہ کافر دیکھ کے
آپ کے در پہ ہلاکت کے سے لگے

آئے وہ خورشید برج ثور مین
تاکہ اُس جا سے شرف حاصل کرین

چمکا تب خورشید با اوج کمال
اور کفارون کو بتلایا جلال

کھولا دروازہ سخا و جود کا
دولت اسلام دی سب کو بلا
یہ غزل پڑھنے لگے اسوقت سب

غزل

دریا تو تنگ ظرف ہو جو اُسپہ شل پڑے
تو وہ کریم ہے کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے

بہتر ہون کیون نہ تیرے امورات دینوی
جب ہو نظر خدا پہ تو کیسے خلل پڑے

تیرے عدو کو حال تحمل اگر لکھون
کچھ شک نہین کہ پڑھتے ہی اسکا چھل پڑے

تیری صفائی پختہ مزاجی کی گر لکھون
خامہ کے منھ سے میرے سیاہی نکل پڑے

یوسف کو ہے تسلی ترے جود عام سے
تشنہ کو جیسے پانی کے پینے سے کل پڑے

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

سراپا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقان مع صفات احمدی	ایسا لکھے ہیں سراپائے نبی	کیا لکھوں انکا سراپا کیا لکھوں	کہ وہ ہیں حق کے ثنا کیا لکھوں
قد میانہ اور موزوں آپ کا	کہ لبھاتا دل کو جان کو بھاتا	سر مبارک آپ کا سب سے بڑا	عقل کامل سے تھا وہ از بس بھرا
بال انکے تھے سیاہ اور بس دراز	بال بال ان میں بھرا تھا حق کا راز	رنگ چہرہ کا سفید و سرخ تھا	جوں گلاب الا منور ماہ سا
اور پیشانی کشادہ نوردار	گویا صفحہ نور کا تھا آشکار	اور تھیں خمدار ابرو بس کھلی	ظاہرا معلوم ہوتی تھیں ملی
آنکھیں انکی تھیں بڑی سرخی بھری	آگے پیچھے دیکھتی تھیں ایک سی	اور سماعت آپکی تیز و صفا	خواب و بیداری میں سنتے ایک سا
بینی اونچی اور بتیسی کھڑی	گویا ہر دم رہتی تھی لب پر ہنسی	سُرخ لب دانت تھے اطور سے	ڈبہ یاقوت میں گوہر بھرے
اسقدر شیریں دہن تھا آپکا	چاہ میں آب دہن جبکہ پڑا	ہے انس سے یہ روایت ظاہرا	کھارا پانی چاہ کا میٹھا ہوا
اسقدر گردن تھی حضرت کی سفید	میلی اسکے آگے تھی چاندنی بھی	اُس پہ تھی مہر نبوت ظاہرا	جیسے تارا صبح صادق میں کھلا
سینہ بے کینہ صفا تھا اور بڑا	گویا اس میں گنج حق کا تھا بھرا	تھا ملائم جسم اطہر اور صفا	اور نہ کوئی بال اُسپر تھا ذرا
ہاتھ لانبے تا بزانو آپ کے	ساق پا سیدھے تھے اور باریک تھے	جسم سارا آپ کا تھا نور کا	جیسے شعلہ شمع کافور کا
اس لئے اس جسم کا سایہ نہ تھا	کہ نہیں ہوتا ہے سایہ شمع کا	اور پسینہ بسکہ خوشبودار تھا	کہ رکھا کرتا تھا دلہن کو بسا
جس گلی کوچے میں ہوتا تھا گذر	مہک جاتا تھا ہر اک دیوار و در	گویا سرتا پا وہ ظاہر حسن تھے	جانتے کون ہم انکو سوائے عشق کے

تضمین غزل حافظ

جہاں میں کوئی نہیں تیرے حسن کے مانند
تمھاری چشم و لبوں پر ہر ایک خواہشمند
کہ روئے پاک ترا حق کو ہو گیا ہے پسند
غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

جو پوچھا بلبل شیدا سے گل نے از رہ ناز
کہا کہ تجھ کو ہنسی گریہ مجھ کو ہے آغاز
کہ راز فاش ہوا کیسے عشق کا ہمراز
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

دل طپیدہ پھنسے زلف یار میں اکثر
دلا عجیب تماشا دکھائی دے گا اگر
مثال ماہی بے آب اس میں ہیں مضطر
بزیر زلف دوتا چوں گذر کنی بنگر
کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند

بکھیرے بال بنفشہ نے اپنے ہوغمگین
ہزار من بلبلین نالان ہین رنج مین گلچین
گلون کے زخم جگر سے ہین پیرہن رنگین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

اگرچہ سب کے دلون مین ہی یار کی الفت
جناب دوست مین دیکھی تری ہی خاک عزت
بجز فقیرون کے حاصل نہین ہوئی وصلت
رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت
کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

خدا کے واسطے اے رند کفر عشق کرو
خلاف بات ہے ان زاہدون کی سب یاد
ملے گی خلد تمہین اس گناہ سے نڈر رو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگار انند

چمن مین مرغ نوا سنج تیرے پیش دپس
تو چلکے دیکھ تو گلشن مین اے گل نورس
کرین ہین نغمہ تجھے دیکھکر جو ابکی برس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

تری طلب مین ہے جولان ہر ایک کا توسن
پڑا ہون مثل سکندر جو مین بر رنج و محن
مرا قدم نہین اٹھتا کہ راہ تا ایمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوار انند

شراب عشق کو پی شوق سے ہی نیک سخن
پڑا ہے دیر کے ٹکڑون پہ کیون تو باندھ کے دہن
ریا کو دل سے تو کر دور بات میری سُن
بر د بصومعہ کہ دچہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

پھنسے ہین دام مین اُن کے جو آن کر آزاد
الٰہی پیچ سے کوئی نہ اُن کے ہو آزاد
رہائی کب ہوئی یوسف کو قید سے صیاد
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگار انند

مناجات

اے خدا جلوہ دکھا دے مصطفےٰ کیواسطے
دید احمد سے خدا کی آشنائی تو ہوئی
اور دنیا مین نہ کر محتاج اور رسوا مجھے
یا محمد پھر دکھا دو مُنھ خدا کیواسطے
وصل کامل دے خدا تو مرتضیٰ کیواسطے
ظاہر و باطن غنی کر فاطمہ کے واسطے

اور صالح کرتو میری آل کو اولاد کو — اور راہ نیک دے آل عبا کے واسطے
دوستدار اون کو مرے بن دے تو حب مصطفےٰ — اور دے تو عشق اپنا اولیاؒ کے واسطے
میرا جینا اور مرنا مصطفےٰ کے ساتھ کر — اور بھی کر حشر میرا انبیاؑ کے واسطے
مرشدون کو میرے راضی رکھ تو مجھسے ای خدا — خواجگان چشت و ہادی و ہُدا کے واسطے
یہ دعا آخر ہے یوسف کی کہ اپنی راہ مین — دے شہادت اُس شہید کربلا کے واسطے
ختم کر مولود با نام خدا و مصطفےٰ — تاکہ ہو مقبول آلِ مصطفےٰ کے واسطے

صل یا رب علی خیر الانام — الف مرۃ ثم مثلہا السلام
بھیج تو یارب درود و ہم سلام — مصطفےٰ پر آل پر اُسکی مدام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قطعات تاریخ طبع سابق کتاب ہذا

ازمورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

گشت شایع از عنایات خدا بار ششم — ترجمان مثنوی مولوی معنوی
کلک عاقل مصرع تاریخ ہجری زد رقم — طبع شد قرآن مرتب در زبان پارسی
۱۳۴۲ھ

ازجناب مولانا مولوی محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح مطبع ہذا

اینچہ بحریست باخلاق تصوف کہ ازو — ہست جاری زعجم تا بعرب چشمہ فیض
خامۂ حامد سرگشتہ بسال طبعش — فی البدیہہ نوشت ای چہ عجب چشمۂ فیض
۱۳۴۲ھ

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب مستغنی الاوصاف حاوی مصالح دینی و دنیوی اعنی مثنوی حبر نبیل فاضل جلیل معرفت پناہ حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مثنوی مولوی معنوی کہ حقیقت مین بحر عرفان ہے اور متاع دین و ایمان موسوم بہ پیراہن یوسفی اُردو ترجمۂ مثنوی مذکور مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی ذی المجد والمحاسن عالیجناب معلی القاب اے بہادر منشی رام کمار صاحب بھارگو دام اقبالہٗ مالک مطبع ماہ اپریل ۱۹۴۳ء بار ہفتم بتصحیح تام و اہتمام مالاکلام بی۔بی کپور سپرنٹنڈنٹ بصد حسن و خوبی طبع ہو کر مرغوب و مطبوع عالمیان ہوئی

اعلان۔حق تالیف اس کتاب کا مطبع اودھ اخبار مین محفوظ ہے اور رجسٹری اس کتاب کی ۹ جنوری ۱۸۸۶ء مین ہوئی اور نمبر ۱۶ پر درج رجسٹر دفتر رجسٹری ہے